وحشتِ دیوانگی

وحشت دیوانگی

پارس راجہ

گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک اس کی جیسے قطرہ قطرہ کر کے اس کے وجود سے جان کھینچ رہی تھی۔

وہ بیڈ پر سکڑی سمٹی اپنی ٹانگوں کے گرد دونوں بازوؤں لپیٹے اس پر سر رکھے۔خوف حراس سے لزتی آنسو بہانے میں مصروف تھی۔

دل چاہ رہا تھا اس کے آنے سے پہلے وہ خود کو مار دے یا اپنے وجود کو زمین میں زندہ دفنا دے۔

تا کہ پل پل جان نوچتی اس زندگی سے نجات پا سکے۔

پر اسے کہاں اختیار تھا،اس کی زندگی تو کیا ہر آتی جاتی سانسیں بھی قیدی تھیں۔

کتنا مشکل ہوتا ہے جب آپ اپنی مرضی سے سانس بھی نہ لے سکے۔

وہ جب بھی اس کے سامنے آتا وہ مرنے کو آجاتی۔جان تو تب ہوا ہوئی جب وہ دروازہ کھو کر اندر آیا۔

وجود کسی سوکھے پتے کی ماند لرز اٹھا۔نازک سا دل سینے میں تڑپنے لگا۔

سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔وہ جانتی تھی کون ہو گا۔وہ مزید سمٹ گئی۔

اندر آنے والا شخص اس کے لرزتے نازک سراپے کو دیکھ گہرا مسکرایا۔

"کیسی ہے میری پری جان۔۔" وہ حسبِ معمول چیئر کھینچ کر بیڈ کے قریب ہی بیٹھ گیا۔وہ بنا اس کی بات کا جواب دیئے اپنے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی رہی۔ جیسے ہمت نہ ہو آج اس کا سامنا کرنے۔پر جواب نہ ملنے پر مقابل کے اعصاب تنے تھے۔

"میری پری تم جانتی ہو نہ مجھ سے فرار ممکن نہیں۔تو تمھاری یہ کوششیں بلکل بے کار ہیں۔اس لیے اپنے اس نازک سے وجود پر کیوں اتنا ستم ڈھاتی ہو۔"

وہ سرد لہجے میں بولتا اس کے حواس منجمد کر گیا۔کئی موتی ٹوٹ کر بے مایہ ہوئے تھے۔

"تم جانتی ہو نہ تمھیں دیکھے بنا نہ میرا دن شروع ہوتا ہے نہ رات کو نیند آتی ہے۔اور اگر تم سے ابھی مجھے اپنا دیدار نہیں کروایا۔تو مجھے بہت غصہ آجائے گا اور پھر سالا یہ دل تمھیں کچھ کہنے نہیں دے گا۔پھر کہیں تو مجھے اپنا غصہ ٹھنڈا کرنا ہی پڑے گا نہ۔.... تم سمجھ رہی ہو نہ میری پری۔۔۔" وہ دھیمے لہجے میں سفاکی سے بولتا اسے بے بس ترین کر گیا۔وہ اس بات کے پیچھے چھپی دھمکی جان گئی تھی۔اس وقت اسے اپنا حسین چہرہ دنیا کا سب سے بڑا عذاب لگا۔کاش وہ اپنے وجود کو تیزاب سے جھلسا دیتی۔

ناچاہتے ہوئے بھی اس نے اپنا سر اٹھا۔پر وہ اس کی شکل دیکھنا نہیں چاہتی تھی تبھی آنکھیں میچ لیں۔اس سے زیادہ حوصلہ آج اس میں نہیں تھا۔صدام خان تو اس منموہنی کو دیکھ کر ہی دل تھام گیا۔

سفید برف جیسی رنگت بے تحاشہ رونے کی وجہ سے گلال ہو رہی تھی۔ چھوٹی سی پیشانی پر ننے ننے قطرہ موتیوں کی مانند چمک رہے تھے،،، میچی ہوئی آنکھوں پر نم دراز گھنیری پلکوں کی جھالر، چھوٹی سی ستون ناک بھی سرخیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، پھولے ہوئے گلابی،،اور بھرے بھرے نازک گلاب کے پھولوں کی پنکھڑیوں سے سنگرفی لبوں کی سرخیاں بے حد جان لیوا تھیں۔

" آف ظالم جان۔۔۔۔بہت ظلم کرتی ہو اپنے نازک سے دل کے خان پر۔" وہ دل پر ہاتھ رکھتے اسے گہری نظروں سے دیکھتے بولتا اسے مزید لرزنے پر مجبور کر گیا۔

" دل چاہ رہا ہے ابھی سارے بند باندھنے کی کوشش ترک کر کے تمھیں اپنا بنا لوں۔،،، پر کوئی بات نہیں صرف انیس دن کی ہی تو بات ہے جہاں چھے سال انتظار کیا ہے انیس دن ہو سہی۔," وہ نرمی سے اس کے بال چہرہ سے ہٹاتے ہوئے محبت آمیز لہجے میں بولا۔ پر آج بھی اسے صدام خان کی باتوں سے اس کے لہجے سے نفرت اور گھن محسوس ہوئی۔

" میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا اپنے خان کے لیے میری پری۔" وہ اپنی آنکھوں میں اسکا حسین چہرہ سموتے ہوئے کہتے الٹے پاؤں واپس پلٹ گیا۔

اس کے جانے کے بعد اس نے اپنی درد میں اٹی گولڈن آنکھیں وا کیں۔ اور بھاگ کر واش روم میں گھس کر پھرتی سے شاور ان کیا اور کپڑوں سمیت نیچے کھڑی ہو گئی۔

اور رگڑ رگر کر اپنے وجود صاف کرنے لگی۔ کیونکہ صدام خان کی ناپاک اور گندی نظروں نے اسے دیکھیں تھیں۔بے بسی سے بہت سے آنسو پانی میں مل کر بے مایہ ہونے لگے۔
پر اس کی اذیت کہاں کم ہو رہی تھی۔

ooooooooooooooo

وہ ایک ہاتھ پر پش اپس کرتا۔ بازوؤں کی پھولیں ہوئی رگیں وجود میں خون کی تیزی سے گردش کی گواہی دے رہیں تھیں۔ ہیزل گرے آنکھوں کی سرخی اس کے سخت غصے ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔
سامنے ہی رسی سے ایک شخص کو ایک ٹانگ سے چھت سے الٹا لٹکائے وہ مسلسل عضے سے اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ جس پر سامنے لٹکے انسان کی جان جا رہی تھی۔ ڈھیڈ گھنٹے سے دونوں اسی پوزیشن میں تھے۔سامنے الٹے لٹکے شخص کا مسلسل لٹکے دہنے کی وجہ سے بے حد سرخ ہو رہا تھا ایسا لگ رہا تھا وجود کا سارا خون چہرہ اور آنکھوں میں آگیا تھا۔
"جج۔۔۔جے۔۔۔اس بار۔۔۔ معاف کردو۔۔۔ آئیندہ ایسا نہیں کروں گا۔" وہ پچھلے ایک گھنٹے سے یہ بات کہیں بار کہہ چکا تھا۔ پر سامنے والے کی کان پر جوں تک نہ سر کی تھی۔
"جے قسم۔۔۔سے بہت چکر آرہے ہیں۔ مجھے لگ رہا ہے میں مرنے والا ہوں۔ میری کوئی غلطی نہیں تھی سچ میں۔" وہ باقاعدہ چکر کر اسے دکھتا مظلوم بن رہا تھا۔ اس کی مظلومیت کا قصہ سناتا وہ اٹھا تھا۔

لٹکے ہوئے وجود کو لگا اس کی مظلومیت کام آگئی۔ پر ساری غلطی فہمی ایک پل میں ہوا ہوئی۔ جب وہ ٹیبل پر رکھے پانی کے جگ اٹھا کر اس پر انڈھیل گیا۔

"بے۔۔۔۔!" وہ تلملا کر رہ گیا۔

،" کچھ حواس ٹھکانے آئے یا مزید ڈوز چاہیے۔" وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے سرد لہجے میں دریافت کر رہا تھا۔ لٹکے شخص نے دل ہی دل میں بازل شاہ کو ان گنت گالیوں سے نوازا۔

"قسم سے بے میری کوئی غلطی نہیں تھی سارا کیا دھرا اس میسنے بازل شاہ تھا۔" وہ بازل شاہ کے نام کو دانتوں تلے پیس کر بولا جیسے اس کا نام نہیں وہی اس کے دانتوں کے شکنجے میں ہو۔

"بے وقوف اسے بنانا ریان ملک جو تمھاری حرکتوں سے ناواقف ہو۔" وہ عین اس کے سامنے ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے طنزیہ انداز میں گویا ہوا۔

" بے تمھیں ترس نہیں آرہا مجھ جیسے پیادے، اور پیارے بھائی پر۔۔۔ دیکھو صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ اب تو بھوک سے انتڑیاں بھی بین ڈال رہی ہیں۔ کچھ تو رحم کرو میرے بھائی۔" وہ اپنے نادیدہ آنسو صاف کرتے۔ مظلومیت سے بولتا۔ کہ شاید اس مونسٹر کو بچے پر رحم آجائے۔

"ٹھیک ہے پر آئیندہ معافی نہیں ملے گی۔" وہ ورن کرتے ایک جھٹکے سے چاکو سے رسی کاٹ گیا۔ ریان ملک دھڑم سے زمین بوس ہوا تھا۔

"ہائے۔۔۔۔۔ ظالم مار ڈالا بچے کو۔۔۔" وہ اپنی کمر تھامتا کراہ اٹھا۔

جان عالم بنا اس کی دھائیوں پر کان دھرے جم سے نکل گیا۔
کچھ ہی دیر بعد وہ کمر پر ہاتھ رکھے اٹھا اور کچن کی جانب چل دیا۔

○○○○○○○○○○○

رات کی گہری سیاہیاں عروج پر تھیں۔دور دور تک پھیلا سناٹا سمندر کی پاگل ہوتی لہروں کا شور۔ہر طرف چھائے گہرے سکوت میں۔ایک لڑکی ریت پر گھٹنوں کے بل بیٹھی۔اپنے سامنے ریت کا کیک بنائے اس پر چھوٹی سی کچھ گنگنا رہی تھی۔

"ہیپی برتھڈے ٹو می۔۔۔۔ہیپی برتھڈے ٹو می۔۔۔" وہ گنگناتے ہوئے تالی بجاتی درد سے اٹی آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔

یہ جانے بنا کہ کوئی اس کی ایک ایک حرکت اپنی سرد آنکھوں سے بغور دیکھ رہا ہے۔

"ہیپی برتھڈے ڈیئر لمظ۔۔۔۔ہیپی برتھڈے۔۔۔۔ہیپی برتھڈے۔" وہ گنگنانا بند کر کے موم بتی پھونک مار کر بجاتی۔ریت بنائے کیک کو دونوں ہاتھوں پیالے کی صورت بناتے اس میں ریت بھر کے اپنی جگہ سے اٹھی۔اور سمندر کی جانب بڑھنے لگی۔وہاں موجود شخص کے قدم بھی اس کی سمت بڑھے تھے پر وہ رک گیا۔شاید اسے کسی کی زندگی میں مداخلت پسند نہیں آئی تھی۔تبھی ہنوز اس پر نظریں ٹکائے اسے دیکھتا رہا۔

لمظ ابرھیم نے اپنے ہاتھوں میں بھری زیت کو سمندر میں اچھال دیا۔

ج تمھاری دوست کا بر تھڈے ہے۔" وہ اونچی آواز میں چلائی تھی۔اور زور

زور سے پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی۔ پر اس کی ہنستی میں بھی درد تھا۔وہاں موجود کچھ فاصلے پر کھڑے شخص کو وہ کوئی پاگل گی۔ پر جھٹکا تو تب لگا۔جب وہ ہنستی ہنستی دھاڑے مار مار کر رونے لگی۔

"میں بری نہیں ہوں سنا تم۔۔۔۔ نہیں ہوں میں بری۔" وہ چلاتے ہوئی جیسے سمندر کو بتانا چاہ رہی تھی۔

"کوئی اچھا نہیں ہے...پر میں بری نہیں ہوں۔"وہ رندھی ہوئی آواز میں چلائی۔

تبھی ایک باغی تیز لہر اس کے پیروں سے ٹکرائی اور اس سے پہلے کے وہ سمندر کی لہروں کا حصہ بنتی۔وہ تیزی سے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچتا اس کے گرد اپنا حصار باندھ گیا۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ لمظ ابرھیم کو سمجھنے سوچنے کے موقع تک نہ ملا۔وہ مقابل کے چوڑے اور پتھر جیسے سینے پر سر ٹکائے اپنے مائوف ہوتے دماغ کے ساتھ سچویشن سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

پر مقابل کے وجود سے اٹھتی جان لیوا کلون کی خوشبو اسے اپنے نتھنوں میں گھستی محسوس ہوئی۔جو ایک بار پھر اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج کر گئی۔

آئی نو آپ کو اپی چھوٹی لگے گی پر ابھی اسی سے گزارا کریں۔اور اچھے اچھے کمینٹ کریں تاکہ پھر دوسری اپی جلدی لکھنے کا سوچوں۔

:Don't copy paste without my permission

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔پر خیرت کی بات وہ جس کے سینے پر سر رکھے کھڑی تھی۔اس کی دھڑکنوں میں ذرہ سی بھی غیر معمولی جنبش محسوس نہ ہوئی۔ساحل سمندر،جذبات سے بوجھل کر دینے والیں سرد ہوا۔ایک صنف نازک کا قرب لیکن اس کی دھڑکنوں میں ذرہ سا بھی شور نہ اٹھا.

لمظ ابرھیم نے ہمت جھٹا کر اسے دھکا دے کر خود سے دور کرنا چاہا پر مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔

"پلیز لیومی۔۔۔۔وہ خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی سعی کرتے ملتجی لہجے میں نم آواز سے بولی۔رونے کی وجہ سے آواز بھاری ہو رہی تھی۔

"شش۔۔۔۔۔مرمیڈ مزاحمت کرنا بند کرو۔۔۔۔۔اور سنو آج کے بعد رات کو یہاں بلکل مت آنا۔" وہ اسے ایک لقب سے نوازتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔لمظ ابراہیم کی ریڑ کی ہڈی میں سرسراہٹ ہوئی۔وجود کیسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا۔

وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔

"اب ایک منٹ سے پہلے یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔۔گو۔" وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے سختی سے بولا۔آزادی پاتے ہی۔اپنی گاڑی کی جانب بھاگی۔جیسے ہی اس نے دروازے کھول کر اندر

بیٹھنا چاہا۔ یکلخت اس نے لمظ ابرھیم کو بازو سے پکڑ کر گاڑی سے لگ دیا۔ اس افتاد پر لمظ ابرھیم کی چیخ نکلی تھی۔

پر مقابل بنا پروا کیے اس کے کان کے قریب جھکا۔

"ہیپی برتھڈے مرمیڈ۔۔۔ وہ مدھم آواز میں سرگوشی کرتا جیسے اس کی سماعت میں صور پھونک گیا۔

اس کے نرم گرم سانسوں کی تپش وہ اپنے کان پر محسوس کرتی لرزا ٹھی۔ چہرہ سرخ ہوگیا۔

اسے لگا اس کے وجود میں جان ہؤا ہوگئی ہے۔ وہ ساکت ہوگئ۔ یہاں تک کے وہ اس سے دور ہو کر منظر سے غائب ہوگیا۔

پر وہ کتنی ہی دیر ساکت رہی۔ دور کھڑا وہ اب اسے دیکھ رہا تھا اور تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ چلی نہ گئی۔ اسے خود سے دور جاتا دیکھ کر نہ جانے کیوں بے چین سی ہوئی۔

"لمظ..... بے حد نرمی سے اس کے لب ہلے تھے۔

ooooooooooooo

"رے تم نے بازل شاہ کو کہیں دیکھا ہے۔" ریان لیپ ٹاپ میں کسی کا سسٹم ہیک کرنے میں مصروف تھا۔ مونا نے اس کے پاس آکر پوچھا۔

"موناڈارلنگ اسے دیکھنا کا فریضہ جب تم سب سے اچھے سے انجام دیتی ہو تو مجھے کیا ضرورت ہے اس سڑے ہوئے بینگن کو دیکھنے کی۔" وہ جو پہلے ہی بازل شاہ پر تپا ہوا تھا برا سا منہ بنا کر بولا۔

"سڑے منہ۔۔۔ تم کبھی نہ سدھرنا کمینے انسان۔" وہ بازل شاہ کو سڑا بینگن بولنے پر بھڑک اٹھی۔

"جے نے بلایا ہے ہم سب کو۔۔۔ اب جلدی سے اسے کال کرو۔" اجلت سے بولی۔

"ہاں تو خود ہی کر لونہ۔" وہ جیسے بھرا پڑا تھا۔ مونا کو اب اس پر غصہ آیا تھا۔

"ارے بکواس نہیں فون کروں بے ہودہ انسان۔۔۔ لیٹ ہونے پر جے غصے ہو گا۔ میری کال ریسیو نہیں کر رہا وہ۔" اسے نہ مانتے دیکھ وہ بڑے ضبط سے بولی۔ جس پر ریان ملک کا چھت پھاڑ قہقہ پورے روم میں گونجا۔ مونا کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ریان ملک کا منہ نوچ لے۔

"ہاں تو کس نے کہا ہے ہر وقت اس بچارے کے سر پر سوار رہوں۔ اور اسے گھورتی رہو۔ تنگ آ کر اب وہ یہی کرے گا نہ۔۔۔ نا کے تمھارے بار بار اظہار محبت پر اس جیسا خشک مزاج بندہ تمھیں اظہار محبت کرے گا۔ ایک تم ہی بے وقوف ہو جو اس جیسے پتھر کے ساتھ سر پھوڑ رہی ہو۔۔۔"

ایک بار وہ شروع ہو گیا تو کہاں رکنے والا تھا۔ تبھی وہ اکتا کر بول پڑی۔

"ارے تم کال کر رہے ہو یا جے سے تمھاری شکایت کروں۔" دھمکی دینے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا۔

"کرتا ہوں منحوس تم دفاع کرو اپنی بری شکل یہاں سے" وہ کلس کر بولتا فون نکال کر بازل شاہ کو کال ملانے لگا۔

مونا دانت پیس کر رہ گئی۔ اور پائوں پٹکتے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

ریان کال کر کے بازل کو فوراً گھر آنے کی اطلاع کی۔

○○○○○○○○○○○○○

وہ سب اس وقت سیکرٹ روم میں اپنی اپنی جگہ سنبھالے پوری سنجیدگی سے نظریں سامنے سکرین پر جمائے ہوئے تھے۔

" آگر ہم اس انسان کو پکڑ لیں تو زیادہ تو نہیں مگر بہت کچھ یہ ہمیں بتا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ہی لڑکیوں کو کلب سے غائب کرواتا ہے۔ اور یہ ہی نہیں کالجوں، یونیورسٹیز اور سکولوں سے بھی کم عمر لڑکیوں کو غائب کراتا ہے۔ اور کالجز میں ڈرگز کی بھاری مقدار سپلائی کرتا ہے۔" بازل شاہ نے حاصل کی ساری انفارمیشن سب کو بتاتی۔

" جان عالم تنے عصاب کے ساتھ سامنے سکرین پر نمودار ہوتے شخص کو دیکھتا بازل شاہ کو سن رہا تھا۔

" بازل ریان مجھے اگلے دو دن کے اندر اندر اس شخص کی ساری انفارمیشن چاہیے۔ کہاں جاتا ہے کیا کرتا ہے۔ کیا کھاتا ہے، ایوری تھنگ" وہ سخت لہجے میں تحکم بھرے انداز بولا، کہ دو دن مطلب دو دن۔

" اوکے بج ہم لے آئیں گے۔" ریان ملک تیار تھا بازل شاہ نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

" مونا تم میرے ساتھ کالج جا رہی ہو۔" وہ اب مونا سے مخاطب ہوا" جس پر اس نے سر خم کیا۔

" تم دونوں سب سے پہلے کلب جائو گے۔۔ سب ہر پل ایک دوسرے سے کونٹیکٹ میں رہیں گے۔ کسی بھی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔" اس کی بات سن کر سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اوکے اب تم لوگ جائو۔" اس نے جانے کی اجازت دی۔

"بازل تم رکو۔" وہ بنا کسی احتجاج کے اس کا حکم مانتا رک گیا۔

"کوفی پیو گے۔۔" وہ بغور اس کے چہرے کے اتر چڑھائو دیکھا دریافت کر رہا تھا جس کی آنکھوں حد سے زیادہ سرخ ہو رہیں تھیں۔ وہ جانتا تھا۔ وہ دوسروں کی طرح اپنے اندر کی تکلیف کو کبھی ظاہر نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کوئی واویلا مچاتا تھا۔ پر سامنے جے ایس تھا جو اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔

"ہمم!" وہ بس اتنا ہی بولا تھا۔ وہ بہت کم گو تھا۔ جان عالم کوفی بنانے کے لیے روم میں ہی بنے کچن کی جانب بڑھا۔۔

"کیا کوئی پریشانی ہے بازل۔۔۔" وہ کوفی کا کپ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے اس کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" اس کے سوال پر سپاٹ لہجے میں تین لفظوں کا جواب آیا تھا۔

"میں مان لیتا ہوں۔" وہ کوفی کا سپ لیتے ہوئے طنزیہ بولا۔

"جان۔۔۔ ناجانے کیوں بہت درد ہے یہاں۔۔۔ بہت زیادہ۔" وہ دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بے بس سا بولا۔ وہ جانتا تھا وہ زیادہ دیر تک اس سے کچھ نہیں چھپا سکتا تھا۔

جان عالم بازل شاہ کے چہرے سے اس کے اندر کی تکلیف کا اندازہ لگا سکتا تھا۔

"دل چاہ رہا ہے سب کچھ تباہ کر دوں۔" وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھنسائے وحشت زدہ ہو رہا تھا۔ جان عالم نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا بازل" وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے اسے پر سکون کرنے لگا۔

"کچھ ٹھیک نہیں ہو گا جان مجھے کچھ یاد کیوں نہیں آتا۔ میں اس طرح سے مر جائوں گا۔ میرے اندر اٹھتے سوال میری جان لے لیں گے۔" وہ جیسے اذیت کی انتہا پر تھا۔

" بازل شاہ تم اتنے کمزور کیسے ہو سکتے ہو۔ تم تو وہ ہو جیسے دیکھ کر ہی دشمن کی سانسیں رک جاتی ہیں۔ بڑے بڑے زخم جس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ پھر اتنے کمزور کیسے ہو سکتے ہو۔ تم بازل شاہ نہیں باسل ہو جے ایس کی طاقت۔ تو کیا باسل اتنا کمزور ہے" وہ اسے اپنے سامنے کرتے درشت لہجے میں بولا۔

" جان کبھی کبھی زخم بہت دکھتے ہیں۔" اور ان کی جلن بڑی جان لیوا ہوتی ہے۔" وہ سرخ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کرب سے بولا۔ جان عالم کو وہ پہلے سے زیادہ بکھرا ہوا لگا۔

پر کیوں؟

ایسا کیا ہوا؟

"بازل کہاں تھے تم اور کیا ہوا ہے،۔" اسے تشویش ہوئی تھی۔

مجھے آفس میں کچھ کام ہے جان. " وہ اس سے نظریں چراتا کہہ کر بنا رکے وہاں سے نکل گیا۔ وہ اسے کیا بتاتا جب وہ خود نہیں جانتا تھا کیا ہوا ہے۔

○○○○○○○○○○○○○○○○

"چوٹ جن کی نظر نہیں آتی

کتنے گہرے وہ وار ہوتے ہیں"

وہ ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی غیب دماغی سے خود کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا دیکھارہی ہے میری بیٹی۔" بوا اس کے بال بنا رہیں تھیں اسے مسلسل خود کو دیکھتے پا کر پوچھا۔

"بوا کیا میں بہت خوبصورت ہوں" وہ اپنے چہرے کو چھوتی پوچھ رہی تھی۔نہ جانے اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔بوا اس کے سوال پر مسکرائی تھیں۔

"بہت زیادہ بلکل چاند جیسی۔" وہ اس کے بالوں کو سکاف سے باندھتے ہوئے بولیں۔

"پر چاند میں تو داغ ہوتے ہیں نہ۔تو میرے چہرے پر بھی داغ ہونے چاہیے نہ۔" اس کا لہجہ عجیب سا تھا۔بوا کو تشویش ہوئی۔

ایسا نہیں کہتے بچہ۔" انھوں نے سرزنش کیا۔

سب مر جاتے ہیں بوا تو میں کیوں نہیں مرتی۔سب چلے گئے مجھے چھوڑ کر۔میرے بھائیو جنھوں نے وعدہ کیا تھا وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے وہ بھی چھوڑ گئے بابا مما سب چھوڑ گئے۔تو میں کیوں زندہ ہوں۔" کئیں آنسو ٹوٹ کر گلاب رخساروں پر بکھرے تھے۔

"ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا میری بچی۔" وہ گلوگیر لہجے میں بولتیں وہاں سے نکل گئیں کیونکہ ان میں ہمت نہ تھی اس کے رحم سوالوں کا جواب دینے کی۔

وہ تیار ہو کر اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی جانب بڑھی تاکہ صدام خان نے اس کا سامنا نہ پائے۔ تبھی وہ تیزی سے ہال عبور کرتی پورچ کی جانب آئی جہاں ڈرائیور مؤدب انداز میں سر جھکائے گاڑی کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

وہ سرعت سے اس میں بیٹھ گئی۔

بالکنی میں کھڑا صدام خان گہرا مسکرا تھا۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ میری معصوم پری۔ مجھ سے بھاگنے کی کوشش اچھی تھی پر ایسا ممکن کہاں ہے جان من۔ لوٹ کر تو یہیں آنا ہے تمھیں صدام خان کی قید میں۔" وہ اس کی گاڑی کو گیٹ سے نکلتا دیکھ کر بولا۔

پھر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"وسیم۔۔۔۔ صدام خان نے اپنے خاص ملازم کو آواز لگائی۔ وہ اگلے ہی پل حاضر تھا۔

"حکم سرکار۔۔۔ وہ سر جھکائے بولا۔

"فضل سے کہوں! مال آج رات گرائونڈ میں پہنچ جانا چاہیے۔" وہ سنگار سکھاتے ہوئے بولا۔

"جو آپ کا حکم۔" وہ سر کو خم کرتے صدام خان کے اشارے پر وہاں سے نکل گیا۔

○○○○○○○○○○○○○

"ارے عالم صاحب آئیں آپ نے تو ہمارے کالج آکر اس کالج کیا شان بڑھادی۔"مونا اور جان عالم کو آفس میں داخل ہوتے دیکھا کر پرنسپل اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہم آپ کے کالج کا ایک رائونڈ لینا چاہتے ہیں آپ کو کوئی اعتراز۔"وہ سید ھا مد عا پر آیا۔

"بلکل نہیں آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔عالم صاحب یہ آپ کا ہی تو کالج ہے۔"وہ اس سے پہلے کے کچھ اور کہتا وہ دونوں آفس سے نکل گئے۔پرنسپل نے اپنی پیشانی سے پسینہ صرف کیا۔کیونکہ کالج کی ریپوٹیشن کچھ ٹھیک نہیں جا رہی تھی۔

"اور پچھلے پرنسپل کو بھی عالم نے اسی لیے نکلوایا تھا۔۔

○○○○○○ ○○

"خدا۔۔۔کے لیے میری جان چھوڑ دو تم لوگ۔"وہ اکتا گئی تھی ہر وقت کی قید سے۔

دیکھ تم ایسی حرکتیں کرنا بند کرو ورنہ میں بوس کو تمھاری شکایت کر دوں گی۔"تانیہ نے اسے دھمکی دی۔

"سب مر جائو۔۔۔"وہ روتے ہوئے خلق کے بل چلائی۔مونا اور جان عالم جو وہاں سے گزر رہے تھے۔اس کے چلانے پر موجود ہوئے۔

" تانیہ چھوڑو تم میں بوس کو کال ملاتا ہوں تب ہی یہ مانے گی۔" فاہد نے اپنی جیب سے موبائل نکالا۔ جیسے دیکھتے ہی وہ مرنے والی ہو گئی۔

"نن۔۔۔۔۔نو پلیز۔۔۔ مم۔۔۔۔مت کرنا۔" اسے لگا وہ مر جائے گی۔

جان عالم اور مونا ان کی جانب آئے تھے۔

وہ اس لڑکی کا چہرہ نہیں دیکھ پائے تھے کیونکہ وہ پشت کیے کھڑی۔اور تانیہ اور فاہد بھی متوجو نہیں ہوئے تھے۔

"پپ۔۔۔پلیز مت۔۔۔کرنا۔۔۔میں۔۔۔۔تم۔۔۔تم لوگوں کی ہر بات مانو گی۔" وہ نم آواز میں ان کے آگے ہاتھ جوڑ کر منت کرنے لگی۔ پر وہ دونوں کمینگی سے ہنستے ہوئے کال ملا چکے تھے۔

وہ قدم قدم پیچھے کی جانب چلنے لگی۔

" نو۔۔۔پلیز۔۔۔" وہ سسکی۔جان عالم کی رگیں تنی تھی۔وہ مٹھیاں بھینچ کر خود پر قابو پانے لگا۔ کیونکہ وہ کالج کا ماحول خراب کرنا نہیں چاہتا تھا۔

" کیا ہو رہا ہے یہاں۔" وہ سرد لہجے میں بولتا دونوں کو اپنی سیاہ آنکھوں سے گھورتا خوف میں مبتلا کر گیا۔اس کی پرسنیلٹی اس کی آنکھوں کا سرد پن ہی ایسا تھا کہ سامنے والا خوفزدہ ہو جاتا۔

فاہد نے تو اس کے چھے فٹ تین انچ قید اور کسرتی وجود کو دیکھ کر گلٹی بھری۔

"ہیزل چلو یہاں سے۔" اس نے اپنے ڈر کو چھپاتے ہوئے اس سے کہا۔ تو کیسی اجنبی کی آواز سن کر ہی سن سی ہو گئی تھی۔

تانیہ نے اس کا ہاتھ تھامہ۔

"رکو۔۔۔۔۔ وہ ہنوز انداز میں بولا۔ مونا خاموشی سے ہاتھ بندھے کھڑی تھی۔ ہیزل جیسے مرنے والی ہو گئی وہ اپنی وجہ سے کسی کو بھی مصیبت میں ڈالنا نہیں چاہتی تھی۔

"ہم۔۔۔۔۔ چچ۔۔۔ چلتے ہیں۔" کیسی طور بھی کیسی کو مصیبت میں ڈالنا نہیں چاہتی تھی۔

اب جان عالم کو سخت غصہ آیا تھا اس لڑکی پر جو اس کی نفی کر کے اس کے قہر کو آواز دے رہی تھی۔

وہ غصے سے اس کی جانب بڑھا اور اس کا بازو جارہانہ انداز میں تھام کر اپنے سامنے کر گیا۔ وہ جو اس کے لیے بلکل تیار نہ تھی اس اچانک ہونے والے حملے پر بکھلا کر رہ گئی۔ سنہری بال بکھر کر چہرے پر بکھر گئے۔ مونا کا سکون تو ہنوز بر قرار تھا پر۔ وہ دونوں ساکت رہ گئے۔

"ہیزل تو خوف وہراس سے لرز اٹھی۔

وہ سختی سے آنکھیں میچے سر جھکائے کھڑی تھی۔

" جانِ عالم راؤ کو اپنی بات کو دہرانا پسند نہیں۔" وہ اس کے بازو پر گرفت سخت کرتے ہوئے درشت لہجے میں بولا۔ ایک تو وہ اس کی مدد کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ اس کی بات کو نظر انداز کر رہی تھی۔

ہیزل کو لگا اس کی ہڈی چیخ جائے گی۔ مقابل کی آہنی انگلیاں اپنے گوشت میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی۔

"پپ۔۔۔ پلیز مجھے ہرٹ۔۔۔ ہو رہا ہے۔" وہ نم آواز میں بولی نا جانے اس کی آواز میں کیا تھا کی جانِ عالم کے تنے اعصاب ڈھلے پڑھ گئے۔ اس گرفت بھی۔

"کیا کہہ رہے تھے یہ دونوں تم سے اور تم ان کے سامنے ہاتھ کیوں جوڑ رہی تھی۔ وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے اپنے جینز کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے۔ اب نارمل انداز میں پوچھتا اپنے سوال پر اس کی جان نکال گیا وہیں ان دونوں کو بھی سانپ سونگھ گیا۔ وہ جانتے تھے جانِ عالم بہت سخت اور سنکی قسم کا بندہ تھا۔ پچھلی بار جب وہ آیا تھا تو بہت سے بگڑے سٹوڈیوز کو سیدھا کر کے گیا تھا۔ اس لیے وہ اس سے الجھنے کا رسک نہیں لے سکتے تھے۔

" نہیں۔۔۔۔ مم۔۔ میں۔۔۔ کوئی۔۔۔۔ نہیں۔۔ تھی۔" وہ اپنے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے پریشانی میں الٹے سیدھے الفاظ بول گئی۔ جانِ عالم نے بغور اسے دیکھا تھا۔

سفید رنگت میں گھلی سرخیاں، سنہری دراز بال جو شاید چار فٹ کے قریب ہی لگے تھے اسے، موٹی موٹی غلافی گولڈن آنکھوں میں جیسے گلال گھلا ہوا تھا۔ شاید وہ بہت زیادہ روئی تھی۔۔ ستون چھوٹی سی ناک، نازک بھرے بھرے سرخ گلال لب، پیچ کلر کی شاٹ فراک وائٹ ٹرائزر آدھے سر پر دوپٹہ ٹِکا ہوا تھا۔ سادہ سے خلیے میں بھی وہ خوبصورتی کی تفسیر تھی۔ اگر اس اس کے پر ہوتے تو یہ پری ہوتی۔

۔جانِ عالم نے مشکل سے خود کو مبہوت ہونے سے روکا۔وہ پانچ سیکنڈ میں اس کا پورا جائزہ لے گیا۔ اور ایسا پہلی بار ہوا تھا۔وہ اس سے نظریں پھیر گیا۔
پر مونا کی نظریں تو جیسے پلٹنے سے انکاری تھیں۔دیکھنے میں وہ اسے چھوٹی سی بچی لگی تھی۔بلا کوئی کیسے اسے رلا سکتا تھا۔مونا کا دل چاہا ان دونوں کے حواس اچھے سے ٹھکانے لگائے جو اس نازک سی گڑیا کو رلا رہے تھے۔
"کیا تم نہیں تھی۔" وہ اس کی جانب دیکھتے سرد لہجے میں بولا۔جو بس گرنے ہی والی تھی۔
"سر یہ میری بہن ہے لیسن یاد کر کے نہیں آتی اس کے ڈانٹ رہی تھی۔تانیہ نے بیچ میں کود کر بات سنبھالی۔کہ کہیں یہ ڈرپوک ان کا سارا کام نہ بگاڑ دے۔۔تانیہ کی بات سن جانِ عالم نے ہیزل کی جانب دیکھا جو سر جھکائے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔اس کے وجود کی لرزش وہ اچھے سے محسوس ہو رہی تھی۔
"ٹھیک ہے جائو تم لوگ یہاں سے۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہتا ایک نظر ہیزل پر ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔وہ اپنی کیفیت سے چھنجلایا تھا۔نا جانے کیوں نظریں سامنے کھڑی اس نازک سی لڑکی کے سراپے میں بار بار الجھ رہیں تھیں۔وہ کہتے وہاں سے نکل گیا۔اور زندگی میں پہلی بار وہ کسی معصوم کو انصاف دلایے پھر سے درندوں کے پاس چھوڑ گیا تھا۔جس پر وہ عمر بھر پچھتانے والا تھا۔
جان عالم کے جاتے ہی ان دونوں نے سکون کا سانس لیا۔

ایک خونخوار نظر آنسو بہاتی ہیزل پر ڈالی۔
گھر چلو آج باس کو بتاتی ہوں تمھارا بہت پر نکلنے لگے ہیں تمھارا۔۔۔
تانیہ خباثت سے کہتی اس کا بازو دبوچے باہر کی جانب بڑھی۔۔۔اور وہ نازک سی پری رونے کے سوا کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○

"باسل یہ گھونچوا ابھی تک آیا کیوں نہیں۔"ریان اور بازل جو کافی دیر سے اس شخص کا انتظار کر رہے تھے۔پر وہ آ کہاں رہا تھا جس پر وہ سخت جھنجلایا ہوا تھا۔
"رے چپ چاپ بیٹھو میرے دماغ کھانے کی ضرورت نہیں۔بازل غصے سے دبے دبے لہجے میں بولا۔وہ دونوں اس وقت بلیک جینز اور اس پر ہڈی پہنے چہرہ کو ماسک سے کور کیے۔بازل اور ریان نہیں باسل اور رے تھے۔
جن کی سیاہ آنکھوں سے نکلتی آنچ پر اچھے اچھے مجرم جھلس جاتے۔
"رے میری بات سنو میں اندر جا رہا ہوں۔تم یہیں سے نظر رکھو گے،اگر ذرہ سی بھی گڑبڑ لگے تو جے سے فوراً رابطہ کرنا۔"وہ اپنے چہرے سے ماسک اتار کر اپنی جیب میں رکھا۔اپنے گھنے بالوں کو ہاتھ سے سٹ کرتے ہوئے۔اپنی ہڈی (جس کی پشت پر باسل لکھا تھا) اتار کر اس کی سائڈ بدل کر پہنتے جواب بلو کلر کی جیکٹ میں بدل گئی تھی۔

"رے کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے۔" وہ اسے آخری بار تاکید کرتے ہوئے بولا۔رے نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ اندر کی جانب بڑھا۔وہ اس وقت باسل نہیں بازل شاہ تھا۔جیسے ہی اس نے کلب میں پائوں رکھا۔کئیں صنف نازک کے دل دھڑکنا بھول گئے۔

سیاہ مقناطیسی آنکھوں میں بے نیازی لیے، مغرور کھڑی ناک، سنہری بالوں کو سلیقے سے بنائے، دراز قد چوڑے شانے، سرخ سفید رنگت، وہ کوئی مغرور سا سنہری شہزادہ ہی تو تھا۔وہ کونے میں رکھے ایک صوفے پر بیٹھ گیا جہاں سے پورے کلب کا منظر نظر آتا۔

"ہائے ہینڈسم۔۔۔" ایک صنف نازک اس کے قریب آبیٹھی۔

"

" ایم علیی۔۔۔" وہ ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتے ہوئے بولی۔بازل شاہ نے ایک نظر اس کے خلیے پر ڈالی۔

مختصر سی ٹاپ، جس کے۔بازو سرے سے موجود ہی نہ تھے۔ڈیپ گلا۔چست سی جینز جو جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔چہرے سے تو وہ میک اپ کی دکان لگ رہی تھی۔شاید وہ ڈرنک بھی تھی۔

بازل شاہ کو اسے دیکھ کر ہی متلی آئی۔

" نام کیا ہے

تمہارا لیڈی کلر۔" وہ اس کی گال پر انگشت کی انگلی پھرتی اس کے چہرے کے قریب

"Stay away from me" ہوئی۔ بازل شاہ نے بڑی مشکل سے خود پر ضبط کیا۔

وہ اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے چبا چبا کر بولا۔

"ویسے غصے میں تو اور زیادہ ہاٹ لگتے ہو۔ ہاٹ مین۔" وہ سخت ڈھیٹ معلوم ہوتی تھی۔

وہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پر وہ ڈھیٹ کر اس کا راستہ روک گئی۔

"مت جاؤ مجھے چھوڑ کر روڈ مین۔" وہ اس کے جیکٹ کو تھام کر سرخ آنکھوں میں شدت لیے بھولی۔

بازل شاہ کو کچھ دیر دو لڑکے نظر آئے جو ادھر اُدھر دیکھتے آپس میں کوئی چیز کا تبادلہ کر رہے تھے۔

"شٹ اپ۔۔۔ یو سیلی گرل۔" وہ اس کے ہاتھوں سے اپنی جیکٹ سے ہٹاتے ہوئے جارہانہ انداز میں بولتا اسے خود سے دور کر گیا۔

دوبارہ سے اس جانب دیکھا لیکن وہ لڑکے غائب ہو گئے۔ نازل شاہ نے تیزی سے پورے کلب میں نظریں گمائیں۔ ان میں سے ایک اسے لیفٹ سائڈ پر جاتے نظر آیا۔ بازل شاہ نے ایک نظر عیلی کی جانب دیکھا جو اب صوفے پر گری نشے میں بڑبڑا رہی تھی۔

بازل شاہ کراہت سے منہ موڑتا سب سے نظر بچا کر اس جانب بڑھا جہاں وہ لڑکا گیا تھا۔ تیزی سے اپنی جیکٹ کو الٹا کیے ہڈی میں بدلا منہ پر ماسک لگا کر بالوں کو بکھر کر پیشانی پر گرا دیا۔ وہ ایک بار پھر سے بازل شاہ سے باسل بن گیا تھا۔

وہ بنا آواز کیے کوریڈور میں نظریں گماتا بڑھ رہا تھا۔ تبھی ایک روم کے پاس سے گزرتے اس کچھ آوازیں سنائی دیں۔

وہ ایک پل میں سمجھ گیا کہ وہ لڑکا یہیں آیا ہے۔

وہ اپنی جیب سے پسٹل نکال دروازے کی جانب بڑھا۔ جیب سے ماسٹر ز کی نکالی پھر کچھ سوچ کر واپس رکھی اور ڈور ناک کیا۔ اندر کھڑے تین لوگوں نے اچنبھے سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ایک نے دوسرے کو دروازہ کھولنے کا کہا۔ کیونکہ یہاں ان کے آدمیوں کے علاوہ کوئی نہیں آتا تھا۔

جیسے ہی لڑکے نے دروازے کھولا۔ بازل شاہ نے ایک زور دار مکا اس کے منہ پر جڑ دیا۔ وہ کراہ کر زمین بوس ہوا۔ اسے لگا کسی نے اس پر ہتھوڑے سے وار کیا ہے۔

"اوئے کون ہو تم۔" دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی کو زمین بوس ہوتا دیکھ کر چلایا۔ پر وہ بنا ان کی بات کا جواب دیے۔ نیچے گرے لڑکے پر پائوں رکھے۔ ٹیبل کی جانب بڑھا۔ جہاں پر لاتعداد پیکٹس رکھے ہوئے تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ کیا رکھا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم۔" ان میں سے ایک چلایا۔ بازل شاہ کو پیکٹ اٹھاتے دیکھ دونوں اپنی اپنی پستول نکالنے لگے۔ بازل شاہ نے بنا ایک پل کی بھی دیر کیے گولی چلادی جو سیدھی بائیں جانب کھڑے شخص کے دماغ کے بیچو بیچ لگی۔ پھر دوسرے ہی سیکنڈ بنا رخ موڑے پیچھے والے کا بھی وہی حال کیا۔ جو ایک بچا خوف سے اس کے ہاتھ سے پسٹل زمین بوس ہوئی تھی۔ بازل شاہ اب اس کی جانب بڑھا تھا۔

"مم۔۔۔۔مجھے مت۔۔۔مارنا۔۔" وہ بمشکل بولا۔بازل شاہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور مخصوص نس دبا کر اسے حوش وخرد سے بیگانہ کر دیا۔

جیب سے لائٹر نکال کر ٹیبل پر پڑی ڈرگس کو شعلوں میں بدل دیا۔سامنے بے حوش پڑے وجود کو اپنے کندھے پر ڈال کر پچھلے راستے سے اپنی گاڑی کی جانب آیا اسے ڈکی میں ڈال کر بند کرتے سگریٹ سلگایا۔

"رے گاڑی کے پاس پہنچو۔"وہ سگریٹ کا کش لگاتے دھواں فضا میں چھوڑتے۔رے سے بولا۔

وہ کہنے کی دیر تھی کہ چراغ کے جن کی طرح خاظر ہوا۔۔

"ملا کیا"ریان ملک نے بے صبری سے پوچھا۔

"تم نے اسے اندر جاتے دیکھا۔"اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے پوچھا۔

"نہیں تو۔۔" وہ جٹ سے بولا۔بازل شاہ نے اس کی جانب دیکھا جیسے کہہ رہا ہو تو پھر کیوں پوچھ رہے ہو۔

"یعنی وہ کمینا نہیں آیا۔کوئی بات نہیں بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔"وہ اپنے ازلی انداز میں مسکرا کر بولا۔جس پر بازل شاہ بنا کوئی جواب دیے رش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

ریان ملک نے اسے منہ بنائے دیکھ کر منہ بسورا۔

ویسے بازی لوگ دھی برتن میں جماتے ہیں اور تم اتنے ٹیلنٹڈ ہو کے منہ میں ہی جما لیتے ہوں۔" وہ اس کے نہ بولنے پر چوٹ کرتے بڑی سنجیدگی سے بولتے آخر میں ہنس پڑا۔

"شٹ اپ ریان ملک اب اگر تم نے منہ سے کوئی بے ہودہ بات نکلی تو گاڑی سے باہر پھینک دوں گا۔

وہ سخت لہجے میں بولا۔ ریان ملک فوراً ہی معصوم بچہ بن کر بیٹھ گیا۔

بازل شاہ نے اپنی ہنسی دبائی۔

○○○○○○○○○○○○○

" خ۔۔۔خان ۔۔۔ آئی پرامس۔۔۔میں ۔۔۔نے اس سے بات۔۔۔نن۔۔ نہیں۔۔۔کی۔" وہ خوف کے مارے مر جانے کو تھی۔ تانی اور فاہد نے صدام خان کو کیا بتایا تھا کہ وہ بپھرا ہوا تھا۔

" مجھ سے جھوٹ بولتی ہے۔" وہ سختی سے اس کے بال مٹھی میں دبوچتے ہوئے غرایا۔ اسے لگا وہ آج اس کے بال ہی اکھاڑ دے گا۔

" تمھارے کہنے پر تمھیں کالج بھیجا۔ اور تم مجھ سے پیچھا چھوڑانے کے جتن کر رہی ہو۔" وہ اس کے بالوں پر گرفت مزید سخت کرتے غرایا۔

وہ درد کی شدت سے کراہ کر رہ گئی۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔میں نے۔۔۔ نہیں۔" وہ بے تحاشہ آنسو بہاتی اسے اپنی بے گناہی کا یقین دلا رہی تھی۔

"چپ ۔۔۔۔ ایکدم چپ ۔۔۔۔بتائو کہاں چھوا تھا اس نے تمھیں ۔۔" وہ اتنی زور سے دھاڑا کے وہ پوری کانپ کر رہ گئی۔

"بتائو ۔۔۔۔" اس کے چپ رہنے پر وہ پھر سے چلایا۔

"یہ ۔۔۔۔ یہاں" ہیزل نے خوفزدہ ہوتے کلائی کی جانب اشارہ کیا۔ وہ اندر تک سلگ گیا۔

"تانیہ ۔۔۔۔ وہ چلایا۔ اگلے ہی پل خاضر تھی۔

" جائو سلاخیں گرم کر کے لے کر آیا ۔۔۔" وہ ہیزل کو دیکھتے بولا۔ ہیزل کو لگا جیسے اس کی سماعت میں کسی نے صور پھونکا ہو۔

تانیہ نے فوراً ہی اس کے حکم کی تعمیل کی۔

"نہیں ۔۔ خان ۔۔ میں ایسا کچھ نہیں کیا۔" وہ نفی میں سر ہلاتی اس اپنا یقین دلا رہی تھی کہ شاید اسے رحم آجائے۔ پر ایک درندے میں کہاں رحم نام کا کوئی جذبہ ہو سکتا۔ تھا۔ وہ تو بس نوچ سکتا تھا۔ مار سکتا تھا۔

تبھی پانچ منٹ بعد تانیہ ایک لوہے کی سلگتی سلاخ لے کر آئی۔ جیسے دیکھ کر ہیزل کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔

صدام خان نے ہیزل کی کلائی دبوچے ایک ہاتھ سے تانیہ سے سلاخ لی۔

" نہیں خان۔۔۔نن۔۔کریں۔۔میں نے کچھ نہیں۔۔۔کیا۔" وہ جیسے مر جانے کو تھی۔تانیہ مسکراتی اسے سسکتا دیکھ رہی تھی۔کس قدر سکون مل رہا تھا اسے ہیزل کی آہ وپکار سے۔

وہ ہمیشہ سے ہی اس کی کم عمری اور خوبصورتی سے جلتی تھی تبھی جھوٹ بول کر اسے سزائے دلواتی تھی۔

صدام خان نے بنا اس کی آہ وپکار پر کان دھرے سلگتی سلاخ اس کی نازک کلائی پر ثبت کر دی۔وہ درد کی شدت سے چلا اٹھی اور اگلے ہی پل۔درد کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین بوس ہو گئی۔

"ڈاکٹر کو بلائو" وہ بے ہوش نازک سی جان کو بانہوں میں بھرے کہتا اس کے روم کی جانب بڑھ گیا۔

ooooooooooooo

لمظ ابرھیم اس رات سمندر سے آنے کے بعد کتنی ہی دیر اس سٹرینجر کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔

ناجانے وہ کون تھا اس کے لمس نے جیسے پورے وجود میں طوفان سا بھرپا کر رکھا تھا۔وہ صبح ہوتے ہی یونی جانے سے پہلے وہاں گئی تھی۔کہ شاید وہ دوبارہ مل جائے۔جاتے جاتے نہ جانے ایسا کونسا وہ سحر پھونک گیا تھا۔کہ وہ چاہ کر بھی نکل نہیں پا رہی تھی۔

وہ ریسٹورنٹ میں بیٹھی غیب دماغی سے اپنی پلیٹ میں چلا رہی تھی۔تبھی ایک وجود خوشبو کے جھونکا کی مانند اس کے قریب سے گذرتا آگے بڑھ گیا۔لمظ ابرھیم نے آنکھیں موند کر اس خوشبو کو محسوس کیا۔

کچھ یاد آنے پر پھٹ سے آنکھیں کھلیں۔

"یہ ۔۔یہ خوشبو ۔۔۔۔اس رات ۔۔" وہ بے ربط خود سے بولتی آٹھ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ تبھی اس کی نظر ایک ریسٹورنٹ کے بیرونی دروازے کی جانب گئی۔ جہاں ایک شخص کان سے بلوٹوتھ لگائے بلیک ڈنر سوٹ پہنے جارہا تھا۔ وہ بنا سوچ سمجھے بے ساخت اس کی جانب بڑھی۔

"ایکسکیوزمی ۔۔۔۔۔پلیز سٹاپ ۔۔۔"لمظ ابرھیم اسے آواز دیتی اس کے پیچھے بھاگی۔ وہ مڑا تھا۔

لمظ ابرھیم اس کے سامنے جارکی۔ پر مقابل کو دیکھ کر آنکھیں جیسے ساکت رہ گئیں۔ کوئی اس قدر سحر انگیز کیسے ہوسکتا ہے۔

بلیک کلر میں وہ سوٹڈ بوٹڈ انسان نہایت ہی شاندار تھا۔

خود کو گھرتے دیکھ بازل شاہ نے آبرو آچکا کر سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ جیسے پوچھ رہا۔ کچھ کہیں گی بھی یا یونہی گھورتی رہیں گی۔

لمظ ابرھیم کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہے۔ تبھی کنفوز ہوتی بے دردی سے اپنی انگلیاں چٹخنے لگی۔ بازل شاہ نے اس کا بغور جائزہ لیا۔ رائل بلو کلر کی سادہ سی شرٹ ریڈ ٹرائزر یلو کلر کا دوپٹہ لیے۔ سرخ سپید رنگت، بڑی بڑی سیاہ آنکھیں، اور حیرت کی بات پلکیں بے تحاشہ دراز اور گھنیری تھیں بازل شاہ نے کبھی کسی لڑکی کی اتنی لمبی پلکیں نہیں دیکھیں تھیں۔ ستون ناک جو اس وقت سرخ ہو رہی تھی۔ گلابی گال، بازل شاہ نے غور کیا جب وہ لب بھینچے رہی تھی تو وہاں گھڑے نمودار ہوئے تھے۔

اور گلابی کٹائو دار لب جس پر اس نے ہلکی سی لپ سٹک لگائی ہوئی تھی۔بے شک وہ حسنِ مجسم تھی۔ بازل شاہ کا دل چاہا۔اس کے لبوں پر لگے رنگ کو انگی سے مسل کر مٹادے۔

"ڈونٹ۔۔۔" وہ اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتا سختی سے بولا۔

"کک۔۔۔کیا۔" وہ بکھلائی۔اسے سمجھ نہیں آئی وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔ تبھی انگلیوں کو چٹخنے کا کام اور سختی سے سرانجام دینے لگی۔

" آئی سے ڈونٹ۔۔۔" وہ آنکھوں سے اس کے ہاتھوں کی جانب اشارہ کرتے سرد لہجے میں بولا۔لمظ ابراہیم نے فوراًاپنے ہاتھ ایک دوسرے سے جدا کرتے پیچھے چھپالیے۔بازل شاہ کو اس کی اس معصوم سی حرکت پر ہنسی آئی تھی۔پر وہ مسکرانا بھول گیا تھا شاید۔

"وو۔۔۔وہ۔۔۔مجھے آپ سے۔۔۔کک۔۔۔کچھ پوچھنا تھا۔" وہ پزل ہو رہی تھی شاید سامنے والے کی پرسنیلٹی ہی کچھ ایسی تھی۔

" ہمم۔" اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے اجازت دی پر ساتھ میں ٹائم دیکھ کر جتایا بھی گیا تھا کہ وہ اس کا وقت برباد کر رہی ہے۔

" اس۔۔۔اس دن۔۔۔نو رات بیچ پر۔۔۔ آپ تھے۔" اس نے نہایت مشکل سے اپنی بات مکمل کی۔

بازل شاہ نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی اور بنا کوئی جواب دیے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا اور بیٹھ کر رش انداز ڈرائیونگ کرتا وہاں سے نکل گیا۔ کیونکہ یہاں وہ کسی کی تلاش میں آیا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کوئی اسے اس لڑکی کے ساتھ دیکھے۔۔

لمظ ابرھیم خیران نظروں سے بس اسے جاتا دیکھ کر رہ گئی۔

وہ اسے اس رات سے زیادہ عجیب لگا۔۔

"عجیب سٹرینجر۔۔۔وہ بڑبڑاتی اپنی کار کی جانب بڑھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ گھر تھی جہاں ہمیشہ کی طرح ویرانوں نے اس کا استقبال کیا۔۔۔

اپنے روم میں آتے اپنا بیگ اور چابی ٹیبل پر رکھتے خود بیڈ پر گرتے آنکھیں موند گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔تم مجھے نہیں پکڑ سکتے ساحل۔۔

وہ اپنی وائٹ فیری فراک کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچے کھکھلاتی بھاگ رہی تھی۔۔

لمظ رک جاؤ۔۔۔ گر جاؤ گی۔۔ بلیک تھری پیس پہنے چھوٹا سنہری آنکھوں شہزادہ اپنی سیاہ آنکھوں والی شہزادی کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔میں نہیں رکوں گی۔ تم مجھے پکڑ کر دیکھاؤ۔۔۔ وہ کھکھلاتی اسے چڑھائی مزید تیزی سے بھاگی۔۔ وہ سنہرا شہزادہ فکر مند ہوا اگر وہ گر جاتی۔۔۔

لمظ رک جاؤ ورنہ میں روٹھ جاؤں گا اور بات نہیں کروں گا۔۔ وہ نروٹھے پن سے بولا۔۔۔ پر وہ سیاہ آنکھوں والی شہزادی کہا سن رہی تھی۔

وہ اس سے روٹھتا رخ موڑ گیا۔۔

ساحل۔۔۔۔۔ وہ تڑپ کر آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھی۔۔اور چاروں اطراف میں اپنے ساحل کو ڈھونڈا پر وہ یہاں ہوتا تو ملتا۔۔۔

وہ تو کب کا کہیں کھو گیا تھا۔۔۔وہ تو ہمیشہ کہ لیے اس سے روٹھ کر کسی دھند میں لپٹا ہوا ہو گیا تھا۔پر وہ تو آج بھی وہیں تھی۔۔

جہاں اس کا ہاتھ چھوٹا تھا۔۔۔اس کے ساتھ وہ بھی کہیں اس دھند میں ہی دفن ہو گئی تھی

"ریان اس نے کچھ بتایا۔" جانِ عالم سے اس سے دریافت کیا۔

"نہیں."وہ منہ بسورے بولا۔

"اب تمھیں کیا ہوا۔" جے نے اس کا منہ بنا دیکھ کر پوچھا۔

" بے بازی میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔اس نے گاڑی کی ڈکی میں ایک بے ہوش بند ڈالا ہوا تھا۔" مجھے رات ڈکی سے سامان نکالنے کا بول کر وہ خود اندر چلا گیا۔

میں نے جیسے ہی ڈکی کھولی تو ایک موٹے بھینسے نما انسان کو آدھ مرا دیکھ کر مجھے ہاڈ اٹیک ہوتے ہوتے بچا۔" وہ اپنے نادیدہ آنسو صاف کرتے اپنی دکھ بھری داستان سنا رہا تھا۔

مونا جو کب سے اس کی دکھی داستان سن رہی تھی پوری بات سنتے ہی اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ جے نے اسے گھوری سے نوازا۔ وہ فوراً ہی وہاں سے رفو چکر ہو گئی۔ اس سے پہلے کے جے اس کی گردن ہی چیخ دیتا۔

"بے اٹھا اور چارچر روم کی جانب بڑھا۔ جہاں پر اس کے ہاتھ لگتے ہی اچھے اچھے مجرم اپنی زبان کھول دیتے۔

وہ روم میں داخل ہوا ریان ملک اور مونا بھی اس کے ساتھ تھے۔ بازل شاہ اپنی ایک بزنس میٹنگ پر تھا۔ سامنے والا شخص تو جیسے سکتے میں آ گیا۔

"تم۔۔۔ تو "جانِ عالم" ہو۔ باکسنگ چیمپئن۔" اس نے پہچان لیا تھا۔ پر وہ دو سال پہلے ہی باکسنگ چھوڑ چکا تھا۔

"تمھاری یاد اشت تو کافی اچھی ہے۔ چلو اب بنا ایک پل کی بھی دیر کیے سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔ اس کی آنکھوں کی سختی اور وحشت سامنے چیئر پر بندھے انسان کی جان نکالنے کے لیے کافی تھیں۔

"مم۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔" وہ اپنے خوف پر قابو پاتے ہوئے بولا۔ جے ایس کے اعصاب تنے تھے۔

"ریان۔۔۔۔ وہ غصے سے دھاڑا۔ اس کی دھاڑ پر ریان ملک اور مونا دھل گئے تھے۔ تو سامنے بیٹھا انسان تو جیسے مرنے والا ہو گیا۔

"جاؤان کی خاطر مدارت کے لیے سامان لے کر آؤ۔" وہ سامنے بیٹھے شخص کو سرد نظروں سے دیکھتے حکم دیا۔ جس پر ریان ملک نے بنا تاخیر کیے عمل کیا۔

ریان نے ایک باکس ٹیبل پر رکھا۔

"جے ایس اس باکس کی جانب آیا۔ اور اس آدمی کو دیکھ کر پر اسرار سا مسکرایا۔ اس کے صرف لب ہی مسکرائے تھے آنکھیں ابھی بھی سرد ہی تھیں۔

آدمی کو اس کی اس عجیب سی مسکراہٹ سے خوف آیا تھا۔ پر جان تو تب ہوا ہوئی جب اس نے اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں بلیڈ لگی مٹھی چڑھائے ایک کٹر نکال کر اس کی جانب بڑھا۔

"دد۔۔۔۔ دیکھو۔۔۔ جج۔۔۔ جانِ عالم۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔" وہ اسے اپنے قریب آتے دیکھ بمشکل بولا۔

"موناڈارلنگ یہ بھینسا تو گیا کام سے۔" ریان کی زبان میں کھجلی ہوئی۔ مونا نے اسے گھوری سے نوازا۔

"کوئی بات نہیں میں سب اچھے سے یاد دلاؤ گا۔" جے ایس اس کے سامنے بیٹھ کر اس کی چھوٹی انگلی تھامتے نرمی سے سہلاتے ہوئے بولا۔ وہ خوف سے زرد ہوا۔

"جے ایس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کٹر سے اس کی انگلی کاٹ دی۔انگلی کٹنے پر اب اس آدمی کی چیخیں عروج پر تھی۔

"ششش۔۔۔۔۔شور سے مجھے سخت نفرت ہے۔" وہ اس کی دوسری انگلی کو تھامتے ہوئے سرسراتے لہجے میں بولا۔

آدمی مشکل نے اپنی درد کی شدت کو دباتے مشکل سے اپنی چیخیں پر قابو پایا۔کیونکہ وہ اپنی دوسری انگلی کو اس کی پکڑ میں محسوس کرتے اس کی دھمکی کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

"مجھ دوسری بار پوچھنے کی عادت نہیں۔" وہ کہتے ہوئے اس کی دوسری انگلی بھی کاٹ گیا۔

وہ پھر سے گلا پھاڑے چیخا۔درد سے وہ جیسے مرنے والا ہو گیا۔پر زبان ابھی نہ کھولی۔

"بہت ہی کوئی ڈھیٹ ہے سالہ." ریان ملک کو بھی اب غصہ آنے لگا تھا۔

جے ایس نے بنا پوچھے اس کی ایک ایک کر کے ساری انگلیاں کاٹ دیں۔وہ درد سے نیم جان سا ہو کر بے ہوش ہو گیا۔ریان ملک نے اس پر پانی ڈال کر اسے ہوش دلایا۔

"مم۔۔۔۔میں سب۔۔۔بتاتا ہوں۔" وہ جے ایس کو اپنے کان کی جانب کٹر بڑھاتے دیکھ کر تیزی سے بولتا۔

"میں ایاز نظامی کے لیے کام کرتا ہوں۔میرا کام کلب اور کالجوں میں مال ڈلیور کرنا ہوتا ہے۔"

"وہ ہمیں کہاں ملے گا۔

اس کی بات سنتے ہی جے ایس نے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر جڑاتے اس سے دریافت کیا۔

اور پھر وہ روتا چنگاڑتا سچ اگل گیا۔۔۔

"رے تم جانتے ہو اب کیا کرنا ہے۔۔۔" عالم راؤ ریان ملک سے کہتے وہاں سے نکل گیا۔۔۔ ریان ملک نے اس کی بات پر سر خم کرتے اس لیے حکم پر عمل کیا اور اگلے ہی لمحے وہ ایک چیخ کے ساتھ وہ غلیظ وجود ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆

بازل شاہ میٹنگ سے سیدھا اپنے گھر آیا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے ہی اس نے گھر کی مرمت کرائی تھی۔ اب وہ پھر سے ایک بار پہلے جیسا ہو گیا تھا۔ پر آباد کہاں ہو پایا تھا۔ جہاں کبھی خوشیوں، قہقہوں کی کھل کھلاہٹ ہوا کرتی تھی۔ اب ہر سو ویرانیوں کا ڈھیرہ تھا۔

دہلیز پر پاؤں رکھتے ہی دھندی یادوں نے اسے آگھیرا۔۔۔

ساحل۔۔۔۔ بیٹا جلدی سے تیار ہو جاؤ کچھ ہی دیر میں آپ کی پرنسس آنے والی ہے۔۔ وہ کب سے اس کے پیچھے بھاگتیں اسے تیار کرنے کی کوشش میں تھیں۔۔

"مما۔۔۔ میں ریڈی ہو جاؤں گا نہ پہلے مجھے اپنی پرنسس کے لیے یہ گفٹ تیار کر لوں پلیز۔۔۔

وہ ٹیبل پر جھکا اپنے کام میں مشغول مصروف سا بولا۔۔ تو وہ مسکراتی ہوئی اس کا ڈریس نکل کر بیڈ پر رکھتیں اس کی پیشانی پر بوسہ دیتیں باہر کی جانب بڑھی۔۔

سیاہ لباس میں ملبوس وجود کا ہاتھ بے ساخت اپنی پیشانی پر گیا۔

جہاں اسے اپنی ماں کا لمس آج بھی محسوس ہوا تھا۔۔
وہ زخمی آنکھوں سے دھیرے دھیرے قدم اندر کی جانب بڑھتا ہر اس پل کو یاد کر رہا تھا۔جب اس کی ننھے ننھے قدموں سے چلتا ان کے پاس آتا تھا۔اس کی مما کھانا لے کر اس کے پیچھے باگتیں۔
جب اس کے بابا آفس سے آتے ہی اسے ڈھیر سارا پیار کرتے۔
اپنی زندگی کے پانچ سال وہ بھول گیا تھا۔پر اسے اپنی دس سالہ زندگی یاد تھی۔
وہ ہال عبور کرتا پیانو ہال میں آیا جو اس کے بابا نے اس کی مما کے لیے بنوایا تھا۔
وہ پیانو کی کیز کر ہاتھ پھیرتا اس کے سامنے آ بیٹھا۔ آج وہ نہ باسل بن کر آیا تھا نہ بازل شاہ۔وہ ساحل شاہ بن کر آیا تھا۔گرے شرٹ بلیک پینٹ اور بلیک ہی کوٹ پہنے شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھولے۔سیاہ بال کچھ بکھرے بکھرے سے تھے۔انکھوں سے سیاہ لینز نکالنے آج وہ اپنی پہچان کے ساتھ آیا تھا۔
سنہری دھوپ سی آنکھوں میں درد کی سرخیاں لیے اس کی مظبوط انگلیاں پیانو کی تاروں سے الجھنے لگیں۔
وہ آنکھوں موندے اپنی زندگی کے ان ازیت بھرے پلوں میں جینے لگا جب وہ پاگلوں کی طرح ساری ساری رات اپنی مما بابا اور اپنی پرنسس کے لیے تڑپتا تھا۔کس طرح اس نے اپنی زندگی کی ہر رات کرب میں گزاری تھی۔

ب لمظ ابراہیم جو ہمیشہ کی طرح اپنے ویران دل کے شاہ ہاؤس کے سامنے اپنے دل کے درد کو دباتے گاڑی میں آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔۔ اسے پتہ چلا تھا کہ کسی نے اس گھر کو خرید لیا ہے تو دل شدید بین زدہ ہوا تھا۔

وہ اکثر کئی کئی گھنٹے شاہ ہاؤس کے سامنے گاڑی روکے اپنے دور پر نوحہ کنار ہوتی تھی۔۔

آج بھی وہ حسبِ معمول شدید اذیت سے گزر رہی تھی تبھی اس کی کان میں بے حد مدھم سی دھن کی آواز گھونجی۔۔ سیاہ آنکھیں پٹ سے کھلیں۔۔ اسے لگا یہ اس کا وہم ہے۔ پر دھن کی آواز لگاتار سنائی دینے لگی۔۔ یہ مخصوص دھن تھی جو وہ اکثر سلمان شاہ سے فرمائشیں پر اپنے ساحل کے ساتھ سنتی تھی۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے گاڑی سے باہر نکلی۔۔ اور بنا سوچے سمجھے اندر کی جانب بڑھی۔۔

تیز تیز قدم رکھتی جیسے جیسے وہ اندر کی جانب بڑھ رہی تھی ویسے ویسے آواز بھی تیز ہوتی جا رہی تھی۔۔

وہ لاؤنج کا دروازے عبور کرتی اس جانب بڑھی جہاں سے آواز آ رہی تھی۔۔۔ اس وقت اس کی حالت اس نشئی سی ہو رہی تھی جیسے آیک عرصہ کے بعد اس کا نشہ درکار ہوا ہو۔۔

وہ پاگلوں کی طرح بھاگتی بیسمنٹ کی سیڑھیاں عبور کرتی ٹھاک سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

وہ اپنی زندگی کے تلخ باب کھولے بیٹھا تھا تبھی اس کی سماعت سے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ انگلیاں پیانو پر ساکت ہوئیں۔

اور غضب و غضے سے لال ہوتی سنہری آنکھوں سے خلل ڈالنے والے کی جانب دیکھا۔۔۔ لمظ ابراہیم اس کے دیکھنے پر جیسے پتھر ہوئی تھی۔

پیشانی پر بکھرے سیاہ بال جو کبھی سنہری ہوا کرتے تھے۔۔۔ غصے سے بھری سنہری آنکھوں جن میں کبھی اس کے لیے نرمیاں ہی نرمیاں ہوا کرتی تھیں۔۔۔

ستون ناک جو غصہ کرتے وقت اثر پھلا لیا کرتا تھا۔۔۔ گلابی بھیچے ہوئے لب۔۔۔ جن سے ہمیشہ اس کے لیے پھول ہی جھڑتے تھے۔ سفید رنگت پر اب بھری بھری bread۔۔۔ بے شک وقت کے ساتھ اس کے نین نقش میں تبدیلی آگئی تھی۔۔۔ پر ان سنہری آنکھوں کو کبھی بھول نہیں سکتی تھی

۔۔

وہ بنا پلکوں کو جھپکائے اسے دیکھے گئی۔

وہ وجود پیانو کے سامنے سے اٹھتا اس کی جانب بڑھا۔۔۔

" ای۔۔۔ ایسا۔۔۔ کک۔۔۔ کیسے ہو سکتا ہے۔۔" وہ بمشکل بولتی خود کو سنبھال پائی تھی۔ انکھوں کے سامنے جیسے اندھیرہ چھانے لگا۔ دماغ بلکل ماؤف ہو گیا تھا۔ وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور ایک جھٹکے میں اسے دیوار کے ساتھ پن کیا۔

"کیا کر رہی ہو تم یہاں۔" وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچے دریافت کر رہا تھا۔ وہ درد سے کراہ کر رہ گئی۔ مقابل کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ اسے لگا وہ اس کے بال ہی اکھاڑ دے گا۔

"بتاؤ کیوں آئی ہو تم یہاں۔" وہ دھاڑا۔ لمظ ابراہیم خوف سے آنکھیں میچ گئی۔ اگلے ہی پل اپنے حواس کھوتی اس کی بانہوں میں جھو گئی۔

"ہیے۔۔۔ لٹل مرمیڈ۔۔۔ ویک اپ۔۔" وہ ایکدم سے نرم ہوا تھا۔ ملائمت سے اس کے گال پر دو انگلیوں سے سہلاتے اسے ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگا۔

سرخ سفید پھول دار سکرٹ پر سفید کالر والی شرٹ پہنے گلے میں سکاف ڈالے سیاہ بالوں کا میسی جوڑا بنائے میں سے بہت سے بال نکل کر اس کے حسین چہرہ کو چھونے کی گستاخی کرتے اس کے دلکش چہرے کو مزید رعنائیاں بخش دیے تھے۔ دراز پلکوں کی جھالر کسی گہری چھاؤں کی مانند لگی تھی بازل شاہ کو۔

ایسے کیسے کسی لڑکی کی پلکوں اتنی لمبی ہو سکتی ہیں۔ کہیں یہ مصنوعی تو نہیں۔؟؟

بازل شاہ کے دل میں سوال آیا۔

نہ جانے کیا تھا اس لڑکی میں کے وہ کھینچا چلا جا رہا تھا۔ اس دن سمندر پر وہ اپنے اندر کی کثافت کم کرنے گیا تھا۔ اور پھر وہ مل گئی اسے۔ وہ اسے اس دن ریسٹورنٹ کے باہر پہچان گیا تھا پر اس کے پوچھنے پر انجان بن گیا۔

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرے اپنے روم کی جانب بڑھا۔اس کے اندر کی وحشت جیسے کہیں دور جا سوئی تھی۔وہ بے چینی، بے قراری، وحشتِ آوارگی، سب جیسے اس کے قریب آتے ہی قرار پا گئے تھے۔وہ نرمی سے اسے اپنے بیڈ پر ڈالتا۔اس پر کمفرٹر درست کرتے۔سائڈ ڈرو سے ایک پیپر پیڈ نکل کر اس پر کچھ لکھتے ورق نکال کر وہیں ٹیبل پر گلاس کے نیچے رکھتا نکل گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆

درد کی شدت سے اس کی آنکھ کھلی ابھی شام کو ہی

بوا نے اسے زبردستی دوا کھلا کر سلایا تھا۔

کہ اچانک ہاتھ میں اٹھتے شدید درد کے باعث اس کی آنکھ کھلی۔۔

تو سامنے ہی صدام خان اس کے زخمی ہاتھ پر زخم پر انگلی سے مرہم لگا رہا تھا پر اس کے انداز میں زرہ نرمی نہ تھی۔

خوف کہ مارے وہ سانس تک روک گئی۔

آہ میری جان آہ یہ کیا کر دیا تم نے۔۔۔وہ چہرہ پر افسودہ تاصر لائے ایسے بولا جیسے اس نے خود اپنے آپ کو زخم لگائے ہوں۔۔

وہ بے آواز رو دی اسے اپنے زخم سے زیادہ صدام خان کا لمس تکلیف دے رہا تھا۔۔

"شش۔۔۔شش میری جان رو نہیں بہت جلدی ٹھیک ہو جائے گا یہ بس آج کہ باد تم ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گی۔۔۔وہ اب بھی اس کے زخم پر انگلی چلا رہا تھا۔۔

"نہیں ہو گی نہ ایسی غلطی میری پری۔۔" وہ سفاکی سے اس کے زخم پر انگلی کا دباؤ بڑھتا اس سے پوچھ رہا تھا۔۔وہ درد کی شدت سے مرنے کو ہو گئی پر خوف سے لبوں سے ایک سسکی تک نہ نکلی۔

"نن۔۔۔۔ نہیں مم۔۔۔میں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ کروں گی۔

وہ بمشکل بولی تھی۔تو وہ اپنی مرضی کا جواب پاتے مسکرا دیا۔۔

"بہت اچھے مجھے پتا تھا میری جان میری کوئی بات کبھی رد نہیں کرے گی۔۔

وہ اس کے حسین چہرے کو دیکھتا خوشی سے گویا ہوا اٹھا۔۔۔ ہیزل کا دل چاہا وہ اگلا سانس تک نہ لے اور مر جائے۔۔یا وہ اپنی جان لے لے۔۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔۔چچ۔۔۔ چینج کرنا ہے۔۔پلیز۔۔" وہ کسی بھی طرح اس سے جان چھڑانی تھی۔۔

"ٹھیک ہے اب میں چلتا ہوں۔" وہ اٹھا تھا۔

"آپ اپنا خیال رکھنا میری پری۔" وہ اس کے رخسار کو نرمی سے چھوتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔

اس کے جاتے ہی ہیزل تکیے میں منہ دیتی شدت سے رو دی۔۔۔

آخر کب کو سکون سے جی پائے گی۔۔سب اپنے تو اسے چھوڑ گئے تھے اس کے ماما پاپا اس کا بھائی۔۔۔تو وہ کیوں بچ گئی تھی کاش وہ بھی مر جاتی تب ہی۔۔۔۔جہاں اس کی کا سب کچھ کھو گیا تھا۔۔

اسے تو اپنے ماں باپ بھائی کسی کی بھی شکل تک یاد نہیں تھے۔۔

کوئی بھی تو نہیں تھا اس کا وہ ہمیشہ ایسے ہی صدام خان کی قید میں سسک سسک کر مرنے والی تھی۔

وہ تینوں اس وقت کلب کے پیچھے موجود تھے۔ جہاں سے کچھ ہی دیر میں ایاز نظامی نے آنا تھا۔

وہ تینوں اس وقت بلیک ہڈی پہنے جس کی بیک پر ان کے نام کے ٹیٹو بنے تھے۔ تینوں نے ہی چہرے پر ماسک لگائے ہوئے تھے اور بال آنکھوں تک آرہے تھے۔ انکھوں میں سیاہ لینز لگائے۔ ہاتھوں میں بلیک دستانے چڑھائے۔ وہ تینوں سیاہ رات کا ہی کوئی حصہ لگ رہے تھے۔

جبکہ جے ایس اپنے دراز قد کی وجہ سے ان دونوں میں نمایاں ہو رہا تھا۔

وہ دیکھنے میں جس قدر دلکشی کا پیکر اور ساحر تھا۔ اس سے کئی زیادہ خطرناک اور سفاک۔

جیسے ایک بار اسے دیکھ کر صنف نازک کے دل دھڑکنا بھول جاتے۔ ویسے ہی وہ مجرم کو ایک لمحہ کا بھی موقع دیئے اس کی سانسیں چھین لیتا۔

"جے وہ دیکھو وہ کمینا آگیا ہے۔" ریان نے اسے بتایا جو اپنی ہائی سکیورٹی میں گاڑی سے نکلا تھا۔

"تم دونوں جاؤ اپنے کام پر لگو۔ اسے میں دیکھتا ہوں۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا اپنے بلیڈ چڑھاتے ان گاڑیوں کی جانب بڑھا۔

بازل شاہ کلب کے اندر بڑھا اور ریان پیک اپ پلین کے لیے مخصوص جگہ پر پہنچا۔

اس سے پہلے کہ ایاز نظامی اپنے چار گارڈز کے ساتھ کلاب کی پچھلی سائڈ سے اندر داخل ہوتا۔ جے ایس تیزی سے اس تک پہنچتا اسے کے منہ پر ایک زور دار مکا جڑا دیا۔ وہ کراہ کر زمین بوس ہوا۔ ایاز نظامی کے گاڈ اس کی جانب بڑھے۔

جے ایس نے بنا موقع دیے جھک کر اپنے دونوں ٹانگوں پر لگے چاقو نکالا کر دو کی شہ رگ پر وار کیا۔

وہ ایک سیکنڈ میں تڑپتے زمین بوس ہوئے تھے۔ دوسرے دو کی سانسیں خشک ہو گئی تھیں۔

وہ شیر کی طرح دھرتا ان کی جانب بڑھا جن کے ہاتھوں سے پستول خوف کے مارے ہی چلنے سے انکاری ہو گئی تھی۔ وہ اپنی لرزتی ٹانگوں اور ہاتھوں سے سفید پڑھتے چہرہ کے ساتھ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ پیچھے کی جانب بڑھنے لگے۔

"ہہ۔۔۔ ہمیں جانے دو پپ۔۔۔۔ پلیز۔" ان دونوں میں سے ایک گڑگڑایا۔

پر جے ایس کا موڈ اتنا بھی اچھا نہ تھا کہ وہ انھیں بخش دیتا۔ تبھی غصے غضب سے ان کی جانب بڑھا۔ اور ان میں سے ایک نے موت کو اپنے قریب آتا دیکھ کر گولی چلادی۔ جو نشانہ چوکنے کے باعث جے ایس کی بازو میں پیوست ہو گئی۔ اور خون کا ایک فوارہ پھوٹ پڑھا۔

پر وہ بنا اثر کئے ان پر جھپٹ پڑا۔

"اگر تم بہادری سے لڑتے تو جے ایس تمھیں آسان موت دیتا۔" وہ سرد لہجے میں بولتا سفاکی سے اپنی مٹھی پر چڑھے بلیڈ سے بری طرح سے اس کا منہ ادھیڑ چکا تھا۔

دوسرا اس کے اس قدر وخشانہ انداز پر جیسے مرنے والا ہو گیا۔

وہ اس کے وجود کو پور پور ادھیڑ کر رکھ چکا تھا۔

اور آخری وار اس کی شہ رگ پر کرتے اس کی سانسیں کھینچ گیا۔

دوسرا نے جب جے ایس کو اسے مار کر اسے اپنی جانب بڑھتے دیکھا تو اپنے سر کر پستول رکھ کر خود کو ختم کر دیا۔ ایاز نظامی کلب کے اندر جا چکا تھا۔

"باسل ایاز نظامی مجھے اپنی سیل میں چاہیے۔" وہ ایئرپورٹس سے بازل شاہ سے بولتا۔ وہاں سے نکل گیا۔ کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا بازل شاہ اس کے لیے کس قدر پزیسو ہے۔ وہ اپنی زندگی میں سب کچھ کھو بیٹھا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ اسے اس حال میں دیکھ کر کسی عذاب میں مبتلا ہو۔

✸✸✸✸

ایاز نظامی جیسے ہی اپنے مخصوص روم میں داخل ہوا تو اندر کا خال دیکھ کر دل تھام گیا۔ اس کے ساتھیوں کی لاشیں زمین پر پڑی ہوئیں تھیں۔ اور سب کو ہی سر کے بیچو بیچ گولی ماری گئی تھی۔ اور سامنے ہی ایک سیاہ لباس میں نقاب پوش کو صوفے پر ٹیبل پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا ہاتھ میں پستول گماتے دیکھ کر اس کے وجود میں کپکپی طاری ہو گئی۔

"وہ اٹھا اور ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔ ایاز نظامی کو تو جیسے سکتا طاری ہو گیا۔ بازل شاہ نے اس کی مخصوص نس دبا دی۔ اور اگلے ہی پل وہ اس کے مظبوط کندھوں پر تھا۔

✸✸✸✸

جے ایس دھیرے سے دیوار پھلانگ کر گھر کے اندر داخل ہوا۔ گھر میں کافی ہائی سکیورٹی تھی جیسے گھر کسی پرائمسٹر کا ہو۔ پر وہ بھی جے ایس تھا۔ اسے کہاں یہ کرائے کہ سپائی روک سکتے تھے وہ تو منہ زور ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ جس کا راستہ بڑی سے بڑی چٹان بھی نہیں روک پاتی۔

وہ پائپ کے ذریعے مشکل سے چڑھ کر بالکنی تک آیا۔خون اب بھی تیزی سے بہہ رہا تھا۔وہ درد کو ضبط کرتے بالکنی کے دروازے کی جانب آیا۔دروازہ لاک تھا۔اس نے چاقو نکل کر لاک کھولا۔
اور آہستہ سے اندر قدم رکھا۔پر کسی کی سسکیوں نے اس کا استقبال کیا۔
وہ ٹھٹھکا۔نہ جانے کیوں وہ بے چین ہوا تھا۔سینے میں گوشت پوست کا لوتھڑا پھڑ پھڑایا تھا۔جے ایس نے آہستہ سے پردہ ہٹا کر سسکتے وجود کو دیکھنا چاہا۔پر وہ بیڈ پر اندھے منہ تکتے میں سر دیے رو رہی تھی۔
اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں جے ایس کے دل میں ایک طوفان بھرپا کر رہیں تھیں۔
وہ بے خودی کے عالم میں بھاری قدموں کے ساتھ اس کی جانب بڑھنے لگا۔ تبھی آہٹ پر سسکتے وجود نے منہ تکیے سے نکل کر اس کی جانب دیکھا لیکن اپنے سامنے ایک نقاب پوش کو دیکھ کر خوفزدہ ہوتے چیخنے کے لیے منہ کھولا۔جے ایس نے اس کے نازک منہ پر اپنا بھاری رکھ کر اس کی چیخ کا گھلا گھونٹا۔
مقابل کی ڈر کے مارے آنکھوں پھٹ پڑیں۔اور جے ایس تو جیسے کسی فسوں خیز لمحے کی قید میں آگیا۔
دو دن سے جس کی التجائیں کرتی آنکھوں نے اس کی جان جلا رکھی تھی وہ اس وقت اس کے سامنے تھی۔کچھ فرق نہیں پڑا تھا وہ اب بھی سرخ گلال ہوتی کھارے پانیوں میں ڈوبی اس کے دل کی دُنیا ہلا رہیں تھیں۔
وہ خود کو کسی انجان نقاب پوش کی قید میں خوف وحراس سے پھڑ پھڑاتی بری طرح سے مچل رہی تھی۔

وہ اپنے چھوٹے چھوٹے نازک ہاتھوں سے اپنے منہ پر سے اسکا مظبوط ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔ پر مسلسل ناکامی پر وہ بے بسی سے آنسو بہانے لگی۔ وہ کر بھی کیا سکتی تھی اس کے سوا۔

"شش۔۔۔رو نہیں پرنسس میں ہاتھ ہٹاؤ گا پر تم تم شور نہیں کرو گی۔" وہ مدھم آواز میں سرگوشی میں اس کان میں جھک کر بولا وہ ہراساں سی سانس روک گئی۔

" جے ایس نے نرمی سے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔ اس کے ہاتھ ہٹاتے ہی وہ بدک کر اس سے دور ہوئی۔

"پر اگلے ہی پل بڑی بڑی سنہری غلافی آنکھیں وخشت سے پھیل گئی۔ جب مقابل کے بازو سے پانی کی طرح خون بہتے دیکھا۔

جے ایس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو اپنی بازو سے نکلتا خون دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا وہ اس کا خون بہتا دیکھ کر ڈر گئی ہے۔

" یہاں آؤ۔" وہ اس پر نظریں جمائے تحکم بھرے انداز میں بولا۔ ہیزل کی سانسیں خشک ہو گئیں۔ کیا پہلے اس کی زندگی میں کم عذاب تھے جو اب یہ لمبو چور اس کی زندگی میں ان عذابوں کی کمی پوری کرنے آ گیا تھا۔

"تم نے سنا نہیں۔" وہ اسے اپنی جگہ سے ہلتا نہ دیکھ کر دبے دبے انداز میں غرایا۔ ماسک میں سے اس کی سیاہ آنکھیں سرخ ہوتی اس کی ویسے ہی جان نکال رہیں تھی۔

وہ خوف کے مارے لرزتی۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم چلتی اس کی جانب بڑھی۔

" جلدی۔۔۔ ٹائم نہیں میرے پاس۔" وہ اس پر نظریں جمائے تیکھے پن سے بولا۔ اس کے کہنے کی دیر تھی پھر ہیزل کی پھرتی دیکھنے لائق تھی۔ وہ ایک سیکنڈ میں سرعت سے اس تک پہنچی۔

" کینڈل ہے تمھارے پاس." وہ ہنوز اس پر نظریں جمائے پوچھ رہا تھا۔ ہیزل نے اثبات میں سر ہلایا۔

" گڈ۔۔۔ لے کر آؤ دو سیکنڈ سے پہلے ورنہ۔۔۔" وہ اس کی ٹھوڑی پر چاقو رکھتے دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔ وہ چاقو کو دیکھ کر خوف سے پر سے سانس روک گئی۔

" جاؤ اب لے کر آؤ۔" اسے کہتے وہ بیڈ بیڈ پر دراز ہو گیا۔ ہیزل کپکپاتی ٹانگوں کے ساتھ تیزی سے بیڈ کے دوسری سائڈ کے سائڈ ٹیبل کے دراز سے کینڈل نکال کر اس کے سامنے آرکی۔ اور لرزتے ہاتھ سے اس کی جانب بڑھائی۔

"کاٹن ہے۔" اس نے اس کے ہاتھ سے کینڈل لیتے ہوئے پوچھا۔ جس پر اس نے نفی میں سے ہلایا۔

" جاؤ اپنا کوئی دوپٹہ لے کر آؤ۔" اس نے لائٹر سے کینڈل جل کر حکم صادر کیا جیسے وہ کوئی اس کی داسی ہو۔

"کک۔۔۔ کیوں۔" اس نے ہمت جھٹا کر پوچھا۔ بھلا وہ اس کے دوپٹے کے ساتھ کیا کرنے والے تھا۔

"سوال مجھے پسند نہیں اور جواب تمھیں کچھ ہی دیر میں مل جائے گا۔اس لیے جو کہا ہے وہ کرو۔" وہ جتنی جلدی یہاں سے جانا چاہتا تھا وہ اتنا ہی اسے آپنی جانب مائل ہونے پر اکسا رہی تھی۔وہ چاند سا پیکر نازک سی پری تھی۔تو کیسے وہ اس سے نظریں چرا لیتا۔پر وہ اس وقت جے ایس تھا۔اگر عالم ہوتا تو کب کا اس کے سسکتے وجود کو اپنی بانہوں میں بھر لیتا۔اس روتے دیکھ اس نے کیسے خود پر ضبط کے پہرے بٹھائے تھے بس وہی جانتا تھا۔

اب بھی وہ اس کی جانب دیکھنے سے پرہیز کر رہا تھا۔

ہیزل نے دوپٹہ لا کر اسے دیا۔

پر اسے کینڈل پر چاقو کو گرم کرتا دیکھ آنکھوں پھٹ پڑیں۔

وہ کیا کرنے والا تھا۔وہ چاقو کو گرم کرتے۔گرم چاقو کو اپنے بازو کی جانب لے آیا جہاں پر سے اس نے ہڈی کو پہلے ہی پھاڑ لیا تھا۔جان تو تب نکلی جب اس نے چاقو کو اپنے زخم میں گھستے اسے گمایا۔وہ سخت درد کو ضبط کرتے بے رحمی سے یہ کام سر انجام دے رہا تھا۔ہیزل کو لگ رہا تھا اس کا نازک سا دل باہر آ جائے گا۔

گھولی ملتے ہی جے ایس نے ایک ہی جھٹکے سے اسے باہر نکالا۔خون کا جیسے سیلاب امڈ آیا۔اس نے پھرتی سے دوپٹہ اٹھا کر اپنے زخم پر رکھا۔پورا دوپٹہ خون سے بھر گیا۔

"یہاں آؤ" وہ اپنے زخم پر دوپٹہ کو دبائے اسے بولا۔ وہ لرز اٹھی اس کی پکار پر۔ پھر ہمت کرتی اس کی جانب بڑھی۔ نا جانے کیوں آنکھ نم ہونے لگیں تھیں اس کی تکلیف سے۔ وہ بھی تو تکلیف میں تھی نہ۔

"میری جیب سے رومال لے کر اس پر باندھو." وہ اپنے بائیں جانب ہڈی کی جیب کی جانب اشارہ کرتے بولا۔ ہیزل اس کا خیال کرتی اس کی جیب کی طرف جھکی اور کپکپاتے ہاتھوں سے رومال نکال لگی۔ جے ایس کی سانسیں جیسے تھمیں تھیں۔ اس کے وجود سے اٹھتی جان لیوا خوشبو وہ خود پر ضبط کرتے سختی سے آنکھیں میچ گیا۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔ وہ اس کے سامنے بلکل چھوٹی سی بچی لگتی تھی۔ بلکل وہ تو سچ میں اس سے بہت چھوٹی تھی۔

"جلدی باندھو اسے یہاں۔" وہ سرد لہجے میں بولتا منہ دوسری جانب موڑ گیا۔ وہ نم آنکھوں سے اور کپکپاتے ہاتھوں سے رومال اس کے رخم پر باندھنے لگی۔ جس کی وجہ سے عالم کا خون اس کے ہاتھوں پر بھی لگ گیا۔ ہیزل کی دل بری طرح سے لرزنے لگا۔ وہ مشکل سے رومال باندکر اس سے دور ہوئی۔ اور اپنے ہاتھوں پر لگا خون دیکھتی پور پور پسینے سے بھیگ گئی. عالم اس کی غیر ہوتی خالت دیکھ کر اس کی جانب آیا۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ نازک سی گڑیا اپنے ہاتھوں پر خون دیکھ کر ہراساں ہو چکی تھی۔

ہیزل کی آنکھیں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ اس کے ساتھ کیا ہو رہا تھا وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ انکھوں کے سامنے خون میں لت پت دھندلے سے وجود نظر آنے لگے۔

"آہہہہ۔۔۔۔۔ آہہہہ۔۔۔۔وہ خوفزدہ ہوتی چیخنے لگی۔عالم تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔اور اس کے لرزتے وجود کو اپنے مظبوط حصار میں لے لیا۔

ہیزل کو لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔

وہ چہرے دھندلے تھے پر اسے لگا وہ اس کے اپنے تھے۔اس کا وجود اذیت سے عالم کے حصار میں بھی تڑپ رہا تھا۔

"شش۔۔۔۔ گولڈ ڈول۔۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔"عالم کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیسے اسے اس اذیت سے نکالے۔

"وو۔۔۔وہ۔۔۔۔مار۔۔دیا۔۔۔مما۔۔۔۔پاپا۔۔۔۔بھائیو۔۔۔۔"وہ ہزیاتی ہو رہی تھی۔عالم کا دل چاہا وہ اس پری وش کو اپنے سینے میں چھپالے اور اس کے سارے درد۔۔۔سارے آنسو خود میں جزب کر لے۔وہ نہیں جانتا تھا۔یہ چھوٹی سی جان کو کیا تکلیف تھی۔کیا درد تھا جو اس کی آنکھوں کو خشک ہونے نہیں دیتے تھے۔پر وہ اس کا درد اپنے سینے میں دھڑکتے دل کی ہر دھک پر محسوس کر رہا تھا۔

"مم۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔بھی۔۔۔مم۔۔۔مار دو۔۔۔"وہ اس کی ہڈی کو اپنی مٹھیوں میں بھنچے ہوئے جیسے التجا کر وہی تھی۔عالم کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا۔

وہ اس کے حصار سے نکلی اور اپنے واڈروب کی جانب بڑھی۔عالم نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔جو واڈروب سے کچھ نکالتی اس کی جانب بڑھی۔

"تم ۔۔۔چور ہو نہ۔۔۔تم ایسا کرو۔۔۔۔یہ ۔۔۔سب لے لو۔۔۔مجھے مار دو۔" وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں ڈھیر ساری جیولری لیے اس کے سامنے کرتے ہوئے التجائیں کرتی عالم راؤ کو ایک نئ ازیت سے متعارف کرواگئی۔

اسے لگا جیسے کسی نے زہر بھرا ہنجر اس کے دل میں اتر دیا ہے۔عالم راؤ کے ضبط جواب دے گئے اس نے اس مومی گڑیا کو ایک پل میں کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

"دو ایسا مت کہنا۔۔ورنہ اس پوری دنیا کو آگ لگا دے گا یہ جے ایس۔"اس کا لہجہ جنونی تھا۔ایک پل کو ہیزل کی دھڑکنیں ساکت ہوئیں تھیں۔

ooooooooooooo

"دوبارہ ایسا کبھی مت کہنا۔۔۔۔بہت برا پیش آؤں گا میں۔"وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے ہوئے جنونی انداز میں درشتی سے بولا۔ہیزل کو بے حد خوف آیا تھا اس سے۔

"تمھیں کوئی تکلیف ہو گی تو میں اس وجہ کو جڑ سے ہی اکھاڑ پھینکوں گا پر مرنے کی بات مت کرنا۔میں نہیں جانتا تم کیا ہو میرے لیے۔۔۔پر جو بھی ہو بہت ضروری ہو گولڈن ڈول۔۔۔۔جب سے تم ملی ہو میں ایک بار بھی تمھیں بھول نہیں پایا۔تمھاری یہ آنکھیں بہت ستاتی ہیں مجھے" ہیزل ساکت

دھڑکنوں کے ساتھ اسے سن رہی تھی۔اس کی سیاہ آنکھوں میں پھیلی وخشت میں اسے ایک دیوانگی نظر آئی تھی۔

وہ کون تھااور کیا کہہ رہاتھا؟

کیاوہ اسے پہلے سے جانتا تھا؟

دل میں اسے دیکھنے کی خواہش نے سر اٹھایا۔ہیزل نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں ایڑھیاں اٹھاکر ہاتھ اس کے ماسک کی جانب بڑھایا تھا۔ کیونکہ وہ اس سے کافی زیادہ لمبا تھا۔عالم نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔

جیسے ہی اس نے عالم کے چہرے سے ماسک ہٹایا۔ نظریں جیسے ساکت ہوگئی۔دل کی دھڑکنیں ڈوبنے لگیں۔وہ پلکیں جھپکنا تک بھول گئی۔وہ تو کوئی حسنِ مجسم، کوئی یونانی دیوتا تھا۔گنھے سیاہ بال ،روشن کشادہ پیشانی,سیاہ آنکھیں جو کافی تھیں۔اس نے بہت سی لڑکیوں کی بڑی آنکھوں دیکھیں تھیں پر کسی لڑکے کی پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ مغرور کھڑی ناک، عنابی لب اور سرخ سفید رنگ، مظبوط کسرتی وجود، وہ کوئی شہزادہ نہیں بلکل کہیں کا سالار لگا رہا تھا۔عالم نے ایک ہاتھ اس کی نازک کمر میں حمائل کیا اور دوسرے ہاتھ سے سے اپنی آنکھوں میں لگے لینز نکالنے لگا۔ہیزل نے کچھ خیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔عالم نے دونوں لینز نکال کر اپنی ہیزل گرے آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا۔ہیزل کو لگا خدانے اس شاہکار کو بنانے میں کچھ زیادہ ہی سخاوت دیکھائی تھی۔

پر صدام خان کا وحشی چہرہ آنکھوں کے سامنے آتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔

" دور رہیں مجھ سے۔" وہ چلائی۔ انکھیں ایک بار پھر سے اپنی بے بسی پر اشکبار ہونے لگیں تھیں۔ اسے جھٹکنے پر عالم نے غصے اور خیرت کے ملے جلے تاثرات لیے اس پری پیکر کو دیکھ۔ جو نائٹ ڈریس پہنے، دراز کھولے گولڈن بال، بے تحاشہ رونے کی وجہ سے گلال ہوتی گولڈن آنکھوں، سرخ ہوتی چھوٹی سی ناک اور عنابی لبوں کا کٹاؤ بھی کچھ سوچا ہوا الگ رہا تھا۔

عالم کا دل جیسے مچل اٹھا۔ بے شک وہ اس پتھر دل سالار کا ضبط بری طرح سے آزمارہی تھی۔

" ابھی کے ابھی جائیں یہاں سے۔" وہ قدم قدم اس سے دور جاتے بیگانگی سے بولی۔ کہ کہیں صدام خان نے اسے دیکھ لیا اور اسے بھی کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔ وہ تو پہلے ہی زخمی تھا۔

وہ غصے سے اس کی جانب بڑھا۔ وہ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ ڈریسنگ کی جانب بڑھی پر جے ایس کے چنگل سے بچنا اتنا آسان کہاں تھا۔

عالم نے اسے بازو سے تھام کر جارحانہ انداز میں دیوار سے لگایا۔

وہ اس کے بازو پکڑنے پر درد سے دہری ہوگئی۔ عالم اسے اپنا بازو تھام کر روتے دیکھ بکھلایا۔ مانا اس کی گرفت مضبوط تھی پر اتنی بھی سحت نہیں تھی کہ وہ درد سے دھری ہو جاتی۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"کیاہوا... مجھے دکھاؤ۔" عالم نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے سامنے کیا۔ تو اس کی نازک سی کلائی بری طرح سے جلسی دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا۔

"کس۔۔۔۔۔۔نے کس نے کیا یہ۔" وہ بری مشکل سے خود پر ضبط کرتے غصہ وغضب سے دریافت کر رہا تھا۔

وہ اس کے پوچھنے پر اس کے رونے میں مزید روانی آگئی۔

"تو تم نہیں بتاؤ گی۔ اوکے فائن میں خود پوچھ لوں گا۔" وہ شعلہ جوالہ بن گیا تھا۔ ہیزل کی تو جیسے جان پر بن آئی۔

"نن۔۔۔۔ نہین مم۔۔۔ میں سب بتاتی ہوں پلیز۔" وہ روتے ہوئے لرزتی آواز میں بولی۔ عالم کے باہر کی جانب بڑھتے قدم رکے تھے۔

"کک۔۔۔ کالج۔۔۔ میں کوئی جج۔۔۔ جان عالم راؤ آیا تھا۔۔۔ تو۔" وہ رکی۔ عالم نے خیرت سے اس کی جانب دیکھا اسے لگا وہ اسے پہچان گئی ہو گی۔ پر نہیں۔

"پھر کیاہوا۔" اسے تجسس ہوُا۔ اور اشتعال بھی

"میں تانیہ۔۔۔اور فاہد کی بات نہیں مان رہی تھی۔وہ مجھے تنگ کر رہے تھے۔تو میں رو رہی تھی۔پھر پتا نہیں کیسے وہ وہاں آ گئے۔اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ۔۔۔کیوں رو۔۔۔رہی ہو۔" وہ اپنے زخم پر نظریں جمائے بھرائی آواز میں بتا رہی تھی۔

"تو کیا تم نے بتایا اسے۔" وہ بھی اس کے زخم پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"مم۔۔۔میں کچھ بول۔۔۔نن۔۔۔نہیں پائی۔" بے بسی سے آنکھیں میں پھر سے طغیانی آنے لگی۔

"بازو کیسے جلا۔" اس نے سرد لہجے میں دریافت کیا۔

"اس نے ہاتھ تھاما تھا اس کی سزا ملی ہے۔" وہ سر جھکائے بولی۔ عالم نے کرب سے آنکھیں میچیں۔ کاش وہ اس وقت وہ اس کی آنکھوں میں موجود التجاؤں پر منہ نہ موڑتا۔ تو آج وہ اس تکلیف سے دوچار نہ ہوتی۔

"کس نے جلایا۔" وہ سوال کر کے اس کے زخم پھر سے کرید گیا۔

"خ۔۔۔ خدا کے لیے چلے جائیں۔ اور کبھی۔۔۔ مت آیئے گا اب۔۔۔ مجھ سے بہت دور چلے جائیں۔ مم۔۔۔ میں بہت بری ہوں۔۔۔ میری وجہ سے سب کو درد پہنچتا ہے۔ جو بھی۔۔۔ مم۔۔ مجھ سے بات کرتا ہے۔۔۔ وہ مار دیتا ہے۔" وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھتی پھوٹ کر رو دی۔

عالم کے اعصاب تنے تھے اس کی باتیں سن کر۔

"میرے ساتھ چلو" وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

"نن۔۔۔ نہیں۔" وہ ہاتھ کھینچ گئی۔

"مجھے نہ سننے کی عادت نہیں۔" وہ لہو چھلکتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے نہیں۔۔۔ جانا پلیز آپ کے ساتھ۔۔۔ آپ چلے جائیں۔" وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔ وہ کسی کی مزید کسی کو تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی۔ پر وہ جے ایس تھا جو دشمنوں کی پوری فوج پر بھاری گزرتا تھا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی جا رہا ہوں۔۔۔۔یہ کارڈ اپنے پاس رکھو جب بھی اب کسی نے تمہیں ہرٹ کیا یا کرنے کی کوشش کی تو بہت برا پیش آؤں گا اس لیے جلد مجھ سے رابطہ کرنا۔اور خود کو تیار کر لو میرے لیے۔" وہ اس کا گال نرمی سے چھوتے اس کی ہتھیلی پر کارڈ رکھتے شروع میں درشتی سے بولتا آخر میں نرمی سے بولتا وہاں سے نکل گیا۔

وہ سکت نظروں سے اسے دیکھتی اپنے گال پر اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی جل اٹھی تھی۔

"کون تھا وہ اور اسے کے بازو پر گولی کیسے لگی تھی بہت سے سوالات سر اٹھانے لگے تھے۔

پھر ایک نظر ہاتھ میں موجود کارڈ کو دیکھا۔کاڈ پر۔موجود نام دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔

وہ جان عالم راؤ تھا۔پر وہ یہاں کیسے۔۔

ہاں وہ اسے یاد نہیں تھا کیونکہ اس نے اس کی جانب دیکھا ہی کب تھا خوف کے مارے ٹھیک سے۔

پر کہہ رہا تھا وہ اسے لے جائے گا اگر خان وہ پتا چلا تو وہ اسے مار دے گا۔۔

نن۔۔۔نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔مجھے انھیں روکنا ہو گا۔۔ورنہ خان انھیں بھی مار دے گا۔۔۔نہیں اب میں اپنی وجہ سے کسی اور کی جان جانے نہیں دوں گی۔۔ بلکل نہیں۔۔۔مجھے ساری زندگی یونہی گھٹ گھٹ کر جینا ہے۔۔۔اور یونہی آیک دن مر جانا ہے۔

وہ خود سے پاگلوں کی طرح باتیں کرتی۔۔ آخر میں پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

وہ ہڑبڑی میں جیسے ہی راہداری سے مڑا۔ بازل شاہ نے اُسے جالیا۔

ایاز نظامی کی ایک اور نقاب پوش کو دیکھ کر سانسیں خشک ہو گئی۔

"کیسے ہو ایاز نظامی۔"

وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی گن اس کی پیشانی پر رکھتے سرد لہجے میں بولا۔

"تت۔۔۔ تم۔۔۔ کیا۔۔۔ چاہتے ہو۔"

وہ اپنا، خشک ہوتا گلا تر کرتے بولا۔

"ششش۔۔۔ سوال نہیں ورنہ غلطی سے مجھ سے یہ چل بھی سکتی ہے۔"

وہ آنکھوں میں سرد تاثرات لیے سرگوشی میں بولا۔

"ویسے تم کہاں جانا چاہیے ہو۔؟ میرے ساتھ یا پھر سیدھا اوپر۔"

وہ گن اس کی پیشانی پر رکھتے ہوئے کرختگی سے بولا۔

"دیکھو تم لوگ مجھے جانتے نہیں ہو تبھی یہ غلطی کر رہے ہو۔ بوس تمھیں چھوڑے گا نہیں۔"

اس نے ہمت کرتے اسے ڈرانا چاہا۔

"مجھے جانے"

اس سے پہلے کے وہ مزید بکتا بازل شاہ نے انجکشن نکل کر اس کی گردن میں گھاڑتے ایک لمحے میں اس کی زبان بند کی۔

اور اسے کندھے پر ڈالتے ہوئے گاڑی کی جانب بڑھا۔

گاڑی کی ڈکی کھول کر اسے غصے پٹکا۔ کیونکہ اسے نے بازل شاہ کو دھمکی دینے کی گستاخی کی تھی۔

جیسے ہی وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا ریان ملک نے گاڑی بگادی۔ وہ سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

آنکھوں کے پردوں کے پیچھے وہ سیاہ بے یقینی آنکھیں لہرائیں۔

وہ نہیں جانتا تھا وہ آنکھیں اسے دیکھ کر اتنی بے یقینی کیوں تھیں۔

پر وہ دوبارہ اس لڑکی سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ اس سے دور رہنا چاہتا۔ وہ اسے بھٹکا رہی تھی اس کے مقصد سے۔

وہ چاند سا ایک نازک سا پیکر تھا اور وہ اندھیروں کا بھٹکا مسافر۔

وہ تو اپنا پتا نہیں جانتا تھا تو کیسے کسی کی منزل بن جاتا۔

"مجھ سے دور رہنا مرمڈ۔۔۔ ورنہ بازل شاہ کی وحشت تم سہہ نہیں پاؤ گی۔"

وہ تصور میں اس سے مخاطب ہوا۔ اپنی بانہوں میں اب بھی اس کے گلداز وجود کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔

ایک اگ تھی پھر راکھ تھی۔۔

صحرا بھی تھا اور پیاس بھی تھی

پھر ایک خلا بے انت سا۔

ایک بند گلی سا رستہ

ویرانیاں، تنہایاں، فراق تھا۔

پھر سارا منظر راکھ تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔ

عالم راؤ سیدھا اپنے روم میں آیا تھا۔ فریش ہو کر چینج کیا اور اپنے زخم پر ڈریسنگ کی۔ وہ اپنی وجہ سے کسی کو پریشان کرنا نہیں چاہتا تھا۔

دل و دماغ میں ابھی بھی اس اسپرا کا سسکتا وجود، اذیت سے بھری نم آنکھیں، اس کی التجائیں۔ سب گھوم رہا تھا۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ اتنا بے اختیار کیسے ہو گیا تھا۔ وہ جو کسی صنف نازک کو ایک نظر دیکھنے تک کو راضی نہ تھا۔ آج ایک لڑکی دوسری ملاقات میں ہی بری طرح کسی آسیب کی طرح اس کے اعصاب پر سوار ہو چکی تھی۔

"عالم راؤ۔۔۔ کنٹرول کرو خود کو تم بس اسے مصیبت سے نکالنا چاہتے ہو۔ اس کے علاؤہ کچھ مت سوچو وہ بہت چھوٹی سی ہے۔ بہت نازک ہے۔ وہ تمھاری دیوانگی برداشت نہیں کر پائے گی"

وہ بیڈ پر چت لیٹ تو لیٹتا آنکھیں موند گیا۔

ریان اور مونا نے ایاز نظامی کو بہت ٹارچر کیا تھا پر وہ کچھ بھی بتانے پر راضی نہ تھا۔

صبح وہ پھر سے کالج کا چکر لگانے والا تھا پر اس بار وہ بازل شاہ جانے والے تھے۔ کیوں جو کام وہ کرنے جا رہا تھا اس کے لیے اسے بازل شاہ اور مونا دونوں کی ضرورت تھی۔

اسے اب بس صبح کا ہی انتظار تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

صبح لمظ ابرھیم کی آنکھوں کھولی تو خود کو انجان جگہ پر پایا۔ آہستہ آہستہ حواص بیدار ہوئے تو کل رات کی ساری واردات ذہن کے پردے پر عود آئی۔

وہ سنہری آنکھیں۔۔۔ وہ اس دن ریسٹورنٹ میں تو اس کی آنکھوں سیاہ تھیں۔

کک۔۔۔ کیا وہ سس۔۔۔ ساحل تھا۔ وہ زندہ ہے۔۔۔ وو۔۔۔ وہ زندہ ہے۔ نہیں پر وہ کوئی اور بھی تو ہو سکتا ہے نہ۔ مجھے پہلے کنفرم کرنا چاہیے۔"

وہ بیڈ سے اٹھی اور اپنا سٹول اٹھانے لگی تبھی اس کی نظر سائڈ ٹیبل پر گلاس کے نیچے رکھے پیپر پر پڑی۔ لمظ نے اسے نکال کر اپنے سامنے کیا۔

"ہو سکے تو مجھ سے بہت دور رہنا۔۔۔ ورنہ بہت پچھتاؤ گی سٹرینجر۔۔۔"

ایک طرف سے دھمکی دی گئی تھی۔ لمظ ابرہیم زخمی سا مسکرائی۔ اسے کسی سے دور رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ بلکل سب خود ہی اسے خود سے پرے دھکیل دیتے تھے۔

" سوری۔۔ سٹرینجر آگر تم میرے ساحل ہوئے تو تمھیں لمظ ابرھیم سے دور بس اس کی موت ہی کر پائے گی۔

مجھے دیکھنا چاہیے شاید مجھے کچھ ایسا مل جائے جس سے پتا چلا سکے کہ وہ ساحل ہے یا کوئی اور۔وہ سائڈ ٹیبل چیک کرنے لگی۔پر وہاں سے کچھ نہ ملا پھر دوسری سائڈ کا چیک کیا۔وہاں بھی کچھ نہ تھا۔

وہ تیزی سے الماری کی جانب بڑھی۔

"ہو سکتا ہے یہ اس کا روم نہ ہو۔"

اس نے خود کلامی کی۔

پھر کچھ سوچ کر دوبارہ سے تلاشی لینے لگی۔

شکر تھا واڈروب لاک نہیں تھا۔

وہ پھرتی سے اپنا کام کر رہی تھی۔یہ دیکھے بنا کہ کوئی بڑے انہماک سے اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا ہے۔

بازل شاہ جو صبح جوگنگ کے بعد سیدھا اپنے گھر کی جانب آیا تھا۔لمظ ابرحیم کو اپنے کمرے کا پوسٹ مارٹم کرتا دیکھ وہ اچنبھے سے وہیں دروازے میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا۔وہ اسے دیکھ نہیں پائی شاید کچھ زیادہ ہی مصروف تھی اسے لگا تھا وہ جا چکی ہو گی۔پر یہاں تو منظر ہی کچھ اور تھا۔

"کیا کھو گیا تمھارا۔"

وہ ٹرائزر کی جیب میں ہاتھ پھنسے سپاٹ لہجے میں بولا۔لمظ ابراہیم جو وارڈروب میں سر دیے ڈٹیکٹو بنی ہوئی تھی اس کی آواز پر ڈر ا اچھل پڑی۔

"کیا کر رہی تھی تم۔"

لہجے کی کرختگی ظاہر تھی۔

لمظ کی ٹانگیں کپکپا اٹھیں۔اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ موڑ کر اس جانب دیکھ سکے یا جواب دے سکے۔

بازل شاہ اسے جواب نہ دیتا دیکھ اس کی جانب بڑھا۔اس کے قدموں کی آہٹ لمظ کو اپنے قریب آتی محسوس ہوئی تو اس کی جان پر بن آئی۔

وہ پیش قدمی کرتے اس کے قریب آ رکا۔اور ایک ہی جھٹکے میں اس کا رخ اپنی موڑا۔یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ لمظ کا سر سیدھا بازل شاہ کے آہنی سینے سے آ ٹکرایا۔اسے لگا وہ کسی دیوار سے ٹکرائی گئی ہے۔

وہ کراہ اٹھی۔

بازل شاہ نے بنا لحاظ کیے جارہانہ انداز میں اس کا بازو تھام کر اپنے سامنے کیا۔

"کیا کر رہی تھی تم۔۔"

اس کا لہجہ درشت تھا۔خوف سے لمظ ابرھیم کی آنکھوں پھٹ پڑیں۔بازو پر اس کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ لمظ ابرھیم کو لگا اس کی ہڈی ہی چٹخ جائے گی۔

"پپ۔۔۔پلیز مجھے درد۔۔ہو رہا ہے۔"

لمظ کی آنکھوں میں موتی چمکنے لگے۔اس کی قربت اگل اس کی جان نکال رہی تھی

"میں نے پوچھا کیا کر رہی تھی تم یہاں"

وہ بنا اس کے آنسو پروا کیے ہنوز کرختگی سے بولا۔

"مم۔۔میں۔۔وہ کپڑے ڈھونڈ رہی تھی۔میرا ڈریس گندھا ہو۔۔گیا تھا۔"

لمظ نے اس کی سخت گرفت میں بمشکل بولا۔

بازل شاہ کی گرفت کچھ نرم ہوئی۔لمظ نے اپنی بھیگی پلکوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو آج پھر سے سیاہ ہو گئی تھیں۔پر ان میں سرخی ہنوز تھی۔

بازل شاہ نے اس کی سیاہ نم آنکھوں میں دیکھا ایک پل میں سب کچھ زیر زبر ہوا تھا۔آنسو سے بھگے نرم پھولے ہوئے گال۔سرخ ہوتی ناک، کپکپاتے عنابی لب،وہ بے خود ہونے لگا تھا۔

"آپ کی آنکھیں۔۔۔"

لمظ کے لب دھیرے سے ہلے تھے۔وہ ایک پل میں حواس میں لوٹا تھا۔

مجھ سے دور رہو سٹرینجر۔۔۔ورنہ تمھارے پاس پچھتاوے کے علاوا کچھ نہیں بچے گا۔

وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے قریب کرتے درشتی سے بولا۔لمظ کو لگا جیسے وہ انگاروں کی لپٹ میں آگئی ہے۔دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا۔

"مم۔۔۔مجھے جانے دیں۔"

وہ گھبرائی تھی کسی انجان کے ساتھ اس کے گھر میں اکیلے اسے اپنے اتنا قریب دیکھ کر۔اس وقت وہ سب کچھ بول گئی تھی۔

"آگر میں نہ جانے دوں تو۔۔۔"

وہ نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا۔لمظ نے آپنی خیرانی سے پھٹی آنکھوں سے بازل شاہ کا ایک پل میں بدلتا روپ دیکھا تھا۔ابھی وہ کچھ پل پہلے منہ سے آنکھوں سے آگ اگل رہا تھا اور اب آنکھوں میں خمار لیے نرم لہجے میں بولتا اسے اٹیک کروانے پر ہی تو تلا تھا۔

"پپ۔۔پلیز۔۔۔"

وہ روہنسا ہوئی۔

" بہت دلکش ہو تم ۔۔۔بے حد حسین۔۔۔بے شک تمھیں دیکھ کر کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتا ہے۔اور تمھاری یہ آنکھیں۔۔کسی گہری رات کی مانند۔۔۔دل چاہتا ہے کھو جاؤ۔"

وہ نرمی سے اس کی پلکوں کی اپنی انگشت کی انگلی سے چھوتے مدھم لہجے میں سرگوشی کرتا۔لمظ ابراہیم کے وجود سے لرزش طاری کر گیا۔

وہ ہمت جھٹا کر اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرنے لگی۔پر مقابل مائل کہاں تھا۔

"مجھے۔۔جانے دیں۔۔۔پلیز۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اپنا سارا زور لگا کر اسے خود سے دور کرنے لگی۔ وہ اسے بے بس ہوتا دیکھ محظوظ ہو رہا تھا۔

" شش ۔۔۔۔ تم خود ہی تو آئی تھی نہ رات کو۔۔ایک انجان گھر میں۔۔۔جہاں ایک ہینڈسم لڑکا۔۔۔ بلکل تنہا اکیلا رہتا ہے۔۔۔ تم بنا سوچے سمجھے اس تک آ گئی۔ وہ بھی تب جب وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔۔۔ایک پاگل جانور کی طرح۔۔۔ جو بنا ایک پل کی بھی دیر کیے سامنے والے کو چیر پھاڑ دیتا ہے۔ اگر میں رات تمھارے اس خوبصورت چہرے کو۔۔۔بے تہاشہ خراجِ تحسین پیش کرتا۔ تمھارے لبوں پر اپنی وحشت کے نشان چھوڑ دیتا۔"

وہ سختی سے اس کے نچلے لب کو مسلتے سفاکی سے بولتا لمظ ابرھیم کو پور پور کپکپانے پر مجبور کر گیا۔

بازل شاہ کا لمس اسے جلتے انگاروں کی ماند لگا رہا تھا۔ جو اسے پور پور سلگا رہے تھے۔

"اگر تمھاری ان مخروطی انگلیوں کو زخم زخم کر دیتا"

وہ اس کی گلداز انگلیوں کو اپنی آہنی انگلیوں میں الجھائے بے رحمی کی انتہا کر رہا تھا۔ لمظ ابراہیم کا دل چاہا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔

"اور یہاں۔۔۔۔"

"خدا کے لیے۔۔۔ مت کریں۔۔"

وہ اس کی گردن پر انگلیاں چلاتے اس سے پہلے کچھ کہتا وہ چیخ اٹھی۔ وہ سفاکی سے مسکرایا۔

"کیا ہوا ڈیئر سٹرینجر۔۔۔"

وہ بے دردی سے اس کی گال سے آنسو مسلتے ہوئے بولا۔ وہ دھکا دے کر اس سے دور ہوئی۔ شاید وہ ہی اب اسے اپنی گرفت میں رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

وہ آنسو بہاتی زخمی آنکھوں سے اسے دیکھتی بنا کچھ کہے وہاں سے بھاگ گئی۔ اسے کے جاتے ہی بازل شاہ نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

وہ جانتا تھا وہ بہت سخت بول گیا تھا۔

پر اس نے جو بھی کیا تھا اس کی بہتری کے لیے کیا تھا۔

"ایم سوری مرمیڈ۔۔۔ پر تم بہت معصوم ہو۔ مجھ سے دور رہنا ہی تمھارے لیے بہتر ہے۔"

ہم تو سمجھے تھے ایک زخم بھر جائیں گا۔۔

کیا خبر تھی کہ رگ و جان میں اتر جائے گا۔۔۔

○○○○○○○○○○○○

بازل تم اور مونا ایک ساتھ رہو گے۔ اور اس کالج میں جاؤ گے۔"

عالم راؤ نے کالج کی ڈیٹل بازل شاہ کے ہاتھ میں دیں۔ مونا کے ساتھ جانے کا سن کر اس کے اعصاب تنے تھے۔

"جان میں تمھارے ساتھ جانے والا تھا نہ۔"

اس نے خود پر ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں پر کل اس کالج سے دو لڑکیاں غائب ہوئی ہیں بازی۔۔۔اس لیے تم دونوں کو وہاں جانا ہے۔میں نہیں چاہتا یہ حادثہ دوبارہ سے اس کالج میں رونما ہو۔کیونکہ پہلے بھی اس کالج سے بہت سی لڑکیاں غائب ہو چکی ہیں۔میرے علاوہ یہ کام صرف تم کر سکتے ہو بازی. اب میں کوئی ایکسکیوز نہیں سننا چاہتا.."

وہ تحکم بھرے انداز میں بولا۔

اور اس کے فیصلے کے سامنے کوئی بھی نہیں بول سکتا تھا۔

"ریان تم میرے ساتھ چل دہے ہو۔"

وہ ریان سے مخاطب ہوا۔

بازل شاہ نے تنے اعصاب کے ساتھ ایک نظر مونا کی جانب دیکھا جو ہمیشہ کی طرح اسے ہی دیکھنے میں مگن تھی۔

بازل شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کو اٹھا کر دریا برد کر دے۔

پر اسے اپنا فرض بھی نبھانا تھا۔

اور اس کے لیے مونا جیسی جوک کو بھی برداشت کر سکتا تھا جو ہر پل اسے نہارتی اس کا خون جلاتی رہتی تھی۔

"میں باہر ویٹ کر رہا ہوں۔"

بازل شاہ بنا مونا کی جانب دیکھے کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔

"مونا اپنے کام پر کنسنٹریکٹ کرنا ہے تمھیں"

عالم راؤ نے سختی سے اسے تاکید کی۔ مونا اس کی بات سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔وہ لب بھینچے اثبات میں سر ہلا کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

ریان دس منٹ میں باہر ملو مجھے۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا۔

اوکے بے"

وہ بھی تیزی سے اپنے روم کی جانب بڑھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہیزل کالج کے لیے تیار ہو کر جیسے ہی گاڑی میں آکر بیٹھی ڈرائیونگ سیٹ پر ڈرائیور کی جگہ صدام خان کو دیکھ کر خوف سے سانس روک گئی۔

جبکہ صدام خان کی آنکھیں چمک اٹھیں اس سنہری پری کو دیکھ کر۔

"پری جان آگے آؤنہ اپنے خان کے پاس۔"

وہ لہجے میں دنیا جہاں کی محبت سموئے بولا۔ ہیزل کو اس سے کراہت آئی پر وہ مجبور تھی۔وہ جانتی وہ اگر منع کرے گی تو وہ پھر سے اسے سزا دے گا۔

" آجاؤ پری جان یوں تو مت ترسایا کرو اپنے خان کو۔"

وہ گاڑی سے اتر کر اس کی جانب آیا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر ہیزل کا ہاتھ تھام کر باہر نکالا۔

صدام خان کا لمس اپنی کلائی پر محسوس کرتی اذیت کی انتہا پر تھی۔

صدام خان نے گاڑی کا ڈور کھول کر اسے اندر بٹھایا پھر خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے دل و دماغ میں اس سالار کی باتیں گردش کرنے لگیں۔

دوبارہ ایسا مت کہنا۔۔۔ ورنہ اس پوری دنیا کو آگ لگا دے گا یہ جے ایس۔"

اس کی جنونی آواز سماعت سے ٹکرائی تھی۔

تمھیں کوئی تکلیف ہو گی تو میں اس وجہ کو جڑ سے ہی اکھاڑ پھینکوں گا پر مرنے کی بات مت کرنا۔ میں نہیں جانتا تم کیا ہو میرے لیے۔۔۔ پر جو بھی ہو بہت ضروری ہو گولڈن ڈول۔۔۔۔ جب سے تم ملی ہو میں ایک بار بھی تمھیں بھول نہیں پایا۔ تمھاری یہ آنکھیں بہت ستاتی ہیں مجھے"

کیسی دیوانگی تھی اس لہجے میں؟

چپکے سے ایک موتی ٹوٹ کر رخسار پر بکھرا تھا۔

وہ نہیں ملے گی دوبار اس سے۔ وہ اب کسی کو بھی اپنی وجہ سے تکلیف پہنچنے نہیں دے گی۔

اس لیے اسے کسی کے بارے میں نہیں سوچنا تھا۔

اسے اپنا آپ ڈائن کی مانند لگتا تھا۔جو بھی اس کی جانب دیکھتا یا اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا۔اس کی زندگی کھا جاتی۔ کبھی کبھی اس کا دل چاہتا وہ خود کو مار دے ختم کر دے پر وہ یہ بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ صدام خان گھر کے ملازمین جو بلکل بے قصور تھے انھیں مار دیتا۔ تین ماہ پہلے ہی اس نے کوشش کی تھی تو صدام خان نے نہ صرف اسے دھمکی دی تھی بلکہ ایک خانسے کو اس کی آنکھوں کے سامنے مار دیا تھا۔

"پری میں سوچ رہا تھا کچھ ہی دنوں میں تم سترہ کی ہو جاؤ گی تو کیونکہ تمھاری برتھڈے پارٹی پر ہی ہم اپنی شادی رکھ لیں۔،"

وہ سکون سے بولتا ہیزل پر اذیتوں کے نئے سرے سے پہاڑ توڑ گیا اسے لگا جیسے کسی نے اسے سسک سسک کر مرنے کی سزا سنائی ہو۔۔

"اور آج رات ہم ڈینر پر بھی جا رہے ہیں تمھارے لیے ایک سرپرائز ہے۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے محبت آمیز لہجے میں بولا۔

اس کا لمس ہمیشہ کی طرح ہیزل کی کسی سانپ کی مانند لگا تھا۔جبکہ دو سرخ ہوتی آنکھوں میں جیسے مرچی بھر گئی تھی اس منظر پر۔۔۔

چلو اب تم جاؤ دیر ہو رہی ہے۔اپنا بہت سارا خیال رکھنا اپنے خان کے لیے۔"

وہ نرمی سے اس کا گال چھوتے ہوئے بولا۔

ہیزل کسی مجسمے کی مانند وہاں سے نکل گئی۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

عالم راؤ جو ریان کے ساتھ ابھی کالج میں انٹر ہوا تھا۔ہیزل کو صدام خان نے ساتھ دیکھ کر خود کو کنٹرول کرتے ہوئے مٹھیوں کو بھینچا۔

وہ صدام خان کو اچھے سے جانتا تھا۔کہنے کو تو وہ ایک بہت بڑا بزنس مین اس کا اور بازل شاہ کا بزنس راول تھا۔پر خقیقت میں۔بہت سے غلط کاموں میں ملوث تھا۔

اور عالم راؤ نے بہت بار جے ایس بن کر اس کی ڈیلز کینسل کروائیں تھیں۔جس پر وہ بری طرح سے تلملایا تھا۔

اور اب بھی اسے لڑکیوں کو غائب میں صدام خان کا ہی ہاتھ لگ رہا تھا۔

عالم راؤ اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اب وہ اس کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا اور وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔عالم راؤ کے پورے وجود میں جیسے شرارے دوڑ گئے۔

ریان ملک جو کب سے عالم راؤ کو ایک چھوٹی سی گڑیا کو دیکھتا دیکھ رہا تھا۔اسے اپنی آنکھوں پر یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

"کیا سچ میں جے اس لڑکی کو دیکھ رہا ہے۔کہیں میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا نہ۔"

وہ خود کلامی کرتے خود کو چوٹی کاٹ کر دیکھا پر درد ہوا۔یعنی حقیقت ہے۔

صدام خان نے اس کا گال چھوا۔عالم راؤ کو لگا اب وہ اپنے ضبط کھو دے گا۔

نس نس میں خون لاوابن کر دوڑنے لگا۔

"بے بہت کیوٹ ہے نہ"

یہ جاتے ہوئے بھی کہ عالم راؤپہلے ہی آگ کا گولا بنا ہوا تھا وہ تب بھی باز نہ آیا۔

"شٹ اپ۔۔۔۔"

وہ دھاڑا۔ بہت سی لڑکیاں جو کب سے اس سالار کو دیکھنے میں مگن تھیں اس کی دھاڑ پر کپکپا اٹھیں۔

"ریان ملک اگلے بیس منٹ میں یہ دونوں چھچھوندر مجھے اس کے ساتھ نظر نہیں آنے چاہیے۔ ورنہ اکیسوے منٹ پر تمھیں اوپر کی سیر کروانے سے بالکل بھی گریز نہیں کروں گا۔

ریان ملک نے اپنا خشک ہوتا گلا تر کیا۔

"اوکے بے۔۔۔"

وہ مری ہوئی آواز میں کہتا وہاں سے نکل گیا۔

اس کے جاتے ہی عالم راؤنے ایک کال ملائی۔

"تمھارے پاس صرف چالیس منٹ ہیں صدیقی صاحب۔۔۔ میرا کام ہو جانا چاہیے ورنہ تم عالم راؤ کے قہر کو آواز دوگے جو تمھاری صحت پر بہت ناساز گزرے گا۔"

وہ حد سے زیادہ سرد پن سے بولتا کال ڈسکنکٹ کر گیا۔

وہ اس وقت پاگل ہو رہا تھا۔

دل چاہ رہا تھا صدام خان کے ہاتھ توڑ دے اور اس کی وہ آنکھیں نوچ لے جن سے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ دل میں آگ لگی ہوئی تھی۔ جواب ایک ہی صورت بجھ سکتی تھی۔

وہ گھڑی پر ٹائم دیکھتا اندر کی جانب بڑھا۔ جہاں جہاں سے وہ گذرتا لڑکیاں تو کیا لڑکے بھی اس یونانی دیوتا کو مڑ کر دیکھتے۔ پر اسے پروا کہاں تھی۔ وہ مغرور چال چلتا بے نیازی سے ان کے قریب سے گزرتا اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا۔

اور ریان ملک نے ان دونوں کو ہیزل سے کیسے دور کیا تھا یہ بھی پتا چل جائے گا۔ آخر عالم راؤ نے یہ کام ہمارے ریان ملک دی گریٹ کو یہ کام سونپا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہیزل اپنی کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی تبھی کسی نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے سنبھلنے کا موقع دیے بنا اپنے ساتھ کھینچتا چلا گیا۔ ہیزل پہلے تو گھبرا گئی۔ پر اس کی پشت دیکھتی اسے پہچان گئی تھی۔ تو خوف کچھ کم ہوا۔ پر نازک سے دل کو اور خدشے ستانے لگے۔

اگر فاہد اور عیلی نے دیکھ لیا تو صدام خان کو پتہ چل جائے گا۔

آگے کا سوچتے ہی وہ لرز اٹھی۔

تبھی اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے کی سعی کرنے لگی۔ جو اسے کے بس کی بات کہاں تھی۔

جبکہ وہ اس کی مزاحمت کو خاطر میں نہ لاتے تیزی سے چلتا جارہا تھا اور وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے ساتھ کھنچی جارہی تھی۔

جان تو تب ہوا ہوئی جب وہ گاڑی کے پاس پہنچے اور عالم راؤ نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"نن۔۔۔۔ نہیں پلیز۔۔۔لیومی۔۔۔"

وہ مزاحمت کرتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

عالم راؤ نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر اپنے قریب کیا۔ وہ جی جان سے لرز اٹھی دل بے ساخت دھڑکا۔

خوبصورت سنہری آنکھیں لرز کر جھک گئیں۔

"اس وقت مجھے روک کر میرے قہر کو آواز مت دو مائے گولڈن ڈول۔۔۔۔ تم ابھی عالم راؤ کے پاگل پن سے واقف نہیں ہو۔ اس لیے بنا ایک پل کی بھی دیر کیے گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔"

وہ تنے اعصاب کے ساتھ سرد لہجے میں دھیمی آواز میں غرایا۔ ہیزل خوف سے کپکپا اٹھی۔

"نہیں۔۔۔۔ پپ۔۔۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔ آپ کے ساتھ۔" وہ اپنے خوف پر قابو پاتے بمشکل بولتی عالم راؤ کے قہر کو آواز دے گئی۔

پر وہ اس پر غصہ کرنا بلکل نہیں چاہتا تھا۔ تبھی اپنے اندر جلتے لاوے کو بڑے ضبط سے قابو پاتے خود کو کمپوز کرنے لگا۔

"کیا چاہ رہی ہو تمہیں اٹھا کر گاڑی میں بٹھاؤ۔۔۔۔ یا اس کالج کو کو آگ لگا دوں۔"

وہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت ہوا تھا۔

ہیزل نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا۔
عالم راؤ نے بے بسی سے ان سنہری آنکھوں میں موتی چمکتے دیکھے۔
پھر نرمی سے ہاتھ تھام کر گاڑی میں بٹھایا۔وہ اس وقت اس کے آنسو کو دیکھ کر نرمی بلکل نہیں برت سکتا تھا۔
دوسری جانب سے آکر خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے گاڑی سٹارٹ کر دی۔سیاہ کول تار سڑک پر آتے ہی گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔
بیس منٹ کارستہ دس منٹ میں طے کرتے گاڑی عالم راؤ کے پرسنل فلیٹ کے پورچ میں رکی۔

ہ

یزل پورے رستے مسلسل آنسو بہاتی آئی تھی۔پر وہ لب بھینچے خود پر ضبط کیے گاڑی چلاتا رہا۔اس نے بازل شاہ مونا اور ریان ملک کو بھی پہنچے کا کہا تھا۔
گاڑی سے اتر کر وہ اس کی جانب آیا۔

"اترو۔۔۔"

ڈور کھول کر اس کے نہ اترنے پر وہ کچھ نرمی سے بولا۔پر وہ بنا اس کی بات پر کان دھرے بیٹھی ہنوز آنسو بہاتی رہی۔
عالم راؤ اس کی ہڈ دھرمی پر جھکا اور اگلے ہی پل وہ اس کی بانہوں میں تھی۔

اس کی حرکت پر وہ رونا بھول کر بکھا کر آنکھیں پھیلائے اس کی جانب دیکھنے لگی۔ جو بلکل انجان بنا اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

ہیزل سر تا پاؤں سرخ ہوتی نظریں آگے ہی پل جھکا گئی۔

عالم راؤ نے اسے نرمی سے لاؤنج میں اترا۔ پر اس سے پہلے کے وہ اس سے دور ہوتی۔ اس نے ہیزل کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اپنے قریب کر لیا۔ وہ ہر بار کی طرح اب بھی اس کے قریب آنے پر سانس روک گئی۔

دھڑکنیں اگلے پاگل ہو رہیں تھیں اس ساحر کی قربت پر۔

عالم راؤ نے اپنا ہاتھ کی انگلیاں اس کے بالوں میں الجا کر نرمی سے اس کا چہرہ اوپر کی جانب اٹھایا۔ ہیزل کو لگا وہ ابھی گر جائے گی۔ ہورا وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں آگیا تھا۔

"کال کیوں نہیں کی۔۔۔"

وہ بغور اس کے شہابی مکھڑے کو دیکھتا ہنوز سرد لہجے میں جواب طلب کر رہا تھا۔

جو پیچ کلر کی شاٹ فراک اور ٹرائزر پہنے، بالوں کی سادہ سی چٹیا بنائے۔ جس سے بہت سے بال نکل کر اس کی دلکش چہرے کو چھونے کی گستاخی کر رہے تھے۔ کسی بھی قسم کی مصنوعی چیزوں سے پاک، جھکی پلکوں کی گھنیری دراز خم دار جالر سنہری غلافی آنکھوں پر سایہ کیا۔ اس کی قربت پر گلال ہوتے پھولے

گلال۔ چھوٹی سی پیشانی پر چمتے شبنم کے قطرے، اور عنابی لبوں کی تھرتھراہٹ تو جیسے عالم راؤ کی جان نکالنے کے لیے ہی تھی۔

وہ کچھ پلوں میں ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ نازک سی پری اس کے لیے کتنی اہم تھی۔

"اس نے تمہیں چھوا۔"

وہ اس کے گال کو نرمی سے سہلاتے جیسے صدام خان کا لمس مٹانے کی کوشش میں تھا۔

وہ اس کے دہکتے لمس پر کانپی تھی۔

"کیوں آنے دیا اسے اپنے قریب۔۔۔"

وہ اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھائے عجیب سے لہجے میں بولا۔ ہیزل نے خیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھام۔ جو اس ہاتھ کو دیکھتا اس کی انگلیوں کو اپنے پوروں سے سہلاتے کوئی دیوانہ ہی لگ رہا تھا۔

"جواب دو کیسے آنے دیا اسے اپنے قریب۔۔۔۔"

وہ اپنی لہو رنگ ہوتی آنکھوں کو اس کی نم سنہری آنکھوں میں گاڑے وحشت زدہ لہجے میں غرایا ۔ ہیزل کو اس سے بے حد خوف آیا۔

وہ اسے کیا بتاتی اس کی تو سانسیں بھی قیدی تھیں صدام خان کی۔

وہ سسکی تھی۔

" تم صرف میری ہو۔۔۔۔ صرف میری۔۔۔۔ تمہیں چھونے کا۔۔۔ تمہیں محسوس کرنے کا۔ تمھارے پور پور پر۔۔۔ تمھارے وجود کی رعنائی۔۔۔ تمھاری یہ خوبصورت جھیل سی سنہری آنکھوں پر۔۔۔ان پہرا دیتی اس جھالر پر"

وہ اس کی پلکوں کر اپنی انگشت کی انگلی سے چھوتے مجنونانہ لہجے میں بولت ہیزل کی جان طوفانوں کے زیر اثر کر گیا۔

" تمھارے اس گلال گالوں کی نرمیاں محسوس کرنے کا۔۔۔"

وہ نرمی سے اس کے گال پر انگلیاں چلاتے دیوانہ سا ہی تو لگ رہا تھا۔

" تمھارے اس سرخ لبوں کی سرخیاں صرف میرے لیے ہیں"

وہ نرمی سے اس کا نچلا لب انگوٹھے سے سہلاتے آنکھوں میں دیوانگی و وارفتگی لے بولا۔ ہیزل تو اپنے ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ ابھی جیسے حواس کھو دینے والی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی اس کی زندگی کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔

" تمھاری سانسوں کو بے آہنگی صرف میں ہی سونپ سکتا ہوں۔ جاناں !"

وہ مظبوطی سے اسے خود میں سماتے اس کی جان نکالنے کے درپے تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا دروازے پر بیل بجی۔عالم راؤ نے حواس کی دنیا میں لوٹتے اسے خود اگل کیا اور مجسمہ بنی ہیزل کو صوفے پر بٹھاتے ڈور کی جانب بڑھا۔جیسے ہی دروازے کھلا بازل شاہ، مونا اور ریان ملک تینوں اندر آئے۔

"کیا ہوا جے اتنا ارجنٹ کیوں بلایا۔"

مونا نے انٹر ہوتے ہی سوال داغا۔ریان ملک بھی متجسس دیکھائی دیا جبکہ بازل شاہ حسبِ معمول خاموشی تھا۔

"کچھ ہی دیر میں پتا چل جائے گا۔"

وہ کہتا ہیزل کی جانب بڑھا۔وہ بھی اس کے پیچھے چل دیے۔

پر لاؤنج میں پہنچتے ہی سب نے صوفے پر بیٹھی سر پر دوپٹہ جمائے سر جھکائے ایک چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا تو سب نے سوالیہ نظروں سے عالم راؤ کی جانب دیکھا۔

پر مونا نے غور کیا تو ایک لمحہ لگا اسے پہچاننے میں کہ یہ وہی لڑکی تھی جو اس دن انھیں کالج میں ملی تھی۔

مونا نے کچھ کہنے پر منہ کھولا پر ڈور پر بجنے والی بیل نے اسے کچھ کہنے سے روک دیا۔

ہیزل سمٹی بیٹھی سخت خوف میں مبتلا تھی۔اگر صدام خان کو علم ہو گیا کہ وہ کالج سے باہر گئی ہے۔تو نہ جانے وہ اس کا کیا حال کرے گا۔

ریان ملک نے دروازے کھولا تو صدیقی صاحب کو دیکھ کر اچھنبے ہوا

آخر عالم کرنے کیا والا تھا۔

"ارے ڈاکٹر صاحب آپ سائڈ تو ہو جائیں بھئی۔" صدیقی صاحب اسے دروازے پر جما دیکھ کر جھنجھلا کر بولے۔

ریان ملک نے انھیں اندر جانے کی جگہ دی تو وہ اپنا بیگ اٹھائے تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ ریان ملک بھی ان کے پیچھے چل دیا۔

"آیئے وکیل صاحب۔۔۔ اور جلدی سے اپنا کام شروع کیجئے۔"

عالم راؤ نے صدیقی صاحب کو صوبہ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

تو وہ بیٹھ کر اپنے کام میں لگ گئے۔ انھوں نے بیگ سے پیپرز نکالے اور عالم راؤ کے سامنے رکھے۔

"چلو ڈول جلدی سے اس پر سائن کرو۔۔۔"

وہ اس کے سامنے پیپلز رکھتے ہوئے نرمی سے بولا۔

ہیزل کا دماغ بنک سے اڑا۔"

"کک۔۔۔ کیسے پپ۔۔ پیپر۔۔۔"

ناجانے کیوں دل میں خدشے سر اٹھانے لگے تھے۔

"میرج پیپر ہیں ڈول۔"

وہ سکون سے بولتا سب کے سر پر بھم گرا گیا۔

اور ہیزل کو تو لگا جیسے اس کا پورا وجود ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں تحلیل ہو گیا ہے۔

" چلو اب جلدی سے سائن کرو یہاں پر. وکیل صاحب کو اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں۔شاباش سائن اٹ۔"

وہ اسے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے بولا۔بازل شاہ کا سکون ہنوز برقرار تھا بلکہ وہ جو خوش تھا کہ اس کے جان کی زندگی میں بھی کوئی بہارِ بن کر آئی البتہ مونا اور ریان ملک تو سکتے میں جا چکے تھے۔

" نہیں۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے نہیں کرنا کہیں بھی سائن۔" وہ روندی آواز میں بمشکل بولتی عالم راؤ کو تپا گئی۔اس نے ٹیبل پر رکھا گلدان اٹھا کر غصے و غضب سے فرش پر ٹینچا۔ہیزل خوف سے چلا اٹھی۔

وہی خال صدیقی صاحب کا بھی تھا۔فرق بس اِتنا تھا وہ چلائے تو تھے پر اپنے دل میں۔

"تم سائن کر رہی ہو یا میں وکیل صاحب کو بنا ٹکٹ کے اوپر بھجوں۔"

عالم راؤ پستول نکالتے صدیقی صاحب کے سر پر رکھتے ہوئے دھاڑا۔وکیل صاحب تو جیسے بنا گولی چلے مرنے والے ہو گئے۔

ہیزل وحشت زدہ نظروں سے عالم راؤ کو دیکھتی بری طرح سے کانپتی رو رہی تھی۔

مونا کو اس پر ترس آیا۔

"بے وہ رو رہی ہے۔"

مونا نے جیسے قہر کو آواز دی۔

عالم راؤ غصے میں اس کی جانب بڑھا اور ایک پل میں اس کی گردن دبوچی۔

ہ

یزل کی تو آنکھیں پھٹ پڑیں۔ اس پاگل وحشی کی حرکتیں دیکھ کر۔ مونا کو تو لگا وہ اس کی گردن ہی چیخ دے گا۔ ریان ملک نے آگے بڑھنا چاہا پر بازل شاہ نے اس کا بازو گرفت میں لیتے اسے روک لیا۔

"بکواس نہیں مونا۔۔۔۔ اگر تمھاری اس ماں نے سائن نہیں کیے نہ تو وکیل صاحب کے بعد اگلے نمبر تمھارا۔"

وہ ایک جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑتے ہوئے غرایا۔

مونا بری طرح کھانسنے لگی۔

ریان ملک نے اسے سہارا دیتے اپنے ساتھ لگایا۔

"پلیز بیٹا سائن کر دو میری دو چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں۔"

صدیقی صاحب نے ہاتھ جوڑے۔

ہ

یزل بے بسی سے آنکھیں میچتی کانپتے ہاتھوں میں پین پکڑ کر سائن کر گئی۔ اسے سائن کرتا دیکھ عالم راؤ کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑھ گئے

نکاح کے بعد وہ تینوں وہاں سے نکل گئے تھے۔

اب فلیٹ میں صرف جانِ عالم راؤ اور ہیزل تھے۔

وہ ابھی بھی سکتے کی حالت میں صوفے پر بیٹھی تھی۔عالم راؤ دروازے بند کرتے مسرور سا اس کی جانب آیا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ ایک مسروریت یہ خوشی کیوں اتنی گہری اور دلفریب تھی۔

وہ جو بھیگے چہرے کے ساتھ کسی بے جان مورت کی مانند بیٹھی تھی۔

اب وہ اس کی تھی۔اس کے پور پور پر بس اس کا حق تھا۔۔وہ جتنا چاہتا اسے قریب سے دیکھ سکتا تھا۔

جس نے بس دو ملاقاتوں میں ہی جے ایس (جس کے نام سے بڑے بڑے گناہگار کانپتے تھے) اسے اپنا دیوانہ بنالیا تھا اس کا سکون اس کا چھین سب چھنتے اپنے نام کی بے چینیاں سونپ دی تھی۔

آج وہ بس اس کی تھی۔۔

عالم راؤ نے فاصلہ عبور کرتا صوفے پر اس کے قریب بیٹھتے اس منموہنی گڑیا کو اپنی جانب کھینچا۔

وہ جو حواس میں نہیں تھی اس اچانک افتاد پر حواس میں لوٹی۔اور خود کو عالم راؤ کے بلکل قریب دیکھ کر جان ہوا ہوئی تھی۔

عالم راؤ بغور اسے دیکھتا نا جانے اس کے چہرے میں کیا تلاش رہا تھا۔

پر اس کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی سرخ ہوئی تھی۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس دیو ہیکل انسان کی گرفت سے خود کو آزاد کروا پائی۔

"مج۔۔۔۔مجھے۔۔۔جانے دیں پلیز۔۔"

وہ ہمت کرتی نم آواز میں بولی۔ کیونکہ اس کے نا جانے کی صورت میں صدام خان بوا کو اگر کوئی نقصان پہنچا دیتا تو وہ کیا کرتی۔

انھوں نے اسے ماں کی طرح پالا تھا۔ ایک بار تو وہ اپنے سارے رشتے کھو بیٹھی تھی پر اب ہمت کہاں تھی کچھ بھی کھونے کی۔

پر اس کی بات سنتے عالم راؤ کے اعصاب تنے تھے۔

وہ مزید اسے خود کے قریب کرتے اپنی مجنونانہ گرفت کرتا خود میں بھینچ گیا۔ وہ خوف کے مارے ہمیشہ کی طرح سانس روک گئی۔ جو عالم راؤ پر بار اچھے سے محسوس کرتا تھا۔

"سوچنا بھی مت جاناں۔۔۔ کہ تم اب مجھ سے دور جا سکتی ہو۔"

وہ جنونی انداز میں بولتا اسے مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔

بے بسی سے ہیزل کی آنکھوں سے بے تحاشہ نیر بہے تھے.

وہ اسے آنسو بہاتے دیکھ لب بھنچ گیا۔ پھر جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھرتے ہوئے اپنے روم کی جانب بڑھا۔ خود کو عالم راؤ کی بانہوں میں محسوس کرتی وہ سر تا پاؤں لرز اٹھی۔

وہ کہاں لے کر جا رہا تھا اسے۔

" چھوڑیں۔۔۔ مجھے ۔۔۔ پلیز۔ نہیں کریں میرے ساتھ ایسا۔۔۔ خدارا چھوڑ دیں مجھے۔ وہ۔۔۔ وہ میری بوا کک۔۔۔ کو۔۔۔ کچھ کر دیں گے۔۔۔ پلیز۔۔۔ جانے دیں مجھے۔"

وہ اس کی مظبوط گرفت میں مچلتی تڑپ کر بولی۔ پر وہ بنا اس کی التجاؤں پر کان دھرے اپنے روم میں لے آیا۔

روم میں داخل ہوتے ہوئے عالم راؤ نے پاؤں سے دروازے بند کیا اور بیڈ کی جانب بڑھا۔ دروازہ بند ہوتا دیکھ ہیزل کا سانس خشک ہو گیا۔

وہ کیا کرنے والا تھا۔ سوچتے ہی اس کا سانس مزید سوکھ گیا اگر خان کو پتا چل گیا تو۔۔وہ سوچ کر ہی بے جان ہونے لگی تھی۔

عالم راؤ نے نرمی سے اسے بیڈ پر رکھا جیسے وہ کوئی کانچ کی نازک سی گڑیا ہو۔ کہ کہیں ذرہ سی سختی سے ٹوٹ نہ جائے۔

اسے بیڈ پر ڈالتا وہ اس کے اطراف میں تکیے پر ہاتھ رکھتے اس پر جھکا۔ ہیزل تو جیسے مرنے والی ہو گئی۔ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا۔ اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر۔

وہ اپنی پاگل ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ آنکھوں میں ڈھیر سارا خوف لیے اس کی گرے آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ جن میں وہ دیوانگی و وارفتگی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بہت دلکش ہو جاناں"

وہ نرمی سے اس کے گال کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے ہوئے مدھم آواز میں مجنونانہ نظریں اس ریشم سی سنہری گڑیا پر گھاڑے بولا۔ ہیزل کو لگا جیسے اسے انگاروں نے چھو لیا ہو۔

"اب تم صرف میری ہو جاناں۔۔۔ تم عالم راؤ کی دیوانگی ہو۔۔۔۔ جنون ہو۔۔۔ پاگل پن ہو"

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس شخص کی دیوانگی دیکھ رہی تھی جیسے وہ بس دو بار ہی تو ملی تھی اور ایک ملاقات تو اسے یاد بھی نہیں تھی۔ وہ پری وش ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے نرمی سے اس کی انگلیوں میں اپنی مظبوط انگلیاں الجھائے۔ نرمی سے اس کی ایک ایک انگلی کے پورے کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔

وہ پور پور لرزتی جیسے مر جانے کو تھی اس کے دہکتے لمس پر۔ دوسرے ہاتھ سے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکھڑے آنکھوں سختی سے میچ گئی۔

پورے وجود میں سنسنی سی پھیل رہی تھی دل جیسے کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

عالم راؤ نے آنکھوں میں خمار لیے اس کے سرخ ہوتے چہرے۔

پیشانی پر چمکتی ننھی شبنم کی بوندیں۔۔

سرخ گلال ہوتے اناری رخسار۔۔

اور سب سے زیادہ دلکشی لیے گلاب کی پنکھڑیوں کی ماند لرزتے لب۔

جنہیں دیکھ عالم راؤ کو اپنا دل ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا۔ دل انھیں چھونے کی اس کی نرمیاں محسوس کرنے کو ہمکنے لگا۔ وہ بے جان سی ہوتی ہنوز آنکھوں موندے ہوئے تھی۔

وہ بے خودی میں جھکا۔اس کے لبوں تک جاتے رکا۔شاید وہ ابھی اس ننھی سی جان کو مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔وہ جانتا تھاوہ نازک سی پری اس کی شدتیں برداشت بلکل نہیں کرپائے گی۔
تبھی خود پر ضبط کے پہرے بٹھائے وہ اس کے گلال رخسار پر جھکا۔اور نرمی سے گال پر لب رکھے۔اسے لگااس کے لبوں نے روئی کے نرم گالوں کو چھولیاہو۔وہ جیسے خود پر سے ضبط کھو دینے کو تھا۔

زندگی میں اسے پہلی دفعہ اسے کسی صنف نازک کی طلب ہوئی تھی وہ بھی شدت سے۔اس کا دل چاہ رہا تھاوہ اس نازک سی سنہری گڑیا کو اپنے دل میں کہیں چھپا لے کے کوئی اس تک پہنچ نا سکے۔

ہیزل نے تڑپ کر آنکھیں وا کیں۔اس کا انگاروں کی مانند لمس محسوس کرتی وہ کسی پتے کی مانند لرز رہی تھی۔وہ اسے طوفانوں کے زیر اثر کرتا دوسرے گال پر جھکا۔

وہ اسے دوبارہ سے جھکتا دیکھ کر عالم راؤ کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ کر اسے خود سے دور کرنے لگی۔پر وہ نازک سی پری کہاں اس دیو کی آہنی گرفت سے خود کو آواز کر سکتی تھی۔

"پپ۔۔۔پلیز۔۔۔مت کریں۔۔"

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"ششش۔۔۔پرنسس۔۔۔بس کچھ محسوس کرنے دو خود کو۔کہ آپ میری ہیں بس میری۔۔"

وہ خمار زدہ لہجے میں بولتا ہیزل کی سانسیں روکنے کے در پر تھا۔

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں قید کیے تکتے سے لگا گیا۔

ں۔جو اس کی جان

لینے کے در پر تھا۔

وہ نرمی سے اس کی سنہری آنکھوں پر جھکا اور باری باری بے حد نرمی سے اس کی خم دار پلکوں پر اٹکے موتی اپنے لبوں سے چننے لگا۔وہ اپنے کے بے جان ہوتے ہاتھوں اس کی گرفت سے نکلنے کی سعی کرنے لگی۔جو کہ ناممکن تھا۔

جان تو تب نکلی جب اس کے بھیگے دہکتے لبوں کا لمس اپنی شہ رگ پر محسوس ہوا۔

وہ اپنے دھڑک کرتے پاگل ہوتے دل کے ساتھ بمشکل کھینچ کھینچ کر سانس لیتی اس کی آگ مانند سانیس اپنی گردن پر محسوس کرتی اپنی رکتی سانسوں کو سنبھالتے نڈھال ہو رہی تھی۔

عالم نے کھینچ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"لیو۔۔۔می۔۔پپ۔۔۔پلیز۔"

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔جو لگ رہا تھا آج اس کی جان لے کر ہی مانے گا۔

عالم راؤ نے اس کے سنہری بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اس کا چہرہ اوپر اپنی جانب اٹھایا۔دونوں میں بس ایک انچ کا فاصلہ تھا۔اس کی سانسوں کی تپش ہیزل کو جلا رہی تھی۔

"تم نے جان عالم راؤ کے دل میں بنا اس کی اجازت کے گھسنے کی گستاخی کی ہے جاناں۔۔۔اور اب اس گستاخی کی سزا عالم راؤ تمھیں ساری زندگی دے گا۔وہ بھی اپنے بے حد قریب رکھ کر۔۔۔اتنا قریب کہ تمھیں سانسوں کے لیے بھی میری سانسوں سے اجازت درکار ہو گی۔ اتنا قریب کے تماری آنکھوں کو کوئی منظر دیکھنے کی اجازت تک نہ ملے گی جانِ جاناں۔"

وہ اس کے چہرے پر جھکے سر گوشی میں بولا۔ہیزل سانس لینے کی بھی غلطی نہیں کر رہی تھی۔کیونکہ اسے خوف تھا اگر اس نے ذرہ سی بھی جنبشِ کی تو تو ضرور کوئی جان لیوا حادثہ ہو جاتا۔جو وہ برداشت نہیں کر پائے گی۔

"تم ایسے کیسے کر سکتی ہو گولڈن ڈول۔۔۔ کتنی نازک سی ہو۔کیسے میری شدتیں، دیوانگی و وارفتگی برداشت کرو گی۔اتنی سی قربت پر یہ حال کر لیا ہے جانِ جاناں۔۔اس پر سانس بھی روک لیتی ہو۔۔۔یہ اچھی بات نہیں۔ تمھیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا سارا الزام اس کے سر دھر گیا۔ہیزل کی سنہری غلافی آنکھوں مزید بڑھی ہوئیں تھیں۔

اس سے کہاں خطا ہوئی تھی کب اس نے جانِ عالم راؤ کو اپنی جانب مائل کیا تھا۔

اس نے کو اس کی جانب خوف کے مارے ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں تھا۔ہاں دوسری ملاقات پر وہ کچھ پاگل پن کر گئی تھی بے خودی میں۔(جب وہ جانِ عالم راؤ کے چہرے سے اس کا ماسک سر کا گئی تھی۔)

"مم۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔کچھ نہیں کیا. پلیز۔۔۔جانے دیں۔۔"
وہ بمشکل گھٹی گھٹی آواز بولی تھی۔
"شش جانِ جانم بار بار جانے کا کہہ کر میرے پاگل پن کو آواز نہیں دو۔ورنہ جو بند باندھے ہیں نہ ایک پل نہیں لگے گا انھیں توڑ کر تمھاری جان نکالنے میں۔اور اگر مجھ سے کوئی مزید گستاخی سرزد ہوئی نہ تو آپ کی نازک سی جان کہاں سہہ پائے گی جانِ عالم راؤ کی وحشتِ دیوانگی"
وہ مدھم آواز میں اس کے نقوش کو اپنی انگلیوں سے محسوس کرتے خمار آلودہ لہجے میں بولا۔
" آپ۔۔کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ایسا۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔مجھے اپنی بوا کے پاس جانا ہے۔پلیز رحم کر دیں۔"
وہ گلوگیر لہجے میں بولتی پھوٹ کر رو دی۔عالم راؤ نے اسے روتے دیکھ ضبط سے مٹھیاں بھینچیں تھیں

ΔΔΔΔΔΔΔ

"بازی... تم میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو۔"
عالم راؤ کے فلیٹ میں ریان ملک کو بازل شاہ کا روکنا اچھے سے یاد تھا۔وہ تو دیکھ ہی اس کی جانب رہی تھی کہ شاید اس بے مہر کو اپنی دیوانی پر کچھ رحم آ ہی جائے۔
پر اس نے تو ظلم کی انتہا ہی کر دی تھی۔خود کیا بچا تا ریان ملک کو بھی روک دیا۔کس قدر تکلیف ہوئی تھی اسے یہ منظر دیکھ کر یہ وہی جانتی تھی۔

"پہلی بات میرا نام بازل شاہ ہے۔۔۔اور کیا کیا ہے میں نے۔"

وہ پہلی بات درشتی سے بولتا دوسری بات بے نیازی سے بولتے مونا کو اندر تک جھلسا گیا۔

مونا نے شکوا کناں نظروں سے اس کی جانب کیا۔ جبکہ وہ ہنوز بے نیازی برتا گاڑی سے نکلتا کالج کے اندر بڑھا۔ مونا بھی اپنے آنسو اپنے اندر اتارتی اس کے پیچھے چل دی۔

جان نے کہا ہے مجھے یہاں ایز آ پروفیسر جوائن کرنا ہے۔اور تمھیں سٹوڈیٹ۔ جان پرنسپل سے بات کر چکا ہے۔"

تم ہر وقت مجھ سے کونٹیکٹ میں رہو گی۔ کسی بھی قسم کی نیگیٹو ایکٹیویٹی تمھیں نظر آئے فوراً مجھے انفام کرو گی۔اور تمھیں میں نے ایاز نظامی کا سسٹم ہیک کرنے کو کہا تھا۔ کیا بنا اس کا؟"

وہ بے تاثر لہجے میں بولتا دریافت کر رہا تھا۔

"میں کوشش کر رہی ہو۔ تھوڑا مشکل ہو رہا ہے بٹ میں رات تک کر لو گی۔"

وہ اس سے کھری کھوٹی سننے کے موڈ میں اس وقت نہیں تھی۔ کیونکہ پہلے ہی وہ بہت کاری وار کر چکا تھا۔

"ہمم۔۔۔۔چلو۔۔۔"

وہ اپنی سرد آنکھوں پر گلاسز چڑھائے پرنسپل کے آفس کی جانب بڑھا۔

مونا بھی اپنے آنسو پیتی اس کے پیچھے چل دی۔

∆∆∆∆∆∆∆

سنو گائز! تم لوگوں کو پتا ہے دنیا کی مشہور کمپنوں میں سے ایک آر ایس ملٹی نیشنل کمپنی کے اونر بازل شاہ ہمیں ہر روز ایک لیکچر دیا کریں گے۔

"اف یار اس سے نظریں ہٹیں گی تو لیکچر لیں گے نہ۔ لیکچر کی جگہ وہ اپنا دل دے دے تو میں تو خوشی سے مر ہی جاؤں۔"

اس کے آہ بھرنے پر گروپ کی ساری لڑکیاں ہنسی تھی۔ پھر ان میں سے ایک لڑکی نے پیچھے بیٹھے سب سے بے نیاز وجود کی جانب اشارہ کیا۔

آنکھوں بتا رہی تھی سویا نہیں ہے وہ۔۔۔

ہجوم کرب تھا دل میں مگر رویا نہیں ہے وہ۔۔۔

جو بنا کسی کی بھی بات پر کان دھرے اپنی سرخ ہوتی سیاہ آنکھیں صفے پر ٹکائے اپنے آپ میں مگن سکیچ بک پر کچھ ڈرا کر رہی تھی۔

"ویسے کہیں اس ہاٹ مین کو ہماری کوائٹ پرنسس ہی نہ پسند آجائے۔"

ایک نے ٹکرا لگا۔ لڑکی کی بات پر پیچھے بیٹھی صنف نازک کے سکیچ بک پر چلتے ہاتھ ایک پل کو رکے تھے۔ پر اگلے ہی پل پھر سے وہ اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔

"ارے چھوڑو بھی یار کبھی کسی نے مورت سے بھی محبت کی ہے۔ وہ بھی ایسی مورت جیسے اس کے اپنے باپ نے ٹھکرا دیا۔"

یہ جانے بنا کہ ان کی باتیں کیسی کہ دل کو لہو لہو کر رہی ہیں وہ اپنے قہقہوں میں مگن تھیں۔
وہ اپنے آنسو کو اپنے اندر اتارتی خاموشی سے پینسل چلاتی رہی۔
"شٹ اپ مریم۔۔۔"
عمر جو کب سے ان لوگوں کو۔ اس کا مزاخت اڑاتے دیکھ رہا تھا۔ پھٹ پڑا۔
"لو آگئے مہان۔۔۔ نرم دل عمر احمد صاحب"
یہ فضا تھی۔ سب ہنسی تھیں۔
"وہ کچھ کہتی نہیں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم لوگ اس کے لیے معیوب الفاظ منہ سے نکالو۔
یہ اچھی بات ہرگز نہیں"
وہ تپے لہجے میں بولا۔ پر وہ سب اثر لینے کی بجائے پھر سے ہنس دیں۔
"تو اب دی گریٹ عمر صاحب ہمیں مینرز سکھائیں گے۔"
ان میں سے ایک دوسری کے ساتھ تالی بجاتے تمسخر اڑاتے بولی۔
یعنی وہ سب مہا ڈھیٹ تھیں۔ تبھی عمر احمد نے ان سب پر لانت بھیجتے۔ اپنی جگہ پر بیٹھنا ہی بہتر سمجھا۔
"ابھی وہ اپنی جگہ پر بیٹھا ہی تھا کہ بازل شاہ بلیک تھری پیس سوٹ میں سوٹڈ بوٹڈ، سنہری بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے، روشن کشادہ پیشانی، مغرور کھڑی ناک، سرخ سپید رنگت پر ہلکی بھوری بیرڈ، سیاہ

آنکھوں میں سرد تاثرات لیے وہ کلاس میں داخلہ ہوا۔ایک پل کے لیے اسے دیکھ کر سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

بے شک وہ ساحر کسی یونانی دیوتا سے کم نہ تھا تھا ہی ایسا کہ ہر کوئی اسے دیکھ کر مبہوت ہوئے بنا نہ رہ پاتا تھا۔

سب نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا تھا۔ سوائے ایک صنف نازک کے۔جو اپنے آپ میں ہی مگن سکیچ بک میں سر دیے نہ جانے کونسا شاہکار ورق پر اتارنے میں مگن تھی۔

وہ سب کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کی جانب بڑھا جس نے بازل شاہ کو اگنور کرنے کی گستاخی کی تھی۔

"بازل شاہ سر جھکائے بیٹھی صنف نازک کے سامنے سے سکیچ بک کھینچ کر اپنے سامنے کی۔وہ جو پورے انہماک سے اپنے کام میں مگن اپنے اندر کے تپش اور درد کو دبا رہی تھی۔وہ اٹھی اور بنا دیکھے ایک زور دار تھپڑ سامنے والے کو رسید کیا۔

"ہاؤ ڈیر۔۔۔۔"

وہ چلائی پر سامنے کھڑی شحصیت کو دیکھ کر الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔ سر پر خیر توں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔پوری کلاس میں سکوت چھا گیا۔سب خیرت کے مارے ایک ہی جگہ سن ہو گئے۔

بازل شاہ خون آشام نظروں سے اسے دیکھتا اس کے وجود سے جان سرکا گیا۔بازل شاہ کے پورے وجود میں جیسے شرارے بھر گئے۔اسے لگا اگر یہ لڑکی کچھ اور دیر اس کے سامنے رہی تو وہ اسے جان سے مار دے گا۔

"گٹ لاسٹ۔۔۔"

وہ تیش سے دھاڑا تھا۔پوری کلاس کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

"سس۔۔۔سوری۔۔۔مم۔۔"

اس نے کپکپاتے لہجے میں صفائی دینا چاہی۔

"آئی سے گٹ لاسٹ۔۔۔۔"

وہ س کی بات کاٹتے غصے سے دھاڑا۔اس کی دھاڑ پر خوف کے مارے سب ہی دھل کر رہ گئے تھے۔وہ اپنا بیگ اُٹھاتے منہ پر ہاتھ رکھے خود کو رونے سے باز رکھتی بار کی جانب بھاگی۔

بازل شاہ نے اپنی سرخ آنکھوں سے اسے باہر جاتے دیکھا تھا۔ناجانے کیوں اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ بازل شاہ کو لگا جیسے قطرہ قطرہ لہو اس کے دل سے بہہ رہا ہو۔۔

اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانا ہے

سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانا ہے

یہ کس کا تصور ہے یہ کس کا فسانا ہے

جو اشک ہے آنکھوں میں تسبیح کا دانا ہے
دل سنگ ملامت کا ہر چند نشانا ہے
دل پھر بھی مرا دل ہے دل ہی تو زمانا ہے
ہم عشق کے ماروں کا اتنا ہی فسانا ہے
رونے کو نہیں کوئی ہنسنے کو زمانا ہے
وہ اور وفا دشمن مانیں گے نہ مانا ہے
سب دل کی شرارت ہے آنکھوں کا بہانا ہے
شاعر ہوں میں شاعر ہوں میرا ہی زمانا ہے
فطرت مرا آئینہ قدرت مرا شانا ہے
جو ان پہ گزرتی ہے کس نے اسے جانا ہے
اپنی ہی مصیبت ہے اپنا ہی فسانا ہے
کیا حسن نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانا ہے
آغاز محبت ہے آنا ہے نہ جانا ہے
اشکوں کی حکومت ہے آہوں کا زمانا ہے

آنکھوں میں نمی سی ہے چپ چپ سے وہ بیٹھے ہیں
نازک سی نگاہوں میں نازک سافسانا ہے
ہم درد بہ دل نالاں وہ دست بہ دل حیراں
اے عشق تو کیا ظالم تیرا ہی زمانا ہے
یا وہ تھے خفا ہم سے یا ہم ہیں خفا ان سے
کل ان کا زمانہ تھا آج اپنا زمانا ہے
اے عشق جنوں پیشہ ہاں عشق جنوں پیشہ
آج ایک ستم گر کو ہنس ہنس کے رلانا ہے
تھوڑی سی اجازت بھی اے بزم گہ ہستی
آ نکلے ہیں دم بھر کو رونا ہے رلانا ہے
یہ عشق نہیں آساں اتنا ہی سمجھ لیجے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے
خود حسن و شباب ان کا کیا کم ہے رقیب اپنا
جب دیکھیے اب وہ ہیں آئینہ ہے شانا ہے
تصویر کے دو رخ ہیں جاں اور غم جاناں

اک نقش چھپانا ہے اک نقش دکھانا ہے

یہ حسن و جمال ان کا یہ عشق و شباب اپنا

جینے کی تمنا ہے مرنے کا زمانا ہے

مجھ کو اسی دھن میں ہے ہر لحظہ بسر کرنا

اب آئے وہ اب آئے لازم انہیں آنا ہے

خودداری و محرومی محرومی و خودداری

اب دل کو خدا رکھے اب دل کا زمانا ہے

اشکوں کے تبسم میں آہوں کے ترنم میں

معصوم محبت کا معصوم فسانا ہے

آنسو تو بہت سے ہیں آنکھوں میں جگر لیکن

بندھ جائے سو موتی ہے رہ جائے سو دانا ہے

ΔΔΔΔΔΔΔ

عالم راؤ نے لب بھنچے اسے روتے دیکھا۔

جانِ جانم اگر اب جو تم نے ایک آنسو کو بھی ان پلکوں کی باڑ کو پار کرنے کی اجازت دی تو آئی سویر جس طرح میں تمھیں چپ کرواؤ گا نہ۔ تمھاری یہ نازک سی جان یہاں پر آجائے گی۔"

وہ انگوٹھے سے اس کے نچلے لب کو سہلاتے ہوئے شروع میں کچھ تپے پر آخری بات پر معنی خیز لہجے میں بولتا ہیزل کی کان کی لوں تک سرخ کر گیا۔

"آ آ۔۔۔اپ مجھے۔۔۔ جانے دیں نہ پلیز۔۔۔ آئی پرامس میں دوبارہ آجاؤ گی۔۔"

وہ ملتجی لہجے میں معصومیت سے بولتی اسے یقین دلانے لگی۔ جس پر جانِ عالم راؤ کو ایک بار پھر سے تپا گئی۔

وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوا۔وہ نازک سی پری خوف سے سمٹ گئی۔

" تمھیں سمجھ نہیں آتی۔ نہیں چاہتا میں تم دور جاؤ۔۔ تمھیں ہر پل۔۔۔ ہر لمحہ۔۔۔ ہر گھڑی اپنے سامنے چاہتا ہوں۔میری بے چینی کا علاج ہو تم۔۔۔کیوں نہیں سمجھنا چاہ رہی تم۔۔ تم اچھی نہیں ہو جانِ جانم۔۔۔ بلکل اچھی نہیں ہو۔ جاو یہاں سے۔اب تب ہی تمھارے پاس آؤں گا جب تم خود مجھے پکارو گی۔۔"

وہ بھی جانِ عالم راؤ تھا۔کیسے ایک صنف نازک سے اتنی جلدی ہار جائے۔

عالم راؤ نے ریان ملک کو کال ملائی اور اسے ہیزل کو واپس کالج پہچانے کا کہہ کر کال کاٹ دی۔

کال ڈسکنکٹ کر کے وہ اس کی جانب مڑا جو تکیے میں منہ دیے پھر سے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔

عالم راؤ نے کھینچ کر اسے اپنے سامنے کیا۔

"کان کھول کر سن لو مسز عالم راؤ اگر وہ کتا تمھارے قریب آیا یا تم نے اسے اپنے قریب آنے دیا تو۔ تم ابھی عالم راؤ نے واقف نہیں ہو۔ سب کچھ تبا کرنے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا۔
میں صدام خان کو اچھے سے جانتا ہوں۔ اس سے تمھارا کوئی رشتہ نہیں ہے یہ بھی جانتا ہوں۔ اس لیے وہ تمھارے لیے نا محرم ہے۔ اور میرے علاوہ کوئی اور تمھیں دیکھے بھی یہ مجھے گوارا نہیں۔ اس لیے مجھے پکارنے میں جتنی دیر کرو گی اتنی ہی سزا کے لیے بھی تیار رہنا۔"
وہ بے تاثر لہجے میں بولتا اس کی چھوٹی سی پیشانی پر لب رکھتے اسے ساکت چھوڑ کر روم سے نکل گیا۔
صبح جو اس کے ساتھ ہؤا وہ سوچ سوچ کر اس کا دماغ شل ہو رہا تھا۔ کاش وہ وہاں جاتی ہی نہیں۔ وہ مان کیوں نہیں لیتی اس کا ساحل جا چکا ہے۔ وہ کہیں بھی نہیں ہے۔
تو کیوں پاگلوں کی طرح دوسروں میں اس کے عکس کو تلاش رہی ہے۔
شاید محبت ہوتی ہی ایسی ہے۔
پاگل بنا دینے والی۔۔۔
اپنے دیوانوں کو تڑپانے والی۔۔
دل کو زخم زخم کر کے نچوڑ لینے والی۔۔۔
اور وہ بھی شاید دیوانی ہو گئی تھی۔ تبھی اسے بازل شاہ میں اپنے ساحل کا عکس دیکھائی دے رہا۔
پر وہ ساحل تو نہ تھا نہ۔

وہ تو بچپن میں بھی اس کی آنکھوں میں ایک آنسو نہ دیکھ سکتا تھا۔تو کیسے آج اسے لہو لہو کر سکتا تھا۔

کیسے وہ اسے کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کر سکتا تھا۔

پورے رستے وہ روتی ہوئی گھر پہنچا تھی۔دل جیسے شدید درد سے پھٹ رہا تھا۔بمشکل گاڑی ڈرائیو کر کے وہ گھر پہنچی تھی۔ورنہ دل چاہ رہا تھا کہیں مار کر قصہ ہی تمام کر دے اپنا۔

روم لاک کر کے دھاڑے مار مار کر اپنی محبت پر ماتم کناں ہوئی۔

خود کو ہر سانس کے ساتھ باور کرایا کہ وہ ساحل نہیں۔بلکے وہ تو کوئی بے حس،بے رحم پتھر تھا۔جس نے اسے لہولہان کر دیا تھا۔

وہ شاور کے نیچے کھڑی کتنی ہی دیر اپنے وجود سے اس کا لمس مٹانے کی کوشش کرنے لگی۔پر پر وہ پر شدت لمس مٹ کہاں رہا تھا جو اسے مزید تڑپا رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ باہر آئی اور چینج کر کے کالج کے لیے نکل گئی کیونکہ وہ اس حادثہ سے نکلنا چاہتی وہ بھول جانا چاہتی تھی کہ کبھی وہ کسی سنگدل سے ملی تھی۔

وہ ایسی ہی تھی۔بکھرتی تو خود کو خود ہی سمیٹ لیتی۔

شاید اس لیے بھی کہ اپنوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ اکیلی تھی۔

کالج آکر بھی جان سکون میں کہاں تھی۔کلاس میں سب اسے تنگ ہی کرتے تھے وہ خاموشی سے خود پر ضبط کیے بیٹھی سکیچ بک پر تیزی سے ہاتھ چلاتے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو دبانے کی بھرپور کوشش کررہی تھی۔

تبھی کوئی اس کی جانب آیا اور اس کے سامنے سے سکیچ بک کھینچی اور وہ خود پر قابو نہ پا سکی۔بن دیکھے اس کا ہاتھ اٹھا اور سامنے والے کے منہ پر نشان چھوڑ گیا۔پر مقابل کو دیکھ کر سیاہ آنکھیں پھیل گئی۔

انکھ لکھوں تو نم لکھنا

وجہ لکھو تو غم لکھنا

وقت لکھو تو صبر لکھنا

گھڑی لکھو تو درد لکھنا

خدا لکھو تو بے عیب لکھنا

لوگ لکھو تو بے فیض لکھنا

شام لکھو تو منتظر لکھنا

امید لکھو تو سحر لکھنا

محبت لکھو تو ابر لکھنا

عشق لکھوں تو ہجر لکھنا

راہ لکھو تو سفر لکھنا

زندگی لکھو تو خفا لکھنا

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

ریان ملک ہیزل کو واپس کالج چھوڑ آیا تھا۔ عالم راؤ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ کیونکہ جاتے ہوئے ایک بار بھی اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ جو اس کے اندر اٹھتے طوفان کو مزید ہوا دے گیا تھا۔

وہ پاگل ہوتا اپنی ہڈی پہن کر اپنے فلیٹ سے نکلا۔ اور سیدھا اپنے پیلس میں آیا۔ گاڑی سے نکلتے وہ تیزی سے ٹارچر روم کی جانب بڑھا۔

ایاز نظامی جو شاید کرسی سے بندھے ہی سو رہا تھا۔ عالم راؤ نے وہاں وہاں رکھے پانی کے جگ کو اس کے منہ پر پھینک دیا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔ اور چونک کر اپنے سامنے اسی دن والے ہڈی اور ماسک میں لمبے چوڑے انسان کو دیکھ کر خوف سے کپکپانے لگا۔

"ایک سوال اور جواب کہ سوا میں اس وقت کچھ بھی سننا نہیں چاہتا۔" وہ آنکھوں میں غصہ و غضب لیے اسے درشتی باور کرواتے بولا۔

"مم۔۔۔ میں کچھ بھی نہیں جانتا۔" وہ خوف زدہ ہوتا مشکل سے بولا۔

جے ایس نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ ٹیبل کی جانب بڑھا۔ وہاں سے اپنا منی چاقو اٹھا کر اس کی جانب بڑھا۔ ایاز نظامی لرزتے دل کے ساتھ اسے دیکھنے لگا۔

عالم راؤ اس کے قریب پہنچا اور بنا ایک پل کی بھی دیر کیے اس کا دائیاں کان اس کے سر سے الگ کر دیا۔

پورے روم میں اس کی چیخیں گھونجی۔

خون کے پھوارے پھوٹ پڑے۔

"کیا فائدہ ایسے کانوں جو بات سن کر سہی سے اس فلور میں ٹرانسفر نہ کریں۔وہ اس کے دماغ پر انگلی رکھے سر سراتے لہجے میں بولا۔

" اب یاد آگیا ہو بتاؤ کس کے لیے کام کرتے ہو۔" وہ چاقو دوسرے کان پر رکھتے ہوئے کر ختگی سے پوچھ رہا تھا۔

"بتاتا ہوں۔۔۔وہ درد سے کراہتے ہوئے بمشکل بولا۔

"ہمم۔۔۔گڈ سیجن۔۔۔"اس نے داد دی۔

"میں خان کے لیے کام کرتا ہوں۔میرا کام لڑکیوں کو اٹھا کر اس کے اڈے تک پہنچانے کا ہے۔اس کے بعد وہ ان لڑکیوں کو باہر کے ملکوں میں بیچ دیتا ہے۔کالجوں میں لڑکے لڑکیوں کو ڈرگز کا عادی بنا کر ان سے غلط کام کرواتا ہے۔

جو لڑکیاں خوبصورت ہوتی ہیں انھیں دوبئ مہنگے داموں میں بھچتا ہے۔

وہ ایک کالج سے ایک لڑکی کو کڈنیپ کروانے والا ہے۔کیونکہ وہ بہت خوبصورت ہے۔دوبئ میں بوس نے اسے اپنے لیے طلب کیا ہے۔

وہ اسے اپنی رکھیل۔۔۔۔"اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ بولتا۔عالم راؤ نے بلیڈ چڑھائی مٹھی کا مکا بنا کر اس کے جبڑے پر پوری قوت سے مارا۔

اور اس بار وہ تکلیف سے نیم مردہ سا ہو کر ایک جانب لٹک گیا۔

عالم راؤ کا غصے اب بھی شانت نہ ہوا تھا۔اس کا دل چاہ رہا تھا ہر چیز کو تہس نہس کر دے۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

کون کہے گا یہ زندگی ہے؟

تم بن کچھ نہیں یہ زندگی

تم ہو تو یہ ہے

تم نہیں تو کچھ بھی نہیں

آج دو دن بیت گئے تھے۔عالم راؤ نے ایک بار بھی ہیزل کی جانب مڑ کر نہ دیکھا تھا۔لمظ ابراہیم بازل شاہ کا لیکچر سکیپ کرنے لگی تھی۔ تبھی اس دن کے بعد ان دونوں کا کوئی سامنا نہ ہوا تھا۔

لمظ ابرھیم نے سراب کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دیا تھا۔

پر بازل شاہ کے سفاک الفاظوں نے اسے دن رات بے چین کر رکھا تھا۔

اور ادھر بازل شاہ کی بے چینی کچھ کم نہ تھی۔

ایاز نظامی نے اس لڑکی کی ساری انفارمیشن دے دی تھی۔ جیسے وہ بازل شاہ کو دے کر اس لڑکی کو بچانے کی زمہ داری سونپ چکا تھا۔

ریان ملک نے پوری کی پوری بچی کچی انفارمیشن بھی بازل شاہ کو سینڈ کر دی تھی۔
جیسے دیکھ کر بازل شاہ کی آنکھیں کچھ دیر کے لیے پتھرا سی گئی۔ پھر غصہ و عضب سے دماغ کی رگیں ابھر آئی۔
وہ اپنے لیکچر کو بھیج میں ہی چھوڑتے کلاس سے نکل گیا۔
ΔΔΔΔΔΔ
لمظ ابرھیم آڈیٹوریم میں سیڑیوں پر بیٹھی نہ جانے کن سوچوں میں گم تھی۔ تبھی بازل شاہ کی موجودگی کا احساس ہی نہ کر پائی۔
بازل شاہ جو اسے پورے کالج میں ڈھونڈ کر آیا تھا اسے آڈیٹوریم میں اکیلا دیکھ کر دماغ گھوم گیا۔
"یہاں پر کیا کر رہی ہو تم۔" اس کی کرخت زدہ آواز پورے آڈیٹوریم میں گھونجی تھی۔
لمظ ابرھیم جو اپنی زندگی کے تلخ باب کھولے بیٹھی تھی۔ اس کی آواز پر بنا چونکہ غیب دماغی سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔
خود کو انہماک سے دیکھتا پا کر بازل شاہ نے لب بھینچے۔
نا جانے کیوں۔۔۔؟
اس کی آنکھوں میں نظر آتے ہزاروں شکوہ۔۔
درد
کرب

ویرانیوں کے ڈیرے دیکھ کر بازل شاہ کا دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا۔

"آف وائٹ کلر کی لوز شرٹ کے ساتھ بلو کلر کی سکرٹ پہننے گلے میں سکاف باندھے۔بالوں کا مسی جھوڑا بنائے۔ہونٹوں پر پنک لب گلوز لگائے وہ سنہری شام کا کوئی حصہ ہی لگ رہی تھی۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔" وہ خود کو سنبھالتے اس کے دلکش چہرے سے نظریں چرا کر بے لچک لہجے میں بولا۔

لمظ ابرھیم نے حواس کی دنیا میں قدم رکھا۔اور بنا ایک پل کی بھی دیر کیے وہاں سے اٹھی۔اور بھاگنے کی تیاری پکڑتی۔پر اس سے پہلے کے وہ وہاں سے جاتی بازل شاہ نے ایک ہی جست میں اسے جالیا۔

"کوشش بے کار ہے مرمیڈ۔" وہ اسے اپنی گرفت میں چھٹپٹاتے دیکھ کر اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتے اس کے کان میں جھک کر مدھم سرگوشی میں بولا۔

لمظ ابرھیم کے پورے وجود میں سنسنی پھیل گئ۔یعنی اس رات بھی یہی تھا۔

اس کے پر خدت حصار میں پورے وجود لرز اٹھا۔

"لیو۔۔۔می پلیز۔" وہ بمشکل خود کو رونے سے روک پا رہی تھی۔

"کہاں تھا نہ اکیلے کبھی باہر مت جانا۔" وہ نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔لمظ ابراہیم اس کا لمس محسوس کرتی اس کی گرفت میں تڑپ اٹھی تھی۔

پورا وجود جیسے انگاروں پر لوٹنے لگا۔

"دد۔۔دور ہو جائے۔۔۔پلیز۔" وہ اس کی گرفت توڑنے کی کوشش کرتی نم آواز میں بولی۔وہ جیسے مر جانے کو تھی۔اسے لگا وہ بدلہ لے گا اس سے جس طرح اس نے پوری کلاس کے سامنے اسے تھپڑ مارا تھا۔وہ بلکل اسے نہیں بخشے گا۔

"بہت مشکل ہے۔" وہ اس کے بالوں میں منہ چھپاتے ہوئے خمار زدہ لہجے میں بولا۔لمظ ابراہیم کا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا۔

جیسے جیسے زلزلوں کی زد میں آگئی۔

اس کی گرم آگ مانند سانیس اپنی گردن پر محسوس کرتی وہ جی جان سے جل اٹھی۔

"پپ۔۔۔پلیز میرے ساتھ۔۔۔ایسا مت کریں۔۔۔چاہے تو بدلے میں۔۔۔مم۔۔۔مجھے سب کے سامنے دد۔۔۔دو تھپڑ مار لیں۔

وہ سسکتے ہوئے کانپتی آواز میں بمشکل بولی۔

بازل شاہ ایکدم سے ہوش میں آیا۔

یہ وہ کیا کر رہا تھا؟؟؟۔کیسے وہ ایک صنف نازک کے اتنا قریب چلا گیا؟؟؟۔کیسے وہ بہک گیا۔؟؟؟

بازل شاہ نے ایک جھٹکے میں سر اٹھایا۔پر اپنی گرفت سے آزاد ابھی بھی نہیں کیا تھا۔

"تم کہیں بھی باہر اکیلے نہیں جاؤ گی۔اور رات کے وقت تو بلکل بھی نہیں۔" وہ تحکم بھرے انداز میں سرد لہجے میں بولا۔

وہ جو کب سے خود پر ضبط کیے ہوئے تھی ایکدم سے پھٹ پڑی۔

"کون ہوتے ہیں آپ مجھے پر حکم صادر کرنے والے۔۔۔"وہ اس کے کالر کو مٹھوں میں دبوچتے ہوئے چلائی۔

"ششش اتنی اونچی آواز میں مت چیخوں مرمیڈ زبان دکھ جائے گی۔" وہ اس کے لبوں پر انگلی رکھتے نرمی سے بولا۔

لمظ ابرھیم نے خیرانی سے اس گرگٹ کی ماند شخص کو دیکھا جو پل میں رنگ بدل گیا تھا۔

" آپ اچھے نہیں ہیں۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔بہت برے ہیں آپ۔"لمظ ابرھیم کو اسے کے کہے جان نچوڑ لینے والے الفاظ یاد آئے تھے۔ تبھی آنسو بہاتی بھرائی آواز میں بولی۔

" جانتا ہوں بلکل اچھا نہیں ہوں میں بہت برا ہوں۔"وہ کرب زدہ لہجے میں بولا۔لمظ ابراہیم نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

بازل شاہ کی سرخی مائل سیاہ آنکھیں ناجانے کیوں اسے بلکل خالی سی لگیں۔

جیسے امید کا کوئی ایک جگنو بھی ان میں روشن نہ ہوا ہو۔

"لیو۔۔۔می۔"وہ بنا اس کا درد محسوس کیے سخت بن گئی۔بازل شاہ اس کے چہرے کے سپاٹ تاثرات دیکھتے اس سے دور ہو گیا۔

"اپنا خیال رکھنا اور اکیلے کہیں مت جانا۔"وہ کہتے بنا رکے وہاں سے نکل گیا۔

گاڑی ایک بہت بڑے ہوٹل کے سامنے رکی تھی۔ صدام خان گاڑی سے نکل کر ہیزل کی جانب آیا۔

پھیلایا۔

"کان کھول کر سن لو مسز عالم راؤ اگر وہ کتا تمھارے قریب آیا یا تم نے اسے اپنے قریب آنے دیا تو۔ تم ابھی عالم راؤ نے واقف نہیں ہو۔ سب کچھ تبا کرنے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا۔

اس کا ہاتھ پھیلا دیکھ کر ہیزل کی سماعت میں عالم راؤ کی آواز گونجی۔ ایک پل کے لیے خوف وہراس سے روم روم کپکپا اٹھا۔

" پری جان۔۔۔ کہاں کھو گئی۔" صدام خان ہاتھ نہ تھامتا دیکھ زچ ہو کر سخت لہجے میں نرم الفاظ پروئے بولا۔

ہیزل کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے آگے کنواں پیچھے کھائی والی مثال تھی۔

پر ابھی تو صدام خان سے بچنا ضروری تھا نہ۔ تبھی ڈرتے ڈرتے اس کے ہاتھ میں اپنا لرزتا ہاتھ رکھ دیا۔ یہ منظر کسی کی دو جلتی آنکھوں نے بڑے ضبط سے دیکھا تھا۔

وہ دل پر پتھر رکھتی اس کے ساتھ چل دی۔

عالم راؤ پاگل ہوتا اسے صدام خان کے ساتھ اندر جاتا دیکھ رہا تھا۔

وہ اس وقت اپنے سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔ تبھی بنا ایک پل کی بھی دیر کیے اندر بڑھا۔ بد قسمتی سے صدام خان آج گاڈز بھی لے کر نہیں آیا تھا۔

وہ سر پر ہڈی کی کیپ ڈالتے اندر کی جانب بڑھا۔

" سر آپ اندر نہیں جاسکتے۔ ہوٹل آج رات کے لیے ایویلیبل نہیں ہے" ہوٹل کے گاڈز نے اس کا راستہ روکا۔

عالم راؤ نے سرخ رنگ آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔ دونوں گاڈز سے گلے میں گلٹی بھری۔

عالم راؤ نے اپنی جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ان کی جانب اچھال دی۔ کیونکہ وہ ہر کام اصول کے تحت کرنا پسند کرتا تھا۔ کسی بے گناہ کو ہراساں کرنا جے ایس کا شیوہ نہیں تھا۔ اور ویسے بھی وہ تو اپنی ڈیوٹی کر رہے تھے۔

وہ بنا رکاوٹ کے اندر بڑھا۔

پورے ہال کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

سامنے ہی ہال میں وہ اس کی جان جلاتی صدام خان کے مقابل سفید گاؤن میں دو داری تلوار بنی بیٹھی تھی۔

اور ارد گرد سے بیگانہ ہو کر صدام خان جس طرح اسے دیکھ رہا تھا۔ عالم راؤ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

وہ غصہ وعضب سے سب کچھ فنا کرنے کے انداز میں تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھ آتا وہ پوری طاقت سے صدام خان کے جبڑے پر مکا جا چکا تھا۔

صدام خان جو آج پہلی بار ہیزل کے ساتھ باہر آیا تھا۔اور اس کی خوبصورتی میں پوری طرح سے ڈوبا ہوا تھا۔اس اچانک ہونے پر زور دار حملے پر سنبھال نہ سکا اور کرسی سے زمین بوس ہوا۔ہیزل چیخ اٹھی پر اگے ہی پل عالم راؤ کی سرخ آنکھوں کو دیکھ خوف سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔

وہ ایک شعلہ بار نظر ہیزل کے سجھے سنوار نے روپ پر ڈالتا۔صدام خان کی جانب بڑھا۔اور زمین پر گھٹنا ٹکا کر پے در پے اس کے چہرے پر گھونسوں کی بوچھاڑ کرنے لگا۔

ہیزل کو لگا وہ مر جائے گی۔

یہ کیسی زندگی تھی اس کی۔۔۔؟؟؟کہ اس کے لیے دو انسان اس کے لیے وحشی جانور بنے ہوئے تھے۔

وہ پور پور کانپتی اپنی بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ گھٹنوں کے بل زمین پر گرسی گئی۔

وہ اب بھی صدام خان کو مار رہا تھا۔اور صدام خان تو مزاحت تک نہیں کر پا رہا تھا۔وہ جیسے پاگل جنونی ہو چکا تھا۔ایسا لگ رہا تھا آج کا صدام خان کو مار کر ہی مانے گا۔

اتنا خوف اسے کبھی صدام خان سے نہیں آیا تھا جتنا وہ عالم راؤ سے خوف زدہ ہو چکی تھی۔

"چھوڑو مجھے پاگل انسان کو کون ہو تم۔" صدام خان درد سے کراہتے ہوئے چلایا۔

عالم راؤ نے اس کی آنکھوں کے سامنے کچھ پل پہلے کا منظر لہرایا جب اس نے اس کی گولڈن ڈول کا ہاتھ تھاما تھا۔

وہ بنا سمجھنے کا موقع دیے ایک جھٹکے میں اس کا ہاتھ توڑ دیا۔

صدام خان درد سے بلبلا اٹھا۔

"تم نے میری سانسوں کو روکنے کی کوشش کی ہے خان۔" وہ جنونی انداز میں بھاری لہجے میں بولا۔

"کون ہو تم جنگلی کہیں کے۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ تم جانتے نہیں ہو میں کون ہوں۔" وہ درد سے تڑتے ہوئے چلایا۔ پر وہ بنا اس کی بات پر کان دھرے ایک اور مکا جا چکا تھا۔ جس پر وہ ایک بار پھر سے چلایا۔"

عالم راؤ ایک نظر اس بے مہر پری پر ڈالتے وہاں سے نکل گیا جو گھٹنوں کے بل فرش پر پتھر بنی بیٹھی تھی۔

صدام خان کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی اس کے ساتھ ہوا کیا تھا۔

"جے ایس۔۔۔۔ صدام خان نے اس کی ہڈی کی پشت پر کندہ الفاظ دہرائیے۔ ہیزل نے خالی نظروں سے اسے دور جاتے دیکھا۔

صدام خان نے مشکل سے اپنے بائیں ہاتھ سے موبائل نکالا جس کی سکرین کافی خد تک ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے بمشکل نمبر ڈائل کر کے اپنے حاص آدمی کو آنے کہا پھر ایک نظر سہمی ہوئی ہیزل پر ڈال کر وہ ہوش ہواس کھو بیٹھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

صدام خان کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا۔ اس کا ہاتھ فیکچر ہوا تھا۔ منہ بری طرح سے سوج چکا تھا۔ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ عالم راؤ اس کے وجود کا انگ انگ لوز کر گیا تھا۔ پورا وجود بری طرح سے دکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر نے اسے سکون کا انجکشن لگا دیا تھا۔

ہیزل صدام خان کے گھر واپس آگئی تھی۔ وہ اپنے روم میں اتے ہی بنا چینج کیے خوف کے مارے کمفرٹر میں گھس کر دم ساد گئی۔ اسے لگا اگر وہ آگیا تو وہ بھی صدام خان کی طرح اسے سزا دے گا۔

اسی طرح کب نیند کی وادیوں میں اتر گئی اسے پتا ہی نہ چلا۔

وہ بلیک ہڈی پہنے کھڑی کا دروازہ کھول کر اندر آیا۔

نیم اندھیرے میں اس کی نظر سیدھی بیڈ کی جانب گئی۔

وہ بیڈ پر سکڑی سمٹی کمفرٹر کو اپنی مٹھیوں میں بھینچے شاید کسی خوف کے زیر اثر تھی۔

وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ اور آہستہ سے اس کے پہلو میں ٹک گیا۔

ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی جانب کھینچا۔ وہ نرم نازک سا وجود اس کی پناہوں میں سمٹ سا گیا۔ سنہری بال سینے پر بکھر گئے۔ عہ ہلکا سا کسمسائی اور اس کے سینے پر سر رکھے پر سکون سی دوبارہ سے ساکت ہو گئی۔

وہ شاید گہری نیند میں تھی۔ عالم راؤ نے اپنے چہرے سے ماسک اتارہ۔ اپنے سینے پر بکھرے اس کے نرم ملائم سنہری ریشم سے گیسوں اپنے ہاتھ میں لیے۔ اپنی مٹھی میں بھر کر اپنے ناک کے قریب لے جا کر گہرہ سانس بھرتے اس کے بالوں کی خوشبو کو اپنی بے چین سانسوں میں اترا۔

آنکھوں میں خمار اترنے لگا۔ اس کی جان لیوا قربت پر آنکھوں میں سرخیاں گھلنے لگیں۔

پھر وہ منظر آنکھوں کے پردوں پر لہراتے ہی وہ اس کے بال سختی سے مٹھی میں جھکڑ اس کا چہرہ اٹھا کر اپنے قریب کرتے سختی سے اس کے دلکش چہرے کو دیکھنے لگا۔ ہیزل جو نیند کی وادیوں میں گم تھی

اپنے بالوں کو سختی سے جھکڑے اور سر پر اٹھنے والی ٹیسوں پر کراہ کر آنکھیں واکر گئی پر سامنے عالم راؤ کو سرخ آنکھیں لیے اپنے اوپر جھکا دیکھ کر خوف سے سانس روک گئی۔

عالم راؤ کو اس پر غصہ آیا تھا۔

" پر وہ خود پر ضبط کرتے اس پر جھکا اور اس کے بالوں میں منہ چھپا گیا۔وہ گہرے سانس بھرتا اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتا خود کو پر سکون کرنے لگا۔کیونکہ وہ اپنی نازک سی جانم کو درد دینا نہیں چاہتا تھا۔وہ خود کو پر سکون کرنا چاہتا تھا ورنہ وہ ضرور اسے کوئی نقصان پہنچا دیتا۔

ہیزل اس کی آگ ماند سانسوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتے مزاحمت کی تھی۔

"ڈونٹ موو جانم مجھے مزید پاگل مت کرو۔ورنہ بہت ہرٹ کر جاؤ گا آج اپنی جانم کو۔" وہ سرسراتے لہجے میں سرگوشی کرتا ہیزل کو زلزلوں کی زد میں در گیا۔تو کیا وہ بھی اسے سزا دینے آیا تھا۔انکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گلاب رخسار پر بکھرے تھے۔

عالم راؤ نے اپنے جلتے سگتے لب اس کی کالر بون پر رکھے۔ہیزل کو لگا اسے دھکتے انگاروں نے چھو لیا ہو۔وہ اس کے جان لیوا لمس پر جی جان سے لرز اٹھی۔

" پکارتی کیوں نہیں جانم۔۔۔میرے ضبط کو مت آزماؤ۔ جس دل ضبط کا بند ٹوٹا۔۔۔۔میں تمھاری چھوٹی سی جان یہاں لے آؤں گا۔" وہ اس کی دلنشین قربت پر مشکل سے خود پر قابو پاتے اس کے لبوں کو انگوٹھے سے چھوتے جزبات سے بھاری ہوتی آواز میں بولی۔

ہیزل پلکیں جھکائے ذرہ سی جنبشِ کرنے کی بھی گستاخی نہیں کر رہی تھی۔

"سرخ گلاب کٹاؤ دار ہونٹوں کو گلابی رنگ سے مزین کیے وہ عالم راؤ جیسے سخت دل کے مالک انسان کے حواس سلوب کر رہی تھی۔ تو صدام خان تو کیا چیز تھی۔ انکھوں کے سامنے ایک بار پھر سے وہ منظر گھوما جب وہ اسے پوری توجو کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

عالم راؤ کے وجود میں ایک بار پھر سے شرارے دوڑنے لگے۔

اس نے بڑی بے دردی سے ہیزل کے لبوں کو مسل کر ان پر سے مصنوعی رنگ اترے۔ ہیزل کو تکلیف ہوئی تھی پر وہ اپنے درد ہو پر وہ ضبط کر گئی۔ پر پھر بھی آنکھوں سے نیر بہہ نکلے۔ سسے آنسو بہتا دیکھ وہ لب بھینچے اسے کھینچ کر مزید خود میں سمو گیا۔

"جانم کچھ ایسا کرو میں وہ منظر بھول جاؤ۔ ورنہ عالم راؤ اس دنیا کو آگ لگا دے گا۔ سب کچھ تہس نہس کر دے گا۔" وہ اس کے گرد سختی سے اپنا حصار باندھتے ہوئے جنونی انداز میں بولتا ہیزل کو پور پور لرزنے پر مجبور کر گیا۔

یہ کیسی دیوانگی تھی؟؟؟؟

کیسا جنون تھا۔؟؟؟

اس کے لہجے کی جنونیت و دیوانگی اسے ڈرا گئی تھی۔

اگر اسے پتہ چل جاتا وہ اسے بچپن سے لے کر اب تک کئی بار چھو چکا ہے۔۔۔اور صرف ہاتھ ہی نہیں۔۔اس کے بال، اس کا چہرہ بھی وہ کئی بار چھو چکا تھا تو وہ کیا کرتا۔

سوچ کر ہی وہ کپکپا اٹھی۔

"درد۔۔۔۔دو دن بعد۔۔۔مم۔۔۔میں آپ کے۔۔۔پاس آ جج۔۔۔جاوں۔گی۔"نا جانے کیسے ہمت کر کے وہ یہ الفاظ بول گئی تھی۔

شاید اس کا غصہ دیکھ کر۔۔۔

اس کی بات سن کر عالم راؤ نے مزید اسے خود میں بھنچا۔

"نہیں تم ابھی میرے ساتھ چلو گی۔"وہ غصے سے اس کے کان کی لوں کو اپنے دانتوں میں دباتے غرایا۔

"سی۔۔"وہ سسکی۔عالم راؤ نے نرمی سے اسی کان کی لوں پر اپنے لب رکھے جیسے اپنے درے زخم پر مرہم رکھنے کی کوشش کی تھی۔

ہیزل اپنی بے آہنگ دھڑکنوں کو سنبھالتی اس کی قربت میں نڈھال سی ہو رہی تھی۔وہ اس کے گال پر اپنا ناک سہلاتے ہوئے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اپنے بلکل قریب کر گیا۔

دونوں میں ایک انچ سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔

ہیزل کو اپنے سینے میں بھینچے وہ ہولے ہولے اس کی جان کھینچ رہا تھا۔

وہ نرمی سے اس کی آنکھوں پر جھکا۔ اور باری باری ان کی پلکوں پر اٹکے موتی اپنے اندر اتارتا اس کی آنکھوں پر اپنا لمس بخش گیا۔

وہ گہرے سانس بھرتی اس کی ہڈی کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

وہ اسے سانسیں بھرتا دیکھ متبسم سا اس کی چھوٹی سی ناک پر جھکا۔ وہ اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی پور پور لرز رہی تھی۔

دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

وہ خمار زدہ آنکھوں سے ایک نظر اس کے سرخ چہرے پر ڈالتا۔ اس کے سرخ رخساروں پر جھکا۔ ہیزل کو لگا آج وہ اس کی جان لے کر ہی مانے گا۔ وہ کیا بتاتا اسے کہ اس کا نرم لمس ہی عالم راؤ کے اندر برپا طوفان کو تھام سکتا تھا۔ وہ اس کی وحشتوں کا علاج تھی۔ اس کی قربت اس کے بنجر ویران دل پر ٹھنڈی میٹھی پھوار کی طرح برستی ہے۔

کچھ یاد آنے پر اس نے ہیزل کی کلائی اپنے سامنے کی جہاں پر زخم ابھی بھی بھرا نہیں تھا۔ حلانکہ زخم تو اس کا بھی ابھی تک نہ بھرا تھا پر اس کا زخم دیکھ پر اس کے دل میں انی سی چبھی تھی۔

ہیزل نے سرخ ہوتی سنہری آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ عہ اس کی کلائی کو اپنے لبوں کے قریب کیے اپنے مسیحائی لمس سے مرہم رکھ رہا تھا۔

وہ پسلیوں سے سر ٹینچتے دل پر قابو پانے کی کوشش میں نڈھال آنکھیں میچ گئی۔ وہ بڑی نرمی سے اس کے ہاتھ کے پوروں کو لبوں سے چھو رہا تھا۔ اس کی مونچھوں کی چبن اپنی انگلیوں پر محسوس کرتی وہ جیسے حواس کھونے کے درپے تھی۔

پپ۔۔۔پلیز۔۔۔" اس نے کانپتی آواز میں احتجاج کیا۔

" عالم راؤ نے بمشکل سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو بھاری ہوتی پلکوں سے اسے دیکھتی پور پور لرز رہی تھی۔

" اگر دو دن بعد تم نے نہیں پکارا تو جان نکالنے میں ایک پل نہیں لگاؤ گا جان جانم۔۔۔ کیونکہ عالم راؤ اسے بلکل معاف نہیں کرتا جو اسے مشکل میں ڈالتا ہے۔" شاید اسے اپنی گولڈن ڈول پر رحم آ گیا تھا۔ پر پھر بھی وارن کرنا نہ بھولا۔

اس کی پیشانی پر اپنا لمس چھوڑتا وہ منہ پر ماسک لگائے کھڑکی سے کود گیا۔

ہیزل وہیں لیٹی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو نارمل کرنے لگی۔ پھر کچھ پل پہلے کے مناظر آنکھوں کے سامنے گھومنے تو چہرہ شرم سے مزید متغیر ہوا۔ دھڑکنوں میں جیسے طلالم سا بھرپا تھا۔ نا جانے کیسے پر پہلی مرتبہ ایک عرصہ بعد اس کے لبوں پر تبسّم بکھرا۔ وہ کمفرٹر میں گھس کر جیسے خود سے بھی چھپ جانا چاہتی تھی۔

"سر وہ لڑکی کالج آگئی ہے" کالج کے باہر کھڑے ایک آدمی نے لڑکی کو اندر جاتا دیکھ کر فوراً فون سے اطلاع دی۔

پھر مقابل نے کچھ کہا جس پر وہ یس سر کہتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

اندر آتے ہی اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ ان میں سے ایک کالج کی عمارت کی جانب بڑھا۔

بازل شاہ اپنے کان میں ایئرپورٹس لگائے الرٹ انداز میں چاروں طرف نظریں دوڑاتا مونا سے مخاطب تھا۔

"مونا ایک سیکنڈ ایک پل کے لیے بھی وہ لڑکی تمھاری نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے۔۔۔" وہ خطرے کو بھانپتا درشتی سے بولا۔

"اوکے! دو لفظ جواب۔

مونا لمظ ابرھیم کی جانب بڑھیں جو کچھ دور ہی سیڑیوں پر بیٹھی کسی بک کو پڑھ رہی تھی۔ مونا بھی کچھ دور ہی اپنی بک کھول کر بیٹھ گئی۔

لمظ ابرھیم جو پڑھنے میں مصروف تھی۔ عمر بھی اپنا بیگ اس کے پاس رکھتا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"ہائے! لمظ۔۔۔" وہ اسے دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

جس پر وہ بنا جواب میں بے تاثر سی ایک نظر اس پر ڈالے بنا کچھ بولے اپنے کام میں دوبارہ سے مشغول ہو گئی۔ عمر نے اس کی بے نیازی پر کچھ ری ایکٹ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ ایسی ہی تھی۔ مونا نے اس کے انداز پر آنکھیں گھمائی۔

"ہنہہ... امیر باپ کی بگڑی اولاد۔" اس نے اپنی طرف سے لمظ ابرھیم کے بارے میں رائے قائم کی۔ جو کسی سے بات کرنا تو دور دیکھنا بھی گوارہ نہ کرتی تھی۔

"لمظ ابرھیم کیا تم نے اپنی اسائنمنٹ کمپلیٹ کر لی۔" وہ اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔" ایک لفظ جواب دیے وہ اپنی چیزیں سمیٹتے وہاں سے اٹھی۔ عمر بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں لمظ ابرھیم۔" وہ اس کے ہم قدم ہوتا لجاجت بھرے انداز میں گویا ہوا۔

"نہیں۔۔" وہی جواب پر پہلے کی نسبت اب کی بار اس کے لہجے میں کرختگی تھی۔ وہ تیز چلنے لگی۔

Just a few moments, please۔

وہ آج اس سے بات کرنے پر باضد تھا۔

"پلیز عمر لیو می الون۔۔۔" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بول کر آگے بڑھی پر اس کی نازک کلائی عمر کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس کے پورے وجود میں جیسے شرارے بھر گئے۔ پر اس سے پہلے کہ وہ کوئی شدید رد عمل دیتی اس کی نظر سامنے ہی کچھ فاصلے پر کھڑے بازل شاہ پر گئی جو ہمیشہ کی طرح سوٹڈ بوٹڈ اپنی

بے تحاشہ چھا جانے والی شخصیت کے ساتھ سیاہ آنکھوں میں آگ کا ایک طوفان لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ بازل شاہ نے ایک نظر اس کی کلائی کو دیکھا جو عمر کے ہاتھ میں تھی۔اس کا دل چاہا عمر کا ہاتھ ہی اکھاڑ دے۔

نہ جانے کیوں انگاروں پر لوٹنے لگا تھا۔

پر ایسا کیوں ہو رہا تھا؟؟؟؟

یہ جلن

یہ غصہ

اور اندر جلتی آگ کس لیے وہ کیوں اس قدر پاگل ہو رہا تھا۔

اور اس پر لمظ ابرھیم کی دل جھلستی آنکھوں کی مسکان۔اس کا دل چاہا وہ اس لڑکی کو زمین میں زندہ گھاڑ دے۔جو اسے پاگل کر رہی تھی۔

لمظ ابرھیم کی آنکھوں مسکرائی تھی اسے جلتا کڑتا دیکھ کر۔وہ عمر کو کچھ بھی کہنے کو ادارہ ترک کرتی۔اس کی جانب مڑی۔وہ نہیں جانتی تھی وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔پر بازل شاہ کو اپنے لیے تڑپتے دیکھ عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔

"اوکے چلو۔۔۔"وہ اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی نکالتے ہوئے اس مسکرا کر بولی۔عمر کو اپنی ہی آنکھوں پر یقین نہ ہوا۔

کیا وہ سچ میں مسکرائی تھی۔

بازل شاہ سختی سے جبڑے بھینچے ضبط کی حدوں کو چھو رہا۔

شاید بہت بری طرح سے بازل شاہ کے ضبط کو آزمایا گیا تھا۔

وہ اسے جہاں تک یاد تھا وہ بہت پزیسو تھا اپنی چیزوں کے لیے۔۔۔اگر کوئی انھیں ہاتھ بھی لگاتا تو وہ بہت برے طریقے سے مقابل کو مارتا۔

اسے یاد جب وہ اٹھ سال کا تھا تو کلاس میں ایک لڑکے نے اس کی پینسل چرائی تھی تو اس نے وہی پینسل اس لڑکے کے ہاتھ کی پشت پر اس قدر ظالمانہ انداز میں ماری تھی کہ وہ اس کے ہاتھ میں پیوست ہو گئی۔

پر وہ چیز تو نہ تھی۔۔۔وہ تو انسان تھی۔

ایک نازک سی صنف نازک۔۔۔بازل شاہ کو چھونے والی پہلی لڑکی۔۔۔وہ پہلی لڑکی جیسے بازل شاہ نے اپنے قریب کیا۔۔۔وہ پہلی لڑکی جیسے بازل شاہ نے اپنا پہلا لمس بخشا۔

تو کیسے کوئی اور اسے چھو سکتا۔کیسے وہ کسی اور کے سامنے مسکرا سکتی ہے۔جبکہ اس کی مسکراہٹ کو اس نے بھی ابھی تک محسوس نہ کیا تھا۔

وہ اس کے ساتھ جا چکی تھی۔اور وہ وہیں کھڑا اس جگہ کو گھور رہا تھا جہاں وہ دونوں کچھ پل پہلے کھڑے تھے۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ جیسے ہی کالج کے پارکنگ ایریا میں داخل ہوئی کسی نے اسے پیچھے سے اس کی ناک پر کلوروفارم سے بھرا رومال رکھ دیا۔ وہ ایک پل کے لیے جھٹ پٹائی پر دوسرے ہی پل وہ بے ہوش ہوتی ڈھہتی چلی گئی۔

پل میں میں اس کے نازک سے وجود کو گاڑی میں ڈالتے وہ نکلتے چلے گئے۔۔

مونا جو کب سے اسے تلاش رہی تھی جھنجھلا سی گئی۔۔

کہاں گئی یہ آفت۔۔ وہ اِدھر اُدھر نظریں گھماتی اسے ڈھونڈ رہی تھی بس ایک پل کے لیے اس کی نظر ہٹی تھی اور وہ غائب۔

مجبوراً اسے بازل شاہ کو کال ملانے لگی۔ اور خبر ملتے ہی وہ اگلے ہی پل وہ اسے آتا نظر آیا۔

اور بنا اس کی سنے وہ سختی سے اس کا بازو دبوچے ایک سائڈ پر لے آیا۔

"کیا بکواس کی تم نے کہا ہے لمظ ابراہیم۔۔۔۔ میں نے تم سے کہا تھا نہ وہ لڑکی ایک پل کے لیے بھی تمھاری نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ پھر کیسے کیسے تم نے اسے کھو دیا۔۔ اگر اسے کچھ ہوا نہ مونا تو بازل شاہ سے رحم کی امید نہیں کرنا تم۔۔۔"

مونا تو جیسے سکتے میں آ گئی۔۔۔ کون تھا یہ؟

یہ وہ بازل شاہ تو نہیں تھا۔ جو لڑکیوں کی جانب ایک نظر دیکھنا تک پسند نہیں کرتا تھا۔ یہ وہ سرد مزاج بازل شاہ تو بلکل نہیں تھا۔

یہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔ جس کی آنکھوں میں اس لڑکی کے لیے کچھ عجیب سا پاگل پن تھا۔اس کا دل دھک سا رہ گیا تھا۔

"دعا کرنا وہ ٹھیک ہو۔۔۔اسے کچھ نہ ہو۔۔۔ورنہ میں سب کچھ تباہ کر دوں گا۔۔مائمہ مجید۔۔" وہ اس کے پورے نام سے مخاطب کرتے انگارے اگلتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ بھی خود کو سنبھالتی اس کے پیچھے بھاگی۔ کیونکہ اسے کسی بھی حال میں اس لڑکی کو تلاشنا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

"ارے یار کیا لڑکی ہے۔۔" ان شیطانوں میں سے ایک لمظ ابراہیم کے بے سود وجود کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"ہاں یار رانی سے ایک دم رانی ایسے ہی تو بوس کا دل نہیں آیا اس پر اس جل پری کو دیکھ کر تو کوئی بھی پاگل ہو جائے۔۔" دوسرے نے بھی رال ٹپکتے خباثت سے لمظ ابراہیم کے وجود کو دیکھتے کہا۔۔

"ویسے کیوں نہ ہم بھی تھوڑی سا ٹیسٹ کر لیں اس حور کو بوس کو کون بتائے گا۔" پہلے نے کہا تو دوسرے سوچ میں پڑ گیا۔۔بات تو اس کی ٹھیک تھی۔

ہاہاہا۔۔۔ کیوں نہیں آخر اس پر کچھ حق تو ہمارا بھی بنتا ہے نہ۔۔۔" وہ خوشی سے کھکھلا اٹھا۔

اور پھر دونوں اپنے گندے عزائم کے ساتھ اس کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

ان میں سے ایک نے پانی کی بوتل اس کے چہرے پر انڈیلی تھی

پانی کے گرتے ہی لمظ ابراہیم ہوش میں آنے لگی۔

جس پر وہ دونوں خوشی سے کھکھلا اٹھے۔
اس کے جناتی کھکھے پر لمظ ابراہیم پل میں اپنے حواس میں لوٹتی خوف حراس سے اٹھی بیٹھی ۔۔اور خوفزدہ سی پیچھے کو کھسکنے لگی۔۔
"کک۔۔۔کون ہو۔۔۔ تم لوگ۔۔۔ مم۔۔۔مجھے کیوں۔۔۔لائے۔ وہ بمشکل گھٹی گھٹی آواز میں بولی تھی۔

"ارے واہ یہ گڑیا تو بولتی بھی ہے۔۔"ان میں سے ایک اس کا مزاق اڑاتے اس کی جانب بڑھا۔
لمظ ابراہیم کو ان دونوں کی نظروں سے خوف آیا تھا۔وہ اپنا سکاف اپنے گرد مزید لپیٹنے لگی۔
اوبے بی ہم سے چھپ رہی ہے۔۔۔دوسرا بولتے اس کا سکاف کھینچنے کے لیے اس کی جانب بڑھا۔تو وہ خوف سے سانسیں روک گئی۔۔

اس جدوجہد میں کے وہ شاید پامال ہونے سے پہلے ہی مر جائے۔
ویسے بھی جینے کے لیے اس کے پاس آخر تھا ہی کیا۔ایک سانسیں اور وہ بھی انہیلر کی محتاج ۔۔۔کھوکھلی اس کی زندگی کی طرف۔اج اگر وہ مر بھی جاتی تو کونسا کسی کو فرق پڑھنا تھا۔
پر خدا کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا اس سے پہلے کے وہ شیطان اس کا سکاف کھینچتا ایک اڑتی ہوئی گھولی اس کا ہاتھ چیرتی نکل گئی۔

وہ چیختے ہوئے اپنا ہاتھ تھام کر زمین بوس ہوا۔ دوسرے نے خوف زدہ ہوتے دروازے کی جانب دیکھا ۔ جہاں ایک سیاہ لباس میں ایک نقاب پوش کھڑا تھا۔۔۔ کاش وہ اس کھنڈر میں رکنے کی بجائے خان کی بتائی جگہ پر فوراً ہی لڑکی کو پہنچا دیتے تو یہ نہ ہوتا۔۔

وہ ایک پل کی دیر کیے بنا دوسرے کی کھوپڑی میں سوراخ کر گیا تھا۔ اس کا خون ہر طرح پھیلتا لمظ ابراہیم وحشت زدہ کر گیا۔۔

وہ جو پہلے ہی سانس روکے ہوئے تھی یوں خون خون دیکھتے سانسوں کی مالا ٹوٹنے لگی۔

وہ بھاری قدموں سے چلتا لمظ ابراہیم کی جانب بڑھا۔۔ نظریں اس کے نڈھال سے وجود پر تھیں۔۔

دوسرا شیطان جو زمین پر پڑا کراہ رہا تھا اس کے مسلسل چلانے پر وہ تنگ آتا ایک ہی گولی میں اس کا بھی کام تمام کر دیا۔

لمظ ابراہیم کی آواز کہیں حلق میں ہی دب گئی۔

اسے ڈھتا دیکھ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"ہے مرمیڈ۔۔۔ بازل شاہ ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے اس گال تھپتھپانے لگا۔۔۔ جو بمشکل سانس لے رہی تھی۔

"ہے۔۔۔ مرمیڈ سانس لو۔۔۔۔ سانس لو۔۔۔" وہ اسے سانس نا لیتے دیکھ دیوانہ وار ہوا تھا۔۔ وہ سانس نہیں لے رہی تھی اسے لگ رہا تھا مر وہ رہا ہے۔

و لمظ ابراہیم ۔۔۔ آئی سیڈ سانس لو ڈیم اٹ ۔۔۔ ادر وائز آئی ویل کل یو۔"وہ اس کا چہرہ جبڑوں سے دبوچتے جنونیت سے بولا تھا۔ پر وہ سانس کہاں لے پا رہی تھی ۔۔

وہ ایک پل میں فیصلہ کرتے اس پر جھکا تھا۔۔۔ لمظ ابراہیم کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔۔ سانسیں اگلے ہی پل بحال ہونے لگیں کیونکہ وہ قطرہ قطرہ اپنی سانسیں اس میں انڈھلتا اس کی سانسوں کی مالا سنوارنے لگا۔

وہ پاگل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتے مزید نڈھال ہونے لگی تھی ۔۔۔ اس کی ہڈی کو دبوچ اسے خود سے دور کرنے لگی۔ جو ناممکن سا ہی لگ رہا تھا

بازل شاہ پر تو جیسے سحر سا طاری ہو گیا تھا۔ قہ اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔۔ جس پر وہ نازک سی جان نا برداشت کرتے اس کی باہوں میں حواس کھو گئی ۔۔

جس پر وہ اگلے ہی پل حواس میں لوٹتا۔ اس سے دور ہوا ۔۔ اس کی نبض چیک کی جو اب نارمل تھی۔

بازل شاہ نے اس کے شدت سے سرخیاں چھلکاتے ہونٹوں کو دیکھتے نظروں چرائی تھی ۔۔۔

وہ اتنا بے خود کب سے ہو گیا تھا ۔۔۔

یہ لڑکی اسے پاگل کر رہی تھی ۔۔۔ کچھ تو تھا اس میں جو بازل شاہ کے دل میں عجیب سی کیفیت بیدار ہوتی تھی اس لڑکی کو دیکھ۔

دو دن سے بازل شاہ نے لمظ ابرھیم کو روم میں بند کر رکھا تھا۔ اس کا بیگ بھی اس کے پاس ہی رکھا تھا۔ اس میں فون بھی تھا پر افسوس اس کی بیٹری ڈیڈ تھی۔ دو دن سے اس کی خالت پاگلوں سی ہو گئی تھی۔ اسے یہاں پھینک کر وہ ناجانے کہاچلا گیا تھا۔ بس کھانا دینے ایک ملازمہ آتی تھی۔

وہ لاکھ روئی منتیں کیں پر ملازمہ بھی جیسے کان بند کیے ہوتی۔

بازل شاہ اور ریان ملک لاہور گئے ہوئے تھے۔

اب وہ دھڑادھڑ دروازے کو پیٹ رہی تھی۔

" پلیز دروازہ کھولو میرا دم گھٹ جائے گا یہاں۔ مجھے باہر نکالو۔" وہ روتی ہوئی چلا رہی تھی۔ مونا جو لاؤنج میں بیٹھی کام کر رہی تھی مسلسل اس کی چیخ وپکار سے اکتا کر اٹھی۔

"کیامصیبت ہے۔" وہ جھنجھلا کر دروازہ کھولتے اس پر دھاڑی۔ لمظ ابرہیم سہم کر پیچھے ہوئی تھی۔

"مم۔۔۔۔ مجھے جانے۔۔ دد۔۔۔ دیں پلیز۔۔" وہ ڈرتے ڈرتے اپنے آنسو اپنی ہتھیلی سے رگڑ کر صاف کرتی منت بھرے لہجے میں بولی۔

" شٹ اپ۔۔۔ اب آواز نہ آئے تمھاری۔۔۔ ورنہ زبان کھینچ لوں گی تمھاری۔" وہ اس کے نازک سراپے اور معصوم چہرے کو دیکھتی ہوئی سلگ کر بولی۔ بازل شاہ کا اسے دیکھنا ابھی تک وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔

کیوں قید کر رکھا ہے مجھے

پر نشان چھوڑ گیا۔ وہ جو پہلے ہی نڈھال سی تھی۔ لہرا کر زمین پر اندھے منہ گری. اسے اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا۔

"اب اگر تمھاری آواز آئی تو زبان نوچ کر کتوں کو ڈال دوں گی۔" مونا غصے سے پھنکارتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔

لمظ ابرھیم کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے اٹھ کر بیگ تک پہنچنے کی کوشش کی پر وجود بلکل نڈھال ہو چکا تھا۔ وہ منہ کھولے سانس لینے کو تڑپتی رینگتی ہوئی اپنے بمشکل تگ ودو کے بعد اپنے بیگ تک پہنچی۔ اور کانپتے ہاتھوں سے بیگ ٹٹول کر مطلوبہ چیز نکالنے لگی۔ ہاتھ آنے پر وہ تیزی انہیلر اپنے منہ میں ڈال کر کانپتے ہاتھوں سے اس کا بٹن پریس کیا۔ دوا حلق میں اترتے ہی گہرے گہرے سانس لیتی وہ پر سکون ہوئی۔ ہواس بہال ہوتے ہی انہیلر کو زمین پر پٹکتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ooooooooooo

دو دن میں صدام خان نے کہیں بار اسے اپنے روم میں بلوایا پر وہ ڈھیٹ بنی ایک بار بھی نہ گئی۔

اس کے نہ آنے پر صدام خان کو غصے نہیں آیا تھا۔ بلکے دل کو کمینی سی خوشی ہوئی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ اب وہ دن دور نہیں تھا جب اس کی پری ہمیشہ کے لیے اس کی ہو جانے والی تھی۔ ایسا اس کا خیال تھا۔

وہ سب کچھ بہتر محسوس کر رہا تھا۔ تبھی اس کے روم کی جانب بڑھا۔

ooooooooooooo

بوا میں انھیں کال کروں۔۔۔ پر مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے آگر خان نے انھیں کچھ کر دیا تو مم۔۔۔۔ میں کیا کروں گی۔" وہ خوف کے مارے کانپتی آواز میں بولی۔ آج دوسرے دن کی بھی رات ہونے کو تھی۔

"ہیزل میری بچی کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ تم اسے فون کرو میں نے سنا ہے وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ اور بہت غصے والا بھی ہے۔ ایک وہی ہے میری گڑیا جو تمھیں اس دلدل سے نکال سکتا ہے۔ اور اب تو وہ تمھارا شوہر بھی ہے۔" وہ محبت سے اس کے بال سہلاتے ہوئے بولیں۔

"مجھے ان سے ڈر لگتا ہے بوا۔۔۔" وہ خوفزدہ تھی اس سے۔

"ہیزل تو کیا یہیں پر ساری زندگی گھٹ گھٹ کر مرنا چاہتی ہو۔" وہ کب سے اسے سمجھا رہیں تھیں پر اس کی سوئی اب بھی وہیں اٹکے دیکھ وہ کچھ سخت ہوئیں۔

" مم۔۔۔ میں فون کرتی ہوں۔۔۔" وہ ان کے ہاتھ سے فون لیتی لرزتے ہاتھوں سے نمبر ملانے لگی۔ اس نے جیسے ہی کام ملائی بوا بے صبری سے اس کی جانب دیکھنے لگیں۔

"کال اٹھائی اس نے۔"

"بب۔۔۔ بیل جا رہی۔۔۔" ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ روم کا دروازہ کھولا۔ خوف کے مارے ہیزل سے موبائل چھوٹ کر کلین پر گرا بوا نے تیزی سے اسے پاؤں سے صوفے کے نیچے کر دیا۔

ہیزل کو لگا وہ گھبراہٹ کے مارے ابھی زمین بوس ہو جائے گی۔

"کیا ہوا مائی فیری۔۔۔" صدام خان نے ہیزل کی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں دیکھ کر پوچھا۔

"کک۔۔۔کچھ نہیں۔" وہ تیزی سے بولی۔

"اچھا چھوڑو اس بات کو یہ بتاؤ آئی کیوں نہیں آئی۔" وہ بوا کو ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کا کہتے اس کے قریب آیا۔

بوا کو روم سے جاتا دیکھ وہ مزید خوف زدہ ہو چکی تھی۔

"وہ مم۔۔۔میری۔۔۔طبعیت۔۔ آہہہ۔۔۔" وہ جو بات کر رہی تھی صدام خان دو دن بعد اس حسین مورت کو دیکھ رہا تھا تبھی بے قابو ہوتے جزبات کے ساتھ اس کا مرمرا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگا گیا۔ ہیزل اس کا ناپاک لمس اپنے ہاتھ پر محسوس کرتی چلا اٹھی۔

آج یہ پہلی بار ہوا تھا۔ وہ چیخ چیخ کر روتی اپنے ہاتھ کو مسلنے لگی۔ اسے لگا جیسے کسی نے اسے تیزاب کے ٹب میں ڈال دیا ہو۔

صدام خان تو اسے روتا دیکھ کر غصے سے پاگل ہو گیا۔ تو کیا ہوا آگر اس نے اسے زدہ سا چھو لیا تو۔ تھی تو وہ اسی کی نہ۔

"چپ۔۔۔ ایکدم چپ۔۔۔۔ ورنہ برا حال کروں گا تمھارا۔" وہ اسے بالوں سے دبوچے اس کا چہرہ اوپر اپنی جانب اٹھاتے ہوئے طیش سے بولا۔

وہ سہمی ہوئی ہیرنی کی مانند آنکھوں میں بے تحاشہ خوف سمائے زخمی نظروں سے اسے دیکھتی دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ وہ آجائے۔

"تم میری ہو۔۔۔۔ یہ بات کان کھول کر سن لو اور۔۔۔۔" وہ بول رہا تھا پر وہ سن کب رہی تھی۔

اس کی سماعت میں تو وہ اپنی دیوانگی گھول گیا تھا۔

"تم صرف میری ہو۔۔۔۔ صرف میری۔۔۔۔ تمھیں چھونے کا۔۔۔ تمھیں محسوس کرنے کا۔ تمھارے پور پور پر۔۔۔ تمھارے وجود کی رعنائی۔۔۔ تمھاری یہ خوبصورت جھیل سی سنہری آنکھوں پر۔۔۔ ان پہرا دیتی اس جھالر پر۔۔۔۔" وہ جنونی انداز۔۔ وہ استحقاق۔۔۔

"تمھارے اس گلال گالوں کی نرمیاں محسوس کرنے کا" کیسی دیوانگی تھی اس کے انداز میں۔

"تمھارے ان سرخ لبوں کی سرخیاں صرف میرے لیے ہیں" وہ وارفتگی صرف اسی کے لیے تھی۔

تمھاری سانسوں کو بے آہنگی صرف میں ہی سونپ سکتا ہوں۔ جاناں!" اسے یاد آیا جب وہ اسے خود میں سموتے اس کی جان نکالنے کے در پر تھا۔

"اب میں تم سے اور دور نہیں رہوں گا پری جان۔۔۔ بس۔۔۔ کچھ دن۔۔۔ پھر تم صرف میری۔" وہ اس کا دھیان کہیں اور دیکھتے وہ اس کا منہ دبوچتے اپنی جانب کرتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولتا اسے چھوڑتا وہاں سے نکل گیا۔

○○○○○○○○○○○

عالم راؤ واش روم میں تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔

وہ تیزی سے ٹراؤزر پہنے باہر آیا۔اور فون اٹھا سپیکر پر ڈالتے اپنے واڈروب کی جانب بڑھا۔

"ہیلو!"اس کی بھاری آواز روم میں گونجی۔

پر دوسری جانب سے صدام خان کی آواز جیسے ہی سماعت سے ٹکرائی اس کی ہیزل گرے آنکھوں میں وحشت کی سرخیاں گھلنے لگیں۔وہ تیزی سے ہاتھ چینج کرتا۔اپنی ہڈی کو سر پر ڈالے۔چہرے پر ماسک لگائے ہاتھ پر بلیڈ چڑھائے فون اٹھاتا اپنی زندگی کی جانب چل دیا۔پورچ میں کھڑے ہیوی بائیک کا ہلمیٹ پہنتے ہوئے وہ تیزی سے راؤ پیلس سے نکل کر سیاہ کول تار سڑک پر آگیا۔بائیک ہوا سے باتیں کرنے لگی۔کچھ ہی دیر میں وہ۔صدام خان کے پیلس کے سامنے تھا۔اس نے ڈورناک کیا۔پر جیسے ہی گاڈنے دروازہ کھولا عالم راؤ نے بلیڈ چڑھائی مٹھی کا مکا اس کے منہ پر جڑ دیا۔وہ درد سے چلاتے ہوئے زمین پر گرا۔

وہ گیٹ کھولتے ہوئے آندر کی جانب بڑھا۔سامنے کا تعداد آدمی اسے مارنے کے لیے لپکے۔ تبھی وہ اپنی جیب سے کچھ نکال کر ان کی جانب پھنکا۔جس سے فضا میں ہر طرف دھواں پھیل گیا۔سب اپنا پیٹ پکڑ کر کھانسنے لگے۔عالم راؤ سانس روکے۔اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"اوئے پکڑوں اسے کون ہے وہ۔"ایک آدمی نے عالم راؤ کو ہال میں اینٹر ہوتے دیکھا تو چلایا۔

"عالم راؤ اپنے دوسرے ہاتھ میں چاقو تھامتے ہوئے ان سب کی جانب بڑھا۔۔انھوں نے بھی عالم راؤ پر حملا کیا۔عالم راؤ شیر کی مانند دھاڑتا۔اپنا کام دیکھتے تیزی سے دونوں ہاتھوں کو خرکت دیتے اس کے بھیچ میں سے گزرتا سیڑیوں پر سکون سے جا کھڑا ہوا۔

سب نے خیرت سے اس کی جانب دیکھا پر اگلے ہی پل سب کی چیخوں نے پورے پیلس کو سر پر اٹھالیا۔ کیونکہ کسی کا کان کسی کا ناک کسی کا پاؤں تو کسی کا بازوں اور ہاتھ ہی جسم سے الگ کر دیے گئے تھے۔

وہ سکون سے اوپر کی جانب بڑھا۔اور تیزی سے اپنی گولڈن ڈول کے دوم کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوا۔

ہیزل جو نیچے جھکی صوفے کے نیچے سے موبائل نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔اچانک دروازہ کھلنے پر اچھل کر سیدھی ہوئی پر مقابل کو دیکھ کر خیرت سے آنکھیں پھٹ پڑیں۔

"آپ۔۔۔۔وہ چلائی۔

"چلو گولڈن ڈول." وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے تیزی سے روم سے نکلا۔

وہ کسی کٹی شاخ کی مانند اس کے ساتھ کھنچی جا رہی تھی۔

"وہ جیسے ہی سیڑیوں سے اترے صدام خان اپنے آدمیوں لیے ان کا منتظر تھا تھا۔

ہیزل روتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا لگی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ صدام خان عالم راؤ کو کوئی نقصان پہنچائے۔ عالم راؤ جو پہلے ہی غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔ ہیزل کے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش پر مزید وحشی ہوا تھا۔

"ڈونٹ ڈو ڈیٹ مائے ڈول۔۔۔" وہ اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا دے کر کھینچتے اسے اپنے سینے کا حصہ بنا گیا۔۔۔ وہ تھر تھر کانپنے لگی تھی۔۔ اسے لگا وہ ابھی مر جائے گی۔ یہ سب دیکھتے صدام خان کو جیسے آگ ہی لگ گئی تھی۔

آخر کون تھا وہ جیسے اس کا خوف نہیں تھا اور بنا اپنے انجام کا پروا کیے اس کی ملکیت کو اس کے سامنے اپنی بانہوں میں بھرے دیدا دلیری سے کھڑا تھا۔

"نن۔۔۔ پلیز۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں۔۔۔ جانا آپ۔۔۔ کے ساتھ۔۔۔ پلیز۔۔۔ لیو می۔" وہ خوف کے مارے بمشکل گھٹی گھٹی آواز میں بولتی مزاحمت کرنے لگی۔ پر عالم راؤ کی گرفت سے آزاد ہونا آسان کہاں تھا۔

"میری شکل کیا دیکھ رہے ہو جان سے مار دو اسے۔۔۔ یہاں سے زندہ نہیں جانا چاہیے یہ۔" صدام خان غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا۔

تو سب ایک ساتھ اس کی جانب بڑھے تھے ہیزل خوف سے آنکھیں میچتی اسے کے چوڑے سینے کا حصہ بنی تھی۔ پر وہ پُر سکون اسے اپنے سینے سے لگائے کھڑا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ تمام عالم راؤ کی جانب بڑھتے۔باسل (بازل شاہ)۔۔۔اور ریے (ریان ملک) اچانک سے نمودار ہوتے اپنی مہارت دیکھا گئے تھے۔

کچھ ہی پلو میں صدام خان کے تمام آدمی کٹے پھٹے پڑے کرارہے تھے۔صدام خان تو جیسے صدمے میں چلا گیا تھا ان نقاب پوشوں کی پھرتیاں دیکھتے اس کا دماغ جیسے ماوف ہو کر رہ گیا تھا۔

عالم راؤ ہیزل کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے سیڑھیوں سے اترتا اس کے قریب سے گزرتے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔اس کی نازک سی گولڈن ڈول تو کب کی حواس کھو گئی تھی۔

اگلے ہی پل وہ اپنی منزل کو نکل گئے تھے۔۔

صدام خان پر جیسے گہرا سکتا طاری ہو گیا تھا۔

وہ ساکت سا کھڑا پتھرائی آنکھوں سے اپنے آدمیوں کو کراتے دیکھ رہا تھا۔

وہ ہوش وخرد سے بیگانہ اس وقت عالم راؤ کے روم میں موجود تھی۔

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا مگر روح کی پیاس جیسے مٹ ہی نہ رہی تھی۔وہ نازک سی پری کمزور سے دل کی مالکہ عالم راؤ کے پتھر دل میں جیسے سوراخ کرتی اس میں اپنی دیوانگی بھر گئی تھی۔

"جانِ جاناں جلدی سے اٹھ جائیں اور نہیں تڑپائیں اپنے دیوانے کو۔" وہ اس پر جھکتے مدھم آواز سرگوشی کرتا بے قرار سا ہو رہا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی ریان ملک اس کا چیک اپ کر کے گیا تھا۔اس نے بتایا تھا کہ وہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہے۔۔پر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو اس کی بند آنکھیں کو دیکھ کر بے چین ہو رہا تھا۔

ابھی کچھ پل ہی گزرے تھے کہ اس کی گولڈن ڈول کی پلکوں میں جنبش ہوئی تھی۔۔۔

جسے دیکھ کر جیسے اس کی روح کو قرار آیا تھا۔

"ہے جانِ جاناں۔۔۔۔"وہ اس کے نرم روئی سے ہاتھ کی پشت کو اپنے لبوں سے لگاتے مدھم آواز میں مجنوبانہ نظریں سے اس کے حسین چہرے کو دیکھتے پکارا تھا۔جس پر وہ غائب دماغی سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔۔جو نرم نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی

پر آہستہ آہستہ اس کے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے جیسے جیسے دماغ کی ساری کلیں روشن ہونے لگی تھی۔خوف اس کے رگوں میں سرائیت کرنے لگا۔

"دور رہیں مجھے آپ۔کیوں لائے آپ مجھے۔۔۔۔کیوں۔۔وو۔۔۔۔وہ آپ۔۔۔کو بھی مار دے گا ۔۔۔سب مر۔۔۔جائیں گے۔۔۔بس ہیزل۔۔۔۔زندہ رہے گی۔۔۔۔۔صدام خان۔۔۔۔کی قیدی بن کر۔۔۔اس عیاشیوں۔۔۔

وہ ہزیانتی ہوتی چلا رہی تھی اس سے پہلے کے وہ مزید اپنے بارے میں کوئی بے ہودہ الفاظ بولتی عالم راؤ نے طیش کے عالم میں اسے کھینچتے اپنے حصار میں جھکٹا۔۔

"خبر دار ۔۔۔ خبر دار جو اب اپنے بارے میں ایک اور بکواس کی اپنے منہ سے جان سے مار دوں گا ۔۔۔ میری ہو تم صرف میری ۔۔۔۔ سمجھی ۔۔۔ صرف میری ہو تم جانِ عالم راؤ کی ۔۔۔" وہ اس کا جبڑا اپنے ہاتھوں میں دبوچتا غرایا تھا۔۔ وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگی تھی ۔۔ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔

اس کی زرد پڑتی رنگت پر ایکدم سے عالم راؤ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔ وہ اپنی گرفت میں نرمی لاتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔ اس کے حصار میں نرمی محسوس کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔۔

جانِ عالم راؤ تڑپ اٹھا تھا اس کے آنسوؤں پر ۔۔

"شش ۔۔۔ جانم رو نہیں پلیز ۔" وہ اس کے سنہری بالوں کو نرمی سے سہلاتے مدھم آواز میں سرگوشی میں بولا ۔۔

"آپ بھی برے ہیں ۔۔۔" وہ اس کی ہڈی کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے روندھی آواز میں بولی۔

"مجھے پتہ ہے جانِ جاں ۔۔۔" اس نے اعتراف کیا تھا۔

"آپ نے مجھے ڈرا دیا ۔۔۔" وہ مزید شکوہ گو ہوئی ۔۔

"سوری جاناں اب کوئی ڈر بھی اپنی گولڈن ڈول کے پاس بھی آنے نہیں دوں گا ۔۔۔" وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے نرمی سے گویا ہوا۔

"نو ۔۔۔ آپ نے مجھے ڈانٹا بھی ۔۔۔" اس کے شکوہ کی فہرست لمبی تھی ۔۔

"پیار سے بھی سب سے زیادہ کرتا ہوں نہ اپنی جان سے" وہ اس کی مخروطی چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا اس کی ہتھیلی پر اپنے دہکتے لب رکھتے الفت و دیوانگی سے گویا ہوا۔اس کے لمس پر اس نازک سی پری کے گال گلال ہوئے تھے۔

" آپ نے یہاں پر ہرٹ بھی کیا۔۔" اگلے ہی پل اسے مزید یاد آیا تو وہ پھر سے روٹھی۔عالم راؤ نے اس کا چہرہ دیکھا جہاں دونوں گال پر اس کی انگلیوں کے نشانات تھے۔۔وہ تڑپ ہی اٹھا تھا۔۔

"معاف کر دو میری جان اپنے دیوانے کی۔" وہ دیوانہ وار اس کے دونوں گال اپنے لمس مہکتے جیسے مداوا کرتے بولا تھا۔اس کے لمس اسے اپنے رخسار جلتے ہوئے محسوس ہوئے۔دل اگلے باغی ہو رہا تھا۔

" آئی ہیٹ یو۔۔" وہ اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتے مدھم آواز میں سرگوشی میں بولی تھی۔۔۔جانِ عالم راؤ کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا۔

" آئی لو یو جانِ جاناں۔" وہ بھی اس کان کی لو پر اپنا لمس چھوتے مدھم سرگوشی میں بولا۔اس کی سرگوشی پر ہیزل کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا تھا۔۔

کاش یہ لمحے یہیں رک جاتے اور وہ زندگی بھر انھیں تحافظ بھرے حصار میں رہتی۔کتنی سکون تھا اس شخص کی پناہوں میں جیسے وہ ابھی ٹھیک سے جانتی بھی نہ تھی۔۔۔وہ زبردستی اس کا محرم بن بیٹھا تھا۔

وہ اپنی گولڈن ڈول میں کھویا ہوا تھا تبھی اسے باہر سے شور سنائی دیا۔

وہ لمحہ میں اسے خود سے جدا کرتا باہر کی جانب بڑھا۔

....

وہ لاؤنج میں بیٹھا کب سے اس کش مکش میں تھا کہ وہ جائے یا نہ جائے۔۔

پتہ نہیں اس نے کھانا کھایا تھا یا نہیں۔۔۔وہ کیسی تھی دو دن سے اس نے اس کی خبر تک نہیں لی تھی ۔پر مونا کو تلقین کی تھی کہ اسے وقت پر کھانا کھا یا دیا کرے۔

پر دل کو چین کہاں تھا۔۔ تبھی وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس روم کی جانب بڑھا جہاں وہ قید تھی۔

آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔

سامنے ہی وہ فرش پر سکڑی سمٹی لی پڑی ہوئی تھی۔۔۔

اسے اس طرح فرش پر پڑا دیکھ وہ تیزی سے اس کی جانب آیا تھا۔

قریب آتے ہی اس کے رخسار پر زخم اور انگلیوں کے نشانات دیکھ کر وہ پاگل ہوا اٹھا تھا۔۔۔(مونا کے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی تھپڑ ماتے وقت اس کے گال کی نرم جلد کو بھی زخمی کر گئی تھی)

بازل شاہ نے اس کے یخ بستہ وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتے بیڈ پر ڈالا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا یہ کس کی حرکت ہے۔صہ اس پر بلینکٹ دیتا طیش کے عالم میں باہر کی جانب بڑھا۔

اور مائمہ مجید کے نصیب برے کہ وہ ہاتھ میں کافی کا مگ لیے سامنے سے ہی آرہی تھی۔

بازل شاہ ایک جست میں اس تک پہنچتا اس کی گردن دبوچتا اسے گھسیٹا دیوار سے لگا گیا۔۔۔

اس افتاد پر مونا کی آنکھیں پھٹ پڑیں کافی کا مگ زمین بوس ہوا۔

"ہاؤ ڈیر یو مونا۔۔۔ تمھاری جرت کیسے ہوئی لمظ ابراہیم کو مارنے کی۔۔۔ میں تمھیں جان سے مار دوں گا پاگل عورت۔" وہ غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا تھا۔۔۔ اس کی گردن پر گرفت بھی مظبوط کی تھی۔

شور کی آواز سنتے ریان ملک اور عالم راؤ بھی باہر آئے تھے۔۔۔ سامنے کا منظر دیکھ وہ دونوں اس کی جانب بڑھے۔

"بازی چھوڑو کیا کر رہے ہو۔" عالم راؤ اور ریان ملک نے اسے مونا سے دور کیا۔

"چھوڑو مجھے جان میں اس خبطی عورت کو جان سے مار دوں گا آج اس کی ہمت کیسے ہوئی میری مرمیڈ کو ہاتھ لگانے کی اسے مارنے کی اسے زخم دینے کی۔۔۔" وہ بپھرے شیر کی مانند پھر اس پر جھپٹا تھا۔ پر عالم راؤ نے اس پر گرفت مضبوط کی تھی۔ مونا زمین پر بیٹھی اپنی گردن سہلاتے مسلسل کھانس رہی تھی۔

"ریان لے کر جاؤ مونا کو یہاں سے.." عالم راؤ نے مونا کی حالت دیکھتے کہا تھا۔ ریان ملک نے اس کے حکم پر تیزی سے تلقین کی تھی۔

" جان چھوڑو مجھے پلیز جان۔۔۔ وہ کیسے اسے مار سکتی ہے۔۔۔ کتنی نازک سی ہے وہ۔۔۔ وہ کیسے اسے ہرٹ کر سکتی ہے۔۔" وہ سرخ آنکھوں سے اس راستے کو دیکھتا غصے سے بڑبڑا رہا تھا۔

"ششش۔۔۔ بازی ریلیکس۔۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ اب نہیں ہرٹ کرے گی اسے۔۔۔ وہ اب اس کے قریب بھی نہیں جائے گی۔۔۔" وہ اسے ریلیکس کرنے لگا۔ جو اس کے علاوہ کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔

" جان وہ میری ہے جان۔۔۔ اسے کوئی ہرٹ نہیں کر سکتا میں سب کو مار دوں گا۔۔۔ سب کو مار دوں گا۔۔" وہ پھر سے جنونی ہوا تھا۔۔

نہیں ہوئی ہرٹ نہیں کرے گا اسے۔۔۔ تم ہو نہ اس کی حفاظت کے لیے۔۔۔ اور میں اور ریان کی ہے آج سے ہم دونوں بھی بھائی ہیں اس کے۔۔۔ تو کیسے اسے کوئی ہرٹ کرے گا۔" وہ جانتا تھا وہ پھر سے پینک ہو رہا تھا۔

بارہ سال سے ایسا ہی تو ہو رہا تھا۔۔ جب بھی اس طرح کی سچویشن ہوتی اسے عالم راؤ ہی سنبھالتا تھا ۔۔ اور اگر وہ بے قابو ہو جاتا تو اسے انجیکشن دینے پڑتے۔ جو اس کے لیے نقصان دہ تھے۔

اب بھی بہت مشکل سے عالم راؤ نے اسے کام کیا تھا۔ اسے روم میں چھوڑتے۔ ماریہ کو لمظ ابراہیم کو کھانا کھلایا کر میڈیسن دینے کی تلقین کیے وہ اپنے روم کی جانب بڑھا۔

....

وہ اس کے سامنے چیئر پر بیٹھا اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

کتنا انتظار کیا تھا اس نے اس کے ہوش میں آنے کا۔

وہ اس بے رحم نے اپنی پلکوں کو جنبش دیتے چار سال لگادیے۔

نہ جانے کیسے اور کیوں وہ اس کے دل میں بسنے لگی تھی۔۔ چار سال پہلے جب عالم راؤ اسے ہوسپٹل لے کر آیا تھا تو اس وقت چھوٹی سی بچی لگی تھی اسے۔۔۔

اب بھی اس کی عمر ہی بڑی تھی۔ صحت پہلے سے بھی گر چکی تھی۔

اس بیماری نے اسے بالکل نچوڑ دیا تھا۔

"جیسے پریٹی گرل۔۔۔ ویک اپ۔" وہ مدھم آواز میں بولا۔ نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

جہاں انجکشن اور ڈرپ لگنے کی وجہ سے اب نیلے نشان بن گئے تھے۔

اسے آنکھیں کھولتا نہ دیکھ وہ ایک سرد آبھرتے چیئر کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

ابھی کچھ دیر ہی بیتی تھی کہ اس کی سماعت سے ایک نسوانی سی آواز ٹکرائی۔

"پپ۔۔۔ پانی۔۔" خشک ہوتے خلق سے بمشکل آواز بر آمد ہوئی تھی۔ ریان ملک کو لگا اس کی سماعت کو دھوکا ہوا ہے۔

پر وہ کچھ کہنے کو لرزتے لب اس۔ بات کی گواہی تھے کہ ان لبوں میں جنبش ہوئی تھی۔

"پریٹی گرل کچھ چاہیے کیا۔" وہ اٹھا کر اس کے قریب اس کی سماعت میں مدھم آواز میں استفسار کر رہا تھا۔

"پانی۔۔" وہ بلکہ مدھم آواز میں بولی۔ اگر وہ زرہ سا بھی دور ہوتا تو یقیناً اسے کچھ سنائی نہ دیتا۔

وہ فوراً سے پہلے گلاس میں پانی ڈال کر اس کی جانب آیا۔اور نرمی سے سہارا دے کر گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔وہ دو گھونٹ بھر کے ہی گلاس سے منہ موڑ گئی۔

"ماما۔۔" بے حد آہستہ سے لب ہلے تھے۔وہ آہستہ سے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔ریان ملک کی ایک بیٹ مس ہوئی۔

وہ دواؤں کے زیر اثر غنودگی میں تھی شاید۔۔

وہ اس کی گردن کے قریب سے اس کی جیکٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ گئی۔اس کی نرم ملائم انگلیوں کا لمس

ریان ملک کے پورے وجود میں سنسنی سی پھیلا گیا۔وہ ہلنے کے قابل نہ رہا تھا۔

وہ خود پر ضبط کرتے اس کی مٹھی سے اپنی جیکٹ نکلنے لگا۔وہ حواس میں نہیں تھی پر وہ تو تھا۔

وہ اپنی جیکٹ اس کی گرفت سے نکال کر اس کے وجود کو خود سے الگ کرتے وہاں سے نکل گیا۔

وہ ہوسپیٹل سے نکل کر باہر گارڈن میں آگیا۔دل میں جیسے طوفان سا بھرپا ہو گیا تھا۔

"تمھیں ملتا ہوں تو سوچتا ہوں۔۔۔

وقت کے پاؤں میں زنجیر ڈالوں کیسے۔۔۔"

ooooooooooooooooo

"بکواس نہیں چاہیے مجھے ہر حال میں میری پری چاہیے۔۔... اس جے ایس کا پتہ لگواو کون ہے وہ۔۔۔ورنہ تم سب کو کتوں کو ڈال دوں گا میں۔۔۔ حرام خوروں کسی کام کے نہیں ہو تم سب لوگ۔۔۔اس لڑکی کو بھی نہیں پکڑ پائے۔۔۔دل چاہ رہا ہے ایک ایک کو شوٹ کر دوں۔"

صدام خان اپنی آدمیوں اس وقت فل بڑ کا ہوا تھا۔ مسلسل ناکامی پر وہ پاگل ہو اٹھا تھا۔

" بوس شاکی اور شکور دو دن سے غائب ہیں جنہیں آپ نے یہ کام سونپا تھا۔اور وہ لڑکی بھی غائب ہے۔"

صدام خان کے حاص آدمی نے اُسے مطلع کیا۔

" ان دونوں سالوں کو چھوڑو اور اس لڑکی کو ڈھونڈو وہ ہر خال میں چاہے مجھے۔۔۔ورنہ اس بار کسی کا لہاظ نہیں کروں گا میں۔" وہ اپنے آدمیوں کو وارن کرتا وہاں سے نکل گیا۔

○○○○○○○○○○○○○

"اس قدر برف پڑی ہے صدموں کی۔۔۔

صبر جم گیا ہے آنکھوں میں۔۔۔۔۔"

رات بے حد مشکل کٹی تھی۔۔۔ صبح ماریہ اسے کھانا دے گئی تھی۔

آنکھوں کے سامنے بار بار اس کی سنہری آنکھوں در آتیں۔۔۔

وہ چاہ کر بھی ان آنکھوں سے اپنا پیچھا نہیں چھوڑا پا رہی تھی۔

وہ دوبارہ نہیں آیا تھا۔ وقت گزاری کے لیے اس نے اپنے بیگ سے سکیچ بک نکالنا چاہی پر وہ نہیں تھی۔شاید وہیں گر گئی تھی۔

"پاپا۔۔۔پلیز آیک بار آکر مجھے یہاں سے لے جائیں۔کاش آپ کو اپنی بیٹی کی زرہ سی فکر ہوتی۔۔۔تو میری ہستی آج ہوں تباہ نہ ہوئی ہوتی۔۔۔

"میری پلکوں پر اتنے آنسو منجمد نہ ہوتے۔۔۔۔مجھے فرق نہیں پڑتا یہ دنیا مجھے کچھ بھی کہے مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔پر آپ تو مجھے ان خاردار راہوں پر زخم زخم ہونے کے لیے نہ چھوڑتے۔"

میں ٹوٹ رہی ہوں پاپا۔۔۔ایک بار مجھے اپنا کندھا میسر کر دے۔۔۔تاکہ میں جی بھر کے رو لیوں۔۔۔ ورنہ یہ کرب میرا دم گھوٹ دے گا۔۔۔"

"کیا میں اتنی بری ہوں کہ آپ مجھے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔۔۔"

وہ روتے روتے تھکتی ایکدم سے چلا اٹھی۔۔۔

"آہہہہ۔۔۔۔آپ سنتے کیوں نہیں میری بات۔۔۔"وہ ہزیاتی انداز میں چیخی اپنے بال نوچنے لگی۔۔۔ بیڈ شیٹ تکیے۔۔گلاس۔۔۔واز سب کچھ اٹھا اٹھا کر زمین بوس کرنے لگی۔۔

" نفرت ہے مجھے اس جھوٹی کھوکھلی دنیا سے۔۔۔ آپ بھی برے ہیں۔۔۔۔۔ آپ بھی سب جیسے ہیں۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔"وہ ڈریسنگ ٹیبل سے چیزیں اٹھا اٹھا کر پھکتی جنونی انداز میں بولتی۔۔۔کوئی پاگل ہی لگ رہی تھی۔

اور اس سب میں اس نے اپنا ہاتھ بھی بری طرح سے زخمی کر لیا پر اسے پروا کہاں تھی۔

ماریہ جو ٹوٹنے پھوڑنے کی آوازوں پر بھاگتی اس کے کمرے کی جانب آئی تھی۔اندر سے اس کے چلاتے کی آوازیں سنتی بھکلا کر مونا کے روم کی جانب گئی۔کیونکہ اس وقت اس مونا اور ہیزل کے سوا پیلس میں کوئی نہیں تھا۔روم ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے ہیزل کچھ سنائی نہیں دیا تھا۔

عالم راؤ اور بازل شاہ آفس میں تھے اور ریان ملک ترکی۔ماریہ بنا ناک کیے اس کے روم میں گھس گئی۔

"ماریہ کتنی مرتبہ کہا ہے میں نے ڈور ناک کر کے آیا کرو۔

وہ مونا جی لیپ ٹاپ پر کام میں مگن تھی۔۔اسے بنا ناک کر کے آنے پر برہم ہوئی۔

" مونا میم وہ میں پھر کبھی کر لیوں گی۔ابھی جلدی سے چلیں وہ جو بازل سر لڑکی لے کر آئے ہیں نہ۔۔سارے کمرے کو کچرے کا ڈھیر بنا دے گی۔۔۔اور ساتھ ہی چیخ چیخ کر اپنا گلا بھی پھاڑ لے گی۔"

وہ اسے ساری بات بناتے روہنسا ہوئی۔اس کی بات سن کر وہ تیزی سے بیڈ سے اتری اور اپنے روم سے نکلتی اس کے روم کی جانب لپکی۔

"مونا نے اس کے روم کا زروازہ کھولنا چاہا پر وہ اندر سے لاک تھا۔

" او گاڈ۔۔۔کیا مصیبت ہے یار۔۔۔" وہ جھنجھلا کر بولتی اپنی جیب سے موبائل نکال کر بازل شاہ کو کال ملانے لگی۔

دوسری جانب سے کال ریسیو کی گئی تھی۔ پر دوسری جانب سے مقابل کا لہجہ سن کر وہ خون کا گھونٹ پی کر رہ گئی۔

"بازل پلیز جلدی آؤ۔۔۔" وہ اسے پوری بات بتاتے رابطہ منقطع کر گئی۔

مونا نے ایک نظر دروازے کی جانب دیکھا اتنے میں ماریہ کیز لے کر آ گئی۔

مونا اس سے کیز لیتی ڈور کا لاک کھولنے لگی۔ مونا نے محتاط انداز میں لاک کھول کر آہستہ سے دروازے کھولا۔

دروازہ کھولتے ہی ایک واز اڑتا ہوا اس کی جانب آیا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے سر پر لگتا وہ جھٹ سے دروازہ بند کر گئی۔

" اف۔۔۔ یہ پاگل لڑکی۔۔۔" اس کا دل چاہ رہا تھا ایک چماٹ لگائے جا کر اسے۔۔ پر پھر اپنا رات والا خشر یاد کر کے اس نے اپنی سوچ پر "لاحول ولا" پڑھا۔

اندر وہ اب بھی چلا رہی تھی۔ وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئی۔ اب بازل شاہ آ کر ہی اس کا دماغ ٹھکانے لگا سکتا تھا۔

oooooooooooo

بازل شاہ سائٹ پر آیا ہوا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔ سکرین پر مونا کی کال دیکھ کر اس کے اعصاب تنے۔

وہ اس وقت اس کی آواز سننے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا۔

پر پھر کسی ضروری کام کا سوچ کر کال اٹینڈ کر لی۔

"دو سیکنڈ میں مدعا بیان کرو۔۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔پت دوسری جیسے ہی اس کی بات سنی وہ تیزی سے اپنے گاڑی کی جانب بڑھا۔

"اس کا خیال رکھنا مونا۔۔۔ اگر اس کو کوئی بھی نقصان ہوا تو آئی ول کل یو۔۔۔" وہ ہنوز لہجے میں بولتا رش ڈرائیونگ کرتا وہ راؤ پیلس پہچا۔سامنے ہی صوفے پر مونا بیٹھی تھی اور اس کے پاس ہی ماریہ بھی کھڑی تھی۔

وہ بنا اس کی جانب متوجہ ہوئے اس کے روم کی جانب بڑھا جیسے ہی اس وہ دروازہ کھو کر اندر داخل ہوا اڑتی ہوئی باڈی سپرے اس کی جانب آئی۔ جیسے وہ کمال مہارت سے کیچ کر گیا۔

اس کی حالت دیکھ کر وہ لب بھیج گیا۔۔

بکھرے ہوئے بال۔۔۔ آنکھوں سے گرتے لگاتار آنسو۔۔۔سانس بری طرح سے پھولی ہوئی تھی۔۔۔سکاف زمین پر پڑا ہوا تھا۔۔پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔رونے کی وجہ سے آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔

وہ اس کی جانب بڑھا۔

" دور۔۔۔دور رہیں مجھ۔۔سے ۔۔۔۔مم۔۔۔میں بری۔۔۔ہوں ۔۔ آپ کو بھی کھا جاؤں گی۔۔۔سب کو۔۔۔۔۔ وہ پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولتی اپنا گلا سہلاتی اپنا سانس بحال کر لگی۔۔۔پر ٹانگوں سے جیسے جان جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔

اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی بازل شاہ نے اسے کسی مومی گڑیا کی مانند اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

اس اٹھا کر بیڈ پر ڈالتا وہ اپنی جیب سے اس کا انہیلر نکالتا۔اس کا کور اتار کر دوسرے ہاتھ کی مدد سے اس کا منہ کھول کر انہیلر اس کے منہ میں داخل کرتے بٹن پریس کر گیا۔جیسے ہی دوا اس کی ٹوٹی سانسوں میں گھلی۔۔وہ پر سکون ہوتی گہری گہری سانسیں بھرنے لگی۔

بازل شاہ نے بھی اپنار کا سانس بحال کیا پر جیسے ہی نظر اس کے زخمی ہاتھ پر گئی۔دل میں انی سی چبی۔وہ تکیے پر سر رکھے کرب سے آنکھیں موند گئی۔

"یہ کیا حرکت ہے لمظ ابرھیم۔۔۔کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔۔"وہ اس کا ہاتھ تھامتے ترشی سے استفسار کر رہا تھا۔لمظ ابراہیم اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کی گرفت میں دیکھ حواس میں اتی اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔پر اس کی گرفت مظبوط تھی۔

شاید وہ اس کے ارادے سے پہلے ہی واقف تھا۔

لمظ ابرھیم نے کاٹ دار نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔اگر کوئی آنکھوں سے قتل کر سکتا تو اس وقت بازل شاہ کا قتل لمظ ابرھیم کی آنکھوں سے طے تھا۔

بے تحاشہ رونے کے باعث سیاہ غلافی آنکھوں میں گلال گھلا ہوا تھا۔جیسے رات کی سیاہی میں چاند کی چاندنی سے نہائے کوئی سرخ گلاب۔۔۔اور ان پر دراز پلکوں کی نم چالر۔۔۔"

"حسین تیری آنکھیں، حسین تیرے آنسو

یہیں ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے۔۔۔۔"

وہ اس ساحرہ کے سحر میں جکڑا بے خودی میں اپنے پوروں سے اس کی نم پلکوں کی جھالر کو چھوتے مخمور لہجے میں مدھم آواز میں بولا۔وہ اس کی حرکت پر بدک کر دور ہوئی۔

"بے حد حسین ہو تم لمظ ابرھیم۔۔۔ منموہنی۔۔۔دلنشین دلکش ہو۔۔۔۔تعریف لفظوں میں شاید ممکن نہیں۔۔۔اگر کبھی جھکنے کا من ہوا تو بازل شاہ تمھارے تعقب میں ضرور آئے گا۔۔۔"

وہ حیرت اور بے یقینی انکھیوں میں سموئے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کے الفاظوں نے دل کی دُنیا تہہ وبالا کر دی تھی۔

کیسی دیوانگی تھی اس کی آنکھوں میں۔۔۔

ایک عجیب سی چمک تھی ان آنکھوں میں۔۔۔

ناجانے کیوں پر اسے خوف آیا تھا۔۔۔سرد منجمند گلشرز میں لپٹے اس کی آنکھوں سے پھوٹتے جزبوں سے۔۔۔

جو اس کے حواس مطلع کر رہے تھے۔۔۔

"ماریہ فرسٹ ایڈ باکس لے کر آؤ ماریہ۔۔۔" وہ اسے سہمہ دیکھ ماریہ سے قدرے اونچی آواز میں محاطب ہوئے جو دروازے پر ہی ٹکی ہوئی تھی۔اس کی آواز سنتے ہی چراغ کے جن کی مانند فرسٹ ایڈ باکس لیے خاطر ہوئی۔۔۔

وہ اس کے ہاتھ سے باکس لے کر سائڈ ٹیبل پر رکھتا ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہتا باکس میں سے روئی اور ڈیٹول نکالتا۔۔۔اس کا ہاتھ تھامے۔۔زخم کو صرف کرنے لگا۔

لمظ ابرھیم جو اس سنہری شہزادے کی باتوں کے زیر اثر تھی۔زخم پر ہونے والی جھلن پر ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

"سی۔۔۔" وہ کراہ کر سختی سے آنکھیں میچ گئی۔بازل شاہ نے اس کے کراہنے پر اس کی جانب دیکھا جو جلنے کے مارے آنکھوں میچے ہونٹوں کو بھینچے بیٹھی تھی۔

وہ نامحسوس انداز میں اس کے زخم پر پھونک مارتا جلن کے اثر کو ضائل کرنے لگا۔لمظ ابرھیم نے اپنے ہاتھوں پر نرم گرم ہوا محسوس کی تو آہستہ سے آنکھیں کھول کر دیکھا جو بڑے انہماک سے اس کے زخم پر مرہم لگاتا۔۔پھونک مارتا اس کے زخم کے درد کو کم کر رہا تھا۔۔۔

کیا وہ مداوہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا یا کسی جزبے کے تحت۔۔۔؟؟؟؟

نہیں یہ مداوہ ہی تھا۔۔۔

کیونکہ وہ زخمی اسی کی بدولت تو ہوئی تھی۔

نہ وہ اسے یہاں قید کر کے رکھتا۔۔۔نہ وہ وحشت زدہ ہو کر توڑ پھوڑ کرتی اور نہ اسے یہ زخم لگتا۔

"وہ بینڈج کرتا اس کے پاس سے اٹھا۔۔۔چہرہ ایک بار پھر سے سپاٹ ہو چکا تھا۔انکھوں میں پھر سے وہی سرد پن در آیا تھا۔

تو وہ جزبے کہاں گئے جو ابھی کچھ پل پہلے اس کی آنکھوں میں نظر آئے تھے اسے۔۔۔یا شاید وہ سب بھی اس کی نظر کا دھوکا تھا۔

" آج سے تمھیں اس روم میں بند رہنے کی ضرورت نہیں تم کہیں بھی گھوم سکتی ہو پر اس پیلس کے اندر۔۔۔اور بھاگنے کی کوشش مت کرنا لمظ ابرھیم۔۔۔ورنہ ٹائیگرز کو نرم گوشت بہت پسند آئے گا۔"

وہ اس پر جھکتا سرسراتے لہجے میں بولا۔لمظ ابرہیم سہم کر خود میں سمٹی۔

وہ ایک نظر اس پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا۔اس کے جاتے ہی لمظ ابرھیم نے اپنے دل پر رکھ کر گہرا سانس خارج کیا۔

○○○○○○○○○○

ہیزل منہ بسورتی بار بار دیوار پر ٹنگی گھڑی کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں ابھی دن کے دو بج رہے تھے۔

کھانا کھا کر وہ صبح اسے جلدی آنے کا کہہ کر چلا گیا تھا۔

اور ابھی تک نہیں آیا تھا۔

وہ اتنے بڑے کمرے میں اکیلی بیٹھی خوفزدہ ہو رہی تھی۔شاور لے کر صبح عالم راؤ کا نکالا ڈریس پہن کر وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔پر ابھی تک اس کے آنے کا کوئی اعصار نظر نہیں آ رہا تھا۔۔

باہر بھی وہ نہیں جا سکتی تھی۔کیونکہ وہ یہاں کسی کو نہیں جانتی تھی۔

اپنے الجھے ہوئے بالوں کو دیکھ کر بھی اسے رونا آ رہا تھا۔۔کیونکہ بے تحاشہ لمبے ہونے کی وجہ سے وہ انہیں سلجھا نہیں پاتی تھی۔

وقتِ سبک روی سے گزرنے لگے اب آنکھوں میں آنسو امڈنے لگے تھے۔

پانی بھی روم میں نہیں تھا اسے پیاس بھی لگنے لگی تھی۔

اور بھوک بھی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ شاید اسے بھول گیا تھا۔

یہ سوچ کر ہی اسے شدت سے رونا آنے لگا۔

وہ بیڈ سے اٹھ کر گلاس وال کے سامنے آ کھڑی ہوئیں۔۔۔وہ آنسو صاف کرتی باہر وسیع رقبے میں پھیلے لون میں لگے خوبصورت پھولوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

اتنے خوبصورت اور طرح طرح کے پھول لگے دیکھ وہ رونا بھول کر مبہوت سی انھوں دیکھنے لگی۔دل چاہ رہا تھا آڑ کر ان کے پاس جائے اور ایک ایک کو چھو چھو کر دیکھے اس کی نرمی کو محسوس کرے۔

وہ انھیں دیکھنے میں اتنی مگن تھی کہ عالم راؤ کے روم میں کی خبر تک نہ ہوئی اسے۔

عالم راؤ نے پیچھے سے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا۔وہ جو باہر دیکھنے میں مگن تھی۔اس کے حصار میں لینے پر گھبرا گئی۔۔۔نازک سا دل دھک دھک کرنے لگا۔

وہ اس کی پشت پر بکھرے دراز سنہری بالوں میں منہ چھپائے گہری سانس بھرتا ان کی خوشبو اپنی سانسوں میں سموتے۔۔۔اس کی جان ہوا کر گیا۔

" جانِ جانم کہاں گم ہیں۔۔۔" وہ خمار آلودہ لہجے میں سرگوشی میں بولتا استفسار کر رہا تھا۔اس کی نرم گرم سانسیں اپنے کان پر محسوس کرتی وہ جی جان سے جل اٹھی۔

وہ لرزتے ہاتھوں سے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے لگی۔۔۔پر وہ کہاں مائل تھا اس کے خود سے دور جانے پر۔۔۔

اس کا تو بس چلتا وہ اسے خود میں سمو لیتا۔اور ایک پل بھی دور جانے نہ دیتا۔

"پلیز۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔" وہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بمشکل بولی۔وہ جو اس کی گردن پر جھکا اپنی شدتیں لٹانے میں مصروف تھا۔بمشکل اپنے جزبات پر قابو پاتے اس کے نم سنہری بالوں کو اپنی مٹھی میں بھر کر گہرے سانس بھرتا ان کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا۔

"بہت خوبصورت ہیں یہ جانم۔۔۔مائی گولڈن ڈول۔۔۔" وہ ایک بار پھر سے اس کی جان مشکل میں ڈالتا اس کے بالوں میں منہ چھپا گیا۔ہیزل کو لگا اس کی سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائے گی۔

وہ لرزتے ہاتھوں سے اس کی گرفت سے نکلنے کی سعی کر رہی تھی پر وہ اس کی مزاحمت کو خاطر میں نہ لاتے، ایک جھٹکے میں اس کا روح اپنی جانب مارا۔۔وہ افتاد پر سانسیں روک گئی۔۔۔

وہ دیوانگی و وارفتگی سے اس کے دلکش چہرے کو دیکھتا اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کر گیا۔۔۔ہیزل کی بوجھل ہوتی پلکیں مزید جھک گئی۔ دو آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگتے گلابی گالوں پر بکھرے تھے۔۔۔عالم راؤ جیسے تڑپ اٹھا۔۔۔

"جانِ جانم کیا ہوا ہے۔۔۔کیوں رو رہی ہیں۔" وہ نرمی سے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے جزبات سے پوچھ رہا تھا۔

"وو۔۔۔وہ مجھے۔۔۔۔لے۔۔۔جائے۔۔۔گا۔۔" وہ رندھی آواز میں بولتی زاروقطار رو دی۔۔۔

"شش۔۔۔۔مائی ڈول۔۔۔وہ نہیں لے جا سکتا آپ کو۔۔۔۔ آپ جانِ عالم راؤ کی جانم۔۔۔۔اس کی سنہری آنکھوں والی سنہری گڑیا ہیں۔۔۔۔اس کی چلتی سانسوں کی زمانت ہیں۔۔۔اس کی جنونیت۔۔۔۔دیوانگی۔۔۔۔عاشقی۔۔۔۔سب کچھ ہیں۔۔۔تو کیسے کوئی ہمت کر سکتا ہے اس سے اس کی جان کو چھیننے کی۔۔۔" وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے بھرے اس کی آنکھوں میں جیسے دیکھتے شدت سے بولا۔

"جو میری گولڈن ڈول کی آنکھوں میں آنسوں کی وجہ بنے گا عالم راؤ اسے صفحہ ہستی سے اس دنیا سے مٹا دے گا۔۔ پھر چاہیے کوئی انسان ہو یا حیوان۔۔۔" وہ جنونی انداز میں بولتا اس کی سنہری آنکھوں پر جھکا۔۔۔ جن سے عالم راؤ کو عشق ہو چلا تھا۔۔

ہیزل کو اس کی جنونیت سے خوف آیا تھا۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں پر اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی لرزتے ہاتھوں سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔۔ آپ نے مجھے کھانا نہیں دیا" اس سے پہلے کے وہ کوئی اور گستاخی کر کے اس کی جان ہلکان کرتا وہ اس کے چوڑے سینے میں سر چھپائے دھیمی آواز میں بولی۔

"کیا کھانا نہیں کھایا میری جان نے۔" وہ اسے اپنے سامنے کرتے خیرانی سے بولا۔ وہ پھر سے رونے کی تیاری پکڑتی نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔ عالم راؤ کا خون کھول اٹھا۔۔۔

"ماریہ۔۔۔۔ ماریہ۔۔۔" وہ غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا۔۔۔ یعنی صبح وہ اسے کھانا کھلا کر گیا تھا اور اب چار بج رہے تھے۔۔۔

"جج۔۔۔ جی سر۔۔۔" ماریہ کانپتی ٹانگوں سے وہاں خاضر ہوئی۔

"کھانا کیوں نہیں دیا تم نے میری ڈول کو۔۔۔' وہ اونچی آواز میں دھاڑتا اس پر برسا۔ ہیزل ڈر کے مارے اسی کے سینے میں چھپی۔۔۔

"وو۔۔وہ سس۔۔۔ سر میں۔۔ بھول۔۔۔ گئی۔" ماریہ خوف کے مارے تھر تھر کانپتی بمشکل بولی۔۔ اس کا جواب سن کر عالم راؤ مزید طیش میں آگیا۔

"شٹ اپ یو ایڈیٹ۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ قتل کر دوں گا میں تمھارا اسی وقت۔۔۔" وہ ہنوز انداز میں دھاڑا۔۔ ہیزل مزید اس کی سینے میں گھسی۔ مضبوطی سے اس کی شرٹ تھام گئی۔ جیسے ابھی وہ اسے بھی مارے گا۔ تبھی وہ اس سے ڈرتی اس کی پناہوں میں چھپتی خود کو محفوظ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مونا۔۔۔ وہ پھر سے اونچی آواز میں دھاڑا۔

اگلے ہی پل وہ بھی خاظر تھا۔

"کیا کر رہی تھی تم۔۔۔ ایک زماداری سونپ کر گیا تھا میں تم لوگوں کو وہ بھی نبھا نہیں سکے تم لوگ۔" مونا کیا بتاتی اسے بازل شاہ جس بلا کو لے کر آیا تھا اس نے چیخ چیخ کر پورا پیلس سر پر اٹھا رکھا تھا۔

"سس۔۔ سوری جے آگے سے خیال رکھوں گی۔" وہ بحث کر کے اپنی گردن تڑوانا بلکل نہیں چاہتی تھی۔

"جاؤ یہاں سے۔" وہ ہیزل کے لرزتے وجود خود میں بھینچتے قدرے دھیمے لہجے میں بولا۔ کیونکہ اس کی جان خوف زدہ ہو رہی تھی۔

مونا نے شکر ادا کرتے وہاں سے نکلنا ہی بہتر جانا۔

○○○○○○○○○○○○○○

"کیا ہوا جاناں۔" وہ نرمی سے اس کی پشت سہلاتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا۔

" آ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ چلائے۔۔۔" وہ روتے ہوئے لرزتی آواز میں بولی۔ دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"مم۔۔۔مجھے نہیں کھانا۔۔۔کک۔۔۔کچھ "وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے روتے ہوئے بولی۔

"شش جانِ جانم۔۔۔ نہیں کروں گا اب غصہ۔۔۔ چلو اپنی ڈول کو خود کھانا بنا کر کھلاؤں گا۔"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت آمیز لہجے میں بولا۔ پر وہ مسلسل کانپتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

" نہیں مجھے نہیں کچھ کھانا۔۔" وہ سوں سوں کرتی اس کی شرٹ پر ناک صاف کرتی نروٹھے پن سے بولی۔

"کیوں نہیں کھانا۔۔۔ ہم ابھی چلیں گے اور مزے دار سا کھانا بنا کر کھائیں گے۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے باہر کی جانب بڑھا۔ وہ جی جان سے لرزی۔۔۔ پر سامنے والے کو کہاں اثر تھا۔

" نہیں کھانا۔" وہ خفا لگ رہی تھی۔ عالم راؤ کی بانہوں میں وہ کوئی نازک سی پری ہی لگ رہی تھی۔ وہ کسی پھول کی مانند اسے اٹھائے سکون سے چل رہا تھا۔

"اومیر اے بی۔۔۔۔ ناراض ہو گیا۔" وہ اسے اٹھائے زینہ اترنے لگا۔سامنے سے لاؤنج میں آتے بازل شاہ کو دیکھ وہ شرم کے مارے عالم راؤ کے سینے میں سر چھپا گئی۔وہ بھی بنا ان کی جانب توجہ دیئے اپنے روم کی جانب بڑھا۔

"بازی۔۔۔۔ یہاں آؤ۔۔۔" عالم راؤ نے اسے پکارا۔

وہ سر جھکائے ان کی جانب بڑھا۔

"جانم اس سے ملو یہ عالم راؤ کی زندگی کا سب سے اہم فرد ہے۔۔۔ میری زندگی بازل شاہ۔۔۔ میرا بازی۔" وہ مسکاتے لہجے میں بولا۔اس کے لہجے سے چھلکتی چاشنی اس بات کی تصدیق کر رہی تھی۔کہ سامنے کھڑا انسان اسے کس قدر عزیز ہے۔

ہیزل نے سر اٹھا کر بازل شاہ کی جانب دیکھا۔اس کی سنہری آنکھیں بازل شاہ کو لگا جیسے وہ اپنی آنکھیں آیئنے میں دیکھ رہا تھا۔دل ایک پل میں خوش گمان ہوا تھا۔پر اگلے ہی پل وہ خوشی ہوا ہوئی۔

پر کبھی کبھی معجزہ بھی ہو جایا کرتے ہیں۔

"اسلام و علیکم بھائی۔۔۔" وہ مدھم آواز میں بولتی دوبارہ سے عالم راؤ کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔بازل شاہ کے لب مسکرائے تھے۔۔۔

ناجانے کتنے سالوں بعد وہ دل سے مسکرایا تھا۔

"واعلیکم السلام۔۔۔خوش رہو پیاری بہنا۔۔۔" وہ ملائمت سے بولا۔عالم راؤ کو بھی مسکرایا پر مجبور کر گیا۔

"شکریہ بھائی۔۔۔" وہ بنا اس کے سینے سے منہ نکالے ہنوز انداز میں بولی۔اسے بے حد حیا آرہی تھی۔پر عالم راؤ کو تو جیسے فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔

بازل شاہ عالم راؤ کے اشارے پر وہاں سے نکل گیا۔

سب وہ ہیزل کو لیے کچن کی جانب آیا۔

ooooooooooooo

اسے شلف پر بٹھاتے خود اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"ہاں تو کیا کھائے گی میری گولڈن ڈول۔۔۔" وہ نرمی اس کا ہاتھ تھامتے اس کی پشت پر لب رکھتے استفسار کر رہا تھا۔

اس کے لمس پر سرخ ہوتی وہ جیسے اب پھر سے رونے کو تھی۔

"آپ اچھے نہیں ہیں۔۔۔" وہ روہنسا ہوتی اپنے ہاتھ کی پشت کو دوسرے ہاتھ سے رگڑتے جیسے اس کا لمس مٹانا چاہ رہی تھی۔وہ اس کی حرکت سے مخلوظ ہوا تھا۔

"پتا چل گیا میری جانم کو۔۔۔" وہ اس کا دوسرا ہاتھ بھی تھام کر وہاں بھی اپنا لمس چھوڑتا اپرن ڈالتا فریج کی جانب بڑھا۔

وہ اس کے لیے سینڈوچ بنانے لگا۔وہ منہ پھلائے اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

عالم راؤ کھانا تیار کرتے ایک نظر اس پر ڈال لیتا۔اس کے پھولے گال دیکھ کر عالم راؤ کا دل چاہتا ان پر اپنے شدت بھرے لمس چھوڑے۔پر اس وقت اس کی گولڈن ڈول کو بھوک بھی لگی تھی۔

تبھی وہ خود ضبط کرتا تیز تیز ہاتھ چلا رہا تھا۔ہیزل ٹیڑی نظر کر کے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔خوشبو اس کے نتھنوں میں گھستی اسی کی بھوک مزید چمکا رہی تھی۔

سیڈوچیز بنا کر ٹیبل پر رکھتا اس کے لیے جوس نکال کر ٹیبل پر رکھتا اس کی جانب آیا۔۔اپنی جانب اتا دیکھ وہ منہ موڑ گئی۔

عالم راؤ دوبارہ سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے ٹیبل کی جانب آیا اسے کرسی پر بیٹھا کر۔ایک سینڈوچ نکال کر اس کی پلیٹ میں رکھا۔ہیزل کا دل تو چاہ رہا تھا سینڈوچ کو جھپٹ لے پر منہ بناتی بیٹھی رہی۔

" چلو جانم جلدی سے کھاؤ۔۔اور بتاؤ کیسا بنا ہے۔" وہ سینڈوچ کا پیس اس کے منہ کے قریب کرتے نرمی سے بولا۔

" مجھے نہیں کھانا۔۔" نہرے دکھانا بھی تو لازمی تھا نہ۔

" جانم۔۔۔آپ کھا رہی ہیں یا میں اپنے طریقے سے کھلاؤ۔" وہ معنی خیز لہجے میں اس کے سرخ لبوں کو اپنی نظروں کے حصار میں لیے بولا۔

ہیزل نے اس کی نظروں کا زاویہ اپنے لبوں پر محسوس کرتی اپنے ہونٹ اندر کی جانب فولڈ کر گئی۔ اپنی جانم کی اس معصوم سی حرکت پر عالم راؤ کے لبوں پر تبسّم بکھرا۔۔۔ وہ جی جان سے لرز اٹھی۔

" تمھیں کیا لگ رہا ہے گولڈن ڈول تم انھیں مجھ سے چھپا سکتی ہو۔۔۔" وہ ہاتھ بڑھا کر انگوٹھے کی مدد سے اس کا نچلا لب باہر نکالتے گہری نظروں سے اسے دیکھتا وارفتگی سے بالا ہیزل کو لگا جیسے اسے انگاروں نے چھو لیا ہو۔۔۔ دھڑکنیں بری طرح سے بے آہنگ ہوئیں تھیں۔ پلکیں لرز کر سنہری آنکھوں پر سایہ فگن ہوئیں۔

"مم۔۔۔ میں کھاتی۔۔۔ ہوں۔۔" وہ بے ربط بولتی اس کے ہاتھ سے سینڈوچ پکڑ گئی۔

وہ لرزتے ہاتھوں سے نظریں جھکائے کھانے لگی۔ دوبارہ سے اس کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی اس نے۔

" تم کھانا کھاؤ میں ایک کال کر کے آتا ہوں۔" وہ بولتا وہاں سے نکل گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اس کی موجودگی میں وہ ٹھیک سے کھا نہیں پائے گی۔

oooooooooooooo

" سسٹر میری مما کہاں ہیں۔" نرس جو اسے اس کا چیک اپ کرنے آئی تھی۔ اس نے نرس سے دریافت کیا۔

"وہ تو آپ کے ہزبینڈ کے ساتھ ڈاکٹر کے روم میں گئی ہیں۔"

نرس نے اسے مطلع کیا پر اس کی سوئی تو ہز بینڈ الفاظ پر ہی اٹک گئی۔

"ہز بینڈ۔۔۔" اس نے جیسے تصدیق چاہی۔ پر لہجے میں بے تحاشہ حیرت تھی۔

" ہاں آپ کے شوہر۔۔۔ او سوری آپ کا تو میموری لاس ہوا ہے نہ۔۔۔ ویسے آپ بہت لکی ہیں ۔۔۔۔ کسی کو آپ کے بچنے کی امید نہیں تھی۔ بٹ آپ کے ہز بینڈ نے ہمت نہیں ہاری انھیں پوری امید تھی ایک دن آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ اور ان کا یقین کامل تھا۔ آپ بالکل ٹھیک ہیں اور آج اپنے گھر بھی جا رہی ہیں۔ اور انشاللہ بہت جلد آپ کی یاداشت بھی لوٹ آئے گی۔"

وہ مسکراتے ہوئے اسے خیرانی کے جھٹکے دے رہی تھی۔۔ تبھی ریان ملک روم میں داخل ہوا۔ اس کی نظریں بے ساخت دروازے کی جانب اٹھیں تھیں۔ جہاں سے ایک خوبرو سا شخص اندر داخل ہوا تھا۔

بلو جینز پر بلیک شرٹ اور بلیک ہی کوٹ پہنے چھ فٹ سے نکلتا قد، چوڑے شانے۔۔۔ سرخ سفید رنگت کشادہ پیشانی اور اس پر بکھرے گھرے بھورے بال۔۔ گہری بھوری ذہین آنکھیں۔۔۔ کھڑی مغرور ناک، بھنچے عنابی لب۔۔۔ بلا شعبہ وہ ایک وجیہہ مرد تھا۔

ٹھٹھک تو ریان ملک بھی گیا تھا۔۔۔ سامنے بیڈ پر لیٹی لڑکی کو دیکھ کر۔۔۔ کتنا انتظار کیا اس نے اس لمحے کا۔۔۔ جب وہ اسے آنکھیں کھول کر دیکھتی۔ اور آج وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ریان ملک جیسے تھم سا گیا۔ اس کی غلافی شہد رنگ آنکھوں میں جیسے کھو سا گیا۔

اردگرد کی ہر چیز جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھنے لگا۔ نرس تو خاموشی سے کب کی وہاں سے نکل گئی تھی۔

وہ ٹکٹکی باندھے اس کے بیماری سے مرجائے (پر پھر بھی دلنشین) چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"آ۔۔۔ آپ۔۔۔ مم۔۔۔ میرے ہزبینڈ۔۔" بمشکل اس کی آواز نکلی تھی.

اس کے الفاظوں نے ریان ملک کے پیروں میں جیسے زنجیر ڈال دی تھی۔ قدم اس کی جانب اٹھنے کی بجائے پیچھے مڑنے لگے۔ عہ خیران ہوئی تھی اسے خود سے دور جاتا دیکھ۔

" انھیں کسی بھی قسم کا سٹریس نہیں دینا آپ کو ڈاکٹر ریان۔ ورنہ ابھی بھی ان کی حالت کچھ ٹھیک نہیں۔۔ وہ کسی بھی قسم کا شاکڈ برداشت نہیں کر پائیں گی۔"

ڈاکٹر نیازی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

"ہاں میں آپ کا ہزبینڈ ہوں۔۔۔" وہ گہری سانس بھرتا سکون سے بولا۔ وہ جانتا تھا وہ غلط کر رہا تھا پر کسی کی زندگی بچانے کے لیے اس کی نظر میں یہ غلط نہیں تھا۔

"تو آپ کیوں جا رہے ہیں۔" اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔ جو ریان ملک نے اچھے سے محسوس کی تھی۔

"نہیں میں وہ۔۔۔ آہ۔۔۔۔ نہیں سویٹ۔۔۔۔ میں بس آپ کو لینے آیا تھا۔ ہمیں گھر جانا ہے نہ۔" وہ خود کو نارمل کرتا اپنی ٹیون میں آیا۔

لمظ ابرھیم نے بھاگنے کا سوچا کیونکہ وہ یہاں قید ہرگز نہیں رہ سکتی تھی۔
دوسرا وہ اس مغرور بدلحاظ اور گرگٹ جیسے انسان کی بات کیوں مانتی۔ جو ایک پل میں اتنا کیئرنگ اور پولائٹ بن جاتا۔ اور دوسرے ہی پل (تو کون اور میں کون والے مصدقہ استعمال کرتے) انجان بن جاتا۔
"ہونہہ... نیم چڑھا کریلا۔۔۔" وہ من ہی من اسے کوستی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی روم سے باہر نکلی۔
"بس ایک بار میں یہاں سے نکل جاؤں۔۔۔" وہ دعا کرتی ادھر اُدھر دیکھتی ہال کے دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔
ہال بلکل خالی دیکھ کر وہ شکر ادا کرتی دھیرے دھیرے بڑے محتاط انداز میں نظر دوڑاتی پورے بیس منٹ میں داخلی دروازے تک پہنچی۔
"آف کیا ضرورت تھی اتنا بڑا محل بنانے کی۔" وہ سخت جھنجلائی۔
ایک بار پھر سے چاروں طرف نظریں دوڑاتے اس نے سکون کا سانس لیا۔ کیونکہ وہاں کوئی نہیں تھا۔
ہاتھ بڑھا کر آہستہ سے دروازے کھولا۔ اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیا۔۔۔ خنک ہوا اس کے وجود سے ٹکرائی۔ وہ کپکپا کر رہ گئی۔ رات کی سیاہی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ چاند بھی بادلوں میں چھپا بیٹھا تھا۔
پر اسے کسی بھی طرح کر کے یہاں سے نکلنا تھا۔ آنکھیں موند کر گہرا سانس خارج کیا۔

نہ جانے زندگی کیا کھیل رچا رہی تھی اس کے ساتھ۔۔۔اس نے اپنے بیگ بھی نہیں لیا تھا۔فون بھی نہ جانے کہاں کھو گیا تھا۔

اگر فون ہوتی بھی تو وہ کیا کر لیتی۔۔۔کون تھا اس کا جو اسے مشکل سے نکالتا۔ایک نام نہاد باپ تھا۔جیسے یہ تک معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے کس حال میں ہے۔

آنکھوں بے تحاشہ نیر بہنے لگیں تھیں۔وہ بے دردی سے اپنے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتی آگے بڑھی۔ابھی وہ کچھ قدم ہی چلی تھی کہ کچھ فاصلے پر ایک بڑا سا کتا زبان باہر نکالے اس کے سامنے آر کا جیسے اسے کے لیے رکھا گیا ہو کہ وہ بھاگ نا سکے۔۔۔کتا کیا وہ تو کوئی خونخوار بلا تھی۔لمظ ابراہیم چیخیں مارتی اندھا دھن بھاگی۔۔

اسے نہیں پتا تھا وہ کس طرف جا رہی ہے اور کتنی تیز باگ رہی ہے۔۔۔بس اتنا پتہ تھا کہ اگر وہ کتا اس تک پہنچا تو۔۔۔اس سے آگے کا سوچتے ہی اس کی جان ہوا ہو رہی تھی۔

پیروں سے جوتے نکل کر نا جانے کہاں گر گئے تھے۔ٹانگوں میں جان بھی ناپید ہونے لگی تھی۔سانس بری طرح سے پھول چکا تھا۔اسے لگ رہا تھا آج وہ مر ہی جائے گی۔

اچانک وہ کسی دیوار نما وجود سے ٹکرائی۔مقابل نے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کے کانپتے لرزتے وجود کو اپنے حصار میں لیا۔وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے سانس لینے کی تگ و دو کرنے لگی۔

"انور۔۔۔انور۔۔"وہ ہنٹر (کتا) کو دیکھتا غصہ و غضب سے ملازم کو پکارنے لگے۔کتا اپنے مالک کو دیکھ وہیں بیٹھ گیا تھا۔جو اس وقت شدید غصے میں لگ رہا تھا۔

"جی صاحب۔۔۔"وہ سر جھکائے خاضر ہوا۔

"کس نے کھولا اسے۔۔۔"وہ غصے سے دھاڑا۔کیونکہ ابھی انھیں کھولنے کا وقت نہیں ہوا تھا۔لمظ ابرھیم اس کے دھاڑنے پر خوف زدہ ہوتی اس کی شرٹ پر اپنی گرفت مضبوط کرتی مزید اس میں چھپی۔

"صاحب وہ میری غلط۔۔۔"وہ خوف سے کانپتا ابھی بولا۔

"شٹ اپ۔۔۔یو ایڈیٹ اگر کچھ ہو جاتا تو جان سے مار دیتا میں تمھیں۔"وہ اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتے دھاڑا۔اس کا دل چاہ رہا تھا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسی کتے کو ڈال دے۔

"اب دفع ہو جاؤ۔۔۔۔اور اسے بھی لے کر جاؤ یہاں سے"وہ گرجا۔ملازم تیزی سے وہاں سے نکلا۔

وہ لرزتی اس کے سینے پر آنسو بہا رہی تھی۔ناجانے کیوں وہ اسی سے بھاگتی تھی اور خود کو اس کی پناہوں میں محفوظ بھی تصور کرتی تھی۔

"جیے۔۔۔مرمیڈ وہ چلا گیا ہے۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔ڈونٹ کرائے۔"بازل شاہ نے اسے خود سے الگ کر کے سامنے کرنا چاہا پر وہ مائل نہ تھی۔تبھی اس کے کان میں جھکے مدھم آواز میں بولا

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔پلیز۔۔۔وہ آجائے گا۔۔"وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھنچتے پھولے سانس کے ساتھ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔دل بری طرح سے لرز رہا تھا۔

وہ ٹھیک سے سانس نہیں لے پا رہی تھی وہ جانتا تھا۔
تبھی اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر اندر کی جانب بڑھا۔ وہ کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہی تھی۔
تیزی سے فاصلہ عبور کرتے اسے روم میں لا کر بیڈ پر ڈالا۔ وہ غصے سے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھے اس پر جھکا۔
"کیا حرکت تھی یہ لمظ ابرھیم۔۔ تمھاری زندگی کو خطرہ ہے یہ بات تمھارے اس چھوٹے سے دماغ میں فٹ کیوں نہیں ہوتی۔۔۔ ایسی کون سی زبان ہے جو تمھیں سمجھ آئے گی۔،" وہ تنے اعصاب کے ساتھ دبے دبے لہجے میں کرختگی سے گویا ہوا۔ وہ خوف سے آنکھیں میچ گئی۔ سانس تو پہلے بھی مشکل سے آ رہی تھی۔
"سب اگر تم نے کوئی بھی ایسی حرکت کی تو مجھ سے برا کسی کو نہیں پاؤ گی تم۔" وہ اس کی میچی ہوئی آنکھوں کو دیکھتا درشتی سے بولا۔ اور دوسرے ہاتھ سے ڈراؤ کھول کر اس میں سے انہیلر نکال کر اسے سانسیں مہیا کیں۔ لمظ ابراھیم کو اپنی بے بسی پر رونا آیا۔ اس نے نم ہوتی آنکھیں وا کر کے خود پر جھکے بازل شاہ کو دیکھا جس کی آنکھیں پھر سے سنہری تھیں۔۔۔ اسے لگا وہ اس کے زخموں پر نمک پاشی کرنے آتا تھا اس کے سامنے۔
آپ ایک بات آج شدید سے محسوس ہوئی تھی اسے کہ وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بلکہ وہ تڑپ اٹھتا تھا اس کے زخموں پر۔

"جی کر بھی کیا کروں گی میں۔۔۔ بہت تھک گئی ہوں یہ ادھار سانسیں لیتے لیتے۔۔۔ یہ زندگی مجھے راس ہی نہیں آئی۔۔۔ تو اسے چھوڑنے میں قباحت کیا ہے۔"

وہ آنسو بہاتی بڑے سکون سے بازل شاہ کو زلزلوں کی زد میں دے گئی۔

وہ لب بھینچے اس کے ایک ایک نقوش کو دیکھنے لگا۔بکھرے سیاہ آبشار گھٹاؤں کی مانند تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔خنک موسم کے باوجود پیشانی پر شبنمی قطرے چمک رہے تھے۔۔سیاہ لانبی مژگان نم ہوتی ایک دوسرے سے چپکی ہوئی تھیں۔۔ چھوٹی سی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ سرخ گلال لب بھی سوجے ہوئے تھے۔۔۔بازل شاہ نے ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے نچلے لب کو انگشت کی انگلی سے سہلایا۔

لمظ ابرھیم تڑپ اٹھی۔اسے لگا انگاروں نے اسے چھو لیا ہو۔دل اس کی حرکت پر دوب کر ابھرا۔۔

"کیوں مجبور کر رہی ہیں لمظ ابرھیم۔۔۔ کہ بازل شاہ پاگل ہو جائے۔۔۔ کیوں میرے اندر سلگتے لاوے کو ہوا دے کر آتش فشاں بنانا چاہتی ہیں۔۔۔ میں آزاد فضاؤں کا باسی ہوں۔۔مجھے قید کرنے کی کوشش کر کے آپ اپنا بہت بڑا نقصان کریں گی مر میڈ۔۔۔مجھے سخت ہی رہنے دیں میری نرمیاں آپ برداشت نہیں کر پائیں گی۔جو بازل شاہ نرم ہوا تو آپ کو اپنے اندر سمو لے گا پھر باہر کی دنیا کی ہوا بھی آپ کہ لیے ناپید کر دوں کا آپ کو جینے کے لیے بھی سانسیں بازل شاہ کی سانسوں سے لینا ہوں گی۔"

وہ نرمی سے اس کے ایک ایک نقوش کو چھوتے ہوئے مدھم آواز میں سرگوشی میں بولتا اس کی جان طوفانوں کے زیر اثر کر رہا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔ وہ اس قدر نرمی و ملائمت سے اتنے پر شدت الفاظ کیسے بول لیتا تھا۔

سوچنے سمجھنے کی صلاحیت صفر ہو گئی تھی۔

اسے اپنا چہرہ آگ مانند جلتا محسوس ہو رہا تھا۔

"آپ کی یہ کتھائی آنکھیں بہت سے ان کہی التجائیں کرتی مجھے باندھنے کی کوشش میں ہیں۔۔۔ ان پر یہ اٹھتی۔۔۔ جھکتی۔۔ لرزتی مژگان مجھے اپنی جانب مائل کرنے کا کام پوری طرح سے سرانجام دے رہی ہیں۔۔ جس دن ان صداؤں کے آگے بازل شاہ پلٹا۔ آپ کو اپنی گرفت میں قید کر لے گا۔۔۔ اور پھر آپ میری اجازت کے بنا سانس بھی نہیں لے پائیں گی۔۔۔ کیونکہ بازل شاہ ہر لفظ سے ناواقف ہے سوائے جنون کے۔۔۔" وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں بھینچے جھک کر ان میں گہرا سانس بھر کے ان کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارہ۔۔۔ وہ سرخ ہوئی اس کی حرکت پر۔۔۔ لگ رہا تھا آج وہ اس کی جان لے کر ہی مانے گا۔

"پپ۔۔۔ پلیز دو۔۔۔ دور ہو جائیں۔۔" وہ سختی سے آنکھیں میچتی ملتجی لہجے میں بولی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا اگر وہ کچھ اور اس کے قریب رہا تو وہ ہار جائے گی۔۔۔ اس کے وجود سے اٹھتی دلفریب خوشبو اس کے حواس معطل کر رہی تھی۔۔۔

سہل نہیں۔۔" وہ انگشت کی انگلی سے اس کی چھوٹی سی ناک کو چھوتا آخر میں معنی خیز لہجے میں بولا۔۔اس کی بات کا مطلب سمجھتی سرخ تاہیر متغیر ہوئی۔
وہ اٹھااور تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔وہ چیت لیٹی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو پر سکون کرنے لگی۔

○○○○○○○○○○○○○

" جانِ جانم باہر آ جائیں اب۔" عالم راؤ بیڈ پر بیٹھا بیس منٹ سے ہیزل کا انتظار کر رہا تھا پر وہ ڈریسنگ روم میں گھسی ابھی تک باہر نہیں آ رہی تھی۔
" جانم اب اگر آپ باہر نہیں آئیں تو میں آ جاؤں گا۔" وہ جانتا تھا وہ کیوں باہر نہیں آ رہی۔ تبھی ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولا اور وہ اپنے شانوں پر اپنے سنہری بال پھیلائے سر جھکائے کسی نالائق سٹوڈنٹ کی طرح باہر آئی۔
پنک کلر کی سلیو لیس شرٹ پہنے اور اس کے ساتھ پنک ہی ٹرائزر پہنے سنہری بالوں کے آبشار جو گھٹنوں کو چھو رہے تھے۔ بالوں سے اپنے بازوؤں کو چھپاتی وہ اسے قدر پیاری لگ رہی تھی کہ عالم راؤ کو ٹوٹ کر اس پے پیار آیا۔اس کا دل چاہا وہ اپنی گولڈن ڈول کو اپنی بانہوں میں بھر کے جی بھر کے اپنا پیار لٹائے۔

"کم ود می۔۔مائی گولڈن ڈول۔" اس کا جزبوں سے بوجھل گھمبیر لہجے اس کی سماعت سے ٹکرایا۔۔وہ جی جان سے لرزی۔ ٹانگیں جیسے ہلنے کو انکاری تھیں۔

" آئی سے! کم کلوز ٹو می۔۔۔" وہ ہر لفظ پر زور دیتے کچھ سختی سے بولا۔وہ سہمی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی قریب آئی۔۔عالم راؤ نے کھینچ کر اپنے اوپر گرایا۔

" آہ۔۔۔!خوف سے اس کے منہ سے دبی دبی چیخ نکلی۔

عالم راؤ کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔اس کا چھوٹا سا نرم گلداز وجود اس کے کسرتی سینے پر کسی پھول کی مانند پڑا تھا۔ہیزل ایک پل میں متغیر ہوئی۔ دل دو سو کی سپیڈ سے باگ رہا تھا۔

"مائی گولڈن بیوٹی یو لکنگ سو سویٹ۔ دل چاہ رہاہے کھا جاؤں اپنی ڈول کو۔" وہ اس کے سرخ ہوتے پھولے گال کو دانتوں میں دباتے مدھم آواز میں بولا۔۔۔پہلے ہی وہ ایسے کپڑے پہن کر شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔ اس پر وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔وہ ہونٹ موڑتے رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔

" کیا ہوا زور سے لگ گئی میری ڈول کو۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر متفکر ہوا۔نرمی سے اس کے گال کو لب رکھے۔

" مم۔۔۔مجھے نہیں ۔۔۔۔پہنے یہ۔۔۔ کپڑے۔۔۔یہ اچھے ۔۔۔ نہیں ۔" وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"او۔۔۔۔ میرا چھوٹو سا بے بی۔ کیا مسئلہ ہے ان کپڑوں میں جانم اتنے اچھے تو لگ رہے۔۔" وہ اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے محبت آمیز لہجے میں بولا۔

"نہیں اچھے۔۔۔ بازو بھی نہیں۔۔۔ ہیں۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"کوئی بات نہیں نہ جانم تم کونسا باہر جاؤ گی یہ ڈریس پہن کر باہر جاؤ گی۔ نائٹ ڈریس ہے بے بی۔" اس نے سمجھایا۔ وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"کیا میں وہاں باہر جا سکتی۔" وہ اس کے سینے سے اٹھتی بھاگتی گلاس وال کے سامنے کھڑی باہر کی جانب اشارہ کرتے بولی۔ وہ بھی اٹھ کر اس کے پیچھے آیا۔ اور کمر میں بازو حائل کر کے اس کی پشت کو اپنے ساتھ لگایا۔ ہیزل کو لگا جیسے وہ دہکتے انگاروں کی لپٹ میں آ گئی ہے۔

" کہاں جانا ہے میری ڈول کو۔" وہ اس کے بالوں میں منہ چھپائے خمار آلودہ لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح سانس روک گئی۔

"وہ۔۔۔ جج۔۔۔ جہاں بہت سارے پھول۔۔۔ ہیں." وہ بمشکل اس کی قربت میں بولی۔

"ہمم۔!وہ سن کب رہا تھا۔"

"میں چلی۔۔۔ جاؤں۔" اسے بس ان پھولوں کے پاس جانا تھا۔

" صبح جائیں گے۔۔۔ جانم۔" وہ اس کے ہاتھ کی مومی انگلیوں کو اپنی مظبوط انگلیاں میں الجھاتے ہوئے ملائمت سے بولتا اس کی انگلیوں کے پوروں کو لبوں سے چھونے لگا۔ ہیزل کو لگا وہ ابھی گر جائے گی۔

سکنجے میں قید پھڑ پھڑا بھی نہیں پا رہی
تھی۔

"مم۔۔۔ مجھے نیند آ۔۔۔ رہی ہے۔" وہ اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنے کی سعی کرنے لگی۔ وہ جھکا اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا۔

اس بیڈ پر ڈال کر خود بھی شرٹ اتار کر اس کے پہلو میں درز ہوا اور ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی بانہوں میں بھینچ لیا۔ اس وقت وہ صرف بلیک بنیان اور بلیک ہی ٹراؤزر میں تھا۔ اس کے مظبوط پھولے ہوئے بازو دیکھ کر ہیزل کی ہتھیلیاں بھیگنے لگیں۔

سو جاؤ جانم." وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

"مم۔۔ مجھے ایسے نن۔۔۔ نید نہیں آئے گی۔۔۔" وہ اس کے چوڑے سینے پر اپنے ملائم ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور دھکیلنے لگی۔۔ پر عالم راؤ کی گرفت مظبوط تھی۔

"ششش۔۔۔ جانِ عاشقی۔۔۔ سو جائیں اب ایسے ہی عادت ڈالیں۔۔ آپ کو اپنے جان کے دل کے قریب رہ کر اس کی دھڑکنوں کی بے آہنگی کو سکون بخشنا ہے۔" وہ نرمی سے اس کا مزاحمت کرنا ہاتھ اپنے مظبوط ہاتھ میں ملائمت سے تھامتے اس کی پشت پر لب رکھتے اسے اپنے دل کے مقام پر رکھ گیا ۔اس کے پر حدت لمس اور پر تپش مجنوبانہ سرگوشی پر سرخ ہوتی اپنے سینے میں تڑپتے دل کو ابھی

سنبھال ہی رہی تھی کہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر اس کی دھڑکنوں کی بھی بے آہنگی پر اس کی جان لبوں پر آئی تھی۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔جانِ عالم راؤ کے لب مسکرائے سے اس نازک سی پری کی احتیاط پر وہ اس سے بچنے کو اسی کے سینے میں چھپ گئی تھی۔

ابھی کچھ پل ہی بیتے تھے کہ وہ اس کے سینے پر سر رکھے گہری سانسیں لیتی نیند میں محوِ ہو گئی تھی۔

اس کے سونے کے بعد وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا آٹھ کھڑا ہوا۔

اپنی ہڈی ڈالتے چہرے پر ماسک لگائے ایک آخری نظر وہ اپنی متاعِ جاں پر ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا

۔

○○○○○○○○○○○○○○○○

بے صدام خان پاگل ہوا پھر رہا ہے جب سے تم ہیزل کو اس سے چھنا ہے پورے شہر میں اس کے آدمی پاگل کتوں کی طرح ڈھونڈتے پھر رہے ہیں ہمیں۔

اور اس کی حالت بھی قابلِ رحم ہے۔۔۔ مونا اسے آگاہ کرتے آخر میں تمسخر اڑاتے بولی۔

"ڈھونڈنے دو اسے اب اسے میری گولڈن ڈول کے پیروں کی خاک بھی نہیں ملے گی۔۔۔ اسے آسانی سے موت بھی نہیں ملے گی اسے۔۔۔ تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔اس قدر زندگی کو تنگ کروں گا اس پر کہ موت کے لیے گڑگڑائے گا وہ کتا۔"

وہ تیش سے دھاڑا تھا۔ اپنے زندگی کے جلے ہوئے بازو کو یاد کر کے۔

نہ جانے پہلے بھی وہ اسے کتنی تکلیفوں سے دوچار کرتا ہو گا۔ وہ اپنی جان کے ایک ایک آنسوؤں کا بدلہ اسے خون کے آنسو رلا کر لے گا۔

اس کی سرخ انگارہ آنکھوں کو دیکھتی مونا جھرجھری لے اٹھی۔

یقیناً صدام خان کا انجام بہت برا ہونے والا تھا۔

"اور ایک بات جے وہ لوگ لمظ ابراہیم کو بھی تلاش رہے ہیں۔ صدام خان نے اس کا سودا کیا ہے جابر خان سے۔۔۔ کوئی بہت بڑی ڈیل کی ہے جس کی صورت میں اسے بہت بڑا فائدہ ہونے والا ہے۔

اور لمظ ابراہیم کے نہ ملنے پر جابر خان اسے موت کی نیند بھی سلا سکتا ہے۔"

مونا نے اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا تھا۔ وہ تو شکر تھا اس بازل شاہ یہاں موجود نہیں تھا۔ ورنہ اس لڑکی کے بارے میں ایسا بولنے پر پھر سے اس کی جان کو آجاتا۔ ایک ٹیس سی اٹھی تھی اس کے دل میں پر وہ جلدی ہی اپنے دل کو سنبھالتے جانِ عالم راؤ کی جانب متوجہ ہوئی۔

"مونا تم صدام خان کے گھر کے تمام سسٹم کو ہیک کرو۔۔۔ مجھے جلدی از جلد اس ڈیل کے بارے میں جاننا ہے۔۔۔" وہ اسے حکم دیتا تحکم بھرے انداز میں بولا۔

تبھی بازل شاہ اندر داخل ہوا تھا۔

"جان کوئی فیروز نامی ماسکو سے یہاں آیا صدام خان کے فام ہاؤس میں خفیہ ذرائع سے۔۔یقیناً کوئی بہت بڑا کرنے والے ہیں یہ لوگ۔"

بازل شاہ نے آتے ہی اسے انفارمیشن دی۔جس کے لیے عالم راؤ نے پچھلے تین دن سے اسے صدام خان کی ایک ایک ایکٹیویٹی پر نظر رکھنے کو کہا تھا۔

"بازی کل رات ہم صدام خان کے فام ہاؤس جائیں گے اس کے چیلے فیروز کو اپنا دیدار کا شرف بخشنے۔"

ooooooooooooooo

ریان ملک پاگل سا ہو رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

وہ لڑکی اسے اپنا شوہر سمجھ رہی تھی جو اس کے لیے ایک بہت بڑا مصلہ تھا۔دماغ بری طرح سے الجھا ہوا تھا۔وہ اس کے پاس جانے سے بھی قطرا رہا تھا۔اس کے سوالوں کا وہ کیا جواب دیتا اسے۔سب سے بڑا مصلہ تھا کہ وہ اپنی مما کو یاد کر رہی تھی۔اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا پر ماں یاد تھی اسے ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ وہ یقیناً اپنی ماں سے بہت پیار کرتی ہے تبھی وہ سب کچھ بھول جانے کے بعد بھی اسے اس کی ماں یاد تھی۔اب وہ اس کی مما کہاں سے لاتا جو چار سال پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں تھیں۔

عالم راؤ نے اسے اپنے ساتھ راؤ پیلس میں لانے کا کہا تھا وہ تو رات کو ہی نکل جانا چاہتا تھا پر عالم راؤ نے اسے منع کر دیا تھا کہ وہ لوگ صبح نکلیں۔

اس نے عالم راؤ کو آگاہ کیا تھا اس کی حالت سے اور یہ بھی کہ وہ اسے اپنا شوہر سمجھ رہی ہے۔

آگے سے عالم راؤ نے اسے اس کا جو حل سنایا تھا اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ پر اس کے سوا کوئی حل بھی نہ تھا اس کے پاس۔

تبھی اس نے فیصلہ لیتے فون ملایا تھا۔ عالم راؤ کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرتے وہ اندر کی جانب بڑھا جہاں نرس اسے تیار کر کے باہر لا چکی تھی۔

انگوری رنگ کی شاٹ فراک کے ساتھ ہم رنگ ٹراؤزر اور نازک سا دوپٹہ اپنے سر پر جمائے شفاف رنگت میں بے شک زردیاں گلی ہوئی تھیں براؤن آنکھوں کے گرد ہلکے تھے لب خشک سے لگ رہے تھے کمسن سا سراپا تھا پر وہ پھر بھی دلکش تھی۔

اتنی بیماری کاٹنے کے بعد بھی وہ وجود حسین سا پیکر تھا۔

"لیجیئے ڈاکٹر ریان۔۔۔ آپ کی وائف ریڈی ہیں۔"

نرس نے اسے ریان ملک کے قریب لاتے کہا تھا۔

"شکریہ سسٹر۔" وہ اس کے قریب آتا اسے سہارا دیتے بولا تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ بمشکل کھڑی ہے۔ ریان ملک نے اس کی مشکل آسان کرتے ستارہ کو اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔

ریان ملک کو لگا جیسے اس نے کسی پھول کو اپنی بانہوں میں بھر لیا ہو۔

وہ بناری ایکٹ کیے اس کے فراخ سینے پر اپنا ہاتھ رکھتے اس کے سینے سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گئی شاید اتنی سی مشقت پر ہی وہ تھک چکی تھی۔

پر اس کے اس عمل پر ریان ملک جیسے ڈھل سا گیا تھا۔ اس کے پورے وجود میں برقی لہر دوڑ گئی۔ دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

بمشکل خود پر ضبط کرتے وہ ہاسپٹل سے باہر اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔

آپ تو نزدیک سے نزدیک تر آتے گئے

پہلے دل پھر دلربا پھر دل کے مہماں ہو گئے

یہ داستان اب کی تو نا تھی یہ تو چار سال پرانی تھی۔ جب اس کے زخموں سے چور وجود کو عالم راؤ نے اسے سونپا تھا۔

ریان ملک کا فیصلہ سنتے عالم راؤ نے اسے فام ہاؤس آنے کو کہا تھا۔ جو کہ ہاسپٹل سے کافی قریب تھا۔

کچھ ہی دیر پہلے وہ یہاں پہنچے تھے ستارہ کو ایک روم میں چھوڑتے وہ خود لاؤنج میں بیٹھا تھا۔ اور مونا ستارہ کے ساتھ روم میں تھی۔ وہ مسلسل بے چینی سے دروازے پر نظریں گاڑے بیٹھا تھا۔

نازل شاہ خاموش سے اس کی بے چینی نوٹ کر رہا تھا۔ یہی بے چینی تو اس کی نس نس میں بھی بھر جاتی تھی۔ جب لمظ ابراہیم اس سے دور جاتی تھی۔

تبھی مونا روم سے باہر نکلی تھی۔ ریان ملک بے چینی سے اس کی جانب بڑھا۔

"مونا کیا کہاں اس نے۔" اس کی بے چینی پر بازل شاہ نے آنکھیں گھمائی۔

"کڑی من گئی اوئے.." مونا ریان ملک کے قریب آتے چلائی تھی۔

"سچ ....." وہ بھی خوشی سے چلایا. بازل شاہ نے بیزاری سے ان دونوں ڈرامے بازوں کو دیکھا۔

"نہیں ۔۔۔ میرا مطلب ٹھیک ہے." بازل شاہ کے دیکھنے کم گھورنے زیادہ پر وہ ایکدم سے سنبھلتے بولا ۔مونا نے اپنی ہنسی دبائی۔

تبھی عالم راؤ لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ ساتھ میں مولوی صاحب اور دو گواہ بھی۔

مونا ستارہ کے چہرے پر سرخ اروسی دوپٹہ ڈالتے اسے سہارا دیتے باہر لائی۔

اسے ریان ملک کے پاس صوفے پر بٹھاتی خود وہ صوفے کے قریب ہی کھڑی ہو گئی۔

ستارہ کے دل کی حالت نہ جانے کیوں عجیب سی ہو رہی تھی۔ دل بری طرح سے لرز رہا تھا۔ اپنی پسینے سے نم ہوتی ہتھیلیوں کو ایک دوسرے سے مسلتے وہ اپنے اندر کی گبھراہت کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی ایسا کیوں ہو رہا تھا اس کے ساتھ وہ تو پہلے ہی اس کا شوہر تھا یہ تو بس ایک فومیلٹی تھی

۔

ریان ملک اپنے قریب بیٹھے نازک سے وجود کی لرزش اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔

لو ہم آج تم سے نکاحِ عشق کرتے ہیں

ہمیں تم سے محبت ہے محبت ہے محبت ہے

کچھ ہی دیر میں وہ ستارہ ریان ملک بن گئی تھی۔

بازل شاہ اور عالم راؤ نے اسے گلے لگایا تھا۔

ذرہ تمھارے حوالے اگر اسے زدہ سی بھی تکلیف ہوئی تو تم بھی شدید تکلیف میں آجاؤں گے۔" عالم راؤ نے اسے زدہ سختی سے گلے لگاتے وارن کرتے بولا۔

ریان ملک مسکرایا تھا بھلا وہ کیوں اپنی زندگی کو تکلیف دیتا۔

وہ تینوں فام ہاؤس سے نکلے تھے۔ راؤ پیلس کے لیے۔

عالم راؤ اور مونا ایک گاڑی میں تھے۔ بازل شاہ اپنی گاڑی میں اور ریان ملک ستارہ کے ساتھ تھی۔

" سنیں..... گاڑی چلاتے ریان ملک کو دیکھتے ستارہ نے مدھم آواز میں اسے پکارہ تھا۔

ریان ملک کو لگا جیسے کسی نے اس کی کان میں رس گھول دیا ہو۔

"جی سنائیں۔" وہ بھی اسی انداز میں بولا تھا۔ ایک نظر اس گڑیا کو دیکھا تھا جو اپنا آدھے سے زیادہ چہرہ دوپٹے میں چھپائے اس کی جانب رخ موڑے بیٹھی تھی۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں." وہ آنکھیں جھلملاتے معصومیت سے جواب طلب تھی۔ اس کی اس معصومیت پر ضبط کرتا متبسم ہوا۔

" ہم اپنے گھر جا رہے ہیں پرنس۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کے ملائم چہرے کو دیکھتے نرمی سے گویا ہوا۔ تو وہ خاموشی سے سر ہلاتی سامنے دیکھنے لگی۔ ابھی کچھ ہی پل گزرے تھے کہ وہ ایک بار پھر سے اس کی جانب مڑی۔

" سنیں۔۔" آف اس ننھی سی گڑیا کا طرز تخاطب۔

"جی فرمائیں پرنسس۔" وہ جی جان سے متوجہ ہوا تھا۔

"میں اب یہ پیچھے کر دوں۔ یہ بہت چبھ رہا ہے۔" وہ دوپٹے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے چہرے سے اوپر اٹھائے روہنسا ہوئی۔ تو ریان ملک نے گاڑی کو ایک سائڈ پر روکا۔

وہ معصوم سی گڑیا شدید مشکل میں لگ رہی تھی۔

ریان ملک نے آہستہ سے ڈوپٹے کو تھام کر پیچھے کرتے سر پر جمایا۔۔وہ ایک انجانے سے احساس کے تحت سرخ ہوئی تھی۔ اسے متغیر ہوتا دیکھ وہ محظوظ ہوا تھا۔

"اب ٹھیک ہے۔" وہ اس کے چہرے پر جھکتے مدھم سرگوشی میں بولی۔ ریان ملک کی نرم گرم سانسوں کی تپش محسوس کرتے اس کی پلکوں لرزتی جھک گئیں۔ دل جیسے پسلیاں توڑتے باہر آنے کو ہوا۔

ریان ملک نے متبسم نظروں سے اس کی لرزتی پلکوں کو دیکھا تھا۔ ایک نظر اس گڑیا کو دیکھتے وہ اس کی پیشانی پر جھکتا محبت بھرا بوسہ ثبت کرتے ستارہ کو جی جان سے لرزا گیا۔ پر ایک عجیب سا سرور جیسے اس کے رگ وپے میں سرایت کر گیا۔ جیسے کسی بنجر زمین پر بارش کا پہلا قطرہ, جیسے صبح کی سحر میں کسی پھول پر شبنمی بوندوں کی دلکشی۔

وہ اسے اپنا لمس بخشتے اس کی جانب دیکھنے لگا جو آنکھیں موندے مدھم سانسیں لیتی ریان ملک کو مبہوت کر گئی۔

"گھر چلتے ہیں پرنسس اس سے پہلے کہ میں یہیں آپ کے ہوش ٹھکانے لگا دوں۔" وہ اس کا مرمرائی ہاتھ تھامتے اس کی پشت پر بھی اپنا لمس مہکتے گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

جس پر ستارہ اپنے دل کی دھڑکنیں سنبھالتے دوسری جانب رو موڑتے باہر دیکھنے لگی۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے راؤ پیلس کے پورچ میں رکی تھیں۔ بازل شاہ کو شاپنگ مال جانا تھا تبھی اس نے اپنی گاڑی مال کی جانب موڑ لی تھی۔

وہ گاڑیوں سے نکلتے اندر کی جانب بڑھے تھے۔

"ریان تم ستارہ گڑیا کو لے کر اپنے روم میں جاؤ۔ مونا تم ماریہ سے کہہ کر کچھ لائٹ سا بنوائو۔"

عالم راؤ دونوں کو مخاطب کرتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔

ریان ملک نے ایک نظر ستارہ کی جانب دیکھا جو ابھی تک گردن جھکائے ہوئے تھی۔

"آؤ ڈارلنگ میں تمھیں روم تک چھوڑ دوں۔" مونا ستارہ کو سہارا دیتے نرمی سے بولی۔ جس پر ریان ملک نے چھوٹی آنکھیں کرتے اس میسنی کی حرکت کو دانت پیس کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"مونا ڈیئر یہ کون ہے."اس نے دونوں کے سامنے آتے سوال داغا۔

"ریان ملک کیا تم اندھے ہو چکے ہو یہ میری طرح ایک پیاری سی لڑکی ہے۔" وہ اب کہ مہا معصومیت سے بولی۔ ریان ملک کا دل چاہا اس بوتنی کی گردن مروڑ دے۔

"مونا یہ بیوی ہے میری اور اس کی زمہ داری میں اچھے سے نبھا سکتا ہوں۔ تمھیں اتنا فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔" وہ ہنوز انداز میں دانت پیستے بولا۔

وہ اس کی جانب آیا ایک نظر ستارہ کو دیکھا جو اپنی انگلیاں چٹختے نروس سی کھڑی تھی۔ وہ اس کی حالت سے محظوظ ہوتے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اندر اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ جس پر وہ شرم سے سرخ ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔

مونا اس ٹھرکی کی بے شرمی اور چلاکی پر کھکھلاتی اس کے پیچھے ہی اندر بھاگی۔ ستارہ مونا کا کھکھا سنتی مزید اس کے کشادہ سینے میں سر گسا گئی۔

"دھیان سے ریان کہیں گرا مت دینا بچی کو۔" مونا نے اسے تنگ کرنے کو پیچھے سے آواز کسی۔

"شٹ اپ اینڈ گٹ لاسٹ بندریا۔" وہ بنا مڑے بولتا اپنے روم میں گھستے ٹھا سے دروازہ بند کر گیا۔

آہستہ سے ستارہ کو بیڈ پر بٹھاتے وہ دروازہ بند کرتے اس کی جانب آیا۔ اپنی جانب واپس آتے دیکھ وہ اپنے پاؤں سمیٹ گئی۔ اس کے سمیٹنے کی حرکت پر وہ زیر لب مسکرایا تھا۔

"ہاں تو سویٹ ہارٹ کیا کہہ رہی تھی تم گاڑی میں۔ اب آپ سکون سے کچھ بھی پوچھ سکتی ہیں۔ میں پوری جی جان سے ہمہ تن گوش ہوں بے بی۔" وہ اسے ایک جھٹکے میں اپنی جانب کھینچتا شریر براؤن آنکھوں سے اس کے ایک ایک نفوش کو نہارتے مجنوبانہ سر گوشی میں اس کی کان میں رس گھولتے بولا تھا۔

وہ جی جان سے لرز اٹھی دل سوکھے پتے کی مانند پھڑ پھڑ اٹھا۔

"جج۔۔۔جی کچھ۔۔۔۔نہیں۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے پرے دھکیلنے کی کوشش کرتی بمشکل بولی۔

"پر مجھے تو کہنا ہے بہت کچھ مائی شائے سٹار۔" وہ اس کے مزاحمت کرتے مخروطی ہاتھ کو تھامتے اپنے لبوں سے لگا گیا۔

اس کی مخمور سرگوشی پر وہ نازک سی جان کانپتی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالنے لگی۔

"مم۔۔۔مجھے پیاس۔۔۔لگی ہے۔" وہ کسی بھی طرح اس سے دور ہونا چاہتی تھی تبھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی۔

"مجھے بھی بہت۔" اس کی ٹھوڑی کو اپنی دو انگلیوں سے تھام کر اس کا چہرہ اوپر کرتے اس کے نازک سے پنکھڑیوں سے لبوں کو دیکھتے ہنوز انداز میں بولا۔اسکی نظروں کی تپش کو اپنے لبوں پر محسوس کرتے ستارہ کا حلق میں سانس اٹکا تھا۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔بب۔۔۔بھوک لگی." وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو الٹتے بمشکل بولی تھی۔

ریان ملک کی آنکھیں اس کی قربت کے سرور سے گلال آلودہ ہونے لگی تھیں۔

"یقین جانوں شائے سٹار مجھ بھی۔۔" وہ اس کی شہ رگ کو سہلاتے خمار آلودہ آنکھوں اس کی شہ رگ پر ڈالتے بولا تھا۔وہ تڑپ اٹھی۔

"مم۔۔۔۔مجھے کچھ۔۔۔پوچھنا ہے." وہ کافی دیر سے اپنے ذہن میں چلتے سوال کا جواب چاہتی تھی ۔اور اسی بہانے شاید اس کا دھیان بھی بھٹک جاتا۔

"پوچھو مائے شائے سٹار" وہ نرمی سے اس کے چہرے سے بالوں کی لٹ ہٹاتے بولا۔

"آپ نے دوبارہ نکاح کیوں کیا۔۔" وہ نظریں جھکائے جواب طلب تھی۔

"کیونکہ ہمارے نکاح کو تم بھول گئی تھی اس لیے میں چاہتا تھا کہ تمھیں رحصت کروانے سے پہلے دوبارہ نکاح ہو۔ تاکہ تم بھی مطمئین ہو جاؤ۔" شاید وہ جانتا تھا کہ وہ شاید کہ سوال ضرور کرے گی ۔ تبھی وہ پہلے سے جواب تیار کیے بیٹھا تھا۔

"ہمارا نکاح کب ہوا تھا۔" وہ اب مزید جاننا چاہتی تھی۔

"بچپن میں جب تم بارہ سال کی تھی تب۔" وہ اس کے حسین چہرے پر نظریں جمائے مسکرا کر بولا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی سوال کرتی ریان ملک کا موبائل رنگ ہوا تھا۔

"سویٹ ہارٹ وہاں وارڈروب سے کوئی کمفٹ سا ڈریس پہن لو پھر ہم تمھاری بھوک کا علاج کرتے ہیں ۔" وہ اس کے ہاتھ پر اپنا لمس بکھرتے موبائل لیے بالکنی کی جانب بڑھ۔ پیچھے وہ بھی اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتی وارڈروب کی جانب بڑھی۔

oooooooooooooooooooo

کوئی فلسفہ نہیں عشق کا،

جہاں دل جھکے وہیں سر جھکا

وہیں ہاتھ جوڑ کے بیٹھ جا،

نہ سوال کر نہ جواب دے

وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا جہاں سامنے ہی وہ سنہری بالوں والی پری ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اپنے بالوں سے الجھی بیٹھی تھی۔

وہ چلتا اس کی جانب آیا۔ وہ اسے کے بے حد لمبے سنہری بال دیکھتے اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

تبھی ہیزل کی نظر آئینے میں اپنے پیچھے نظر آنے عالم کی جانب دیکھا۔ اور اگلے ہی لمحے سسک اٹھی۔ وہ جو اس کے بالوں کے سحر میں جھکڑا ہوا تھا اس کے رونے پر ایکدم سے ہوش میں آتے تڑپ کر اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔ جس پر وہ مزید سسکتی رو دی

"کیا میری جان کو۔۔ کس کی ہمت ہوئی میری گولڈن ڈول کو رلانے کی بتاؤ مجھے عالم راؤ جان لے لے گا اس کی۔" وہ سختی سے اسے اپنے سینے میں بھیچتے غرایا تھا۔ جس پر وہ سہمتی اسے دھکا دیتی اس سے دور ہوئی۔ عالم راؤ کو لگا جیسے وہ اس سے دور نہیں ہوئی بلکے کسی نے اس کے سینے سے دل کو نوچ کر نکال لیا ہو۔

"گندے۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔" وہ روٹھتی رخ موڑ گئی۔

عالم راؤ کا دل کیا اپنا ہی خشر کر دے وہ کیوں ہر بار بھول جاتا تھا کہ اس کی گولڈن ڈول کتنی نازک سی ہے اس کی دیوانگی اسے خوف ذدہ کر دیتی تھی۔

" جانِ جاناں ایم سوری۔" وہ اسے پیچھے سے اپنی بانہوں میں بھرتے معزرت خواہ تھا۔ہیزل کی دھڑکنیں تھمی تھی اس کے حصار میں۔

"اوکے اب چھوڑیں۔" وہ مزاحمت کرتے بولی۔

پر عالم راؤ نے اسے آزاد کرنے کی بجائے گھما کر اپنے سامنے کر پھر سے حصار تنگ کیا۔

" اب بتائیں کیوں رو رہیں تھیں میری گولڈن ڈول" وہ اس کے پھولے گالوں سے آنسو اپنے پوروں سے چنتے الفت و محبت سے دریافت کر رہا تھا۔ جس پر اسے ایک بار پھر سے یاد آتے رونا آیا۔

" ہششش جانم بتائیں کیا ہوا ہے۔ کیوں مزید پاگل کر رہی ہیں اپنے عالم کو۔" وہ نرمی سے اس کی سنہری آنکھوں پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے ملائمت سے بولا۔ جس پر وہ سرخ ہوتی اپنی ناک اس کی شرٹ سے رگڑتی عالم راؤ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔ جو شاید ہی کسی اور کو دیکھنا نصیب ہوئی تھی۔

" میرے بال نہیں بن رہے یہ بہت الجھ گئے ہیں۔ پہلے آنا بی سلجھاتی تھیں۔۔ اب سلجھ ہی نہیں رہے بہت درد ہو رہا ہے۔۔" وہ اسے بتاتے پھر سے رو دی۔ عالم راؤ کے دل میں انی سی چبی تھی۔

" شششش۔۔۔۔ میری جان میں ہوں ہو۔۔۔۔ میں سلجھاؤں گا اپنی گولڈن فیری کے بال۔۔۔ بلکل بھی درد نہیں ہو گا میری جان کو۔" وہ اس کے بالوں پر بے تحاشہ بوسے دیتا اسے خود میں بھینچ گیا۔

"مجھے انابی کی یاد آرہی ہے۔۔۔"وہ جیسے آج رو رو کر عالم راؤ کے دل کو زخم زخم کر دینا چاہتی تھی۔

" آجائیں گی وہ دو تین دن میں جانِ روح رحم کرو اپنے روح من پر."وہ اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنتے دیوانگی سے بولا تھا۔

چلو آجاؤ آج میں خود بال بناؤں کا اپنی جان کے۔"وہ اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھاتے برش پکڑتے نرمی سے اس کے بالوں میں چلانے لگا۔

"محبت کو جب عشق اور عشق کو جب جنوں ملا

لٹا کے سب کچھ تب جا کے مجھے سکوں ملا"

وہ نرمی اور توجہ سے اس کے بالوں میں برش چلاتا رہا۔ہیزل بے خودی کے عالم میں اس حسن کے دیوتا کو دیکھنے میں محو تھی اسے تو جیسے کچھ بھی محسوس ہی نہیں ہو پا رہا تھا۔

سیاہ شرٹ اور سیاہ ہی پینٹ میں ملبوس چوڑے شانوں کے ساتھ ماتھے پر بکھرے بال، سرخ و سپید رنگت پر سیاہ برڈ، گہری آنکھوں میں جنون کی سرخیاں لیے پوری توجہ سے اس کے الجھے بالوں کو سلجھاتے ہیزل کا دل شدت سے دھڑ کا گیا۔

کس قدر پیارا تھا وہ۔۔۔اور کس قدر شدت تھی اس کی محبت میں۔۔۔نہیں محبت نہیں شاید محبت سے بھی بڑھ کر کوئی جذبہ تھا جو وہ اس پر لٹاتا تھا۔

وہ اس کی شدتوں کو یاد کرتی سرخ ہوئی تھی دل تو پہلے ہی دھڑ دھڑ کر پاگل سا ہو رہا تھا۔

اس کے بال سلجھاتے انھوں سکاف سے باندھتے وہ اس کے ہاتھوں کو تھام کر اپنے لبوں سے لگا گیا۔

اس کے پر حدت لمس پر وہ حواس میں لوٹی تھی۔

"تھینک یو۔۔" وہ اپنی حالت پر جحم ہوتی اٹھتے آہستہ سے بولی۔ جس پر عالم راؤ کے چہرے پر تبسم بکھرا

۔

" آہاں۔۔۔پر میں آپ کا شکریہ اپنے حساب سے چاہتا ہوں۔" وہ اسے اپنے قریب کرتے اس کا چہرہ اوپر اپنی جانب اُٹھاتے اس کے چہرے پر جھکتے بولا۔

ہیزل کو لگا اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے فاصلہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔جو ناممکن سا لگ رہا تھا۔کیونکہ عالم راؤ فاصلے مٹانے پر مائل تھا نہ کہ بڑھانے بڑھانے پر۔

"مم۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی عالم راؤ نے اس کے سارے الفاظ چن لیے تھے بے حد نرمی سے ۔وہ ایکدم سے تڑپ اٹھی تھی اس کے حصار سے نکلنے کو۔

اس کے دہکتے لمس پر ہیزل کی ٹانگوں سے جیسے جان نکلی تھی اگر عالم راؤ کی بانہوں کا حصار نہ ہوتا تو شاید وہ کب کی گر چکی ہوتی۔

"وہ مدہوش سا اس کی سانسوں کی مہک پر پاگل سا ہوتا اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔

ہیزل کو دل پھڑ پھڑاتا بے جان ہونے لگا تھا۔

تبھی وہ اسے آزادی دیتے اس سے دور ہوا تھا۔ آزادی ملنے پر وہ نڈھال ہوتی اس کے سینے پر سر رکھتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

کچھ پل حواس لوٹنے پر وہ اس کا حصار توڑتی کانپتی ٹانگوں سے ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔ عالم راؤ نے بھی اسے روکا نہیں تھا۔

بازل شاہ شاپنگ بیگ ہاتھ میں پکڑے گھر داخل ہوا تھا۔ اس سب میں اسے کافی وقت لگ گیا تھا کیونکہ اسے کچھ خاص تجربہ نہیں تھا اس بارے میں پر وہ لمظ ابراہیم کے لیے ہر چیز پرفیکٹ لانا چاہتا تھا۔

وہ چیزیں لیتے لمظ ابراہیم کے روم کی جانب بڑھا تھا۔

یہ دیکھے بنا کہ کوئی تڑپا تھا اسے اس کمرے میں جاتے دیکھ۔ مونا جو لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہی تھی۔ بازل شاہ کو شاپنگ بیگز پکڑے لمظ ابراہیم کے روم میں جاتے دیکھ وہ اپنے آنسو ضبط کر گئی۔

آخر وہ اسے کیوں نہیں چاہ سکتا تھا کیا کمی تھی اس میں۔

دل میں شدید درد اٹھا تھا۔ جانتی تھی وہ کبھی اس کا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس دن لمظ ابراہیم پر ہاتھ اٹھانے پر وہ نادم تھی اس میں اس معصوم کا بھی قصور نہیں تھا۔ اگر بازل شاہ اسے چاہنے لگا تھا تو۔

شاید کچھ محبتیں کبھی پوری نہیں ہوتی۔

کچھ دل یونہی زخم زدہ ہی رہتے ہیں۔

محبت ہر کسی پر مہربان کب ہوتی ہیں۔کسی کے لیے پھولوں کی سہانی سیج تو کسی کے لیے کانٹوں کا بستر۔
وہ اپنے دکھتے دل کو دباتی پھر سے کام کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

میں تجھے چھوڑ کے آیا ہوں اُسی حوصلے سے
وہ کہ جِس حوصلے سے جِسم کو جاں چھوڑتی ہے
آؤ دیکھو میرے چہرے کے خدوخال کو اب
مان جاؤ گے محبت بھی نِشاں چھوڑتی ہے۔۔۔!

💖💖💖💖💖💖

سَکُوت لہجہ ،اَدُھوری آنکھیں، جَمُود سوچیں تِیرا تَصّور
اَلفاظ بِکھرے، مِزاج مَدھّم،ناراض مَوجیں تِیرا تَصّور
عَذاب لَمحے، خِراج آھیں، بَرات خوشیاں، جِہات بَرہم
تمّنا رُخصت، دَفن اُمیدیں، ب۔ے رَنگ سَوچیں تِیرا تَصّور
جَوان رَنجِش و دَرد تازہ، اُدھار سانسیں، جُھلستا آنگن
وِیران دَامن، اُجاڑ پہلو، وُہ تِیری کھَوجیں تِیرا تَصّور
سَوال عادت، جَواب حِکمت، عِلاج دَرشن، مَریض عُجلت
جَمال مَقّصُود، حسن مَفقُود، نِگاھیں پُوچھیں تِیرا تَصّور
اَنجان راھیں، فَریب بانہیں، نَقاب چِہرے، سَرد نِگاھیں

ہَمدرد بارش، ھے دِلکی خواھش، پلٹ کے لَوٹے تیِرا تصور
اَصنام پتھر، قُلوب پتھر، اَنّائیں پتھر، اِنسان پتھر
سَکُون دِلبر، نرم کلامی، گداز سوچِیں تیِرا تصّور
زوال دُوری، کمال جِینا، مُحال سہنا، وَبال کہنا
وُہ تلخ لمحے، زہر لہو میں تریاق چاھیں تیِرا تَصّور

دروازے کھلنے کی آواز پر لمظ ابراہیم نے دروازے کی جانب دیکھا تھا جہاں وہ بہت سے شاپنگ بیگز لیے اندر داخل ہوا تھا۔

سیاہ تھری پینٹ کوٹ میں میرون شرٹ پہنے بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے کشادہ پیشانی پر بل نمایا تھے کھڑی مغرور ناک سنہری آنکھوں آج پھر سیاہ لینز کے پیچھے چھپی ہوئیں تھیں۔

ایک لمحے کے لیے وہ مبہوت ہوئی تھی بے شک وہ یونانی دیوتاؤں سا شخص بے حد پرکشش کا شحصیت کا مالک تھا۔

پر اگلے ہی پل وہ سب یاد آتے غصے سے رخ موڑ گئی۔ اس کی خفگی محسوس کرتے گہرا سانس خارج کرتے شاپنگ بیگز وہاں موجود ٹیبل پر رکھتے اس کی جانب آیا۔

" یہ تمھارے لیے کپڑے اور ضرورت کی چیزیں ہیں اگر کچھ اور چاہیے ہو اتو بتا دینا۔" وہ اسے کے خفگی بھرے چہرے کو دیکھتا بے تاثر لہجے میں بولا۔

"ایک قیدی پر اتنی مہربانی شاہ صاحب بات کچھ ہضم نہیں ہوئی۔" وہ استہزایہ لہجے میں بولی۔

"قیدی نہیں ہیں آپ لمظ ابراہیم۔" وہ بمشکل اس کا طنز ہضم کرتے زرہ نرمی سے بولا۔

"اچھا آپ کی اس اگاہی کے لیے شکریہ۔۔۔ اگر میں قیدی نہیں ہو تو مجھے گھر جانے دیں مجھے اپنے گھر جانا ہے سنا آپ نے دم گھٹتا ہے میرا یہاں۔" وہ شروع میں اس پر طنز کرتی آخر میں غصے سے بھرائی آواز میں بولی۔ بازل شاہ کے اعصاب تنے تھے۔ وہ ایک جست میں اس تک پہنچا تھا اسے دونوں بازوؤں سے جھکڑتے اپنے قریب کیا۔ اس افتاد پر لفظ ابراہیم دھل سی گئی۔

"بے وقوف لڑکی تمھیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی۔۔۔ موت سے بھی بدتر زندگی بنادیں گے وہ لوگ تمھاری۔۔۔ کیا چاہتی ہو وہ کتا تمھیں بیچ دے جہاں دن رات تمھیں نوچا جائے۔"

وہ تیش کے عالم میں چلایا تھا۔ اس انکشاف پر پر جیسے پتھر کا بت بن گئی۔ کیا کہہ رہا تھا وہ کیا کسی گروہ کی نظر میں آگئی تھی وہ۔

کیا زندگی اتنی تنگ تھی اس پر کہ وہ کھل کر سانس بھی نہیں لے سکتی تھی۔ کاش وہ یہ بات کبھی نہ جانتی کاش بازل شاہ اتنا صاف گو نہ ہوتا اسے گھن سی آئی تھی خود سے۔

اسے سکتے میں دیکھ کر بازل شاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اسے نہیں بتانا چاہتے تھا۔ وہ اسے اپنی سخت گرفت سے آزاد کرتا نرمی سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے اس کا رخ اپنی جانب موڑ گیا جو پتھرائی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

وہ عجیب سے لہجے

ں کا دل نوچ لیا ہو۔

"ہیے۔۔۔لمظ ابراہیم میں ایسا کچھ ہونے نہیں دوں گا کوئی تمھیں نہیں لے جا سکتا میں اس انسان کی جان لے لوں گا جو تمھاری طلب کرے گا۔" وہ جنونیت بھرے لہجے میں بولا پر اسے جیسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا وہ ہنوز ساکت تھی۔

"نہیں کوئی نہیں ہے لمظ کے پاس سب چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ بھی چھوڑ گیا۔ کسی کو فرق نہیں پڑتا۔ آپ بھی چھوڑ دیں مجھے میرے حال پر مجھے جانے دیں۔"

وہ سخت مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔

"ہشش۔۔۔ مرمیڈ آچھا نہیں بولتی تم اپنے لفظوں کو لگام دو ورنہ برا کروں گا تمھارے ساتھ۔" وہ اس کے لبوں پر انگشت کی انگلی رکھتے اسے خاموش کراتا مدھم سرگوشی میں بولا۔

"مجھے جانے دیں۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"کبھی نہیں۔" وہ پھر سے اس کے جانے کی رٹ پر تیش زدہ ہوا تھا۔

"کیوں؟" وہ جواب طلب تھی۔

"میری مرضی۔" وہ لاپروہ نظر آیا۔ وہ تنگ آگئی تھی اس شخص کے پل پل بدلتے رنگوں سے۔ وہ بے حد عجیب تھا۔

"اچھاتو آپ چاہتے ہیں پھر سے کوئی آئے اور مجھے تھپڑ مارے۔"اب کی بار وہ بھی طنزیہ انداز اپناۓ بولی۔بازل شاہ نے تنے اعصاب کے ساتھ اس بالش بھر کی لڑکی کو دیکھا جو اس پر طنز کر رہی تھی۔اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً اب تک وہ سامنے والے کی زبان کھینچ کر اس کے ہاتھ میں تھما دیتا۔

"مجھے جانے دیں آپ پلیز آپ بہت مل جائیں گی میرا پیچھا چھوڑ دیں شاہ صاحب۔"وہ اس کے تیور سے عاجز آتی ہاتھ جوڑ گئی۔

وہ بگڑے تیور کے ساتھ اس کی جانب بڑھا تھا۔جیسے دیکھ کر لمظ ابراہیم کا سانس خشک ہوا تھا وہ قدم قدم پیچھے ہوتی ایکدم سے پیچھے بیڈ پر گری تھی۔وہ اس کے سر پر پہنچتا اس کے دونوں جانب ہاتھ رکھتا اس پر جھکا تھا۔جا پر وہ حوف کے مارے سختی سے آنکھیں میچ گئی

"کیا سمجھ رکھا ہے تم نے بازل شاہ کو لمظ ابراہیم۔کوئی بھنورا یا حسن پرست،ہاں جواب جو ڈیم اٹ۔۔" وہ بگڑے تیور کے ساتھ اس پر چلایا تھا۔۔لمظ ابراہیم کو لگا وہ جان سے مار دے گا اسے وہ حوف سے سانسیں روک گئی جو اس کی بگڑی طبیعت کا سبب بنی تھی۔سینے میں اٹھتی تکلیف اسے ناقابل برداشت لگی تھی عنابی لب تکلیف پر کپکپانے لگے۔سرخ ہوتی آنکھوں سے اپنے سامنے اس ظالم کے چہرے کو دیکھتی آنکھوں سے آنسو ٹوٹی مالا کی مانند بکھرنے لگے تھے۔اس کی بکھرتی حالت پر وہ ایکدم سے ہوش میں آیا تھا۔کس قدر چالباز لڑکی تھی وہ اپنی باری آتی تھی فوراً سانسوں کی ڈور توڑنے پر آجاتی تھی ۔اسے بس کسی بھی طرح بازل شاہ کا سینا جھلانا آتا تھا۔

"وہ تیزی سے اس سے دور ہوتا انہیلر ڈھونڈنے لگا۔ پر وہ کہیں نہیں مل رہا تھا وہ سارے دراز کھنگالتا ھ لمظ ابراہیم کی جانب بھی دیکھ رہا تھا۔ تکلیف سے جس کی آنکھیں سرخ گلال ہوتیں اسے ہی دیکھ رہیں تھیں۔ نازک سے لب بری طرح سے لرز رہے تھے۔

وہ تیزی سے اس کی جانب آیا تھا۔

"انہیلر کہاں ہے لمظ ابراہیم." اسے لگا وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہی تھی۔ تبھی وہ اس کے پاس آتا اس کے شانوں سے تھام کر اٹھاتے درشتی سے پوچھنے لگا۔ وہ اس کی تڑپ پر زخمی سا مسکرائی۔ جس پر بازل شاہ کا دل چاہا وہ اپنے ہاتھ سے جان لے لے اس اذیت پسند لڑکی کی۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں لمظ ابراہیم کہاں ہے انہیلر ٹیل می ڈیم اٹ" وہ اسے جھنجھوڑتے دھاڑا تھا۔ پر وہ بے دم ہوتی اس کی بانہوں میں بکھرنے لگی تھی۔ بازل شاہ اسے بے جان سا ہوتا دیکھ پاگل ہوا تھا تبھی اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے اپنے سامنے کرتا اس پر جھکا تھا۔ اب بار پھر سے اپنی سانسیں قطرا قطرہ اس میں انڈھلتا اس کی سانسوں کی ٹوٹتی ڈور تھام کر اسے واپس سے زندگی کی جانب کھینچ کر لے آیا۔ وہ اس کی دہکتی سانسیں اپنی سرد بکھری سانسوں میں جزب ہوتی محسوس کر کے اس کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑتے اپنے بے جان ہوتے وجود کو سہارا دے گئی دل تڑپ اٹھا تھا اس ظالم کے دہکتے لمس پر آنکھوں سے موتی ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگے تھے۔

کا دیتے پھر سے اس پر جنونیت و دیوانگی سے جھکا تھا

سانسوں کی تنگی ہر تڑپتی اس کے شانے پر ہاتھ مارتی اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کرنے لگی۔ پر وہ ابھی مزید اس کی سانسیں سکھانے پر مائل نظر آیا تبھی اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ تھام کر بیڈ سے لگا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اسے پھر سے سانسیں مہیا کرتا اس سے دور ہوا تو وہ ڈھ سی گئی۔ چہرہ سرخ انگارہ ہو رہا تھا۔ جیسے جسم کا سارہ لہو اس کے چہرے پر آ گیا تھا۔

" اگر آج کے بعد ایسا کرنے کی کوشش کی نہ۔ تو تمھاری جان میں اپنے ہاتھوں سے لوں گا لمظ ابراہیم۔" وہ اس کی گردن میں پیچھے سے ہاتھ پھنساتے اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے ہنوز جنونیت سے بولا۔ لمظ وخشت زدہ سی ہوئی تھی دل خوف سے پھڑ پھڑانے لگا تھا۔

وہ پھٹی آنکھوں سے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

" چھچھ ۔۔۔ چھوڑیں۔" وہ کپکپاتے ہاتھ سے مزاحمت کرتی اس سے سخت خوف زدہ لگ رہی تھی ۔بازل شاہ کے اعصاب ڈھلے پڑے سے۔

حسین چہرے پر کچھ خوف اور کچھ اس کی قربت کے بکھرتے رنگ!

چھوٹی سی پیشانی پر چپکی سیاہ بالوں کی لٹیں!

سیاہ آنکھوں پر لرزتی پلکوں کی نزاکتیں!

سینے پر اس کی نازک سی انگلیوں کا لمس !

عنابی لبوں کی کپکپاہٹ !

سب کچھ مل کر بری طرح سے بازل شاہ کے مظبوط اعصاب چٹخنے لگا تھا دل کی ایک بیٹ مس ہوئی تھی
۔

"اگر کبھی بازل شاہ نے حسن کی پرستش کی تو وہ وجود تمھارا ہو گا مرمیڈ۔"

"اگر کبھی جلنے کا دل چاہا تو میں تمھاری پناہوں کا انتخاب کروں گا۔"

"اگر کبھی سینا سانسوں سے جلنے لگا تو ہم سانسوں کا درو بدل کر لیں گے۔"

"اگر کبھی تھکا تو تم میں سمٹ جاؤں گا۔"

"اگر کبھی بکھرنے لگا تو تم میں گھل جاؤں گا۔"

"اگر کبھی سیاہ رنگ سے اکتایا تو تمھارے سارے رنگ چرا کر تمھیں بے رنگ کروں گا۔"

وہ ظالم سفاک سی سرگوشیاں کرتا لمظ ابراہیم آہستہ آہستہ جیسے جان کھینچنے لگا۔اس کا دل چاہا کہیں کوئی قلعہ میں جا کر قید ہو جائے اور اس کی چابی کسی گہرے کنویں میں پھینک دے جہاں سے وہ کبھی اس تک نہ پہنچ سکے۔

اس کی دہکتی سانسیں اس کا چہرہ جلسا رہیں تھیں تبھی وہ اپنا چہرہ موڑ گئی۔اس کی حرکت پر بازل شاہ اگلے ہی پل اس سے دور ہوا تھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

جس پر وہ سکون کا سانس لیتی بیڈ پر چت لیٹتی اپنا سانس بحال کرنے لگی پر اپنی سانسوں میں گھلی اس بے رحم کی سانسیں محسوس کرتی وہ ایک بار پھر سے سرخ ہوتی تکیے میں چہرہ چھپا گئی یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ آخر وہ کیوں روک نہیں پا رہی تھی اس شخص کی بڑھتی حدوں کو۔

کیوں ایسا لگتا تھا جیسے وہ ہی اس کا ساحل ہے اس کی سنہری آنکھیں، اسکے قربت کا احساس سب اسے اجنبی نہیں لگتا تھا۔

اپنی حالت پر وہ سسک سسک کر رو دی۔

💖💖💖💖💖💖

اوئے جلدی کرو آج ہی یہ سارا مال ہمیں راتوں رات پہچانا ہے۔۔" گروپ کا سرغنہ اپنے چیلوں سے بولا جو مال ایک ٹرک سے دوسرے ٹرک میں مال شفٹ کر رہے تھے۔۔

تبھی اڑتا ہوا ایک چاقو آیا جو سیدھا اس کے ایک چیلے کی ٹانگ پر لگا جو کاٹن اٹھائے بڑھ رہا تھا۔ چاقو لگتے ہی وہ چلاتا ہوا زمین بوس ہوا۔

سب چوکنا ہوئے۔۔

"اوئے دیکھو کون ہے۔۔" سرغنہ چلایا۔ سب اپنی اپنی پستول لیے ادھر اُدھر تلاشنے لگے۔۔

"ج ج۔۔۔ جے ایس۔۔" ایک کے منہ سے الفاظ سن کر سب نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔۔

"بلیک ہڈی میں۔۔ چہرے پر ماسک لگائے ہاتھ پر مٹھی چڑھائے سیاہ رات سی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھتا ان کی جانب بڑھا۔

"ارے منہ کیا دیکھ رہے ہو جاؤ اور مار و اسے۔۔" وہ چلایا۔

"بب۔۔۔ بوس وہ جے ایس ہے۔۔ ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ پائیں گے۔۔ بلکے ہم میں سے کسی کی ہڈیاں بھی نہیں ملیں گی۔۔۔۔ اچھا ہو گا ہم یہاں سے باگ جائیں۔" وہ خوف سے کپکپاتا بولا۔۔

"بکواس بند کر و وہ ایک ہے اور ہم گیارہ۔۔" وہ زعم میں غرایا۔۔ جاؤ اور مار و اسے۔۔" اس نے سب کو حکم دیا۔ حکم ملتے ہی سب نے اندھا دھن جے ایس پر فائرنگ شروع کر دی۔۔ پر وہ تو وہاں سے پلک جھپکتے ہی غائب تھا۔

"کہاں گیا وہ۔۔ ڈھونڈو اسے." وہ غصے سے چلایا۔۔ وہ سب اس کے حکم کی تعمیل کرتے ادھر اُدھر تلاشنے لگے پر وہ رات رات کا حصہ بنے ایک ایک کو بری موت دینے لگا کہ وہ آواز نکالنے تک مہروم ہو گئے۔

"سب کہاں مر گئے۔۔" کسی بھی قسم کی ہل چل نہ پاتے وہ پاگلوں کی طرح چلایا۔

پر کوئی جواب نہیں۔ اب وہ خوف زدہ ہوا تھا۔۔

"شوکی۔۔۔ کالو۔۔۔ کریم۔۔۔ شوکت۔۔ کہاں مر گئے تم سب لوگ۔" وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے سب کو پکانے لگا۔ پر ماحول میں سناٹا ہنوز تھا۔

"کوئی نہیں آئے گا سب گہری نیند سو چکے ہیں امجد۔۔" جے ایس نے پیچھے سے اس کے کان میں جھک کر سر سراتے سرد لہجے میں سر گوشی کی۔ اپنے سماعت میں کسی کی سر سراتی آواز سن کر خوف کے مارے اس کی ٹانگوں تک کپکپارہیں تھیں۔۔ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔وہ اس کا اصلی نام کیسے جانتا تھا۔۔ پر وہ کیسے بھول گیا تھا کہ وہ جے ایس تھا۔۔اپنے دشمنوں کی سانسیں تک کی گنتی رکھنے والے۔

وہ ہمت جھٹاتا تیزی سے گن پر گرفت مضبوط کرتے مڑا پر یہ کیا۔ء تو غائب تھا۔اس کے گلے میں گلٹی سی ابر کر مدھم ہوئی۔

وہ ادھر اُدھر نظریں دوڑارہا تھا تبھی جے ایس نے پوری طاقت سے اس کی منہ پر پنچ مارا۔وہ بلبلا کر زمین بوس ہوا۔۔

" تو کیا خیال ہے امجد بھا چلیں جے ایس کی دنیا میں۔" وہ اسے گردن سے پکڑ کر زمین سے اٹھاتے انتہائی سرد لہجے میں بولا۔

" نہیں۔۔۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو۔۔۔" موت قریب دیکھ کر وہ گھٹی گھٹی آواز میں گڑگڑانے لگا۔ کیونکہ جے ایس کی گرفت اس کی گردن پر لمحہ بہ لمحہ سخت ہورہی تھی۔۔

" جے ایس کی ڈکشنری میں گنہگار کے لیے معافی کا کوئی لفظ نہیں۔۔" وہ ہنوز سر سراتے لہجے میں بولا۔۔

اس کے منہ پر ایک اور پنچ جھڑتے اس کے آدھ مرے وجود کو کندھوں پر اٹھائے۔پستول نکالتے ٹرک کے انجن پر گولی چلائی۔۔اگلے ہی پل دونوں ٹرکوں میں دھماکے ہوئے۔عالم راؤ پراسرار سا مسکرایااور اسے گاڑی کی ڈکی میں ڈالتاراؤ پیلس کی جانب بڑھا۔۔گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔

💖💖💖💖💖

ہیزل روم میں بیٹھی بیٹھی بور ہوئی تھی تبھی باہر لون کی جانب آئی تھی۔لون میں لگے رنگ برنگے پھولوں کو دیکھ وہ کھکھلاتی پھولوں کی جانب بڑھی اور ایک ایک پھول کو اپنی ملائم انگلیوں سے چھوتے مسکرائی۔

ماریہ جو اسے لون کی طرف آتے دیکھ اس کے پیچھے آئی تھی اس ننھی سی پری کی شرارتوں کو دیکھ مسکرائی تھی۔

وہ کبھی ایک پھول کی جانب باگ کر چھو کر دیکھتی تو کبھی دوسرے کو۔

اسے مگن دیکھ کر ماریہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ سفید پھول کو اپنے گال سے سہلاتی متبسم سی ہو رہی تھی۔ تبھی اس کی کانوں میں کسی کی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔پہلے تو اسے وہم لگا لیکن مسلسل آواز پر وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

پھر دھیرے دھیرے وہ اس جانب بڑھی جہاں سے آواز آرہی تھی۔ایک پودے کے پیچھے اسے ایک سفید لباس پہنے کوئی دیکھائی دیا۔وہ بنا آواز کیے اس کی جانب بڑھی تو سامنے ہی ایک لڑکی سیاہ بالوں

والی لڑکی گھاس پر بیٹھے اپنے گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔اس کے وجود کی لرزش اس بات کی گواہ تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں." وہ دھیرے سے اس کے قریب ہی بیٹھتے اس سے پوچھ بیٹھی۔ تبھی اس روتے وجود نہیں سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ایک لمحے کے لیے وہ شدید چونکی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں نہ۔"وہ اس سیاہ آنکھوں والی لڑکی کو مسلسل حود کو دیکھتے پزل ہوئی تھی۔

"تت۔۔۔تم کون ہو۔"وہ بمشکل ہی پوچھ پائی تھی۔

"میں ہیزل ہوں وہ جان ہیں نہ ان کی وائف۔"وہ بتاتے ہوئے شدید سرخ ہوئی تھی۔

وہ سنہری آنکھوں والی پری وہی تھی اس کے ساحل کی سنہری آنکھوں والی گڑیا پر کیسے۔لمظ ابراہیم کو لگا اس کا پورا وجود جھٹکوں کی زد میں آگیا۔

"تم ہیزل ہو۔۔۔تم ہیزل حیدر شاہ ہو۔ تمھارے بابا کا نام حیدر شاہ ہے نہ۔۔"وہ ایکدم سے اسے شانوں سے تھام کر جواب طلب ہوئی۔

"جی۔۔۔میرے پاپا کا نام حیدر شاہ ہے۔"بتاتے ہوئے اس کی آنکھوں نیر بہانے لگیں۔

"تم میرے ساحل کی گڑیا۔۔۔تم زندہ ہو۔۔۔تم زندہ ہو۔" وہ روتے روتے ہنسی تھی۔اسے اپنے ساتھ بھینچ گئی۔ہیزل حیرت زدہ ہوئی تھی۔اسے یاد نہیں تھا وہ کون ہے اور اسے کیسے جانتی تھی۔

ں لمظ ہوں ہیزی۔۔" وہ اسے اپنے سامنے کرتے دیوانوں سی گویا ہوئی۔ ہیزل کو ٹھیک سے کچھ یاد تو نہیں تھا پر اسے لگ رہا تھا کہ وہ اسے جانتی تھی تھوڑا تھوڑا یاد تھا اسے جب اس کا بھائی اور ایک سیاہ بالوں والی لڑکی دونوں اس کے ساتھ کھیلتے تھے۔

"سس۔ ساحل کہاں۔۔۔ ہے ہیزی۔" وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے بے صبری سے پوچھنے لگی۔

" مم۔۔۔ مجھے نہیں پتا۔۔۔ کوئی میرے پاس نہیں سب نے اکیلا کر دیا ہیزل کو۔" وہ بتاتے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ اس کے جواب پر لمظ ابراہیم بھی اسے گلے لگاتے زاروقطار رودی۔

"نہیں تم اکیلی نہیں ہوں میں ہوں نہ اب اپنے ساحل کی گڑیا کے پاس۔" وہ خود روتے اس کے آنسو صاف کرنے لگی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا ہم مل کر اپنے ساحل کو ڈھونڈے گے۔ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ پر امید ہوئی تھی ہیزل کے مل جانے پر۔

"میں جان سے کہوں گی وہ میرے بھیو مجھے لادیں دیکھیۓ گا وہ ڈھنڈ دیں گے میرے بھیو کو پھر ہم ساتھ رہیں گے سب خوشی خوشی۔

وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی۔

" پر آپ یہاں کیسے آئیں۔" ہیزل نے خیران کن لہجے میں پوچھا۔ پھر لمظ ابراہیم نے اسے سب کچھ بتایا تھا کہ وہ کیسے یہاں پہنچی۔

"وہ جو جان کے بازی ہیں وہ آپ کو یہاں لائے۔پر وہ تو سویٹ سے ہیں۔انھوں نے آپ کو بچانے کے لیے سب کیا لمظ آپی ۔۔۔ پھر تو وہ اچھے ہوئے نہ." وہ معصومیت سے بولی۔بازل شاہ سے آخری ملاقات یاد آتے ہی لمظ ابراہیم کو لگا جیسے کسی نے اس کے خلق میں گولی ڈال دی ہو۔

"وہ نیم چڑھا کریلا کہاں سے اچھا لگا تمھیں۔ایک نمبر کا سنکی پاگل اور اریٹیٹنگ انسان ہے وہ سامنے والے کے دماغ کا ایک حصہ سلامت نہیں چھوڑتا۔اس کا بس چلے تو ہواؤں کو بھی اپنے زیر کر لے۔" وہ شاید کچھ زیادہ ہی بھڑکی ہوئی تھی اس پر۔

"پر جان کو بہت اچھے لگتے ہیں وہ آپی۔"اس نے بتانا ضروری سمجھا۔

"کیونکہ وہ خود اچھے ہیں." وہ سمجھ داری سے سے بولی۔

تبھی وہاں ماریہ آئی تھی دونوں کو بلانے تا کہ وہ انھیں کھانا کھلا سکے پر دونوں کو ساتھ باتیں کرتے دیکھ خوش گوار حیرت ہوئی۔

"بی بی جی آپ دونوں آجائیں کھانا لگا دیا ہے میں نے۔" وہ مسکراتے مو ادب لہجے میں بولی۔

تو وہ دونوں اندر کی جانب بڑھیں۔

آج دونوں نے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ستارہ کو روم میں ہی کھانا پہنچا دیا گیا تھا کیونکہ وہ ابھی ٹھیک سے چل نہیں پاتی تھی۔

💖💖💖💖💖💖

عالم راؤ کے آنے کی کچھ خبر نہیں تھی۔وہ لاؤنج میں لمظ ابراہیم کے

ہلکی ہو گئی تھی کیونکہ آج اسے آمید کی کرن

نظر آئی تھی اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ اس کا ساحل زندہ ہے اور جب بھی وہ اس بارے میں سوچتی ہمیشہ بازل شاہ کا چہرہ نظر اتا۔

اور اگر سچ میں وہ سنکی انسان اس کا ساحل ہوا تو۔۔اسے کسی بھی طرح اس بارے میں پتہ لگوانا تھا۔وہ غیب دماغی سے ٹی وی پر نظریں جمائے سوچ میں مگن تھی۔

دوسری طرف ہیزل بھی آج بے صبری سے عالم راؤ کی منتظر تھی۔

ابھی کچھ ہی پل گزرے تھے کہ وہ سب ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔

لمظ اور ہیزل کو ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا دیکھ عالم راؤ کا موڈ خوش گوار ہوا تھا۔بازل شاہ ایک نظر دونوں پر ڈال کر اپنے روم کی جانب بڑھ گیا مونا اور ریان ملک بھی اپنے اپنے کمرے میں فریش ہونے چلے گئے تھے۔

عالم راؤان دونوں کی جانب آیا تھا۔ہیزل کی پلکیں جھکی تھیں۔پہلے تو وہ بے صبری سے اس کا انتظار کر رہی تھی پر اب جب وہ سامنے آیا تھا تو دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہونے لگا تھا۔

"کیسی ہو گڑیا۔۔کوئی مصلہ تو نہیں نہ یہاں۔" عالم راؤ نے لمظ ابراہیم کے سر پر دست شفقت رکھتے نرمی سے دریافت کیا۔

ر جھکائے جواب دیا تھا۔

"اگر کوئی بھی پریشانی ہو تو اس بھائی کو یاد کر لینا۔ اور اسے اپنا ہی گھر سمجھو گڑیا۔ آج سے تم بھی رات کا ڈنر ہمارے ساتھ کیا کرو گی۔"

وہ ہنوز نرمی سے بولا۔

"جی جیسا آپ کہیں شکریہ بھائی۔" وہ مشکور ہوئی۔ عالم راؤ نے سر ہم کیا۔

تو وہ ان دونوں کو اکیلا چھوڑتی اپنے روم کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی عالم راؤ اس جاناں کی جانب آیا اور اسے نرمی سے اپنی بانہوں میں بھرتے حسبِ معمول اس کی چھوٹی سی پیشانی پر بوسہ دیا ۔ہیزل نے آنکھیں موندے پوری شدت سے اس کے روح رواں لمس کو محسوس کیا تھا۔

وہ اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیے روم میں آ گیا۔

نرمی سے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر ان پر اپنا پر شدت لمس مہکتے وہ اپنا ایزی ڈریس لیے واش روم میں گھس گیا۔

پیچھے وہ اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتے اپنے تپتے گالوں کو اپنے ہاتھوں کی تھپتھپا کر نارمل کرنے لگی۔

وہ لرزتی ٹانگوں کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں وہ بالوں کی میں ٹاول چلاتے باہر آیا۔ ایک نظر ہیزل پر ڈالتے وہ ٹاول سٹینڈ پر ڈالتے بال بنا کر خود پر سپرے کرتے اس کی جانب آیا۔

عالم راؤ کو اپنی جانب آتے دیکھ ہیزل کی دھڑکنیں مدھم ہوئیں تھیں۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی
۔

"آج کیا کیا ساری دن میری جاناں نے۔"نرمی سے اس کے بالوں پر لب رکھتے پوچھا تھا۔"اگلے ہی پل وہ پھر سے سرخ ہوئی تھی۔

"میں باہر لون میں گئی تھی۔۔۔ جان وہاں کتنے سارے اور پیارے پیارے پھول ہیں۔" وہ بتاتے آخر میں چہکی تھی۔

"ہمم۔۔۔ پیارے ہیں پر میری جاناں سے زیادہ نہیں۔" اسکے مخروطی ہاتھ کی انگلیاں اپنے مظبوط ہاتھ کی انگلیوں میں الجھائے اس کی ایک ایک فنگر ٹپس پر نرمی سے لب رکھنے لگا۔ اس کی اس جان لیوا حرکت پر اس نازک سی پری کا دل پھڑ پھڑایا تھا۔ وہ پور پور گلال ہوئی تھی۔

"جان۔۔۔" وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے کھینچتے بے ساخت بولی تھی۔ اس کے لبوں سے اپنا نام اتنی خوبصورتی سے سنتے وہ بے حود ہوتا جھکا تھا پر اس سے پہلے کہ وہ اسے اپنے پر شدت لمس سے آشنا کرواتا وہ اس کے لبوں پر اپنا نازک سا ہاتھ رکھ گئی۔

"پلیز جان۔۔۔ مجھے بات کرنی ہے۔" وہ لرزتی بولی تھی۔ عالم شاہ بمشکل خود پر قابو پاتے اس کی ہتھیلی کو وہیں تھام کر اپنا لمس چھوڑا۔

"جی جان کی جاناں حکم کریں۔" وہ اس کی پیشانی سے اس کے بالوں کی لٹ ہٹاتے ملائمت سے بولا۔

"جان ہمارے ایک بھیو ہیں وہ لمظ آپی ہیں نہ وہ جانتی ہیں مجھے انھوں نے بتایا۔ مجھے تو ٹھیک سے یاد نہیں ۔ پر کچھ کچھ یاد ہے۔ لمظ آپی نے کہا وہ زندہ ہیں۔ وہ کھو گئے ہیں کہیں۔ آپ انھیں ڈھونڈ دیں گے نہ۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے پر امید سی پوچھ رہی تھی ۔عالم راؤ کے دل میں انی سی چبھی تھی اس کی نم آنکھوں کو دیکھ وہ شدت سے اس کی سنہری آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر گیا۔

" وعدہ رہا جاناں میں ڈھونڈ لاؤں گا آپ کے بھائی کو۔ تم رو نہیں ۔عالم راؤ قربان اپنی زندگی پر ۔" وہ اسے اپنی بانہوں میں بھینچتے اس وعدے دے گیا۔وہ پر سکون ہوتی آنکھوں موند گئی۔

سنو۔۔۔!!

تم حاص ہو۔۔۔

عبادتوں جیسے۔۔۔

اٹھتے ہاتھوں کی۔۔۔

مانگی دعاؤں جیسے۔۔۔

کتابوں میں لکھے۔۔۔

خوبصورت الفاظ جیسے۔۔۔

تم حاص ہو۔۔۔!!

بلکل میری ذات جیسے۔۔۔

رات کے قریباً دس بجے کے قریب بازل شاہ اپنے گھر شاہ ولا سے راؤ پیلس آیا۔ اور سیدھا ٹارچر روم کی جانب آیا۔۔۔

جہاں اس نے ان آدمیوں کو رکھا ہوا تھا جو اس کی مرمیڈ کو ہر جگہ تلاش رہے تھے پر ساتھ بدقسمتی سے بازل شاہ کے ہتھے چل گئے۔۔

ان دونوں کو کرسیوں پر بندھے وہ ان کے سامنے ہی چیئر رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

"بولو کس کے کہنے پر تم لوگ میری مرمیڈ کو ڈھونڈ رہے ہو تم لوگ۔۔۔" وہ میری پر خاصا زور دیتے ہوئے طیش میں پوچھا۔۔

" تمھیں اس دونوں میں سے کیا پسند ہے۔۔۔" ان کے منہ نہ کھولنے پر بازل شاہ نے کٹر اور ہتھوڑی۔۔ ایک کے سامنے کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جیسے دیکھ کر دونوں کی ٹانگیں کپکپا اٹھیں۔۔

"بولو۔۔۔" وہ اتنی اونچی آواز میں دھاڑا کے ٹارچر روم کی درو دیوار کانپ اٹھے۔۔۔وہ دونوں اونچی آواز میں چلا اٹھے خوف سے۔

"کوئی بات نہیں مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔۔۔" وہ ہتھوڑی سائڈ پر رکھتا کٹر اٹھا کر ایک کی جانب آیا اور اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے کان کی لوئیں کاٹ گیا۔۔۔خون فوارے کی طرف پھوٹ پڑا۔۔ وہ درد سے تڑپتا پاگلوں کی طرح دھاڑے مارنے لگا۔

اس کی چیخیں عروج پر تھی۔۔۔اس کا حال دیکھ دوسرے کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔دہشت سے منہ سے آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔

"شش!۔۔۔شور پسند نہیں مجھے۔"وہ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونستے ہوئے سرسراتے لہجے میں بولا۔

"انھیں ناپاک ہاتھوں سے میری مرمیڈ چھونے کا سوچا ہو گا نہ تم لوگوں نے۔۔"وہ ہتھوڑی اٹھا کر اس کے ہاتھ پر برستا دھاڑا۔۔ضرب اتنی زور کی تھی کہ اس کے ہاتھ کی ہڈیاں تک چیخ گئی۔۔۔منہ میں کپڑا ہونے کی وجہ سے تکلیف سے اس کی آنکھیں ابل پڑیں۔۔۔دونوں کو لگا سامنے کھڑا یہ جنونی شخص پاگل ہے۔ابھی تک تو ان دونوں سے سوائے اس لڑکی کو تصویر کے دیکھا بھی نہیں تھا۔چھونا تو دور کی بات تھی۔

غوں۔۔۔غوں کرتا جیسے مرنے کو تھا۔۔۔بازل شاہ کی آنکھوں میں پھر سے وہ منظر گھومنے لگا جب وہ نازک سی جان اپنی ڈوبتی سانسوں کے ساتھ بے سود ان کے سامنے پڑی تھی۔۔۔اور وہ دونوں۔۔۔اس سے اگے وہ کچھ سوچ ہی نہیں سکا اور غصے سے پاگل ہوتے اسے کے دوسرے ہاتھ پر بھی ضرب لگائی۔۔۔اس بار وہ تکلیف کی تاب نہ لاتے ہوش خرد سے بیگانہ نہ گیا۔۔۔وہ پہلے حادثے کا غصے ان دونوں پر نکال رہا تھا۔جنہیں اس نے بنا موقع دیئے موت کی نیند سلا دیا تھا پر بعد میں انھیں اتنی آسان موت دینے پر پچھتایا تھا۔

اسے بے ہوش ہوتا دیکھ بازل شاہ دوسرے کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔جو خوف سے پسینے سے شرابور تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔۔

بازل شاہ نے اپنی ٹانگ سے چاقو نکالا۔۔۔اور اس کے ہاتھ پر گاڑ دیا۔۔۔

"آآہہہ۔۔۔۔" بتاتا ہوں۔۔۔۔بتاتا ہوں۔۔۔" وہ درد سے چیختا تیزی سے بولا۔۔۔

"مجھے ابھی سننا نہیں۔۔" وہ جیب سے ہیڈ فون نکال کر کانوں میں لگاتے ہوئے لاپروائی سے بولا۔۔۔

سامنے والے کو وہ کوئی سنکی ہی لگا۔۔۔

بازل شاہ نے کٹر نکال کر دوسرے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹ دی۔۔۔وہ چیختا چلاتا رہا پر وہ اسے رحم کہاں آنا تھا۔۔ ایسے ہی تو لوگ اسے ہارڈ لیس نہیں کہتے تھے۔۔۔ریان ملک اس کی سفاکانہ حرکتوں پر جھنجھلا اٹھتا تھا۔

وہ بے دردی سے اس کے سارے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ گیا۔۔۔وہ تو درد برداشت کرتا کب کا بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔پر بازل شاہ کے سر پر جیسے خون سوار تھا۔۔۔

"کیونکہ لمظ ابراہیم بازل شاہ کی وحشت دیوانگی تھی۔۔۔ جنون بن کر رگ وجان میں اتر گئی تھی وہ اس کی۔۔۔۔

وہ چیئر سے اٹھا۔۔۔اور ٹارچر روم سے نکلتا لمظ ابرھیم کے روم کی جانب بڑھا۔۔۔

کھانے کی ٹیبل پر بھی وہ اسے مسلسل اگنور کرتی اس کی جان جلا رہی تھی۔

"دل چاہتا ہے کہ تیرے بعد کوئی تجھ سانہ ہو
میں تجھے تحریر بنا کے رکھ لوں خود میں"

♥♥♥♥♥

ریان ملک روم میں داخل ہوا سامنے ہی وہ بیڈ کے کراؤن سے سر ٹکائے کسی بک کی ورق گردانی کر رہی تھی۔اسے دیکھ وہ مسکراتا اس کی جانب آیا۔

"کیا ہو رہا ہے مائے شائے سٹار۔"وہ پرشوق نظروں سے اسے دیکھتا مدھم آواز میں بولا۔وہ اس کے قریب بیٹھنے پر سیدھی ہوئی تھی۔

"جی کچھ بھی نہیں۔بس یہ پڑھ رہی تھی۔مائمہ اپی نے دی۔"وہ دھیمے انداز میں بولتی ریان ملک کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"اچھالون میں چلیں آپ کو تھوڑا واک کرنی چاہیے ڈاکٹر نے کہا آپ کے لیے یہ اچھا ہے۔"وہ اٹھتے اس کی جانب ہاتھ بڑھا گیا۔جس پر وہ جھجکتے ہوئے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے گئی۔وہ اتنے پیارے انداز میں بولا کہ وہ نہ کہہ ہی نہ سکی۔ریان میں اپنے مظبوط ہاتھ میں اس کا نازک سا ہاتھ محسوس کرتے سرشار سا مسکرایا۔

وہ اپنے شانوں کے گرد ہلکی سی شال لپیٹے اس کے ساتھ لون کی جانب آگئی۔موسم میں کچھ خنکی ہونے لگی تھی۔اور کمزوری کی وجہ سے اسے سردی محسوس ہوتی تھی۔

"سنیں..."وہ مدھم آواز میں اسے پکار کر ریان ملک کا چین قرار لوٹ گئی۔

"ریان ملک قربان آپ کی اس" سنیں" پر۔۔" وہ ایکدم سے اس کی جانب مڑتے اس کی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اپنے قریب کرتے والہانہ انداز میں بولا۔اچانک ہوتی اس افتاد پر ستارہ کا دل اچھل کر مانو خلق میں آگیا تھا۔

"کک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ کوئی دیکھ لے گا۔" وہ لون میں اس کی اس حرکت پر بوکھلا گئی۔

" تو دیکھنے دو۔کونسا کسی غیر کو بانہوں میں لیے کھڑا ہوں۔تم چل کرو مائے شائے سٹار۔" وہ اسے لاپرواہی سے بولتا اس کے گرد اپنا گھیرا مزید کرتے اسے سر تا پیر سرخ کر گیا۔

"تو کیا کہہ رہی تھی تم سویٹی۔" وہ اسے ایک نئے نام سے پکارتا اس کے رخسار کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلانے لگا۔جو سرخ ہوتے اسے اپنی جانب شدت سے اٹریکٹ کر رہے تھے۔

" وہ میری مما نہیں آئیں۔۔" پوچھتے اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ریان ملک نے اس کی آنکھوں میں اترتی نمی دیکھ لب بھینچے تھے اب وہ کہاں سے لاتا اس کے مما۔

" وہ آجائیں گی ہنی۔۔۔انھوں نے اللہ نے پرے کی تھی اگر آپ ٹھیک ہو جائیں گی تو وہ ان کے دربار میں حاضر ہوں گی۔بس کچھ دن کی بات ہے پھر وہ آپ کے پاس ہوں گی۔"

بہت مشکل تھا اسے بہلانا پر اسے یہ کرنا تھا کیونکہ وہ اس کی جان پر کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا جس کے ٹھیک ہونا کا چار سالوں سے اس نے انتظار کیا تھا۔کیسے وہ اسے پھر سے موت کے منہ میں جانے دیتا

۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں۔"شاید وہ کچھ زیادہ ہی بھولی تھی تبھی اس کی ہر بات پر فوراًیقین کر لیتی تھی۔

"سچ میں ہنی۔اور میں ہوں نہ آپ کے ساتھ آپ اکیلی تھوڑی ہیں یہاں۔بس آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔" وہ الفت و محبت سے اس کے چھوٹے سے روئی مانند ہاتھ کو لبوں سے لگاتے اپنے ساتھ کا یقین بخشتے اسے مسرور کر گیا۔دل بے ساد ھڑ کا تھااس کے پر حدت لمس پر۔

"مم۔۔۔میں تھک گئی ہوں۔"وہ کپکپاتے ہاتھوں سے اس کی شرٹ کو تھامے دھیمے لہجے میں بولی۔

" اوکے ہم اندر چلتے ہیں۔۔" وہ جانتا تھا وہ تھوڑا سا چل کر ہی تھک جاتی تھی کمزوری کی وجہ سے ۔۔۔کھانے میں بھی وہ بہت چور ثابت ہوئی تھی۔بہت مشکل ہو تا تھا اسے کچھ کھلانا۔

وہ اسے اپنی حصار میں لیے چل پڑا ابھی دو قدم ہی چلے تھے کہ وہ شدت سے رو دی۔وہ اس کے اس طرح سے رونے پر بو کھلایا تھا۔

"جانِ ریان کیا ہوا۔"وہ فوراًاس اپنے سینے سے لگا گیا.

" بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔مجھے نہیں چلا جا رہا۔۔" وہ بے بسی سے اس کی شرٹ کو مٹھی میں جھکڑتے روتے بولی تھی۔ریان ملک اس کے لرزتے وجود بانہوں میں بھرتے اندر کی جانب بڑھا۔بولا کچھ نہیں تھا۔وہ اس کے سینے میں منہ دیے مسلسل رو رہی تھی۔

"ریان وٹ ہیپنڈ۔"ستارہ کو اس کی بانہوں میں روتے دیکھ مونا اس کی جانب آئی۔

"مونا پلیز ستارہ کے لیے گرم دودھ کا گلاس لے آنا روم میں پلیز۔" وہ مونا سے کہتا اپنے روم کی جانب بڑھا۔روم میں داخل ہوتے اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتے وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

"ششش۔۔۔بس میری جان ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے بولا۔ تبھی مونا دودھ کا گلاس لیے اندر آئی تھی۔

" ہیے پیاری لڑکی رو نہیں۔" مونا کو اس معصوم سی گڑیا پر ترس آیا تھا جو نے اپنی عمر سے زیادہ تکلیفیں برداشت کر چکی تھی۔ریان ملک نے زبردستی دودھ کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا جو روتے ہیں پینے سے انکاری تھی۔پر وہ اب اس پر سختی کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔اب وہ پگھلنے والا نہیں تھا۔

اس کی نرمی کا وہ ناجائز فائدہ اٹھاتی تھی۔

"ریان آرام سے یار۔" مونا اس کی سختی پر بول اٹھی۔پر وہ اس کی مزاحمت پر بھی اسے پورا دودھ کا گلاس پلا کر ہی مانا۔کیونکہ اس کی ٹیسٹ رپورٹ ٹھیک آئیں تھیں۔پر وہ بہت کمزور تھی جس وجہ سے وہ تکلیف میں مبتلا تھی۔

" آپ برے ہیں مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ۔۔" اس کی سختی پر وہ دودھ کا ذائقہ منہ میں گھلنے پر وہ برا سا منہ بنانے بھڑکی۔اس کے منہ بنانے پر مونا اپنی ہنسی ضبط کرتے ان دونوں کو اکیلا چھوڑتے وہاں سے نکل گئی۔

"ہش۔۔۔ خبر دار جو کوئی الٹا سیدھا لفظ منہ سے نکال۔ یہ آپ کے لیے بہتر ہے۔اور آج کے بعد اگر کھانے کے معاملے میں کوئی کام چوری دیکھائی تو ایسا ہی ہو گا۔ ابھی میں آپ کے لیے فروٹس منگوانے والا ہوں سارے فنش کرنے ہو گے آپ کو۔" وہ اسے وارن کرتے انٹر کام سے ماریہ کو فروٹس لانے کا بولتے اس کی جانب متوجہ ہوئے جو نروٹھے پن سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں ماریہ ڈور ناک کرتے فروٹس کا باؤل رکھ گئی۔ جس میں مختلف قسم کے فروٹس کٹے ہوئے تھے۔

ریان ملک اس کے سامنے بیٹھتا بنا اس کی ناراض آنکھوں میں دیکھے کانٹے میں سیب کا ٹکڑا اپھنسائے اس کے منہ کے آگے کر گیا۔ تو وہ غصہ سے بنا اس کے ہاتھ سے کھائے باؤل اس سے لے کر خود کھانے لگی

۔

جبکہ وہ اس کی ناراضگی پر گہرا سانس بھر کے رہ گیا۔

پر کم از کم وہ کھا تو رہی تھی اس کی ناراضگی وہ اس کے کھانے کے بعد دور کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ تبھی خاموشی سے صوفے پر بیٹھ کر لیپ ٹاپ پر کام کرنے لگا۔ پر بیچ بیچ میں اس پر نظر بھی ڈال لیتا جو اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

تمہیں پتا ہے کہ

میں تمہیں کیسے جیتا ہوں...؟

تمہاری پسند کا رنگ پہن کر

تمہارے رنگ میں رنگ جاتا ہوں....

تمہاری پسندیدہ چائے پی کر

تمہیں خود میں اتارتا ہوں....

تمہارے جیسا بول کر میں

دھیرے سے مسکراتا ہوں....

تمہیں دیر بہت دیر تک

دیکھ کر اپنی عمر بڑھاتا ہوں....

تمہیں سن کر صدیوں بعد

محسوس کیا جانے والا سکون پاتا ہوں...

تمہارے جیسا لکھ کر میں

خوش ہوتا ہوں اور پھر

تمہاری طرح بول کر میں بھی

تم ہو جاتا ہوں

میں تمہیں جیتے جیتے

تم میں ہی گم ہو جاتا ہوں...

♥♥♥♥♥

"جان پلیز آپ نہ جائیں نہ.." عالم راؤ جو ایک میٹنگ کے لیے جانا چاہ رہا تھا۔پر ہیزل مسلسل اسے جانے سے روک رہی تھی۔

"جانِ جاناں جانا ضروری ہے ہنی تم سو جاؤ۔۔" وہ اپنا کوٹ اٹھا کر پہنتے ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑا ہوا ۔پر وہ اسے کیا بتاتی کہ اسے ان چند دنوں میں اس کی اس قدر عادت ہو گئی تھی کہ جب تک وہ اسے نظر نہ آتا اسے نیند نہیں آتی تھی۔

"پلیز جان مت جائیں۔۔۔مت جائیں۔" وہ اس کے قریب آتی اسے بازو سے تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کرتی ملتجی لہجے میں بولی۔ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی پل رو دے گی۔

"ہیزل میری جان سمجھو اپنے جان کو۔۔ آئی پرامس جلدی آنے کی کوشش کرنے لگا۔" وہ بڑے ضبط سے اس کے ہاتھ سے اپنا بازو نکالتے اسے بہلاتے۔اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔

"نو جان پلیز۔۔۔" وہ سسکی لیتے اس کے سامنے آتی اس کے کوٹ کے کالر کو اپنے مخروطی ہاتھوں میں لیتے چہرے اوپر اٹھائے بھیگے لہجے میں بولتی عالم راؤ کے دل میں انی چبھو گئی۔

"جانِ جاں کیوں اتنی ضدی ہو رہی ہیں آپ۔۔ کہاں نہ جلدی آجاؤں گا۔آپ کھانا کھا کر سو جانا۔اگر کچھ سپیشل کھانے کا دل چاہا تو ماریہ سے بول دینا۔اب جلدی سے اپنے جان کو مسکرا کر دیکھاؤ۔" وہ نرمی سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے باری باری ان پر بوسہ دیتے ملامت سے اسے گویا ہوتے آخر

میں فرمائشی انداز میں کہتا ہیزل کو جہاں کا سفاک لگا۔دل میں درد سا اٹھا تھا اس کے کسی طور نہ ماننے پر
۔
" نہیں کھاؤں گی میں کچھ بھی۔۔۔ بھوکی رہوں گی۔اور نہ مسکرانا ہے مجھے۔۔۔بہت روؤں گی۔ آپ جائیں کبھی بات بھی نہیں کروں گی۔ پکاروں گی بھی نہیں آپ کو اور۔۔۔اور نہ ہی جان کہوں گی ۔۔۔" اس کے ہاتھ جھٹکتی وہ غم وغصہ سے کہتی اندھے منہ بیڈ پر گرتی پھوٹ کر رو تھی۔
وہ جو اتنی دیر سے ضبط کر رہا تھا اس کے رونے تڑپ اٹھا۔وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھر گیا۔
" چھوڑیں مجھے۔۔۔اور جائیں۔۔۔ آپ۔۔" وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی بھرائی آواز میں بولی۔وہ جھکتے نرمی سے اس کی آنکھوں کی نمی چرا گیا۔ہیزل کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔
" جانِ جاناں مت کرو اتنی ضد۔۔" وہ اس کی نازک سی کمر کے گرفت کرتے اسے اپنے مزید قریب کرتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا۔
" نہیں آپ جائیں میں نہیں بولوں گی آپ سے۔۔۔مجھے آپ کے سینے پر سر رکھ کر سونا بھی نہیں۔" وہ مسلسل نیر بہاتے اسے خود سے دور دھکیلتے بولی۔
چھوٹی سی پیشانی پر چپکی بالوں کی سنہری لٹیں۔
رو رو کر ہلکان ہوتی سنہری آنکھوں کا گلال پن اس پر مڑی ہوئی گھنیری پلکوں کی جھالر۔

چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک۔

بری طرح سے کپکپاتے سرخ ہونٹ، بلائی لب کا کٹاؤ سوجا ہوا تھا۔

عالم راؤ بری طرح سے گھائل ہوا تھا ایک پل میں ہر چیز بار جھونکتے وہ اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتے اس پر جھکا۔ہیزل کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

" جانِ جاناں جانے دو ورنہ آج تمھارا جان تمھاری جان کو آ جائے گا۔ " وہ بے حد ضبط سے اس کی سماعت میں سرگوشی کرتے ہیزل کی جان ہوا کر گیا۔

"جج۔۔۔ جان۔ پلیز۔" وہ مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔وہ نرمی سے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے اس کے پور پور کو لبوں سے چھونے لگا۔وہ اس کے دہکتے لمس پر سر تا پیر سرخ ہوئی

۔

" کیا چاہتی ہو جاناں۔۔۔نہ پاس آنا دیتی ہو نہ دور جانے دیتی ہو۔ " وہ نرمی سے اس کے بلائی لب کو انگوٹھے سے انتہائی ملائمت سے چھو کر کہتے اسے جی جان سے لرزا گیا اسے لگا جیسے اس کے لب کو انگارہ چھو گیا ہو۔

" آپ۔۔۔ آپ پلیز دد۔۔۔۔ دور جو جائیں۔۔ " وہ جو اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے گہرے سانس بھرتے اس کے خوشبو کو اپنی سانسوں میں بھر رہا تھا اس بات پر لب بھینچتے اس سے دور ہوا تھا۔

"اگلے ہی پل وہ بیڈ سے اٹھتے اپنے کوٹ کی سلوٹیں دور کرتے ڈریسنگ کے سامنے آتے سپرے کرتے بنا اس کی جانب دیکھے روم سے نکل گیا۔ اسے جاتا دیکھ ہیزل کو لگا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں جھکڑتے مسل دیا ہو۔

وہ بدل گیا تھا اسے اپنا عادی بنا کر۔ کتنے سکون سے کہہ رہا تھا کہ کھانا کھا کر سو جانا۔ پر وہ تو اس کے بنا سونا ہی بھول گئی تھی۔ جب تک وہ اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر اس کے بالوں میں انگلیاں نہ چلاتا اسے نیند کہا آتی تھی۔

ابھی ہی تو وہ سکون سے سونے لگی تھی ورنہ نیند بھی اس پر مہربان کہاں تھی پہلے ساری ساری رات وہ ڈرتے سسکتے گزار دیتی تھی۔

"وہ جو دل میں قیام کرتے ہیں!

"وہی نیندیں حرام کرتے ہیں۔

♥♥♥♥♥

رات وہ دیر سے پیلس پہنچے تھے۔ پر وہ اپنے روم میں جانے کی بجائے لمظ ابراہیم کے روم کی جانب آیا ۔ پر ڈور اندر سے لاک تھا۔

بازل شاہ نے اپنی جیب سے ڈپلیکیٹ چابی نکالی۔ اور آہستہ سے دروازے کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

سامنے کا منظر دیکھ اسے اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا۔ اس نے پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کیا پر احتیاط سے۔۔۔ وہ جان گیا تھا وہ نیند کی کتنی کچی تھی۔۔

بلیک کلر کی لوز شرٹ اور بلیک ہی ٹراؤزر پہنے ہوئے تھی۔ جس میں اس کی دودھ دھیار نگت پر دمک رہی تھی۔ وہ جو ایک نظر اس لڑکی وہ دیکھنے پر مائل نہ ہوتا تھا۔ کس قدر جنونی بنا دیا تھا اس سیاہ غزالی آنکھوں والی نے اسے۔

وہ یونہی بیڈ کے کراؤن کے ساتھ سر ٹکائے بے آرام سی سو رہی تھی۔۔ سیاہ بالوں کی کچھ آوارہ لٹیں اس کے خوبصورت چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔۔ بازل شاہ کو ان سے رقبت محسوس ہوئی۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھتا اس کی جانب پیش قدمی کرنے لگا۔۔۔ ایک عجیب سی کیفیت ہو جاتی تھی جب بھی وہ اس کے آس پاس ہوتی تھی۔۔ اس کا خود پر سے اختیار جیسے اٹھ جاتا تھا۔ اور وہ کچھ ایسا کر دیتا۔۔ کبھ ایسا بول دیتا جس پر بعد میں وہ خود کو ڈھیروں ملامت کرتا۔۔

کبھ کبھی اسے بے حد غصہ آتا۔۔ کہ کیوں وہ اس لڑکی کے زیر اثر ہونے لگتا تھا۔۔ کیونکہ دل اس کی جانب ہمکنے لگتا تھا، اسے دیکھتے ہی کیوں ایک نشا سا چھانے لگتا۔۔ اس کی قربت کیوں سرور بخشتی تھی اسے۔۔ کیوں اس کی ساری وحشتوں اس کے قریب آتے ہی سکون میں بدلنے لگیں تھیں۔

وہ اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔ ہاتھ بڑھا کر نا محسوس انداز میں اس کے چہرے سے بالوں کی لٹوں کو ہٹایا۔

دل جیسے بے قرار ہو اٹھا تھا۔۔ وہ کراؤن پر اس کی اطراف میں ہاتھ رکھتے اس پر جھکا۔

بس کچھ انچ کا فاصلہ تھا ان دونوں کے بیچ۔۔۔وہ قریب سے بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔اس کے من موہنے نقوش کو اپنی آنکھوں میں سموتا بے خود سا ہو رہا تھا۔ نظریں بے قراری سے اس کے ایک ایک نقوش کو چھو رہی تھیں۔۔۔

اچانک ہی اس کے اعصاب تننے لگے۔۔۔بازل شاہ نے بے دردی سے اس کے شانوں کو تھام کر اپنے قریب کیا۔۔۔لمظ ابرہیم جو گہری نیند میں تھی۔اس کی بے رحمی پر کراہ کر رہ گئی۔۔۔پر سامنے بازل شاہ کو خود کو تیکھے نینوں سے گھورتا پا کر اس کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر مدھم ہوئی۔۔۔

عجیب الجھا ہوا پاگل سنکی انسان تھا وہ۔اب تو اس نے کچھ کیا بھی نہیں تھا۔۔کیا سونا بھی جرم تھا۔۔۔پتا نہیں اب کونسی غلطی اس سے سرزد ہوئی تھی۔

"بند کرو یہ سب کچھ جو تم کر رہی ہو۔۔۔۔تمھی کبھی تمھارے ارادہ میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا لمظ ابرھیم۔۔۔" وہ اسے شانوں سے تھام کر اپنے قریب کرتا دھیمے لہجے میں غراتا لمظ ابرھیم کے حواس معطل کر گیا۔دل جل تھل کر اٹھا۔۔

عجیب انسان۔کیا کہہ رہا تھا۔۔۔کونسے ادارے۔۔۔وہ کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔اس کی آہنی انگلیاں لمظ ابرھیم کو اپنے گوشت میں پیوست ہوتی محسوس ہوئیں۔

"کونسا سحر۔۔۔کونسا اسم پھونکتی ہو مجھ پر بتاؤ۔۔۔" وہ مزید گرفت سخت کرتے لمظ ابرھیم کو بے حد سفاک لگا۔۔

وہ کیوں کرتا تھا ہر بار اس کے ساتھ ایسا کیوں ہر بار اسے اس غلطی کی سزا دیتا تھا جو اس سے کبھی سرزد ہوئی ہی نہیں ہوتیں۔۔۔

کبھی دل دل جلانے والے نرم لہجوں سے تو۔۔۔!

کبھی سفاکی کی انتہا کر کے۔۔۔!

شانوں سے اٹھتی درد کی ٹیسیں اس کے ضبط سے بہت زیادہ تھیں۔۔ وجود اس کی قربت پر الگ الگ جل رہا تھا۔۔ اس کے چہرے پر درد کے عصار دیکھ اس نے اپنے ہاتھوں ہٹائے لمظ ابرحیم نے اس کی گرفت سے دور جانا چاہا۔۔

"آں۔۔۔ہاں۔۔۔۔ سویٹ ہارڈ کوشش بھی مت کرنا۔۔۔"

بازل شاہ نے اپنا چاقو نکال کر اس کے نرم ملائم گال پر رکھتے سر سراتے لہجے میں بولا۔۔۔ لمظ ابرہیم کی آنکھوں پھٹ پڑیں۔ تیز دھاتی چاقو دیکھ کر۔۔ دور جانا تو دور سانس تک روک گئ۔۔

"اب بتاؤ کیا کالا جادو آتا ہے۔۔" وہ اس کے گال پر چاقو پھیرتا مدھم آواز میں استفسار کر رہا تھا۔۔ لمظ ابراہیم کا دل چاہا اس شخص کے سر میں کوئی بھاری چیز اٹھا کر دے مارے تاکہ اس کے حواس ٹھکانے لگے۔ جیسے آدھی رات کو اب نہ جانے کونسا دورہ پر گیا تھا۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔" بمشکل آواز نکلی۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا یہ کیسا سوال تھا۔یعنی حد ہو گئی اب وہ نازک سی لڑکی کالا جادو کرے گی۔۔۔پر کاش آتا ہوتا تو سب سے پہلے وہ اس سڑے۔۔سنکی۔۔ بگھمنڈی نیم چڑے کریلے پر مسر پھونک مار کر اسے بھسم کرتی۔

"تو کونسا منتر۔۔۔کونسا جادو کرتی ہو بتاو۔۔" وہ چاقو اس کے پنکھڑیوں سے لرزتے لبوں پر ٹریس کرتے ہنوز لہجے میں بولا پر اس بار اس کی آواز میں ایک خمار تھا۔۔لمظ ابرہیم اپنے لب اندر کی جانب فولڈ کر گئی۔۔اس کی حرکت پر بازل شاہ کی پیشانی پر بل گہرے ہوئے۔۔چاقو سرکتا اس کی چھوٹی سی ٹھوڑی پر آیا۔۔۔لمظ ابراہیم کی آنکھوں سے آنسو کسی آبشار کی مانند بہنے لگے۔۔۔بازل شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچا۔۔اس نے چاقو اس کے چہرے سے ہٹا کر بیڈ کی دوسری جانب گرا دیا۔

"تم جانتی ہو جب تم پاس ہوتی ہو نہ مرمیڈ تو۔۔۔تو پتا نہیں کیا ہو جاتا ہے۔۔سب کچھ بدلا بدلا سا لگتا ہے۔۔سارے منظر پھیکے لگنے لگتے ہیں تمھارے اس دلکش چہرے کے سامنے۔۔۔یہ آنکھیں۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتے اپنی آنکھوں پر اس کی مخروطی انگلیوں کو مس کرتے وہ مجنوبانہ لہجے میں بولا رہا تھا۔ لمظ ابرھیم کو لگا وہ انگاروں کی لپیٹ میں آگئی۔۔۔۔دماغ سن ہوتا محسوس ہوا۔۔۔اس کی یہیں کتھائی باتیں لمظ ابرھیم کی جان مشکل میں ڈال دیتی تھی۔اس کی جان عذاب میں جھونک کر وہ خود ہر بار کورا ہو جاتا تھا۔۔اور پھر اس کی یہی باتیں اس کی جان سے کسی آسیب کی طرح جمٹ کر اس کا قطرہ قطرہ لہو چوستی۔۔

ں تمھارے علاوہ کسی اور کو دیکھنے کی متمنی نہیں ہیں۔۔یہ دل دھڑکنے لگتا ہے۔۔۔بہت تیز
تیز۔۔۔ایسا لگتا ہے جیسے پسلیوں کی دیوار توڑ کر باہر آ جائے گا۔اب بھی دیکھو۔۔۔یہ تڑپ رہا ہے۔۔۔مچل رہا ہے۔۔" وہ اس کا ہاتھ اب کی بار اپنے دل پر رکھتے ہوئے بولا۔۔اس وقت وہ کوئی دیوانہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔

لمظ ابرھیم کا دیوانہ۔۔۔"

آنکھوں میں دیوانگی لیے۔۔۔وہ دیوانہ ہی تو بن گیا تھا۔۔جیسے حسین سے حسین لڑکی زیر نہ کر سکی۔۔اسے آج لمظ ابرھیم نے زیر کر دیا۔۔اپنی ایک نظر سے۔۔۔

وہ کیا سحر پھونکتی اس پر وہ تو خود اس کے سامنے بے بس ہو جاتی تھی۔

"ساحل۔۔۔وہ بے خودی میں اس کے چہرے کو چھوتی سر گوشی میں بولتی بازل شاہ کو طوفانوں کے زد میں کر گئی۔

کیا اس نے ساحل کہا پر اسے کیسے پتہ چلا کہ اس کا نام ساحل ہے یہ بات تو صرف عالم راؤ اور ریان ملک کو معلوم تھی۔

"تمھیں میرا نام کیسے پتہ چلا لمظ ابراہیم۔۔۔کس نے بتایا تمھیں۔" وہ اسے شانوں سے جھکڑتے درشتی سے پوچھنے لگا۔لمظ ابراہیم کو لگا شاید اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

"سس۔۔۔ ساحل۔۔۔۔ آپ ساحل۔۔" اس سے آگے وہ کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔ شک تو اسے تھا پر۔ کیا وہ سچ میں ساحل تھا۔

"میں نے پوچھا تمھیں یہ کیسے پتا چلا لمظ ابراہیم۔" وہ اس کے جبڑے کو اپنے ہاتھ میں دبوچتے سختی سے گویا ہوا۔ پر لمظ ابراہیم تو جیسے ہر تکلیف سے عاری ہو گئی تھی۔ بولنے کو بہت کچھ تھا پر زبان جیسے قوت گویائی سے محروم ہو گئی تھی پورا وجود مفلوج ہو گیا تھا۔

" آپ ساحل حیدر شاہ۔۔۔ ہیں۔" وہ اب بھی بے یقینی تھی تبھی پوری قوت لگا کر اپنی زبان کو حرکت دی۔ بازل شاہ نے حیرت سے اسے دیکھا تو کیا وہ اسے جانتی تھی پر کیسے کہیں کسی دشمن کی جانب سے بیجھی گئی سپائے تو نہیں تھی۔

پر اس نے اس کے متعلق تمام انفارمیشن نکالی تھی اور عالم راؤ کے کہنے پر ہی وہ آج یہاں تھی۔

"ہاں میں ہوں ساحل حیدر شاہ۔۔۔ اب تم بتاؤ تم مجھے کیسے جانتی ہو لمظ ابراہیم ورنہ آئی پرامس آئی ویل کل یو۔" وہ ہیوز سختی سے بولا۔ لمظ ابراہیم کے دل میں چھنک سے سب کچھ ٹوٹ کر بکھرا تھا تو کیا وہ لمظ ابراہیم کو بھول گیا تھا وہ تو سب جانتا تھا اس کے بارے میں۔ پھر بھی بھول گیا۔ کیا اتنا آسان تھا سب کچھ بھول جانا کیا اتنی غیر اہمیت تھی وہ جس کی یاد میں پچھلے بارہ سال پل پل مری تھی وہ اسے بھول گیا تھا۔

ختم اپنا درد کر جاؤں!

"جی کرتا ہے آج مر جاؤں!

آج اس کا دل چاہا وہ اپنی زات پر جی بھر کے کھلکھلائے تو یہ طے ہوئے کہ لمظ ابراہیم کی ذات سوائے ایک دری کے سوا کچھ نہیں تھی۔

کاش آج وہ اسے مار ہی ڈالتا۔

دکھ دے کر سوال کرتے ہو،

تم بھی صاحب! کمال کرتے ہو..

دیکھ کر پوچھ لیا حال میرا،

چلو کچھ تو خیال کرتے ہو..

شہر دل میں یہ اُداسیاں کیسی؟؟

یہ بھی مجھ سے سوال کرتے ہو

مرنا چاہیں تو مر نہیں سکتے،

تم بھی جینا مُحال کرتے ہو..

اب کس کس کی مثال دوں تم کو؟

ہر ستم بے مثال کرتے ہو..

تو یہ طے تھا وہ ہمیشہ ہی سب کے لیے بے مایہ وجود ہی رہنے والی تھی۔ وہ حسرت سے اس شخص کا چہرہ دیکھنے لگی جیسے سانسوں سے بھی بڑھ کر ضروری جانا تھا اس نے۔

"پلیز۔۔۔ مرمیڈ مجھے بتاؤ کیسے جانتی ہو مجھے پلیز۔" اسے کچھ نہ بولتے ہوئے دیکھ وہ ملتجی لہجے میں بولا کیونکہ وہ چاہ کر بھی اس پر سختی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اس کے اس طرح منت بھرے لہجے پر استہزایہ مسکرائی تھی۔

"بھولے آپ ہیں شاہ صاحب میں نہیں۔۔ مجھے کچھ نہیں بتانا آپ کو۔ اور مجھے اب یہاں ایک پل بھی نہیں رہنا۔ اور خبر دار جو آپ اب میرے راستے میں آئے۔" وہ ایک جھٹکے میں اسے دھکا دیتے اس سے دور ہوتے چہرے پر جہاں کی سختی لیے کر خفگی سے بولی۔

"تم ایسا یہاں سے نہیں جا سکتی لمظ ابراہیم۔" وہ غصے سے دھاڑا تھا۔ ا اسے پہلے کہ وہ پھر سے اس کی جانب بڑھتا لمظ ابراہیم نے تیزی سے سائڈ ٹیبل پر رکھی فورٹس کی ٹوکری سے چھری اٹھائی تھی۔ جو شام میں ہی ماریہ رکھ کر گئی تھی۔

"شاہ صاحب اگر ایک قدم بھی میری طرح بڑھایا آپ کو ہرٹ کر دوں گی میں۔" وہ چھری اس کے سامنے کرتی اسے دھمکی دینے لگی جس پر بازل شاہ بنا کان دھرے اس کی جانب بڑھا۔

انا چاہتا ہوں اپنے نازک سے ہاتھوں سے آپ بازل شاہ کو

ں جیسے اس کی دھمکی کو مزاخ میں اڑاتا سرد لہجے میں بولا۔لمظ ابراہیم کی آنکھوں میں کرب اترا تھا۔

وہ اسے کیسے ماتی کیسے اسے کوئی نقصان دیتی۔وہ تو اس کا روح رواں،روح من تھا۔

"مم۔۔۔۔ میں آپ کو نہیں مار سکتی پر حود کو مار سکتی ہوں۔" وہ زخمی نظریں اس پر ٹکائے خود اذیتی سے کہتی ایک سیکنڈ سے بھی پہلے اس کلائی پر چھری چلا گئی۔جو اس کی نازک سی کلائی کو چیر گی۔اس کی کلائی سے نکلتا خون دیکھ بازل شاہ پاگل ہو اٹھا۔

"ہیے ے مرمیڈ ڈونٹ۔۔۔" وہ پاگل ہوتا ڈھاڑا۔

"دور۔۔۔پاس مت آیئے گا ورنہ میں مار لوں گی خود کو۔" وہ جیسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو گئی تھی

۔

"خبر دار لمظ ابراہیم اگر اب خود کو زرہ سی بھی کروچ لگائی۔اپنے ہاتھ سے جان نکالو گا تمھاری۔یو ڈیمن گرل۔" وہ جنونی ہوتا غرایا اس کی کلائی سے نکلتے خون پر وہ پہلے ہی ہزیانتی ہو رہا تھا۔بنا اس کو سمجھنے کا موقع دیے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کے ہاتھ سے چھری نکال کر دور پھینک گیا۔

پاگل ہو دیکھو کتنا خون نکل رہا ہے۔"شکر تھا کہ کوئی نس کٹنے سے بچ گئی تھی۔وہ اپنی جیب سے رومال نکالتا اس کے زخم پر رکھتا اسے بیڈ کی جانب لایا۔وہ تب سے پتھر کی مورت بنی اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

"کیا۔۔۔کیا چاہتی ہو تم مجھ سے کہ آگ لگا دوں سب کو۔۔۔مسمار کر دوں سب کچھ۔۔تباہی چاہتی ہو مر میڈ۔" وہ رومال اس کی کلائی پر باندھنے اسے شانوں سے تھام کر جھنجھوڑ گیا۔پر اس بت میں جنبش تک نہ ہوئی۔

"صرف یہ جاننا چاہتا تھا تم سے کہ کیسے جانتی ہو مجھے۔بس اپنے سوالوں کے جواب چاہتا تھا جو بارہ سال سے مجھے پل پل مارتے ہیں ڈستے ہیں۔اپنی زندگی میں پانچ سال نہیں بھولا میں خود پر اذیتوں کے تمام در کھولے ہیں جو پل پل گہرے ناسور دیتے ہیں مجھے۔خدا کے لیے مجھے بتا دو لمظ ابراہیم میں منت کرتا ہوں تمھاری۔کوئی امید کا سرا میرے ہاتھ تھما دو۔تاکہ میں جان سکوں کہاں کھو گئے میرے سارے اپنے۔۔۔"وہ اس کے سامنے اس کے قدموں میں بیٹھتا اس سے ملتجی لہجے میں بولا۔

اور یہ ایک اور دھماکہ ہوا تھا لمظ ابراہیم پر۔۔۔تو کیا وہ اسے بھولا نہیں تھا۔۔۔وہ تو اپنی پانچ سالہ زندگی ہی بھول گیا تھا۔

"کک۔۔۔کیا مطلب۔۔۔"بمشکل اس کے حلق سے آواز برآمد ہوئی تھی۔

"مجھے کچھ یاد نہیں کہ کیسے میں جان کو ملا مما بابا کہاں گئے ان کے ساتھ کیا ہوا۔ جان نے بتایا چھ ماہ تک مجھے ہوش نہیں آیا تھا اور پھر جب ہوش آیا تو میں اپنی زندگی کے پانچ سال بھول چکا تھا۔ جب اپنے گھر گیا تو وہاں سب کچھ جل گیا تھا لوگوں نے کہا سب اس آگ میں جل گئے تھے۔ میرا آشیانہ اجڑ گیا تھا۔"
وہ تکلیف سے پھٹتے دل کے ساتھ اپنی داستان سناتا لمظ ابراہیم کو سسکنے پر مجبور کر گیا۔
پلیز اگر تم میرے بارے میں کچھ جانتی ہو تو بتا دو لمظ ابراہیم۔ اس کے بعد وعدہ کرتا ہوں کبھی تنگ نہیں کروں گا۔" وہ زخم زخم سا کرب زدہ لہجے میں بولتا لمظ ابراہیم کو لہولہان کر گیا۔ اسے اپنی تکلیف اپنا کرب بہت کم لگا تھا۔ یعنی وہ اسے یونہی بے وفا سمجھ رہی تھی۔
" مم۔۔۔ میں لمظ ہوں تمھاری بچپن کی دوست ااور ۔۔۔ یہ سچ ہے کہ ۔۔۔ سب آگ میں جج۔۔۔ جل گئے تھے ۔۔" وہ بمشکل گھٹی گھٹی آواز میں بہت کچھ چھپاتی بولی۔ بازل شاہ نے اپنی جلتی آنکھوں میچیں تھیں۔

" پر وہ زندہ ہے۔" وہ بازل شاہ کا ہاتھ تھامتے مدھم آواز میں سرگوشی میں بولی۔

"کون۔۔۔۔" بازل شاہ کو جیسے کچھ اچھا سننے کی امید ہوئی۔

" آپ کی چھوٹی سی گڑیا۔۔۔ آپ کی ہیزی۔۔ وہ زندہ ہے۔ آپ کی بہن ہے وہ۔" وہ بولتی بازل شاہ کو جیسے جینے کی امید تھما گئی۔

وہ لمظ ابراہیم۔۔۔پلیز جلدی بتاؤ مجھے۔" خوشی سے اس کی آواز کپکپائی تھی۔ پر آج اسے لگا تھا کہ جیسے وہ زندہ ہے کوئی تھا اس کا اس کی بہن۔۔

" وہ یہیں ہے ہیزل۔۔۔عالم بھائی کی بیوی ہے وہ۔" اس کے انکشاف پر بازل شاہ خوشی سے پہلی بار آج مسکرا اٹھا۔ وہ ننھی سی پری نے پہلے دن ہی اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا اسے دیکھ کر ہی بازل شاہ کو اس سے عجیب سی کشش محسوس ہوئی تھی۔ اب سمجھ آیا تھا یہ کشش کسی اور چیز کی نہیں اس کے خون کی تھی۔ وہ اس کی بہن سی کتنا خوش کن احساس تھا۔

لمظ ابراہیم نے بڑی حسرت سے اسے دیکھا تھا تو کیا ہوا وہ اسے بھول گیا تھا پر وہ زندہ تو تھا یہی اس کے لیے کافی تھا۔

" مجھے اس سے ملنا ہے۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا پر پھر رک گیا۔

" نہیں ایسے نہیں میں اسے سرپرائز دوں گا۔" وہ جب سے اس سے ملی تھی شاید پہلی بار اسے خوش دیکھ رہی تھی۔

" شکریہ لمظ ابراہیم تمھارا یہ احسان مند کبھی نہیں بھولوں گا کل سے تم آزاد ہو میں تمھاری حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتے آزادی کا پروانہ تھماتے لمظ ابراہیم کو جیسے کانٹوں بھرے سفر پر دھکیل گیا۔ ابھی ہی تو وہ اسے ملا تھا اور ملتے ہی اسے جدائی کی نوید سنا گیا تھا۔

وہ خود کو کمپوز کرتے مسکرائی۔

" اچھا ہے میں بھی بہت مس کر رہی تھی اپنے گھر کو۔ یونی کا بھی کافی حرج ہو گیا۔ اب سب کچھ روٹین میں آ جائے گا۔" وہ اپنے زخموں سے رستے خون کو خود میں اتارتی ہنوز انداز میں بولی۔ پر اس کے چہرے سے چھلکتی بے چینی وہ اچھے سے نوٹ کر رہا تھا اس کی کچھ دیر پہلے کی بے خودی وہ بھولا نہیں تھا ۔وہ کچھ تو چھپا گئی تھی اس سے۔

" ہمم ٹھیک ہے تم آرام کرو۔ گڈ نائٹ" وہ فارمل سا کہتے اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالتا مڑا تھا۔ لمظ ابراہیم کو لگا اگر وہ چلا گیا تو وہ مر جائے گی۔ تبھی بے ساخت اسے پکار بیٹھی۔

"شاہ۔۔" اس کی پکار پر وہ مڑا تھا۔ اور سوالیا نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا میں آپ کی آنکھیں دیکھ سکتی ہوں۔۔" اس کے لہجے میں عجیب سی حسرت محسوس ہوئی تھی بازل شاہ کو۔ تبھی بنا کسی تردد کے آنکھوں سے لینزز اتار گیا۔

اس کی آنکھوں سے سیاہ پردہ ہٹتے ہی سنہری آنکھیں اس کے سامنے آئیں۔

اسے لگا وہ ضبط کھو دے گی۔ سیاہ غزالی آنکھوں اندر اٹھتے درد پر ضبط کرنے کی تگ و دو میں گلال ہوئیں تھیں۔ وہ اس کی سیاہ کتھائیں آنکھوں میں دیکھتے اس کی جانب بڑھا تھا۔

" کیا چھپا رہی ہیں لمظ ابراہیم آپ مجھ سے۔" وہ نرمی سے اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتی اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔ پر وہ بنا کوئی رد عمل دیے ساکت سی اسے دیکھے گئی۔ بارہ سال کی تشنگی تھی اتنی جلدی کیسے مٹتی۔

"مر میڈ کیا چھپا رہی ہیں مجھ سے۔" وہ اس کی محویت دیکھتے اس کے حسین چہرے پر نظر ٹکائے ملائمت سے دریافت کر رہا تھا۔ کیونکہ آج سے پہلے تو کبھی اس نے ایسے ری ایکٹ نہیں کیا تھا۔ وہ پل میں وہ سنبھلی تھی۔

"نن۔۔۔ نہیں کچھ نہیں مجھے نیند آ رہی ہے۔" وہ مزاحمت کرتی خود کو مظبوط کرتے بولی۔ جس پر بازل شاہ کی گرفت میں بھی سختی آئی تھی۔

"ٹھیک ہے تمھاری بات مان لیتا ہوں مر میڈ۔۔ پر اگر بعد میں مجھے پتا چلا کہ تم نے مجھ سے کچھ چھپایا ہے تو آزادی تو دور کی بات باہر کی دنیا دیکھنے کے لیے بھی ترس جائیں گی آپ ہنی۔" وہ شروع میں نرمی سے پر آخر میں واپس اپنے جنونی روپ میں آتے بولتا لمظ ابراہیم کو سہمنے پر مجبور کر گیا۔

"گڈ نائٹ۔۔" وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے اس کی سمت میں سرگوشی میں بولتا اس کے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

پیچھے وہ اسی راہ پر نظر ٹکائے بے جان سی ہوتی بھربھری ریت کی مانند ڈھتی چلی گئی۔

وہ اس کے ملنے پر خوشی مناتی یا اس کے بھول جانے پر ماتم کناں ہوتی۔

خیالوں کے بھنور کو اب کنارہ مل نہیں سکتا

جو کھویا ہے محبت میں، دوبارہ مل نہیں سکتا

پلٹ کر دیکھنا اک بار یہ بجھتی ہوئی آنکھیں

تمہیں پھر زندگی میں یہ نظارہ مل نہیں سکتا

زمیں سے آسماں ملتا نہیں جیسے کہیں پر بھی

تمہاری میری قسمت کا ستارہ مل نہیں سکتا

جو ارمانوں کی بستی جل گئ سو جل گئ جاناں

تمہیں اس راکھ میں کوئی شرارہ مل نہیں سکتا

امیرِ شہر سے کہہ دو مرا اسم دور کے رکھے

فصیلِ قصر سے میرا چوبارہ مل نہیں سکتا

مرے جذبوں کی ٹھہری جھیل کے خاموش پانی میں

تمہاری بے کراں سوچوں کا دھارا مل نہیں سکتا

عجب قصہ ہے ملنے کو تو مل جاتی ہے اک دنیا

مگر دل نے جسے برسوں پکارا مل نہیں سکتا

طلب کب رانجھا کو کہکشاں کی ہے مرے مالک

مگر کیا ایک چھوٹا سا ستارہ مل نہیں سکتا

💖💖💖💖💖

ہیزل کب سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ پر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔ماریہ کہیں بار کھانا کا پوچھنے آئی تھی پر وہ انکار کر گئی۔۔۔

اس نے ایک نظر دیوار پر ٹنگی گھڑی کی جانب دیکھا۔۔ جس پر رات کے گیارہ بجے کو تھا۔۔ جو اس کے لیے بہت زیادہ ٹائم تھا۔

"وہ مم۔۔۔ مجھے بھول گئے۔۔" وہ سسکی۔

" مجھے چاہیں وہ۔۔۔ کیوں گئے وہ مجھے چھوڑ کر۔ میں کتنا کہا پر وہ نہیں رکے۔ مجھے ہرٹ ہو رہا ہے۔۔"

وہ روتے سسکتے خود کلامی کرتی دروازے پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

اس کا دل چاہا سارا کچھ تہس نہس کر دے۔

تبھی روم کا ڈور کھولا اور وہ حسبِ معمول بلیک کلر کی جینز پر بلیک شرٹ پہنے اس پر بلیک ہی جیکٹ پہنے اسے نظر انداز کرتا اندر داخل ہوا۔۔ اس دیکھ ہیزل بیڈ سے اٹھی۔۔

پر وہ نظر انداز کرتے واڈروب کی جانب بڑھا اور اپنے لیے نائٹ ڈریس لے کر واش روم میں گھس گیا۔ ہیزل کے دل کو کچھ ہوا۔۔ کتنا سنگ دل تھا وہ کب سے اس کی راہ تکتے اس کا انتظار کر رہی تھی ۔ اور اس نے اس کی جانب دیکھا تک نہیں تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہوتا بلیک ٹراوزر اور بنیان میں باہر آیا۔۔ بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کا لمبا چوڑا سرخ سفید کسرتی وجود دیکھ کر ہیزل کے گلے میں گلٹی سی ابر کر مدھم ہوئی۔۔

وہ اس ہنوز اسے نظر انداز کرتا اپنا لیپ ٹاپ لے کر کاؤچ پر براجمان ہو گیا۔۔ ہیزل کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا۔۔ اس نے نہ اس کی طرف دیکھا تھا۔ نہ آتے ہی اسے آپنی بانہوں کے گھیرے میں

لے کر اس کی پیشانی پر اپنی محبت بھری مہر ثبت کی تھی۔نہ یہ پوچھا تھا کہ اس نے کھانا کھایا کہ نہیں۔۔نہ یہ پوچھا کہ وہ کیوں ابھی تک جاگ رہی ہے۔۔

ہیزل کو رونا آنے لگا۔۔اس کے مسلسل نظر انداز کرنے پر۔۔ حلانکہ کہ ناراضگی تو اسے دیکھنا چاہیے تھی اس کے روکنے کے باوجود وہ اسے چھوڑ گیا تھا۔

عالم راؤ جو اس سے بے نیازی برتا بظاہر اپنے کام میں مگن تھا۔۔وہ اپنی گولڈن ڈول کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔اس کی بے چینی وہ اچھے سے نوٹ کر رہا تھا۔ پر اب اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ خود بھی بے چین ہوا تھا۔۔

کہاں برداشت تھا اپنی گولڈن ڈول کی آنکھوں میں آنسو دیکھنا۔

"ہیزل گو ٹو سلیپ۔۔۔" وہ لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے بے تاثر لہجے میں بولا۔ ہیزل کی آنکھوں میں طغیانی اتر آئی۔۔۔اسے تو صرف "ہیزل" لفظ سنائی دیا تھا۔۔وہ تو ہمیشہ اسے گولڈن ڈول کہہ کر بلاتا تھا۔۔۔

وہ اٹھ کر ہمت کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی لرزتی ٹانگوں سے اس کی جانب بڑھی۔۔۔عالم راؤ نے کن نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ جو لب گھبراہٹ سے لب کاٹتی اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"سس۔۔۔سوری۔۔۔" اس نے مشکل اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے بنا اپنی غلطی جانتے بڑی ہمت جھٹا کر کہا۔ عالم راؤ نے سر اٹھا کر آبرو آچکا۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو کس لیے۔۔

اس کے انجاں بننے پر ہیزل کو مزید رونا آیا پر اس ہمت کرنی تھی۔

اس کی توجو چاہیے تھی۔وہ سمجھ رہا تھا۔۔۔عالم راؤ لب بھینچے لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھتا کاؤچ سے اٹھا آور بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس کا بازو تھام کر اسے بیڈ پر بیٹھایا۔

پھر بنا کچھ کہے اس کے زخم پر مرہم لگانے لگا۔۔وہ بڑے اختیاط سے یہ کام سرانجام دے رہا تھا کہ کہیں اسے درد نہ ہو۔۔

وہ بینڈج کرتا فرسٹ ایڈ باکس واپس رکھتا واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔۔ہیزل بس اسے پھر سے دور جاتا دیکھ کر رہ گئی۔۔

پھر خاموشی سے بیڈ پر لیٹ کر کمفرٹر میں منہ دیے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیاں دباتی آنسو بہاتے لگی۔۔عالم راؤ نے بیڈ پر پڑے لرزتے کانپتے وجود کو دیکھا۔۔یعنی وہ رو رہی تھی۔۔

وہ گہرا سانس خارج کرتے اٹھا اور دوسری جانب سے آ کر اس کے پہلو میں دراز ہوا۔۔ہیزل نے منہ پر گرفت سخت کرتے اپنی سسکی کو روکا کہ کہیں اسے پتہ نہ چل جائے کہ وہ رو رہی تھی۔۔۔

عالم راؤ نے خود پر کمفرٹر اوڑھتے ہاتھ بڑھا کر جھٹکے میں اسے اپنے سینے پر گرایا۔۔وہ اس اچانک افتاد پر بکھلاتی خود اس باختگی سے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

عالم راؤ نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔

آنسوں سے تر بر چاند سا چہرہ۔۔ جس میں شدید رونے کی وجہ سے بے تحاشہ سرخیاں گھلی ہوئیں تھیں۔۔ چھوٹی سی ناک بے حد سرخ ہو رہی تھی۔۔ سنہری آنکھوں جن میں ابھی بھی طغیانی تھی ان کے پپوٹے بھی سوجے ہوئے تھے۔۔ سرخ انگوری لبوں کا خم بھی حد درجہ سوجا ہوا تھا۔

عالم راؤ بے اختیار جھکا اور اس کی سنہری آنکھوں کی پلکوں پر اٹکے موتی اپنے لبوں سے چھونے لگا۔۔ ہیزل کو لگا جیسے اسے دہکتے انگاروں نے چھو لیا ہو۔۔۔ وہ پور پور لرز رہی تھی۔۔ وہ اس کی سنہری آنکھوں کو اپنا لمس بخشتا اس کے سرخ رنگ بکھیرتے پھولے گالوں پر اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔ ہیزل نے پھولی سانسوں کے ساتھ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے پرے کرنا چاہا۔۔ عالم راؤ کروٹ بدلتا اس پر جھکا اور اس کے دونوں ہاتھوں اپنے ایک ہاتھ میں قید کیے تکیے سے لگا گیا۔۔۔ وہ خود کو اس ظالم دیو کی قید میں دیکھا مرنے کو ہو گئی۔۔ نازک سا دل سینے کی دیواروں سے سر ٹپنچنے لگا۔۔ گلال لب کچھ کہنے کو لرزے پر زبان جیسے ہلنے سے محروم ہو گئی تھی۔۔

وہ نرمی سے اس کے سنہری بالوں مٹھیوں میں بھرتے اس کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں گھولنے لگا۔۔ ہیزل حسبِ معمول سانسیں روک گئی۔۔۔ جو ہر بار کی طرح عالم راؤ اچھے سے محسوس کر گیا تھا۔۔ وہ اس کی چمکتی سراحی دار گردن سے بال ہٹاتے اس کی شہ رگ کو انگوٹھے سے سہلانے لگا۔۔ ہیزل کو وجود جھرجھری سی لی۔۔ وہ مزید سانسیں کھینچ گئی۔۔

"سانس لو جانم۔۔" اس نے بوجھل گھمبیر لہجے میں سرگوشی میں کہا۔۔ اس کی سانسیں خشک کر کے کتنے سکون سے اسے سانس لینے کا کہہ رہا تھا۔۔۔
اس اپنی بات پر عمل نہ کرتا دیکھ وہ اس کی گردن پر جھکا اور اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوتا۔۔ وہ اس کے پر حدت لمس پر تڑپ اٹھی اس کی گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑنے کو مچلی پر اس مائل نہ تھا اُسے آزاد کرنے پر۔۔
"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ کک۔۔۔ کریں۔۔" گھٹی گھٹی آواز بر آمد ہوئی تھی۔۔ پر وہ بنا اس پر رحم کھائے اس کی چھوٹی سی جان پر ظلم کرنے میں مگن تھا۔۔ اس کے شدت بھرے لمس وہ سہتی نڈھال ہو رہی تھی۔۔
"سانس لو جانِ جانم ورنہ جانِ عالم آج اپنی جان سے سانسیں بانٹنے میں بلکل گریز نہیں کریں گا۔" وہ اس کے لرزتے لبوں پر پھونک مارتا خمار زدہ لہجے میں بولتا اس کی جان زلزلوں کے زیر اثر کر گیا۔۔ اس کی پر حدت سانس اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ جل جانے کو تھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ ہمت جھٹا کر اپنا سانس بحال کرتی۔۔ وہ اس پر جھک گیا۔۔ اور اس کی سانسوں کی ڈوری تھماتے پوری شدت سے اس کی اور اپنی سانسیں ایک کرنے لگا۔
اس کی پر شدت گرفت اور دہکتے لمس پر وہ بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپ کر رہ گئی۔۔ دل لگا سینے کی دیواروں توڑ کر باہر آجائے گا۔

عالم راؤ تو اس کے روئی کی مانند نرم لمس پر مدہوش ہوتا اس کے ہاتھ آزاد کرتا اسے کے گرد بازو حائل کرتا دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ تھامتے ان فسوں خیز لمحے کو محسوس کرنے لگا۔۔یہ جانے بنا کہ وہ نازک سی جان اس کی آہنی گرفت میں نڈھال ہو رہی تھی۔۔وہ اس بخشنے کی سچویشن میں بلکل نہیں لگ رہا تھا۔۔

ہیزل کو لگا آج وہ اسے مار کر ہی دم لے گا۔۔اسے اپنے ہونٹوں پر شدید جلن ہونے لگی۔۔وہ اس کے سینے پر چھوٹے چھوٹے ہاتھ سے مکے برساتی اس ستم گر خود سے دور کرنے کی تگ و دو کرنے لگی جو شاید بھول ہی گیا تھا۔۔انکھوں سے آنسو لگاتار بہہ رہے تھے۔

تبھی وہ خود پر ضبط کرتے اس پر رحم کھاتا اس سے دور ہوا۔ بیڈ پر چت لیٹے اسے واپس سے اپنے سینے پر گرائے اس کی پشت کو سہلاتا اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔وہ گہرے گہرے سانس بھرتی رو رہی تھی۔۔عالم راؤ کو ندامت نے گھیر لیا۔۔وہ کیوں اتنا مدہوش ہو گیا تھا کیوں خود کو روک نہیں پایا تھا۔یہ جانتے ہوئے بھی وہ بہت نازک سی چھوٹی اس سے بہت زیادہ چھوٹی تھی۔۔اس کی دیوانگی اس کی شدتیں سہ پانا اس کے بس کی بات کہاں تھی۔

وہ جانتا تھا اس نے کھانا نہیں کھایا ہوگا ضد میں تبھی اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتے وہ اٹھا اس کے دور ہونے پر وہ تڑپ اٹھی تھی۔وہ اس کی بنیان کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

" جانِ جہاں کہیں نہیں جارہا ابھی آرہاہوں بس دومنٹ۔" وہ اس کی بے چین آنکھوں پر باری باری بوسہ دیتے نرمی سے اس کی مٹھیوں سے اپنی بنیان نکالتے وہ الفت و دیوانگی سے کہتے اٹھا اور روم سے نکل گیا۔ پیچھے وہ اس کی قربت پر اپنی نڈھال ہوتی سانسوں کو سنوارنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں وہ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے اس کی جانب آیا۔ اور اس بٹھاتے اس کے سامنے ہی کھانے کی ٹرے لیے بیٹھ گیا۔ جس میں اس کی پسند کے چکن سینڈوچ رکھے ہوئے تھے جنہیں اس نے انے سے کچھ دیر پہلے ماریہ سے کہہ کر بنوائے تھے۔

" جانتا میری پاگل سی جان نے کھانا نہیں کھایا ہو گا تو اب جلدی سے اسے فنش کرو۔" وہ سینڈوچ اس کے منہ کے آگے کرتا تحکم بھرے انداز میں بولا۔ تو وہ بھی شرافت سے کھانے لگی کیونکہ بھوک اسے بھی بہت شدید لگی تھی۔ کتنا خوبصورت تھا یہ شخص ہر بات بنا کہے جان لیتا تھا۔ کتنی مکمل محبت تھی اس کی جو دھیرے دھیرے اب اسے بھی جھکڑنے لگی تھی۔

اسے کھانا کھلاتے وہ ٹرے کو وہیں بیڈ پر رکھتے اس کی جانب مڑا۔ اور بیٹھے بیٹھے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیتے گہرا سانس بھرتے اس کے سنہری بالوں کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں بھرا۔

" جان۔۔۔" اس کی بانہوں کے حصار میں قید مدھم آواز میں اسے پکارہ تھا۔ جس پر عالم راؤ کے چہرے پر تبسم بکھرا۔ کتنا حوبصورت لگتا تھا اس کے لبوں سے اس کا نام۔

" جی جانِ جاں۔۔۔" وہ جی جان سے ہمہ تن گوش ہوا۔

"کو مجھے ٹھنڈےکھلے آسمان تلے سونا ہے تاروں کو دیکھتے ہوئے۔" وہ فرمائشی انداز میں بولتی عالم را مجبور کر گئی۔

"بہت سردی ہے باہر جاناں۔ ٹھنڈ لگ جائے گی۔" وہ نرمی سے اسے سمجھانے لگا۔ جس ہر ہیزل کا منہ پھولا تھا۔

"نو جان مجھے سونا ہے باہر۔۔۔ آپ میری کوئی بات نہیں مانتے۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔" وہ اس کے حصار سے نکلنے کی تگ و دو کرتے بھیگے لہجے میں بولتی آخر میں اس سے نفرت کا اظہار کر گئی۔ عالم شاہ نے لب بھیجے اپنی نازک سی گولڈن ڈول کو دیکھا جو آج نہ جانے کیوں اتنی ضدی ہو گئی تھی۔

"اوکے رونا نہیں ویسا ہی ہو گا جیسے میری گولڈن ڈول چاہتی ہے۔" وہ اسے کی نم سنہری آنکھوں کو چومتے ملائمت سے بولا جو اس کی کمزوری تھیں۔

"سچ میں جان۔۔۔" وہ اس کے مثبت جواب کر خوشی سے کھکھا اٹھی۔ اور عالم راؤ نے نثار ہوتی نظروں سے اس پری کو دیکھا جس نے جانِ عالم راؤ کو (برنس کی دنیا کا بادشاہ اور گناہوں کو جڑ سے اکھاڑنے والا جے ایس جس کے نام سے دشمن کانپتے تھے) اس نازک سی سنہرے بالوں والی شہزادی کے سامنے اپنا سر خم کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"جی جان کی جاناں آپ یہیں بیٹھیں میں آتا ہوں۔ وہ اس کے قریب سے اٹھا اور باہر کی جانب بڑھا گیا ۔اور وہ بے صبری سے اس کا انتظار کرتے لگی۔

قریباً پندرہ منٹ بعد وہ دوبارہ روم میں آیا اور اسے اپنی بانہوں میں بھرتے اوپر ٹیرس کی جانب چل دیا

۔

" جان مم ۔۔۔میں خود چل لوں ۔" وہ سرخ ہوتی مزاحمت کرتے بولی۔ پر اسکی گھوری پر مزاحمت ترک کرتے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔ جس پر عالم راؤ کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔

ٹیرس پر پہنچتے ہی ایک تیز ہوا کے خنک جھونکے نے ان کا استقبال کیا۔ ہیزل کو اپنے رگوں میں خون جمتا ہوا محسوس ہوا۔ دانت سردی سے بجنے لگے۔

ہیزل کو کانپتے دیکھ اپنے بچھائے ہوئے میٹرس پر نرمی سے اسے ڈالتے خود بھی جوتے اتارتے وہ اس کے قریب دراز ہوتے کھینچ کر اسے اپنے سینے پر گراتے پاؤں کی مدد سے بلینکٹ اوپر کھینچتے دونوں پر ڈال گیا۔

" جان بہت سردی ہے۔۔" وہ اس کے سینے میں گھسنے کی کوشش کرتی سرگوشی میں بولی۔

عالم راؤ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جو اسے اس وقت بری طرح بہکا رہی تھی۔

" میں کہا تھا پر میری جاناں سنتی کہاں ہے۔۔" وہ اس کی سردی سے ٹھنڈی ہوتی ناک پر لب رکھتے بولا

۔

"پر اچھا بھی تو لگ رہا ہے نہ جان وہ دیکھیں کتنے پیارے پیارے ستارے ہیں۔" وہ اس کا دھیان آسمان پر چمکتے ستاروں کی جانب مبذول کرانے کو بولی۔ پر وہ دیکھ کہاں رہا تھا۔ اسے تو اپنی بانہوں میں چھپے اس نازک سے وجود میں دلچسپی تھی۔ جس کا گداز وجود اس پر مدہوش طاری کیے ہوئے تھا۔

اور وہ ضبط کرتا انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ جبکہ وہ بنا اس کے دل کا احساس کیے اپنے قصے کہانیوں میں مگن تھی۔

" جان آپ کو پتہ ہے مجھے ستارہ کتنے پسند ہیں۔ اور بہت سارے پھول بھی۔ جان کیا وہ سارے پھول میں لے لوں۔" وہ اس کی بیرڈ کے بالوں کو اپنی نرم انگلیاں سے چھوتی آنکھیں پٹپٹائے بولی۔ تو عالم راؤ کو اس حور پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ اس کی نرم گرم مخروطی انگلیوں کے لمس کو اس نے اسے دل میں اترتے محسوس کیا۔

"ہاں سب لے لوں بس مجھے یہ پنکھڑیاں دے دو۔" وہ مخمور لہجے میں مدہوشی سے اس کے بلائی لب کو انگوٹھے سے چھوتے سرگوشی میں بولتا اس کی جان ہوا کر گیا۔

وہ کپکپا کر رہ گئی اس کی حرکت پر۔"

" جان۔۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور کرتے باز رکھنے لگی۔ پر اتنا آسان کہا تھا اس کی آہنی گرفت سے آزاد ہونا۔

جی جان کی جاناں۔" وہ اس کے ملائم گلال گال پر لب رکھتے سر گوشی میں بولا جو اس کی ذرا سی قربت پر سرخ ہو جاتے تھے۔

" نہیں کریں نہ۔۔" وہ روہنسا ہوئی۔عالم راؤ نے اس کے دوسرے رخسار کو بھی اپنی شدت سے مہکایا ۔اس کے دہکتے لمس پر ہیزل کے دونوں گال تپ اٹھے تھے۔دل جیسے ڈونکی کی مانند دھڑک رہا تھا۔

" بہت پیاری ہو میری جان۔۔۔" وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے محبت سے بولا۔

" پر آپ گندے ہیں۔" وہ چھوٹی سی ناک سکوڑتے بولی۔عالم راؤ نے آنکھیں چھوٹی کیے اس چھوٹی سی چوزی کو دیکھا جو اسے نخرے دیکھا رہی تھی۔

" عالم راؤ قربان اپنی جان کی ہر ادا پر۔ ہر نخرا سر آنکھوں پر۔" وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے واہانہ انداز میں بولا۔ ہیزل کے وجود میں جیسے برقی لہر دوڑ گئی تھی اس کے دہکتے لمس پر۔

" مجھے نیند آئی ہے جان۔" وہ اس کے سینے پر سر رکھتے اسی سے چھپتے کی کوشش میں بولی۔تو عالم راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا۔

" سو جاؤ میری ڈرپوک جانم۔" وہ اسے خود میں بھیجتے متبسم لہجے میں بولا۔جا پر وہ جھٹ سے آنکھیں میچ گئی۔

کچھ ہی دیر میں عالم راؤ کو اپنے سینے پر اس کی نرم گرم سانسیں محسوس کرتے عالم راؤ نے سر اٹھا کر دیکھا وہ آنکھوں موندے سکون سے سو گئی تھی۔۔ اس کے سرخ لبوں پر اپنی شدت کا نشان دیکھ اسے خود پر نئے سرے سے غصے آنے لگا۔۔۔

" ایم سو سوری جانِ جانم۔۔۔" وہ اس کی گھنیری پلکوں کو چومتے مدھم آواز میں بولا۔۔ پھر نرمی سے اسے خود سے بھینچتے آنکھوں موند گیا۔۔۔

💖💖💖💖💖

بھائی مجھے کسی بھی حالت میں میری پری چاہیے آپ جانتے ہیں نہ بارہ سال میں نے اس کے بڑے ہونے کا انتظار کبھی کسی دوسری لڑکی کی جانب دیکھا تک نہیں۔۔ مجھے وہ چاہیے ہر قیمت پر۔۔ وہ صرف میری ہے۔۔"

پاگل ہوتا چلا رہا تھا۔۔

" صدام خان وہ مل جائے گی تم فکر مت کرو میں آ گیا ہوں نہ سب سب ٹھیک کر دوں گا۔۔ ان نقاب پوشوں کو بھی ڈھونڈ لو گا جو ہر جگہ ہماری راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔۔"

وہ صدام خان کو گلے لگاتا آنکھوں میں خون لیے کہہ رہا تھا۔۔

بشیر تم جلد سے جلد اس لڑکی کا پتہ لگواو۔۔۔ پندرہ دن کے اندر اندر مجھے اسے اپنے ساتھ ملیشیا لے کر جانا ہے۔۔" جابر خان نے اپنے حاص آدمی کو حکم دیا۔۔ جو اس کام میں ماہر تھا۔۔

اور ہاشو تم اپنے گروپ کے ساتھ صدام کی پری کو ڈھنڈو گے۔۔۔ اور اگر تین دن کے اندر اندر تم لوگوں سے یہ کام نہیں ہوا تو میرے سامنے آنے سے پہلے ہی خود کو شوٹ کر لینا۔۔ ورنہ آیک ایک کو ایسی موت دوں گا کہ روح تک کانپ اٹھے گی تم لوگوں کی۔۔۔"وہ طیش سے غرایا۔۔

عالم راؤ بازل شاہ اور ریان ملک جو گاڑی میں بیٹھتے لیپ ٹاپ پر یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔۔ ان تینوں کا خون کھول اٹھا۔

" بازی میری بات غور سے سنو کسی بھی خال میں لمظ ابرھیم کو گھر سے باہر نکلنے سے روکنا ہے تمھیں۔۔۔ وہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی گھر سے باہر نہ نکلے۔۔ اس کے گھر کے باہر سیکورٹی ڈبل کر دو۔۔ کسی بھی انسان پر شک ہو اسے فوراً اٹھا لو۔"

آج صبح ہی انھوں نے لمظ ابراہیم کو اس کے گھر بھجوا دیا تھا کیونکہ اس کا باپ بھی گھر آ گیا تھا۔ پر اب ایک نئ مصیبت آن پڑی تھی۔

وہ سختی سے اسے تاکید کر رہا تھا معاملے کی پیچیدگی وہ تینوں سمجھ گئے تھے کہ یہ مشکلات بڑھنے والیں تھیں کیونکہ ایک طرف کالج کی لڑکیاں تھیں جو کئیں دنوں سے غائب تھیں۔۔ اور دوسری طرف لمظ اور ہیزل انھوں بہت احتیاط سے کام لینا تھا۔۔

ریان تم اور مونا جابر خان کے خاص آدمی پر پل پل نظر رکھو گے اور موقع ملتے ہی اسے پکڑلو گے کیونکہ ان لڑکیوں کے بارے میں ہمیں صرف وہی بتا سکتا ہے جو کچھ ہی دنوں میں ملیشیا بھیجی جانے والی ہیں۔۔"

اس کی حکم پر دونوں نے سر خم کیا۔۔

کچھ ایسے ھو یہ شام ڈھلے

کوئی ہاتھ میں تھامے ہاتھ میرا

کوئی لے کے مجھ کو ساتھ چلے

کوئی بیٹھے میرے پہلو میں

میرے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ دھرے

اور پونچھ کے آنسو آنکھوں سے

وہ دھیرے سے یہ بات کہے

یوں تنہا چلنا ٹھیک نہیں

چلو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔

جب سے وہ گھر لوٹی ایک ایک لمحہ اس پر جیسے کسی عذاب کی مانند نازل ہو رہا تھا۔کسی پل چین نہیں تھا ۔اسے کے ڈیڈ بھی اپنی بیوی کے ساتھ گھر آ گے تھے۔جو مزید اس کے لیے عذاب تھا کیونکہ وہ عورت اسے ایک پل چین سے رہنے نہیں ریتی تھی۔

دو دن سے روم میں رہ رہ کر پاگل ہو رہی تھی تبھی وہ اپنے روم سے باہر نکلی اس کا ارادہ باہر لون میں کچھ دیر گزارنے کا تھا۔

"ہائے بلیک بیوٹی۔۔۔" وہ جیسے ہال میں داخل ہوئی ایک لڑکا بڑی بے تکلفی سے اس کی جانب آیا ۔تبھی سبرینہ بھی اس کی جانب آئی۔

"ہائے لمظ ڈارلنگ کہاں تھی ڈیئر تم۔۔" وہ چہرے پر ہمیشہ کی طرح مصنوعی مسکراہٹ سجائے آج کچھ زیادہ شیریں ہو رہی تھی۔لمظ ابراہیم بنا جواب دیے آگے بڑھنے لگی پر وہ اس کا راستہ روک گئی۔

"اس ملو تمھارے ڈیڈ کے نئے بزنس انویسٹر کا اکلوتا بیٹا سیف ہے یہ۔اور نیازی میلز وہ اکلوتا وارث." وہ بڑھ چڑھ کر اس کی تعریف کر رہی تھی جیسے لمظ ابراہیم نے کوفت اس نمونے کو سے دیکھا۔

جو اسے کہیں سے بھی ڈیسنٹ نہیں لگ رہا تھا عجیب سا اول جلول حلیہ بنائے وہ لمظ ابراہیم کو زہر سے بھی برا لگا۔

"مجھے آپ کے اس سیف میں کوئی دلچسپی نہیں مسز ابراہیم۔۔۔سو میرا راستہ چھوڑیں۔"

وہ لاپرواہی سے بولتی سبرینہ کو آگ لگا گئی۔

"لمظ یہ کا بتمیزی ہے اپنی ماں سے بات کرنے کی۔" وہ جیسے ہی جانے کے لیے مڑی ابراہیم کاظمی اس پر دھاڑے تھے۔ سبرینہ نے فوراً سے چہرے پر معصومیت تاری کی تھی۔

"ابراہیم دیکھا یہ کیسے مجھ سے بات کر رہی ہے میں نے تو بس اس سے کہا کہ تمھارے ڈیڈ نے سیف کو تمھارے لیے پسند کیا ہے پر اس نے کہا یہ اپنی زندگی کا فیصلہ اپنی مرضی سے کرے بھی۔" وہ حسبِ معمول جھوٹ بولتی ابراہیم کاظمی کو بھڑکانے کا پورا سامان کر چکی تھی۔

"لمظ میری بات کان کھول کر سن لو میں نے تمھارا رشتہ سیف سے طے کر دیا ہے اور خبردار جو میرے فیصلے کے خلاف جانے کا سوچہ بھی۔ یا کوئی منحوصیت پھلائی تو۔" وہ غصے سے چلاتے لمظ ابراہیم پر نیا پہاڑ توڑ گئے۔۔

"آپ۔۔۔ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ مجھے نہیں کرنی کسی سے شادی سنا آپ نے۔" وہ سکتے سے نکلتی نم آواز میں بولی۔

"کیا کہا تم نے تمھاری اتنی ہمت۔۔۔ تم اپنے باپ کے سامنے زبان چلاؤ۔" ابراہیم کاظمی کا ہاتھ اٹھا تھا اور لمظ ابراہیم کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔ پر اسے اس تھپڑ سے زیادہ ان الفاظوں نے تکلیف سے دو چار کر رکھا تھا۔

" آج سے تین دن بعد تمھاری انگیجمیٹ ہے سیف کے ساتھ آور ابھی کہ ابھی تم عاشر کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہو۔ اور انکار کی جرت بھی مت کرنا ورنہ ابھی کہ ابھی نکاح کروا کر یہاں سے چلتا

وغضے سے چلائے۔لمظ ابراہیم نے بے بسی سے آنسو بہتے لب بیچے تھے۔ سبرینہ تو خوشی سے پاگل ہوا ٹھی تھی۔ اسکا مقصد کامیاب ہونے والا تھا اسے اور کیا چاہیے تھا۔

بچپن سے ہی لمظ اسے خلق میں کانٹے کی مانند جبتی تھی اس کا بس چلتا تو کب کی اسے زہر دے چکی ہوتی اور اپنی بیٹی کو یہاں لے آتی۔

پر خیر دیر آئے درست آئے اب بھی وہ یہاں سے دفاع ہو جاتی تو پھر سب کچھ اس کا تھا

"ابراہیم جان ریلیکس۔۔۔وہ مانے گی تمھاری بات تم اپنا بی پی ہائے مت کرو۔ جاؤ لمظ ڈیئر لے تیار ہو کر آؤ۔۔" سبرینہ مصنوعی فکر مندی سے بولتے عاشر سے مخاطب ہوئی۔لمظ ابراہیم کو لگا تھا جیسے اس کے باپ نے اس کے جسم سے ساری جان نچوڑ لی ہو۔اخر ساری سنگدلیاں اسی کے ہی حصہ کیوں آتیں تھیں۔

وہ سفاک انسان بھی اسے بھول گیا تھا جس کے لیے وہ بارہ سال سے پل پل مر رہی ہے۔شاید وہ تو بھول بھی گیا تھا کہ کوئی لمظ ابراہیم بھی اس دنیا میں ہے۔

وہ مرے مرے قدموں سے اپنے روم کی جانب ائی۔لمظ ابراہیم نے اپنی کرب سے جلتی آنکھیں سختی سے میچتے اپنے آنسوں کو اپنے اندر اتارا۔۔۔جو کام خاصہ جان لیوا تھا۔۔۔

وہ بے بس سی اپنا ڈریس نکال کر واش روم میں گھس گئی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ لائٹ پرپل شرٹ اور بلیک سکرٹ اور سر پر سٹول لیے تھپڑ کے نشان کو اچھے سے چھپائے نیچے ائی جہاں سبھی لاؤنچ میں موجود تھے۔۔۔اسے دیکھ سیف کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ بکھری۔ وہ اپنی کچھ دیر پہلے کی بے عزتی بھولا نہیں تھا۔ تبھی لمظ ابراہیم کی ہار پر مسکرایا۔

" اوکے آنکل آنٹی ہم لوگ چلتے ہیں۔۔اور ڈنر بھی باہر ہی کریں گے۔۔" وہ اطلاع دیتا باہر کی جانب بڑھا۔۔

" خبردار لمظ آگر تم نے اس کے ساتھ کسی بھی قسم کا ڈرامہ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔" انھیں نے سختی سے وارن کیا۔۔۔لمظ ابراہیم اپنے باپ کو دیکھ کر رہ گئی۔۔۔جو ایک انجان لڑکے کے ساتھ اسے اکیلے بھیج رہا تھا۔۔

" اب جاؤ۔۔۔" وہ بولتے اس کی جانب سے رخ موڑ گئے۔۔وہ کسی بے جان مجسمے کی ماند باہر کی جانب چل دی جہاں وہ گاڑی کا ڈور کھولے اس کے انتظار میں تھا۔۔

وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔توسیف نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے گاڑی بڑھادی۔۔

" سر میم ابھی ابھی گھر سے کسی لڑکے کے ساتھ گاڑی میں گئی ہیں۔۔" بازل شاہ کے آدمی جو لمظ کی خفاظت کے لیے اس کے گھر کے باہر پہرادے رہے تھے اسے گھر سے نکلتا دیکھ فوراً بازل شاہ کو اطلاع دی۔۔۔دوسری جانب کسی لڑکے کے ساتھ جانے کا سن کر بازل شاہ کو لگا جیسے کسی نے اس پر کھولتا پانی ڈال دیا۔۔

"تو بے وقوفوں وہاں کھڑے کیا کر رہے ہو۔۔۔ پیچھا کرو اس گاڑی کا۔۔۔" وہ غصہ و عضب سے پھنکارا۔۔

"جج۔۔۔جی سر۔۔" وہ تیزی سے اس کے حکم کی تعمیل کرتے گاڑی سٹارٹ کرتے اس گاڑی کا پیچھا کرنے لگے۔

♥♥♥♥♥

ستارہ جو صبح سے اکیلے اپنے روم میں بیٹھی بور ہو رہی تھی۔۔۔ آہستہ سے بیڈ سے اتری اور روم سے باہر کی جانب چل دی۔۔

پر روم سے نکل کر کچھ ہی فاصلے طے کرتے ہی اسے آپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس کرنے لگی۔۔

وہ دیوار کو تھامے اپنی درد پر ضبط کرتی بمشکل کھڑی تھی۔۔پر کمر میں بھی درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔۔پر اس سے پہلے کے وہ گرتی دو مہربان بازوؤں نے اسے اپنی بانہوں میں لیا۔۔

"ریان ملک جو عالم راؤ کے کہنے پر آج جلدی آف کر کے آگیا۔۔۔وہ اپنے روم کی جانب آ ہی رہا تھا کہ تبھی اس کی نظر دراز راہداری میں کھڑی اپنی متاعِ جاں پر گئی جو سخت تکلیف میں نظر آ رہی تھی۔۔ تبھی وہ تیزی سے اس کی جانب آیا اور بنا ایک پل کی بھی دیر کیے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

ستارہ خود کو مہربان بانہوں میں محسوس کرتی اس کے سینے پر سر رکھے آنسو بہانے لگی۔۔۔

"ریان ملک نے روم میں آ کر نرمی سے اسے بیڈ پر رکھا۔۔۔وہ آس کے سینے سے لگی آنسو بہانے لگی۔۔

"کیا ہوا ستارہ میری جان۔۔" وہ اسے شانوں سے تھام کر اپنے سامنے کرتے فکر مندی سے بولا۔۔

"آپ۔۔۔ آپ اچھے نہیں ہیں۔۔۔مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔"وہ سوں سوں کرتی نروٹھے پن سے بولی۔۔ریان ملک کو اس کے آنسو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے۔۔

"ایسا کیوں جانِ ریان۔۔۔ایسی کیا خطا ہو گئی آپ کے خادم خاص سے کہ آپ مجھ سے اس قدر خفا ہیں کہ بات بھی کرنا نہیں چاہتیں۔۔" وہ بڑے مؤدب انداز میں بولتا اس کی آنسو اپنے پوروں پر چننے لگا۔۔۔وہ اس کے لمس پر سرخ ہوئی تھی اور اس کے انداز پر دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں۔۔

" آپ۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے یہاں۔۔۔ اکیلا۔۔۔ چھوڑ کر چلے جاتے۔۔۔ہیں۔۔۔میں بور ہو جاتی ہوں۔۔"وہ نم شہد رنگ آنکھوں پر پلکوں کی نم جھالر گرائے شکوہ کناں ہوئی۔۔ریان ملک کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

"ایم سوری جانِ ریان۔۔۔میں آئندہ خیال رکھوں گا۔۔۔"وہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے باری باری ان پر اپنا لمس چھوڑتا ندامت سے بولا۔۔ستارہ کا نازک سا دل کپکپا کر رہ گیا۔۔

اس نے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہیے پر وہ مائل نہیں تھا۔۔

"چھچھ۔۔۔ چھوڑیں پلیز۔۔۔"وہ مزاحمت کرتی ملتجی لہجے میں بولی۔۔۔

"اگر نہ چھوڑوں تو۔۔۔"وہ اس کے چہرے پر بکھرتے اپنی قربت کے رنگ دیکھ بہکے انداز میں بولتا کھینچ کر اپنے قریب کر گیا وہ اس افتاد پر بدحواس سی اس کے سینے سے آ لگی۔۔اس کی پر تپش نظروں کی حدت اپنے چہرے پر محسوس کرتی ستارہ جی جان سے جل اٹھی۔۔

"ایسالگ رہاہے جاناں جیسے محبت ہو رہی ہے۔۔۔" وہ اس کے گرد اپنا حصار تنگ کرتے اس کے بالوں میں منہ دیے اس کی سماعت میں پر تپش لہجے میں سرگوشی میں بولا۔۔ستارہ نے اپنی پھولی سانسوں کو کے سااسے خود سے دور کرنا چاہاپر وہ اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔۔۔

"پپ۔۔۔پلیز۔۔۔لیو می۔۔" وہ لرزتی آواز میں بولی۔۔پر وہ مدہوش ہوتا اس کی گردن پر جھکا شدت بھرے لمس چھوڑنے لگا ستارہ کی رہی سہی سانسیں بھی کھنچ گیا۔۔اسے لگا جیسے کسی نے جلتے انگارے اس کی گردن پر رکھ دے ہیں۔۔۔وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے اس خود سے دور کرنے لگی۔۔ تبھی اس پر رحم کھاتے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو اس کے ذرہ سے لمس پر نڈھال ہو رہی تھی۔۔۔ریان ملک کے لبوں پر تبسّم بکھرا۔۔اس۔کے چہرے پر اپنی محبت کی سرخیاں دیکھ کر۔۔

"آ۔۔ آپ برے ہیں۔۔۔" وہ اس کے سینے پر سر رکھے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے میں مکے برساتی نم آواز میں

"جانتاہوں۔"وہ مسکرایا۔ تبھی کچھ یاد آئے پر وہ اس سے دور ہوئی۔

"میں ناراض ہوں پرسے بہت۔۔۔دور ہو جائیں اب۔۔۔بات نہیں کرنی مجھے آپ سے۔"وہ نروٹھے پن سے بولتی اسے پرے دھکیلنے لگی۔

"وہ کس لیے ناراض ہے مائے شائے سٹار مجھ سے۔" وہ اس کے ہاتھ تھامتے اپنے لبوں سے لگاتا خیرانی سے بولا۔

"آپ زبردستی مجھے گندی میڈیسن کھلاتے ہیں اور بے ذائقہ کھانا بھی کچھ بھی اچھا کھانے کو نہیں دیتے ۔۔۔میرے منہ کا ذائقہ گندا ہو گیا ہے۔"

وہ برے برے منہ بناتی اس سے شکایت کر رہی تھی۔

"اچھا کیا بہت گندہ ذائقہ ہو گیا ہے میری جان کے منہ کا۔" ریان ملک نے بڑے سنجیدہ انداز میں اس سے دریافت کیا۔ جس پر ستارہ نے بے چارگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"کوئی بات نہیں میں ٹیسٹ کرتا ہوں کتنا گندہ ذائقہ ہو رہا ہے۔" وہ اس کی ٹھوڑی کو پکڑتے اس کا چہرہ اوپر کرتے بنا اس کو سمجھنے کا موقع دیے اس پر جھکا تھا۔

ستارہ نے تڑپ کر اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے سہارا لیا تھا۔ اس کا پر شدت لمس محسوس کرتے وہ پاگل ہو اٹھی ایکدم سے حواس جیسے جھنجھلا اٹھے۔ وہ اسے خود سے دھکیلتے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ پر وہ دور ہونے کی بجائے اس کی نازک سی کمر کے گرد گھیرا تنگ کرتے اسے خود میں بھینچ گیا۔

ستارہ کو لگا وہ مر ہی جائے گی۔وہ مسلسل مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو میں تھی پر وہ حمائل کہاں تھا۔عجیب سی تشنہ لبی تھی۔پر وہ اپنی بانہوں میں بکھرتی اس نازک سی جان پر رحم کھاتا اس سے دور ہوا۔

آزادی ملنے پر وہ نڈھال سی ہوتی اس کے سینے پر سر ٹکائے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

۔آپ اچھے نہیں بلکل۔۔۔"وہ اس کے سینے پر سر رکھے گہرے سانس بھرتی نم آواز میں بولی۔

"جیسا بھی ہوں اب تمھارا ہی ہوں مائے شائے سٹار۔۔"وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے مسکراتے لہجے میں بولا۔۔۔

بیٹھ کر یار کے پہلو میں۔۔۔

جو لوگ کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں۔۔۔

وہ اس کے کان میں جھکا مجنونانہ لہجے میں مدھم آواز میں سرگوشی کرتا اس کے کان کی لو پر شدت بھرا لمس چھوڑ گیا۔۔۔وہ مزید اس کی بانہوں میں سمٹی۔۔۔

❤❤❤❤❤

بازل شاہ کھولتے دماغ کے ساتھ اپنے آفس سے نکلا آج عالم راؤ بھی آفس نہیں آیا تھا اس لیے سارا کام اسے کرنا پڑھ رہا تھا۔۔۔پر اپنے کچھ دیر پہلے ملنے والی خبر پر وہ شعلہ جوالہ بن گیا۔۔۔

اس کی مرمیڈ اس کی دیوانگی کسی اور کے ساتھ گھر سے نکلی اور وہ بھی تب جب اسے گھر سے باہر نکلنے سے منا کیا گیا۔۔۔یعنی اس نے اس کی کوئی بات کو اہمیت نہ دی تھی۔وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی اور اگر جابر خان کے آدمی اسے نقصان پہنچا دیتے تو۔۔۔یہی سوچ اس کی جان جلا رہی تھی۔۔۔

وہ ریش انداز میں گاڑی ڈرائیو کرتا اپنے آدمیوں کے بتائے مال میں پہنچا۔۔۔

نیوی بلو تھری پیس پہنے آنکھوں پر گوگلز لگائے سنہری بالوں کا مخصوص انداز میں پف بنائے۔۔۔کان میں بلوٹوتھ لگائے سنہری رنگت والا وہ شہزادہ شاہانہ چال چلتا مال میں جہاں سے گزرتا ہر کوئی اسے مڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو جاتا۔۔پر وہ سب سے بے نیاز اپنی مرمیڈ کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔جس نے گھر سے باہر کسی لڑکے کے ساتھ آکر اس کی وحشت کو جگایا تھا۔۔۔

تبھی وہ اسے لفٹ میں نظر آئی کسی لڑکے کے ساتھ۔۔۔اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔وہ تیزی سے اوپر کی جانب بڑھا۔۔

لمظ ابراہیم کسی روبوٹ کی مانند اس کے ساتھ چل رہی تھی جہاں جہاں وہ اسے لے کر جا رہا تھا۔۔۔۔

آج وہ پھر سے بکھری تھی اور اس وقت اسے شدت سے کسی کا سہارا درکار تھا۔۔۔۔

"کیا ہوا لمظ ابراہیم آج آپ کچھ زیادہ ہی چپ چپ ہیں۔۔۔کہاں گیا وہ آپ کا ایٹی ٹیوڈ۔۔۔۔وہ تیز طرری۔۔۔"وہ اسے خاموش دیکھ کر طنزیہ بولا۔۔اس کے طنز پر بھی اس نے بھی ذرا سا بھی ری ایکٹ نہ کیا۔۔۔

کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا تھا۔۔۔کاش کے اس کے باپ کو اپنی بیٹی پر رحم آ جاتا۔۔۔تو اسے ایسی بے ہودہ باتیں تو نہ سننی پڑھتی کسی نا محرم سے۔۔

بازل شاہ تیزی سے ان دونوں کی جانب آیا اور کچھ سمجھنے کا موقع دیے بنا لمظ ابراہیم کو بالوں سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔۔۔اسے دیکھ کر خوف و خیرت سے آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔سیف نے بھی خیرت سے بازل شاہ کو دیکھا جو خطرہ ناک تیور لیے لمظ کو سر کے پیچھے سے بالوں سے پکڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

" تم لمظ ابراہیم۔۔۔۔تمھاری ہمت کیسے ہوئی گھر سے باہر نکلنے کی اور وہ بھی ایک لڑکے کے ساتھ۔۔۔" وہ سرخ آنکھوں سے دیکھتا دبے دبے لہجے میں غرایا۔۔۔جبکہ وہ تو ساکن آنکھوں سے اپنے عشق کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اپنے ساحل کو نہار رہی تھی جس کے لیے وہ پل پل تڑپی تھی۔۔۔بازل شاہ کیا کہہ رہا تھا اسے تو کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔اس کے بالوں سے پکڑنے کا درد بھی جاتا رہا تھا۔۔۔

" تمھاری سنگدلی سر آنکھوں پر لمظ ابراہیم پر اگر میرے سوا کسی اور کو اپنی سوچوں میں بھی لایا تو سب کچھ مسمار کرنے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا میں۔۔۔" وہ شدت جنونیت سے بولتا اسے مزید اپنی قریب کر گیا۔۔۔سیف تو ہونک بنا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔اسے لگ رہا تھا جیسے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے پر کہاں کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔۔۔

" او ہیلو کون ہو تم جو زیادہ ہی ہیرو بن رہے ہو۔۔۔ چھوڑو میری فیانسی کو اور نکلو یہاں سے۔۔۔" وہ بدلحاظ سے بولا۔۔۔ جبکہ بازل شاہ کو ایک ہی لفظ "فیانسی" ہی سنائی دیا تھا۔۔۔ جو اس کے اندر لاوے کا ایک طوفان بھرپا کر گیا۔۔۔

" کیا کہا تم نے۔۔۔" وہ لمظ ابراہیم کو چھوڑتا اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔اس کا لہجہ خطرناک تک کر ختگی لیے ہوئے تھا۔۔۔ایک پل کے لیے سیف بھی خوفزدہ ہوا تھا۔۔۔

" میری۔۔۔فیانسی ہے یہ۔۔۔اور بہت جلد ہماری شادی ہونے والی ہے۔۔۔" وہ بنا اس پر اپنا خوف ظاہر کیئے مظبوط لہجے میں بولا۔۔۔

بازل شاہ کو اس کے الفاظ کسی خنجر سے کم نا لگے۔۔۔ جس کی دھار نے ایک پل میں کئی وار اس کے دل پر کیے۔۔۔لمظ ابراہیم کا حال بھی اس سے کچھ کم نہ تھا۔۔

وہ بڑا اور لمظ ابراہیم کا ہاتھ تھامتے آگے بڑھا تبھی بازل شاہ نے اس کا دوسرا ہاتھ تھام کر لمظ کو اس سے دور کیا اور اگلے ہی پل پاگلوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا۔۔۔

" تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری مرمیڈ کو چھونے کی۔۔۔اس کا ہاتھ پکڑنے کی۔۔۔اور کیسے اس کا نام اپنے نام سے جوڑا تم نے۔۔۔" وہ اندھا دھن اس پر مکے برساتا کوئی جنونی ہی لگ رہا تھا۔۔۔

لمظ ابراہیم اس کا جنونی انداز دیکھتی بری طرح سے لرز رہی تھی۔۔

"پلیز۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔" وہ ہمت کرتی اس کے پاس آئی۔۔اسے لگا اگر وہ نہ رکا تو وہ اسے مار ہی دے گا۔۔۔

"پپ۔۔۔پلیز شش۔۔۔شاہ وہ۔۔۔ مر جائے گا۔۔" وہ کپکپاتے ہاتھوں سے اس کا بازو تھامتی اسے سیف سے دور کرنے لگی جو برے حال میں فرش پر پڑا تھا۔۔لوگ کا تو کام ہے تماشا دیکھنا اور وہ اپنا فرض اچھے سے نبھا بھی رہے تھے۔۔۔کچھ ہی فاصلے پر بازل شاہ کے آدمی بھی کھڑے تھے۔

"مار ڈالوں گا میں لمظ ابراہیم۔۔۔۔ ہر اس انسان کو مار ڈالوں گا جو تمھارے قریب آنے کی کوشش کرے گا۔۔۔"

وہ لمظ ابراہیم کی منت پر اسے چھوڑتا اس کی جانب آتے اس پر دھاڑا تھا۔وہ خوف سے تھر تھر کانپتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے سہارا تلاشنے کی تگ و دو میں تھی۔کیونکہ ٹانگوں سے آہستہ آہستہ جان سرک رہی تھی۔

"پھنک کر آؤ اسے آفندی ہاؤس اور کہہ دینا ان سے لمظ ابراہیم صرف بازل شاہ کی ہے۔۔۔"وہ شدت جنونیت سے کہتا ایک نظر نڈھال سیف پر ڈالتا لمظ ابراہیم کا ہاتھ تھامتا اسے لیے مال سے باہر جانے لگا۔۔۔جابر خان کے آدمی جو لمظ ابراہیم کو پورے شہر میں تلاش رہے تھے تبھی ایک آدمی نے اسے جاتا دیکھ تیزی سے اپنی جیب سے تصویر نکالی اور دیکھی وہی لڑکی دیکھ اس نے تیزی سے اپنے دوسرے ساتھیوں کو کال لگائی۔۔

❤❤❤❤❤

گاڑی شاہ ولا کے پورچ میں رکی۔۔۔بازل شاہ گاڑی سے نکلتا اس کی جانب آیا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اس کا ہاتھ تھامے اسے بھی باہر نکالا اور کھینچتا ہوئے ایک روم میں لے آیا۔۔وہ بھی کسی نازک سی گڑیا کی طرح اس کے ساتھ کھینچی چلی آئی تھی۔۔

"کیوں۔۔۔۔کیوں لمظ ابراہیم۔۔۔کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔؟؟؟؟" وہ اسے چھوڑتا پاگل جنونی بنا اپنا غصہ کمرے کی چیزیں پر نکالتا چلایا۔۔۔لمظ نے خوفزدہ ہوتے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے۔۔

"تمھیں کیا لگا تم میری نظروں سے اوجھل ہو جاؤ گی تو میں غافل ہو جاؤں گا تم سے اور تمھاری من مانا برداشت کروں۔توسن لو وہ کمزور سا ساحل شاہ نہیں ہوں میں اب باذل شاہ ہوں۔جس کی نس نس میں وحشت بھری ہوئی ہے۔اگر مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی نہ توسب کچھ مسمار کر دوں گا۔سنا تم نے۔۔" وہ غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا۔لمظ ابراہیم کو شدید خوف آنے لگا تھا بازل شاہ سے۔

"تم صرف میری ہو۔۔۔۔۔میری ہو۔۔۔۔میری ہو۔۔۔۔کیوں نہیں سمجھ آتا تمھیں۔۔۔"وہ ٹیبل اٹھا کر پٹکتے دھاڑا۔۔۔۔ٹیبل کا شیشہ چور چور ہوتا زمین پر بکھرے تھا۔۔۔

"میں کچھ نہیں جاتی تھی۔۔۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔" وہ کانوں پر ہاتھ رکھے رندھی آواز میں خلق کے بل چلائی۔۔۔

بازل شاہ نے غصے سے اپنی پستول نکال کر ایک ہاتھ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کرتے دوسرے ہاتھ میں پکڑی پستول اس کی دل پر رکھی۔۔۔لمظ نے حوف و خیرت سے اس کی سر بوٹی ہوتی

سنہری آنکھوں میں دیکھا جن سے اس وقت شولے برس رہے تھے۔۔ جو ہر چیز بھسم کر دینا چاہتے تھے۔

"اگر یہاں میرے سوا کوئی اور آیا تو اسے ساکن کرنے میں بازل شاہ ایک پل نہیں لگائے گا۔۔۔شادی کرنی ہے نہ تمھیں کسی اور سے تو ٹھیک ہے یہ دل نکال کر مجھے دے دو۔۔" وہ اس کے دل پر پستول کا دباؤ بڑھتے عجیب سے لہجے میں بولا لمظ ابراہیم کو اب بے تحاشہ خوف آیا تھا اس کے لہجے اس کے انداز سے۔۔۔اس کا ساحل ایسا کب تھا یہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔۔

اس نے ٹھیک کہا تھا وہ ساحل نہیں تھا۔۔۔یہ بازل شاہ تھا جس کی رگ رگ میں جنونیت دوڑ رہی تھی۔

"محبت میں اتنی سفاکی.." لمظ ابراہیم نے آنکھوں میں خیرت سموئے مدھم آواز میں کہا۔۔اس کی بات پر وہ دلفریبی سے مسکرایا۔۔۔

"محبت نہیں لمظ ابراہیم۔۔۔محبت نہیں ہے یہ۔۔۔۔کیا جان نہیں پائی کیا ہے یہ۔۔۔؟؟ وہ اس کے ہونٹ پر پستول کی نوک رکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں سرگوشی میں پوچھا۔۔لمظ ابراہیم نے لرزتے دل کے ساتھ سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔

" جنون ہو۔۔۔۔دیوانہ پن ہو وحشتِ دیوانگی ہو۔۔۔" وہ اس کی پستول کی نوک سے اس کے لبوں سے دل تک لکیر کھنچتا عجیب دیوانگی سے بولتا اس کی نازک سی جان ہوا کر گیا۔۔۔۔لمظ ابراہیم کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی۔۔۔۔دھڑکنیں بھی مدھم پڑنے لگیں۔۔

"پپ۔۔۔پلیز مم۔۔۔مجھے سانس۔۔۔" وہ پھولی سانسوں کے ساتھ کمزور سی مزاحمت کرتے بمشکل بولی۔۔۔

"کیا ہوا سانس نہیں آرہی۔۔۔" اس نے نامل انداز میں پوچھا۔۔اس نے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"مجھے بھی نہیں آرہی تھی جب اس چھچھوندر کے ساتھ تمھیں دیکھا تھا۔۔۔مجھے بھی شدید آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی جب اس نے تمھارا نام اپنے ساتھ جوڑا تھا۔۔۔میری بھی سانسیں اکھڑیں تھیں جب اس نے تمھارا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔" وہ اسے مزید اسے خود میں بھنچتا شدت بھرے لہجے میں بولا۔۔اس کی سفاکی پر لمظ ابراہیم کی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گرے۔۔

"شش۔۔۔مرمیڈ آنسو نہیں۔۔۔" وہ پستول واپس رکھتا اپنے پوروں سے آنسو چننے لگا۔۔

"انہیلر کہاں ہے۔۔۔" بازل شاہ کو اپنی زندگی پر شاید رحم آگیا تبھی نرمی سے دریافت کیا جو کھینچ کھینچ کر سانیس لیتی بری طرح سے نڈھال ہو رہی تھی۔۔

"گگ۔۔۔گھر۔۔۔" وہ بمشکل گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔۔

"ساتھ کیوں نہیں رکھا۔۔" وہ نرمی سے اس کے سکاف کو پن سے آزاد کرتا کچھ سخت ہوا۔۔۔لمظ ابراہیم کی سانسیں مزید رکیں۔۔۔پورو جود پسینے میں شرابور ہو گیا تھا۔۔

"گہرہ سانس لو۔۔۔" وہ نرمی سے اسے کی پیشانی پر آئے بال ہٹاتے بولا۔۔۔لمظ ابراہیم نے کوشش کی پر وہ نہیں لے پا رہی تھی۔۔ تبھی بے بسی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ تبھی بازل شاہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھاتے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے گہرا سانس بھرتے جھک گیا۔۔۔۔

لمظ ابراہیم نے شدت سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ لیا۔۔۔۔وہ اپنی سانسیں اسے دیتا اس کی سانسوں کو بحالی بخشنے لگا۔۔لمظ ابراہیم نے اس کے دہکتے لمس کو محسوس کرتے آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔۔دل کی دھڑکنیں جو کچھ پل پہلے مدھم ہوئیں تھیں ایک دھک دھک کرتی شور مچانے لگیں۔۔۔۔۔

بازل شاہ اپنی سانسیں اس سے بانٹتا بمشکل اس سے دور ہوا۔۔۔

اس کے دور ہونے پر وہ اس کے سینے پر سر رکھے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی بے حال ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔۔۔

"اب ٹھیک ہے۔۔" وہ نرمی سے اس کی پشت کو سہلاتے استفسار کرنے لگا۔۔لمظ ابراہیم اس کی کچھ دیر پہلے کی سفاکی یاد کر کے اسے دھکا دیتی دور ہوئی۔۔۔

"برے ہیں آپ۔۔۔۔بہت برے۔۔۔" وہ روتے ہوئے چلائی۔کتنا سنگ دل ہو گیا تھا وہ ہر بار اس کی سانسیں اکھٹر کر خود اسے سانسیں مہیا کر کے مہان بن جاتا تھا۔پھر ہر بار نئے سرے سے اس کی جان کو آتا۔وہ اس کے دوغلے پن سے شدید خائف ہوئی تھی۔

"میں کیسے کسی سے شادی کر سکتی ہوں جب ہمارا نکاح بچپن سے ہی ہو گیا ہے۔۔۔ تو کیسے کسی اور سے میری شادی ہو سکتی ہے۔۔" وہ ہنوز انداز میں چلاتی اس پر بے حد بڑا انکشاف کر گئی۔۔۔ اسے لگا اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں تحلیل ہو گیا۔۔۔۔ دل اتنی زور سے دھڑک اٹھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ گیا۔

" مر میڈ کیا کہا تم نے۔۔۔" وہ اسے شانوں سے تھام کر اپنے قریب کرتا بے قراری سے استفسار کرنے لگا۔۔۔ بے چینی نے اس کے پورے وجود کو اپنے گھیرے میں لیا تھا۔ اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہمارا نکاح ہوا تھا جب آپ پندرہ سال کے اور میں آٹھ سال کی تھی۔۔۔" لمظ ابراہیم نے امید سے پوچھا۔۔ کہ شاید اسے کچھ تو یاد ہو۔ بازل شاہ نے کرب سے آنکھیں میچ لیں وہ کیسے بتاتا اس جان لیوا حادثہ نے تو اس کی دنیا ہی اجاڑ دی تھی۔۔

" مجھے اپنی زندگی کے پانچ سال یاد نہیں مر میڈ۔۔" وہ بولتا کرب سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔۔ لمظ ابراہیم کو اس کی تکلیف اپنے وجود میں اترتی محسوس ہوئی۔ پر پھر ایکدم سے اسے کچھ یاد آیا تھا۔ آنکھوں میں پھر سے تپش اترا تھا۔

ر تمھاری

ہمت کیسے ہوئی میری ملکیت ہونے کے باوجود اس کتے کے ساتھ جانے کی۔" وہ ایک بار پھر سے بھڑک اٹھا تھا۔لمظ ابراہیم کی جان پھر سے خلق میں آئی تھی۔

"مم۔۔۔میں ڈر۔۔۔گئی تھی۔ مجھے لگا آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔وہ بمشکل نم لہجے میں بولتی اس کی آہنی گرفت میں بول پائی تھی۔باذل شاہ تنے اعصاب ڈھلے ہوئے تھے۔

"ششش۔۔۔کبھی نہیں تمھیں کبھی آزادی نہیں ملے گی میری جان۔۔۔اگر کبھی تم نے بھی چاہا تب بھی نہیں۔" وہ پورے حق سے شدت جنونیت سے اپنی بانہوں میں بھینچتے دیوانگی سے گویا ہوا۔اس کا استحقاق بھرا احصار پاتے اس کے گرد اپنے نازک بازوؤں کا حصار کرتے وہ سسک سسک کر رو دی۔ کتنا انتظار کیا تھا اس نے اس پل کا۔اور اس کے مل جانے پر اس بات کا حوف کے کہیں وہ اسے چھوڑ گیا تو۔

"اگر آپ مجھے چھوڑ دیتے تو میں مر جاتی شاہ۔۔۔مر جاتی.." وہ اس کے فراخ سینے میں سر پناہ ڈھونڈتی ہچکیوں میں بولی۔

" نہیں کبھی نہیں۔۔۔مر میڈ تم صرف میری ہو۔باذل شاہ کا جنون اس کی دیوانگی ہو میری زندگی۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔۔بہت زیادہ چاہیے ہو تم مجھے۔۔۔"

بازل شاہ نے اس کے بالوں پر بے تحاشا بوسے دیتے ہوئے واہانہ انداز میں گویا ہوتے۔ بازل شاہ نے اس کے عنابی لبوں پر جھکتے اسے ایک بار پھر سے خود میں جزب کیا تھا۔ اس کی شدت پر وہ تڑپ اٹھی ۔کیونکہ وہ اس کے استحقاق بھرے لمس کو برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔

دل کسی ڈھنکی کی مانند دھڑک رہا تھا۔ وہ پاگل ہوتی اس کے دہکتے لمس کو برداشت کرتی اب نڈھال ہونے لگی تھی۔ جو اس پر رحم کھانے پر آمادہ نظر نہیں آرہا تھا۔

جب اسے لگا کہ وہ سانس نہیں لے پا رہی تو وہ اس کے شانوں پر مکے مارنے لگی۔ جس پر وہ اس کا نازک سا ہاتھ تھام پر اپنی گردن میں ڈال گیا اور اس سے سانسیں بانٹنے لگا۔ جا پر وہ کچھ ہی پلوں میں پر سکون ہونے لگی۔

تبھی وہ اس کی سانسوں کو آزادی دینا اس کے سر سے اپنا سر ٹکا گیا۔ اس کی سانس بھی شدید پھول گئی تھی۔

وہ ابھی ایک دوسرے میں گم تھے کہ بازل شاہ کا فون رنگ ہوا۔

بازل شاہ نے لمظ ابراہیم کو اپنے حصار میں لیے فون ریسیو کیا تھا۔ دوسری جانب سے ملنے والی خبر پر وہ تیش زدہ ہوا۔ کال بند کرتے وہ واپس اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"میں آتا ہوں اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔" وہ کال بند کرتے لمظ ابراہیم کا ہاتھ تھامتا باہر کی جانب بڑھا ۔وہ اس کے ساتھ کھنچی چلی گئی۔

♥♥♥♥♥

کاشی پکی رپورٹ ہے تم نے اسے بازل شاہ کے ساتھ دیکھا ہے۔۔۔" صدام خان نے دریافت کیا۔۔

" سوٹکا سچ ہے سرکار میں نے اسے بازل شاہ کے ساتھ دیکھا ہے۔۔۔وہ وہی تھا اسے کون نہیں جانتا پکا وہی تھا۔۔ اور وہ اس لڑکی کو کھینچتا اپنے ساتھ لے جارہا تھا اور بہت غصے میں لگ رہا تھا۔۔" اس نے ساری بات تفصیل سے بتائی۔۔

" پتا لگاؤ کیا تعلق ہے اس کا بازل شاہ سے۔۔۔" وہ بنا جانے رسک نہیں لینا چاہتا تھا پہلے ہی وہ نقاب پوشوں نے اس کا جینا حرام کرر کھا تھا اور اب بازل شاہ سے دشمنی سیدھا عالم راؤ سے دشمنی ڈالنا تھا جو وہ بلکل افوڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔ کیونکہ ہر کوئی اس کے غصے اور غضب سے واقف تھا۔۔

" صدام مجھے فرق نہیں پڑتا اس کا جس کسی سے بھی تعلق ہو مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہے۔۔" جابر خان نے ہال میں داخل ہوتے اپنا فیصلہ سناتے تحکم بھرے انداز میں بولا۔۔۔

" بھائی آپ آن دونوں کو جانتے نہیں ہیں بلکہ پاگل ہیں۔۔۔اور وہ عالم راؤ تو ذرہ ذرہ سی بات پر سامنے والے کا جبڑا توڑ دیتا ہے۔۔" اسے وہ منظر یاد آیا جب اس کا مینجر اس کے پاس آفر لے کر گیا تھا۔۔۔اور اس کے منا کرنے کہ باوجود اس کے دوبارہ اسے بھیجنے پر وہ ٹوٹے جبڑے کے ساتھ واپس بھیجا گیا تھا۔۔وہ منظر یاد کرتے اس نے جھر جھری لی۔۔

" صدام خان مجھے مت سمجھاؤ۔۔" وہ طیش سے غرایا۔۔

" اور جاؤ تم لوگ جلدی ہی اسے لے کر آؤ۔۔۔" وہ چلایا۔۔

" جی سر کار۔۔" وہ سر ہم کرتے وہاں سے نکل گئے۔۔

صدام خان خاموشی سے وہاں سے نکل گیا۔۔

❤❤❤❤❤

"نو ۔۔۔نو پلیز ۔۔۔میرے پاس مت آنا ۔۔۔پلیز ۔۔۔دور ۔۔۔جان۔۔۔مجھے بچا لیں جان۔۔۔"وہ روتے ہوئے مسلسل چلا رہی تھی۔

"میم ۔۔۔پلیز یہ میں ہوں پلیز۔۔۔ آپ کو چوٹ لگ جائے گی۔" ماریہ کب سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی پر وہ کسی طور قابو نہیں آ رہی تھی۔

عالم راؤ کو کال بھی نہیں لگ رہی تھی۔۔ تبھی اس نے بازل شاہ کو کال لگائی اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا۔

"نہیں ۔۔۔جان ۔۔۔مجھے بچائیں۔۔۔وہ مار ڈالے گا۔۔۔مجھے۔۔۔لے جائے گا۔۔"

وہ ہزیانی ہوتی مسلسل چلا رہی تھی۔

" میم پلیز کوئی نہیں ہے یہاں ۔۔۔کوئی آپ کو لے کر نہیں جا رہا آپ ۔۔۔" وہ اس کام کرنے کی کوشش میں تھی پر سراسر ناکام ہو رہی تھی۔

"نہیں ۔۔۔پاس مت آنا۔۔۔ تم بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔۔۔۔مجھے نہیں رہنا یہاں۔۔۔۔دور ہو جاؤ۔" وہ ہنوز پینک ہو رہی تھی۔

تبھی بازل شاہ تیزی سے ہال میں داخل ہوا تھا جہاں اس کی نازک سی گڑیا ٹوٹی بکھری ہوئی تھی۔ بازل شاہ نئے سرے سے زخم زخم ہوا تھا۔ آخر کیا قصور تھا ان کا کیوں ان کی ہستیوں کو مسمار کر دیا گیا تھا۔ کیوں وہ برباد ہو گئے تھے۔

انہوں نے کیا بگاڑا تھا کسی کا اس کا بس چلتا تو وہ صدام خان کی ہستی کو مٹا دیتا جس نے اس کی بہن ریزہ ریزہ کر کے ٹکڑوں میں بکھر دیا تھا۔ جس نے اس کا بچپن چھین لیا تھا۔ پر وہ عالم راؤ کی وجہ سے چپ تھا ۔

لمظ ابراہیم نے اس نازک سی پری کو یوں بکھرے دیکھا تو پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

بازل شاہ خود پر ضبط کرتے اپنی معصوم بہن کی جانب بڑھا تھا۔ جس پر وہ خوف زدہ ہوتی چلانے لگی۔

"مت آنا میرے پاس۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے مت۔۔۔ لے کر جاؤ۔۔۔ جان۔" وہ روتے چلاتے عالم راؤ کو پکارنے لگی۔ بازل شاہ ایک جست میں اس تک پہنچتا اپنی نازک سی بہن اپنے سینے میں بھینچ گیا۔ وہ کسی کا حصار پاتے وحشت زدہ ہونے لگی۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔ آپ کو۔۔۔ اللہ کا واسطہ۔۔" وہ اس خود سے پرے دھکیلنے لگی۔

"بس بس بھائی کی جان۔۔۔" وہ اس کے الجھے بالوں میں انگلیاں چلاتے اپنی اذیت کو دباتے اسے کام کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ جو اس کے لیے انتہائی مشکل ہو رہا تھا۔

"چھوڑیں مم۔۔۔ مجھے وہ۔۔۔ آپ کو بھی مار دے۔۔۔ گا۔" وہ شاید کسی بات کو سمجھنے کے حال میں نہیں تھی۔

"شش۔۔۔ بھائی کچھ نہیں ہونے دے گا اب اپنی گڑیا کو۔۔۔ کوئی تکلیف نہیں دے پائے گا اب تمھیں بھائی کی جان۔" وہ ضبط سے اس اپنے سامنے کرتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے نرمی سے بولا۔ وہ

اس کے لمس میں اپنایت کا احساس پاتے وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی پر دل اب بھی خوف سے جھکڑا ہوا تھا

۔

تبھی وہ نازک سی جان حواس کھوتی بازل شاہ کی بانہوں میں جھول گئی۔بازل شاہ نے اذیت سے سرخ ہوتی آنکھیں میچیں تھیں۔

اس کے حواس کھونے پر لمظ ابراہیم بھی ہوش میں آتی تیزی سے اس کی جانب آئی۔

ماریہ ریان کو کال کرو۔۔" بازل شاہ ماریہ پر حکم صادر کرتے اسے اٹھائے اس کے روم کی جانب بڑھا

۔

اسے بیڈ پر ڈالتے وہ اس کے قریب چیئر رکھتے بیٹھ گیا تھا۔اپنی بہن کی تکلیف پر اندر سے پور پور تڑپتا نڈھال سا ہونے لگا تھا۔

وہ دو دن بعد اس کی برتھ ڈے پر اسے سرپرائز دینے والا تھا۔اسے بتانے والا تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے۔ پر شاید حقیقت کھلنا اسی طرح لکھا تھا۔اخر وہ کیوں اتنا آنجان رہا تھا اپنی بہن سے۔نا جانے کون کون سی ازیت اٹھائی تھی اس ننھی سی جان نے۔کہ آج وہ اس حال میں تھی۔اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چومتے اس کے ماتھے پر بوسے دیتا وہ اپنی بہن کی ازیت پر خود مر رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں تیزی سے روم میں داخل ہوا تھا۔

"بازی کیا ہوا بھی۔۔۔۔" ریان ملک اپنی میڈیکل کٹ کھولتے دریافت کرنے لگا۔پر بازل شاہ سے کچھ کہا ہی نہیں گیا تھا۔ تبھی اندر آتی ماریہ نے اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔
ریان ملک اس کا چیک اپ کرتے اسے انجیکشن لگانے لگا۔
" یہ کچھ ہی دیر میں ٹھیک ہو جائیں گی بازی ریلیکس۔۔۔" دو دن پہلے ہی اسے ہیزل اور بازل شاہ کے رشتے کے بارے میں پتہ چلا تھا کہ وہ دونوں بہن بھائی ہیں جس پر وہ بے انتہا خوش ہوا تھا اور یہ بازل شاہ کے لیے اچھا بھی تھا۔
"بازل شاہ ہیزل کی پیشانی پر بوسہ دیتے بنا کچھ کہے روم سے نکلا تھا۔ریان ملک نے لب بھینچے بازل شاہ کی پشت کو دیکھا تھا۔

💖💖💖💖💖

عالم راؤ جو کسی کام کے سلسلے شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا اس کے بارے میں کسی کو بھی پتہ چلتا تبھی وہ اپنا فون آف کر گیا تھا پر جو بات اسے پتہ چلی تھی اس کے حواس تک جھنجھلا گئے تھے۔
" سر لمظ میم اور بازل سر کا نکاح بچپن میں ہوا تھا۔اور ابراہیم کاظمی اور حیدر شاہ تب بزنس پارٹنر تھے جس میں سیونٹی پرسٹ حیدر شاہ یعنی بازل سر کے بابا کے شیئرز تھے اور تھرٹی پرسنٹ لمظ میم کے بابا ابراہیم کاظمی کے شیئرز تھے۔مرنے سے کچھ دن پہلے دونوں پارٹنرز کا آپس میں شدید جھگڑا ہوا تھا۔ ابراہیم کاظمی نے دھوکے سے حیدر شاہ کے سارے شیئرز اپنے نام کروا لیے تھے۔ جس پر حیدر شاہ نے انھیں کوٹ میں گھسیٹنے دھمکی بھی دی تھی پر دو دن بعد ہی ان کے گھر میں آگ لگ گئی۔تب بازل

سر گھر نہیں تھے پر جیسے ہی گھر پہنچے کچھ ہوا ان کے ساتھ جو معلوم نہیں ہو پایا اور ہیزل میم کو بھی وہاں سے پہلے ہی نکال کر لے جایا جا چکا تھا۔"

وہ اپنے حاص آدمی کی باتیں یاد کرتے شاید الجھا ہوا تھا۔ تو کیا ابراہیم کاظمی نے حیدر شاہ کے گھر آگ لگائی تھی یا کسی اور نے۔

اگر ابراہیم کاظمی نے ایسا کیا تھا تو ہیزل صدام خان کے پاس کیسے پہنچی تھی۔ اور بازل شاہ گھر کے بجائے سڑک سے خون کی لت پت اسے کیسے ملا تھا۔ اس پہلی کا جواب تو اسے ابراہیم کاظمی کے پاس جا کر ہی پتہ چلنا تھا۔ وہ یہ معملا پہلے خود دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ بازل شاہ شدید جذباتی قسم کا انسان تھا۔

جب تک وہ خود معملے کی طے تک نہیں پہنچ جاتا وہ اسے کچھ بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ اور سب سے بڑی بات لمظ ابراہیم۔۔۔ جس کے لیے عالم راؤ نے بازل شاہ کی آنکھوں میں ایک جنون دیکھا تھا۔ وہ کچھ بھی ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا جس سے اس کے بازی اس کے دوست کی زندگی میں پھر سے طوفان اتا۔

وہ جانِ عالم راؤ تھا جو ہر رشتہ پوری ایمانداری سے نبھاتا تھا چاہے وہ محبت ہو، دوستی ہو یا دشمنی اسے سب اچھے سے نبھانا آتی تھی۔

وہ بہت فراح سینے لیا پیدا ہوا تھا اسے اپنے ہر جان سے پیارے فرد کا درد اپنے سینے میں سمونا آتا تھا۔

زندگی نے اس کے لیے بھی کوئی پھولوں کی سیج نہیں تھی پر وہ کانٹوں پر چل کر انھیں روندنا سیکھ گیا تھا ۔وہ اپنے ہر درد کو خود میں دباتے سینا تان کر چلتا سوائے اپنے رب کے کسی کے سامنے عیاں نہیں ہوتا تھا۔وہ ایک ایسا راز تھا جس تک آج تک کوئی پہنچ نہیں پایا تھا۔

کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اسے جھکا سکے۔وہ اپنے اصولوں کا بادشاہ ہر چال اپنی مرضی سے چلتا تھا وہ سامنے والے کو صرف اتنا ہی جانے دیتا تھا جتنی وہ حدود قائم کرتا تھا۔

ہاں وہ اپنی پیاری مم کے بعد ہیزل وہ دوسری کڑکی تھی جسکو وہ بے انتہا چاہتا تھا۔پہلی بار وہ جب ہیزل سے ملا تھا تو وہ بھی ایک پلانگ تھی وہ ہیزل کے بارے میں سب جان گیا تھا کہ وہ بازل شاہ کی بہن ہے ۔جو بازل شاہ کو یاد تک نہیں تھی۔وہ صرف اسے صدام خان کے چنگل سے آزاد کروا کر اسے بازل شاہ کو سونپا چاہتا تھا پر وہ نہیں جانتا تھا وہ نازک سی سنہری پری اس کے عصاب پر اتنی بری طرح سے قابض ہو گی۔

ہیزل کا یاد آتے ہی عالم راؤ نے تیزی سے موبائل آن کیا۔موبائل آن ہوتے ہی ماریہ اور ریان ملک کی بہت سی مس کالز دیکھ کر اس کے کال بیک کرنے کی بجائے گاڑی کی رفتار میں اضافہ کیا تھا۔وہ گھر کے قریب ہی تھا تبھی دس منٹ کا راستہ تین چار منٹ میں طے کرتے وہ گاڑی پورچ میں روکتے تیزی سے اندر کی جانب بڑھا۔

ہال میں ہی اسے ریان ملک نظر آیا تھا۔

کیا ہوا ہے ریان۔" اس نے قریب آتے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

" جے۔۔۔ بھابھی کو پینک اٹیک ہوا ہے شاید کوئی ایسی چیز ان کے سامنے آئی ہے جس نے ان کی بری یادوں کو ٹریگر کیا ہے۔۔۔ بٹ اب وہ ٹھیک ہیں انھوں آرام کی ضرورت ہے۔

وہ تحمل سے گویا ہوا۔ پر اس کی بات سنتے ہی پاگل ہو اٹھا۔

" ریان سب کو یہاں بلاؤ۔۔۔۔" وہ غصے سے دھڑا اتھا۔ ریان ملک بوکھلایا تھا۔

پر اسے عالم راؤ کی بات پر عمل کرنا تھا ورنہ وہ بپھرے شیر اس کا ہی بھرکس نکال دیتا۔

کچھ ہی دیر میں تمام ملازمین کپکپاتی ٹانگوں کے ساتھ لائن میں کھڑے تھے۔

" یہاں کیا ہوا تھا اور کس کی وجہ سے ہیزل کی طبیعت خراب ہوئی۔" وہ غصے سے زخمی شیر کی مانند دھاڑا

۔

" سس۔۔۔ سر وہ میم ٹی وی۔۔۔ دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔ میں میم کے کہنے پر میم کے لیے اپیل پائے تیار کر رہی تھی۔ تت۔۔۔ تو ایکدم سے میم۔۔۔ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ وہ ٹی وی کو دد۔۔۔ دیکھ کر ڈر رہیں تھیں تو میں نے بند۔۔۔ کر دیا پر پھر بھی وہ پینک ہو رہیں تھیں تو۔۔۔۔ میں نے ماریہ کو بتایا۔ پر وہ کسی۔۔۔ طور بھی کام نہیں ہو۔۔۔ رہیں تھیں۔۔۔" جینی جیسے آج صبح ہی سپیشل ہیزل کے لیے اپوائنٹ کیا تھا اس نے ڈرتے ڈرتے ساری بات بتائی۔

عالم راؤ نے تنے اعصاب کے ساتھ سنا تھا۔

"سر میں نے آپ کو کال بھی کی تھی بٹ آپ کا نمبر پاورڈ آف آرہا تھا۔تو میں نے بازل سر کو کال کی ۔اور انھیں بلالیا۔"ماریہ نے بھی کسی مجرم کی طرح سر جھکائے مطلع کیا تھا۔
وہ بنا کسی سے بھی کہے اندر اپنی جاناں کی جانب بڑھا۔کیونکہ اسے اس میں کسی کی بھی غلطی نظر نہیں آئی تھی۔اور وہ ان لوگوں میں سے بلکل بھی نہیں تھا جو ملازمین پر بے جا اپنا رعب چلتے۔
وہ روم میں آیا تو سامنے ہی وہ نازک سی سنہری آنکھوں والی گڑیا نڈھال سی آنکھیں موندے پڑی تھی ۔

💖💖💖💖💖

سرخ و سپید رنگت میں زردیاں گھلی ہوئیں تھیں اب صبح ہی تو وہ اسے سلامت چھوڑ کر گیا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا اس کی زرہ سی لاپرواہی اس نازک سی پری کے سارے رنگ چھین لے گی۔
وہ اس کے قریب ہی دراز ہوتا اس کے نازک سے وجود کو اپنے حصار میں لیتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے اس کی چھوٹی سی پیشانی پر اپنا لمس مہکاتے اسے خود میں بھینچ گیا۔
"بہت جلد میری جان آپ کے مجرم کو بہت بھیانک سزا دوں گا۔کہ اس کی روح کانپ اٹھے گی۔"وہ مدھم آواز میں سرگوشی میں بولا۔
صدام خان ابھی تک زندہ تھا تو کسی مقصد کے تحت۔پر اب اس کا بھی وقت آگیا تھا۔
بہت سے راز کھلنے کا وقت آگیا تھا۔

وہ اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکاتے آنکھوں موند گیا۔ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ پری کسمسانے لگی ۔اور پھر خوف کے مارے عالم راؤ کی پناہوں میں سمٹنے لگی۔

" وو۔۔۔وہ مم۔۔۔مار دے گا۔۔۔مجھے۔۔۔۔مم۔۔۔مجھے بچالیں۔۔۔" وہ آنکھیں موندے ہی آنسو بہاتی خوف کے مارے بڑبڑاتی اس کے سینے میں چھپنے لگی۔

"ششش۔۔۔جانِ جانان میں ہوں آپ کے پاس کوئی آپ کو مجھ سے چھین نہیں سکتا۔۔کوئی میرے ہوتے آپ کو تکلیف تو دور کی بات آپ تک پہنچ بھی نہیں سکتا۔" وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے اس کی نم آنکھوں پر پر شدت بوسے دیتے جنونیت سے بولا۔وہ حواس میں لوٹی تھی۔عالم راؤ کو اپنے سامنے دیکھتی اس کے سینے سے لگی دھاڑے مار مار کر رو دی۔

"میں مرتی کیوں نہیں جان۔۔۔میں مر کیوں نہیں جاتی۔۔وہ بہت برا ہے جان اگر اس نے آپ کو کچھ کر دیا تو کیا کروں گی میں۔۔۔۔میں جانتی ہوں اس نے انابی کو بھی مار دیا ہے جان۔۔۔مار دیا ہے۔۔۔۔آپ۔۔۔۔اپ۔۔۔۔دور ہو جائیں۔۔۔وہ آپ کو بھی مار دے گا۔۔۔۔۔۔" وہ اسے خود سے دور دھکیلی پھر سے پینک ہونے لگی تھی۔

عالم راؤ نے تکلیف سے آنکھیں میچیں تھیں۔

" جانِ جاناں ۔۔۔ مت دیں تکلیف خود کو نہیں مار سکتا کوئی بھی آپ کے جان کو سوائے اس پاک پروردگار کی ذات کے ۔۔۔ کوئی نہیں مار سکتا۔۔" وہ اسے اپنے حصار میں قابو کرتا الفت و دیوانگی سے گویا ہوا تھا۔ پر وہ سن کہاں رہی تھی۔

" جان ۔۔۔ آپ ۔۔۔ ایسا کریں مجھے مار دیں ۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا پھر ۔۔" وہ حواس باختگی سے عالم راؤ کے ہاتھ تھامتے اپنی گردن پر رکھتی بولتی عالم راؤ کو کوئی دیوانی ہی لگی۔ عالم راؤ کی بس ہوئی تھی ۔ تبھی اسے اپنی طرف کھینچتا اس کی بولتی بند کروا گیا۔

ہیزل جو اس حملے کے لیے تیار نہ تھی تڑپ اٹھی جس پر وہ اسے مزید خود میں بھینچتے اپنے سینے پر گرا گیا۔ اس کی دہکتی گرفت پر وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اسے خود سے دور کرتے لگی پر وہ اب مائل کہاں تھا۔ ہیزل کو لگا جیسے اس کا پور پور جل اٹھا ہو۔

سانسیں تھمنے لگی تھیں پر وہ تھا کہ آزادی دینے کو تیار ہی نہ تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اس پر رحم کھاتے اس کے پنکھڑیوں سے لبوں کو آزادی دیتے اس کی گردن پر جھکا گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔ ہیزل بمشکل سانسوں کی ڈوری تھامتے اپنا سانس بحال کرنے لگی ۔ پر اس عالم راؤ کی گہری سانسیں اپنی شہ رگ پر محسوس کرتی پھر سے سانس روک گئی۔

"جج ۔۔۔ جان پلیز ۔۔" اس کا دہکتا لمس اپنی کان کی لو پر محسوس کرتے وہ بمشکل بولی۔

" جانِ جانم عاشقی۔۔۔بہت شوق ہے نہ عالم راؤ کی جان کو آنے کا تو آج عالم راؤ ہیزل حیدر شاہ کی جان کو آجائے گا۔" وہ اس وارفتگی سے اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا ہیزل کی جان ہوا کر گیا۔ایک ہاتھ سے اسے حصار میں لیے دوسرے ہاتھ سے ریموٹ اٹھا کر کمرے کی لائٹ مدھم کر گیا۔

جان تو تک ہوا ہوئی جب وہ اس کا سر تکیے پر رکھتے۔اس بے رحم نے اس دل کے مقام پر جھکتے ہیزل کی طوفان اٹھاتی دھڑکنوں پر اپنا دہکتا لمس چھوڑا۔وہ بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپتی بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔پورے وجود میں جیسے برقی لہریں اٹھیں تھی جو ناقابلِ برداشت ہوئیں تھیں۔عالم راؤ نے اپنی سرخ ہوتی خمار آلودہ نظروں سے اس سنہری گڑیا کو دیکھا تھا جس کے کچھ دیر پہلے والے زرد رخسار اب اس کی قربت پر دہک رہے تھے۔

جیسے دیکھتے عالم راؤ کے جذبات میں مزید طغیانی آئی تھی۔وہ واہیانہ انداز میں جھکتا اس کے دہکتے رخساروں پر اپنا لمس چھوڑتے ہیزل کو مزید سرخیاں میں گھول گیا۔

" آئی لو یو جانِ جاناں۔۔۔" وہ مدہوش لہجے میں مدھم سرگوشی میں اس کی سماعت میں گھولتے اس کی کنپٹی پر اپنا لمس مہکا گیا۔

اس کی جان لیوا سرگوشی پر ہیزل نے بمشکل اپنی بند ہوئی آنکھوں کھولیں تھی۔

اس کی آنکھوں میں اپنی کھلے اپنے قرب کا حمار دیکھا عالم راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

وہ نرمی سے اس کے مخروطی ہاتھ کو تھامتے اس کی انگلیوں کے پوروں کو اپنے لبوں سے چھوتے پھر سے اس کی حالت غیر کرنے لگا۔

وہ ابھی مزید آگے نہیں بڑھنا چاہتا تھا کیونکہ وہ عالم راؤ کی شدتیں سہنے کو بہت چھوٹی اور نازک سی تھی پر وہ اسے کہیں کا چھوڑ کہاں رہی تھی۔ اس کی مہکتی قربت میں دو دی کسی عذاب کی طرف عالم راؤ ہر نازل ہو رہی تھی۔

"جانِ جاناں کہیں کا نہیں چھوڑیں گی آپ عالم راؤ کو۔" وہ مدھم روشنی میں اس کے چاندنی سے سراپا کو دیکھتا بے بسی سے گویا ہوا تھا۔

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی رخ موڑ کر گہرے گہرے سانس بھرتی اپنا سانس بحال کرنے لگی۔ پر وہ اس کی پچھلی گردن سے بال ہٹاتے اپنے لمس سے پھر سے اس کی سانسیں سینے میں ہی اٹکانے لگا۔ شاید آج وہ اس کی جان لے کر ہی ماننے والا تھا۔

"جان۔۔۔ پلیز۔۔۔ مت کریں۔۔۔ مجھے سانس۔۔۔ نہیں آ رہا۔" وہ واپس اس کی جانب مڑتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اب رو دی تھی۔ آخر وہ نازک جان کب تک اس کی شدتیں سہنے کرتی۔

"ششش۔۔۔ کچھ نہیں کر رہا اب بس رونا نہیں اب بہت رو لیا آج آپ نے۔" وہ اسے نرمی سے اس کا سر اپنے سینے پر رکھتا گویا ہوا۔ وہ بھی پرسکون ہوتی آنکھیں موند گئی۔ پر پھر کچھ یاد آنے پر پٹ سے آنکھیں کھولیں۔

"جان۔۔"ہیزل نے پکارا تھا۔

"جی میری جان۔"اس کے طرزِ تخاطب پر وہ سرخ ہوئی۔

"جان وہ بازل بھائی میرے بھائی ہیں۔۔۔۔یہ سچ ہیں نہ جان" وہ تیزی سے اس سے دور ہوتی بیڈ سے اتری تھی۔

"ہاں یہ سچ ہے اور لمظ ابراہیم تمھاری بھابھی۔۔"وہ سکون سے بولتا ہیزل کو ایک اور جھٹکا دے گیا۔

"جان مجھے اپنے بھیو سے ملنا ہے۔۔"وہ تیزی سے اپنا دوپٹہ بیڈ سے اٹھاتی باہر بھاگی تھی پر دو قدم پر ہی وہ چکرا کر لڑکھڑائی تھی پر اس سے پہلے کہ وہ گرتی عالم راؤ اسے تھام گیا تھا۔

"دھیان سے جاناں۔۔"وہ احتیاط سے اسے بانہوں میں بھرے بیڈ پر ڈال گیا۔

"پر جان مجھے بھیو سے ملنا ہے۔"وہ نم لہجے میں بولتی سسکی تھی۔اخر وہ کیسے صبر کرتی بارہ سال بعد اسے کوئی اپنا ملا تھا تو کیسے وہ اس سے دور رہ سکتی تھی۔

"چپ رونا نہیں میں ابھی بھلاتا ہوں آپ کے بھیو کو میری جان۔۔"وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے نرمی سے بولا۔

"تو جلدی بلائیں نہ جان۔"وہ بے صبری سے بولی تھی۔عالم راؤ نے اثبات میں سر ہلاتے انٹرکام سے بازل شاہ کو بلانے کا کہا تھا۔

💖💖💖💖💖

تو نے سمجھا ہی نہیں شوق کا عالم ورنہ

ہم دل و جاں سے ترا صدقہ اتارا کرتے

ہم ت ــــــ رے ہاتھ پہ لکھ لیتے مق ـ در اپن ــ ا

ہم تری آنکھ سے دنیا کو سنوارا کرتے

ہم کو ملتی تری دھلیز کی سوغات اگر

خاک کو چومتے ماتھے کا ستارا کرتے -!

لمظ ابراہیم سے برداشت نہیں ہوا تھا اپنے ساحل کو بکھرا ہوا دیکھ تبھی وہ اس کے قریب آئی تھی۔

"شاہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔" وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ملائمت سے بولی۔ جس پر وہ بکھرتا کی کمر کے گرد اپنا حصار بناتے اپنا چہرہ اس کے پہلو میں چھپاتے سسک اٹھا۔

"کیوں سب بھول گیا میں۔۔۔ کیوں مجھے سب یاد نہیں آتا لمظ۔۔۔اس طرح مر جاؤں گا میں۔ اپنی بہن کی حالت کا ذمہ دار میں ہوں کاش مجھے کچھ نہیں بولتا تو آج میری گڑیا اس تکلیف سے نہیں گزر رہی ہوتی۔ میں بہت برا ہوں۔

تمھیں بھی تو تکلیف دی نہ۔۔۔وہ زخمی لہجے میں بولتا لمظ ابراہیم کو بھی تکلیف سے دوچار کر گیا۔ وہ دیوانی کہاں اپنے ساحل کو تکلیف میں دیکھ سکتی تھی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا شاہ۔۔ آپ خود کو اس طرح تکلیف نہ دیں۔" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے الفت سے بولی۔ بازل شاہ نے اس سیاہ کتھائیں آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا جو نا جانے خود کتنی

بکھری ہوئی تھی پر اسے سمٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بازل شاہ نے نرمی سے اس کے پہلو پر لب رکھے ۔تو اس اچانک ہوئی واردات پر تڑپ اٹھی۔

وہ جابجا اس کے پہلو پر اپنا لمس مہکاتے لمظ کو پاگل کر رہا تھا وہ اپنی ٹاپ کے اوپر سے بھی بازل شاہ کے دہکتے لبوں کا لمس محسوس کر رہی تھی۔۔

"شاہ.." وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ کسی برے سایے کی مانند اس سے چمٹ کیا گیا۔ اس پکار پر وہ اسے خود سے آزاد کر گیا۔ پر اس سے پہلے کہ وہ اس سے دور جاتی وہ کھڑا ہوتا ایک جھٹکے میں اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔

"شاہ پلیز مجھے گھر جانا ہے ڈیڈ غصہ ہوں گے۔۔" وہ مزاحمت کرتی بولی تھی۔

"کوئی کچھ نہیں کہے گا جانِ شاہ۔ تم میری ہو اور میرے پاس ہو۔ اپنے شوہر کے پاس۔۔" وہ اسے مزید خود میں بھیجتے دیوانگی و وارفتگی سے بولا۔

" شاہ بیوی نہیں منکوحہ ۔۔۔اب چھوڑیں مجھے گھر جانا ہے ۔۔" وہ بولتی اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"تو کیا تم چاہتی ہو مرمیڈ کہ بازل شاہ تمھاری سانسوں میں اتر جائے۔ تمھیں اپنی روح میں بسا لے اور اپنی بیوی کے مقام پر فائز کر دے۔" وہ اس کی بات پر اپنے فائدے کے لیے استعمال کرتا واہیانہ

نظروں سے اس کی دلکشی کو دیکھتے گویا ہوا۔ وہ اس کی مجنوبانہ نظریں خود پر محسوس کرتے خود میں سمٹی تھی۔ اور اس کی باتوں پر سر تا پاؤں گلال میں نہا گئی۔

"نن۔۔۔ نہیں شاہ مجھے جانے دیں۔۔ پلیز۔۔ سچ میں مشکل ہو جائے گی۔" وہ اپنی دھڑکنوں کی طغیانی کو سمیٹتے بمشکل بولی تھی۔

"مشکل تو سچ میں ہو گئی ہے میرے جنون۔" وہ مخمور لہجے میں سرگوشی کرتا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے بولا۔ لمظ کے پورے وجود میں سنسنی سی پھیل گئی۔"

" آپ ایسے کیوں ہو رہے ہیں شاہ۔۔" وہ روہنسا ہوئی تھی۔ اس کی بے خودی پر جو اس کی جان نکال رہا تھا۔

"تم ایسا کیوں کرتی ہو مرمیڈ۔۔" وہ ہنوز انداز میں اس کے نچلے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے چھوتے بولا۔ اس کی حرکت پر لمظ کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرزا تھا۔

"مم۔۔۔ میں نے کیا کیا۔۔۔" وہ بمشکل اپنے لبوں کو جنبش دے پائی تھی۔

" تمھیں کس نے کہا اس بنجارے کو اپنے سحر میں جکڑ کر اسے اپنے گرد طواف کرنے پر مجبور کرو۔۔۔ ویسے کونسا منتر پھونکتی ہو مرمیڈ۔۔"

وہ نرمی سے اس کے بال کی لٹ اس کی پیشانی سے ہٹاتے سارے الزام اس پر دھرتا خود بری الزمہ ہو گیا۔ لمظ ابراہیم کا مارے خیرت کے منہ کھل گیا۔

"آہ۔۔۔کتنے کورے ہیں آپ مسٹر ساحل شاہ۔۔۔"وہ اسے گھورتی گویا ہوئی۔

"ششش ڈونٹ کال ساحل شاہ۔۔۔ایم بازل شاہ اوکے مائے لیڈی۔"وہ اس کے لبوں پر انگشت کی انگلی رکھتے درشتی سے گویا ہوا۔لمظ ابراہیم کے وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی تھی۔

"شاہ مجھے گھر جانا ہے پلیز۔۔۔"وہ نظریں جھکائے بولی تھی۔

"اتنی جلدی کیا ہے میرے جنون۔۔"وہ شاید اسے خود سے دور جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔وہ خمار آلودہ لہجے میں بولتا اس کی کنپٹی پر اپنا لمس چھوڑتے اسے گلال کر گیا۔

"چلو آجاؤ۔۔"وہ اسے لیے باہر کی جانب بڑھا۔

ماریہ جو بازل شاہ کو بلانے آئی تھی اسے لمظ ابراہیم کے ساتھ باہر جاتا دیکھ عالم راؤ کے روم کی جانب اسے اطلاع دینے کے لیے بڑی۔

"وہ کیساری ایکٹ کرے گی جب اسے معلوم ہو گا کہ اس کا ایک بھائی بھی اس دنیا میں ہے جب وہ پورے حواس میں مجھ سے ملے گی لمظ تو تم نہیں جانتی میرے دل کی کیفیت کیا ہو گی۔"وہ کتنا خوش تھا اس کے چہرے سے صاف محسوس ہو رہا تھا۔

"آپ خوش ہیں شاہ۔۔۔"وہ اس کے خوشی چھلکتے لہجے میں چہرہ کو دیکھتے متبسم لہجے میں مطلع کر رہی تھی۔

ٹی سی گڑیا اور تم بھی مل گئی مجھے

سے ڈرائیور کرتے اس کا مخروطی ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگاتے مسرور سے انداز میں گویا ہوا۔
کچھ ہی دیر میں وہ کاظمی ہاؤس کے سامنے تھے۔
"لمظ تم ابھی گھر جا کر میرے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔۔ کہ میں ساحل ہوں۔۔" اس نے سپاٹ لہجے میں تاکید کی اس کی بات پر وہ الجھی۔۔۔
"تو میں کیا بتاؤں گی گھر کہ میں کس کے ساتھ تھی اور کس حق سے۔۔۔" وہ بری طرح ہرٹ ہوئی تھی اس کے پل پل رنگ بدلنے پر۔۔۔ کیا اسے اچھا نہیں لگا تھا ان کہ نکاح کے بارے میں جان کر۔۔۔ وہ فوراً بدگماں ہوئی تھی۔
"تم بس کہنا بازل شاہ نے کہا ہے کہ تم بس میری ہو۔۔۔ صرف میری۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتے اس کی مخروطی انگلیاں اپنی اپنی آہنی انگلیاں الجھاتے عجیب سے لہجے میں بولا۔۔۔ لمظ ابراہیم کو لگا وہ اس شخص کو اس وقت تو بلکل نہیں سمجھ پائے گئی تبھی اس کے ہاتھ سے ہاتھ کھینچتے تیزی سے گاڑی سے نکلتی آفندی ہاؤس میں بڑھ گئی۔۔
عجیب انسان تھا ابھی کچھ دیر پہلے کیسے اس پر خوشی جتا رہا تھا کہ وہ خوش ہے اپنا جنون اس پر انڈھلتا اسے پاگل کر رہا تھا پر اب پھر سے یکلخت سرد۔

یونہی رنجشوں میں گزر گئے...!

کبھی وہ خفا...! کبھی میں خفا...!

چاہتوں کے موڑ پر کبھی وہ رکا...!

کبھی میں رکا...!

وہی راستے...!وہی منزلیں...!

نا اسے خبر...!

نا مجھے پتہ...!

اپنی اپنی انا میں گم

کبھی وہ جدا...!

کبھی میں جدا...!

💖💖💖💖💖

سیف کو بازل شاہ کے آدمی جب زخمی آفندی ہاؤس چھوڑنے آئے تو ابراہیم آفندی اور سبرینہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔

"کون ہو تم لوگ اور کیا ہوا اسے۔۔" وہ تو سیف کی حالت دیکھ کر ہی بکھلا گئے تھے۔۔۔

"ان کا یہ حال ہمارے بوس نے کیا ہے اور آپ لوگوں کے لیے ایک پیغام بھی بھیجا ہے۔۔ کہ اس کے لیے اچھا ہو گا اگر یہ لمظ بھابھی سے دور رہے گا۔۔۔ ورنہ ایک پل نہیں لگے گا اسے اس دنیا سے رخصت کرنے میں۔۔۔" وہ اسے صوفے پر پھینکنے کے انداز میں ڈالتے وہاں سے جانے لگے۔۔

" رکو کون ہو تم لوگ اور کون بوس ہے تمھارا۔۔ اور میری بیٹی کہاں ہے۔" انھوں نے غصے سے استفسار کیا۔۔۔

" ہمیں جو کہا گیا ہے ہمارا کام ہو گیا۔۔" وہ کہتے وہاں سے نکل گئے۔۔ وہ غصے سے پیچ و تاب کھا کر رہ گئے۔۔۔

انھوں نے گھر میں ہی ڈاکٹر کو بلا کر اس کا ٹریٹمنٹ کروایا۔۔۔ اب وہ بے صبری سے لمظ کا انتظار کر رہے تھے۔۔

تبھی ان کا انتظار ختم ہوا اور وہ لاؤنج میں سر جھکائے داخل ہوئی۔۔۔ اسے آتا دیکھتے ہی وہ اس کی جانب لپکے۔۔۔۔

" کہاں تھی تم اور کون تھا وہ جس نے سیف کا یہ حال کیا۔۔۔" انھوں نے لمظ ابراہیم کا بازو دبوچ کر خفگی سے دریافت کیا۔ تو وہ سسک کر رو گئی۔

"میں پہلی ہی جانتی تھی ابراہیم کہ لڑکی ہماری ناک کٹوا کر ہی دم لے گی۔ ارے اب ہم کیا کریں گے اگر نیازی صاحب کو پتا چلا اور انھوں نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھا تو۔ ہم تو برباد ہو جائیں گے۔۔"

سبرینہ تو صدا تیلی لگانے میں ماہر تھی۔ بھلا اب کیسے پیچھے رہتی تبھی ایک بار پھر سے ان کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس بار تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وہ زمین بھوس ہوئی تھی۔ کچھ دیر کے لیے دماغ سن سا ہو گیا تھا۔

دل میں شدید درد سا اٹھا تھا۔ سانسوں کی روانی ساکت ہوئی تھی۔

" خبر دار جو اب باہر نکلی تو ٹانگوں توڑ دوں گی میں تمھاری۔" وہ تیش سے کہتے وہاں سے نکل گئے۔ سبرینہ بھی ایک تمسخر اخیز نظر بمشکل سانس لیتی لمظ پر نظر ڈالے وہاں سے نکلی۔

"ہنہہ۔۔۔ڈرامے۔" وہ جاتے ہوئے بھی باز نہ ائی۔

پیچھے وہ اپنا انہیلر نکال کر اسے منہ سے لگاتی اس کی دوا اپنا حلق میں انڈھلتی۔ اسے زمین پر پٹکتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اخر کیوں اس کی زندگی میں خوشیاں کی عمر اتنی کم ہوتی تھی۔

آپکے دل سے اتـــــــرجاتے، کنارا کرتے

آپ مبہم ســــاگـــــرایک اشارہ کرتے

ہم نے دیکھی ھے جدائی میں وہ لذت کہ ہمیں

کرنا پڑتا تو یہی ہجـــردوبارہ کرتے

کس اذّیت میں ہمیں آپ نے چھوڑا تنہا

دوست ہوتے تو بھلا ایسے کنارہ کرتے

تشنگی لب پہ لیے ڈوبتے اس دریا میں
آپ ساحل پہ کھڑے ہوتے، نظارہ کرتے,
ہم تو شامل ہی نہیں حرفِ دعا میں تیرے
کیوں ترا ہاتھ بھی ہاتھوں میں گوارا کرتے
مسکراتی ہوئی آنکھوں کے مقابل بازی
جیت جاتے کبھی ہم اور کبھی ہارا کرتے
تو نے سمجھا ہی نہیں شوق کا عالم ورنہ
ہم دل و جاں سے ترا صدقہ اتارا کرتے
ہم تیرے ہاتھ پہ لکھ لیتے مقدر اپنا
ہم تری آنکھ سے دنیا کو سنوارا کرتے
ہم کو ملتی تری دھلیز کی سوغات اگر
خاک کو چومتے ماتھے کا ستارا کرتے-!

"جان وہ کیوں نہیں آرہے۔۔۔"ہیزل بے چینی سے بازل شاہ کا انتظار کرتے اب سسکنے لگی تھی۔عالم راؤ نے لب بھینچتے بازل شاہ کو کال لگا جو فورا ریسیو ہوئی تھی۔

"ہاں جان ہیزل ٹھیک ہے نہ۔۔۔" باذل شاہ جو گھر کی طرف ہی آ رہا تھا عالم راؤ کی آتی کال فوراً رسیو کرتے ہی فکر مندی سے پوچھا۔

"ہاں وہ ٹھیک ہیں تم گھر جلدی آؤ بازی۔۔" وہ کہتے فون کاٹ گیا۔

ایک نظر ہیزل پر ڈالی جو اب بھی سوں سوں کرتی اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"اتنے آنسو لاتی کہاں سے ہیں آپ میری جان۔" وہ اس کی کمر میں بازو حائل کرتے نرمی سے اس کے آنسو اپنے پوروں پر چنتا بولا تھا۔ وہ اس کی بات پر اس کی شرٹ پر ناک رگڑتی اپنے غصے کا اظہار کرنے لگی۔

"جان آپ اچھے نہیں میں بھیو سے آپ کی شکایت کروں گی۔۔۔" وہ اسے دھمکانے لگی۔ عالم راؤ نے آنکھیں چھوٹی کرتے اپنی معصوم گولڈن ڈول کی دھمکی دیتے پنکھڑیوں سے لبوں کو دیکھا۔

"تو ٹھیک ہے پھر آپ بتائیں اپنے بھیو کو آنا تو آپ کو میرے پاس ہی ہے نہ پھر آپ بھی سزا کے لیے تیار رہیے گا جاناں۔" وہ معنی خیز نظروں سے اس کے بلائی لب کو انگوٹھے سے سہلاتے بولا۔ اس کی کھردری انگلی کا دہکتا لمس اپنے لبوں پر محسوس کرتے ہیزل کے وجود نے جھرجھری سی لی۔

"جان۔۔۔ آپ کتنے گندے ہیں۔ ہر وقت مجھے ڈراتے رہتے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ اپنے لب سے ہٹانے کو تھام کر زرہ پرے کھستے ہوئے بولی۔

"آں ہاں۔۔۔ اچھا تو میری جانم کو ڈر لگتا ہے مجھ سے۔۔" وہ زدہ خیرانی چہرے پر سجاتے بولا۔

"جی ۔۔۔ اور آپ اچھے شوہر بھی نہیں ہیں ۔" وہ بری چالاکی سے مزید پرے ہوتی منہ بنا بولی تھی ۔ عالم راؤ کی پوری نظریں تھی اپنی جانم پر۔

"وہ کیوں ۔۔۔ ایسا کیا کر دیا اب آپ کے جان نے ۔" وہ ایک ہی جھٹکے میں واپس سے سارے فاصلہ مٹا گیا ہیزل کا ننھا سا دل دھل سا گیا۔ اس اچانک افتاد پر۔

"جان ۔۔۔" وہ بے ساخت اس کا نام پکار بیٹھی ۔"

"جانِ جہاں حکم ۔۔۔" وہ اس کے رخسار پر اپنے دہکتے لب رکھتے خمار آلودہ نظروں سے اسے نہارتا سرگوشی میں بولا۔

اس کی سرگوشی اور طرزِ تخاطب پر دل یکبارگی سے دھڑکا تھا۔ پورے وجود کا خون جیسے چہرے پر آگیا تھا۔

"آپ مجھے کہیں لے کر نہیں گئے ۔۔" وہ اپنے خشک پڑتے لبوں کو زبان سے تر کرتے بمشکل بولی تھی ۔ اس کے ایسا کرنے پر عالم راؤ کی آنکھوں میں خمار اترا تھا۔

"کہاں جانا ہے ۔" وہ بغور اس کے ایک ایک نقوش کو نہارتے بولا تھا جو بے حد دلکشی لیے اسکی بانہوں میں تھی ۔

"مجھے نہ سی ویو دیکھنا ہے جان پر تک جب وہاں کوئی بھی نہ ہو ۔ مجھے ڈر لگتا ہے جان پر مجھے دیکھنا بھی ہے ۔" وہ اس سے فرمائشیں کرتی اپنا ڈر بھی بیان کر رہی تھی ۔

"جیسا میری جاناں چاہیں گی ویسا ہی ہو گا۔" وہ اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگاتے گویا ہوا۔

"جان آپ کو پتہ ہے وہ تانیہ اور فاہد بہت گندے تھے بہت زیادہ ہرٹ کرتے تھے مجھے۔ میرے بال بھی کھینچتے تھے اور وہ فاہد مجھے بیڈ ٹچ بھی کرتا تھا۔ میں بہت روتی تھی جان پر وہ مجھے نہیں چھوڑتے تھے۔ مجھے اب کبھی وہاں نہیں جانا جان۔۔۔ آپ مجھے چھپا لینا۔ مجھے باہر بھی نہیں جانا۔۔ ورنہ وہ پھر سے آ جائے گا۔۔" وہ جیسے جیسے بول رہی تھی عالم راؤ کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔ یہ تو طے تھا کہ اب تانیہ اور فاہد کا انجام بہت برا ہونے والا تھا۔ وہ اپنے ڈر اس سے کہتی اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش میں تھی۔ عالم راؤ نے بھی سختی سے اسے خود میں بھینچا تھا۔

جانِ عالم نے محسوس کیا تھا وہ جب بھی خوف زدہ ہوتی تھی اس کی پناہوں کو تلاشتی تھی اس میں چھپنے کی کوشش کرتی تھی شاید اسے یہ ایک پناہ گاہ دنیا میں سب سے محفوظ لگتی تھی۔

ابھی کچھ پل ہی گزرے تھے کہ روم کا ڈور ناک ہوا تھا۔ عالم راؤ نے نرمی سے اسے خود سے الگ کرتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ اور ریموٹ اٹھا کر ڈور ان لاک کیا تھا۔ ٹک کی آواز ڈور کھلا تھا۔ اور بازل شاہ اندر آیا تھا۔ جیسے آتا دیکھ ہیزل اس کی جانب لپکی تھی بازل شاہ نے بھی آگے بڑھ کر ہیزل کو اپنے حصار میں لیا تھا۔ عالم راؤ نے بمشکل خود پر کنٹرول کیا تھا۔ جانے کیوں وہ اتنا پزیسو ہو رہا تھا کہ اس کا اپنے بھائی کے گلے لگنا بھی اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"ہیزل بھائی کی جان۔۔۔میری گڑیا۔۔" وہ نرمی سے اس کے بال سہلاتے محبت سے بولا۔۔جو ایک بار پھر سے زاروقطار رونے لگی تھی۔عالم راؤ نے اب پھر سے اپنی زندگی کا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا تبھی روم سے نکلتا چلا گیا۔

" آپ کہاں چلے گئے تھے بھیو مجھے اکیلا اس ظالم دینا میں چھوڑ کر۔۔سب بہت برے تھے۔۔۔بہت ستایا مجھے بھیو۔۔۔بہت ہرٹ بھی کیا سب نے۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔کوئی بھی میرے پاس نہیں تھا ۔اب ہیزل کو اکیلا کر گئے۔دل چاہتا تھا میں مر جاؤں۔۔۔بہت دعاؤں بھی کی پر موت بھی نہیں آتی تھی بھیو۔۔" وہ ہزیانتی ہوتی بازل شاہ کو اپنی آپ بیتی سنتے بازل شاہ کو زخم زخم کر رہی تھی۔

بازل شاہ نے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے چومے تھے۔۔۔کتنی چھوٹی سی نازک سی تھی وہ آخر کیوں وہ اتنے سال بے خبر رہا تھا اپنی معصوم بہن سے۔

" معاف کر دو اپنے بھائی کو میری پرنسس۔۔" وہ اسے بیڈ پر بٹھاتے اس کے قدموں میں بیٹھا تھا سسک اٹھا تھا۔

" بھیو۔۔۔وہ مجھے بہت زیادہ ٹارچر کرتے تھے۔اور میری وجہ سے بہت سے معصوم لوگوں کی جان لے لی۔بھائی مجھے گھن آتی ہے خود سے میری وجہ سے کتنے لوگوں کی جان چلی گی بھیو۔۔میں کتنی بری ہوں۔" وہ حواس باختہ سی اپنی اذیتیں اپنے ماں جائے کو سناتے نڈھال سی ہوتی مسلسل رو رہی تھی۔

"بس کرو میری جان ورنہ تمھارے بھیو کا دل پھٹ جائے گا۔ تم بری نہیں ہوں۔ تم تو بھائی کی کے جینے کی تمنا لئے اس دنیا میں آئی ہو۔ اب کوئی اذیت نہیں دے پائے گا میری پرنسس کو۔۔ کوئی بری نظر اب میری بہن کی جانب نہ اٹھے گی۔ تم رو نہیں۔۔۔ تمھارے ایک ایک آنسو کا حساب دینا ہو گا ان لوگوں کو۔۔۔" بولتے ہوئے بازل شاہ کی سرخ ہوتی سنہری آنکھوں خون اترا تھا۔

ہیزل نے نرمی سے بازل شاہ کو نم آنکھوں کو اپنے پوروں سے چھوا تھا۔

" بھیو کیا ہماری آنکھوں اپنی مما جیسی ہیں۔۔" وہ نم آنکھوں سے اس کی آنکھوں کو دیکھتی مطلع کر رہی تھی۔

" ہاں ہم دونوں کی آنکھوں اپنی مما پر ہیں ۔۔۔ اور تم جانتی ہو وہ دیکھتی بھی تم جیسی تھیں ۔۔ بہت پیاری تھیں وہ ہر وقت مسکراتی رہتیں تھی۔ " وہ بہت محبت سے ان کے بارے میں بتارہا تھا اپنی مما کے بارے میں سنتے ہیزل کے دل میں انی سی چبی تھی کاش وہ اپنی ماں کو دیکھ پاتی کاش وہ زندہ ہوتی۔

" اور ہمارے بابا کیسے تھے بھائی ۔۔۔ " اس کے لہجے میں ایک عجیب سی تشنگی تھی۔ بازل شاہ نے بمشکل اپنی درد پر ضبط کیا تھا۔

" وہ میرے جیسے تھے بس میرے بال، آنکھیں اور رنگ مما جیسا ہیں باقی میں سارے ان جیسا ہوں ۔۔۔ " وہ زخمی سا مسکرایا تھا بتاتے ہوئے۔

" مجھے دیکھنا ہیں انھوں بھیو ۔۔ " وہ کہتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ بازل شاہ نے بے بسی سے درد کرتی آنکھیں میچیں تھیں گھر جل جانے کی وجہ سے اس کے پاس ان کی کوئی تصویر نہیں تھی۔

"بس بہت رولیا اب ۔۔۔ تمھیں پتا ہے لمظ ابراہیم تمھاری بھابھی ہے ۔۔" وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو بولا تھا۔ جس پر وہ نم آنکھوں سے مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔
" جان نے بتایا تھا مجھے ۔۔۔ وہ بہت اچھی لگتی ہیں مجھے اور ان کی آنکھوں کتنی بلیک ہیں بھیو ۔۔۔ میں نے کبھی کسی کی اتنی آئز نہیں دیکھیں۔ " اسے شاید کچھ زیادہ ہی پسند آئی تھی لمظ ابراہیم۔ بازل شاہ کہ لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔ انکھوں کے سامنے اس نازک سی مرمیڈ کا چہرہ لہرایا تھا۔
اور اپنی سانسوں میں بکھرتی اس کی سانسوں کی خوشبو محسوس ہوئی تھی اس کا دل مچلنے لگا تھا۔ اسے دیکھنے کو دل بے چین ہونے لگا۔
پھر وہ تھا اور ہیزل کی باتیں جو اب نہ رو رہی تھی اور نہ دکھی ہو رہی تھی۔ بازل شاہ اس کا دل بہلانے میں کامیاب ہوا تھا۔

💖💖💖💖💖

" یہاں اتنا سناٹا کیوں ہے " راؤ محل کے ہال میں داخل ہوتے ہی ہر طرف خاموشی دیکھ کر ستارہ نے گھبرا کر اس کا بازو تھاما ۔۔۔ سانس توریان ملک کی خشک ہوئی تھی ۔۔ وہ دونوں ہوسپٹل گئے تھے
" یہ موت کا سناٹا ہے ۔۔ " وہ ادھر اُدھر دیکھتا بڑبڑایا ۔۔ کیونکہ جو کانڈ اس نے کیا تھا اب خوف بھی آرہا تھا۔
" کیا کہا آپ نے ۔۔ " ستارہ کو اس کی بڑبڑاہٹ کچھ سمجھ نہ آئی تبھی پوچھا ۔۔

"کچھ نہیں۔.. تم گھبراؤ مت۔۔" اس نے ستارہ کی پیشانی پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے بولا۔۔وہ حیا سے سرخ ہوتے سر جھکا گئی۔۔

تبھی ایک گولی چلی جو ریان ملک کے بلکل کان کے قریب سے گزری۔۔ستارہ کی چیخ نکل گئی۔۔ریان ملک نے بھی تھوک نگلی۔۔

" تبھی مونا زینہ سے اترتی اس کی جانب آئی جو سخت غصے میں نظر آرہی تھی۔۔۔اور آتے ایک زور دار مکا اس کے منہ پر جھڑ دیا۔۔

ستارہ جو اس بلا کو دیکھ رہی تھی بلیک جینز شرٹ اور جیکٹ پہنے سرخ سفید رنگت بالوں کی اونچی پونی بنائے سبز آنکھوں میں غصہ لیے ریان ملک کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی اسے مار چکی تھی۔۔

"کمینے ملک۔.." اس نے مارنے کے لیے پھر سے ہاتھ اٹھا۔۔جو ریان ملک نے تھام لیا۔۔

" مونا ڈارلنگ کیا کر رہی ہو۔۔۔کیوں بنا آگ کا تندور بنی ہوئی ہو۔۔"" وہ اس کا ہاتھ تھامتے بولے بولا۔۔ستارہ تو "ڈارلنگ" لفظ پر ہی اٹک گئی۔۔

تبھی ایک مکا اور اس کے منہ پر اور پڑھا۔۔ریان ملک کا جبڑا ہل گیا۔۔ستارہ تو جیسے سکتے میں آگئی۔۔

"بازی میری جان کے دشمن۔۔" ریان ملک نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے کراہتے کہا۔۔جو سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا ریان ملک کی جان خشک کر گیا۔۔

سامنے ہی صوفے پر عالم راؤ ٹانگ پر ٹانگ بیٹھا تھا۔۔

بازی موناجب تک اس کے حواس ٹھکانے نہ آجائے۔اس کو بجاتے رہو۔۔"وہ سکون سے ٹیبل سے سیب اٹھا کر سکون سے حکم دینا کھانے لگا۔۔

" ارے میں کیا ڈھول ہوں جیسے یہ دونوں بجائیں گے جے۔۔"ریان ملک کو تو جیسے صدمے سے گھیرا۔۔

وہ تو جیسے اسی کا انتظار کر رہے تھے۔۔دونوں ہی اس پر ٹوٹ پڑے۔۔۔ستارہ کو تو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی یہ ہو کیا رہا ہے۔۔

" جے۔۔۔جے بچالو ان ظالموں سے ورنہ یہ تو پہلے ہی میرا پتہ صاف کرنا چاہتے ہیں۔۔"ریان ملک نے دھائی دی۔۔پر وہ پر سکون سا بیٹھا سیب سے انصاف کر رہا تھا۔۔

بازل اس پر چڑھا اس کے پہلو میں مکے پے مکا جڑھ رہا تھا۔۔

" اوے بازی جلاد کہیں کے تو کیوں میرے گردے کے پیچھے پڑ گیا ہے۔۔چھوڑ مجھے کمینے۔۔۔اللہ کرے تیرا بیٹا تجھ سے بھی چار ہاتھ اوپر کمینا میسنا اور جلاد ہو۔۔جو تجھے لوہے کے چنے چبوائے۔۔۔۔تجھے خوب زلیل کرے۔۔۔۔"

وہ مار کھاتا دل کی بھڑاس نکالتا مونا کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔۔جبکہ بازل شاہ نے اپنے کام میں مگن تھا بنا اس کی بد دعائوں پر کان دھرے۔۔

"مونا نے اس کے بال کھینچے۔۔

ن گنجہ کرنا ہے کیا مجھے۔۔۔۔ یہ ٹیلنٹ اپنے شوہر پر آزمانا۔۔۔"وہ چلایا۔۔

ستارہ تو جیسے صدمے میں تھی۔۔ایک صوفے پر بیٹھا خوبرو سے شخص جس کے حکم پر اس کے سر تاج کو ایک سنہری آنکھوں والا وجہیہ لڑکا اور ایک سبز آنکھوں والی حسینہ مانے میں مصروف تھے۔۔۔ آخر وہ کیوں مار رہے تھے اسے۔

شور سن کر ہیزل بھی ہال میں آئی۔۔پر سامنے کا منظر دیکھ عالم راؤ کی جانب باگی۔۔۔

"جان۔۔۔ بھیو اور مونا آپی کیوں مار رہے ہیں انھوں۔۔"وہ نرم دل کی گڑیا روہنسا ہوئی۔۔عالم راؤ نے اُسے کھینچ کر اپنے قریب بیٹھا لیا۔۔

"کچھ بھی نہیں ہوا جانم۔۔۔اسے مسل پل ہو گیا ہے۔وہ تو اس کی مدد کر رہے ہیں۔۔"وہ اس کا چہرہ اپنی جانب کرتے نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے سکون سے گویا ہوا۔۔

"کمینے تیری ہمت کیسے ہوئی ہم سے گداری کرنے کی۔۔"بازل شاہ نے اس کا بازو مروڑتے ہوئے دانت پیس "گداری" لفظ پر زور دیتے کہا۔۔۔مارے کھاتے ریان ملک کا دماغ بنک سے اٹھا۔۔

یعنی یہ اتنی خاطر تواضع اسی لیے ہو رہی تھی۔۔ تبھی سب کے کانوں میں کسی کی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔۔مونا اور بازل شاہ کے ہاتھ رکے۔۔عالم راؤ جو ہیزل کا دھیان اپنی جانب مبذول کروائے اس سے باتیں کرنے میں مگن تھا۔۔ان دونوں نے بھی سر اٹھا کر اس سمت دیکھا جہاں ستارہ ہچکیاں سے رو رہی تھی۔

"کہاں برداشت تھا اپنے جان عزیز شوہر کو مار کھاتے دیکھنا۔۔ تبھی سسک سسک کر رو دی۔۔

"پلیز۔۔ مت ماریں۔۔" وہ ہچکیوں کے بیچ بولی۔۔ اسے روتا دیکھ ریان ملک کے دل کو کچھ ہوا۔۔

وہ اٹھا اور بمشکل چلتا اس کے پاس اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے محبت سے اس کے آنسو اپنے پوروں پر چنے۔۔

شش۔۔۔ مائے شائے سٹار کچھ بھی نہیں ہوا۔ وہ سب مزاخ کر رہے تھے۔۔" وہ نرمی سے مدھم لہجے میں بولا۔۔

بازل شاہ اور مونا نے خیرت سے اس کی جانب دیکھا جو اس وقت وہ لاابالی سا ریان ملک کہیں سے نہیں لگ رہا جو اس وقت ایک لڑکی کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اسے رونے سے باز رکھتا اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔

حلانکہ انھوں اپنے ہاتھ کی صفائی کو پورا یقین تھا کہ ریان ملک کا انگ انگ ان دونوں کے ہاتھ کی دھلائی سے دکھ رہا ہو گا۔۔ پر وہ بنا اپنی تکلیف کی پرواہ کیے اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔۔

" یہاں۔۔۔ سب اچھے۔۔ نہیں ہیں ہم۔۔ واپس چلتے ہیں۔۔" وہ اس کا پھٹا ہونٹ دیکھ کر تکلیف سے بولی۔۔ اپنے درد پر روتا دیکھ ریان ملک کو اپنے درد کا احساس ہوا ہوتا محسوس ہوا۔۔

" اہم۔۔۔ بندہ کچھ تو شرم کر لیتا ہے بڑوں کے سامنے۔۔۔ یا ساری شرم بھیج کھائی میسنے ملک۔۔۔" مونا نے بھگو کر طنز مارا۔ اگے سے وہ ڈھیٹ بنا مسکرایا۔۔

"میں تو پیدائشی بے شرم ہو موناڈارلنگ۔۔۔ تمھیں ہی آج تک میرے بارے میں مغالطے تھے۔۔" وہ بے شرمی سے آنکھ ونک کرتے مسکرا کر بولا۔۔

"چلو مائے شائے سٹار تمھیں میں سب سے ملواتا ہوں۔۔ کیونکہ اب تک کسی سے بھی تمھارا پراپر انٹرڈکشن نہیں ہوا۔

وہ اس کا ویل تھامتے سب سے پہلے عالم راؤ کے پاس آیا جس کے پہلو میں ایک ننی سی پری چھپی بیٹھی تھی۔۔ستارہ بے ساحت اسے دیکھے گئی۔۔

"ان سے ملو یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں جے۔۔۔ آج آگر تم زندہ ہو تو انھیں کی بدولت ہو۔۔" ریان ملک کے لہجے سے حلوص اور عزت چھلکتی محسوس کر اس بات کا علم ہو رہا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں کتنا اہم مکین دکھتا ہے۔

"آسلام علیکم بھائی۔۔" ستارہ نے سر جھکائے احترام سے سلام کیا۔

عالم راؤ نے اس کے سلام کا جواب دیتے سر پر شفقت بھرے انداز میں ہاتھ رکھا۔۔

"اور یہ ہیں ہماری چھوٹی سی بھابھی۔۔" ریان ملک نے ہیزل کا تعارف کروایا۔۔اس سے ملنے کے بعد وہ مونا کی جانب آیا۔۔

ہے تمھاری اکلوتی نند مونا۔۔۔ پلس خون پینے والی ڈائن۔۔" اس نے تعارف کرواتے اسے چڑھانا ضروری سمجھا۔۔ جس پر مونا دانت پیس کر رہ گئی۔۔ وہ پہلے ہی بھڑکی ہوئی تھی زور سے اس کے پاؤں پر اپنی ہیل سے وار کیا تھا وہ بلبلا کر رہ گیا۔

مونا سے ملنے کے بعد وہ بازل شاہ کی جانب آیا۔۔۔

مائے شائے سٹار اس کے بارے میں میں نے تمھیں بتایا تھا نہ وہاں۔۔۔" وہ اس کے کان میں جھک کر بڑھی رازداری بولا۔۔ بازل شاہ کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔

کیونکہ وہ ایک نمبر کا پاگل۔۔ جلاد۔۔ سنکی۔۔ اور بھیانک انسان ہے. اور ہاں اس کی پیاری صورت پہ بلکل مت جانا ڈارلنگ۔۔۔ وہ ڈیول (شیطان) سے زیادہ خطرناک ہے۔ اور اگر اس کے سامنے کوئی اونچی آواز میں سرگوشی بھی کرے تو جھٹ سے اس کی گردن الگ۔۔۔" ستارہ کی سماعت میں ریان ملک کی باتیں گونجیں۔۔ تبھی وہ ریان ملک سے چپکتی خود آس کا بازو اپنے گرد حمائل کرتی کانپتی آواز میں بولی۔

" مجھے نہیں ملنا ان جلاد ڈیول سے۔۔۔" آواز چاہیے مدھم تھی پر بازل شاہ تک پہنچ چکی تھی۔۔ تبھی وہ خون آشام نظروں سے ریان ملک کو گھورتا اب پھر سے ریان ملک کو سینکنے کی تیاری میں تھا۔۔

" مونا زرہ اپنی بھابی کو ان کے روم میں چھوڑ کر آنا میں زدہ ریان ملک صاحب سے کچھ رازونیاز کرنا چاہتا ہوں۔۔

وہ دانت پیس ریان ملک کو اپنی خونخوار نظروں سے دیکھتا شیریں لہجے میں بولا۔۔ تو مونا اس کے حکم پر عمل کرتی ستارہ کو اس سے الگ کرتی اپنے ساتھ لے جانے لگی۔۔ کیونکہ سب سے زیادہ جان تو اس کی حلقان ہونے والی تھی۔ کیونکہ جس بلا کو ریان ملک دعوت دے چکا تھا مونا کو اس سے سخت چڑ تھی۔

"بازی ابھی میں بہت تھک گیا ہوں بعد میں ملتے ہیں نہ۔۔" اس پتہ تھا اس کی مزید لگے والی ہے تبھی چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے بولا۔۔

"مونا لے کر جاؤ بھابھی کو۔۔" وہ پھر سے مونا سے بولا تو وہ فوراً سے پہلے اسے لیے ریان ملک کے روم کی جانب بڑھی۔۔ اور پھر وہ تھا اور ریان ملک کی چیخیں۔

💖💖💖💖💖

کبھی اِس نگر تجھے دیکھنا،

کبھی اُس نگر تجھے ڈھونڈنا

کبھی رات بھر تجھے سوچنا،

کبھی رات بھر تجھے ڈھونڈنا

مجھے جا بجا تری جسُتجُو،

تجھے ڈھونڈتا ہوں میں کوُبکو

کہاں کھل سکا ترے روبُرو،

مرا اِس قدر تجھے ڈھونڈنا

مرا خواب تھا کہ خیال تھا،
وہ عروج تھا کہ زوال تھا
کبھی عرش پر تجھے دیکھنا،
کبھی فرش پر تجھے ڈھونڈنا
یہاں ہر کسی سے ہی بیر ہے،
ترا شہر قریہ ء غیر ہے
یہاں سہل بھی تو نہیں کوئی،
مرے بے خبر تجھے ڈھونڈنا
تری یاد آئی تو رو دیا،
جو تو مل گیا تجھے کھو دیا
میرے سلسلے بھی عجیب ہیں،
تجھے چھوڑ کر تجھے ڈھونڈنا
یہ مری غزل کا کمال ہے
کہ تری نظر کا جمال ہے
تجھے شعر شعر میں سوچنا،

سر بام و در تجھے ڈھونڈنا

وہ رات کے آخری پہر اپنی جیب سے کی نکالتے کھڑکی کھول کر اندر آیا۔۔ جہاں وہ اس کی نیندیں حرام کیے سکون سے سو رہی تھی۔۔۔

وہ کھڑکی بند کرتا اس کی جانب آیا۔۔۔ نائٹ بلب کی مدھم روشنی میں اس کے دلکش چہرے کو دیکھتا وہ اس کے پہلو میں دراز ہو گیا۔۔۔ پہلے دن سے ہی یہ لڑکی اس کے لیے امتحان بنتی آئی تھی جب جب اس کے قریب آتی تھی اس کا سکون تہس نہس کر کے جاتی تھی۔۔

" وہ اس پر جھکا بغور اس کے ایک ایک نقوش کو دیکھنے لگا۔۔۔ جیسے کچھ ڈھونڈنا چاہ رہا ہو۔۔۔ جو اسے کسی دوسری صنف نازک میں نظر نہیں آتا تھا۔۔۔

نظریں اس کی چھوٹی سی چمکتی پیشانی سے ہوتی اس کی دو بند آنکھوں پر آکر رک گئیں۔۔۔ جن پر دراز پلکیں اپنا سایہ کیے ہوئے تھیں۔۔۔ ہاں اس کی سیاہ آنکھیں اسے اپنی جانب مائل کرتیں تھیں اور اس کی دراز پلکوں کی لرزتی رقص کرتی جھالر۔۔۔ اسے کہیں اور دیکھنے ہی نہیں دیتیں تھیں۔۔۔۔ اس کی نظریں وہاں سے ہوئی اس کی چھوٹی سی ناک ستون پر آئی۔۔۔ اسے یاد آیا کہ جب وہ روتی تھی تو یہ خد سے زیادہ سرخ ہو جاتی۔۔۔ پھولے ہوئے گال بھی اس کا ساتھ دیتے سرخیاں بکھرنے پر اتر آتے۔۔ پر جیسے ہی نظر اس کے بھرے بھرے شنگرفی لبوں پر گئی اس کی آنکھوں میں خمار اترنے لگا بے شک اس کے بالائی لب کا کٹاؤ بے حد دلفریب تھا۔۔۔ اس کے خلق میں جیسے کانٹے سے چبھنے لگے۔۔ وہ خود

پر ضبط کرتے اس کی ٹھوڑی پر جھکا اور وہاں اپنا سلگتا لمس چھوڑا۔۔اور پھر بار بار عمل دہرانے لگا۔۔۔وہ جو گہری نیند میں تھی اپنی نازک سی ٹھوڑی پر اس کی مونچھوں کی چبن کے تشدد پر بیدار ہو گئی کچھ پل تو کچھ سمجھ نہیں آیا پھر جب حواس بیدار ہوئے تو خوف وہراس سے جیسے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی وہ تڑپتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے پرے دکھلانے کی تگ و دو کرنی لگی۔۔اپنے کام میں مداخلت پر اس کی پیشانی پر بل آئی۔۔۔وہ اپنے سینے پر اس کے چلتے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں قید کرتا تکیے سے لگا گیا۔۔۔

وہ بے بسی سے آنسو بہانے لگی پر یہ خوشبو تو اس دشمن جان کی تھی۔۔۔سوچتے ہی اس کے لب بری طرح سے کپکپائے۔۔دل میں جیسے بوچھال آگیا۔۔وہ جو مزاحمت کر رہی تھی، ساکت ہو گئ۔۔

باذل شاہ نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اس کی آنکھوں میں چمکتے موتی دیکھ اس کی پیشانی پر بل گہرے ہوئے۔۔۔

"روئی کیوں۔۔" سرد لہجے میں دو لفظ سوال۔۔

"آپ نے مجھے ڈرا دیا مجھے لگا۔۔۔۔" لہجہ بھیگا تھا۔

ہششش۔۔۔سوچ بھی اپنے دماغ میں مت لانا مر میڈ۔۔۔کہ میرے سوا کوئی اور تمہارے اتنے قریب آنے کی غلطی کر سکتا ہے۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی وہ اس کی بات کاٹتا سرسراتے لہجے میں بولا۔لمظ کے وجود میں سرد لہر دوڑ گئی۔۔

" آ۔۔ آپ اتنی۔۔۔رات کو کیوں آئے۔۔" وہ اسے خود پر جھکا دیکھ اپنی ڈبتی ابرتی دھڑکنوں کو سنبھالتی اپنے خشک ہوتے لبوں کو تر کرتی بمشکل بولی۔۔۔پر وہ سن کب رہا تھا اس کی نظریں تو اس کے کپکپاتے لبوں پر تھیں جیسے اس نے کئی بار چھوا تھا پر تشنگی ہر بار مزید بڑھ جاتی تھی۔۔ ہر بار وہ بڑے ضبط سے اسے خود سے دور کرتا تھا۔

" آپ۔۔۔ جائیں پل۔۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کچھ مزید کہتی وہ اس پر جھکتا اس کے سارے الفاظ پی گیا۔۔ لمظ ابراہیم کی آنکھوں پھٹ پڑیں۔۔۔ دل سینے میں تڑپ اٹھا۔۔۔وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھاتے اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔۔۔وہ اپنے بنجر دل کو سیراب کرتے بھول ہی گیا تھا کہ وہ نازک سی جان اس کے لمس کی شدت سے نڈھال ہوتی مر جانے کو تھی۔۔۔

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے اسے خود سے دور کرنے لگی جس پر وہ مزید بے لگام ہوتا اس کی سانسیں خشک کر گیا۔۔۔لمظ ابراہیم جو پہلے ہی آدھار سانسوں پر جیتی تھی اسے لگ رہا تھا وہ آج اس کی سانسیں چھین لے گا۔۔۔ تبھی شاید وہ اس پر رحم کھاتا ایک پل کے لیے اس سے دور ہوا۔اس سے پہلے کے وہ سانس لیتی وہ گہرا سانس لیتا پھر سے جھک گیا۔۔۔لمظ ابراہیم بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپی پر یہ کیا وہ نرم پڑتا اس سے اپنی سانسیں بانٹنے لگا۔۔۔وہ اپنی سانسیں اس کی سانسوں میں انڈھلتے اس زندگی کی جانب واپس لانے لگا۔۔۔لمظ ابراہیم نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔باذل شاہ نے نرمی

سے اسے اپنی گرفت سے آزادی دی۔۔۔ پھر جھک کر اس کی دونوں آنکھوں پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا۔۔۔ وہ جی جان سے لرزی اس کے دہکتے لمس پر۔۔

" جانان۔۔۔ وہ مدھم سرگوشی میں بولتا اسے کی کان کی لوں پر اپنا لمس چھوڑ گیا۔۔ لمظ ابراہیم کے پورے وجود میں برقی لہر دوڑ گئی۔۔۔

"مس کیا مجھے۔۔۔" وہ اس کی گردن میں منہ چھپاتے گہرا سانس بھرتا سرگوشی میں پوچھ رہا تھا۔۔۔ خود ہی سفاک بن کر اسے خود سے دور کر دیتا تھا اور اب آ کر اس کی جان ہلقان کر رہا تھا۔۔ تبھی اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

یعنی بلکل یاد نہیں کیا۔۔۔ حلانکہ نکاح کے بارے میں بتانے کے بعد بھی وہ کچھ لمحے اسے عنایتوں کے نوازتے پھر سے بیگانگی پر اترتا اسے گھر چھوڑ گیا تھا تو کس قدر تکلیف ہوئی تھی اسے یہ وہی جانتی تھی۔۔

"کیوں نہیں کیا۔۔۔ "لہجہ نہایت سرد تھا۔۔ لمظ نے تھوک نگلی۔ پر بولنے کی کوشش نہیں کی۔ جو اسے ناگوار گزری۔۔ وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا اٹھا لمظ ابراہیم نے خیرت سے اسے خود سے دور جاتے دیکھا۔۔۔ پر اسے کھڑکی کی جانب جاتا دیکھ وہ تڑپ اٹھی۔۔ تو کیا وہ پھر سے جا رہا تھا۔۔ اس سے خفا ہو کر۔

"شاہ۔۔۔۔ "تڑپ کر پکارا گیا۔۔۔ باذل شاہ کے چلتے قدم رکے۔۔

"مت جائیں پلیز۔۔"وہ ملتجی لہجے میں بولتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

وہ اسے روتا دیکھ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور اسے اپنی بانہوں میں بھر کے بھینچ لیا۔۔۔ وہ انتہائی ظالم سابت ہوا تھا نہ جینے دیتا تھا نہ مرنے دیتا تھا۔پر وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو بارہ سال مر مر کے دھڑکا تھا اس کے بغیر۔۔

یہ بیماری بھی تو اس کے ہجر کی ہی تو سونپی ہوئی تھی۔

"نہیں جائیں پلیز۔۔۔بب۔۔۔بہت یاد کیا میں نے بارہ سال سے ہر روز پکارا ہے آپ کو۔۔۔پل پل تڑپی ہوں میں۔۔۔بہت ظالم ہیں آپ۔۔ہمیشہ چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔ آپ کو اچھا لگتا ہے مجھے رولانے۔۔۔" وہ اس کے سینے پر مکے برساتی تڑپتی شکوہ کناں تھی۔۔۔بازل شاہ نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔۔ آج وہ بھی تو کرب میں تھا سانسیں تو اس کی بھی سینے میں الجھی ہوئیں تھیں۔۔۔ تبھی تو آیا تھا وہ اس کے پاس۔۔۔

"ایم سوری جانِ شاہ۔۔۔ایم سوری۔۔"وہ اس کی نم آنکھیں چومتا ندامت سے بولا۔۔

" آپ اچھے نہیں ہیں۔۔۔۔" وہ اس کی شرٹ سے منہ صاف کرتی بھرائی آواز میں بولی۔وہ زخمی سا مسکراتا اپنی بانہوں میں اٹھائے بیڈ پر ڈالتا خود بھی اس کے پہلو میں دراز ہوا۔۔۔نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا سر سینے پر رکھا۔۔۔

"شاہ آپ مجھے یہاں سے کب لے جائیں گے۔۔۔مجھے آپ کے پاس رہنا ہے۔۔"اس کی شرٹ کے بٹنوں سے کھلتی گویا ہوئی۔بازل شاہ نے اس کا مر مرائی ہاتھ تھام کر اس کے ہاتھ کی نازک انگلیاں اپنے مظبوط ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائیں۔۔۔لمظ ابراہیم کی سانسیں ہم آہنگ ہوئی تھیں۔

"بہت جلدی بس کچھ وقت اور۔۔"وہ اس کی انگلیوں کے ایک ایک پورے پر لب رکھتے خمار آلودہ لہجے میں بولا۔لمظ ابراہیم کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا۔وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں جھکڑتے اس کا سر پیچھے کو کرتے اس کی شہ رگ پر جھکتا جابجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔وہ تڑپ اٹھی تھی اس کے دہکتے لمس پر۔

'شش...شاہ۔۔"اسے لگا جیسے اس کے وجود میں برقی لہریں دوڑ گئی ہوں۔روم روم سلگ اٹھا۔

وہ پر شدت لمس اس کی نک بون پر چھوڑتا پاگل ہو رہا تھا۔لمظ ابراہیم کو سانسوں لینے میں دشواری ہونے لگی۔وہ نازک سی جان کہاں برداشت کر سکتی تھی۔

"شاہ۔۔۔پلیز میری۔۔۔سانس۔۔"وہ بمشکل بولی تھی خنکی میں بھی اسے پسینے آ رہے تھے۔

بازل شاہ نے بمشکل اپنے جذبات کی شدت پر قابو پاتے بمشکل سانس لیتی اپنی مر میڈ کو دیکھا۔

"یہ کہاں دل لگا لیا آپ نے لمظ ابراہیم۔۔۔باذل شاہ کی دیوانگی اس کا جنون سہنا کوئی آسان بات تو نہیں۔۔۔خود کو کچھ مظبوط کریں میرے جنون کیونکہ بازل شاہ کی ساری وحشتوں۔۔۔اس کی ساری

بے قراریاں۔۔۔ساری جنونیت آپ کو اپنے وجود پر ہی جھیلنی ہے اگر ایسا رہا تو آپ تو پہلے قدم پر جان بحق ہو جائیں گی۔۔۔کچھ تو تیار کیجیئے خود کو میری تشنگی مٹانے کے لیے۔

ابھی تو میں نے اپنی آتش دیوانگی کا ایک قطرہ بھی آپ پر نہیں برسایا اور آپ کی جان یہاں تک آگئی ۔۔۔تب کیا ہو گا جب بازل شاہ ٹوٹ کر برسے گا آپ پر۔۔۔" وہ آنکھوں میں خماری لیے دیوانگی و وارفتگی اپنے جنون کی داستان سناتے اس کے لبوں پر انگوٹھے سے سہلاتے سچ میں لمظ ابراہیم کی جان ہوا کر گیا۔

وہ پور پور کانپتی اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپائے رخ موڑ گئی۔۔ کس قدر بے باک تھا یہ شخص باتوں سے ہی اس کی جان نکال گیا تھا۔۔ عمل کا تو سوچ کر ہی وہ مرنے والی ہو گئی تھی۔۔

اس کی شرمانے پر بازل شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا۔اور نرمی سے اسے اپنی جانب کھینچتا پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیے اس کے سیاہ بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔وہ بوکھلا کر مزاحمت کرنے لگی۔

" ہششش ۔۔۔مرمیڈ ڈونٹ موو۔۔۔میرے جنون ورنہ پچھتائیں گی۔۔" وہ اس کے بالوں میں گہرا سانس بھرتے سرگوشی میں بولا۔وہ ساکت ہوئی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ سکون سے آنکھیں موند گئی۔

💖💖💖💖💖

بازل شاہ اپنے آفس میں اپنی چیئر پر بیٹھا سکرین پر نظر جمائے کی بورڈ پر تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا۔۔ کیونکہ اسے آج جلدی گھر جانا تھا کیونکہ عالم راؤ نے ایک پارٹی پلین کی تھی۔۔۔ایک اہم میٹنگ

کی وجہ سے وہ دونوں آفس آئے تھے۔۔۔ میٹنگ اٹینڈ کر کے عالم راؤ تو جا چکا تھا۔۔۔وہ ابھی بھی یہیں تھا۔۔۔ تبھی اس کی ٹیبل پر رکھا فون رنگ ہوا۔۔۔

"ہاں ولید (بازل شاہ کا سکریٹری۔۔۔۔" اس نے کال ریسیو کرتے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا۔۔۔

" سر ابراہیم آفندی آپ سے ملنا چاہیے ہیں۔۔۔" ولید نے اطلاع دی۔۔بازل شاہ کے لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ ضرور آئے گے۔۔۔ آج صبح ہی جب وہ لمظ ابراہیم کو سوتا چھوڑ اس کے قریب سے اٹھ کر آیا تھا تو اسے اس کی نازک سی گال پر کسی کی انگلیوں کے نشانات نظر آئے تھے جو رات مدھم روشنی کی وجہ سے نظر نہیں آئے تھے۔

" بھیجوا نھیں۔۔۔" وہ کہتا کال ڈسکنکٹ کر گیا۔۔۔

" مسٹر ابراہیم آفندی آپ آ ہی گئے۔۔" وہ دل ہی دل میں بولتا گہرا مسکرایا۔۔اور اپنی چیئر سے اٹھتا گلاس وال کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔۔

" کچھ ہی پل میں ابراہیم آفندی ڈور ناک کرتے اجازت ملنے پر اندر آئے۔۔۔۔

" آئیں مسٹر آفندی۔۔۔کیسے مزاج ہیں آپ کے؟؟؟ بازل شاہ اس کی جانب گھومتا اطمینانیت سے بولا۔۔۔تو ابراہیم آفندی نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب ہاتھ بڑھا جو اس وقت بلیک فور پیس میں سوٹڈ بوٹڈ،، وجاہت کا شہکار لگ رہا تھا۔۔وہ اس مرعوب نظر آئے۔۔بازل شاہ نے ان کا بڑا ہاتھ تھامہ۔۔۔

"کافی مظبوط اور بھاری ہاتھ ہے آپ کا مسٹر آفندی۔۔"وہ اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کرتا سرد لہجے میں بولا۔۔ابراہیم آفندی ناسمجھی سے مسکرائے۔۔

"اور آپ کی انگلیاں بھی کافی آہنی معلوم ہو رہی ہیں۔۔۔ایم شور جب کسی کے گال پر یہ ہاتھ پڑتا ہو گا تو ضرور اپنے نشان چھوڑ جاتا ہو گا۔۔ جیسے دو دن پہلے میری مر میڈ لمظ ابراہیم کے گال پر یہ انگلیاں اپنے نشان چھوڑ گئیں۔۔"وہ اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کی گرفت مزید مظبوط کرتا کرخت زدہ لہجے میں بولا۔۔انکھوں سے جیسے شولے نکلنے لگے۔۔ابراہیم آفندی کو اپنا ہاتھ ٹوٹتا محسوس ہوا۔۔درد کی شدت سے اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔

"وہ میری بیٹی ہے۔۔۔میں کچھ بھی کروں تمھیں اس بات سے کچھ لینا دینا نہیں۔۔"وہ تلخی سے گویا ہوئے۔۔۔

"شش۔۔۔میری مر میڈ ہیں وہ۔۔۔بازل شاہ کا شدت جنون ہیں۔۔۔کاش کے آپ ان کے باپ نہ ہوتے آفندی صاحب تو بازل شاہ ایک آپ کا ہاتھ نہیں۔۔۔وہ بولتا رکا اس کے ساتھ ابراہیم آفندی کی سانسیں بھی ساکن ہوئیں۔۔۔

"بلکے اس ہاتھ کا ایک ایک کر کے ناخن نکالتا، پھر ایک ایک انگلی کو کاٹتا۔۔۔پھر وہ بازو ہی اکھاڑ دیتا۔۔۔جیسے حرکت دے کر میری مر میڈ کے نازک رخسار پر تکلیف پہچائی گئی۔۔۔"وہ سرخ رنگ آنکھوں میں انگارے لیے سرسراتے لہجے میں بولا۔۔اب بھی اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم

رہا تھا جس اس نے اپنی مر میڈ کے سر سے سکاف نکالا تھا تو اس کے چہرے پر انگلیاں کے نشان دیکھ اس کا خون کھول اٹھا تھا۔۔ پر اس وقت اس کی مر میڈ کو سانسوں کی زیادہ ضرورت تھی۔۔۔

پھر بعد میں اس نے اپنے ایک آدمی کے زریعے گھر کے نوکر سے سارا معاملہ پتہ کروایا اور اسے آفر دے کر اپنے لیے کام کرنے کا کہا تو پیسے دیکھ وہ فوراً مان گیا اور ساری باتیں بتا دیں۔۔۔ لمظ کے ساتھ ابراہیم آفندی کا رویہ۔۔ اور یہ بھی بتایا کہ وہ اکثر اس پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔۔۔

دیکھو میری بیٹی سے دور رہو۔۔" وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے مظبوط لہجے میں بولے۔۔

" ایسا اب ممکن نہیں۔۔۔ وہ اب میری ہیں۔۔۔ اس دل نے انھیں قید کر لیا ہے۔۔۔ اب کوئی چاہ کر بھی رہائی نہیں دلا سکتا نہ آپ نہ وہ خود اور نہ کوئی اور۔۔۔"

وہ فاتحانہ انداز میں مسکراتا زعم سے بولا۔۔

" اور میرے پاس آپ کے لیے ایک آفر بھی ہے۔۔ ویل وہ ہم پھر ڈسکس کریں گے۔۔۔ ابھی مجھے ایک اہم کام کے لئے نکلنا ہے آپ کوفی پی کر جایئے گا۔۔" وہ ایک ادا سے مسکرا کر کہتا وہاں سے نکل گیا۔۔ جبکہ ابراہیم آفندی کلس کر رہ گئے۔۔

♥♥♥♥♥

وہ جو دل میں قیام کرتے ہیں۔۔

وہیں نیندیں حرام کرتے ہیں۔۔۔

شام کو ہی جینی نے اسے روم میں بھیج دیا تھا اور مونا نے کہا تھا وہ جا کر سو جائے جان کو آج دیر ہو جائے گی اس نے بھی سوچا کہ وہ بھی آج سو جائے گی اور بلکل اس کا انتظار نہیں کرے گی۔ پر اب وہ کب سے بیڈ پر لیٹی سونے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی پر نیند تھی کہ دور کھڑی اس کا منہ چڑھاتی اس کی جان جلا رہی تھی۔۔ ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جہاں نو بج رہے تھے۔پہلے وہ سات بجے ہی گھر آ جاتا تھا۔ پر آج ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"آپ ہمیشہ میرے ساتھ ایسا کرتے ہیں اب بات بھی نہیں کروں گی میں آپ سے بلکل بھی۔ اور بھیو کو کہوں گی مجھے نہیں رہنا ان کے ساتھ۔ "سسکیوں میں روتے ہوئے اپنے خیالات میں عالم راؤ پر غصہ ہو رہی تھی۔

یونہی کرتے کرتے دس بج گئے اور اب اس کی بس ہوئی تھی۔

وہ اکتا کر اٹھ بیٹھی اسے نہیں پتا تھا اس دشمن جان کے سینے پر سر رکھ کر سونے کی اسے اتنی بری لت لگ جائے گی کہ اس کے بغیر نیند ہی نہیں آئے گی۔۔ اسے بے تحاشہ رونا آیا۔ اور غصہ بھی۔۔۔ اگر ایسا ہی کرنا تھا تو عادی کیوں بنایا اپنا۔۔۔

وہ بیڈ سے تکیے اٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکنے لگی۔۔۔ پر پھر بھی غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو سائڈ ٹیبل پر رکھی واچ بھی زمین پر دے ماری۔۔

"مجھے نہیں رہنا اس کمرے میں۔۔" وہ رندھی آواز میں بولتی بیڈ سے اتری بنا جوتے اور شال کے روم سے باہر نکلی۔۔

پورے ہال میں نظر دوڑائی جو بالکل سنسان پڑا تھا۔اس کے وجود میں سنسنی سی پھیل گئی آخر سب کہاں چلے گئے تھے اس وقت۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں جائے تبھی وہ خوف کے مارے واپس اپنے روم کی جانب بھاگی۔۔واپس روم میں آکر ٹیرس کا دروازہ کھولا۔۔ یخ بستا ہوائیں اس کے گلداز وجود سے ٹکراتیں اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کر گئیں۔۔

اور وہیں ریلنگ کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

"جان۔۔۔ آئی مس یو۔۔۔ پلیز واپس آجائیں۔مجھے بہت زیادہ رونا آرہا ہے جان۔۔"

♥♥♥♥♥

ساڑھے دس بجے کے قریب عالم راؤ نے جیسے ہی روم کا ڈور کھولا اس کے پاؤں سے کچھ ٹکرایا۔۔عالم راؤ نے سر جھکا کر دیکھا وہ سائڈ ٹیبل کی گھڑی تھی جو اس کے پاؤں سے ٹکرائی تھی۔۔

اس نے فوراً نظر بیڈ کی جانب دوڑائی وہ غائب تھی۔۔۔تکیے بھی زمین پر گرے ہوئے تھے کمفرٹر بھی آدھا زمین پر اور آدھا بیڈ پر تھا۔۔

وہ متفکر ہوا۔۔ پر نظر جیسے ہی ٹیرس کے کھلے دروازے پر گئی اس کی پیشانی پر ڈھیروں بل آئے۔۔

وہ تیزی سے ٹیرس کی جانب بڑھا۔

سامنے ہی وہ صرف شرٹ اور ٹراؤزر پہنے ریلنگ کے ساتھ لگی بنا جوتے اور کسی گرم کپڑوں کے بیٹھی تھی۔

وہ ایک سیکنڈ میں اس تک پہنچا۔۔اور اس کا یخ بستا وجود اپنی بانہوں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھا۔نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتے تیزی سے ٹیرس کا دروازہ بند کرتے وہ واپس اس کی جانب آیا۔۔وہ تو سب اس کے لیے سرپرائز کی تیاری کر رہے تھے۔پر وہ تو بھول ہی گیا تھا اس کی نازک سی جاناں مہا معصوم کے ساتھ ساتھ بے وقوف بھی انتہا کی تھی۔

"ہیزل مائے ڈول آنکھیں کھولو۔۔" وہ اسے کے ہاتھ اپنے ہاتھوں سے سہلاتے اسے پکارنے لگا۔۔پر وہ بے ہوش تھی۔۔اس کی خالت دیکھ کر عالم راؤ کی جان جیسے دھیرے دھیرے کوئی نچوڑ رہا تھا۔۔وہ کرب زدہ سا اس کے نیلے پڑھتے چہرے کو دیکھتا کبھی اس کے کبھی اس کے پاؤں رگڑتا تو کبھی اس کے ہاتھ رگڑتا۔۔ہیٹر بھی آن تھا پر وہ نازک جان سردی سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہو گئی تھی۔۔

وہ اپنی ہڈی نکال کر اس کے پہلو میں درز ہوتا کھینچ کر اسے اپنے سینے پر گرا گیا۔۔نرمی سے اس کے چھوٹے سے وجود کو خود میں سموتے کمفرٹر اوڑلیا۔۔نرمی نے اسے کی پشت سہلانے لگا۔۔

"آپ۔۔۔آپ۔۔۔چلے گئے۔۔۔آئی۔۔۔ہیٹ یو۔۔" گرمائش ملنے پر وہ کچھ پر سکون ہوئی۔۔پر ابھی بھی وہ غنودگی میں تھی۔آدھے گھنٹے میں سردی اس نازک پری کو نچوڑ گئی تھی۔عالم راؤ کو اس کی نرم گرم سانسیں اپنے سینے پر محسوس ہو رہی تھی جو اسے ایک الگ سے سکون سے متعارف کرواتیں

تھیں وہ ہر روز اس کی سانسیں کی ردھم اپنی دھڑکنوں پر محسوس کرتا اس کے سونے کے بعد کتنی دیر اسے جاگ کر اس کے من موہنے چہرے کو دیکھتا رہتا۔۔

"بہت جان جلاتی ہو جان کی جانم۔۔۔ پر اس بار سزا ملے گی کہا تھا نہ خود کو تکلیف مت دینا۔۔ پر تم نے میری بات کی نفی جو کرنی ہوتی ہے ہر بار۔۔"

وہ اس کے کان کے قریب مدھم سرگوشی میں سرد لہجے میں بولا۔۔ نرمی سے اس کے کان کی لوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔

"بہت ضروری ہوتی جا رہی ہو جانِ عالم راؤ کے لیے میری متاع جاں۔۔ کبھی سوچا نہیں تھا کوئی نازک سی پری میرا اسکونِ قلب بن کر میری دشمن جان بن جائے گی۔۔۔ کبھی کبھی دل چاہتا ہے تمھیں اپنی وحشتِ دیوانگی سے متعارف کرواؤ۔۔ تمھیں محسوس کروں۔۔ تمھیں خود میں گم کر دوں۔۔ تمھاری اس نازک سی جان کو مشکل میں ڈال کر تمھاری سانیس تک کھینچ جاؤں۔۔۔ پر پھر رحم آ جاتا ہے یہ سوچ کر کہ کہیں میری زدہ سی دیوانگی تمھیں بکھیر نہ دے۔۔۔ سچ تم نے اچھا نہیں کیا جانم۔۔۔ اس کی سزا ملے گی زدہ رحم نہیں کھاؤ گا تمھاری چھوٹی سی جان پر۔۔۔" وہ شدت بھرے لہجے میں بولتا اس کے ہونٹوں پر نرمی سے اپنا لمس چھوڑتا ہیزل کی جان دہکتے اسے سرخ کر گیا۔

رگوں میں خون پھر سے رواں ہو گیا تھا۔ وہ اسے دھکا دیتے اٹھ بیٹھی۔ عالم راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا۔

"چلیں آجائیں باہر چلتے ہیں ہال میں آپ کے لیے کچھ ہے میرے پاس۔"وہ اس کے قریب سے اٹھتا اس کی جانب ہاتھ بڑھا گیا۔

"نہیں مجھے نہیں جانا اب مجھے اپنا شو دیکھنا ہے۔ آپ کو جانا ہے تو جائیں۔"وہ آنکھوں مٹکاتی نخروں پر اترتی ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کر گئی۔عالم راؤ قربان گیا تھا اپنے دل کی اداؤں پر۔

"اوکے بٹ ابھی مونا آئے گی اور کہے گی اس کی بات مان لیجئے گا جاناں۔"وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کے نازو ادا کو اپنی آنکھوں میں بھرتے اسے کہتے روم سے نکل گیا۔

ہیزل روم میں بیٹھی ماشہ والے کارٹون دیکھ رہی جو کب سے کپڑے ہی گندے کیئے جا رہی اور bearاسے نئے کپڑے سی سی کر پہنتا تھک گیا تھا۔۔وہ پوری طرح سے کارٹون دیکھنے میں مگن تھی تبھی مونا اور جینی روم میں داخل ہوئیں۔۔۔پر اسے خبر ہی نہ ہوئی۔۔۔مونا اسے کارٹون دیکھتے دیکھ مسکرائی۔۔

"ہیزل۔۔۔پرنس۔۔۔۔"مونا نے اس معصوم سی گڑیا کو دیکھ محبت آمیز لہجے میں پکارا۔۔۔۔

"جی آپی۔۔۔۔"وہ بنا سکرین پر سے نظریں ہٹاتے بولی۔۔۔

"جے نے تمھارے لیے یہ ڈریس بھجوایا ہے چلو جلدی سے چینج کر کے آؤ۔۔"وہ جینی کو ڈریس ڈریسنگ روم میں رکھنے کا اشارہ کرتی اس سے مخاطب ہوئی جس کے لیے اس وقت کارٹون کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔۔

" آپی بعد میں ابھی مجھے دیکھنے دیں نہ پلیز۔۔۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولی پر بنا سامنے سے نظریں ہٹائے۔۔۔

" ہیزل بے غصہ ہو گا۔۔۔۔ کم ان چھوڑو اسے اور جلدی سے چینج کر کے آؤ۔۔۔" وہ ریموٹ سے کارٹون بند کرتی سنجیدگی سے بولی۔۔۔

" آپ بلکل بھی اچھی نہیں ہیں۔۔" وہ منہ بسورے کہتی اٹھی اور ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔ اسے منہ بسورتا دیکھ وہ مسکرا دی۔

کچھ ہی دیر میں چینج کرتی وہ لائٹ بلو لانگ بال گاؤن کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھائے جھنجھلائی سی باہر آئی۔۔۔ جینی اور مونا کا تو اسے دیکھ کر منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

" واؤ اٹس بیوٹی فل۔۔" مونا کے ستائشی نظروں سے اسے دیکھتے مسکرا کر کہا۔۔۔

" جینی مجھے نہیں پہننا یہ میں گر جاؤں گی اس میں۔۔۔" وہ بمشکل گاؤن سنبھالتے بولتے روہنسا ہوئی۔

" کچھ بھی نہیں ہوتا ہیزل ڈیئر۔۔۔ کم آن اب یہاں آؤ۔۔ مجھے جلدی سے تمھیں تیار کرنا ہے۔" مونا نرمی سے بولتی اس ڈریسنگ کے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگی جس پر وہ ناراضگی جتاتے چلتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سٹول پر بیٹھ گئی۔

مونا اور جینی نے اس کے سنہرے بالوں کا آگے سے ٹوسٹ بناتے آدھے بالوں کا جوڑا بناتے باقی بالوں کو نیچے سے کرل گئی سامنے سے بھی دوں کو کرل کئے اس کے چہرے پر آوارہ چھوڑ دیں۔ چہرے پر

زیادہ کچھ بھی لگانے عالم راؤ نے انھیں سختی سے منع کیا تھا اس لیے بس ہلکا سا فاؤنڈیشن لگا کر پیچ کلر کا لب گوز لگا دیا اتنی سی تیاری میں بھی وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔

" آج تو جے کی خیر نہیں ہیزل جانو۔۔" مونا اس کی گال پر بوسہ دیتے ہوئے معنی خیز لہجے میں بولتی ہیزل کو سر تا پیر سرخ کر گئی۔

♥♥♥♥♥

مونا اور جینی اسے چھوڑ کر جا چکیں تھیں۔۔وہ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے عجیب سی ہو رہی تھی۔ایک انجانہ سا احساس اس کی ہاتھ کی تلیوں کو بگو رہا تھا۔

وہ ابھی اپنی سوچوں میں گم ہی تھی کہ عالم راؤ ڈور کھولتا اندر داخل ہوا پر وہ ایکدم سے پیچھے کی جانب مڑی تھی۔وہ وہیں سٹل ہو گیا۔وہ ملکوتی حسن لیے عالم راؤ کے دل کو ہلا کر رکھ گئی۔

چَل آاِک ایسی نظم کہوں

جو لفظ کہوں وہ ہو جائے

بس اشک کہوں تو اک آنسو

تیرے گورے "گال" کو دھو جائے

میں "آ" لکھوں تو آ جائے

میں "بیٹھ" لکھوں تو آ بیٹھے

میرے "شانے" پر سر رکھے تو

میں " نیند " کہوں تو سو جائے

میں کاغذ پر تیرے " ہونٹ " لکھوں

تیرے " ہونٹوں " پر مسکان آئے

میں " دل " لکھوں تو دل تھامے

میں " گم " لکھوں دل کھو جائے

تیرے " ہاتھ " بناوں پنسل سے

پھر " ہاتھ " پہ تیرے ہاتھ رکھوں

کچھ " الٹا سیدھا " فرض کروں

کچھ " سیدھا الٹا " ہو جائے

میں " آہ " لکھوں تو ہائے کرے

بے چین لکھوں " بے چین " ہو تُو

پھر میں بے چین کا " ب " کاٹوں

تجھے " چین " زرا سا ہو جائے

ابھی " ع " لکھوں تو سوچے مجھے

پھر " ش " لکھوں تیری نیند اُڑے

جب "ق" لکھوں تجھے کچھ کچھ ہو
میں "عشق" لکھوں تجھے ہو جائے

کس قدر حسین تھی وہ ساحرہ۔ وہ واہیانہ نظروں سے اسے تکتا سبک روی سے اس کی جانب بڑھا۔ اس کی پر تپش نظروں کی حدت پر وہ موم کی مانند پگھلتی لرزنے لگی۔

وہ اس کے قریب آتا کی کی لچکیلی ڈال کی مانند نازک سی کمر میں بازو حائل کرتے ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔

وہ اس کے قریب آتے ہی سانس تک روک گئی۔ ملائم رخسار سرخیاں چھلکاتے عالم راؤ کو اپنی جانب مائل کرنے لگے۔

" جانِ جاناں اتنی حسین ہیں آپ۔۔۔ عالم راؤ عمر بھر آپ کے گرد طواف کرتے بھی نہ تھکے۔ دل چاہتا ہے خود کو آپ سے باندھ لوں۔۔۔ یا کہیں لے کر گم ہو جاؤں۔ جہاں کوئی بھی آپ کو دیکھ نہ سکے جاناں۔ مجھے ان ہواؤں سے بھی بیر ہو چلا ہے حسن اپسرہ جو آپ کی سانسوں سے مہکتی ہیں۔۔۔ آپ کی دلکشی پر جانِ عالم راؤ قربان اے محبت کی تاسر۔۔۔ جس نے عالم راؤ کو تسخیر کر لیا۔۔۔ مجھے آپ کی ان زلفوں کی لٹوں سے بیر ہے جو آپ کے مہتاب چہرے کو چھوتیں مغرور ہو رہی ہیں۔۔۔ اس دہکتے شعلہ سراپے کو اپنی دسترس میں محسوس کرتے میں دنیا کا سب سے خوش قسمت شخص آج اپنے آپ کو بے حد مغرور محسوس کر رہا تھا۔ اگر عالم راؤ آپ کو پانے پر خدا کو کروڑوں سجدے بھی کر دے تو کم

رہیں گے۔۔۔۔ حسن ماہ پارہ۔۔" وہ اس کے جھکے چہرے کو ٹھوڑی سے تھام کر اوپر اٹھاتے خمار آلودہ نظروں سے تکتے دیوانگی و وارفتگی سے سرگوشیاں اس سماعت میں گھولتے ہیزل کی دھڑکنوں میں بھونچال لے آیا تھا۔

" جانِ جاناں میری آنکھوں میں دیکھیں تا کہ میں جان سکوں ان سنہری آنکھوں میں میرا عکس کہاں تک واضح ہے۔۔۔ میں جان سکوں کہ یہاں عالم راؤ کتنا بستا ہے۔۔۔" وہ اس کی لرزتی پلکوں کی جھالر پر نرمی سے انگشت کی انگلی پھرتے مدھم سرگوشی میں بولا۔ ہیزل کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

وہ بمشکل اس کی فرمائش لرزتی پلکوں کی جھالر اٹھا کر دیکھتی عالم راؤ کی دھڑکنیں ساکت کی گئی۔ پر اس بار صرف عالم راؤ ہی نہیں ہیزل کی نظر بھی ساکت ہوتی تھیں۔

سیاہ ٹکسیڈو پہنے سلیقے بنے بال سیاہ بریڈ جو اسے بے انتہا جچتی تھی گرے آنکھوں میں خماری سرخیاں لیے وہ اس کی جانب بڑھتا ہیزل کو مبہوت کر گیا۔

عالم راؤ بھی بنا پلکیں جھپکیئے اس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنے لگا جو ابھی اسے کچھ واضح نظر نہیں آیا تھا شاید ابھی وہ محبت نامی شے سے کچھ فاصلے پر تھی۔۔۔ پر اسے یقین تھا بہت جلد وہ اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور پر دے گا۔

ہیزل اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ابھرتی ستائش دیکھ اس کی آنکھیں چمکیں تھی۔ وہ ہیزل کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں الجھاتے اس کے مخملی لبوں پر جھکا تھا۔ اس اچانک کی افتاد پر وہ تڑپتی سہارے کے لیے اس کے کوٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ گئی۔
وہ اس کے شیریں لمس کو پاتے مدھوش سا ہو گیا تھا۔ رگ رگ میں سکونیت طاری ہو گئی تھی۔ وہ اس کی سانسوں کی مہک کو خود میں انڈھیلتے ہیزل کو پاگل کر رہا تھا اس کی دہکتے لمس کی حرارت سے اسے لگا وہ جل جائے گی۔
سانسیں رکنے لگی تھی۔۔۔ وہ سانسوں کے لیے تڑپتی اس کے کندھے پر اپنے ہاتھوں کے نازک سے مکے برسانے لگی تبھی وہ اس اس نازک پری پر رحم کرتے اسے آزادی بخش گیا۔۔ تو وہ نڈھال ہوتی اس کے سینے پر سر رکھتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔
" چلیں جاناں باہر آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔" وہ بولتا اس کی کمر میں بازو حائل کرتے باہر کی جانب بڑھا کیونکہ اب اگر وہ مزید رکتا تو نہ خود جا پاتا نہ ہیزل کو جانے دیتا۔
وہ چہرے پر سرخیاں لے اس کے ساتھ چل دی۔

♥♥♥♥♥

ہیپی برتھڈے ٹو یو۔۔۔۔ ہیپی برتھڈے ٹو یو۔۔۔۔ ہیپی برتھڈے ٹو ڈیئر ہیزل۔۔۔۔ ہیپی برتھڈے ٹو یو۔" سب نے ایک ساتھ گنگنایا تھا۔ بازل شاہ ہال میں ایک کونے میں رکھے پیانو کے سامنے بیٹھا دھن بجا رہا تھا۔۔۔ زینہ پر قدم رکھتے ہی ہیزل کی آنکھوں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

پورے ہال کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ ہر طرح فیری لائٹس لگی ہوئیں تھیں جو اسے بے انتہا پسند تھیں۔ سیڑھیاں کو دونوں سائیڈوں سے سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ سیڑھیاں پھولوں سے آراستہ کی گئیں تھیں جس کا پھولوں سے بنا راستہ نیچے ہال کے فرنٹ پر ایک بڑی سی ٹرالی پر ایک خوبصورت سے رکھے کیک کی جانب جارہا تھا۔ ہر طرح سفید اور سرخ پھول سے سجایا گیا تھا۔ اسے لگا وہ کسی خوابوں کی دنیامیں قدم رکھ رہی ہے۔

عالم راؤ اسے لیے نیچے کی جانب بڑھا تھا۔ وہ ٹرانس کی کیفیت میں چلتی اس کے ساتھ کیک کے سامنے آ رکی۔ وہاں پارٹی میں سوائے راؤ مینشن کے افراد کے سوا کوئی بھی نہیں تھا۔

وہ سب ہی اس کے قریب آ کھڑے ہوئے بارہ بج کر پانچ منٹ ہو رہے تھے۔

" جان یہ سب میرے لیے۔۔۔" وہ خیران نظروں سے اسے تکتی پوچھ ہی بیٹھی۔

"ہیپی برتھڈے میری جان۔۔" وہ مدھم سرگوشی میں آنکھوں میں محبت لیے گویا ہوا۔۔ ہیزل کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔ جسے نظریں جھکائے عالم راؤ سے چھپاگئی۔

" چلو ہیزی کیک کٹ کرو۔۔۔" لمظ ابراہیم نے کہا تھا۔ ہیزل نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو وائٹ شلوار قمیض پہنے شانوں پر بلیک شال لپٹے الجھے بالوں کے ساتھ کھڑی تھی۔

"ایسے مت دیکھو آپ کے بھیو مجھے میرے گھر سے کڈنیپ کر کے لائے ہیں سویٹی۔" وہ بازل شاہ کو ایک نظر گھورتے بولے بولی جو خود بلیک جینز پر وائٹ شرٹ اور اس پر سیاہ ہی جیکٹ پہنے بالوں کو ہمیشہ کی طرح پیشانی پر آزاد چھوڑے سنہری برییڈ اور سنہری آنکھوں کے ساتھ انتہا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔
سب اتنا پیارا تیار ہو کر آئے تھے اور ایک وہی عجوبی بنی ہوئی تھی۔
"سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی سوائے مونا کے جو سپاٹ نظروں سے اس سیاہ کتھائیں آنکھوں والی اس لڑکی کو دیکھا جو بازل شاہ پر سارے حق رکھتی تھی۔ جب اسے پتہ چلا تھا کہ لمظ ابراہیم اور بازل شاہ کا بچپن میں ہی نکاح ہو گیا تھا تو وہ بہت ٹوٹ کر روئی تھی پر عالم راؤ کے سمجھانے کے بعد اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ لاحاصل کے پیچھے اب نہیں بھاگے گی پر اس کمبخت دل کا کیا کرتی جو اس دشمن جان کو دیکھتے ہی بغاوت پر اتر آتا تھا۔
ہیزل نے سب کی تالیوں کے بیچ کیک کاٹا۔ اور کیک کا ایک ٹکڑا اٹھائے جھجھکتے ہوئے عالم راؤ کی جانب بڑھایا۔۔ جیسے پورا کھاتے وہ نرمی سے اس کی انگلیوں کو بھی وہ اپنے لبوں سے چھو گیا اپنے بھائی اور سب کی موجودگی میں وہ عالم راؤ کی اس حرکت پر سرخ انگارہ ہوتی روہنسا ہوئی۔
"باقی سب کیک خود کھالوں۔۔۔ میری بیوی کو تھکاو نہیں۔۔" وہ ہیزل کے گرد اپنا گھیرا تنگ کرتے اس پر قبضہ جماتے بولا۔ سب کا اس کی بے مروتی پر منہ کھل گیا

" جان ڈا از ناٹ فیئر وہ میری بہن ہے تم اس طرح سے اس پر قبضہ نہیں جما سکتے۔" بازل شاہ ہیزل کو کھینچ کر اپنے قریب کرتے بھنیائے لہجے میں بولا۔

" بازی یہ میری بیوی ہے۔۔" وہ واپس اسے اپنے حصار میں لیے تیور دیکھاتے بولا۔ انکی لڑائی پر ستارہ کھکھلائی تھی جبکہ باقی سارے منہ کھولے دیکھ رہے تھے کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔

"پہلے وہ میری بہن ہے مسٹر جان۔۔" وہ واپس اسے کھینچتے دانت پیستے بولا۔۔

" پر وہ پہلے مجھے ملیں اور میری گولڈن ڈول ہیں یہ۔ میرا عشق۔۔۔ چھوڑو تم اسے پاگل انسان اسے چھوٹ لگ جائے گی۔" وہ اسے واپس کھینچتے ہوئے گھورتے بولے۔ ہیزل تو ان دونوں کی کھینچا تانی میں گھوم ہی گئی۔

" ارے بس کرو یار بچی کی جان لوں گے کیا۔۔۔" ان دونوں کو نہ رکتے دیکھ ریان ملک بھی میدان میں آیا ۔تو وہ دونوں رک کر ہیزل کو دیکھنے لگے جو آنکھیں میچے کھڑی تھی۔

" سوری میری جان۔۔"

" سوری میری گڑیا۔" اپنی غلطی کا احساس کرتے دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔

لمظ ابراہیم نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔ آج کا دن شاید اس کی زندگی کا سب سے بہتر دن تھا۔ جس کا اختتام انتہائی خوبصورت ہوا تھا۔

پھر سب نے باری باری اسے گفٹ دیے تھے۔۔

تمہارا گفٹ لمظہ پری ادھار رہا۔۔ اگر تمہارے بھیو مجھے بتا دیتے تو میں تمہارے لیے کچھ اچھا سا لے لیتی۔۔" وہ پھر سے بازل شاہ کو گھورتے بولی تھی۔

" آپ آگئی لمظ آپی میرے لیے یہی بہت بڑا گفٹ ہے۔" وہ بولتے اتنی پیاری لگی تھی کہ لمظ ابراہیم نے اسے گلے لگالیا۔

" بھیو کی جان یہ آپ کے لیے آپ کے بھائی کی طرف سے ایک چھوٹا سا تحفہ۔۔" بازل شاہ اسے ایک بلو کیس تھماتے اس کی پیشانی پر بوسہ دے گیا جسے مسکرا کر وہ تھام گئی۔

ہیزل یہ میری طرف سے آپ کے لیے۔۔۔ہیپی برتھ ڈے۔" ستارہ نے اسے ایک گفٹ پیک دیا۔

"تھینک یو پیاری لڑکی۔۔" وہ مسکرا کر اس کے بھی گلے لگی۔

مونا بھی اس کے طرف آتی اسے گفٹ دیتی اس کے گال پر بوسہ دے گئی۔۔۔اود یہ منظر عالم راؤ کو آگ ہی لگا گیا۔

" بس بہت ہوا تم لوگوں کا۔۔۔ دور رہ کر بھی گفٹ اور مبارک دی جا سکتی ہے پر نہیں تم لوگوں کا چپکنا ضروری ہے۔۔" عالم راؤ ہیزل کو اپنے حصار میں لیتا دھڑا تھا۔ایک پل کے لیے تو ہیزل دھل کر دل تھام گئی۔سب ہونق بنے عالم راؤ کی عجیب حرکتیں ملاحظہ کرنے لگے۔

"ہم جارہے ہیں اوپر اور خبر دار جو آج کہ بعد کوئی میری بیوی سے چپکا۔۔" وہ وارننگ دیتے ہیزل کو اپنی بانہوں میں اٹھائے اوپر کی جانب بڑھا۔اب کے سامنے اس کی اس حرکت پر وہ گلال ہوتی عالم راؤ کے سینے میں سر چھپا گئی۔

پیچھے سب کا کھکھا بے ساخت تھا۔

اور باذل شاہ کے دل سے دعائیں نکلیں تھیں وہ بہت خوش تھا کہ اس کی بہن کا شوہر اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔

تبھی اس کی سماعت میں لمظ ابراہیم کی ہنسی کی آواز گونجی تھی۔وہ اس کی جانب دیکھا ایک لمحہ کو مبہوت سا ہو گیا۔

♥♥♥♥♥

عالم راؤ اسے کسی نازک پھول کی مانند اپنی بانہوں میں اٹھائے اپنے روم میں لے آیا۔۔وہ آنکھیں موندے اس کے سینے میں سر دیے اس کے حصار میں لرز رہی تھی۔۔

" جانِ جانم آنکھیں کھولیں۔۔۔" وہ نرمی سے اسے کمرے کے بیچو بیچ اترتے جھکتے مدھم آواز میں سرگوشی میں بولا۔

ہیزل نے لرزتے دل کے ساتھ اپنی سنہری آنکھوں پر سے گھنری پلکوں کی باڑ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا پر اگلے ہی پل پلکوں لرز کر جھک گئی۔۔۔اس کی کانچ کی جزبوں سے چور خمار آلودہ آنکھوں میں دیکھنا اس کے بس کی بات کہاں تھی۔۔۔

برتھڈے میری جان۔۔۔" وہ مدھم سرگوشی میں بولا اس کے دہکتے لبوں کا لمس اپنی کا ن کی لوں پر محسوس کرتی وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھنچے اس کے سینے میں سمٹی۔۔

"جج۔۔۔جان۔۔" اس کی لب کپکپائے۔۔عالم راؤ نے اس کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔

"کیک کاٹیں۔۔" وہ اس کی چھوٹی سی ٹھوڑی پر لب رکھتا ملائمت سے بولا۔۔

"پر۔۔۔ابھی تو کاٹا تھا۔۔" وہ حیرانی سمائے بمشکل اس کی قربت میں بول پائی تھی۔۔

"پر میں نے ابھی تک ٹھیک سے کیک نہیں کھایا۔۔" وہ اس کے ہوش ربا سراپے کو دیکھتے معنی خیز لہجے میں بولا۔ جسے وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔

"چلو۔۔وہ اس کا ہاتھ تھامتے اسے ٹیبل کی جانب لے کر آیا۔

ہیزل کی نظر روم پر پڑتے ہی ساکت ہو گئیں۔۔۔

یہ کب کیا تھا اس نے۔۔پورا روم کو ہر طرف ریڈ بالون۔۔۔خوبصورت ریبنز اور فنسی لائٹس۔۔سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا وہ تو دھیان ہی نہیں دے پائی تھی۔۔

"یی۔۔۔یہ سب۔ اتنی جلدی کیسے ہوا۔۔۔کچھ دیر پہلے تو نہیں تھا۔" وہ کنگ سی روم کو دیکھتی بولی تھی۔

"سب تمھارے لیے اور یہ جان بھی تمھارا ہے مائے گولڈن ڈول۔۔" وہ اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا۔اس کے گال پر لب رکھتے محبت آمیز لہجے میں بولا۔۔وہ لرزی اس کے لمس پر۔۔

"چلواب کیک کٹ کروتا کہ میں بھی کچھ میٹھا کھا کر سیر ہو سکوں۔۔"وہ اس کے ہاتھ میں چھتی تھماتے اس کے کان کی لوں کو لبوں سے چھوتے ذو معنی لہجے میں بولا۔۔
ہیزل نے کینڈل کو پھونک مارتا بجا کر کپکپاتے ہاتھوں سے کیک کاٹا۔۔عالم راؤ نے پہلے کی طرح کیک کا پیس اٹھا کر اسے کھلایا ہیزل نے بھی ہمت جھٹاتے کیک کا پیس لیا اور اسے کھلانا چاہا پر وہ منہ موڑ گیا۔۔اس نے خیرانی سے عالم راؤ کی جانب دیکھا ابھی تو وہ کہہ رہا تھا اسے کیک کھانا تھا اور جب وہ کھلا رہی تھی تو منہ موڑ لیا۔۔
"مجھے اس طرح نہیں کچھ الگ انداز میں کھانا ہے۔۔"وہ اس کے ہاتھ سے کیک کا پیس لے کر واپس رکھتے مجنوبانہ نظروں سے دیکھتے مدھم سرگوشی میں بولتا اس کے دونوں ہاتھوں سے گلوز نکال گیا۔۔۔ہیزل کے پورے وجود میں سرد لہر دوڑ گئی اس کے لہجے اور اس کے انداز پر۔۔۔نہ جانے کیوں اس کے دل و دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں تھیں۔۔
"کک۔۔۔۔کیسے۔۔"وہ اپنا خشک ہوتا گلا تر کرتی بولی۔۔۔عالم راؤ نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر اس کے گرد اپنا حصار کھینچتے خود سے قریب کیا۔۔۔ہیزل کا دل یکبارگی سے دھڑ کا۔۔
وہ یونہی اسے اپنے حصار میں لیے کیک کی جانب بڑھا اور اپنی انگلی پر کیک کی کریم لیتے اس کے رخسار پر لگا گیا۔۔ہیزل نے آنکھیں پھیلائے اس کی حرکت کو دیکھا۔۔۔وہ جھکا اور نرمی سے اس کے رخسار پر لگی کریم اپنے لبوں سے چن لی۔۔۔ہیزل کی جان پل میں ہوا ہوئی۔۔۔نازک سا دل کپکپا اٹھا۔۔۔

عالم راؤ نے سر اٹھا کر اس نازک سی پری کو دیکھا جو اس کے ذرا سے چھونے پر کانپ رہی تھی۔۔۔پر وہ آج اتنی آسانی سے بخشنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا۔۔۔

تبھی نرمی سے اس کی گردن سے بال ہٹائے۔۔۔اپنی گردن پر اس کی چلتی دہکتی انگلیوں پر وہ جیسے مر جانے کو تھی۔۔۔جان تو تب نکلی جب اس کے دہکتے لبوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس ہوا وہ جا بجا اپنا لمس چھوڑتا اسے پاگل کر دینا چاہتا تھا۔۔۔

"پپ۔۔۔پلیز نہیں۔۔۔کریں۔۔" وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے احتجاج کرتی پھولے تنفس کے ساتھ بولی۔۔عالم راؤ نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو سرخ ہوئی کانپ رہی تھی یقیناً اگر اس نے اسے تھام نہ رکھا ہوتا تو وہ کب کی گر چکی ہوتی۔۔۔

"محبت کرو گی جانِ جانم۔۔" وہ اس کا نازک ہاتھ تھام کر اس کی مخروطی انگلیاں اپنی آہنی انگلیاں میں الجاتے خمار آلودہ لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔۔۔

"کس سے۔۔" وہ نظریں اپنے ہاتھ پر جمائے (جو اس کی گرفت میں تھا۔۔) لرزتی آواز میں بولی۔۔

" اپنے جان سے۔۔۔" وہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے لبوں کے قریب کرتے فرمائش کر رہا تھا جیسے۔۔۔اس کی فرمائش پر ہیزل کا سانس ساکن ہوا کچھ پل۔وہ نرمی سے اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو لبوں سے چھوتا اس کے جواب کا منتظر تھا۔۔پر جواب نہ ملنے پر سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ کھڑی لرز رہی تھی۔۔۔شاید سوال کچھ بھاری کر دیا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔ کیا نہیں کر سکتی محبت مجھ سے۔۔" اس کا لہجہ ایکدم سے بدلا۔۔ وہ خوفزدہ ہوئی۔۔

"کک۔۔۔ کروں۔۔۔ گی۔" وہ بمشکل بولی۔۔

"کب۔۔۔؟؟" اس کے لہجے میں بے قراری تھی۔۔ وہ اسے کیا بتاتی عجیب مشکل تھی۔۔

"مم۔۔۔ مجھے سس۔۔۔ سردی لگ... رہی ہے۔۔" وہ کپکپاتے لہجے میں بولی دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔ عالم راؤ کو احساس ہوا کہ وہ کانپ رہی تھی۔۔۔ پر وہ کیا جانے وہ سردی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی کی جانے والی گستاخیوں کی وجہ سے کانپ رہی تھی۔۔۔

وہ اسے بیڈ پر بیٹھاتا واڈروب کی جانب بڑھا اور وولن کا نائٹ ڈریس نکال کر اسے تھماتے اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے ڈریسنگ روم کے سامنے اتارہ۔۔۔

" جلدی سے چینج کر کے آؤ۔۔" وہ اسے حکم دیتا خود بھی آرام دے سوٹ لیے واش روم میں گھس گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر باہر آیا تو وہ کمفرٹر میں منہ دیے لیٹی ہوئی تھی۔

وہ سمجھ رہا تھا اس کی چھوٹی سی جان اس سے چھپنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

وہ زور سے آنکھیں میچے دل ہی دل میں اس دیو سے بچنے کی ترکیبیں لڑا رہی تھی۔۔ تبھی اسے اپنے بالوں پر ہلکی سی گرفت محسوس ہوئی۔۔۔ اس کی سانسیں ساکن ہوئیں تھیں۔۔

عالم راؤ مدہوش ہوتا اس کے بال مٹھی میں بھرتا اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں بساتے اس کی سانسیں خشک کر رہا تھا۔

"بتایا نہیں کب محبت کرو گی۔۔" وہ ایک جھٹکے میں اس کا رخ اپنی جانب موڑ تا اس کے چہرے سے بال ہٹاتے بے قراری سے دریافت کر رہا تھا۔۔۔

ہیزل کو نہ جانے کیوں اس کی بے قراری میں ایک تڑپ محسوس ہوئی جیسے وہ محبتوں پیاسہ ہو۔۔۔

"کک۔۔۔ کیا۔۔۔ محبت ضروری ہے۔۔۔" وہ اس کی ہیزل گرے آنکھوں میں دیکھتے ایک ٹرانس کی کیفیت میں دریافت کیا۔۔

"بہت زیادہ ضرورت ہے تمھارے جان کو تمھاری محبت کی کرو گی نہ مجھ سے محبت۔۔" وہ اس کا ہاتھ چومتے آنکھوں میں خمار لیے لہجے میں لجاجت تھی۔۔۔

وہ اسے کیا بتاتا وہ ترسہ ہوا تھا محبت کا۔۔ جب سے وہ اس کی زندگی میں آئی تھی۔ اسے بھی محبت کی طلب ہونے لگی تھی۔۔۔ہاں وہ چاہتا تھا وہ اس سے محبت کرے۔۔ صرف اس کی بن کر رہے۔۔ صرف اس کی سنے اور اس کی کہے۔۔

"میں کروں گی آپ سے محبت۔۔۔ آپ کرتے ہیں نہ۔۔" نہ جانے اس کے دل میں کیا آیا کہ وہ پوچھ بیٹھی۔۔ سوال کرتے سینے میں دل مچلنے لگا تھا۔ بے شک اس نے ایک بار نہیں کئی بار کہا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ پر وہ پھر بھی سننا چاہتی تھی۔

"ہاں بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔۔۔ نہیں محبت نہیں عشق۔۔۔۔بلکے اس سے بھی اگر کوئی بڑا جذبہ ہے تو وہ ہے مجھے اپنی جانم سے۔۔۔" وہ والہانہ انداز میں اس کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے چھوتا دیوانگی ووارفتگی سے بولا۔۔۔ہیزل کو لگا اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔۔

"ہیزل بہت محبت کرنا مجھ سے۔۔۔۔ کبھی دور مت ہونا مجھ سے۔۔۔" وہ مدھم آواز میں سرگوشی کرتا اس کی گردن پر جھکا۔۔وہ نرمی سے اسے لمس سے سلگاتے اپنے بے چین دل کو قرار بخشنے لگا۔۔۔ جبکہ ہیزل کو لگا آج کو اس کی جان لے کر ہی مانے گا۔۔وہ اپنی بے قابو ہوتی سانسوں کو سنبھالتی نڈھال ہو رہی تھی۔

"آئی لو یو جانم۔۔۔۔" وہ اس کے کان کی لوں اپنے لبوں کے درمیان لیتا بوجھل گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔وہ جیسے اپنے حواس کھونے کو تھی۔۔۔

"جان۔۔" مدھم آواز میں پکارا۔۔۔

"جی میری جان۔۔۔" وہ اس کی چھوٹی سی ٹھوڑی پر اپنا لمس چھوڑتا جی جان سے متوجہ ہوا۔۔

"نہیں کریں پلیز۔۔۔۔" وہ آنکھوں میں نمی لیے مدھم آواز میں بولی۔

"کیا ہوا۔۔۔" وہ اسے اپنے سینے پر ڈالتے نرمی سے استفسار کرنے لگا۔۔

"میرا دل۔۔۔" وہ لرزتی آواز میں بس اتنا بولی تھی۔۔۔

کیا ہوا میرے چھوٹو سے بے بی کے دل کو۔۔" وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا پوچھ رہا تھا۔۔۔

"بب۔۔۔بہت زیادہ دد۔۔۔ دھڑک رہا ہے۔۔۔جج۔۔۔ جیسے باہر آجائے گا۔"وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔عالم راؤ سمجھ گیا تھا اس کی چھوٹی سی جان اس کی قربت میں مشکل میں گھری ہوئی تھی۔۔۔

"وہ کروٹ بدلتا اسے واپس سے بیڈ پر ڈالتے اس کے اوپر جھکا۔۔۔جس پر ہیزل کی آنکھوں پھیل گئیں۔۔

عالم راؤ نے اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیے اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر اپنی مہر ثبت کر دی۔۔۔ہیزل کو اس کے دہکتے لمس پر بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ اٹھی۔۔ آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر رخسار پر بکھرنے لگے۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔ چھوڑ دیں۔۔۔پلیز۔۔"وہ سسکنے لگی۔عالم راؤ جو مدہوش ہوتا خود کو سیراب کر رہا تھا اس کے رونے پر اس سے دور ہوا۔۔۔اعصاب بری طرح سے تنے تھے۔۔پر پھر خود پر قابو پاتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے کمفرٹر درست کرتے لائٹ آف کر گیا۔۔۔

"ایم۔۔۔سوری۔"اسے لگا وہ خفا ہو گیا ہے۔۔"

"شش جانِ جانم۔۔۔سو جاؤ کچھ نہیں کر رہا میں۔۔"وہ کہتا نرمی سے اس کے بال سہلانے لگا۔۔

"آپ۔۔۔ناراض نہیں۔۔۔ہیں نہ۔۔"اسے فکر ستانے لگی۔

"نہیں ناراض میں سو جاؤ۔۔" وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے نرمی سے بولا تو وہ پر سکون ہوتی آنکھوں موند گئی۔۔۔

اک "ہجر" تھا

"صحرا" بھی تھا

اور "پیاس" تھی

پھر ایک خلا بے انت سا

ویرانیاں،، تنہائیاں

پھر اس کے بعد اک "ق" تھا

پھر سارا منظر راکھ تھا

سب خاک تھا!!!!!

سب اپنے اپنے روم میں چلے گئے تھے۔۔ تبھی لمظ ابراہیم بازل شاہ کی جانب آئی۔۔۔

"شاہ مجھے گھر چھوڑ کر آئیں۔۔" وہ اپنے گرد شال ٹھیک کرتے اس کی آنکھوں میں اتری خماری اور جذبات سے انجان بنتے بولی تھی۔

وہ بھی اس کی بات پر انجان بنتے آیک جھٹکے میں اس کے پھولوں سے نازک وجود کو اپنی بانہوں بھر گیا ۔۔اچانک ہوتی اس افتاد پر لمظ ابراہیم کی چیخ نکلتے نکلتے بچی تھی۔

تھی۔

"نو شاہ پلیز مجھے گھر جانا ہے۔۔۔"خوف کے مارے اس کا دل کپکپا اٹھا۔۔وہ شدید مزاحمت کرتی بولی تھی۔بازل شاہ نے ایک نظر اپنی بانہوں میں مچلتی لمظ ابراہیم پر ڈالی۔اور ڈور کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا ڈور میں لگی سکرین میں بازل شاہ کی آنکھیں سکین ہوتے ہی ڈور کھولا تھا اندر آتے ہی پاؤں کی مدد سے اس نے ڈور کو دھکا دیا تھا جو بند ہوتے ہی خود بخود لاک ہوا تھا جیسے سوائے بازل شاہ کے کوئی کھول نہیں سکتا تھا۔۔

"شاہ۔۔۔شاہ پلیز آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔"بازل شاہ نے اس کانچ کی گڑیا کو ملائمت سے بیڈ پر ڈالا تھا ۔۔۔جس پر وہ مچل اٹھی۔

"شش۔۔۔۔میرے جنون مزاحمت بند کریں جان۔۔دیکھنے میں تو نازک سی لگی ہیں پر اتنی قیامت مزاحمتیں کہاں سے آئیں آپ میں لمظ بازل شاہ۔۔"وہ اس پر جھکتا اس کے اردگرد ہاتھ رکھتے خمار آلودہ نظروں سے اس کے حسین چہرے بغور تکتے گویا ہوا۔

"شاہ پاپا کو اگر پتا چلا کہ میں گھر نہیں تو بہت غصہ ہوں گے۔۔"وہ اس کے سینے پر اپنے ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے بولی تھی۔بازل شاہ کے عصاب تنے تھے اسے یاد آیا تھا جب اس

کے ملازم نے بتایا تھا کہ ابراہیم کاظمی اکثر اس پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔وہ بنا اس کی بات پر دھیان دیے نرمی سے اس کے رخسار پر جھکا اپنے دہکتے لب ان رکھے تھے۔ان نرم روئی سے گالوں کی نرمیاں محسوس کرتے وہ مدہوش ہوا تھا۔۔لمظ کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا۔

وہ اسے بے چین کرتا دوسرے رخسار پر بھی اپنا لمس مہکا گیا جو اس کی قربت پر دہکتے انگارہ ہونے لگے تھے۔۔

" جانِ شاہ۔۔۔۔۔۔بے حد دلنشین ہیں آپ۔۔۔ آپ کی مدسرائی کرتے کرتے بازل شاہ کو ایک عمر بھی لگ گئی تو وہ بھی شاید کم پڑھ جائے۔۔۔کیوں آخر اتنا بے قرار کر دیا ہے مجھے آپ نے۔۔ کہ بازل شاہ کو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔۔۔ایسا کب تھا میں جاناں۔۔۔ آپ نے تو پہلی نظر میں ہی یہاں اس بے کل قلب میں دراڑ ڈال دی۔یہ دل تو تبھی سے بے قرار ہو گیا تھا جب یہ جانتا بھی نہیں تھا کہ آپ محرم دل ہیں اس کی۔۔۔" وہ اس کی گردن پر اپنی کھردری انگلیاں چلاتے جنون خیز سرگوشیوں میں بولتا دھیرے دھیرے اس کے جسم سے جان سرکا رہا تھا۔۔۔

وہ اس کی گرفت میں نرمی محسوس کرتے اس دھکا دیتے اس سے دور ہوتی دروازے کی جانب بڑھی کیونکہ اسے اس وقت بازل شاہ کے تیور دیکھ کر خوف آرہا تھا۔بازل شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اس کے فرار ہونے کی تگ ودو پر۔

"دشمنِ جنون۔۔۔کیوں اپنے نازک سے پیروں اور ہاتھوں کو دکھا رہی ہیں۔۔یہ تب تک نہیں کھلے گا جب تک آپ کا شاہ نہیں چاہے گا۔" وہ اس پیچھے سے اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتے ایک جھٹکے میں کھینچ کر اپنے قریب کرتے وہ اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپائے مخمور لہجے میں سرگوشی میں بولا تھا۔

لمظ ابراہیم کو اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا مشکل لگا تھا۔اس کی دہکتی سانسیں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ پور پور سلگ رہی تھی۔

کس قدر چال باز تھا یہ شخص خود اس کی جان ہلکان کیے ہوئے تھے اور سارے الزام بھی اسی پر رھر رہا تھا۔وہ مدہوش ہوتا اس کی پچھلی گردن پر اپنے لمس کا جادو بکھرنے لگے۔۔۔لمظ ابراہیم لگا جیسے دہکتے انگاروں نے اسے چھو لیا ہو۔

پورے وجود میں سنسنی سی پھیلی گئی۔۔۔وہ اس کے روئی سے کومل گداز وجود کو مزید خود میں بھیجتے شدت پسند ہوا تھا۔۔۔وہ مزید نہ برداشت کر پاتے ایک جھٹکے میں اس کی گرفت سے نکلتی گلاس وال کے قریب جاتے اس کے پردے کو دونوں ہاتھوں میں دبوچتے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنا بکھرتا سانس سنوارنے میں ہلکان نظر آئی۔۔۔

ی کی۔۔" وہ مخمور

بمشکل نظریں اٹھا کر اس کریکن کو دیکھا تھا جو آج اسے پورے کا پورا نگلنے کے ارادے کیے بیٹھا تھا۔۔ وہ اس کی جانب بڑھا تھا اور لمظ کی جان ہوا ہوئی تھی اس جن کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ۔۔ وہ ارد گرد دیکھتی اس سے بچنے کی کوئی راہ تلاش کرنے لگی۔ جو اسے کہیں دیکھائی ہی نہ دے رہی تھی۔۔ وہ اس کے قریب پہنچتے اس کے ارد گرد ہاتھ رکھتا اس کی ساری راہیں مسدود کر گیا۔

جس پر وہ سانس رکے خوف زدہ سی اسے دیکھنے لگی۔۔۔ بازل شاہ متبسم ہوتا اس کی خوف سے بھری سیاہ کتھائیں آنکھوں پر اپنے لب رکھ گیا جن کا وہ دیوانہ تھا۔۔ جو نا جانے کونسے اسرار و بھید خود میں چھپائے بیٹھیں تھیں۔۔۔

"شاہ پپ۔۔۔ پلیز۔۔۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے باز رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"ششش۔۔۔" وہ اس کے لبوں پر انگشت کی انگلی رکھتے اسے بولنے سے باز رکھ گیا۔

تمہیں محبت سِکھاتا ہوں، یہاں بیٹھو

کچھ غزلیں سُناتا ہوں، یہاں بیٹھو

اچھا کیا کہا وہ چاند پسند ہے تم کو؟

اچھا اُتار کہ لاتا ہوں، یہاں بیٹھو

اچھا تو ڈر کیوں رہی ہو؟ میں ہوں نا!

اچھا سینے سے لگاتا ہوں یہاں بیٹھو

اچھا تو جان وہ جگنوں اچھے لگتے ہیں تم کو؟

اچھا تمہارے بالوں میں سجاتا ہوں، یہاں بیٹھو

وہ چاند چمک رہا ہے وہ ستارے دھمک رہے ہیں

یہ دونوں تِری گال پر بناتا ہوں، یہاں بیٹھو

کیوں اُداس ہو کیوں یہ آنسو بہا رہی ہو؟

میں تم کو ہنساتا ہوں، یہاں بیٹھو

مِری تو بہائی ہوئی ہر کشتی ڈوب جاتی ہے یار

اِک کشتی تِرے نام کی بہاتا ہوں، یہاں بیٹھو

اور میں تم سے بلا کا عشق کرتا ہوں پیاری

کیوں؟ اچھا بتاتا ہوں، یہاں بیٹھو

یہ جگمگاتی تتلیوں میں سے جس پر اشارہ کرو

اُسے تِرے ہاتھ پر بیٹھاتا ہوں، یہاں بیٹھو

کیا کہا تم یقین کامل یعنی مجھ سے ناراض ہو؟

اچھا یقین یعنی میں تم کو مناتا ہوں، یہاں بیٹھو

وہ مدھم سرگوشیوں میں ایک خوبصورت سی نظم اس کی سماعت میں کسی رس کی مانند گھولتے گنگنایا تھا ۔۔وہ ساکت سی ہوئی تھی اس کی دیوانگی پر۔۔۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگے تھے۔ کتنا انتظار کیا تھا اس کے اپنے ساحل کا۔۔۔ کس قدر دردناک ہجر جھیلا تھا اس نے۔۔۔ ہر پل مر مر کے سسک سسک کر گزارہ تھا۔۔۔ ہر آہٹ پر آنکھ کھل جاتی تھی۔۔۔ کہ کہیں وہ آکر چلا ہی نہ جائے۔

اس کا دل چاہا وہ اپنے سارے درد، ساری ہجر کی وہ زخم ادھیڑتی سرد راتوں کا احوال، وہ اذیتیں کے سارے باب بازل شاہ پر کھول دے آج اور اسے کہہ دے کہ اب وہ اکیلی مزید یہ بھار نہیں اٹھا سکتی ۔۔۔اب وہ بھی رکنا چاہتی ہے۔ وہ بھی ٹھہر جانا چاہتی ہے سانس لینا چاہتی ہے۔۔بارہ سال سے اکیلے ان خار دار راہوں پر چلتے چلتے اب وہ بے حد زخم زخم ہے۔۔۔ان سفاک رستوں نے اسے بہت نوچ گھسوٹ لیا ہے اب اس میں جان باقی نہیں تھی۔۔۔

وہ نم آنکھوں میں درد کی کرچیاں لیے بازل شاہ کی سنہری آنکھوں میں دیکھتی بازل شاہ کو دل میں گھاؤ کر گئی۔۔۔ آنکھیں اس نازک سی مرمیڈ کی اذیتوں پر ضبط سے گلال ہوئیں تھیں۔۔۔وہ کیا بتاتا اسے کہ وہ اس کی کتھائیں آنکھوں سے سارے راز پا جاتا تھا وہ اس کی اذیتوں سے ناواقف نہیں تھا وہ اس کے ہر زخم کی گہرائی جانتا تھا۔۔۔ وہ بھی تو یونہی ریزہ ریزہ تھا وہ بھی تو بکھرا ہوا تھا۔۔پر وہ اسے خود سب بتاتی کیوں نہیں تھی۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے خود کو کھل دے۔

"لمظ ابراہیم سارے درد مجھے کیوں نہیں دے دیتیں۔۔۔کیوں نہیں آزاد ہوتیں آپ اس قید سے ۔۔۔یقین جانے اگر ایک عمر بھی لگ گئی نہ آپ کو سمیٹنے میں تب بھی آپ کا ساحل آف تک نہیں کرے گا۔۔۔آپ پر تو سو بازل شاہ قربان۔۔آپ کی ان آنکھوں میں مسکراہٹ دیکھنے کو اگر بازل شاہ کو پور پور زخم بھی ہونا پڑا تو تب بھی یہ سودا منظور رہے گا۔۔مجھے اب آنکھوں آنسو نہیں تتلیاں رقص کرتی نظر آئیں۔۔۔یہاں خوشیوں کے بکھرے رنگ دیکھنا چاہتا ہوں۔جن میں اپنا عکس دیکھتے دیکھتے آپ کا ساحل پوری عمر تمام کر دے۔۔۔"وہ اس کے دلکش چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرے بے حد محبت ووارفتگی سے گویا ہوا۔

لمظ ابراہیم یک ٹک اس محبت کے پیکر کو دیکھے گئی۔۔۔آنکھوں میں موتی اب بھی ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔۔جنہیں بازل شاہ نرمی سے اپنے لبوں پر سمیٹتے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکاتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔وہ کہاں کہاں سے شروع کرتی کیا کیا بتاتی کس کس بات کا ماتم کرتی۔۔۔کہ اس کے جانے کے بعد اس پر کون کونسے ظلم ہوئے تھے کہ اس کے باپ نے ہی اسے بیچنے کی کوشش کی تھی۔۔پر نا جانے کیسے اللہ کو اس پر رحم آ گیا تھا اور وہ بچ گئی۔۔۔پر ایک بار وہ پھر سے وہی اس کے ساتھ کرنے والے تھے۔

"بہت مشکل تھا شاہ۔۔۔سب بہت تکلیف دہ تھا سب رندگی میں۔۔ہر زخم پر آپ کو پکارہ۔۔۔پر نا ہو کر بھی کہیں لمظ میں رہ گئے تھے۔۔۔ہر رات روتے ہوئے اپنے زخموں کو ناسور بنتے دیکھ آپ کو پکارہ

آہستہ عادت ہونے لگی اذیتوں کی مر مر کر سانس لینے کی۔۔۔ پھر وجود بھی بے حسی پر اتر آیا اذیتوں پر وحشی ہونے لگا۔۔ پھر سمجھ آیا کہ زندگی سوائے سنگدلی کے کچھ نہیں۔۔ اور پھر یہ سب بھی کم تھا کہ آپ کی لمظ تیرہ سال کی عمر میں سانسوں کی بھی محتاج ہو گئی۔۔" وہ بولتے بولتے خود اذیتی سے ہنسی تھی ۔۔بازل شاہ نے سرخ آنکھوں سے دیکھتے اس نازک سی پری کو خود میں بھینچ لیا۔۔

اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کیسے اپنی زندگی کو سمیٹتے۔۔۔ پر اس نے عہد لیا تھا ان تمام لوگوں سے اپنی مر میڈ کا انتقام لے گا جس جس شخص نے اسے رلایا تھا وہ اس کی سانسیں تنگ کر دے گا۔۔اور ابراہیم کاظمی کا تو وہ حال کرے گا کہ وہ نہ تو زندہ لوگوں میں شمار ہو گا نہ مردہ لوگوں میں۔

"میری زندگی ہو تم لمظ بازل شاہ۔۔۔ اب کوئی درد بھی تم تک پہنچنے نہیں دوں گا۔۔یہ وعدہ ہے بازل شاہ کا اپنی جانم عاشقی سے۔۔اور تمھاری ہر ازیت کا حساب اس ہر انسان کو دینا ہو گا جس جس نے آپ کو خون کے آنسو رلایا ہے۔" وہ جنونیت سے بولتا ایک پل کے لیے لمظ ابراہیم کو سہما گیا۔

شش۔۔۔شاہ مجھے ڈر لگتا ہے آپ سے۔۔" وہ اس کی جیکٹ کو مٹھیوں میں بھینچے نم لہجے میں بولی۔وہ بولتی اس قدر پیاری لگی کہ بازل شاہ ایک بازو سختی سے اس کی کمر کے گرد حائل کرتے دوسرے اس کے بالوں میں الجھائے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتا اس پر جھک گیا۔۔۔ اس کے جنونی لمس کی حرارت پر وہ تڑپتی آنکھوں میچے اس کی جیکٹ پر اپنی گرفت مضبوط کر گئی۔۔

وہ اسے رگ رگ سلگاتا یونہی خود میں بھینچتے اسے کمر سے اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا۔۔وہ سانسوں کے لیے تڑپتی مزاحمت کرنے لگی پر وہ اب چھوڑنے پر مائل نظر کہاں آیا تھا۔
اسے بیڈ پر ڈالتے وہ کچھ پل کے لیے اس سے دور ہوا تھا۔ تبھی وہ بے دم ہوتی تکیے پر سر گرائے سانس بحال کرنے کی تگ و دو میں لگ گئی پر مزید جان تو تب ہوا ہوئی جب وہ اپنی جیکٹ کے ساتھ ساتھ شرٹ بھی اتار کر صوفے پر پھینکتے اس پر جھکا تھا۔۔اس وقت وہ صرف سیاہ ویسٹ میں ملوث تھا اس کے چوڑے شانوں اور کسرتی وجود کو دیکھتے لمظ ابراہیم کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلیاں پسینے سے بھگتی محسوس ہوئیں۔۔

"شاہ۔۔۔نو۔۔۔پل۔۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی وہ اس پر جھکتا اس کی بولتی بند کر گیا۔۔لمظ ابراہیم جان جلتا وہ مکمل اسے بے بس کیے خود کو سیر اب کر رہا تھا پر تشنگی کم کہاں ہو رہی تھی ۔۔۔جب اسے لگا کہ اب وہ سانس نہیں لے پا رہی تو اسے اپنی سانس دیتے زرہ سا دور ہوا تھا۔۔لمظ ابراہیم نے اپنی ٹرین کی سپیڈ سے بھاگتی دھڑکنوں کو سنبھالتے نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔
بازل شاہ نرمی سے اس کی شکوہ کناں آنکھوں پر نرمی سے اپنا لمس مہکاتے اس کی کنپٹی پر لب رکھ گیا۔
"میری زندگی ہو تم لمظ بازل شاہ۔" وہ یہ جملہ بہت بار بول چکا تھا اس سے پر ہر بار اس جملے کی تاسیر اسے اپنے سارے درد بھولتے محسوس ہوتے تھے۔

لمظ نے اس دیوانہ کو بڑی ہمت کرتے نظریں اٹھا کر دیکھا تھا۔جواب نرمی سے اس کی نازک سی انگلیوں کو اپنی آہنی انگلیوں میں الجھائے وہ ایک ایک انگلیوں کے پوروں اپنے لبوں سے سلگانے لگا اس کے دہکتے لبوں کا لمس اور اس کی مونچھوں کی چھبن پر مچلی تھی دل میں عجیب سی سرسراہٹ ہونے لگی تھی ۔۔

وہ مدہوش ہوتے اس کی گردن میں لپٹی اس کی شال کو کھینچتے ایک جانب پھینک گیا۔

"شاہ۔۔۔" وہ تڑپ کر اسے پکارا اٹھی تھی۔۔ جس پر وہ ان سنی کرتے اس کی کالر بون اپنے لمس سے مہکانے لگا۔۔وہ اس کی ویسٹ کو اپنے ہاتھوں میں دبوچتے گہرے گہرے سانس بھرتی مزاحمت کرنے لگی۔۔۔پر وہ نازک سی صنف نازک کہاں اس کی سنگلاخ چٹانوں سے مرد کی آہنی گرفت سے آزاد ہو سکتی تھی۔

وہ اپنی منمایاں کرتے اس کی جان نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔وہ اپنے سن ہوتے اعصاب کے ساتھ پاگل سی ہو رہی تھی۔دل میں جیسے طغیانی سی اتر آئی تھی۔۔سانسیں الگ سے رک رہیں تھیں۔

💖💖💖💖💖

وہ کہتی ہے، ستارے آنسوؤں میں کیوں چمکتے ہیں؟

میں کہتا ہوں محبت روشنی میں رنگ بھرتی ہے

وہ کہتی ہے، ہوا کے ہاتھ میں کیا کیا نہیں آتا؟

میں کہتا ہوں، جو دہلیزوں کے اندر دفن ہوتا ہے

وہ کہتی ہے، زمانے کو دلوں سے رنج کیوں کر رہے ؟

میں کہتا ہوں، کہ یہ آزار تو صدیوں کی قسمت ہے

وہ کہتی ہے، تمہارے بعد کیوں بارش نہیں ہوتی ؟

میں کہتا ہوں، مری جان ہجر صحراؤں میں رہتا ہے

وہ کہتی ہے، خوشیوں میں بھی تم تو رونے لگتے ہو

میں کہتا ہوں، مری آنکھوں کو ساون اچھا لگتا ہے

وہ بولی، تم بھی زندگی سے روٹھ جاؤ گے

میں بولا، ہاں یا شاید موت مجھ سے مان جائے گی

وہ بولی، تم خوشی کے گیت کو مایوس کرتے ہو

میں بولا، کیا کروں ان مختصر گیتوں کے موسم کا

وہ بولی، تم تو خود ہی خود سے ہار جاتے ہو

میں بولا، کیا کروں کمزور ہوں اور بے سہارا ہوں

وہ بولی، کیا یہ سب کچھ اتفاقاً ہے تمہارا غم

میں بولا، یہ بھی ممکن ہے یہ سب کچھ احتراماً ہو

محبت میں غموں کی اس قدر یلغار کیوں۔۔۔ بولی!

میں بولا، تم کسی دن یہ تو اپنے آپ سے پوچھو

وہ مرھم سرگوشی میں ایک اور نظم اس کی سماعت کو سونپتے لمظ ابراھیم کی آنکھیں نئے سرے سے نم کر گیا۔۔۔

"شاہ مجھے گھر جانا ہے۔۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے نظریں جھکائے بولی تھی۔۔"

" بلکل نہیں ۔۔۔ابھی تو بلکل نہیں میرے جنون ۔۔" وہ ایک ہاتھ سختی سے اس کے بالوں میں الجھائے درشتی سے گویا ہوا۔۔

"پلیز شاہ ڈیڈ کو پتہ چل جائے گا مجھے جانے دیں۔"

وہ متلجی لہجے میں بولی۔۔

"پروا نہیں۔۔"وہ سختی سے گویا ہوا۔

"پلیز میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔"

وہ بے بسی سے اس اڑیل کو سمجھنے لگی جو کچھ بھی سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔

" نہیں مجھے اس وقت تم چاہیے ہو مرمیڈ بس اس سے اگے کچھ نہیں جانتا میں ۔۔" وہ ضدی لہجے میں بولتا اس پر جھکتا ایک بار پھر سے اس کی بولتی بند کروا گیا۔اور اس بار اس کے لمس میں شدید جنونیت تھی۔۔وہ مچلتی بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔دل سینے میں مچلتا باہر آنے کو تھا۔۔کچھ پل میں وہ خود کو سراب کرتے وہ اس کی پیشانی سے آپنی پیشانی ٹکائے اپنا سانس بھی بہال کرنے لگا۔۔

" آج آپ کی سانس نہیں رک رہی میرے جنون ۔۔۔ کچھ دیر اپنی سانسوں کو تھمنے کا کہیں نہ تا کہ بازل شاہ کو بھی کوئی بہانا ملے کہ وہ آپ کو سانسوں سونپنے کی آڑ میں اپنی سانسیں مہکاتا رہے ۔۔۔" وہ پورے ڈھڑلے سے اسے کہتے اس کی چن پر لب رکھ گیا۔

لمظ ابراہیم سرخ گلال ہوتی اس کی بے باکیوں پر اب بے سکت سی ہوگئی تھی ۔۔ابھی سکون کا سانس لیا بھی نہیں تھا کہ وہ پھر سے انگشت کی انگلی اس کی گردن پر چلاتے اسے بے چین کرنے لگا ۔۔وہ اس کی گردن پر انگلی سے سطر کھینچتے اسے طوفانوں کی زد میں کر رہا تھا۔اب وہ سچ میں اس کی سانسیں روکنے کی سازش کر رہا تھا ۔۔

"شش ۔۔۔۔شاہ ۔۔۔ پلیز بس ۔۔ کر دیں ۔" وہ بمشکل بولتی اس کا ہاتھ تھام گئی ۔

"کیا ہوا سانس نہیں آ رہا میرے جنون ۔" وہ اس کی ٹھوڑی کو تھام کر بولتا معصوم بنا تھا ۔۔

"شاہ ۔۔۔ آپ اچھے ۔۔۔ نہیں ہیں ۔۔۔ میری جان ۔۔۔ نکال دی ." وہ بمشکل بولتی شکوہ کناں ہوئی ۔

" آچھا تو سانس چاہیے میری مرمیڈ کو ۔۔" وہ اس کی بات نظر انداز کرتے اپنے مطلب کی بات پر قائم تھا ۔۔وہ خوف زدہ سی نفی میں سر ہلانے لگی پر وہ بنا اس کی پرواہ کیے پھر سے اپنی منمایاں پر اترا ۔۔۔اب کی بار وہ اس کے سنہری بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتے اسے کھینچنے لگی ۔۔پر وہ اس کی معصوم کوششوں پر محظوظ ہوتا مزید اس کی سانسیں دبوچ گیا ۔۔

وہ اس کی سانسیں خود میں جزب کرتے اسے اپنی سانس دیتے اس سے بخش گیا۔۔ جاپر وہ کھینچ کھینچ کر سانس لیتی رو دی۔۔

"شاہ آپ کتنے گندے ہیں۔۔۔مجھے جان سے مار دیں گے کیا۔" وہ اس کے سینے پر چھوٹے سے ہاتھ کا مکا مارتے روہنسا ہوتے بولی تھی۔۔

اگر یہ کہہ دو بغیر میرے
نہیں گزارہ، "تو میں تمھارا"
یا اس پہ مبنی کوئی تاثر
کوئی اشارہ، "تو میں تمھارا"—
غرور پرور، انا کا مالک،
کچھ اس طرح کے ہیں نام میرے
مگر قسم سے جو تم نے اک بھی
دفعہ پکارا "تو میں تمھارا"——
تم اپنی شرطوں پہ کھیل کھیلو،
میں جیسے چاہوں لگاؤں بازی
اگر میں جیتا تو تم ہو میرے،

اگر میں ہارا، "تو میں تمھارا"۔

تمھارا عاشق، تمھارا مخلص،

تمھارا ساتھی، تمھارا اپنا

رہا نہ ان میں سے کوئی

دنیا میں جب تمھارا "تو میں تمھارا"

تمھارا ہونے کے فیصلے کو

میں اپنی قسمت پہ چھوڑتا ہوں

اگر مقدر کا ٹوٹا کوئی

کبھی ستارہ "تو میں تمھارا"۔۔۔۔۔

یہ کس پے تعویذ کر رہے ہو،

یہ کس کو پانے کے ہیں وظیفے

تمام چھوڑو بس ایک کر لو

،استخارہ "تو میں تمہارا"۔۔۔

اسے نا جانے آج کیا ہو گیا تھا۔۔ کہ بات بات پر اس کی جان نکال رہا تھا۔۔ کبھی اپنی حرکتوں سے کبھی اپنے لفظوں سے تو کبھی اپنے دہکتے لمس سے۔۔

وہ اس پر رحم کھاتا اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے نرمی سے اپنی انگلیاں اس کے بالوں میں چلانے لگا۔۔

"سو جاؤ میرے جنون۔۔۔ صبح ہوتے ہی گھر چھوڑ دوں گا۔۔" وہ آنکھوں موندے نرمی سے بولا۔

"ابھی کچھ ہی دیر میں صبح ہو جائے گی شاہ۔۔" وہ فکر مند نظر آئی۔۔

"ششش ڈونٹ وری میری زندگی۔۔۔ جسٹ آنکھوں بند کریں اور اپنے ساحل کی بانہوں میں سماتے سب بھول کر سکون سے سو جائیں۔۔" وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے بولا تھا۔ جس پر وہ خاموش ہوتی اس کی آغوش میں سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔

💖💖💖💖💖

"آج کتنا مزہ آیا نہ آج۔۔" وہ خوشی کا کھکھلاتی ہوئی بولی تھی۔۔ ریان ملک نے متبسم نظروں سے اسے دیکھا تھا جو ارگینزہ کی وائٹ شارٹ فراک اور ساتھ وائٹ ہی ٹائٹ پہنے اپنے شانوں تک آتے بالوں کو آگے سے پن آپ کئے ہلکے پھلکے سے میک اپ میں بے حد دلکش لگ رہی تھی۔۔ ریان ملک کی آنکھیں لو دینے لگیں۔۔

"تو آپ تو اچھا لگا آج مائے شائے سٹار۔۔" وہ اس کے قریب آتا نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے اسے بیڈ کی جانب لایا۔ تو وہ دھیرے دھیرے چلتی اس کے ساتھ چل کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"اچھا اور میرے ساتھ کیسا لگا تا ہے جان ریان آپ کو۔۔" وہ نرمیاں سے اس کے بالوں کو لٹوں کو اپنی انگلی میں الجھائے پوچھنے لگا۔۔ وہ پزل سی ہوئی تھی اس کے تیور دیکھ۔۔

"بتاؤ نا شائے سٹار۔۔" وہ اس کی ٹھوڑی کو تھام کر چہرہ اوپر اٹھاتا جانا چاہ رہا تھا۔

"ااا اچھا۔۔ لگتا ہے۔۔" وہ سرخ ہوتی بمشکل بولی تھی۔ریان ملک کے لبوں پر تبسم بکھرا۔

"چلو آؤ تمھیں کچھ دیکھاتا ہوں۔۔" وہ کہتے ایکدم سے ستارہ کو اپنے بانہوں میں اٹھاتے روم سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔ وہ بوکھلا سی گئی۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔" وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے بولی۔جو اب لاؤنج سے گزرتا اس کے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

"ابھی پتا چلا جائے گا جاناں۔۔۔ بس کچھ دیر صبر۔۔" وہ چلتے چلتے اس کی ناک پر لب رکھتے مسکرا کر بولا ۔۔وہ حرکت پر وہ سرخ ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔لاؤنج کا دروازہ عبور کرتے وہ باہر کی جانب بڑھا۔۔اس کے قدم لون کی پچھلی سمت تھے۔

منزل پر پہنچتے ہی ریان ملک نے اسے نرمی سے نیچے اتارا۔۔تو سامنے کا منظر دیکھتے وہ مہبوت سی رہ گئی ۔۔ ہر طرف لگے سفید پھول چاندی رات میں بے حد خوبصورت منظر پیش کر رہے۔۔ تھے۔۔۔ اور پول میں نظر آتا چاند کا عکس وہ خوشی سے جھوم اٹھی۔۔

" آپ کو پتہ ہے مجھے چاند بہت اچھا لگتا ہے۔۔ کتنا پیارا ہوتا نور ہی نور سا دل چاہتا ہے میں اسے اپنی بانہوں میں بھر لوں۔۔ اور وائٹ روز تو میری جان ہیں۔۔ مجھے اپنا کل یاد نہیں پر مجھے آج یہ سب بہت اچھا لگ رہا۔۔۔ پر آپ کو یہ سب کیسے پتا چلا۔" وہ انتہائی اکسائٹڈ نظر آئی تھی۔۔ تبھی وہ اسے تتلیوں کی

کھکھلاہٹ لیے اسے بتا رہی تھی۔ ریان ملک نے اس کے خوشی سے دمکتے چہرے کو تکتے خود میں جزب کر رہا تھا کس قدر پیاری تھی وہ معصوم سی۔۔

"کوئی اپنی دھڑکنوں سے بھی انجان رہا ہے کیا جاناں۔۔" وہ اس کے قریب آتا مبہم سا مسکراتے گویا ہوا تھا۔ جا پر وہ بلش کرتے چہرہ موڑ گئی۔ اس کے رخساروں پر بکھری سرخیوں پر ریان ملک کی آنکھیں خمار آلودہ ہوئیں تھیں۔۔

وہ نرمی سے پیچھے سے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لے گیا۔۔ ستارہ کا دل یکبارگی سے دھڑکا تھا۔۔

"اور مجھے دیکھیں میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ چاند کو بانہوں میں بھرے دیدادلیری سے کھڑا ہوں ۔۔ اور کوئی اس چاند کو میرے سوا دیکھ اتنے قریب سے دیکھ نہیں سکتا۔۔ یہ چاند میری ملکیت ہے ۔۔۔" وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے ان کی خوشبو خود میں اتارتے مدھم سرگوشیوں میں بول رہا تھا۔۔ ستارہ کے پورے وجود میں سنسنی سی پھیل گئی۔

"یان۔۔۔" مدھم آواز میں اسے پکارہ تھا ریان ملک اپنے ادھورے نام کی پکار پر مسکرایا اسے بے حد اچھا لگا تھا اس کے لبوں سے اپنا نام۔

"جی میری جان۔۔۔" وہ اس کی گردن سے نرمی سے بال ہٹاتے اس کی پچھلی گردن پر لب رکھ گیا ۔اسکے دہکتے لمس پر وہ سختی سے آنکھیں میچے اس کے اپنے گرد لپٹے ہاتھوں کو سختی سے دبوچ گئی۔۔

میر اسید ھا سادہ مزاج تھا

مجھے عشق ہونے کی کیا خبر

تیرا ایک نظر مجھے دیکھنا

میرے سارے شوق بدل گیا

وہ مدھم آواز میں سرگوشی میں بولتے ستارہ کی سماعت میں رس گھول گیا۔ دل کی دھڑکنیں میں بوچھال سا آگیا تھا۔۔

جنوں سے گزرنے کو جی چاہتا ہے

ہنسی ضبط کرنے کو جی چاہتا ہے

جہاں عشق میں ڈوب کر رہ گئے ہیں

وہیں پھر ابھرنے کو جی چاہتا ہے

وہ ہم سے خفا ہیں ہم ان سے خفا ہیں

مگر بات کرنے کو جی چاہتا ہے

ہے مدت سے بے رنگ نقش محبت

کوئی رنگ بھرنے کو جی چاہتا ہے

بہ ایں خود سری وہ غرور محبت

انہیں سجدہ کرنے کو جی چاہتا ہے

قضامژدۂ زندگی لے کے آئے

کچھ اس طرح مرنے کو جی چاہتا ہے

نظام دو عالم کی ہو خیر یارب

پھر اک آہ کرنے کو جی چاہتا ہے

گناہ بہت ہمارے اللہ اللہ

بگڑ کر سنورنے کو جی چاہتا ہے۔

وہ مدھم آواز میں اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔

"انن۔۔۔ اندر چلیں ریان۔۔" وہ اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے مزاحمت کرتے بولی تھی ریان ملک کے لبوں پر تبسم بکھرا۔۔ کیوں وہ جانتا تھا وہ بس اس سے فرار چاہتی تھی۔۔

"کیوں مائے شائے سٹار اچھا نہیں لگ رہا کیا یہاں۔۔" وہ مزید اسے خود میں بھینچتے مدھم سرگوشی میں اس کی سماعت میں بولا۔۔ تو وہ کسمسا کر رہ گئی۔۔

"ستارہ۔۔" وہ نرمی سے اس کا نام پکارتے اسے چونکنے پر مجبور کر گیا۔ کا قدر شدت تھی اس کی پکار میں

۔۔

"جی ریان۔۔" وہ پوری معصومیت سے ہمہ تن گوش ہوئی تھی۔ مزاحمت کرتے ہاتھ بھی رکے تھے۔

"تمھیں پتہ ہے کتنا تڑپا ہوں ان چار سالوں میں میں تمھارے لیے جاناں ۔۔ ہر پل، پل پل انتظار کیا تمھارے ہوش میں آنے کا ۔۔ کبھی کبھی تو مایوسیاں سی گھیر لیتیں تھی ۔۔ کہ کہیں تم زندگی سے ہی روٹھ گئی تو کیا کرے گا تمہارا یان ۔۔ کیسے جی پائے گا تمھارے بن ۔۔۔ لیکن پھر خود ہی خود کو حوصلہ دیتا کہ ایک دن تم ضرور آنکھیں کھولو گی اور میرے دل بے چین کو قرار دو گی ۔۔"

وہ مضطرب سا کہتا آخر میں نم سا مسکراتے اس کی خوبصورت آنکھوں کو اپنے لبوں سے باری باری چھوتے اسے اپنے لمس سے معتبر کر گیا ۔۔ اس کا راحت روح سا پر حدت لمس محسوس کرتے وہ آنکھوں موند گئی ۔۔

"اگر تمھیں کبھی کچھ پتہ چلے کہ میں نے تم سے تمھاری بہتر کے لیے کچھ چھپایا ہے تو مجھ سے روٹھو گی تو نہیں نہ میری جان ۔۔ کبھی میرا ساتھ تو نہیں چھوڑو گی نہ ۔۔ کبھی مجھے دھوکے باز تو نہیں سمجھو گی نہ ۔۔۔" وہ اپنا ڈر زبان پر لے آیا تھا ۔۔۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیتی تو وہ کیا کرتا ۔۔ کتنا چاہتا تھا وہ اسے لفظوں میں بیاں کہاں ممکن تھا ۔۔

"آپ نے ۔۔۔ کچھ چھپایا ہے مجھ سے یان ۔۔" وہ آنکھوں میں خیرانی لیے دریافت کر رہی تھی ۔ اس کے سوال پر وہ اپنی درد سے اٹی آنکھیں زور سے میچ گیا شاید ابھی یہ کہنے کا وقت نہیں تھا ۔۔

"ہاں کچھ ہے پر میں ابھی تمھیں کچھ نہیں بتا سکتا قلبِ ریان ۔۔۔ پلیز مجھ سے کچھ مت پوچھنا ورنہ شاید تمھارا یان مر جائے ۔۔" وہ کرچی کرچی لہجے میں بولتا ستارہ کو تڑپنے مجبور کر گیا ۔۔ وہ بے ساخت اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئی ۔۔

"پلیز ایسا نہیں کہیں ۔" وہ تڑپ کر بولی تھی ۔ وہ نرمی سے اس کا ہاتھ وہیں تھامتے بے شمار بوسے دے گیا۔ ستارہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی اٹھی تھی ۔۔ گال تب پر لال ہوئے تھے ۔۔

"آئی لو یو ۔۔۔ آئی لو یو جانِ ریان ۔۔ کبھی روٹھنا مت مجھ سے ۔۔۔ اگر کبھی چھوڑنا کا دل چاہا تو اس دیوانے کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دینا ۔۔ نہیں جی پاؤں گا تمھارے بنا ۔۔" وہ شدت سے اسے خود میں بھیجتے نہ جانے کیوں آج ستارہ کو بھی زخم زخم کرنے کی باتیں کرنے لگا تھا ۔۔ قہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے یا نہیں پر وہ بھی کہاں رہ سکتی تھی اس کے بنا ۔۔ شاید وہ اس خوبصورت دل کے مالک کی عادی ہو گئی تھی ۔۔

اور عادتیں تو محبت سے بھی کہیں زیادہ جان لیوا ہوا کرتی ہیں ۔ !

"یان ۔۔۔ کبھی نہیں جاؤں گی میں آپ کو چھوڑ کر ۔۔۔ مجھے ایسا کچھ جاننا ہی نہیں ہے جو مجھے آپ سے دور کر دے ۔۔۔ میں نہیں جانتی کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں یا نہیں پر میں اتنا جانتی ہوں کہ ستارہ آپ کے بنا کچھ بھی نہیں ۔ یہ ستارہ آپ کے ساتھ سے روشن ہے اگر آپ نہیں تو میں بھی کہیں اندھیروں میں بھٹک جاؤں گی ۔"

وہ اپنی نم ہیزل آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولتی ریان ملک کے بے جان وجود میں جیسے جان بھر گی ۔۔ وہ اپنے ضبط کھوتا اس کے بالوں میں اپنا مظبوط ہاتھ الجھاتے اس کی سانسیں اپنی سانسوں میں الجھا گیا۔۔ قطرہ قطرہ اس کی مہکتی سانسیں خود میں جزب کرت وہ دیوانہ سا ہوا۔۔ستارہ کو لگا جیسے کسی دہکتے انگارہ نے اسے چھو لیا ہو۔۔۔ٹانگوں سے جیسے دھیرے دھیرے جان سرک رہی تھی ۔۔ تبھی سہارے کے لیے اس کی جیکٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ لیا۔۔

ستارہ کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا پر وہ جیسے اسے چھوڑنا بھول ہی گیا تھا۔۔وہ کامنی سی گڑیا سانسوں کے لیے تڑپتی اس کے فراخ سینے پر مکے برسانے لگی تو اسے احساس ہوا کہ وہ کچھ زیادہ ہی شدت پسند ہو گیا تھا۔۔ قہ کہاں برداشت کر سکتی تھیں اس کی دہکتی شدتوں کو۔۔ تبھی رحم کھاتا اس سے دور ہوا تھا۔۔وہ آزادی پاتے ہی نڈھال سی اس کے سینے پر سر ٹکائے سانسیں بھرتی اپنا سانس بہال کرنے لگی ریان ملک اس کی پشت سہلانے لگا۔۔

" آپ کتنے ۔۔ گندے ہیں۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ مارتے جھگی بھرے لہجے میں بولتی اتنی پیاری لگی کہ ریان ملک کے جذبات ایک بار پھر سے بے لگام ہونے لگے۔

" جانِ ریان مت دیکھاؤ ایسی ادائیں اپنے یان کق ورنہ یہ تمھیں کھا جائے گا۔۔" وہ مخمور نظروں سے اسے دیکھتے بولتا اس کی چھوٹی سی سرخ ناک پر دانت گاڑتے بولا تھا۔۔وہ کراہ کر رہ گئی۔

"آہ۔۔۔یان میں جے بھائی کو بتاؤں گی آپ کا۔" وہ اپنی ناک سہلاتے نروٹھے پن سے بولتی اسے دھکا دیتے دوسری جانب بڑھی تو وہ مسکراتا ہوا اس کے پیچھے بھاگتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔۔

"آہ۔۔۔چھوڑیں مجھے۔۔۔گندے یان۔" وہ اس کے بال اپنی مٹھیوں میں بھرتے ایکدم سے ہونے والے حملے پر بھکلاتے بولی تھی۔۔ریان ملک کا کہنا بے ساخت تھا وہ ریان ملک ہی کیا جیسے کسی بات کا اثر ہو جائے۔

وہ اسے لیے اندر کی جانب بڑھا تھا لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس کا سامنا مونا سے ہوا۔۔جو ریان ملک کے مطابق باہر وقت لاؤنج کی پہرے داری کرتے نظر آتی تھی۔۔

وہ اس وقت اپنے دیول ڈریس (بلیک جینز شرٹ پر بلیک ہی جیکٹ پہن ہاتھوں پر گلوز اور بلیک لوگ شوز پہنے) میں تھی یعنی مونا ڈائن اس وقت کسی کا کام تمام کر کے آئی تھی۔۔

"مونا آپی بچائیں۔۔۔" وہ مونا کو دیکھتے چلائی۔ مونا کو ترس آیا جو اس جنگلی کے ہتھے چڑھ گئی تھی۔۔

"کمنے ملک چھوڑ بچی کو۔۔" وہ اپنی پشت سے چھوٹی سی پسٹل نکلتے بولی تھی جیسے دیکھ ستارہ کہ طوطے ،چڑیا، کوے سب کچھ ایک بار ہی آڑے تھے۔۔

"ارے جا خون چوس ڈائن۔۔۔اسے تو میں نہیں چھوڑنے والا۔۔" وہ اس کی دھمکی کو ہوا میں اڑاتے جھک کر ستارہ کے رخسار پر لب رکھتے بولا تھا۔۔مونا کہ سامنے ریان ملک کی اس بے باکی پر وہ سرخ انگارہ ہو اس کے سینے میں سر چھپا گئی جبکہ مونا آگ بگولہ ہوتی فائر کر گئی جس سے سکون سے وہ بچ نکلا

۔۔ یہ تو شکر تھا کہ سائلنسر لگا ہوا تھا ورنہ گولی کی آواز پر عالم راؤ سے اس دونوں

درگت پکی تھی۔۔

"ویسے بھی اب تمہارے دن بھی پورے ہونے کو ہیں مونا ڈارلنگ وہ آنے والا ہے جس کا ریان ملک کو بے صبری سے انتظار ہے۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ پھر تم گئی کام سے۔۔ کیونکہ ایک ویمپ کو ایک ویمپائر ہی قابو کر سکتا ہے۔۔"

وہ مصنوعی کہکہا لگاتے مزائقہ خیز لہجے میں بولتا مونا کو مزید بھڑکا گیا۔۔

"کمینے ملک ابھی کہ ابھی دفع ہو یہاں سے ورنہ کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گی لانتی انسان۔" وہ فل بھڑکی تھی۔۔ تبھی وہ کھکھا لگتے اسے مزید بھڑکا سیٹی بجاتے ستارہ کو لیے اپنے روم کی جانب بڑھا۔۔

پیچھے وہ کڑاتی اپنے روم کی جانب بڑھی۔۔

♥♥♥♥♥

دو دن بعد!

ہاں ریان مونا منہ کھلا ان کا۔۔۔" عالم راؤ نے بلیک

میں داخل ہوتے ہی دونوں سے دریافت کیا تھا۔

"ہاں جان کھول دیا سالا بہت ڈرپوک نکلا ایک ہی چھنپڑ پر رٹو طوطے کی طرح سب اگل دیا۔۔" ریان ملک نے کمینگی مسکراتے ہوئے بتایا۔ کیونکہ بتاتے کہ بعد بھی اس کے اس پر اچھے سے ہاتھ صاف کیے تھے۔۔

"بے لڑکی کچھ نہیں بتا رہی۔"مونا نے سنجیدگی سے بتایا۔۔
"ہنہہ۔۔۔جان مجھے لگتا ہے مونا کو اب ریٹائرمنٹ لے لینی چاہیے۔۔اس سے اب کچھ نہیں ہوتا۔۔"
عالم راؤ کے بولنے سے پہلے ہی ریان ملک کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔۔
"مونا دو دن کے لیے ستارہ گڑیا تمھارے روم میں رہیں گی۔"عالم راؤ نے سپاٹ لہجے میں اسے سزا سنائی ریان ملک تو جیسے تلملا اٹھا۔۔
"بلکل نہیں جے یہ زیادتی ہے مجھ معصوم کے ساتھ۔۔"اس نے احتجاج کیا۔
"کوئی بات نہیں مونا بازی سے کہوں وہ ایک ہفتے کے لیے گڑیا کو شاہ مینشن لے جائے۔۔"وہ ہنوز انداز میں بولتا ریان ملک کو ہارڈ اٹیک دے گیا۔
"اللہ جی آپ دیکھ رہے ہیں آس معصوم کے ساتھ کیا کیا ظلم ہو رہا ہے۔۔۔"وہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے دھائیاں دینے لگا۔عالم راؤ اندر کی جانب بڑھا تھا جہاں ان کو رکھا گیا تھا۔اس کی نوٹنکی پر مونا نے آنکھیں گھمائیں۔اور عالم راؤ کے پیچھے چل دی۔وہ بھی کڑتا ان کے پیچھے اندر چل دیا۔۔
عالم راؤ اندر آیا تو سامنے ہی وہ کرسی سے باندھے بے ہوش پڑا تھے۔۔بازل شاہ بھی صرف بلیک ویسٹ اور بلیک ٹراؤزر میں اندر آیا تھا شاید وہ جم سے سیدھا اس جانب ہی آیا تھا تبھی پیشانی پر سنہری بال پسینے سے چپکے ہوئے تھے۔جو پہلے سے کافی بڑے لگ رہے تھے۔مونا نے بڑی مشکل سے خود پر ضبط کرنے اس سنگدل ساحر سے نظریں پھیریں تھیں۔

" رے ہوش دلاوں اسے ۔۔۔" عالم راؤ آنکھوں میں سرخی لیے فاہد کی جانب دیکھتے بولا تھا۔۔ جس نے پل پل اس کی جاناں کو ستایا تھا اس پر گندی نظریں رکھیں تھیں۔ اسے ٹارچر کیا تھا۔
ریان ملک نے فوراً اس کی بات پر عمل کرتے یخ بستہ پانی کی بالٹی اس کے چہرے پر اچھالی تھی۔ وہ ہڑبڑاتے ہوئے ہوش میں آیا تھا۔
پر ہوش میں آتے ہی اپنے سامنے کھڑی چاروں ہستیوں کو دیکھ وہ کنگ رہ گیا کیونکہ وہ ان چاروں کو جانتا تھا۔۔ تو کیا یہ چاروں تھے جے ایس گروپ جنھوں نے تباہی مچا رکھی تھی ان کے ہر کام کو کیا یہ لوگ بگاڑ رہے تھے۔۔ صدام خان اور جابر خان نے جنہیں ڈھونڈنے کو پورے ملک میں تلاش کرتے کو اپنے بہتر سے بہتر آدمیوں کو لگا رکھا تھا پر یہ تو یہاں ان کی ناک کے نیچے ہی بیٹھے انھوں نقصان پر نقصان پہنچا رہے تھے۔۔
" دیکھوں میں نے اب۔۔ تم لوگوں کو سب بتا دیا ہے۔۔ اب مجھے جانے دو۔۔ می۔۔۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں۔۔۔ گا۔" وہ عالم راؤ کی آنکھوں میں وحشت دیکھتے خوف کے مارے ہکلاتے ہوئے بولا کیونکہ وہ عالم راؤ کا وحشی پن دیکھ چکا تھا۔۔
" ششش۔۔۔ انھیں ہاتھوں سے تو میری زندگی کو چھو کر تو ہراساں کرتا تھا نہ۔۔" وہ وحشت ناک لہجے میں بولتا اس کے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے میں توڑ گیا۔۔ وہ درد سے چلا اٹھا اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کس کی بات کر رہا تھا۔۔ کیونکہ بہت سی لڑکیوں کو آج تک اس نے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا تھا۔۔

" آہہہہ ۔۔تت۔۔ تم کس کی ۔۔۔بات کر رہے ہو۔۔۔پلیز مجھے چھوڑ دو میں نے کسی کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔۔۔میں کسی کو نہیں جانتا۔۔" وہ درد کے مارے چلاتے ہوئے بولا۔

"ہیزل ۔۔۔۔ہیزل کی بات کر رہا ہوں میں۔ جیسے بارہ سال پل پل مرنے پر مجبور کیا تھا تم لوگوں نے ۔۔" وہ اس کے بال مٹھی میں بھرتے غصے سے دھاڑا۔بازل شاہ کی آنکھوں میں بھی خون اترا تھا ۔۔اسے اپنی معصوم سی گڑیا کی تکلیفوں یاد آنے لگیں جو اس نے اٹھائیں تھیں۔۔

"ہہہ۔۔۔۔۔ہیزل۔۔" بولتے ہوئے اس کے پورے وجود میں جیسے دھماکے ہوئے تھے۔عالم راؤ نے اس کا منہ جھکٹا تھا۔۔

"خبر دار۔۔۔ خبر دار جو اپنی گندی زبان سے میری بیوی کا نام بھی لیا۔" وہ انگلیاں اس کے جبڑے میں گھاڑتے غرایا تھا۔فاہد کو عالم راؤ کی آہنی اپنے گوشت میں گھستی محسوس ہوئی پر وہ درد سے چلا بھی نہ سکا ۔

"انھیں گندی آنکھوں سے تو دیکھتا تھا نہ میری گولڈن ڈول کو۔۔" وہ اس کی آنکھ پر انگوٹھا رکھتے اس پر دباؤ ڈالتے ڈھاڑا تھا۔۔

"کیسا رہے اگر یہ آنکھوں ہی نہ رہیں۔۔" وہ پر اسرار انداز میں مسکراتی نظروں سے اس کی جانب دیکھتے بولا۔۔وہ جو پہلے ہی درد سے مر رہا تھا اپنا آگے کا انجام سوچ پھڑ پھڑاتے نفی میں سر ہلانے لگا ۔ریان ملک جو اس مرغے کو حلال ہوتا دیکھ مزے لے رہا تھا عالم راؤ کے ہاتھ آگے کرنے پر پھرتی

سے اس کی مطلوبہ چیز اس کے ہاتھ میں دی۔ مونا آگے کا سوچتی رخ موڑ گئی کیونکہ وہ جتنی بھی سفاک سہی عالم راؤ کی سفاکیت پر خوف کھا جاتی۔۔

جبکہ ان کے برعکس بازل شاہ آنکھوں میں لہو لے فاہد کی جانب دیکھ رہا تھا اس کا بس چلتا تو وہ اسے پکڑتے ہی پہلے ہی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر چکا ہوتا پر عالم راؤ کے حکم کے سامنے وہ سر خم کرتا اسے یہاں لے آیا تھا۔ پر خون میں جیسے لاوا پھوٹ رہا تھا۔۔

اس کا پھڑ پھڑاتا منہ قابو کرتے ایک جھٹکے میں اس کی آنکھ نکال باہر کی تھی جس پر وہ کٹے بکرے کی طرح تڑپ تڑپ کر ایڑھیاں رگڑنے لگا۔۔ پر وہ موقع دیے بنا دوسری آنکھ بھی نکال کر پر سکون ہوا ۔۔ پورے بلیک روم میں اس کی چیخیں گونج رہیں تھیں۔ تانیہ جیسے ابھی اس کے چلانے پر ہوش آیا تھا ۔۔ فاہد کی حالت دیکھ کر خوف سے چلا اٹھی ۔۔ مونا نے قہر برساتی نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔۔

" بے اس کی آواز بہت اریٹیٹنگ ہے ۔۔۔" ریان ملک بے زاری سے بولتا یہاں بھی پھلجڑی چھوڑنے سے باز نہ آیا۔۔ تو مونا نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔۔ اس بندے کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔

پر عالم راؤ نے اس کی بات کو کچھ زیادہ ہی سریس لیا تھا تبھی دھاڑتے ہوئے اس کے منہ میں اوپر نیچے ہاتھ ڈالتے اس کے منہ کو چیڑوں سے ہی چیر ڈالا۔ ہر چیز ساکت ہو گئی اور فاہد کا پھڑ پھڑاتا وجود بھی

ایک دم ساکت ہو گیا۔۔ پر عالم راؤ کو چین کہاں آیا۔ ہر جگہ خون ہی خون بھر گیا تھا۔۔ تانیہ اتنی وحشت دیکھتے پھر سے ہو اس کھو گئی تھی۔

مونا تو دل خراب کرتے وہاں سے نکل ہی گئی جبکہ ریان ملک تو صدمے میں ہی چلا گیا۔۔

بازل شاہ کو اپنی رگوں میں سکونت اترتی محسوس ہوئی۔

"رے اس کی باڈی ہنٹرز کو ڈال دینا۔۔" وہ کپڑے سے اپنا چہرہ اوپر ہاتھ صاف کرتے بیسمیٹ کی جانب بڑھا کیونکہ اب ہیزل کی وجہ سے خون سے لت پت اپنے روم کی جانب نہیں جا سکتا تھا۔

تبھی بیسمنٹ میں آتا اچھے سے شاور لیے ڈریس اپ ہو کر اپنے روم کی جانب بڑھا۔۔

♥♥♥♥♥

وہ روم میں آیا تو کھٹر پھٹر کی آواز پر اس جانب مڑا جو واڈروب میں گھسی نہ جانے کیا کر رہی تھی۔

سنہری دراز بال نازک سی کمر سے نیچے تک بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اسے شدید جھنجھلائی ہوئی تھی۔

وہ مسرور سا اس کی جانب بڑھا اور دبے قدم عین اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا تھا۔ وہ اتنی مصروف تھی کہ اس کی موجودگی کو محسوس ہی نہ کر پائی۔ وہ نرمی سے اس کے بالوں کو مٹھی میں بھرتے گہرا سانس کھینچتے اس کی مہک کو اپنی سانسوں میں بسانے لگا۔ ایکدم سے ہیزل کے حرکت کرتے ہاتھ رکے تھے۔ اپنے پہلو سے اٹھتی عالم راؤ کی مخصوص خوشبو اپنی سانسوں میں کھلتی محسوس کرتے وہ آنکھوں میچ کر اپنی سانسوں میں اتارنے لگی۔

اس کے ساکت وجود کو دیکھتے عالم راؤ نے نرمی سے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا۔ وہ دم سادھ گئی۔

"جان۔۔" مدھم آواز میں پکارا گیا تھا۔

"جی جان کا کل جہاں۔۔" وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے گہرے گہرے سانس بھرتے مخمور لہجے میں بولا۔۔

"میرے بال نہیں بنائے آپ نے۔ سارا دن تنگ کیا انھیں نے مجھے بہت۔" وہ نروٹھے پن سے بولی ۔۔

"پر میں نے صبح آپ سے کہا تھا۔۔" وہ اس کی گردن پر بال ہٹاتے اس کی گردن اور کندھوں کے درمیان لب رکھتے مدہوشی سے لہجے میں بولا۔ وہ جی جان سے کپکپا اٹھی اسے لگا جیسے کسی نے اس پر دہکتے انگارہ رکھ دیا ہو۔

"تت۔۔۔ تب مجھے نن۔۔۔ نیند آ رہی تھی۔۔" وہ بمشکل بولی کیونکہ عالم راؤ نے اسے صبح اٹھانے بہت کوشش کی تھی جس پر وہ رو دی اور عالم راؤ نے اس کی آنکھیں نم دیکھ کر اسے دوبارہ سو جانے کے لیے کہتا آفس نکل گیا۔

وہ ایکدم سے اسے اپنی جانب گھماتے واڈروب کا دروازہ بند کرتے اسے اس کے ساتھ پن کر گیا۔ وہ اس افتاد پر دہل اٹھی۔ دل شدید رفتار سے حرکت میں آیا تھا۔ وہ مدہوش ہوتا اس کی چھوٹی سی ٹھوڑی پر لب رکھتا اپنی وحشتوں کا شمار کرنے لگا۔۔۔ اس وقت اسے ہیزل کی شدید ضرورت تھی۔ کیونکہ دل میں بھڑکتا لاوا ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ جیسے صرف ہیزل کی قربت ہی قرار دے سکتی تھی تبھی

اس کے بالوں کو ہٹاتے وہ اس کی سراخی دار گلداز گردن پر جھکا اپنا محبت بھرا لمس بکھرتے اسے مہکانے لگا۔۔۔ وہ کسی ابر کی مانند اس پر برستا ہیزل کو اپنی آگ مانند لمس سے پاگل کرنے لگا وہ سینے میں پھڑ پھڑاتے اپنے نازک سے دل کو سنبھالتی مرجانے کو تھی۔۔ پورا وجود انگاروں کی دہکنے لگا۔

"جان۔۔" عالم راؤ کی جنونیت بمشکل سہتے وہ تڑپ کر پکا اٹھی۔ جس پر عالم راؤ نے بمشکل اپنے جذبات کو تھامتے سر اٹھا کر ہیزل کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ پر اسے مزید اپنا ضبط جواب دیتا محسوس ہوا تھا۔۔

چھوٹی سی نم پیشانی پر چپکی سنہری بالوں کی لٹیں۔!

سنہرے غلافی موٹی موٹی آنکھوں پر مژگان کی کپکپاہٹ۔!

چھوٹی سی سرخ ناک، پھولے ہوئے گالوں پر اس کی قربت میں بکھری سرخیاں۔!

گلاب کے پھولوں سے نرم نازک سے قدرتی سرخ لبوں کی تھرتھراہٹ۔.!

وہ سادگی میں بھی اپنے حسن کی چاندنی بکھرتی عالم راؤ کو چاروں شانے چت کر گئی۔ وہ ضبط کھوتا اس پر جھکا تھا۔۔ ایک ہاتھ اس کے بالوں میں پھنسائے دوسرے بازو سے اسے اوپر کو اٹھائے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔ وہ اپنی سانسوں میں گھلتی عالم راؤ کی سانسوں کو محسوس کرتے اس کی گردن کے گرد بازو حائل کر گئی۔۔ اسے لگا جیسے انگارے چھو رہے ہوں۔ سختی سے آنکھیں میچے وہ اس کے سلگتے جنون کو سہنے لگی۔۔ آہستہ آہستہ اسے اپنے لبوں پر اس کے لمس کی حرارت جیسے جلانے لگی تھی۔

تبھی عالم راؤ کی گردن کے گرد اس کی گرفت سخت ہوئی تھی۔

جو عالم راؤ کو مزید بھڑکانے کا کام کر رہی تھی۔اگر یہ بات وہ بے چاری جان جاتی تو کبھی یہ حرکت کرنی کی غلطی نہ کرتی۔وہ اس نازک سی پری کو یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا۔۔نرمی سے بیڈ پر ڈالتے وہ اسے آزادی بخش گیا کیونکہ وہ جانتا تھا اتنی جنونیت سہنے کے بعد اس کی نازک سی کامنی گڑیا نے کہاں اب اپنے پیروں پر کھڑا ہو پانا تھا۔

وہ بے دم سی ہوتی سانس بحال کرتی نڈھال سی نظر آئی تھی۔وہ نرمی سے اس کے ہاتھ کو تھام کر اپنے لبوں سے لگا گیا۔۔

"جان۔۔۔مم۔۔۔۔میری جان نکل جاتی ابھی۔۔"وہ بکھری سی بمشکل روہنسا ہوتے بولی۔۔جو دن با دن خطرناک ہوتا جا رہا تھا۔اور اب تو اس کی جان نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اس نے۔۔

"جان تو آپ نکالتی ہیں اپنی قاتل اداؤں سے اپنے جان کی ساحرہ۔۔میرے دل آپ کیوں اپنی دلکش ہیں کہ عالم راؤ ہارنے لگتا ہے آپ کے سامنے۔۔۔آپ کو اداؤں کا گرویدہ آپ کا یہ دیوانہ اپنے حواس ہی نہ کھو دے کہیں۔۔۔اتنا ستم تو نہ کیا کریں دلِ جاناں۔۔آپ کی آن سنہری آنکھوں کے وار بے حد قاتل ہیں۔۔۔آپ کا جان پور پور گھائل ہو گیا ہے آپ کی قاتل ناز و ادا پر۔"

وہ اس کے گلال رخساروں پر اپنے گال سہلاتے خمار آلودہ نظروں سے دیکھتے بوجھل لہجے میں بولا۔وہ اس کی داڑھی کی چبھن محسوس کرتے اس کے وجود میں برقی لہریں سی اٹھی تھیں۔۔

" جان مجھے ۔۔۔ بھوک لگی ہے ۔۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی تھی کیونکہ ایک یہی بہانا تھا اب جس سے اس کی جان حاصی ہو سکتی تھی۔ پر یہ سچ تھا اب اسے بھوک محسوس ہو رہی تھی ۔۔

" جانِ جاناں ہم ابھی کچن میں چلتے ہیں اور آپ کی پسند کا لنچ تیار کرتے ہیں۔ " وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے اپنے پورشن میں موجود کچن کی جانب بڑھا۔

" جان میرا دوپٹہ ۔۔" وہ اس کے اٹھانے پر ایکدم بوکھلا کر بولتی بے شک وہ اس وقت ڈھیلے ڈھالے سے ڈریس میں موجود تھی پر اسے حیا سی ائی تھی ۔۔

" یہاں آپ کے اور میرے سوا کوئی نہیں جاناں سو ریلیکس ۔۔" وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے بولا تھا ۔وہ پل میں سرخ ہوئی تھی۔

عالم راؤ اسے کچن میں بنے شلف پر بٹھاتے خود اپرن باندھنے لگا ۔۔

" جان مجھے چکن پاستا کھانا ہے ۔۔" وہ پاؤں جھلاتی فرمائشی انداز میں بولی۔

" جو حکم میری ملکہ ۔۔۔" وہ سر خم کرتے فریج سے چکن پیکٹ نکال کر شلف پر رکھتے۔ ڈرائے فورٹس اس کے ہاتھ میں تھما گیا جیسے وہ مزے سے کھانے لگی۔

عالم راؤ اپنی ملکہ کے لیے اس کی پسند کی ڈش تیار کرنے لگا ۔۔ وہ اپنے چہرے پر آتے بالوں کو ہٹانے ڈرائے فورٹس کھانے میں مگن ہو گئی۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ چکن پاستا تیار کرتے کچن میں رکھے ٹیبل پر رکھتا اپرن اتر کر ایک باؤل میں ہیزل کی پسند کے مطابق کیچپ اور مایونیز مکس کرتے رکھ گیا۔

پھر ہیزل کی جانب آتے اسے نرمی سے سلیپ سے اتار کر کرسی پر بیٹھایا اور اس کے قریب ہی چیئر کھینچ کر بیٹھتے وہ اس کے لیے ایک پلیٹ میں پاستا نکالنے لگا جو پاستے کو دیکھتے بے صبری ہو رہی تھی ۔۔وہ پاستے سے بھری پلیٹ اپنے اور اس کے درمیان رکھی جاپر وہ جلدی جلدی کیچپ اور مایونیز ڈال کر جھٹ سے کھانے لگی۔۔

"اللہ جان یہ کتنے مزے کا ہے۔" پاستے کا سواد منہ میں گھلنے پر وہ تعریف کیے بنا نہ رہ سکی۔

" آپ بھی کھائیں نہ۔" وہ پاستا کانٹے سے پھنسائے اس کی جانب بڑھا گئی۔جاپر عالم راؤ نے متبسم نظروں سے اس کی جانب دیکھتا اس ہاتھ سے کھالیا۔

جی میں آتا ہے کہ تعویذ بنالیں تم کو...

پھر تمہیں روز سنواریں تمہیں بڑھتا دیکھیں

کیوں نہ آنگن میں چنبیلی سا لگالیں تم کو...

کبھی خوابوں کی طرح آنکھ کے پردے میں رہو

کبھی خواہش کی طرح دل میں بُلالیں تم کو..

جس طرح رات کے سینے میں ہے مہتاب کا نور

اپنے تاریک مکانوں میں سجالیں تم کو...

کیا عجب خواہشیں اُٹھتی ہیں ہمارے دل میں

کر کے مناسا ہواؤں میں اُچھالیں تم کو..

ہے تمہارے لیے کچھ ایسی عقیدت دل میں

اپنے ہاتھوں میں دعاؤں سا اٹھالیں تم کو...

جان دینے کی اجازت بھی نہیں دیتے ہو

ورنہ مر جائیں ابھی مر کے منالیں تم کو...

اس قدر تم پہ ہمیں ٹوٹ کے پیار آتا ہے

اپنی بانہوں میں بھریں مار ہی ڈالیں تم کو...

اب تو بس ایک ہی خواہش ہے کسی موڑ پر تم

ہم کو بکھرے ہوئے مل جاؤ سنبھالیں تم کو....

" جان میں بھیو کے پاس جا رہی ہوں۔۔" وہ اپنا کھانا فنش کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

" جانِ جہاں۔۔۔ اپنے ہینڈ واش کریں پہلے۔۔" وہ نرمی سے بولا تھا۔ جاہر وہ رو ہنسا ہوئی تبھی بازل شاہ کی وہاں امید ہوئی تھی۔

" بھیو۔۔۔" وہ خوش سے اس کے بازو سے چپکی تھی۔۔ جس پر بازل شاہ نے شفقت سے اس کے دراز بال سنوارتے اس کی چھوٹی سی پیشانی سے بھوسہ دیا۔ جس پر عالم راؤ کی پیشانی پر بل پڑے۔ وہ ہیزل کے قریب آتا اپنے اپنی جانب کھینچ کر اس کی پیشانی صاف کرتا خود بوسہ دے گیا۔

" بازی یہ والا مزاح مجھے پسند نہیں۔۔" وہ بازل شاہ کو گھورتے گویا ہوا جس پر بازل شاہ نے آنکھیں چھوٹی کیے عالم راؤ کی جان دیکھا۔

" جان وہ بھیو ہیں میرے۔۔" وہ اپنے بھائی کے سامنے عالم راؤ کی اس بے باکی پر سرخ ہوتے چھوٹی سی پیشانی پر گھوریاں ڈالتے تیکھے انداز میں بولی۔

" اور میں آپ کا جان ہوں جاناں۔۔" وہ انگلی سے اس کی پیشانی کے بل مٹاتے بولا۔ بازل شاہ کو ہنسی آئی تھی عالم راؤ کے بچپنے پر۔۔۔ پر وہ ضبط کرتا مصنوعی خفگی سے بولا۔

" جان تم مجھ سے میری بہن کو یوں دور نہیں کر سکتے۔۔" وہ ہیزل کے چھوٹے سے ہاتھ کو تھامتے اس پر پیار کرتے عالم راؤ کو جتاتی نظروں سے دیکھتا عالم راؤ کو گویا آگ ہی لگا گیا جبکہ ہیزل نے محبت پاش نظروں سے اپنے خوبرو بھائی کو دیکھا۔

" بازی حد میں رہو۔۔۔ میری بیوی ہے یہ عالم راؤ کی اس پر حق جتانا بند کرو یو فول۔۔۔" وہ اسے مکمل اپنی بانہوں میں استحقاق سے بھیجتے روب سے بولا تھا۔ جس پر بازل شاہ نے ایک ادا سے آبرو اچکائے تھے۔

" بلکل بھی نہیں۔۔۔ بلکل بھی تم میری ہیزی کو مجھ سے جدا نہیں کر سکتے جان۔۔ میں جب چاہوں گا اپنی گڑیا پیار کروں گا۔" وہ اس کی بات کو کسی خاطر میں نہ لائے بولا۔

ں تمھارے پاس بھی تمھاری زاتی بیوی ہے۔ تم اس کے ساتھ جتنا چاہے چپکو۔۔۔ پر میری بیوی سے دور رہو۔۔" وہ سختی سے بولتے ہیزل کو اپنی بانہوں میں بھرتے وہاں سے اپنے روم کی جانب چل دیا۔۔ باذل شاہ کو متبسم ہوتا اپنے پورشن کی جانب چل دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ تیار ہوتا ہوٹل کے لیے نکلا جہاں اس کی کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ تھی۔

♥♥♥♥♥

ابراہیم کاظمی نے اس کا باہر جانا بند کر دیا تھا وہ گھر میں پچھلے تین دن سے گھر میں قید تھی۔ اور اب تو کہیں پل چین میسر نہیں تھا۔۔ عجیب شخص تھا کبھی بے خد مہربان تو کبھی خد درجے بے مہر۔۔

جب اسے لگتا تھا کہ اب بس وہ اسے جان گئی ہے تب تب وہ مزید رنگ بدل جاتا۔۔ اس رات نوازشوں پر اترتا وہ بے پناہ دیوانہ لگ رہا تھا اسے پر صبح ہوتے ہی وہ اسے بنا کچھ کہیے گھر چھوڑ کر چلا گیا ۔۔ گھر آ کر وہ جھنجھلا اٹھی تھی اس کی پل پل رنگ بدلتی عادت سے۔۔

وہ خود کو پر سکون کرنے کو ہمیشہ کی طرح کینوس پر رنگ بکھرتی اپنی دنیا میں ہی مگن تھی ۔۔ جب سبرینہ ہیل پہنے ٹک ٹک کرتی اس کے روم میں داخل ہوئی۔ لمظ ابراہیم نے اس کی آمد پر بنا دھیان دیے اپنا کام جاری رکھا۔۔

" او تو اپنے باپ کا کلیجہ جلا کر رنگوں سے کھیلا جا رہا ہے۔۔" وہ آتے ہی زہر اگلنے لگی۔ لمظ ابراہیم نے گہرا سانس بھرتے اپنے اندر کی کثافت کو دور کرنا چاہا جس میں وہ ناکام ٹھہری۔

"کوئی کام تھا آپ کو۔۔" وہ اپنا کام جاری رکھتے پر سکون انداز میں گویا ہوا۔اور اس کا یہی انداز سبرینہ کو آگ لگا گیا۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو بے ہودہ لڑکی۔۔۔ تمھاری وجہ سے ہمیں اتنے نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔نہ جانے کیسے کیسے ہتھ کنڈوں سے اس آر ایس کمپنی کے مالک کو پھنسا ہو گا تم جیسی مکار لڑکی نے۔۔ جیسی ماں ویسی بیٹی۔۔۔ماں بھی کا بھی ایک مرد پر گزارہ نہ ہوا اور بیٹی بھی ویسی۔۔۔ مر کیوں نہیں جاتی تم ۔۔کب تک ہمارے سینوں پر مونگ دلنے کا ارادہ ہے تمھارا۔۔" وہ سختی سے اس کا بازو جھکڑے زہریلے تیر برساتے اس کی جان نکالنے لگی۔۔

لمظ ابراہیم کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا۔ بچپن کے خوف خاوی ہوتے اس نازک سی پری کا دم گھوٹنے لگے۔

" اور یہ مت سوچنا میں تمھیں چین سے جینے دوں گی۔۔۔میرا بس چلے تو کل کا مارتی آج مار دوں تمھیں۔۔" وہ بازو چھوڑتے اس کے بالوں سے پکڑتی اسے زمین پر ٹیپنچ گئی۔سانس رکھنے کے باعث سینے میں اٹھتی تکلیف پر وہ اپنا سینا مسلنے لگی آنکھیں اور چہرہ دم گھٹنے پر شدید خد تک سرخ ہو چکا تھا۔۔

"ان۔۔۔انہی۔۔۔لر۔۔" وہ اپنی سانسوں کے لیے تڑپتی اس سے انہیلر مانگنے لگی جس پر وہ ہنسی تھی

۔

وڑاتی ہوئی مصنوعی

کی جانب واپس آئی۔۔

"تو سانسیں چاہیں بی بے کو۔۔۔اچھا چلو یہ لو۔۔" وہ بولتے ہوئے اس کی جانب انہیلر بڑھا گئی پر جیسے ہی لمظ ابراہیم نے بمشکل ہاتھ بڑھا کر لینا چاہا وہ ہاتھ واپس کھینچ گئی۔لمظ ابراہیم کی آنکھوں سے اپنی بے بسی پر کھارے نیر بہے تھے۔

"ڈارلنگ کیا کرو گی تم ادھاری سانس لے کر۔۔۔ تھک گئی ہو گی نہ تم۔۔۔ چلو اسے میں اپنے ساتھ لے جاتی ہوں۔۔۔ انجوائے یو سیلف۔۔۔ اوپس۔۔۔ہیپی ڈیتھ جرنی۔اور تم فکر بلکل نہیں کرنا میں روم باہر سے اچھے سے لاک کر دوں گی بائے سویٹ۔" وہ سفاکی کی انتہا کرتی لمظ ابراہیم کی رہی سہی سانسیں بھی کھینچ گئی۔دروازے بند ہونے کی آواز پر جیسے اس کے جینے کی امید بھی بند ہو گئی تھی۔۔

"شش۔۔۔شاہ۔۔۔۔" وہ کہنوں کے بل خود کو گھسیٹتے بیڈ کی جانب آئی۔۔۔جو اس کے لیے جان جوکھم کا کام تھا کیونکہ اتنی سی مشقت سانس لینے میں مزید تنگی آ گئی تھی۔۔پر جب اس میں جینے کی چاہ بیدار ہوئی تو وہ اب مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔

تبھی بمشکل خود کو گھسیٹتے اپنے موبائل تک پہنچی۔۔اور اسے کارپیٹ پر رکھتے بازل شاہ کو کال ملائی پر دوسری جانب سے کال موصول نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ جس پر وہ زخمی سا مسکرائی۔۔

پھر کانپتے ہاتھوں سے واٹساپ کھولتے وائس نوٹ آن کیا۔۔

" ساحل ۔۔۔ سس ۔۔۔۔ آئی ۔۔۔لو۔۔۔ یو۔۔ پر مجھے ۔۔۔ آپ ۔۔۔کے ساتھ ۔۔۔ابھی بہت ۔۔۔ سارا جج ۔۔۔ جینا تھا ۔۔۔ پر سس ۔۔۔ سانیس ساتھ ۔۔۔۔ نہیں ۔۔ دے رہی ۔۔ شاہ۔۔" وہ پھولی سانسوں کے ساتھ بے تکلیف سے بولی تھی اب مزید سکت نہ تھی وہ سینڈ کا بٹن پریس کرتی بے دم سی ہو کر گر گئی۔۔ سانسوں کے ساتھ ساتھ حواس بھی دھیرے دھیرے گم ہونے لگے تھے۔۔

کیا غم پہن لیا ہے کوئی پیرہن کے ساتھ

اک رنج ہے جو الجھا ہوا ہے بدن کے ساتھ

پوچھا ہے اس نے کیسے غزل درد بن گئی

کیسے بتاؤں کتنے ہیں غم میرے من کے ساتھ

میں نے کہا کہ ایک ملاقات چاہیے

اس نے "نہیں" کہا ہے بڑے بانکپن کے ساتھ

اک نور اور سرور سا دل سے لپٹ گیا

دیتا ہے جب صدا کوئی اُجلے دہن کے ساتھ

ہم زندگی کو تاش کی بازی میں ہار کر

بھٹکے تمام عمر یونہی بھولپن کے ساتھ

برباد پنچھیوں کے سبھی گھونسلے ہوئے

آباد جب سے شہر ہوا میرے بن کے ساتھ

دربارِ عشق ہے میاں حد ادب رہے

یکساں سلوک ہوگا یہاں مرد وزن کے ساتھ

دامن سے جھاڑ دیجئے صحرا کی گرد کو

چلیے چمن کو اب کسی جانِ چمن کے ساتھ

♥♥♥♥♥

بازل شاہ جیسے ہی میٹینگ کر کے ہوٹل سے نکلا اس نے اپنے گاڑی کے بونٹ سے موبائل اٹھایا جیسے وہ اٹھانا بھول گیا تھا۔ پر اپنے فون کر لمظ کی کال دیکھنے پر اس کے لبوں پر تبسم بکھرا۔ واٹس پر میسج بھی تھا جو پانچ ہی منٹ پہلے کا تھا وہ پر اس کا بیجھا وائس نوٹ جیسے ہی سنا بازل شاہ کو لگا جیسے سینے سے کسی نے دل نوچ لیا ہو۔ وہ تیزی سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے انگلیاں چلاتے لمظ ابراہیم کے روم میں لگا یا کیمرہ آن کر گیا پر وہاں وہ منظر دیکھ مزید جان ہلک میں آئی۔۔۔ وہ بے سود زمین پر پڑی ہوئی تھی موبائل بھی قریب ہی گرا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے گاڑی گھماتا ریش ڈرائیونگ کرتے ساتھ ساتھ لیپ ٹاپ کی سکرین پر بھی نظر دوڑاتا کہ شاید وہ کوئی تو حرکت کرے پر وہ ہنوز ساکت تھی۔

یہ تو شکر تھا کہ یہ ہوٹل کاظمی ہاؤس سے دس منٹ کی دوری پر تھا دس منٹ وہ فاصلے تین منٹوں میں طے کرتے گاڑی کاظمی ہاؤس کے سامنے روکتے اندر کی جانب باگا۔۔۔ ہونک بنے چوکی دار کو دھکا دیتے وہ

پاس پہنچتے اس نے ڈور کھولنا چاہا پر وہ کی لاک تھا۔ معملا سمجھ آتے وہ دروازے کو توڑتا اندر گھسا سامنے ہی اسے ویسے ہی زمین پر پڑا دیکھ تیزی سے اس کی نازک بے جان وجود کو اٹھاتے باہر کو باگا سبرینہ جو شور کی آواز سنتی باہر آئی تھی کسی سنہری بالوں والے دراز قد و قامت والے خوبرو لڑکے کو لمظ ابراہیم کو بانہوں میں اٹھائے دیکھ چیخی تھی۔۔

"شٹ اپ یو بچ اگر اس میں تمھارا ہاتھ ہوا تو تمھاری بوٹی بوٹی نوچ لے گا بازل شاہ۔۔۔ اور ہاں اپنے اس قائر شوہر سے کہہ دینا کہ شاہ اپنی امانت لے گیا۔۔" وہ غضب وغصے سے دھڑتا وہاں سے نکل گیا ۔۔۔ سبرینہ اس کی دھاڑ پر لرزتی کپکپاتی ٹانگوں سے صوفے پر ٹک گئی۔۔

بازل شاہ لمظ ابراہیم کو فرنٹ سیٹ پر بٹھاتا اسے بیلٹ لگاتا اس کی نبض چک کرنے لگا جو نا محسوص اندازہ میں بے حد مدھم سی چل رہی تھی۔۔۔ وہ فوراً سے جھکتا اسے اپنی سانسیں مہیا کرنے لگا پر وہ ہوش میں نہیں آرہی تھی۔۔۔

"ہے۔۔۔ مرمیڈ۔۔۔۔ آنکھیں کھولو جان۔۔۔" وہ ڈولتی آواز کے ساتھ بولتا ایک بار پھر سے اسے سانسیں مہیا کرنے لگا پر وہ تو جیسے ضد کر کے بیٹھی تھی کہ آج آنکھیں نہیں کھولے گی۔۔

وہ اسے آنکھیں نہ کھولتا دیکھ تیزی سے جے ایس پیلس کی جانب بڑھا۔۔ تیزی سے ریان ملک کو کال ملاتے اسے فوراً گھر پہنچے کو کہا تھا۔۔

و تمھارا شاہ آگیا تمھارے پاس۔۔۔اب اتنی بڑی سزا تو نہیں دو میری
جلپری۔۔"وہ اس کے یخ بستہ ہاتھ کو تھام کر اپنے سلگتے لبوں سے لگاتے پور پور پر اپنا لمس چھوڑتے ملتجی لہجے میں بولا تھا۔سانس اسے بھی کہاں آرہی تھی۔ساتھ ساتھ وہ اس کی نبض بھی چیک کر رہا تھا جو اب بھی دھمی سی تھی۔

کچھ ہی دیر میں پیلس پہنچ گیا تھا کیونکہ وہ اسے ہوسپٹل لے جانے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔

وہ گاڑی روکتے تیزی سے اسے لیے ایمرجنسی روم کی جانب بڑھا جو انھوں نے جے ایس پیلس میں بنا رکھا تھا۔۔۔

روم میں پہنچتے ہی اسے بیڈ پر ڈالا تھا ریان ملک جو پہلے سے ہی وہاں موجود تھا فوراً سے حرکت میں آیا اور تیزی سے اسے ٹریٹمنٹ دیتا اس کی سانسیں بحال کرنے کی تگ و دو میں لگ گیا۔۔۔مونا بھی بھاگتی اندر آئی تھی۔۔

اور ریان ملک کی مدد کرنے لگی۔۔بازل شاہ پاگل سا ہوتا سرخ ہوتی آنکھیں لمظ ابراہیم کے بے سود پڑے وجود پر ڈالتے ۔۔۔ دیوار سے کے ساتھ لگتے اپنا سر ٹکائے ہنوز لمظ ابراہیم کے وجود پر زخمی نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔۔

کچھ ہی دیر کی تگ و دو کے بعد ریان ملک لمظ ابراہیم کو آکسیجن لگاتے بازل شاہ کی جانب آیا۔

"بازل بھابھی اب بہتر ہیں کچھ ہی گھنٹوں میں انھوں ہوش آجائے گا میں نے انھیں سکون کا انجیکشن دیا ہے۔ زہنی دباؤ اور شدید سٹریس سے وہ اس حال کو پہنچی ہیں۔۔ اگر مزید تم کچھ دیر کرتے تو شاید ۔۔۔" وہ اسے صورتحال سے آگاہ کرتا مزید کچھ نہ بول سکا۔۔۔ بازل شاہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا ۔

وہ سارے حساب چکانے کا ارادہ رکھتا تھا پر ابھی اس کی مرمڈ کو اس کی ضرورت تھی ۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ پھر سے کسی بری یاد کو اپنے اوپر ہاوی کرتے کہیں پھر سے اپنی حالت خراب کرلے۔

بازل شاہ نے انھیں عالم راؤ اور ہیزل کو نا بتانے کا کہا تھا جس پر وہ دونوں اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکل گئے تھے۔ بازل شاہ اس کے قریب ہی دراز ہوا تھا۔۔

" کس قدر بازل شاہ کو آزماتی ہو جان ہر بار بار ۔۔۔ میرے صبر کے پیمانے کو آخر حد پر لے جاتی ہو ۔ کیوں چین سے جینے نہیں دیتی اپنے ساحل کو تم ۔۔۔ کیا رحم نہیں آتا اپنے اس بیمار پر ۔۔۔ جو تمھیں دیکھ دیکھ کر جینے لگا ہے ۔۔۔ جس کے بے جان وجود میں تمھارے لمس نے جان ڈالی ہے تو اب کیوں بے جان کرنے پر تلی ہو ۔۔" وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بے بسی سے بولتا اسے اپنا حال دل سنا رہا تھا۔

جی میں اک حشر سا بپا ہے جی

یہ محبّت بھی کیا بلا ہے جی
جی رہا ہوں میں کتنا گھُٹ گھُٹ کر

یہ مِرا جی ہی جانتا ہے جی
میرے سینے میں جو دھڑکتا ہے
میرا دل ہے کہ آپ کا ہے جی
آپ اس کو بُرا سمجھتے ہیں
اپنا اپنا مشاہدہ ہے جی
کون گھر کر گیا ہے آنکھوں میں
کس مصیبت میں مبتلا ہے جی
اتنے معصوم آپ مت بنئے
آپ لوگوں کو سب پتا ہے جی
کیا بتاؤں کہ کتنی شدت سے
تم سے ملنے کو چاہتا ہے جی
چند یادیں ہیں چند سپنے ہیں
اپنے حصّے میں اور کیا ہے جی

آپ کا دیکھنا قیامت ہے
مرنے والا بھی جی اٹھا ہے جی
اہلِ فرقت کی زندگی راغبؔ
زندگی ہے کہ اِک سزا ہے جی

❤❤❤❤❤

" جانِ جاناں آج کے بعد تم بازل شاہ کے بلکل قریب نہیں جاؤ گی نا تم نہ اس سے پیار لو گی۔۔ تمھیں اپنے قریب کرنے کا، تمھیں جی بھر کر پیار کرنے کا، تمھیں محسوس کرنا کا حق صرف جانِ عالم راؤ کا ہے۔ سمجھی تم۔۔" وہ اسے روم میں آتے ہی زمین پر اتار کر اس کی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کرتے لہجے میں جنونیت و دیوانگی لیے سختی سے بولا۔۔۔ ایک پل کے لیے ہیزل جھرجھری لے اٹھی۔

" وہ میرے بھیو ہیں جان آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں میں آن سے بہت سارا پیار کرتی ہوں۔۔" وہ آنکھوں میں نمی لیے نم لہجے میں بولی۔ ابھی تو ملی تھی وہ اپنے بھائی سے ابھی تو جی بھر کر باتیں بھی نہیں کیں تھیں اس نے اپنے بھائی سے جب بھی وہ اس کے پاس جاتی عالم راؤ ہمیشہ یونہی کرتا اسے اٹھا کر لے آتا۔

"شٹ اپ۔۔۔ تمھیں بس مجھ سے پیار کرنا ہے۔ صرف مجھ سے۔۔۔ باقی کسی سے بھی نہیں۔ اور کیوں نہیں کر رہی مجھ سے پیار تم۔ آج کتنے دن ہو گئے۔۔۔ تم مجھ سے پیار نہیں کر رہی۔۔ شاید تم کرنا

ہی نہیں چاہتی مجھ سے پیار۔۔بس دوسروں پر سارا پیار لٹانا ہے تمھیں۔ جانِ عالم بھاڑ میں جائے۔۔۔"
وہ غصے سے اسے خود سے دور کرتا بالکنی کا دروازہ کھولتے وہاں جا کھڑا ہوا۔

ہیزل آنسو بہاتی سٹل وہیں کھڑی رہ گئی۔۔دل اتنی شدت سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینے کی دیواریں توڑ کر باہر آ جائے گا۔۔ٹانگوں میں سے جیسے دھیرے دھیرے جان سرک رہی تھی۔ نم پلکیں اٹھائے بالکنی کی جانب دیکھا تھا جہاں وہ ریلنگ پر دونوں ہاتھ ٹکائے گہرے گہرے سانس بھرتا اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو کم کرنے کی تگ و دو میں تھا۔

وہ اس سے خفا ہو گیا تھا یہ سوچ کر ہی اس کی جان نکل رہی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر کی جانب آئی۔ جہاں وہ چہرے پر کرب لیے نہ جانے خلا میں کیا تلاش کر رہا تھا۔۔وہ نہیں جانتی تھی وہ ایکدم سے ایسا کیوں ہو رہا تھا پر اس کی بے رخی پر اس کے نازک سے دل میں بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ ہو رہی تھی۔۔

" جان۔۔۔" بھیگے لہجہ مدھم سی آواز تھی جسے وہ سن کر بھی ان سنا کر گیا۔اور واپس روم کی جانب آتا اس سے پہلے کے وہ روم سے نکلتا وہ بھاگ کر اس کے سامنے آتی اس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔عالم راؤ کی ایک بیٹ مس ہوئی تھی پر وہ خود پر ضبط کرتا اسے خود سے دور کرنے لگا۔ جس پر وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اس کی پشت پر باندھنے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"ہیزل چھوڑو مجھے جانے دو۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولتا ہیزل کے دل میں انی سی چبو گیا۔

متلجی لہجے میں بولی تھی ۔۔وہ ضبط کرتا ہنوز سخت بنا کھڑا رہا۔

" آپ اتنے سنگدل کیوں ہو گئے ہیں جان ۔۔۔مجھے ہرٹ ہو رہا ہے ۔۔۔ آپ مجھے ہرٹ کر رہے ہیں ۔۔"وہ آنسو بہتے بری طرح سے کپکپاتے ہوئے بھیگی لہجے میں بولی۔عالم راؤ میں اتنی ہمت کہاں تھی کہ اس کامنی سی اپسرا کو خود سے الگ کرنے کی جرات کرتا ۔۔

"ہیزل مجھے کام سے جانا ہے کہیں پلیز۔"وہ لہجے میں کچھ نرمی لیے بولا پر اب بھی اجنبیت سی تھی۔جو ہیزل کو صرف ظاہر ہو رہی تھی۔

"نو جان پلیز ڈونٹ گو۔۔۔میں آپ سے بہت زیادہ پیار کروں گی ۔۔۔کسی کے قریب نہیں جاؤں گی بھیو کے قریب بھی نہیں آپ با مجھ سے ناراض نہیں ہونا۔۔"وہ روتے ہوتے بولتی اس وقت عالم راؤ کی دیوانی ہی لگی۔۔تو وہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ اس سے پیار نہیں کرتی یا محبت نہیں کرتی۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتے صوفے پر بیٹھ گیا۔وہ اسے اپنی تھائی پر بٹھائے ہیزل کو سر تا پیر سرخ کر گیا۔

" اوکے مجھے پیار چاہیے ابھی وہ بھی بہت سارا۔۔"وہ اس کے سرخ عارضوں پر نظریں ٹکائے گھرے لہجے میں بولتا ہیزل کو لرزنے پر مجبور کر گیا۔

"مم ۔۔۔میں ."وہ بمشکل بولی تھی۔

" جانِ جاناں آپ ہی ابھی تو کہا نہ آپ نے کہ آپ مجھے سے بہت سارا پیار کریں گی تو کم آن۔ جتاؤ اپنا پیار۔۔

I want to see your love too much.come on honey..

وہ اس کے عنابی لبوں کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے ہوئے بولتا ہیزل کے حواس گم کر گیا۔ وہ اپنے خشک کرتے لبوں کو زبان سے تر کرتے اپنا چہرہ اس کے قریب لاتی اس کی پیشانی پر اپنے کپکپاتے لب رکھ گئی اس کے ٹھنڈے میٹھے لمس کو محسوس کرتے عالم راؤ کو اپنی روح تک سکون اترتا محسوس ہوا۔

" اور۔۔۔" جیسے ہی وہ اس سے دور ہوئے وہ مدھم سرگوشی میں بولا۔۔۔ اس کی طلب کو جانتے وہ ہمت کرتی اس کی بند آنکھوں پر جھکتی باری باری ان پر اپنا لمس مہکاتی عالم راؤ کی صدیوں سے جلتی آنکھیں پر جیسے ٹھنڈی پھوار برسا گئی۔۔

" اور۔۔" وہ اس کی نازک شاخ سی کمر کے گرد اپنا حصار تنگ کرتے مزید لہجے میں تشنگی لیے بولا۔ وہ اپنے پاگل ہوتے دل اور دہکتی سانسیں سمیت اس کے رخسار پر جھکی۔ اس کے نرم نازک لبوں کا لمس اپنے رخساروں پر پاتے اسے اپنے جذبات بے لگام ہوتے محسوس ہوئے۔

" جانِ جاناں یہاں آئیں۔۔۔ یہاں پر تشنگی بے حد گہری ہے۔۔" وہ اپنے لبوں کی جانب اشارہ کرتے ہیزل کی جان نکال گیا۔۔ وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"پپ۔۔۔پلیز جان۔۔۔یہ نہیں۔۔۔کر سکتی۔۔" وہ اس کی شرٹ کے کالر کو جھکڑتے منت بھرے لہجے میں بولی۔ جس پر وہ بے رحم بنتا اسے گردن کے پیچھے سے جھکڑے اس کا سر اوپر کو اٹھاتا اس پر جھکا تھا۔۔۔ اپنے ہونٹوں پر عالم راؤ کا سلگتا لمس پاتے وہ تڑپ اٹھی تھی۔۔ کس قدر شدت بھی آج اس انداز میں وہ شدت سے اپنا لمس چھوڑتے اسے سیکنڈوں میں نڈھال کر گیا پر وہ ابھی بھی تشنہ لب تھا ۔۔

اسے لگا وہ کبھی سراب نہیں ہو پائے گا جتنی وہ شدت لٹاتا تشنگی اتنی مزید بڑھ جاتی۔۔۔ ہیزل کو لگا آج وہ اسے مار ہی دے گا وہ بے بس سی اس کی بانہوں میں پڑی تھی۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی منمایاں کرتے خود کو کچھ سراب کیے اس سے دور ہوا۔۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔۔

"ششش۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔ ابھی تو عالم راؤ نے ایک قطرہ بھی آپ پر اپنی شدتوں کا نہیں لٹایا جانِ تمنا اور آپ رو دیں۔۔ تب کیا کریں گی جب عالم راؤ ٹوٹ کر برسے گا آپ پر۔۔۔ قطرہ قطرہ آپ کو بکھر کر پھر سے سمیٹے گا۔" وہ اسے نڈھال کرتا اپنی باتوں سے اس کی جان نکالنے لگا۔

"جان چاہیے میری جان نکال لیں پر خفا مت ہوئیے گا مجھ سے۔۔۔۔ جان نکلنے لگتی ہے میری۔۔" وہ اس کے سامنے ہارتی اپنی بے بسی بیان کرنے لگی۔ عالم راؤ کو شدید درد اٹھتا محسوس ہوا تھا اپنے دل میں۔ وہ نازک سی پری اسے جھلنے کو تیار تھی کیا اس کی ناراضگی اس قدر معنی رکھتی تھی اس کے لیے۔۔

" جانِ جاناں بس کریں۔کچھ نہیں کر رہا میں ۔۔۔نہ ہی ناراض ہوں ۔۔۔بس تھوڑا سا غصہ آ گیا تھا پر اب خفا نہیں ہوں ۔۔۔رونا نہیں ۔۔" وہ بولتا اس کا ایک ایک گرتا موتی اپنے لبوں پر پرونے لگا جس پر وہ گلال ہوتی اسی میں سمٹنے لگی۔

" آپ ۔۔۔ دوبارہ مت کرنا ایسے پلیز ۔۔" وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے روندے لہجے میں بولتی عالم راؤ کے دل کو بھی اپنی مٹھی میں دبوچ گئی۔

"نہیں بلکل نہیں بس تم بھی پیار کرنا اپنے جان سے اسے بہت ضرورت ہے تمھاری دل جانیہ ۔۔ میں چاہتا ہوں جب آپ تھک کر آنکھیں موندیں تو میں بھی آپ کی مژگان تلے سکون بھروں آپ شب بھر بس اپنے جان کے سپنے بنیں اپنی آنکھوں میں بس میرے خواب سجائیں۔۔۔۔اور پھر جب آپ بیدار ہوں تو اپنی خمار بھری ان خواب دیدہ سنہری انکھوں سے بھی بس مجھے تلاشیں۔ کوئی اور ان نظروں کا مرکز بنے اب گوارہ نہیں مجھے۔

اسے آپ میرا پاگل پن سمجھیں، دیوانگی، محبت، عشق، جنون جو آپ کا دل چاہے۔" وہ اس کے چہرے پر دیوانہ وار اپنا لمس بکھرتے ہوئے شدید جنونیت سے بولتا ہیزل کو بوکھلا کر رکھ گیا۔

اپنی آنکھوں میں بسالُوں ‘تِرا کیا جاتا ہے ؟

مَیں تجھے تجھ سے چُرالُوں ‘تِرا کیا جاتا ہے ؟

تُو نہ مانے تو مِری جان! یہ مرضی ہے تِری

مَیں اگر تجھ کو منالُوں' تِرا کیا جاتا ہے؟

تیری یادوں کے' خیالوں کے اُجالے سے مَیں

ذہن و دل اپنے اُجالوں' تِرا کیا جاتا ہے؟

تُو مِرا ہو نہیں سکتا تو کوئی بات نہیں

مَیں تجھے اپنا بنالُوں' تِرا کیا جاتا ہے؟

اُس کا وہ پیار سے کہنا مجھے "اَے جانِ قمر!"

مَیں تجھے دل میں بسالُوں' تِرا کیا جاتا ہے

وہ اس کی سماعت میں جان لیوا سرگوشیاں کرتے اس کی نازک سی جان نڈھال کئے ہوئے تھا۔وہ نازک سی پری اس دیو کے چنگل میں آج بری طرح پھنسی تھی۔

وہ جانتی تھی وہ اپنی حد پار نہیں کرتا تھا پر حد میں رہ کر بھی اس کی جان نکال لیا کرتا تھا۔

"جانم عاشق کیوں اتنی پیاری ہیں آپ۔۔" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ الجھائے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرنے عجیب دیوانگی سے جواب طلب تھا۔۔ہیزل نے تھوک نگلتے اپنے خشک ہوتے گلے کو تر کیا۔

"بتاؤ۔۔" وہ جاننے پر بضد تھا نہ جانے آج کیا ہو گیا تھا اسے۔۔ہیزل کی سوچ کے مطابق آج اس کے سویٹ سے جان میں کوئی واہیات جن گھس گیا تھا جو کب سے اس کی جان ہلکان کیے ہوئے تھا۔

"مم۔۔۔مجھے نہیں پتا جان۔۔۔" وہ اس کی نظروں اور سانسوں کی تپش برداشت کرتے کپکپاتے ہوئے بولی تھی۔۔

"کیوں نہیں پتہ۔۔ تمھیں پتہ ہونا چاہیئے۔بہت زیادہ نالائق ہو تم جانم دلگی۔۔"وہ اسے طرح طرح کے ناموں سے نوازتا اس کی حوب جان جلا رہا تھا۔۔۔پورے وجود میں جیسے زلزلہ سا برپا تھا۔

"جان۔۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔۔پلیز۔"وہ اب پھر سے نچلا ہونٹ موڑتے رودینے کو تھی۔جسے دیکھ وہ ضبط کرتے اس کی چن پر لب رکھ گیا۔عالم راؤ کا پر تپش لمس پاتے وہ سوکھے پتے کی مانند لرزتی اس کی سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

تم جو رہتے ہو بصد ناز گریزاں مجھ سے
میں نہ ہو گا تو بہت یاد کرو گے مجھ کو

وہ شعر کو اپنے لحاظ سے توڑتا موڑتا ہو بولتا ہیزل کو تڑپا گیا وہ آنسو بہاتی اس کے لبوں پر اپنا مخروطی ہاتھ رکھ گئی۔۔

"مت کریں جان۔۔۔باکریں نہیں جی سکتی آپ کے بنا۔۔میں کبھی دور نہیں جانا چاہتی آپ سے۔۔" وہ اس کے سینے سے لگتی آنسو بہاتی بھرائی آواز میں بولی۔عالم راؤنے سختی سے آنکھیں میچے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

" آف آج تو تھک گئی ۔۔۔" وہ بنا چینج کیے بیڈ پر اندھے منہ گھری تھی ۔ تبھی لائٹ بھی گل ہوئی تھی۔ پھر بھی اس کی پوزیشن میں کوئی حاص فرق نہیں آیا تھا۔ ابھی کچھ ہی پل گزرے تھے کہ اسے ایسا لگا جیسے کوئی اور بھی اس کے روم میں ہے۔۔ وہ یکلخت چوکنا ہوئی پر اور ایک ہی جست میں بستر سے اٹھتے اس سے پہلے کے گن نکالتی اچانک سے کسی نے پیچھے سے اسے کی مرمرائی کمر کے گرد اپنا بازو ڈالتے اس کے پیٹ پر پسٹل رکھی ۔ دوسرا بازو کی گردن کے گرد لپٹے اسے اپنے شکنجے میں لیا۔ وہ بری طرح سے پھڑ پھڑائی ۔۔

"شششش ۔۔۔ ہلنا نہیں ادر وائز آئی کیل یو ۔۔۔" پسٹل پر دباؤ دیتے سر سراتے لہجے میں دھمکی دی گئی تھی ۔۔ وہ اپنا غصے ضبط کرتے ساکت ہوئی ۔۔ مقابل اس کے ساکت ہوتے وجود کو محسوس کرتے متبسم ہوا تھا۔۔

" آئی مس یو لیڈی ڈیول ۔۔۔" وہ اس کے بالوں کو مہک اپنی سانسوں میں اتارتے مدہوش لہجے میں سرگوشی میں بولتا مقابل کے حواس بنک سے اٹھا گیا۔۔۔ ایکدم سے چہرے کے تاثرات بدلتے ایک دم سے خطرناک حد تک تنے ۔۔ وہ جی اپنی ہی دھن میں مگن تھا۔ اس کی ٹانگ پر وار کرنے پر بلبلا اٹھا ۔۔

"یو بلڈی لوزر ایان ملک ۔۔۔۔ آئی ویل کل یو ۔۔" وہ بنا اسے موقع دیے اس پر پھر سے جھپٹی پر اس بار وہ اس کا ہاتھ تھامتے اسے گھما کر واپس اپنے حصار میں لے گیا ۔۔

" ارے مہمان کا ایسا سواگت جنگلی کیٹو۔۔۔ پر ایان ملک کو اپنا سواگت اچھے سے کروانا آتا ہے مائے بلڈی ویمپ۔۔۔" وہ اسے اپنے حصار میں جکڑتے مسکاتے لہجے میں بولتا مونا کو آگ ہی لگا گیا۔۔

" ایان ملک لیومی۔۔۔ اردوائز آئی کل یو۔۔۔ بلڈی زومبی۔۔۔۔ کیوں آئے ہو تم یہاں۔۔۔ دفع ہو واپس۔۔" وہ طیش سے بولتی اس کے پیٹ میں کہنی رسید کرتی اس کی گرفت سے آزاد ہوئی تھی۔ ایسا مونا کو لگا تھا۔ پر وہ جان بوجھ کر اس پر اپنی گرفت ڈھیلی کر گیا تھا۔

" وہ اپنی جیب سے لائٹر نکالتا شعلہ بھڑکائے روم میں مدھم سی روشنی پیدا کر گیا۔۔ ایان ملک نے مدھم سی زرد سی روشنی میں مائمہ مجید کے دلکش چہرے کو دیکھا تھا جیسے وہ پچھلے تین سال دیکھنے کو ترس گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے وارفتگی دیکھ وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔۔۔ وہ کیوں اس راستے پر بھاگ رہا تھا جس کی کوئی منزل نہیں تھی۔۔

" تم سمجھتے کیوں نہیں ایان ملک میں نہیں ہوں تمھارے لیے۔۔۔ تم کیوں اپنا راستہ بدل نہیں لیتے۔ کیوں اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی تکلیف میں مبتلا کر رہے ہو۔۔۔ میرا وجود ایک بوسیدہ کھنڈر کے سوا کچھ نہیں۔۔ جس سے تمھیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔۔۔ میرا وجود سوائے زہر کے کچھ نہیں تمھارے لیے۔۔۔ میں نہیں چاہتی تم سسک سسک کر مر جاؤ۔۔" وہ اپنی سبز آنکھوں میں شدید سرخیاں لیے زخمی لہجے میں بولتی ایان ملک کو لہولہان کر گئی۔

"کیسے راستہ بدل لوں مائمہ مجید۔۔جب اس دل نے ہوش سنبھالنے پر تمھارے سوا کسی کو دیکھا ہی نہیں تمھارے سوا ہر چیز سے غافل ہو گیا۔۔تم بوسیدہ کھنڈر نہیں ایان ملک کے جینے کی وجہ ہو۔۔ایان ملک کی بے رنگ زندگی کے سارے رنگ بس تم سے ہی ہیں۔۔تم زہر نہیں اب حیات ہو میرے اس بے چین قلب کے لیے۔۔تمھارے لیے اگر موت بھی آجائے تو سر آنکھوں پر مائمہ مجید۔۔" وہ اس کے قریب آتا اس کی سبز آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گھاڑتے جنونیت سے بولا تھا۔

"پلیز جاؤ یہاں سے۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔" وہ ایکدم سے چلائی تھی۔

"میں نے کہا جاؤ۔۔۔آئی سیڈ گو۔۔۔چلے جاؤ۔۔" وہ اسے دھکے دیتی اپنے روم سے باہر نکالنے لگی ۔۔وہ ساکت سا اسے دیکھتا بنا مزاحمت کے پیچھے ہوتا گیا۔۔

" آئی ہیٹ یو۔۔واپس جاؤ اپنی زندگی میں مجھے کوئی نہیں چاہیں اب۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔ائی ہیٹ یو ۔۔"وہ اسے باہر نکالتی اس کے منہ پر دروازہ بند کرتے وہی دروازے کے ساتھ ہی بھر بھری ریت کی مانند گرتی چلی گئی۔۔

" آئی لو یو بیڈلی مائمہ مجید۔۔۔آئی ریلی لو یو۔" وہ بھی اس کے دروازے سے سر ٹکائے مدھم آواز میں بولا تھا جو مونا کی سماعت تک باخوبی پہنچی تھی۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

محبت روگ ہے جانا۔۔!

عجب سنجوگ ہے جاناں۔۔!

بڑا ہی سوگ ہے جاناں۔۔!

بڑے بوڑھے بتاتے ہیں

کئی قصّے سناتے ہیں

مگر ہم مانتے کب تھے؟

یہ سب کچھ جانتے کب تھے؟

یہ باتیں ذکر کے قابل،

بھلا گردانتے کب تھے۔۔؟

انا کے تخت پر بیٹھے

ہمیں معلوم ہی کب تھا۔۔؟

انا کے تخت سے اوپر،

بہت ساری بلندی پر۔۔

کہیں پریوں کے جھرمٹ میں۔۔

تیری پائل وہ پاؤں میں۔۔

تیری ذلفوں کی چھاؤں میں۔۔

تیرے چھوٹے سے گاؤں میں۔۔

ستارے،چاند اور سورج،

والہانہ رقص کرتے ہیں۔۔

ہمیں کب علم تھا جاناں۔۔!

تیرے قدموں کی آہٹ پر،

گلابی مسکراہٹ پر،

تیرے ابرو کی جنبش پر،

تیرے سر کے اشارے پر،

صدائے دلبرانہ پر،

نگاہِ قاتلانہ پر،

ادائے قریضانہ پر،

جفائے مجرمانہ پر،

چمن کے پھول سارے،

اس طرح دھیان دیتے ہیں۔۔

ذرا سے وصل کے جھانسے میں،

اپنی جان دیتے ہیں۔۔

ہمیں ادراک ہی کب تھا۔۔؟

تیرے پیکر میں ڈھل کر چاندنی،
ہر سُو بکھرتی ہے۔۔
شبِ مہتاب کی درشندگی،
کیسے نکھرتی ہے۔۔
ہمیں کب علم تھا جاناں۔۔؟
ہمیں کامل بھروسا تھا۔۔
کہ۔۔
ہمارے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہو گا۔۔
دلِ دانا کبھی قابو سے،
بے قابو نہیں ہو گا۔۔
یہ دنیادر، دنیادار سے،
سادھو نہیں ہو گا۔۔
مگر پھر یوں ہوا جاناں۔۔!
نجانے کیوں ہوا جاناں۔۔!
بڑا افسوں ہوا جاناں۔۔!

جگر کا خوں ہوا جاناں۔۔!

تیرے ابرو کی جنبش کے،

قائل ہو گئے ہم بھی۔۔

بڑے بے ملتفت پھرتے تھے،

مائل ہو گئے ہم بھی۔۔

سخاوت کرنے آئے تھے،

اور سائل ہو گئے ہم بھی۔۔

بڑے بوڑھوں کی ان باتوں کے،

قائل ہو گئے ہم بھی۔۔

محبت روگ ہے جاناں۔۔!!!

عجب سنجوگ ہے جاناں۔۔!!!

وہ مسلسل چھت کو گھورتی اپنی زندگی کی تلخیوں گم تھی۔۔وہ بچ گئی تھی۔۔۔پر نا جانے کیوں دل میں ہر احساس مردہ سا لگ رہے تھے۔ آج آنکھوں میں آنسو بھی نہیں آئے تھے۔۔اسے اپنی تکلیف بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔وہ اپنے ساحل کے قریب اس کی بانہوں میں تھی پر آج دل بلکل ساکت تھا

۔۔۔

زرہ سی ہلچل بھی نہ ہو رہی تھی۔ وہ آہستہ سے خود کو بازل شاہ کی گرفت سے آزاد کرواتی بیڈ سے اتری تھی۔ اٹھنے پر ایکدم سے سر چکرایا تھا اس سے پہلے کہ وہ گرتی کہ بازل شاہ جو اس کے خود کو آزاد کرتے اٹھ گیا تھا اپنی بانہوں میں اس کے نازک سے وجود کو تھام لیا۔

تبھی دونوں کی نظریں ملیں تھی۔۔۔ وہ خالی خالی نظروں سے بازل شاہ کو دیکھے گئی۔۔ اس کی آنکھوں کا خالی پن محسوس کرتے بازل شاہ کے دل میں ٹیسیں اٹھیں تھیں۔۔ وہ بمشکل خود پر ضبط کرتے نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھا گیا۔

" اگر کچھ چاہیے تھا مجھ سے کہ دیتی۔۔" وہ نرمی سے اس کے بال سنوارتے ملائمت بولا تھا۔ جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

" بھوک لگی ہو گی میں ناشتہ منگواتا ہوں۔۔ پھر آپ کو میڈیسن بھی لینی ہے۔" وہ ہنوز ملائمت سے بولتا اس کے دونوں ہاتھ تھام کر ان پر اپنے لب رکھتا انٹر کام سے ماریہ کو ناشتہ لانے کا بول رہا تھا اب۔۔۔ وہ واپس اس کی جانب آیا جو اپنے ہاتھوں کو گھورتی نہ جانے کیا تلاش رہی تھی۔۔

اسے ایسے دیکھ کر بازل شاہ بے حد تکلیف میں مبتلا ہو رہا تھا۔

" جنونِ جان کیا تلاش رہی ہیں۔۔" وہ اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر باری باری لب رکھتے محبت آمیز لہجے میں دریافت کر رہا تھا۔۔ پر وہ تو جیسے پتھر کا بت بن گئی تھی۔ کچھ بولنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ تبھی ماریہ ڈور ناک کرتے ناشتے کی ٹرالی لیے اندر داخل ہوئی تھی۔

"ٹھیک تم جاؤ۔۔" وہ ماریہ کو جانے کا کہتا۔ خود سوپ باؤل میں نکالنے لگا۔

" آج میں اپنی مرمڈ کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کراؤں گا۔۔" وہ بیف سوپ کا چمچ بھرتے لمظ ابراہیم کی جانب بڑھا گیا۔ کیونکہ وہ حد درجے کمزور لگ رہی تھی۔۔۔ سانسوں کی کمی نے جیسے اس کے جسم سے ساری جان نچوڑلی تھی۔ چہرے کا گلابی پن زردی مائل ہو گیا تھا۔

۔وہ بنا کسی احتجاج کے اس کے ہاتھ سے سوپ پینے لگی۔

بازل شاہ نے سکون کا سانس لیا تھا۔ سوپ پلا کر میڈیسن نکال کر اسے دی وہ بھی خاموشی سے کھالی گئی تھی۔

ناشتہ کرواتے بازل شاہ نے اسے واپس سے بیڈ پر لیٹا دیا وہ کسی روبوٹ کی مانند جیسا وہ کہتا مانتی جا رہی تھی۔ وہ اپنی بنجر آنکھیں پھر سے چھت پر ٹکا گئی۔ وہ اس کی خالت پر اپنے اندر کا درد دباتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے اپنے لمس سے مہکا گیا پر وہ پھر سے بے حرکت ہی رہی۔

وہ اس کی حد درجے سرخ آنکھوں پر جھکا تھا اور بے حد ملائمت سے اس کی خشک آنکھوں پر باری باری لب رکھے۔۔ شاید وہ اس کی تکلیف کا مداوا کرنا چاہ رہا تھا۔

"ایم سوری میرے جنون۔۔۔ ایم سوری۔۔" وہ شدید تکلیف میں مبتلا تھا اس کی مردہ حالت بازل شاہ کو مارنے کے لیے کافی تھی۔

و تمھاری خاموشی بازل شاہ کو مار دے گی۔۔" وہ

بے بسی سے گویا ہوا۔۔پر وہ پتھر بنتی رخ موڑ کر آنکھیں موند گئی۔

بازل شاہ نے لب بھینچے اس کی پشت کو دیکھا اور اس پر بلینکٹ ڈالتے اس کے رخسار پر اپنے دہکتے لب شدت سے رکھتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔لمظ ابراہیم نے اس کے پر تپش لمس پر بیڈ شیٹ کو مٹھی میں جھکڑا تھا۔دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ اپنی سرخ ہوتی آنکھیں وا کیں تھیں۔

لگتا ہے

دیواروں سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے

ہم بھی پاگل ہو جائیں گے ایسا لگتا ہے

اس بستی میں کون ہمارے آنسو پونچھے گا

جسکو دیکھو اسکا دامن بھیگا لگتا ہے

دنیا بھر کی یادیں ہم سے ملنے آتیں ہیں

شام ڈھلے اس سونے گھر میں میلہ لگتا ہے

کس کو پتھر ماروں اے دل کون پرایا ہے

شیش محل میں اک اک چہرہ اپنا لگتا ہے

♥♥♥♥♥

"ہیلو ایوری ون۔۔۔"سب ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے جب ایان ملک نے اونچی آواز میں سب کو کہتے کچھ زیادہ خیران نہیں کیا تھا سب کو سوائے ستارہ کے جس کی آنکھیں ہی پھٹ پڑیں تھیں ایان ملک کو دیکھ۔۔

"ہائے بیوٹی فل۔۔"خود کو مسلسل تکتا پا کر وہ شریر ہوا۔جس پر ایکدم سے ستارہ کی چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔ہونک تو ہیزل بھی تھی پر ستارہ تو خد کر گئی تھی۔۔

"بھوت۔۔۔یان بھوت۔۔"اس کے چیخنے پر سب چونکے تھے اور پھر اچانک سے مونا ریان ملک اور ایان ملک کا کھکھا بے ساخت تھا۔۔کیونکہ اپنی چھوٹی سی سوچ کے مطابق وہ ایان ملک کو بھوت سمجھ رہی تھی۔ہیزل بھی رونے کو ہوئی تو عالم راؤ نے اسے کا چہرہ تھام کر اپنی جانب کرتے اس لیے منہ میں سینڈوچ کا پیس ڈالا۔اور ایک گھوری سے ان تینوں کو نوازہ جس پر سب کی ہنسی کو بریک لگی۔

"ایان ملک بہیو یور سلف ورنہ واپس وہیں پھنکوا دوں گا یو فول۔۔"عالم راؤ غضب سے دھڑا تھا جس پر وہ شرافت میں ایا۔۔

"سوری برو۔۔۔"وہ اس کے قریب اتے شرافت سے بولا تو عالم راؤ اپنی جگہ سے اٹھتے اسے گلے لگا گیا

۔

"آئی مس یو برو۔۔"وہ بھی عالم راؤ کے گرد اپنے بازو کستے محبت سے بولا تھا۔عالم راؤ کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا۔۔

"ارے یار میں بھی ہوں۔۔" ریان ملک نے بھی دہائی دی تھی۔ جس پر وہ ہنستے ہوئے ریان ملک کے بھی گلے لگ گیا۔

"جل ککڑ۔۔" وہ ٹونٹ مارنا نہ بھولا۔ جس پر ریان ملک نے اسے ایک دھپ رسید کی۔

"بڑا ہوں تم سے لانتی۔۔" وہ رعب جمانا نہ بھولا۔

"ہا۔۔۔ صرف پانچ منٹ اوکے۔۔" وہ اس کی بات پر ناک سے مکھی اڑاتے بولا تھا۔

"اچھے اب مجھے ان پیاری پیاری لیڈز سے بھی ملوائیں یار۔۔۔بلکے میں خود مل لیتا ہوں۔۔" وہ اسے خود سے دھکا دیتے پہلے ہیزل کی جانب آیا۔۔

"یہ عالم برو کی سویٹ۔۔۔ان کی لائف لائن سویٹ سی ہیزل بھابھی۔۔ جنہوں نے ہمارے عالم برو کو اپنی چھوٹی سی مٹھی میں قید کر لیا ہے۔۔ایم آرائٹ بھابھی۔ سو ہاؤ آر یو۔" وہ پوری تقریر کرتے آخر میں اس کا خال دریافت کرتے اسے بوکھلا گیا۔ مونا نے اس کی شوخیوں پر آنکھیں گھمائیں۔

وہ بس دیکھنے میں ہی ریان ملک کی کاپی تھا پر مزاح میں وہ ریان ملک سے بھی زیادہ جھولی تھا ہنسی مزاق تو جیسے اس کا پیشہ تھا۔ وہ سوائے مونا کے آج تک کسی کے لیے سریس نہیں ہوا تھا۔ سب سے چھوٹا تھا وہ اور سب کی وہ جان تھا۔ خاص کر بازل شاہ کا وہ چہیتا تھا۔

"مم۔۔۔ میں ٹھیک ہوں." وہ جھجھکتے ہوئے بولی تھی جس پر وہ مسکرا دیا۔

"ہاؤ کیوٹ برو کہاں سے ملیں آپ کو یہ پری۔۔" وہ مسکرا کر بولا تھا۔

"ایان ملک اب تم کچھ زیادہ ہی پھیل رہے ہو۔۔" وہ اسے آنکھیں دیکھاتے بولا تھا جس کر وہ کھسیاناسا مسکرا کر ستارہ کی جانب متوجہ ہوا۔

"ہائے کیوٹ بھابھی۔۔۔میں آپ کا ون اینڈ اونلی پیارا سا دیور ایان ملک آپ کے شوہر سے بس پانچ منٹ چھوٹا آپ کے شوہر کی کاپی۔۔۔تو مجھ سے مل کر کیسا لگا آپ کو۔" وہ ریان ملک کا جڑوا تھا یعنی جان کر اسے کچھ حوصلہ ہوا۔

"اچھا لگا۔۔۔آپ۔۔۔آپ کیسے ہیں۔" وہ نروس سی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹختے ہوئے بولی تھی۔

"ہائے سچی۔۔۔" وہ چہرے پر مصنوعی حیرانی سجاتے اسے تنگ کرتے بولا۔تو وہ روہنسا ہوتی ریان ملک کو دیکھنے لگی۔۔

"اوے بندر خبر دار جو میری بیوی کو ستایا تو۔" وہ اسے تنبیہ کرتے ستارہ کی پلیٹ میں ناشتہ نکا کر اس کے سامنے رکھ گیا۔۔ تبھی اسے سامنے سے بازل شاہ آتا دیکھائی دیا۔۔

"آگئے میرے برو۔۔۔آپ سب کو تو قدر ہی نہیں اس پیارے سے ڈیشنگ ہک کی۔۔" وہ سب سے نروٹھے پن سے کہتا بازل شاہ کے سینے سے جالگا۔۔بازل شاہ کو کچھ سکون سا ملا تھا ایان ملک کو سینے سے لگاتے وہ ہمیشہ سے ہی عزیز رہا تھا اسے۔

"کیسا ہے میرا چیمپین۔۔" وہ اس کے بال بکھرتے نرم لہجے میں بولتا ریان ملک کو گویا آگ ہی لگا گیا۔۔

"ہنہہ ۔۔۔مجھے تو جیسے کائی لگی ہے ۔۔۔ کمینا کیسے اس سے پیار سے بات کر رہا ہے اور مجھے تو کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے ۔۔۔الو کا پٹھا ۔۔۔ سنہرا بندر ۔" وہ اپنی ہی دھن میں نخوت سے بھڑ بھڑا رہا ۔۔ستارہ جو اس کی ساری سلواتیں سن رہی تھی آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگی کیا وہ اپنے بھائی سے جل رہا تھا اور بازل بھائی کو بھی پتہ نہیں کیا کیا بولے جا رہا تھا۔

" کھانا کھاؤ جان ورنہ روم میں جا کر اپنے طریقے سے کھلاؤ گا ۔۔"وہ اسے خود تکتا پا کر معنی خیز لہجے میں بولتا ستارہ کو بوکھلا کر رکھ گیا.

"ریان ناشتہ کر کے لمظ کو چک کر لینا ۔۔" وہ ریان ملک سے کہتا موڑا تھا۔

"بازی ناشتہ کرو ۔۔" عالم راؤ جسے ریان ملک نے صبح ہی ساری بات سے آگاہ کیا تھا وہ فکر مند ہوا تھا لمظ ابراہیم کے لیے کیونکہ وہ جانتا تھا بازل شاہ کی جان بستی تھی اس لڑکی میں ۔۔ہیزل تو ضد لگائے ہوئے تھی کہ اسے لمظ سے ملنا ہے پر عالم راؤ نے اسے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ ابھی آرام کر رہی ہے ۔۔اس طرح سے وہ ڈسٹرب ہو گی۔

" مجھے بھوک نہیں جان ۔۔" وہ بنا مڑے کہتا جم روم کی جانب بڑھا۔عالم راؤ نے کانٹا پلیٹ میں رکھتے لب بھینچے تھے ہیزل کی آنکھیں میں نمی بھرنے لگی تھی ۔۔ جیسے دیکھ وہ مزید اذیت میں مبتلا ہوا تھا۔

ایان ملک سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھتا دیکھتے سچویشن سمجھنے کی کوشش میں تھا پر کوئی سرا ہاتھ نہ آیا اور خاموش سے کھانا کھانے لگا ۔۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی ماریہ بھاگتی ہوئی ان کی جانب آئی تھی۔۔

"سر۔۔۔وو۔۔۔وہ گاڈ کہہ رہا ہے۔۔۔بازل سر خود کو ہرٹ کر رہے ہیں جم میں۔۔" وہ ہانپتے ہوئے بتاتی سب کو تفکر میں مبتلا کر گئی۔۔

"عالم راؤ سب کچھ بھولتا باہر کی جانب جم روم کی جانب باگا تھا۔۔۔ریان ملک کے ساتھ ساتھ ایان ملک بھی بھاگا تھا ہیزل کو مونا نے جانے سے روک لیا تھا۔۔

"پلیز مجھے بھائی کے پاس جانا ہے۔۔" وہ روتے ہوئے اس سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

"ہیزل سوہٹی۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔" وہ اسے اپنے ساتھ لگاتی کام کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ستارہ بھی سب دیکھتی سسکیاں بھر رہی تھی۔مونا نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے پاس بلایا۔تو وہ بھی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کی قریب آ گئی۔

♥♥♥♥♥

"سب۔۔۔سب میری غلطی۔۔۔ہے۔۔۔سب میری غلطی ہے۔۔"وہ اپنے بال مٹھیوں میں جھکڑتے ہزیانتی ہوتا بھڑ بھڑاتا کوئی پاگل ہی لگ رہا تھا۔

"آہہہہ۔۔۔۔سب میری غلطی ہے۔۔۔اگر۔۔اگر اسے کک۔۔۔کچھ ہو۔۔۔جاتا۔۔۔نہیں نہیں نہیں۔۔میں مر جاتا۔۔" وہ اپنے ہاتھوں کے مکے دیوار پر مارتا خود کو زخمی کر گیا۔۔

ہر چیز کو اٹھا اٹھا کر پھینکتا وہ کوئی دیوانہ ہی معلوم ہو رہا تھا۔۔شور کی آواز سنتے گاڈز اس طرف آئے تھے بازل شاہ کو توڑ پھوڑ کرتے اور خود کو زخمی کرتا دیکھ وہ اطلاع دینے کے لیے باگا۔

سے پنچنگ بیگ پر اپنا غصہ نکالنے اپنے زخموں سے
بے پرواہ اپنے اندر لگی آگ کو مٹا رہا تھا جو مزید بھڑکتی جا رہی تھی۔ تبھی وہ تینوں بھی بھاگتے جم میں داخل ہوئے تھے۔۔

"بازی۔۔۔بازی سٹاپ اٹ۔۔" عالم راؤ اس کے ہاتھوں کا حال دیکھ کر غصے سے دھاڑا۔۔پر وہ تو جیسے خود میں نہیں تھا۔۔عالم راؤ نے اسے جھکڑتے پنچنگ بیگ سے دور کیا تھا۔ آیان ملک کے تو عصاب ہی شل ہو گئے تھے۔

ریان ملک جم میں موجود میڈیکل لینے کو بھاگا جو کونے میں بنے ڈرا میں رکھا تھا۔

"مم۔۔۔می میں سب۔۔۔کو مار دوں۔۔۔گا۔۔آہہہ۔۔۔لیومی۔۔۔اب میری۔۔ غلطی ہے چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ چیختا ہوا عالم راؤ کی گرفت سے نکلنے کی تگ ودو میں تھا۔۔ تبھی اسے لگا جیسے ہر طرف آگ ہی اگ ہے اور اس کے مم۔۔۔روتے ہوئے اس کے زمین پر ساکت پڑے ڈیڈ کے پاس زمین پر بیٹھیں اس کے ڈیڈ کو جھنجھوڑ رہی ہیں۔۔۔

" مم۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔ چھوڑو۔۔مجھے وہ جل۔۔۔جائیں گے۔۔۔مجھے جانے دو مجھے انھیں بچانا ہے۔۔۔لیومی۔۔ڈیڈ۔۔" وہ روتے ہوئے چیخ رہا تھا۔۔عالم راؤ نے کرب سے آنکھیں میچی تھی۔

تبھی دیکھتے ہی دیکھتے اس کی مم کھانسنے لگی اور پھر وہ بھی بے دم ہو کر اس کے ڈیڈ کے سینے پر سر ٹکائے ساکت ہو گئیں۔۔ سنہری آنکھوں میں انگارے بھرنے لگے۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ آہہہ۔۔۔ مم ڈیڈ۔۔" وہ عالم راؤ کی گرفت میں مزاحمت کرتا سینے پر زہر آلودہ سے ہنجر سا گاؤ لے وہ ڈھتا چلا گیا۔ ریان ملک نے اسے انجکشن دیتے گہرا سانس لیا تھا۔۔ عالم راؤ نے اس کے ایک زخمی ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا جیسے اس نے بڑی بے دردی سے ادھیڑ کر رکھ دیا تھا اور دوسرے کا حال بھی اس سے اگل نہیں تھا۔۔۔

" بے اب ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے بازی کی بینڈج کرنی ہے خون کافی ضائع ہو گیا ہے۔۔ عالم راؤ اسے اٹھائے پیلس کی بیک سائیڈ کی جانب بڑھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی جاناں رو کر اپنی حالت خراب کرتی تبھی بیک سائیڈ سے بازل شاہ کے روم کی جانب آیا ریان ملک نے تیزی سے اس کا ہاتھ صاف کرتے الیکٹرک لاک پر رکھا ٹک کی آواز سے ڈور اوپن ہوا تھا۔

عالم راؤ اور ریان ملک نے سہارا دیتے اسے بیڈ پر ڈالا تھا۔۔۔

" ایان یو فول یہاں آؤ جلدی سے دوسرے ہاتھ کا بینڈج کرو آ کر۔۔" اسے دروازے میں بت بنا دیکھ عالم راؤ کڑے تیور لیے بولا تو وہ ہوش کی دنیا میں آتا تیزی سے بازل شاہ کی جانب آیا اور اس کے دوسرے ہاتھ پر بینڈج کرنے لگا۔۔

کچھ ہی دیر میں اس کے دونوں ہاتھ صاف کرتے ان پر بینڈج کر دی گئی تھی۔ ایان ملک اس کے پاؤں سے شوز نکالتا اس کے پاؤں بیڈ پر ٹھیک کرتے ایک نظر اس سنہری بالوں والے ساحر پر ڈالتے وہاں سے نکل گیا۔۔۔ کیونکہ وہ مزید بازل شاہ کو ایسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

وہ تھکے سے

انداز میں کہتا روم سے نکل گیا۔۔

جبکہ عالم راؤ اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔۔نرمی سے اس کی پیشانی سے بال ہٹاتے وہاں بوسہ دیا۔ عجیب ہی کشش تھی ان دونوں بہن بھائی میں دونوں میں ہی عالم راؤ کی جان بستی تھی۔

تکلیف انھیں ہوتی تو تڑپ وہ اٹھتا۔۔شاید اس لیے کہ بازل شاہ اسے تب ملا تھا جب وہ اس دنیا میں بلکل تنہا رہ گیا تھا اور ہیزل اس لیے کہ وہ اس کے جینے کی وجہ بنی تھی۔اس کی وحشتوں کو قرار دینے کا سبب۔۔اس کی اندھیری دنیا میں روشنی سی بن کر آئی تھی وہ۔ وہ اسے بلکل اپنی مما جیسی لگتی تھی معصوم سی۔۔۔پیاری سی۔۔۔اس کے ڈیڈ کی جان بستی تھی ان میں کتنے خوش تھے وہ سب کے پھر اچانک سے سب خاک ہو گیا اور راکھ بھی نہ ملی۔۔

آنکھوں سے ایک باغی آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔وہ اپنا سینا جلائے بھی سب کو سنبھالے ہوئے تھا سب کے لیے گہرا سایا بنتے خود وہ دھوپ میں جل رہا تھا۔۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

♥♥♥♥♥

"جان۔۔۔ مم۔۔۔ میرے بھیو کو کیا ہوا۔۔" وہ جیسے ہی روم میں داخل ہوا وہ بھاگ کر اس کی جانب آئی تھی۔ عالم راؤ نے اس کی جانب دیکھا جس نے رو رو کر اپنی سنہری آنکھوں کا خشر بھگاڑ لیا تھا۔ وہ دہری ازیت میں مبتلا ہوا۔۔

"جانِ جاناں کچھ نہیں ہوا بس ان کے سر میں پین تھا بس۔۔۔ ریان بھائی نے آپ کے بھیو کو میڈیسن دے دی ہے اب وہ ٹھیک ہے اوکے۔۔۔ اور آرام کر رہے ہیں۔۔" وہ اس کی سوجی ہوئی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے ان پر مرھم رکھنے لگا۔۔

"مجھے دیکھنا۔۔۔ ہے انھیں پلیز۔۔" وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے روندے لہجے میں بولی۔۔

"شش۔۔۔ وہ ٹھیک ہے جانم۔۔۔ انھیں آرام کی ضرورت ہے نہ اس طرح سے اگر آپ جائیں گی تو وہ ڈسٹرب ہو گا نہ جاناں۔۔" وہ اسے کی کنپٹی پر لب رکھتے ملائمت سے بولا۔۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا کر اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔ وہ اسے لیے صوفے پر بیٹھتا۔ اس کے گرد اپنے بازو حائل کرتے اسے اپنے قریب کرتے اپنا حصار کھینچ گیا۔۔۔

"جان۔۔" مدھم آواز میں پکارا گیا تھا۔

"ہمم۔" بڑا مبہم سا انداز تھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔۔ اور." وہ بولتے ہوئے رکھی تھی۔ عالم راؤ متجسس ہوا۔

"جانِ جاں اور کیا۔۔" اس کے سنہری بالوں پر لب رکھتے مدھم سرگوشی میں دریافت کیا گیا تھا۔۔

" اور مجھے آپ ۔۔۔ آپ بہت پیارے ۔۔۔ لگتے ہیں ۔۔" وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولی تھی کہ بمشکل عالم راؤ کی سماعت تک اس کی سرگوشی پہنچی تھی۔ جیسے سنتے عالم راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا۔اس وقت اسے ہیزل سے کسی ایسے مرھم کی ہی ضرورت تھی ۔۔اور اس کے معصوم سے انتظار پر اسے اپنے جلتے دل پر جیسے ٹھنڈی میٹھی پھوار سی پڑتی محسوس ہوئی۔

"بس پیارا۔۔" وہ اسے تنگ کرنے کے لیے مصنوعی خفگی سے بولا اس کی خفگی پر ہیزل کی جان پر بنی تھی۔

"نن ۔۔۔ نہیں بہت پیارے لگتے ہیں ۔۔۔ جب ۔۔ جب میرے قریب ۔۔۔ آتے ہیں تو ۔۔۔ تو برا ۔۔۔ نہیں لگتا ۔۔ دل ۔۔۔ چاہتا ۔۔ ہے آپ بس ۔۔۔ پاس رہیں ۔۔ اور ۔۔۔ اور" وہ اپنا سر اٹھا کر اس کے سامنے آتے نظریں جھکائے بولتی ہوئی سرخ گلالا ہو رہی تھی ۔۔۔ گلاب کی پنکھڑیوں سے نازک لب بولتے ہوئے بری طرح سے کپکپا رہے تھے جیسے وہ بہت مشکل سے بولنے کی تگ ودو میں ہو ۔۔

"اور کیا جانِ ساحرہ ۔۔" وہ اس ٹھوڑی سے تھام کر اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے خمار آلودہ لہجے میں بولا ۔۔

" اور ۔۔۔ پیٹ ۔۔۔ میں تتلیاں سی ۔۔۔ اڑنے لگتی ہیں ۔۔۔ جب ۔۔۔ جب آپ قریب آتے ۔۔۔ ہیں زیادہ سا ۔۔" وہ بمشکل بولتی عالم راؤ کو اپنے سحر میں بری طرح سے جھکڑ رہی تھی ۔۔

"کتنا قریب ۔۔ اتنا ۔۔" وہ اس کے لبوں کے قریب جھکتے مدھم آواز میں سرگوشی میں بولا ۔۔ تو وہ کپکپا کر رہ گئی ۔۔ سینے میں سانسیں الجھتی دیوانی ہونے لگیں۔

"یا پھر اتنا۔۔" وہ مخمور نظروں اس کے کپکپاتے لبوں پر ٹکائے خمار بھری سرگوشیاں کرتے اس کی جان نکالنے لگا۔ وہ سانسیں تک روک گئی۔۔

"جانم اپنی جان پر اس دیو کو جھیل لینا۔۔" وہ کہتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔۔ قہ تڑپ کر اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔ دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہونے لگا۔۔

وہ شدید جنونیت اس نازک سی پری پر انڈھیلتے اس کی جان پر بن آیا۔۔ تشنہ لبی اتنی تھی کہ سراب ہونا ناممکن سا لگ رہا تھا۔۔ پر پھر بھی وہ اس نازک سی پری پر رحم کھاتے اس آزادی بخش گیا۔۔۔ وہ نڈھال سی اس کے سینے پر سر رکھتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی پھر غصے سے اس کے سینے میں دانت گاڑ گئی جس پر وہ بے ساخت مسکرایا۔۔ وہ جگہ جگہ دانت گاڑتی اسے مزید مدہوش کرنے لگی ۔ تبھی نرمی سے اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے پھر سے اس کی جان نکالنے کو جھکا تھا۔۔

ہیزل کے تو عصاب جھنجھلا اٹھے۔۔ پر اس بار اس کے لمس میں نرمی تھی شدید۔ جو اس ہیزل کے دل میں طغیانی سی بھرپا کر رہی تھی۔۔

پورہ وجود جیسے دل بن کر دھڑکنیں لگا تھا۔۔

کچھ لمحے بعد وہ اسے آزاد کرتے اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکا گیا دونوں کا سانس پھول گیا تھا۔۔

"آئی لو یو جانِ جاناں۔۔۔" وہ بہکی سانسوں کو سنوارتے مدھم سرگوشی میں بولتا ہیزل کے وجود میں جیسے جان سی پھونک گیا۔۔

"مائی پلئیر۔۔"وہ مسکرا کر مدھم آواز میں بولتی عالم راؤ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"بہت پیاری ہو جانم عاشقی۔۔۔" وہ اس کی کان کی لو پر اپنا لمس چھوڑتے مدھم آواز میں مسکاتے لہجے میں بولا تھا۔

تجھے روز دیکھوں قریب سے
میرے شوق بھی ہیں عجیب سے
مجھے مانگنا ہے تجھ ہی کو بس
اپنے رب اور اس کے حبیب سے
میری آنکھ میں بھی ہے عاجزی
میرے خواب بھی ہیں غریب سے
میرے سب دکھوں کی دوا ہو تم
ملے کیا سکوں بھی طبیب سے
میں بہت خوش ہوں جوڑ کے
نصیب اپنا تیرے نصیب سے

وہ اس کی سماعت میں رس گھولتے پور پور اپنے دہکتے لمس سے مہکاتا ہیزل کی جان جلانے لگا۔وہ آنکھیں موندیں اس کی آغوش میں قید اپنی دھڑکنوں کا شمار کرتی بے بس سی ہو رہی تھی۔ جان تو تب نکلی جب عالم راؤ نے کندھے سے شرٹ ہٹاتے وہاں اپنے دانت گاڑے۔

" جان۔۔۔" وہ تڑپ کر پکار اٹھی۔۔۔دل کیا پور پور اس کی حالت غیر ہونے لگی۔۔

" حکم جان کی جانم ۔" وہ خمار آلودہ نظروں سے اس کی سنہری آنکھوں میں گھلے گلال کو دیکھتا ضبط کرتے بولا۔ہیزل کی پلکیں لرز کر جھکیں تھیں۔

" جان نہیں کریں پلیز۔۔۔ میرے دل کو کچھ ہو جائے گا۔۔" وہ اس کے سینے میں سر چھپاتے بولتی شرم سے دھک رہی تھی۔

" اور اگر میرے دل کو کچھ ہو گیا تو۔۔۔ آپ کی یہ ادائیں دیکھ۔۔۔ آپ کا یہ کیل کانٹوں سے لیس آتش فشاں بنا یہ روپ دیکھ کر تو۔۔" وہ اس کی کلائی پر جا بجا لب رکھتے مخمور لہجے میں بولا۔۔۔ہیزل کو لگا جیسے اسے کسی نے بھٹی میں ڈال دیا ہو۔وہ دہکتی پور پور لرزتی عالم راؤ کو مزید دیوانہ کر رہی تھی ۔۔اس سے پہلے کہ وہ مزید اس کی جان مشکل میں ڈالتا اس کا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔

تبھی وہ خود پر ضبط کرتے نرمی سے اسے خود سے دور کرتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

" اپنا خیال رکھنا جانم می جلدی آ جاؤں گا اوکے ۔" وہ پیار سے اس کا گال سہلاتے روم سے نکل گیا ۔۔ پیچھے وہ اپنے دل کو سنبھالتے عالم راؤ کی بے باکیوں یاد کرتے اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔

♥♥♥♥♥

"یان۔۔۔وہ بلکل آپ جیسے ہیں۔ایکدم سے میں ڈر گئی تھی۔۔"وہ معصومیت سے بولتی ریان ملک کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"کیونکہ میری جان ہم دونوں ٹونز ہیں۔۔اس لیے ہم ایک جیسے ہیں۔"وہ لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے مسکرا کر بولا۔۔

"یان مجھے بھی ٹونز بے بی چاہیے۔۔۔"وہ اپنی دھن میں بولتی ریان ملک شدید جھٹکا دے گئی۔اس کے ہاتھ سے لیپ ٹاپ گرتے گرتے بچا۔

"کیا کہا آپ نے مائے شائے سٹار۔۔ ذرہ پھر سے بولیں گی آپ۔" اسے لگا اس نے غلط سنا۔

"کیا یان آپ اسے رکھے گئے تو آپ کو میری کوئی بات سمجھ آئے گی نہ۔" وہ لیپ ٹاپ کی جانب اشارہ کرتے جھنجھلا کر بولی۔

"اچھا نہ سویٹی پھر سے کہو جو ابھی کہا تھا۔" وہ اب بھی اسی بات پر اڑا تھا۔

"مجھے بھی ٹونز چاہیے۔۔۔ آپ لا دے گے نہ مجھے یان پلیز۔" لہجہ ضدی ہوا۔ وہ تو ایسے بول رہی تھی جیسے بچے نہیں ٹوفی ہو جیسے وہ اسے دوکان سے لا دیتا۔ وہ لیپ ٹاپ رکھتا اب پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ ہوا۔

" آف کورس میری جان۔۔۔ پر اس کے لیے کچھ دینا پڑتا ہے۔۔" وہ خمار آلودہ نظروں سے ستارہ کو سر تا پیر دیکھتا بوجھل لہجے میں بولا۔ ستارہ کو عجیب سا احساس ہوا۔

"تت۔۔۔ تو آپ کے پاس۔۔ تو سب کچھ ہے۔۔۔ نہ پیسے بھی ہیں۔۔ پھر تو وہ مل۔۔۔ جائیں گے نہ۔" وہ اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے لرزتی ٹانگوں کے ساتھ قدم قدم پیچھے کی جانب چلنے لگی کیونکہ وہ اس کی جانب آتا ستارہ کی جان نکال رہا تھا۔

"آپ دور۔۔۔رہیں نہ۔۔۔پلیز۔"وہ چلتے چلتے ایکدم سے ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ لگی تھی تبھی فرار نہ پاتے کپکپاتے لہجے میں بولی۔ جو کے ارادے اسے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔وہ آنکھوں میں طلب لیے اس کے ارد گرد ہاتھ رکھتے اس کی فرار کی راہیں مسدود کر گیا۔

"نہیں رہ سکتا۔۔اگر دور رہا تو پھر آپ کی ہواہش کیسے پوری ہو گئی۔"وہ اس کے گلابی ہوتے رخسار کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے مدھم آواز میں بولا۔

"کک۔۔۔کیا کر۔۔۔رہے ہیں۔۔"بے تکا سوال تھا پر وہ کر گئی۔

"پیار کر رہا ہوں اپنی شائے سٹار کو۔۔"وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتے ستارہ کو جی جان سے لرزنے پر مجبور کر گیا۔ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا۔

"مم۔۔۔مجھے نن۔۔۔نہیں چاہیے۔۔"وہ بوکھلاہٹ میں الٹا سیدھا بولتی ریان ملک کو مزید مدہوش کرتے لگی۔ تبھی وہ جھکا اور کی کالر بون ہر اپنا پر تپش لمس چھوڑنے لگا۔وہ تڑپ کر اس کے شانوں کو تھام گئی۔ٹانگوں میں جیسے جان ناپید ہوئی تھی۔۔۔وہ اسے اپنے لمس سے پور پور مہکاتے پاگل کر رہا تھا ۔۔ تبھی وہ ہمت جھٹاتے اسے دھکا دیتے تیزی سے اس سے دور ہوتی بیڈ کے دوسری جانب جا کھڑی ہوئی۔۔ریان ملک ہونک سارہ گیا جو ابھی تو اس کی بانہوں میں تھی پر یکخلت مچھلی کی طرح اس کی بانہوں سے پھسلتی دور جا کھڑی ہوئی۔۔

"ستارہ یہ چیٹنگ ہے یار۔۔۔ پہلے میرے ارمانوں کو سلگا کر اب آپ اس پر ٹھنڈا پانی نہیں گرا سکتیں
ں پر ٹنچپتا ستارہ کو مسکرانے پر مجبور کر گیا

پر وہ لب بھینچ کر ضبط کر گئی کیونکہ ابھی وہ مسکرا کر اپنی جان جوکھم میں نہیں ڈال سکتی تھی۔

"میں نہیں آؤں گی۔۔ آپ جائیں باہر۔۔" وہ اپنی چادر کو مٹھیوں میں دبوچتے ہمت کرتے بولی۔

"ستارہ سویٹ ہارٹ آرام سے یہاں آجاؤ۔۔ورنہ آگر میں آیا تو تمھاری آج خیر نہیں۔۔" وہ خطرناک تیور لیے اسے دھمکی دیتے اس معصوم کا دل لرزا کے رکھ گیا۔

"یان پلیز۔۔۔ نہیں نہ۔" وہ روہنسا ہوئی۔

"تو میری جان ٹیونز بھی تو تمھیں ہی چاہیں نہ۔ کیا تم نہیں چاہتی ہمارے دو چھوٹے چھوٹے پیارے پیارے ستارے اور ریان ہوں۔۔ اف کتنے پیارے ہوں گے وہ۔۔" وہ اسے لالچ دینے لگا۔

"مجھے چاہیں۔۔۔ پر یان آپ مجھے ستائیں گے تو نہیں نہ۔۔" وہ اس کی باتیں آگئی تھی جس پر ریان ملک کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ بکھری جیسے وہ جلد ہی چھپا گیا۔

"بلکل نہیں میری سویٹی۔۔۔ میں کیوں ستانے لگا بھلا اپنی جان کو۔۔" وہ کچھ زیادہ ہی معصوم بنا تھا۔ جا پر وہ معصوم پری اس کی باتوں میں آتی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کی جانب آئی اور جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچی وہ ایک جھٹکے میں اسے بیڈ پر پھینکا اس سے پہلے کہ وہ اس افتاد پر چیختی وہ اس پر گرتا اس کی آواز خود میں جزب کر گیا۔۔

وہ کسی دیو کی طرف اس پر جھکا اس کی جان مشکل میں ڈالے ہوئے تھا۔وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھے مسلسل مزاحمت کر رہی تھی جس کا اثر کم از کم ریان ملک مونا کہ با قول (کمینے ملک) کو تو ہونے والا نہیں تھا۔

ستارہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہیں تھیں تبھی وہ اسے کے سینے پر مکے برساتی مر جانے کو تھی ۔ تبھی وہ اس نازک سی پری پر رحم کھاتا اس آزادی دے گیا۔وہ گہرے گہرے سانس لیتی بے دم سی تکیے پر گر سی گئی۔

ریان ملک آنکھوں میں خماری کی سرخیاں لیے اس کی کنپٹی پر لب رکھتا اسے سرخ کر گیا۔ستارہ نے اپنی بوجھل ہوتی پلکیں اٹھا کر ایک پل کے لیے اپنے من محرم کو دیکھا جو آج نہ جانے کیوں اتنا جنونی ہو رہا تھا۔

"بہت عزیز ہو گئی ہو دلبرا۔۔۔ تمھاری یہ شاخ گلاب سی کلایاں میرے لیے کسی سکون بھری پناہ گاہ سے کم نہیں۔۔۔وہ اس کی کلایاں تھام کر باری باری اس پر اپنے پر تپش لب رکھتے الفت آمیز لہجے میں بولتا ستارہ کی دھڑکنوں میں بوچھال لے آیا۔

"میں چاہتا ہوں تمھارے یہ ریشم گیسوں کسی ٹھنڈی میٹھی چھائوں یونہی مجھے پر سایا کیے رہے۔۔۔"وہ اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں بھرتے اس کی مہک اپنی سانسوں میں گھولتا ستارہ کی حالت خراب کر رہا تھا۔

" تمھاری یہ غزالی آنکھیں جو کچھ بھی نہ کہہ کر بھی ریان ملک کو سب بتا جاتی ہیں ان میں ہمیشہ میں اپنا عکس تلاشنا چاہتا ہوں۔۔" وہ نرمی سے اس کی آنکھوں پر اپنا لمس ثبت کرتے ستارہ کی آنکھوں میں نمی بھر گیا۔ کتنی عقیدت تھی اس کے پاکیزہ لمس میں۔

" تمھاری یہ چھوٹی سی پیشانی میں چاہتا ہوں ہر پل یہ میرے لمس سے آباد رہے۔۔۔" وہ اس کی پیشانی پر پر شدت بوسہ دیتے متبسم لہجے میں بولا۔ ستارہ نے بمشکل نم آنکھوں اٹھا کر اپنے سامنے خود پر الفت و دیوانگی لٹاتے اس مجسم محبت کو دیکھا۔ جو کچھ ہی وقت میں اسے اپنی سانسوں سے بھی زیادہ ضروری لگتا تھا۔

" اور تمھاری یہ چھوٹی سی ناک اف۔۔۔۔ میرا دل چاہتا ہے میں کھا جاؤں اسے۔۔" وہ شرارت سے بولتے اس کی چھوٹی سی ستون ناک پر دانت گاڑ گیا۔ وہ کراکر رہی گئ۔

"گندے یان مجھے نہیں بات کرتی آپ سے۔۔" وہ اپنی ناک سہلاتے اسے دھکا دیتے نروٹھے پن سے کہتی اٹھ کر گلاس وال کے قریب جا کھڑی ہوئی۔

تو وہ مسکراتا ہوا اس کے قریب آیا اور اُسکی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتے ایک جھٹکے میں اسے اپنے قریب کر گیا۔۔

ر تمھارے یہ گلاب سی نازکی لیے عنابی لب دل چاہتا ہے ان کی ساری سرخیاں چرا کر خود میں گھول لوں۔۔" وہ اس کے عنابی لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتے لہجے میں عجیب دیوانگی لیے بولا تھا۔ستارہ جی جان سے لرز اٹھی۔۔

"پپ۔۔۔پلیز یان۔۔۔" وہ اس کے سینے پر اپنے لرزتے ہاتھ رکھتے بمشکل بولی تھی۔

" اور تمھاری یہ سراخی دار گلداز گردن مجھے کسی مے خانے سے کم کہاں لگی ہے جاں جاناں۔۔" وہ مزید مدھوش ہوتا اس کی گردن پر جھکا اور جا بجا اپنا پر شدت لمس چھوڑتے اسے پاگل کرنے لگا۔ستارہ کو لگا جیسے اسے انگارے چھو رہے ہوں یا اسے کسی بھٹی میں ڈال دیا گیا ہو۔۔ٹانگوں سے جان ناپید ہوتی محسوس کر وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"یان۔۔۔پلیز۔۔۔پلیز۔" وہ اسے دور ہٹتا نہ دیکھ رو دی وہ ایکدم سے بوکھلایا تھا اس کے رونے پر پھر اپنی بے خودی پر غصے آیا۔وہ آخر اتنا بے خود ہو گیا تھا۔

"ششش۔۔۔میری جان۔۔کچھ نہیں ہوا۔ایم سوری۔۔۔کچھ نہیں کر رہا میں۔۔" وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرے ملائمت سے بیڈ پر ڈالتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھے نرمی سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے دونوں پر بلینکٹ ڈالتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا جیسے پر وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے مدھم سانسیں لیتی ریان ملک کو پھر سے بہکانے کا سامان کرنے لگی جس پر وہ اپنی ضبط سے

سرخ ہوتی آنکھیں موندے خود کو روکنے لگا ورنہ یہ نازک سی گڑیا تو اسے کہیں کا چھوڑنے والی نہ تھی

--

محبت پھول ہوتی ہے،

کہو تو پھول بن جاؤں !!

تمہاری زندگی کا

اِک حسیں اصول بن جاؤں

سُنا ہے ریت پہ چل کے

تم اکثر مہک جاتے ہو !!

کہو تو اب کے بار میں

زمیں کی دھول بن جاؤں

بہت نایاب ہوتے ہیں

جنہیں تم اپنا کہتے ہو !!

اجازت دو کہ میں بھی

اس قدر انمول بن جاؤں

♥♥♥♥♥

باذل شاہ کو جیسے ہی ہوش آیا تھا لمظ ابراہیم کے یاد آتے ہی وہ تیزی سے اٹھا پر سر میں عجیب قسم کا درد اٹھا تھا۔۔۔وہ سختی سے آنکھیں میچتا اپنے سر کو تھام گیا۔۔

دوسرے ہی پل وہ اپنے سر میں اٹھتی ٹیسوں کو نظر انداز کرتے اپنے روم سے نکلتا لمظ ابراہیم کے روم کی جانب بڑھا۔۔ جسم میں جان جیسے شدید ناپید تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے جسم کا سارا خون نچوڑ لیا ہو۔۔وہ بمشکل چکراتے سر کے ساتھ لمظ ابراہیم کے روم کے سامنے آرکا۔

گہرا سانس بھرتے وہ روم کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا پر وہ وہاں نہیں تھی۔وہ پورے کمرے میں اسے تلاشتے باہر کی جانب باگا کہی بار وہ گرتے گرتے بچا تھا۔

"لمظ۔۔۔لمظ کہاں ہیں آپ۔۔" وہ اسے آوازیں دیتا ہال میں آیا پر وہ اسے کہیں دیکھائی نہیں دی تھی۔۔ آیان ملک تیزی سے اس کی جانب آیا تھا۔۔ کیونکہ اس کی حالت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔

"برووٹس رونگ ودیو۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔اپ کو آرام کرنا چاہیے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ اسے تھامے بولا تھا۔

"نو مجھے آرام نہیں کرنا آیان مجھے لمظ کو دیکھنا ہے کہاں ہے وہ مجھے مل نہیں رہی۔۔" وہ آیان کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے ٹی وی لاؤنج کی جانب آیا پر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

"لمظ کہاں ہیں آپ۔۔۔دیکھیں ستائیں نہیں اب مجھے پلیز باہر آئیں۔۔" وہ سنہری آنکھوں میں درد کی شدت سے سرخیاں لیے ہر جگہ اسے تلاشتہ کوئی دیوانہ ہی لگ رہا تھا جیسے بس اپنی مرمڈ چاہیے تھی۔

"لمظ۔۔" وہ دھاڑا تھا۔۔اس کی آواز سنتے تیزی سے مونا ریان ملک اس کی جانب آئے تھے۔۔

"بازل کیا ہوا ہے اور یہ تم ٹہل کس خوشی میں رہے ہو۔۔"ریان ملک نے آنکھیں چھوٹی کیے اس سنکی کو دیکھا۔

"لمظ ۔۔۔لمظ ابراہیم کہاں ہے ریان ۔۔" وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے الجلت میں اس سے دریافت کرنے لگا۔۔کیونکہ اسے اس وقت کسی بات سے سروکار نہیں تھا۔۔اسے بس اپنا جنون اپنی آنکھوں کے سامنے چاہیے تھا بس۔

"وہ اپنے روم میں ہوگئی بازل۔۔" وہ پر سکون انداز میں بولا۔۔

"نہیں ۔۔۔نہیں ہے وہ وہاں ۔۔۔کہاں ہے وہ۔" وہ ایکدم سے غصے سے پاگل ہوتا ڈھاڑا تھا۔۔ہیزل اور ستارہ بھی شور سن کر باہر آئیں تھیں۔۔

" بھیو۔۔۔" ہیزل نے نم لہجے میں بازل شاہ کو پکارا۔تو وہ تیزی سے اس کی جانب آتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

" بھیو کی جان رونا نہیں۔۔اچھا بتائیں آپ کی بھابھی کہاں ہے۔۔"وہ نرمی لہجے میں آمید لیے بولا۔

"میں نہیں جانتی بھیو۔ میں گئی تھی ان سے ملنے پر انھوں نے ڈور نہیں کھولا۔ وہ مجھ سے نہیں ملیں۔" وہ ہنوز لہجے میں بولی۔

"شش۔۔۔رونا نہیں۔۔ ستارہ گڑیا آپ ہیزل کو روم میں لے جائیں۔" وہ ستارہ سے مخاطب ہوا جو ڈرتے ڈرتے ہیزل کو لیے اپنے روم کی جانب بڑھ گئی۔نہ جانے کیوں پہلے دن سے ہی اسے اس انسان سے ڈر لگتا تھا جس کی آنکھیں کبھی سیاہ ہوتی تو کبھی سنہری۔۔

"اگر لمظ کو کچھ ہوا تو کسی کو نہیں چھوڑوں گا میں سمجھتے تم سب لوگ۔۔" وہ غصے سے دھاڑتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ بازل شاہ سے باسل بنتا سیڑھیاں پھلانگتے نظر آیا۔

"خبردار اگر جو کوئی میرے پیچھے آیا۔۔" مونا ریان ملک اور ایان ملک کو اپنے پیچھے آتا دیکھ وہ غصے سے دھاڑا۔۔سب لب بھینچ کر رہ گئے۔

"مونا ہمیں اس کے پیچھے جانا ہے پر اسے پتا نہیں چلنا چاہیے وہ پہلے سے ہی ٹھیک نہیں میں نہیں چاہتا اسے کچھ ہو۔ آیان جلدی سے جے کو اطلاع کرو۔۔۔" وہ سب سپیڈ سے اپنے خو لیے بدلتے وہ بھی اس کے پیچھے نکلے۔

♥♥♥♥♥

وہ نہیں جانتی تھی وہ کیسے اور کہاں جا رہی ہے دماغ جیسے پورا ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔۔دل بلکل ساکت سا ہو گیا تھا۔۔۔سانسیں بھی پر ضرورت کو بھرتی وہ بنا کسی احساس کے چلتے جا رہی تھی۔بکھرے بال سفید کلر کا لوز سا کرتا پہنے اس کے ہم رنگ ہی پلازو پہنے سر پر سفید دوپٹہ لیے جس میں سے بال بے ترتیبی سے نکلے ہوئے تھے۔

یہ جانے بنا کہ اس کا باہر نکلنا اس کے لیے سزا بننے والا تھا وہ ہر فکر سے آزاد چلتی جا رہی تھی۔۔

"مرمیڈ۔۔۔مجھے سخت ہی رہنے دیں میری نرمیاں آپ برداشت نہیں کر پائیں گی۔ جو بازل شاہ نرم ہوا تو آپ کو اپنے اندر سمو لے گا پھر باہر کی دنیا کی ہوا بھی آپ کہ لیے ناپید کر دوں کا آپ کو جینے کے لیے بھی سانسیں بازل شاہ کی سانسوں سے لینا ہوں گی۔" اس کی جنون خیز سر گوشیوں اس کی سماعت میں رقص کر رہیں تھیں۔

" مار ڈالوں گا میں لمظ ابراہیم ۔۔۔ ہر اس انسان کو مار ڈالوں گا جو تمھارے قریب آنے کی کوشش کرے گا۔۔" وہ کس قدر پاگل تھا اس کے معاملے میں لمظ ابراہیم کی خشک آنکھوں میں نمی بھرنے لگی۔

تم صرف میری ہو۔۔۔۔ میری ہو۔۔۔۔کیوں نہیں سمجھ آتا تمھیں۔۔۔" آتش دیوانگی میں ڈوبا ہر ہر لفظ وہ کیسے بھول سکتی تھی۔ انکھوں سے آنسو درد بن کر ٹوٹ کر بکھرے تھے۔ آسمان بھی اس کے ساتھ آشک بہانے لگا تھا۔خنک موسم میں بارش کی بوندیں اعصاب جھنجھلا دینے والیں تھیں پر وہ اپنے معاملے میں بے حسی پر اتر آئی تھی شاید۔

" دشمن جان۔۔۔ کہیں ہم سے دوری بنا کر ہمیں تڑپانے کی کوئی نئی سازش تو نہیں آپ کی۔۔" وہ جان لیوا قربت میں اس کی جان افروز سر گوشیاں وہ گھٹنوں کے بل گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

" اللہ۔۔۔۔ آہہہ۔۔۔۔کیوں میرے ساتھ ہی کیوں۔" وہ سنسان سڑک پر گھٹنوں کے بل بیٹھی روتی ہوئی اپنے غموں پر شکوہ کناں ہوئی۔ اسے لگتا تھا جیسے اسے کسی کی بدعا لگ گئی تھی۔ جیسے پریوں کی

کہانیوں میں پرنسس کے پیدا ہوتے ہی بری پریاں انھوں بد عادے دیتیں تھیں۔ جیسے توڑنے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ بلکے اسے لگتا تھا جو اس کے قریب آتا ہے وہ اپنی منہوسیت سے اسے بھی تباہ کر دیتی تھی۔

"لمظ ابراہیم سارے درد مجھے کیوں نہیں دے دیتیں۔۔۔ کیوں نہیں آزاد ہو تیں آپ اس قید سے ۔۔۔ یقین جانے اگر ایک عمر بھی لگ گئی نہ آپ کو سمیٹنے میں تب بھی آپ کا ساحل آف تک نہیں کرے گا۔۔۔ آپ پر تو سو بازل شاہ قربان۔۔" وہ دلکش سی سرگوشیاں اسے اپنے اردگرد سنائی دے رہی تھیں جیسے یاد کر کرتے اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے کس قدر حسین منظر تھا وہ جب وہ اپنے ساحل کی بانہوں میں تھی۔ آنکھیں زخمی تو لبوں پر تبسم لیے وہ نڈھال ہو کر حواس کھوتی وہی گرتی چلی گئی۔

دل میرا سوز نہاں سے بے محابا جل گیا
آتش خاموش کی مانند، گویا جل گیا
دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں
آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا
میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل! بارہا
میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا

عرض کیجئے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں؟
کچھ خیال آیا تھا وحشت کا، کہ صحرا جل گیا
دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ، داغوں کی بہار
اِس چراغاں کا کروں کیا، کارفرما جل گیا
دود میرا سنبلستاں سے کرے ہے ہمسری
بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا
شمع رویوں کی سرانگشتِ حنائی دیکھ کر
غنچۂ گل پر فشاں، پروانہ آسا، جل گیا
خانمانِ عاشقاں دکانِ آتش باز ہے
شعلہ رو جب ہو گئے گرمِ تماشا، جل گیا
تا کجا افسوسِ گرمی ہائے صحبت، اے خیال
دل بسوزِ آتشِ داغِ تمنّا جل گیا
میں ہوں اور افسردگی کی آرزو، غالب کہ دل
دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا

نے کو کہا ہے۔۔" چلتی گاڑی میں سے

کرتے ادمی نے فوراََ سے گاڑی روکی۔

" ارے ہاں یہ تو وہی ہے دیکھ کیا رہے ہو اٹھاؤ اسے اس سے پہلے کہ کوئی یہاں ائے۔" وہ انھیں حکم دیتے بولا جس پر دو آدمی فوراََ عمل کرتے گاڑی سے اتر کر لمظ ابراہیم کی جانب آئے اور اسے اٹھائے گاڑی میں ڈال کر نکلتے چلے گئے۔

♥♥♥♥♥

ہونٹوں پہ ساحلوں کی طرح تشنگی رہی
میں چُپ ہوا تو میری انا چیختی رہی
اک نام کیا لکھا تیرا ساحل کی ریت پر
پھر عمر بھر ہوا سے میری دُشمنی رہی
سڑکوں پہ سرد رات رہی میری ہمسفر
آنکھوں میں میرے ساتھ تھکن جاگتی رہی
یادوں سے کھیلتی رہی تنہائی رات بھر
خوشبو کے انتظار میں شب بھیگتی رہی
وہ لفظ لفظ مجھ پہ اُترتا رہا قتیل

سوچوں پہ اُس کے نام کی تختی لگی رہی

وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی اس کے ساتھ۔ کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ کس قدر چاہتا تھا وہ اسے وہ خود کو اس سے دور کیسے کر سکتی تھیں اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔ یہ سوچ ہی تو اس کی جان نکال رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے ریش ڈرائیو کرتا دوسرے ہاتھ میں اپنے موبائل پر تیزی سے انگلیاں چلاتے مسلسل ڈیوائس کو ایکٹیویٹ کر رہا تھا جو تھی کی ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

وہ اس وقت بے بسی کی انتہائی پر تھا۔

ریان گاڑی تیز چلاؤ ہم اس سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں ہم اپنا راستہ کھو دیں گے۔" آیان ملک بازل شاہ کی گاڑی غائب ہوتے دیکھ غصے سے بولا تھا۔ جس پر ریان ملک نے اسے خطرناک تیور لیے دیکھا۔

"شٹ اپ آیان۔۔۔ مونا جلدی سے بازل کی لوکیشن ٹریک کرو۔۔" وہ آیان ملک کو جھڑپتا مونا سے مخاطب ہوا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اگر وہ باذل شاہ کے زیادہ قریب رہے تو اس شاطر انسان کو پتہ چل جانا تھا ۔مونا تیزی سے ٹیب ہر انگلیاں چلاتے بازل شاہ کو لوکیشن ٹریک کرنے لگی۔

تبھی ریان ملک کا فون رنگ ہوا۔۔ وہ فون سپیکر پر لگاتا کال ریسو کر گیا۔

"لمظ کیسے وہاں سے نکلی رہے اور بازی کہاں ہے ریان۔۔" وہ شدید غصے میں تھا۔ ریان ملک نے تھوک نگلتے خود کو حوصلہ دیا۔

"جان ہم اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔" وہ ہمت کرتا بولا۔ مونا کا الگ سانس خشک ہو رہا تھا۔ ایان ملک کی جو فکر سے جان جا رہی تھی۔

"شٹ اپ رے میں انھیں تمھارے اور مونا کے حوالے کر کے گیا تھا اگر ان دونوں کو کچھ ہوا تو اپنی قبر تم دونوں اپنے ہاتھوں سے خود کھود لینا۔ مونا سے کہوں مجھے بازی کی لوکیشن سینڈ کریں فوراً۔۔" وہ غصے سے دھاڑ تا تینوں کو جھرجھری لینے پر مجبور کر گیا۔

مونا کپکپاتی انگلیوں سے عالم راؤ کو بازل شاہ کی لوکیشن سینڈ کر گئی۔

♥♥♥♥♥

ماضی!

"سلطان آپ پلیز آفس جائیں جب بھی آپ گھر ہوتے ہیں میرا جینا محال کیے رکھتے ہیں۔۔" وہ کچن میں کام کر رہی تھی پر ان کے شوہر نامدار تھے جنہیں وقت بے وقت رمینس سوجتا رہتا تھا۔۔

"حرم جان یہ تو اب ظلم ہوا نہ مجھ معصوم پر کہ چھٹی کے دن بھی اب مجھے آفس جانے کے آڈر ملیں۔" سلطان حرم کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا لہجے میں مظلومیت طاری کرتے گویا ہوا۔ وہ اپنی بڑھتی ہوئی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے بمشکل کام میں دھیان لگانے کی کوشش کرنے لگیں۔

"میرے شرمیلے صنم ایک مہینہ ہونے کو ہے کہ آپ ابھی تک اپنے سلطان کو سمجھیں ہی نہیں ہیں۔۔" وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے ان کی مہک اپنی سانسوں میں بساتے مدھم سرگوشی میں بولتے حرم کو کسی کام کا چھوڑنے کہاں والے تھے۔

"پلیز سلطان مجھے کام کرنے دیں نہ۔۔۔" وہ ان کے ہاتھ اپنے گرد سے ہٹانے کی تگ ودو کرتے عاجزی سے گویا ہوا تو سلطان ایکدم سے اس کا رخ اپنی جانب گھماتے جنونی ہوا تھا۔۔

" جانم عاشقی جانتی ہو نہ مجھے نہیں اچھا لگتا جب تم مجھے اگنور کر کے دوسرے کاموں پر دھیان دیتی ہو ۔" وہ ایک بازو سختی سے حرم کہ کمر کے گرد باندھتے دوسرے اس کے بالوں میں الجھے جنونیت سے بولتا حرم کو سہمنے پر مجبور کر گیا۔

" سس۔۔۔ سلطان مم۔۔۔ میں بس کام۔۔" وہ شدید سہمتے بمشکل اتنا ہی بول پائی تھی آنکھوں میں نمی سی بھرنے لگی تھی۔

" ششش۔۔۔ تم جانتی ہو نہ مجھے ہر اس چیز سے نفرت ہے جو تمھاری توجہ کو اپنی جانب کھینچے۔ تم پر تمھاری ہر سوچ پر تمھارے دل پر تمھاری سانسوں پر تمھارے لمس پر بس سلطان کا حق ہے اور کسی کا نہیں۔۔۔ سب جانتے ہوئے بھی کیوں پاگل کرتی ہو اپنے سلطان کو جانم عاشقی۔" وہ بے صبری سے اس کے ایک ایک نقوش کو اپنے پوروں سے چھوتے ہنوز جنونی انداز میں بولا تھا کرسٹل گرے آنکھوں میں سرخیاں سی گھولی ہوئیں تھیں جو اس کی باہوں میں کھڑی نازک سی پری کو سہما رہیں تھیں ۔

"سلطان۔۔۔" وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اس کے سینے پر سر رکھے آنکھیں میچ گئی۔ایک یہی پناہ گاہ تھی جو اسے اس وقت سلطان کی جنونیت سے بچا سکتی تھی۔۔اور ہوا بھی ایسے کہ جن آنکھوں میں جنونیت کی سرخیاں تھی اس میں نرمیاں اترتیں الفت کے رنگ اترنے لگے۔

وہ نرمی سے اس کے شانوں سے سیاہ بال ہٹاتے اس کے کندھے پر جابجا اپنے دہکتے لمس مہکتے حرم کی سانسیں بکھرنے لگا۔

"میری زندگی۔۔۔ نشہ ہو تم سلطان کا حرم اگر کبھی مجھ سے دور ہوئی تو سلطان اپنے حواس کھو دے گا سب بھول جائے گا پاگل ہو جائے گا۔" وہ اس کے کان کی لو پر لب کشائی کرتے مدھم آواز میں بولتا کچھ رنجیدہ سا لگا۔

"ایسا کیوں کہہ۔۔۔رہے ہیں سلطان۔۔۔.. مم۔۔۔میں کیوں چھوڑ کر جاؤں گی۔۔ آپ کو۔" وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اپنی اوشن بلو آنکھوں میں آنسو لیے نم لہجے میں تڑپ کر بولی تھی۔

"پتہ نہیں حرم جب سے تمھیں پایا ہے ہر وقت ڈر سا لگا رہتا ہے کہ اگر تم مجھ سے دور ہو گئی تو کیا کروں گا میں۔۔۔ یہ سوچ ہی میری جان نکال لیتی ہے۔۔۔ کیسے جی پاؤں گا میں۔ میں تو تمھیں کچھ پل نہ دیکھو تو جان سی جانے لگتی ہے۔۔۔ دھڑکنے رکنے لگتی ہیں۔ میں نہیں رہ سکتا تم بن جانم اگر کبھی مجھ سے میرے جنون سے تنگ بھی آ جاؤ تو خدارا مجھے محروم مت کرنا خود سے اپنا غلام سمجھ کر بس تھوڑی سی

ر تمھاری محرومی سلطان کے

حواس چھین لے گی حرم۔" وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتے نہ جانے کیوں آج ایسی باتیں کر کے اسے بھی تڑپا رہا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے یا نہیں پر اس ایک مہینہ میں سلطان کی ایسی لت لگی تھی اسے کہ وہ بھی اس کے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"پلیز آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں میں تو آپ کی ہوں نہ سلطان۔۔۔اپ کی بیوی ہوں اور اب ہمیشہ آپ کے پاس ہی رہوں گی۔۔۔ آپ تو میری وہ دعا ہیں جو خدا نے بنا مانگے ہی مجھے عطا کر دی۔میرے لیے میرے خدا کی طرف سے دیا تو فہ ہیں۔میری ہر سانس آپ کے نام ہے۔۔۔پھر بھلا میں کیوں دور ہونے لگی آپ سے۔۔۔ آپ پلیز یہ خیال آج کے بعد کبھی اپنے دل میں نہیں لائیے گا۔" وہ کسی بھی طرح اسے مطمئن کرنا چاہتی تھی کیونکہ اس نے اکثر سلطان کو راتوں میں اٹھ اٹھ کر سجدوں میں روتا دیکھا تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ آخر کا بات کا ڈر وہ اپنے دل میں پالے بیٹھا تھا پر اس کی تڑپ اسے بہت تکلیف دے رہی تھی۔

"ہاں تم میری ہو ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا نہ پتہ نہیں وہ اسے بتا رہا تھا یا خود کو باور کروا رہا تھا۔پر جو بھی تھا بہت تکلیف دے تھا وہ اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔تو وہ بھی سختی سے اس کے گرد اپنا حصار کھینچ گیا۔

وہ جانتا تھا وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی پر یہ کافی تھا اس کے لیے کہ وہ اس کے پاس تھی اس کی دسترس میں تھی اور ہمیشہ اسی کی رہنے والی تھی۔

کبھی کبھی دل یہ چاہتا ہے

تمہاری شاموں کا حال پوچھوں

سوال پوچھوں

کہ فکر فردا میں کیسی گزری

یونہی کبھی میرا نام آیا...؟

تمہارے ہونٹوں پہ اک پل کو

میری محبت کی یاد مہکی...؟

کبھی تمہارے بھی راستوں میں

کبھی کسی دن

تمہاری صبح کے در پہ جاگی صدائے دستک...؟

کبھی عبادت کی کیفیت میں

تمہیں میرا بھی گمان گزرا...؟

تمہارے صحن دعا سے

میرا ابھی دھیان گزرا...؟
کبھی تمہارے بدن پہ بھی
شب عذاب بن کے ٹھر گئ تھی...؟
کبھی کبھی دل یہ چاہتا ہے کہ سوال پوچھوں
مگر میں چپ ہوں
ہمارے درمیاں یہ جو دیوار اجنبیت ہے
یہ غنیمت ہے
اسی میں توقیر حرف ولب ہے
یہیں پہ ترک وطلب کی حد ہے

لمظ ابراہیم نے اپنی درد کرتی سیاہ آنکھیں بمشکل کھولے اپنے درد کرتے سر کو تھام لیا۔ پر جیسے ہی دل و دماغ نے حواس کی دنیا میں قدم رکھا وہ خوف کے مارے تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری۔ وہ کہاں تھی --- یہ نہ تو جے ایس پیلس تھا نہ شاہ مینشن تو پھر وہ کہاں تھی اسے یاد آیا کہ آخر بار وہ سڑک پر تھی اور پھر چکراتے سر کے ساتھ وہ حواس کھو بیٹھی تھی۔

کہیں وہ کسی مصیبت میں تو مبتلا نہیں ہو گئی تھی اگر وہ کسی غلط لوگوں یہ ہتھے چڑھ گئی ہوئی تو--- عجیب عجیب سی سوچیں اس کے دماغ میں گھیرا کرنے لگیں۔ تبھی وہ ہمت کرتی دروازے کی جانب بڑھی

۔۔۔اس نے کھولنے کی کوشش کی پر وہ لاک تھا۔۔وہ گھوم کر تیزی سے کھڑکی کی جانب آئی پر وہ لاک تھی بہت کھولنے پر بھی نہیں کھولی تھی۔پر باہر کا منظر دیکھ خوف سے اس کی ٹانگوں لرز اٹھی۔ہر طرف آدمی ہی آدمی ہاتھوں میں ہتھیار لیے گھوم رہے تھے۔وہ اپنی بے وقوفی کی وجہ سے بہت بری طرح سے پھنس چلی تھی۔۔۔

"شاہ۔۔۔پلیز بچالیں مجھے پلیز۔۔"وہ وہیں بھر بھری ریت کی مانند دیوار کے ساتھ گرتی چلی گئی۔

دوسری جانب وہ ریش ڈرائیو کرتا بازل شاہ تک جلد از جلد پہنچنا چاہتا تھا۔۔وہ جانتا تھا وہ ابھی ٹھیک بلکل نہیں تھا۔

عالم راؤنے بازل شاہ کی لوکیشن ملتے ہی اسے کال کی تھی۔دوسری جانب سے دوسری بیل پر ہی اٹھالیا گیا تھا۔

"بازی لسن تم وہاں اکیلے نہیں جاؤ گے ہم پہنچ رہے ہیں اگر تم نے اکیلے جانے کی بے وقوفی کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔از ڈیٹ کلیر۔۔اور تم جب تک میں وہاں پہنچ نہیں جاتا تم کال پر ہی رہو گے میرے ساتھ اور خبر دار جو کوئی بے وقوفی کی تو۔"وہ بازل شاہ کو سخت لہجے میں درشتی سے بولتا آخر میں تحکم بھرے انداز میں بولا تھا۔

دوسری جانب وہ عالم راؤ کے حکم پر عمل کرتا خود پر ضبط کرتے اپنے قدم روک گیا کیونکہ وہ عالم راؤ کے خلاف جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ناجانے اس کی مرمڈ کیسی ہو گی۔ پر وہ اسے کچھ ہونے نہیں دے گا۔

لمظ ابراہیم گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی کہ دروازہ کھلا تھا اور کوئی اندر داخل ہوا تھا۔۔ لمظ ابراہیم نے سر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا۔۔ جابر خان چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ لیے اس سر تا پیر گھورتے اس کی جانب آیا۔۔ اس کی آنکھوں سے ٹپکتی ہوس دیکھ وہ خوف سے لرزتی اپنی ٹانگیں سمیٹ کر خود میں سمٹی۔

"اف۔۔۔ بلیک بیوٹی تم تو وقت کے ساتھ ساتھ بے حد خوبصورت اور دلکش ہو گئی ہو پانچ سال پانچ سال سے تڑپ رہا ہوں پندرہ سال کی تھی تم جب تمھیں دیکھا تھا اس وقت بھی بہت خوبصورت تھی تم یہاں یہاں لگی تھی تم۔۔ وہ اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتے لمظ ابراہیم کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا تھا اسے کراہت سی آئی تھی سامنے بیٹھے غلیظ شخص کو دیکھ کر جو اس کی باپ کی عمر کا تھا۔

"پر تمھارے لیے انتظار کیا میں چاہتا تھا کہ جب تم مزید قیامت بن جاؤ گی تو لے جاؤں گا تمھیں اپنی دنیا میں لے جاؤں گا اور اپنی ملکہ بنا کر رکھوں گا۔ اس کے لیے تمھارے باپ سے تمھیں خرید لیا تھا میں نے تمھیں بچپن میں ہی پر وہ سالہ کمینا مجھ سے غداری کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور تمھیں کسی

اور سے بیاہنے کے چکر میں ہے پر وہ ابھی جانتا نہیں مجھے۔۔۔پر کوئی بات نہیں اب تم میرے پاس ہو بلیک بیوٹی تمھارے صدقے تمھارے کمینے باپ کو معاف کیا۔"

وہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑے بولتا لمظ ابراہیم کو پور پور لہولہان کر گیا۔کیا اس سے بھی برا کچھ ہو سکتا تھا کہ اس کے باپ نے پندرہ کی اپنی بیٹی کی بولی لگادی تھی۔کاش یہ سننے سے پہلے وہ مرجاتی کوئی باپ اتنا سفاک کیسے ہو سکتا تھا۔

"شش۔۔۔شش رونا نہیں میری بلیک بیوٹی میں ہوں نہ بہت پیار سے رکھوں گا تمھیں۔۔۔۔تمھارا یہ دلکش وجود اف۔۔۔کا قدر حسین اور نازک سی ہو تم بلکل اپنے نام کر طرح۔۔"وہ بولتے ہوئے کچھ قریب ہوتا اس کے رخسار پر بہتے آنسو صاف کرنے لگا کہ لمظ نے مزید دیوار میں گھستی خود کو اس کی پہنچ سے دور کرنا چاہا جو ناممکن تھا۔

"ہاہاہا چڑیا پھڑ پھڑا رہی ہے۔۔"وہ اس کے سیاہ بالوں کو چھوتے ہوئے تمسخر اڑاتے بولا۔

"پلیز دور۔۔۔رہیں مجھ۔۔۔۔سے۔۔۔۔۔مجھے۔۔۔جانے دو۔۔"وہ ہچکیاں میں روتے اٹکتے لہجے میں بولی تھی۔

" دور کہاں اب تو صبح شام بس جابر خان کی گرفت میں رہنا ہے پھر پھڑ پھڑاتی رہنا جتنا چاہے ۔۔ہاہاہاہاہا۔۔۔" وہ کمینگی سے غلاظت بکتے وہاں سے نکل گیا۔اور پیچھے پھوٹ کر روتی اپنی قسمت پر ماتم کناں ہوئی تھی۔

❤❤❤❤❤

"بے لوکیشن یہاں اس جگہ پر شو ہو رہی ہے وہ یہی کہیں آس پاس ہی ہوں گی۔۔۔" یہ ایک جنگل تھا جہاں دور دور تک کسی زی روح کا نام و نشان تک نہ تھا۔۔ مونا نے آگاہ کیا تھا۔
"یہ تو شکر ہے باسل نے لمظ ابراہیم میں ٹریکنگ ڈیوائس فٹ کر دی ورنہ اسے ڈھونڈنا بہت مشکل ہو جاتا کیونکہ یہاں سگنلز بہت مشکل سے آ رہے تھے۔" مونا لمظ ابراہیم کی لوکیشن دیکھتے بولی تھی۔
" بازی تم لمظ گڑیا کو بچاؤ کے باقی سب میں سنبھال لوں گا۔۔۔ رے، مونا تم لوگوں کو اس پورے فام ہاؤس میں بم فٹ کرنے ہیں۔۔۔ آیان تم بازی کو کور کروں گے۔ از ڈیڈ کلیئر۔۔۔" سب نے اس کے پوچھنے پر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔
سب نے اپنے چہرے ماسک سے کور کیے اور اپنی سائلنٹ لگی پستول لیے احتیاط سے آگے بڑھے۔۔۔
کچھ ہی دیر میں وہ سب خاموشی سے رستہ صاف کرتے (جابر خان کے چمچوں کو اوپر پہنچاتے) اندر کی جانب بڑھے۔۔۔ عالم سیاہ آنکھوں میں لہو لیے اپنے مخصوص اوزار نے سب کو بڑے بے رحمی سے کاٹتا بچے آدمیوں کا خلق خشک کر گیا۔۔۔
جو بھی عالم راؤ پر گولی چلانے کی کوشش کرتا بازل شاہ اپنی مہارت سے اس کے سر کے بیچو بیچ گولی چلا کر اسے زندگی سے آزادی دے دیتا۔۔۔
تبھی وہ سب ان کی جانب بڑھنے کی بجائے اب بھاگ رہے تھے۔۔۔

"باسل تم اپنے ہدف کو پہنچو۔۔۔" عالم راؤ نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔ بلوٹوتھ کے ذریعے اس کی بات فوراً بازل شاہ تک پہنچی تھی۔۔۔

اس نے آیان کو اشارہ کیا وہ اثبات میں سر ہلاتی۔۔۔ بازل شاہ کے ساتھ لمظ ابراہیم کو تلاش کرنے لگا۔۔۔ ایک دو تین کتنے ہی کمرے وہ دیکھ چکے تھے پر وہ کہیں نہ ملی۔۔۔

بازل شاہ پاگل ہونے کے درپے تھا۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اس پورے فارم ہاؤس کو آگ میں جھونک دے۔۔۔

مونا ایک دروازے کے سامنے رکی اسے کھولنے کی تگ ودو میں تھی تبھی ایک آدمی اسے دیکھ کر گولی چلائی لیکن اس سے پہلے کے وہ گولی اسے لگتی نے آیان ملک اسے اپنے مظبوط حصار میں لیتے کمال پھرتی اس آدمی نے عین دل پر گولی چلائی اور وہ وہیں ڈھیر۔۔۔

مونا نے سانس روکے یہ سارا منظر دیکھا۔۔ پر شکر تھا وہ ٹھیک تھا

" ہیے گرین ٹی۔۔۔۔ بی کیئر فل بی بے بی۔۔۔" وہ پستول کی نال سے اس کے چہرے سے اونچی پونی سے نکلی بالوں کی لٹ ہٹاتے انداز دلکشی سے بولا۔۔۔

" یو ایان ملک۔۔۔ چیپ سائڈ۔۔۔۔ لوفر چھوڑو ابھی ورنہ دانت توڑ دوں گی۔۔۔" وہ دانت پیستے غصے سے غرائی۔۔

" آہ۔۔۔۔ گرین ٹی کیا تم نے یہ کام بھی شروع کر دیا ہے۔۔۔" وہ بنا اس کے غصے کی پرواکیے اس کی دراز پلکوں کو چھوا۔۔۔ مونا اس کے عمل پر لرز کر رہ گئی۔۔۔ دل یکبارگی سے دھڑکا۔۔۔

" چھوڑو مجھے زومبی کہیں کے۔۔۔" وہ اس کے کندھے پر مکے برساتی چلائی۔۔۔

ں تمھارا زومبی تم میری ویمپ ۔۔۔۔ واؤ نائس ساؤنڈ۔۔۔" اسے اپنی گرفت میں پھڑ پھڑاتا دیکھ محظوظ ہوتے سکون سے بولا۔۔۔ مونا نے اب کی بار پوری قوت سے اس کے شانے پر مکا رسید کیا۔۔۔۔ پر پتہ نہیں وہ ڈھیٹ کس مٹی کا بنا تھا۔۔

"چلو باقی کا حساب بعد میں پہلے ایک مجنوں کو اس کی لیلا سے ملنے میں مدد کرتے ہیں۔۔" وہ اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ملتوی کرتے اس سے دور ہوا اور وہ دانت پیستی اس کے پاس سے نکل گئی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

جابر خان اپنے روم میں بیٹھا ڈرنک کر رہا تھا تبھی اس کا خاص آدمی بھاگتا بنا ناک کیے اندر گھس آیا۔۔۔

"بوس۔۔۔۔ وو۔۔۔ وہ فام ہاؤس پر حملہ ہو گیا۔۔۔۔" اس نے ہانپتے ہوئے اطلاع دی۔۔۔ جو جابر خان کے سر پر بجی اور تلوں پر لگی۔۔

"کیا بکواس بک رہے ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔" وہ گلاس فرش پر ٹینچتے غصے سے دھڑا۔۔

"بوس وہ۔۔۔ جج۔۔۔۔ جے ایس ہے۔" اس نے تھوک نگلتے جواب دیا۔۔۔

جابر خان اپنی پستول نکالتا لمظ ابراہیم کے روم کی جانب بڑھا۔

جابر خان تیزی سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا جہاں لمظ ابراہیم کو رکھا گیا تھا۔۔۔

اس کے بگڑے تیور دیکھ کر وہ سہمی۔۔۔ باہر سے آتی مسلسل گولیوں اور شور کی آواز پر وہ شدید خوف زدہ تھی۔۔۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔" وہ اس کی نازک سی کلائی اپنے ہاتھ میں دبوچتے اپنے ساتھ کھینچنے لگا۔۔۔

" چھوڑو۔۔۔۔ مجھے ۔۔۔ ننن ہمارے نہیں تھ جانا مجھے۔۔۔ اپنے شاہ کے پاس جانا ہے۔۔۔" وہ بری طرح سے اس کی گرفت سے مچلتی روتے ہوئے چیخنے لگی پر وہ اسے گھسیٹتے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔۔۔

" پلیز چھوڑو مجھے۔۔۔۔ اللہ۔۔۔ میرے شاہ کو بھیج دیں۔۔۔" وہ روتے ہوئے مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔۔۔"

وہ پچھلے دروازے سے بھاگنے کا سوچ رہا تھا۔۔۔ پر جیسے ہی وہ دروازے سے نکلا بازل شاہ نے مکا اس کا جبڑا ہلا گیا۔۔۔

لمظ ابراہیم کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکل گیا وہ کراہ کر زمین بوس ہوا۔۔۔

لمظ ہراساں سی دو قدم اس سے دور ہوئی۔۔۔ لمظ کی بکھری حالت دیکھ وہ آگ بگولہ ہوتا جابر خان کی جانب بڑھا۔۔۔ اور اسے گریباں سے پکڑ کر اٹھاتے اپنے سامنے کیا۔۔۔

" تمھاری ہمت کیسے ہو۔۔۔۔۔" جیسے ہی بازل شاہ کی نظروں سے سامنے والے شخص پر غور کیا اس کے الفاظ جیسے منہ میں ہی ٹوٹ بکھر گئے۔۔۔ انکھوں ابل پڑیں۔۔۔ سانس جیسے بند ہونے کو تھا۔۔۔

دھندلے عکس صاف شفاف دیکھنے لگے۔۔۔ وہ مکروہنسی ہنستا دھندلا سا چہرہ صاف ہو گیا۔۔۔ دماغ جیسے پھٹنے کو آ گیا۔۔۔

اسے لگا جیسے اس کا پورا وجود مفلوج ہو گیا ہے۔۔۔۔اس بھیانک رات کا ایک ایک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگا۔۔۔

باذل شاہ کے گرفت ڈھیلی پڑتے وہ اسے دھکا دیتا وہاں سے بھاگا۔۔۔۔باذل شاہ کسی ہارے۔۔۔لٹے پٹے انسان کی مانند زمین پر گھٹنوں کے بل گرا۔۔۔ہر چیز جیسے ساکت ہو گئی۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے وہ پانچ سال کسی فلم کی طرح چلنے لگے۔۔۔

اس کی ننھی سی سنہری گڑیا۔۔۔اس کے آئڈیل ڈیڈ۔۔۔اس کی پیاری مما۔۔اس کا خوشیوں بھرا گھر کس طرح اس کی آنکھوں کے سامنے تباہ و برباد ہوا تھا۔۔۔اور وہ کچھ نہ کر پایا۔۔۔انکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ مظبوط وجود ریزہ ریزہ بکھرتا اندھے منہ زمین بوس ہو گیا۔۔۔

"لمظ ابراہیم جو کب سے بے حس و حرکت مورت بنی کھڑی تھی اس کی جانب بڑھی پر کب سے عصاب شکن اذیتیں کو برداشت کرتی نڈھال ہوتی چل نہ پائی اور اس اپنے حواس کھو بیٹھی۔۔۔

دونوں بکھرے تھے۔۔۔

فرق اتنا تھا۔۔

ایک کو اپنوں کی سفاکیت نے مارا۔۔۔

ایک کو بکھری ٹوٹی یادوں نے۔۔۔

دونوں سلگے تھے پل پل۔۔۔دونوں نے ہی آبلہ پائی کا سفر طویل تھا۔۔تو کیسے نہ اب زخم زخم ہوتے۔۔

♥♥♥♥♥

عالم راؤ مسلسل ایک گھنٹے سے ہوسپیٹل کے کوریڈور میں آئی سی یو کے باہر تنی رگوں کے ساتھ انتظار کر رہا تھا۔۔
مونا بھی دیوار کے ساتھ ٹکی نم آنکھوں سے آئی سی یو کے دروازے کو دیکھتی دعا گو تھی۔۔۔
آیان ملک بینچ پر بیٹھا گہرے سکوت میں تھا۔۔۔ وہ بازل شاہ کے لیے عالم راؤ کی محبت سے اچھے سے واقف تھا۔۔ وہ خود بھی اسے بہت محبت کرتا تھا۔ آنکھیں ضبط سے سرخ انگارہ ہو رہیں تھیں۔
لمظ ابراھیم بھی دواؤں کے زیر اثر غنودگی میں تھی۔۔۔
سٹریس کی وجہ سے ہواس کھو بیٹھی تھی تبھی وقت پر طبعی امداد سے اس کی طبیعت اب سٹیبل تھی۔۔۔
ٹینشن بازل کی تھی۔۔۔ جس کی حالت ناساز تھی۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ اس حال کو پہنچا تھا۔۔۔
قریباً دو گھنٹے بعد ریان ملک آئی سی یو سے باہر آیا۔۔۔
" ریان کیا ہوا ہے اسے وہ ٹھیک ہے نہ۔۔۔ " عالم راؤ نے بے صبری سے پوچھا۔۔ مونا اور ایان ملک بھی اس کی جانب آئے تھے۔۔۔
" بے بازی کا نروس بریک ڈاؤن ہوُا ہے۔۔۔ اگر اسے حوش نہیں آیا تو اگلے چوبیس گھنٹے وہ کومہ۔۔۔ وہ لڑکھڑاتے لہجے میں اس سے پہلے کے اپنی بات مکمل کرتا عالم راؤ نے اسے گردن سے

دبوچ کر دیوار کے ساتھ لگا دیا۔۔۔ گرفت اتنی سخت تھی کہ ریان ملک کو لگا اس کی گردن چیخ جائے گی۔۔۔ پر اس نے مزاحمت نہ کی۔۔

مونا بھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ ایان ملک نے اضطرابیت سے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں بینچھا۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔۔ بکواس مت کروں ریان ملک۔۔۔ مجھے میرا بازی ٹھیک چاہیے۔۔۔ ورنہ آگ لگا دوں گا تمھارے سمیت اس ہوسپیٹل کو۔۔۔۔ مجھے میرا بازی ٹھیک چاہیے سنا تم نے۔۔۔" وہ طیش سے چلاتا ایک جھٹکے میں اسے چھوڑتا اس سے دور ہوا۔۔۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

♥♥♥♥♥

کچھ گھنٹے پہلے۔۔۔

"جان آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔" وہ اسے تیار ہوتے دیکھ اس کی جانب آئی۔

"جانِ جہاں میں کچھ کام سے جا رہا ہوں آپ اپنا خیال رکھنا اور کھانا ٹائم سے کھانا ہے کوئی شرارت نہیں جان کی جانم۔۔" وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے دور ہوا تھا۔ وہ سرخ ہوئی تھی اس کے لمس پر۔

"جان میں لمظ آپی سے مل لوں۔۔" وہ اس کا بازو تھامے اس سے پوچھنے لگی۔

"ہاں میری جان آپ مل سکتی ہیں نہ سے پر ان کی طبیعت خراب ہے خیال رکھنا اور ستارہ گڑیا کے ساتھ مزہ کرنا باتیں کرنا رونا بلکل نہیں نہ ہی بالکنی میں جانا ہے اوکے میری جان۔۔" وہ اپنے الماری سے کچھ

ضروری سامان تلاش کرتا ساتھ ساتھ اسے سمجھا رہا تھا۔ جس پر وہ اچھے بچوں کی طرح اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔

اس کی اتنی فرمابرداری پر وہ متبسم ہوتا اس کی جانب آتا یکلخت اس کی ویسٹ پر ہاتھ رکھتا اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔ اس اچانک ہوتی افتاد پر وہ سانس روک کر رہ گئی۔

"جان۔۔۔" بوکھلا کر پکارہ گیا تھا۔

"جی جان کی جاناں۔۔۔" وہ اس کو مزید اپنے قریب کرتے مدھم سرگوشی میں بولا۔

"آپ۔۔۔ آپ کو جانا نہیں کیا۔۔" وہ اس کے سینے پر اپنے نازک سے ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کو شش کرتی لجاجت بھرے انداز میں بولی۔

عالم راؤ کی آنکھوں میں سرور سا بھرا تھا اس کامنی سی پری کی حیا پر۔

"آپ کہیں تو جاتا ہی نہیں آپ کا خادم جانم عاشق۔۔" وہ اس کے چہرے پر بکھری بالوں کی سنہری لٹیں ہٹاتے مخمور لہجے میں بولا۔۔۔

گاجری رنگ کا سٹائلش سالوز کرتا پہنے سفید رنگ کی ٹائٹس پہنے سنہری بالوں کی فرنچ ناٹ بنائے جس سے نکلتی کچھ آوارہ لٹیں اس کے سندر چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔ چہرہ کسی بھی آرائش سے پاک تھا پر سنہری آنکھوں پر لرزتی گھنیری مژگان جو حیا سے اس کی سنہری قاتل آنکھوں کو چھپائے ہوئے تھیں۔

چھوٹی سی سرخ ناک ، پھولے ہوئے نرم گال جن پر اس وقت سرخیاں چھائیں ہوئیں تھیں وہ بے ساخت اس کے گال پر جھکا اور اس ان پر اپنا نرمی سے دانت گاڑ گیا۔۔۔ جس پر وہ کراہ کر رہ گئی۔

"گندے جان۔۔" وہ غصے سے چلائی گئی۔۔عالم مسکراتے ہوئے اس کے اسی گال پر شدت سے لب رکھ گیا۔ جس پر وہ غصے سے لال ہوتی اپنے گال کو اپنی ہتھیلی سے رگڑ گئی مطلب اس کا لمس مٹایا گیا تھا ۔عالم راؤ نے آنکھیں چھوٹی کئے اپنی معصوم جان کو دیکھا جسے غصہ بھی ٹھیک سے کرنا نہ آتا تھا۔

"آہ۔۔۔۔ میرے معصوم دلبر آپ تو غصے میں مزید دلکش لگتی ہیں۔۔۔ کیا قتل کرنے کا ارادہ ہے اپنے جان کو جان کی جانم۔۔" وہ دلکشی سی اس پری پیکر کو نہارتے مجنوبانہ لہجے میں بولتا اسے مزید سرخ کر گیا۔

"نیچے ہوں دیو کہیں کے۔۔۔" وہ غصے سے اس پر حکم چلاتے بولی تھی۔ وہ اس کی بڑی ہائٹ پر ٹونٹ کرتی تحکم بھرے لہجے میں بولی وہ بمشکل اس کے سینے تک آتی تھی۔

"جو حکم میری ملکہ۔۔۔" وہ اس کے حکم پر سر خم کرتا جھکا تھا۔ جس پر وہ ایکدم سے اس پر جھپٹتی اس کے بائیں گال پر دانت گاڑ گئی۔۔۔ عالم راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا وہ ہیزل کی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اوپر کو اٹھا گیا۔۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے دانتوں سے تیز کاٹتی اپنا بدلہ لے رہی تھی جبکہ عالم راؤ کسی عزاز کے ساتھ اس میٹھے سے درد کو اپنے دل میں اتار رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہیزل کو اپنے منہ میں عالم راؤ کا خون گھلتا محسوس ہوا تو وہ فوراً سے دور ہوئی۔

"اب پتہ چلا آپ کو۔۔"وہ اسے گھورتے ہوئے بولی تھی۔عالم راؤ کو شرارت سوجی تھی۔
" آہ اللہ مجھے کتنا درد ہو رہا ہے۔۔"وہ اسے زمین پر اتارتا مصنوعی کراہتے ہوئے بولا تھا۔ہیزل کو ایکدم سے ندامت ہوئی تھی۔
"جج۔۔۔جان کیا بہت زور سے لگ گئی۔۔"پل میں اس کا لہجہ بھیگا تھا۔عالم راؤ نے مظلومیت سے اثبات میں سر ہلایا۔وہ اس کا ہاتھ تھامتے اسے صوفے پر بیٹھتے اس کی رخسار کو دیکھنے لگی جس پر سچ میں اس کے دانتوں کے نشانات گہرے تھے جن میں سے خون بھی رس رس تھا۔جیسے دیکھتے بل بل آنسو گرنے لگے تھے۔

" جان۔۔۔جان ایمسوری یی۔۔۔یہ کیا ہو۔۔۔گیا۔۔مم۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔۔ آپ کو بہت ۔۔دد۔۔۔درد ہو رہا ہو۔۔۔ گا نہ۔۔۔مم۔۔۔۔میں کیسے ہرٹ۔۔۔کر سکتی ہوں۔۔۔۔ آپ کو ۔۔۔ہاں۔۔۔۔میں۔۔۔۔دوالگاتی۔۔۔ہوں آپ۔۔۔۔ آپ کو۔۔۔درد۔۔۔ نہیں ہو گیا پھر۔۔۔"
وہ عالم راؤ کا زخم دیکھ پاگل سی ہو گئی تھی۔۔جو اس نے دیا تھا۔۔۔۔وہ تیزی سے دراز کھنگاتی اینمیٹ ڈھونڈتے عالم راؤ کو اپنی دیوانگی سے خیران کر گئی تھی وہ کب اس کی اتنی دیوانی ہوئی تھی۔۔۔کیا وہ بھی اسے چاہنے لگی تھی۔۔
یہ احساس خوش کن تھا پر اسے اپنے لیے روتا دیکھ عالم راؤ لگا جیسے کسی نے اس کے دل کو مٹھی میں دبوچ لیا ہو۔وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھے گیا۔وہ ائنمینٹ لیے اس کی جانب آئی تھی۔۔

"ابھی ابھی ٹھیک ۔۔۔۔ ہو جائے گا۔۔" وہ نرمی سے اس کے بیر ڈ بھرے گال پر دھیرے دھیرے مرہم لگاتے ہوئے بولتے ہوئے ساتھ ساتھ آنسو بھی بہا رہی تھی۔ وہ ایکدم سے اسے کھینچ کر اپنی گود میں گراتے اس کے دیوانے پن کو خود میں جزب کر گیا۔۔۔ ہیزل اچانک ہوتی افتاد پر مچلتی اس کے کندھوں کو دبوچ گئی ۔۔۔ ائنمیٹ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوئی تھی۔ پورے وجود میں جیسے سنسنی سی پھیل گئی تھی۔۔ وہ شدت سے اس کی بے اہنگ سانسوں کو خود میں جزب کرتا اس نازک سی پری کی دھڑکنوں میں طغیانی سی لے آیا۔ وہ مزاحمت نہیں کر رہی تھی آج۔۔ عالم راؤ نے اچھے سے محسوس کیا تھا۔۔ یہاں تک کہ ہیزل کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں تھی پر وہ تب بھی اس کے حصار میں بنا مزاحمت کے قید رہی۔ کچھ دیر بعد وہ خود ہی اسے آزادی دیتے اس کی شہ رگ پر نرم گرم سا بوسہ دیتے اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے اس کی بے اہنگ سانسوں میں سانسیں بھرنے لگا۔

"جانِ جہاں آپ کے دیے ہوئے زخم بھی بے حد عزیز ہیں جانِ عالم راؤ کو۔۔۔۔ آپ میرے بے حد قریب تھیں۔ مجھے تو بس آپ کے لمس سے مطلب تھا درد تو اس کہیں تھا ہی نہیں۔۔۔" وہ دیوانہ وار اس کے نقوش کو اپنے دل میں اتارتا مجنونانہ سرگوشیاں کرتے ہیزل کو حیرانی میں مبتلا کر گیا کیا کوئی ایسی محبت بھی کر سکتا تھا کسی سے۔۔۔ پر وہ تو جان سلطان راؤ تھا سب سے الگ سب سے جدا۔۔ اس انسان کا بیٹا جس نے محبت نہیں عبادت کی تھی اپنے محبوب کی۔ جس کی پرستش کے اگے پیار محبت عشق سب پھیکے پڑ گئے تھے۔۔۔ ہر جذبہ اس دل کے سلطان کے سامنے سر خم کر گیا تھا۔۔

وہ اس کے حصار میں لرزتی آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھے گئی کس قدر حسین تھا وہ شخص چہرے سے ہی نہیں دل سے بھی ہیزل کو اپنا آپ بہت چھوٹا سا لگا تھا۔

" آپ کیوں ہیں اتنے اچھے جان ۔۔ کیوں مجھے بے بس کر رہے ہیں ۔۔۔ کیوں جھکنے پر مجبور کر رہے ہیں ۔۔۔ کیوں چاہ رہے ہیں میں ہار جاؤں آپ کے سامنے ۔۔ کیوں چاہیے ہیں ہیزل کو آپ سے عشق ہو جائے گا جان ۔۔۔ "وہ آنکھوں میں نمی سجائے اس کی گریبان تھامتی دیوانہ وار چلائی تھی۔

"ششش ڈونٹ جانم عاشقی ۔۔۔ میں تو بس آپ کو محبت کہ اصول سکھانے چلا ہوں ۔۔۔ اپ تو بہت دور کا سفر طے کرنے لگی ہیں ۔۔۔ اتنی دور مت نکلیں میں نہیں چاہتا آپ کی نازک جان کسی مشکل میں آئے ۔۔۔ میرے بنائے دائرے میں قید رہیں بس ۔۔۔ میرے لمحوں کو سنوارنے کا اہتمام کرنے ۔۔۔ میرے اندر اپنی کمی کو بھرنے کا التماس کریں بس ۔۔۔ عشق نامی بلا کو میرے لیے چھوڑ دیں ۔۔۔" وہ اس کے آنسو اپنے لبوں پر چنتے آنکھوں میں دیوانگی و وارفتگی لیے مدھم لہجے میں نئ فرمائشیں کر گیا۔ وہ اس کے لمس پر سوکھے پتے کی مانند لرزتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔۔ با اتنی ہی ہمت تھی اس میں مزید وہ عالم راؤ کی دیوانگی سہنے کی ہمت وہ اپنے اندر ہمیشہ مفقود پاتی تھیں ۔۔

کوئی فلسفہ نہیں عشق کا

جہاں دل جھکے وہاں سر جھکا

وہیں ہاتھ جوڑ کے بیٹھ جا

نہ سوال کرنا جواب دے

♥♥♥♥♥

ریان، موناتم سب لوگ باذی کا خیال رکھنا مجھے کچھ ضروری کام سے جانا ہے۔ اور کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔۔" وہ سب کو خاص تنبیہ کرتے وہاں سے نکل گیا...

کچھ ہی دیر میں وہ اپنی منزل کے سامنے کھڑا تھا پر ہمیشہ کی طرح ہر بار اس کے وجود میں جان جیسے ناپید ہو گئی تھی یہاں پہنچتے ہی وہ بمشکل اپنی سرخ ہوتی جلتی آنکھوں کو مسلتے ہمت جھٹاتا اس روم کی جانب بڑھا جہاں جانا اس کے لیے ایسا تھا جیسے کوئی جیسے کسی انسان کو پور پور ادھیڑ کر لہولہان کر کے اس کے زخموں پر نمک پاشی کی جائے۔

وہ ہمت جھٹاتے دھیرے سے دروازہ کھولتے اندر آیا تھا۔۔

سامنے ہی وہ دیوانہ سا شخص پورے بیڈ پر اپنے عشق کی تصویریں پھلائے ایک تصویر کو اپنے سینے سے لگائے آنکھوں موندے پڑھا تھا۔

وہ اپنے مردہ ہوتے قدموں کو حرکت دیتے ان کے قریب آیا تھا۔۔ ایک وقت تھا جب اس شخص کے یونانی دیوتاوں سے حسن سے ہر کوئی مہبوت سا ہو جاتا تھا با ایک حادثہ نے اس شخص کا سب کچھ چھین لیا تھا۔۔ اس کا بے پناہ عشق ۔۔ اس کا حسن اس کی جوانی وہ غرور۔۔ یہاں تک کہ حواس بھی چھن گئے تھے ۔۔ وہ سب کچھ بھول گئے تھے بس یاد تھا تو اپنا عشق اپنا دیوانہ پن ۔۔ وہ عمر سے زیادہ بوڑھے لگنے لگے تھے۔ پچاس سال وہ شخص عالم راؤ کی زندگی کا سب سے تکلیف دہ باب تھا

۔۔۔وہ آہستہ سے ان کے قدموں میں بیٹھا تھا۔۔۔ان کے پیروں پر محبت سے ہاتھ پھیرتے وہ ان کے قدموں میں جھکا اور ان کے پیروں پر لب رکھ گیا کئیں آنسو اس کی کرسٹل گرے آنکھوں سے نکل کر اس کے پیروں کو تر کر گئے جس پر اس ساکت پڑے وجود میں حرکت آئی اور وہ ایکدم سے اٹھ بیٹھے۔۔۔

"تم آگے۔۔۔ کیا اسے لے کر آئے تم۔۔۔ کیا وہ آئی تمھارے ساتھ۔۔۔ تم لے آئے اسے۔۔"وہ آنکھوں میں چمک لیے اس سے ہمیشہ کی پوچھی بات پوچھنے لگے۔۔عالم راؤ کا ضبط جواب دے جاتا تھا اس سوال پر ہمیشہ۔۔اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔پر وہ خود کو سنبھالتا نفی میں سر ہلا گیا۔جس پر وہ معیوس ہوتے تصویر کو اپنے سینے سے لگاتے رخ موڑ گئے۔۔

"پر پرامس بہت جلد آپ کے جینے کی وجہ آپ کے پاس ہو گی بڑی۔۔"وہ ان وہ چہرہ ہاتھوں میں لیے اسے پھر سے بولا ہوا جملہ دہرا گیا۔

"تم ہمیشہ ایسا ہی کہتے ہو ہر کبھی اسے لے کر نہیں آتے۔۔۔ تمھارے سارے پرامس جھوٹے ہیں ۔۔میں خود ڈھونڈوں گا اسے پھر لے جاؤں گا اسے سب سے دور کسی کو بھی اپنی جانم عاشقی کو دیکھنے نہیں دوں گا۔۔۔ تمھیں تو بلکل نہیں۔۔" وہ غصے سے اسے خود سے دور دھکیلتے ہوئے بولے تھے۔

عالم راؤ تڑپ اٹھا تھا ان کا تکلیف پر۔

"نہیں میں پرامس کرتا ہوں بہت جلد ڈھونڈ لوں گا۔۔۔ آپ کا عالم ڈھونڈ لائے گا آپ کے جینے کی وجہ کو۔۔۔" وہ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں سے لیتے بار بار اس پر بوسے دیتا ایک بار پھر سے انھیں امید کی ڈور تھما گیا۔۔

"ٹھیک ہے پر جلدی لے آنا دیکھو میرے سارے کپڑے گندے ہو گئے ہیں۔۔۔ ساری چیزیں بکھری پڑی ہیں اسے احساس ہی نہیں کہ آجائے۔۔۔ اور وہ جانتی بھی ہے کہ مجھے بس اس کے ہاتھ کا کھانا پسند ہے پھر بھی کہیں روٹھ کر بیٹھ گئی ہے کوئی ایسا کرتا ہے بھلا۔۔۔ آفس بھی جانا ہوتا ہے روز دیر ہو جاتیں ہے پھر جا نہیں پاتا میں ۔۔۔اور میری ٹائی بھی تو وہی باندتی ہے ۔۔۔اسے سمجھنا چاہیے ۔۔۔ بلکل محبت نہیں کرتی مجھ سے ۔۔۔" وہ تصویر کو دیکھتے چہرے پر خفگی سجائے نروٹھے پن سے بولتے عالم راؤ کو جیسے کانٹوں پر گھسیٹ گئے تھے۔

"نہیں ایسا نہیں ہے بہت محبت کرتی ہیں وہ آپ سے۔۔ دنیا میں سب سے زیادہ محبت ہے انھوں آپ سے۔۔۔اپ تو زندگی ہیں ان کی۔۔" وہ جیسے جیسے بول رہا تھا ان کے چہرے کی چمک واپس آ رہی تھی

۔

"تم سچ کہہ رہے ہو نہ۔۔" وہ مسکراتی آنکھوں سے بولا۔

" بلکل سچ کیا آپ کا عالم جھوٹ بول سکتا ہے آپ سے۔اب آپ شبیر چچا کو بلکل تنگ نہیں کریں گے ٹائم پر کھانا کھائے گے اور دوا بھی لیں گے ورنہ اگر وہ آئیں گی اور آپ کی ایسی حالت دیکھیں گی تو کتنا ناراض ہوں گی آپ سے۔۔۔" وہ انھیں اپنے لفظوں کے جال میں الجھاتا اپنی باتیں منوانا چاہ رہا تھا۔

"ہاں میں سب کروں گا۔۔اگر وہ مجھے ایسے دیکھے گی تو کیا سوچے گی میرے بارے میں یہ کتنی پیاری ہے میں تو زدہ اچھا نہیں لگو گا اس کے ساتھ ایسے۔۔" وہ اس کی تصویر عالم راؤ کے سامنے کرتے متفکر لہجے میں بولے۔عالم راؤ نے بمشکل خود پر ضبط کیا تھا۔وہ انھیں اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا تھا پر وہ اس گھر کو چھوڑنے پر راضی ہی نہ تھے ایک بار جب اس نے انھیں لے جانے کی کوشش کی تھی تو وہ اپے سے باہر ہوگئے تھے خود کو بھی بہت نقصان پہچایا تھا۔۔ڈاکٹر نے عالم راؤ سے کہا تھا کہ اس گھر کے ساتھ ان کی زندگی جڑی تھی اگر وہ اس گھر سے دور ہوئے تھے تو شاید وہ جی نہیں پاتے۔

تبھی اس نے دوبارہ یہ کوشش نہیں کی تھی۔۔

تبھی ڈورناک ہوا تھا شبیر چچا کھانے کا ٹرے لیے اندر آئے تھے۔

" چلیں آج اپنے عالم کے ہاتھ سے کھانا کھائیں۔۔" وہ سوپ کا چمچ بھرتے ان کی جانب بڑھاتے بولا۔وہ بھی سکون سے تصویر سے باتیں کرتے سوپ پینے لگے۔۔۔عالم راؤ کی آنکھوں سے آنسو لہو کی مانند بہتے دل گرفتگی سے آنکھیں یہ منظر دیکھ رہیں تھیں۔

وفا کے قید خانوں میں
سزائیں کب بدلتی ہیں

بدلتا دل کا موسم ہے
ہوائیں کب بدلتی ہیں
لبادہ اوڑھ کے غم کا
نکل جاتے ہیں صحرا کو

جواب آئے کہ نہ آئے،
صدائیں کب بدلتی ہیں
سروں پر دھوپ ہے غم کی

دلوں میں وحشتیں کتنی،
ہمارے دل کے صحرا کی

فضائیں کب بدلتی ہیں،
میری ساری دعائیں تم سے ہی
منسوب ہیں جاناں
محبت ہو اگر سچی
دعائیں کب بدلتی ہیں

کوئی پا کر نبھاتا ہے،
کوئی کھو کر نبھاتا ہے
نئے انداز ہوتے ہیں
وفائیں کب بدلتی ہیں

"چلیں اب یہ میڈیسن لیں اور آج واک بھی آپ کو میرے ساتھ کرنی ہے۔۔" وہ کھانے کی ٹرے سائڈ پر رکھتے انھیں میڈیسن دینے لگا جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئے۔

"نہیں ابھی نہیں کھانی مجھے یہ پھر نیند آ جائے گی ابھی مجھے اپنی ملکہ سے بہت ساری باتیں کرنی ہے تم جاؤ مجھے واک نہیں کرنی۔۔" وہ بیگانگی سے بولتے رخ موڑ کر تصویر سے باتوں میں مگن ہو گئے۔۔عالم راؤ نے بمشکل اپنے نیر ضبط کیے جو پھر سے آنکھوں سے چھلکنے کو بے تاب تھے۔

"ٹھیک ہے پھر آپ میڈیسن یاد سے کھائیں گے اوکے۔۔" وہ انھیں جاتے ہوئے ناراض کرنا نہیں چاہتا تھا۔تبھی مسکرا کر نرمی سے بولا تھا۔جا پر وہ بنا اس کی بات پر توجہ دیے اپنے آپ میں مشغول رہے۔

"وہ خود دوسری جانب سے گھوم کر ان کی جانب آیا اور محبت سے ان کی پیشانی چومتے اس کے دونوں ہاتھ کو چومتے ان کا نورانی چہرہ اپنی آنکھوں میں سموئے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔عالم راؤ کے نکلتے ہی انھوں نے سر اٹھا کر دروازے کی جانب ایک نظر دیکھا اور تصویر کو سینے سے لگائے آنکھیں موند گئے

۔

عشق کا روگ تو ورثے میں ملا تھا مجھ کو

دل دھڑکتا ہوا سینے میں ملا تھا مجھ کو

ہاں یہ کافر اسی حجرے میں ملا تھا مجھ کو

ایک مومن جہاں سجدے میں ملا تھا مجھ کو

اس کو بھی میری طرح اپنی وفا پر تھا یقیں

وہ بھی شاید اسی دھوکے میں ملا تھا مجھ کو
اس نے ہی بزم کے آداب سکھائے تھے مجھے
وہ جو اک شخص اکیلے میں ملا تھا مجھ کو
منزل ہوش پہ اک میں ہی نہیں تھا تنہا
یاں تو ہر شخص ہی نشے میں ملا تھا مجھ کو
یہ بھی اک عیب تھا میری ہی نظر کا شاید
روز کچھ فرق سا چہرے میں ملا تھا مجھ کو
ایسے حالات میں کیا اس سے گلا کرتا میں
رات سورج بھی اندھیرے میں ملا تھا مجھ کو
میں اگر ڈوب نہ جاتا تو وہاں کیا کرتا
اک سمندر تھا جو قطرے میں ملا تھا مجھ کو
روح کی پیاس بجھانا کوئی آسان نہ تھا
صاف پانی بڑے گہرے میں ملا تھا مجھ کو
سچ تو یہ ہے کہ یہاں کوئی بھی منزل ہی نہ تھی
وہ بھی رستہ تھا جو رستے میں ملا تھا مجھ کو

نے تمھارے لیے بہت پیاری پیاری پینٹنگ بنائی ہیں پر کوئی بھی تم جیسی نہیں بنا پایا
تمھیں کاغذ پر اتارنا کہاں ممکن ہے کتنی پیاری ہو تم پر میں نے کوشش کی ہے۔۔" وہ اپنی ملکہ سے باتوں میں مگن اپنی ہی دنیا بسائے بیٹھے تھے۔

عالم راؤ جیسے ہی حرم محل سے نکلا کال پر دوسری جانب سے ملتی خبر پر وہ جھنجھلا اٹھا وہ اپنی منزل کی جانب ریش ڈرائیو کرتا بڑھا۔

♥♥♥♥♥

پہلے ایک لمحہ کی زنجیر سے باندھ کر مجھ کو۔۔۔

اور پھر وقت کی رفتار بڑھادی اس نے۔۔۔۔۔۔۔

اندھیری رات میں جنگل میں وہ مسلسل ننگے پاؤں باگ رہی تھی۔۔۔پاؤں بری طرح سے زخمی ہوچکے تھے۔۔۔پورے وجود میں جیسے سویاں چب رہیں تھیں۔۔۔دل جیسے اس کا پور پور کسی پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا۔

پر پھر بھی وہ اندھادھن باگ رہی تھی۔۔۔اسے بس اس ویرانوں سے نکلنا تھا۔۔۔

تبھی اسے ایک طرف روشنی دیکھائی دی۔۔۔اور اس روشنی میں ایک خوبصورت سا سنہری آنکھوں والا قریباً پندرہ سال کا لڑکا جو اس کی جانب دیکھ کر آنسو بہارہا تھا۔۔وہ آنکھوں میں خیرانی لیے اس کی سماعت بھاگئی پر وہ فاصلہ تھا کہ تمام ہونے کو آہی نہیں رہا تھا۔

وہ تیزی سے اس کی جانب بھاگی۔۔۔بنا اپنے درد کی پرواکیے۔۔۔پر فاصلہ جیسے صدیوں پر محیط ہو گیا تھا۔۔۔وہ مزید زخمی ہو رہی تھی اس تگ ودو میں۔پر وہ ہار ماننا نہیں چاہتی تھی۔

وہ اس کے قریب ہی پہنچ گئی تھی وہ خوش ہوئی تھی۔کہ اس نے اپنی منزل پالی۔

کہ اچانک وہ سارا منظر ہی بدل گیا اور وہ ایک تپتے صحرا میں بدل گیا۔۔۔

وہ پھر سے بٹکنے لگی پر اس بار اسے شدت سے بھوک پیاس کا احساس بھی ہونے لگا۔۔۔بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔اسے لگا اب وہ مر جائے گی۔وہ ہار ماننے والی تھی کہ۔۔ تبھی اس کی نظر اٹھی اور کچھ فاصلے پر اسے پھر سے وہی وجود نظر آیا پر اس بار وہ پہلے سے بہت الگ تھا۔۔سفید لباس پہنے وہ اس کی جانب آنکھوں میں کرب لیے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ بمشکل قدم اس کی جانب بڑھانے لگی پر ہر قدم پر وہ مزید اس سے دور چلا جاتا۔۔۔

وہ اپنی بے بسی پر آنسو بہنے لگی۔۔۔۔وہ گھٹنوں کے بل زمین بوس ہوئی۔۔۔اور زارو قطار رونے لگی۔۔۔دھاڑے مار مار کر اسے لگا اس کا سارا سفر اس کی ساری اذیتیں اٹھانا بے جا گیا۔

معاً اسے اپنے گال پر کسی کا لمس محسوس ہوا۔۔۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ اس کے قریب بیٹھا اس کے آنسو اپنے پوروں پر چن رہا تھا۔۔۔

وہ مسکرا اٹھی کہ وہ اس کے قریب تھا تھکن زدہ چہرے پر پھول کھل اٹھے۔۔۔ پر جیسے ہی اس نے اسے چھونے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور وہ پھر سے اسے بہت دور دیکھائی دیا۔۔۔ اور پھر اچانک سے غائب ہو گیا۔۔۔

"ساحل۔۔۔۔" وہ چیخ مارتی نیند سے بیدار ہوئی۔۔۔

پورا وجود پسینے سے شرابور تھا دل بری طرح سے لرز رہا تھا۔۔۔ وہ شاید اب بھی اس خواب کے زیر اثر تھی۔۔۔

سانیس کچھ ہموار ہوئیں تو آنکھوں کے سامنے ہوش کھونے سے پہلے کا منظر لہرایا۔۔۔

جب وہ نقاب پوش اس کے سامنے بے ہوش ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کا ساحل ہی تھا۔ اس کی زندگی تھا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اسے بے جان ہو کر گرتا دیکھا تھا لمظ ابراہیم نے وہ آنکھوں میں نیر لیے خود کی پروا کیے باگی تھی جسم میں جان مفلوج تھی پر وہ کسی بھی طرح بس اپنے ساحل تک پہنچنا چاہتی تھی۔

پہلے ایک لمحہ کی زنجیر سے باندھ کر مجھ کو۔۔۔

اور پھر وقت کی رفتار بڑھادی اس نے۔۔۔۔۔۔۔

اندھیری رات میں جنگل میں وہ مسلسل ننگے پاؤں باگ رہی تھی۔۔۔ پاؤں بری طرح سے زخمی ہو چکے تھے۔۔۔ پورے وجود میں جیسے سویاں چب رہیں تھیں۔۔۔

پر پھر بھی وہ اندھا دھن باگ رہی تھی۔۔۔

تبھی اسے ایک طرف روشنی دیکھائی دی۔۔۔اور اس روشنی میں ایک خوبصورت سا سنہری آنکھوں والا قریباً پندرہ سال کا لڑکا جو اس کی جانب دیکھ کر آنسو بہا رہا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے اس کی جانب بھاگی۔۔۔بنا اپنے درد کی پروا کیے۔۔۔پر فاصلہ جیسے صدیوں پر محیط ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اس کے قریب ہی پہنچ گئی تھی کہ اچانک وہ سارا منظر ہی بدل گیا اور وہ ایک تپتے صحرا میں بدل گیا۔۔۔

وہ پھر سے بھٹکنے لگی پر اس بار اسے شدت سے بھوک پیاس کا احساس بھی ہونے لگا۔۔۔بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔۔اسے لگا اب وہ مر جائے گئ۔۔۔ تبھی اس کی نظر اٹھی اور کچھ فاصلے پر اسے پھر سے وہی وجود نظر آیا پر اس بار وہ پہلے سے بہت الگ تھا۔۔۔سفید لباس پہنے وہ اس کی جانب آنکھوں میں کرب لیے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ بمشکل قدم اس کی جانب بڑھانے لگی پر ہر قدم پر وہ مزید اس سے دور چلا جاتا۔۔۔

وہ اپنی بے بسی پر آنسو بہنے لگی۔۔۔۔وہ گھٹنوں کے بل زمین بوس ہوئی۔۔۔اور زاروقطار رونے لگی۔۔۔ معاً اسے اپنے گال پر کسی کا لمس محسوس ہوا۔۔۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ اس کے قریب بیٹھا اس کے آنسو اپنے پوروں پر چن رہا تھا۔۔۔

وہ مسکرا اٹھا کہ وہ اس کے قریب تھا تھکن زدہ چہرے پر پھول کھل اٹھے۔۔۔ پر جیسے ہی اس نے اسے چھونے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور وہ پھر سے اسے بہت دور دیکھائی دیا۔۔۔ اور پھر اچانک سے غائب ہو گیا۔۔۔۔

"ساحل۔۔۔۔" وہ چیخ مارتی نیند سے بیدار ہوئی۔۔۔

پورا وجود پسینے سے شرابور تھا دل بری طرح سے لرز رہا تھا۔۔۔ وہ شاید اب بھی اس خواب کے زیر اثر تھی۔۔۔

سانیس کچھ ہموار ہوئیں تو آنکھوں کے سامنے ہوش کھونے سے پہلے کا منظر لہرایا۔۔۔

جب وہ نقاب پوش اس کے سامنے بے ہوش ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کا ساحل ہی تھا... وہ گرا تھا۔۔۔

کہیں انھوں کچھ۔۔۔۔۔ وہ اس سے زیادہ نہیں سوچ پائی۔

"نن۔۔۔ نہیں وہ ٹھیک۔۔۔۔ ہوں گے۔۔۔۔ انھیں کچھ نہیں ہو گا۔۔" وہ بیڈ سے اٹھتی۔۔۔ روم سے باہر کی جانب بڑھی۔۔۔ اور ننگے پاؤں کوریڈور میں چلتی جارہی تھی۔

"میم یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔" نرس جو لمظ ابراہیم کے چک اپ کے لیے آرہی تھی۔ لمظ ابراہیم کو کوریڈور میں دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی جانب آتے ہوئے بولی۔

پلیز مجھے میرے شاہ کے پاس جانا ہے پلیز مجھے لیں جائیں ان کے پاس۔۔" وہ روتے ہوئے گھڑ گھڑائی تھی۔ نرس نے ترنم بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔

"پلیز مجھے میرے شاہ کے پاس جانا ہے پلیز مجھے لیں جائیں ان کے پاس۔۔"وہ روتے ہوئے گھڑ گھڑائی تھی۔نرس نے ترنم بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ اسے لیے آئی سی یو کی جانب آئی۔۔ مونا نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا تھا۔دوسرے ہی پل وہ رخ موڑ گئی جبکہ آیان ملک کچھ پل مہبوت ہوا تھا لمظ ابراہیم کا دیکھ۔۔۔ہاسپٹل کے لائٹ پنک کلر کا ڈریس پہنے دراز سیاہ بکھرے بے ترتیب سے بال سیاہ آنکھوں میں بکھری درد کی کرچیاں بکھیریں ہوئیں تھیں سفید برف سی رنگت میں زردیاں گھولیں ہوئیں تھیں وہ اسے کوئی خلائی مخلوق ہی لگی تھی ۔دوسرے ہی پل وہ اختزام سے نظریں جھکا گیا۔ریان ملک اس کی جانب آیا تھا۔

"بھابھی آپ یہاں کیوں آگئی ہیں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔"وہ متفکر نظر آیا شاید بازل شاہ کی وجہ سے۔

"بھائی مجھے میرے شاہ کے پاس جانا ہے پلیز۔۔۔"وہ بے بسی سے کہتی پھوٹ کر رو دی۔وہ لب بھینچ گیا۔

"نہیں مل سکتی تم اس سے نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے اس کا۔۔۔اور اگر کچھ ہی دیر میں اسے ہوش نہیں آیا تو وہ کومہ چلا جائے گا۔۔۔"وہ بے تاثر نظروں سے اس کے مرجائے ہوئے چہرے کو دیکھتی سفاکی سے بولی۔۔۔شاید وہ اس سب کا زمہ دار لمظ ابرھیم کو ہی سمجھ رہی تھی۔۔

لمظ ابراہیم کو اپنے ارد گرد دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں تت۔۔۔ تم جھوٹ بول رہی ہو ایسا نہیں ہو۔۔۔ سکتا میرے شاہ مم۔۔۔۔ مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔۔۔ تم جھوٹی ہو۔۔۔ تم جھوٹی ہو تم۔۔۔ میرا اللہ میرا ساتھ ایسا نہیں کر سکتا وہ مجھ سے میری زندگی نہیں چھین سکتے۔۔۔۔ تم جھوٹی ہو۔۔"

وہ ہزیاتی ہوتی چلائی۔۔۔ ریان ملک اور ایان ملک کو ترس آیا تھا اس معصوم پر۔

"شٹ اپ مونا۔۔" ریان ملک نے اسے چپ کروانا چاہا پر وہ آج لمظ ابراہیم کی سانسیں چھین کر ہی ماننے والی تھی شاید۔

"یہ سچ ہے۔۔۔ یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے تم ہو اس سب کی وجہ۔۔۔ عذاب کی طرف نازل ہو گئی ہو تم ہم سب پر۔۔۔ دفع ہو جاؤ جان چھوڑ دو اس کی اب۔۔" مونا جو کب سے ضبط کیے بیٹھی تھی کای کی بھی نہ سنتے غصے سے پھٹتی لمظ ابراہیم کی جیسے جان نکال گئی۔۔۔

"مونا سٹاپ اٹ اس میں بھابھی کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔" ریان ملک غصے سے اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولا تھا۔ آیان ملک نے لب بھینچتے رخ موڑا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا ایک لگائے مونا کے اور اسے ہوش دلائے۔

"اسی کا قصور ہے سارا یہ ہے ہی منحوص۔۔۔" اس کے پہلے کہ وہ مزید زہر لمظ ابراہیم پر اگلتی ایک زوردار تھپڑ نے اس کی آواز کا گلا گھونٹا تھا۔ تھپڑ کی شدت سے مونا کو اپنا دماغ سنسناتا ہوا محسوس ہوا۔

"دفع ہو جانا مونا یہاں سے ابھی کہ ابھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ تم میرا غضب دیکھو۔" عالم راؤ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ مونا نے بے یقینی سے عالم راؤ کی جانب دیکھا تھا آج تک اس نے اس پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔لمظ ابراہیم جس میں مزید ہمت نہ تھی پے در پے عصاب شکن جھٹکے سہنے کی اپنا سر تھامتی اس سے پہلے کہ گرتی عالم راؤ نے اسے تھاما تھا۔

"ہہے گڑیا۔۔۔ آنکھیں کھولو بیٹا۔۔" وہ لمظ ابراہیم کے گال تھپتھپاتے نرم لہجے میں بولا تھا۔پر وہ ہوش میں ہوتی تو سنتی نہ۔

"وہ اسے اٹھائے تیزی سے واپس اس کے روم میں لیے بڑھا تھا۔۔۔ڈاکٹر تیزی سے اس کی جانب آئی تھی۔۔عالم راؤ نے شدید اذیت سے اپنی پیشانی مسلی۔۔وہ پہلے ہی بازل شاہ کی وجہ سے شدید اذیت میں مبتلا تھا اس پر لمظ ابراہیم کی خراب حالت اسے بری طرح تھکا رہی تھی۔

"بے بازل کو ہوش آگیا ہے۔۔" وہ آنکھیں موندے دیوار سے سر ٹکائے بیٹھا تھا جب ریان ملک نے مسکراتا ہوئے اسے خبر سنائی۔عالم راؤ کے بے جان وجود میں جیسے جان سی بھر گئی۔

" آئی سیوئر بازی آج کے بعد اگر تم نے ایسا کچھ کیا تو بہت پٹے گا تو میرے ہاتھوں۔۔" عالم راؤ نے دھمکی دیتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔۔ تو وہ نڈھال سا مسکرا دیا۔۔

"ہاں بے ایک بار اسے ٹھیک تو ہو لینے دو اب کی بار ہم پنچنگ بیگ کی جگہ اسے لٹکائیں گے۔۔۔ پھر دیکھنا کیسے سیدھا ہوتا ہے یہ کمینا۔۔" ریان ملک نے اپنی ہی ہانکی تھی عالم راؤ نفی میں سر ہلا گیا۔

"برواب آپ جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ یار میرے آتے ہی آپ بستر سے لگ گئے ڈیٹس ناٹ فیئر۔۔" آیان ملک بازل شاہ کے نڈھال سے وجود کو دیکھتے آخر میں نروٹھے پن سے بولتا بازل شاہ کو متبسم کر گیا ۔

"لمظ۔۔۔لمظ کہاں ہے جان۔۔۔" اپنی زندگی کو کہیں نہ پاتے وہ لہجے میں دنیا جہاں کی بے صبری اور فکر لیے بولا تھا۔اس کے سوال پر سب کو چپھی لگی تھی۔

"وہ ٹھیک ہے بازی میں نے اسے گھر بجھوا دیا ہے یہاں بے آرام ہوتی وہ" عالم راؤ نے بات سنبھالی پر وہ متمین کہاں ہوا تھا ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ تکلیف میں ہوتا اور لمظ ابراہیم سکون سے گھر جاتی۔

"ہمم مجھے گھر جانا ہے۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

"بٹ بازل ابھی تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔" ریان ملک متفکر سا گویا ہوا۔۔

" آئی سے مجھے گھر جانا ہے جان ابھی کے ابھی۔۔" وہ ضدی انداز میں بولا تھا۔عالم راؤ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے چلتے ہیں تم ہائپر نہیں ہو ابھی تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔" عالم راؤ اسے کام کرتے بولا تھا ۔۔

"ریان تم ساری فامیلٹیز پوری کرو، آیان گاڑی نکالو۔۔میں بازی کو لے کر آتا ہوں۔۔" وہ ریان ملک کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے گویا ہوا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکل گیا جبکہ آیان ملک بھی اس کی بات پر عمل کرتے وہاں سے نکل گیا۔

" جان لمظ ٹھیک تو ہیں نہ اور ہیزی گڑیا تو کچھ نہیں بتایا نہ تم نے۔۔۔" وہ فکر مندی سے بولا۔ یہ دونازک جان سی ہستیاں اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھیں۔

"سب ٹھیک ہے بازی اور ہیزل کو بھی میں نے کچھ نہیں بتایا ڈونٹ وری۔" عالم راؤ کے کہنے پر وہ کچھ پر سکون ہوا۔

وہ لوگ گھر کے لیے نکلے تھے۔

♥♥♥♥♥

آدھی رات ہو گئی تھی پر نہ تو بازل شاہ گھر آیا تھا لمظ کو لے کر نہ عالم راؤ گھر آیا۔۔۔ہیزل نے اور ستارہ نے سب کے انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔ہیزل تو رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی۔ماریہ اور جینی نے بھی بہت کوشش کی کہ وہ دونوں کچھ کھا لیں پر ہیزل کے نہ کھانے پر ستارہ بھی کچھ نہیں کھا رہی تھیں۔پر ماریہ نے زبردستی ایک ایک گلاس بروانی شیک ہاٹ چاکلیٹ ڈال کر دیا تھا ساتھ تھوڑا سا کورن فلیکس بھی کھلایا تھا۔۔۔۔ٹینشن انھیں بھی ہو رہی تھی کیونکہ ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ ماریہ نے ستارہ کو روم میں بھیج دیا تھا ہیزل کو بھی سمجھا بجھا کر اس کے روم میں بھیجا تھا کہ وہ دونوں سو جائیں پر نیند کسی ایک کو بھی نہیں آرہی تھی۔۔

ہیزل کی تو اب حالت حراب ہونے لگی تھی۔خالی کمرے سے بھی اسے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔دلِ بے قرار کو کہیں پل چین محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

وہ بیڈ سے اترتی واڈروب کی جانب گئی۔۔۔اور اسے کھول کے عالم راؤ کے کپڑے دیکھنے لگی۔۔۔کتنا جان لیوا لگتا تھا وہ ہر ڈریسنگ میں۔۔۔۔وہ اسے بتا نہیں پائی تھی کہ وہ اسے بہت پیارا لگنے لگا تھا۔۔۔۔ خاص کر کے اس کی کرسٹل جیسی چمکتی گرے آنکھیں،،، پھر اس کا خیال رکھنا اسے کتنا اچھا لگنے لگا تھا کچھ ہی دنوں میں اسے بہت عزیز ہو گیا تھا۔

وہ ایک ایک ڈریس کو اپنی انگلی کے پوروں سے چھوتی جیسے ان میں عالم راؤ کو تلاش کر رہی تھی۔۔۔

وہ اسے بے حد یاد آرہا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں شبنمی قطرے چمکنے لگے۔۔۔وہ روم کا گلاس وال پورا کھول گئی تھی۔۔۔وہ بالکونی میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی پر پھر جان کی وارننگ یاد کرتے وہ بنا گلاس وال بند کئے بیڈ کی جانب آئی۔

" بھیو، جان پلیز کم بیک۔۔۔۔ آئی مس یو ویری بیڈلی۔۔۔ آپ دونوں جلدی آجائیں پلیز۔۔۔۔"وہ بیڈ پر اندھے منہ گرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

تبھی گلاس وال کھلا ہونے کی وجہ سے باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی تھی۔۔۔وہ تیزی سے اپنا دوپٹہ اٹھتے روم سے باہر بھاگی تھی۔ تیزی سے سیڑھیاں اتری وہ عالم راؤ کو غصہ تو بہت آیا پر وہ ضبط کر گیا۔

"ارے میری گڑیا آرام سے۔۔" بازل شاہ اس کے اس طرح سے بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اترتے دیکھ بکھلایا تھا۔

" بھیو آپ کہاں تھے میں کتنی پریشان ہو رہی تھی۔۔۔۔ جان بھی نہیں تھا مجھے بہت رونا آرہا تھا۔۔" وہ روتے ہوئے بولتی بازل شاہ کے ساتھ ساتھ عالم راؤ کا دل کو بھی تکلیف میں مبتلا کر گئی۔

"شش بھیو کی پرنسس رونا نہیں ہم آگئے ہیں۔۔ بااب جلدی سے مسکرا کر دیکھو اپنے بھیو کو۔۔" وہ اس کے آنسو صاف کرتے محبت سے بولا تھا جس پر وہ رونا چھوڑ کر نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔ عالم راؤ نے اس دھوپ چھاؤں سے منظر کو اپنے دل میں اتارا تھا۔۔

" یہ ہوئی نہ بات چلیں اب آپ جا کر آرام کریں ورنہ آپ کے شوہر محترم ہمارے ملنے پر کرفیو لگا دیں گے کیونکہ اس وقت وہ شدید جل بھن رہے ہیں۔۔۔" وہ اپنے اندر اٹھتے درد کو دباتے شرارت سے کہتے ہوئے اسے سرخ کر گیا۔ عالم راؤ نے اسے آنکھیں دکھائی تھی۔

" چلو شکل گم کرو اپنی مجھے بھی اپنی جانم ملنے دو۔" وہ روب سے کہتے ہیزل کو اپنے حصار میں لے گیا ۔ اپنے بھائی کے سامنے عالم راؤ کے طرز تخاتب پر اور ایسی بے باکی پر وہ شرم سے پانی پانی ہوتی سر تا پاؤں گلال ہوتی اسے دھکا دیتے اوپر کی جانب بھاگی تھی۔

" دھیان سے جاناں۔۔" وہ تنبیہ کرتے بولا۔

اس کے جاتے ہی پیچھے سے ان دونوں کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

"تم آرام کرو بازی پر صبح تم مجھے سب کچھ بتاؤ گے سب کچھ مطلب سب کچھ۔۔" وہ بازل شاہ کی جانب مڑتے ہوئے درشتی سے گویا ہوا۔

"بہت تکلیف دہ ہے جان سب۔۔" وہ کرب سے بولتا آنکھیں میچ گیا۔

"آنکھیں بند کرنے پر بھی ہم حقیقت سے بھاگ نہیں سکتے بازی اور آج کہ بعد تم کبھی نڈھال نظر نہ آؤ مجھے بلکہ ان لوگوں کو تل تل مارو جو تمھاری ایسی حالت کہ ذمہ دار ہیں۔۔ اور یہ یاد رکھو کہ تم جے ایس کے باسل ہو کبھی نہ جھکنے والا بڑے بڑے پہاڑوں سے ٹکرا کر اسے ریزہ ریزہ کر دینے والا جے ایس کا باسل۔۔۔ سمجھے۔۔" وہ مظبوط لہجے میں بازل شاہ کو باور کرواتے بولا تھا۔

بازل شاہ کے چہرے پر کرختگی چھائی تھی اپنے دشمنوں کے بارے میں سوچ۔۔۔ ہاں اب کو گرنے والا نہیں تھا بلکہ اب کو اپنے دشمنوں پر قہر ڈھانے والے تھا۔

وہ سب کو بہت بھیانک انجام کرنے والا تھا۔۔

" آرام کرو۔ میں آیان سے کہتا ہوں وہ تمھارے روم میں کھانا بھجوا دے گا۔۔ کھا کر میڈیسن لے لینا تمھارا ٹھیک ہونا سب سے پہلے ہے۔۔" عالم راؤ ہنوز انداز میں گویا ہوا تھا۔

وہ ٹھیک کہہ رہا تھا کیونکہ ابھی بھی اس کے اعصاب اس کا ساتھ چھوڑ دہے تھے جسم سے جان جیسے کسی نے کھینچ رکھی تھی۔ ہیزل کے سامنے اس نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ وہ ٹھیک نظر آئے کیونکہ وہ اپنی معصوم سی بہن کو تکلیف نہیں دینا چاہتا جیسے ابھی ہی تو کچھ سکون ہوا تھا۔

اپنے روم کی عالم راؤ جانب بڑھا تھا جہاں وہ اپنی جانم عاشقی کی اچھے سے خبر لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

♥♥♥♥♥

وہ روم میں داخل ہوتے ڈور لاک کر گیا۔ روم میں نظر ڈوڑائی تھی سامنے ہی اس کے سنہری گڑیا بیڈ پر بلینکٹ میں دبکے پڑی تھی۔ وہ گہرا سانس بھرتے اپنا آرام دہ سوٹ لیے واش روم میں گھس گیا۔ کافی درد ٹھنڈے پانی سے شاور لیتا اپنے اعصاب کو پر سکون کرتے وہ صرف ٹراؤزر اور بلیک ویسٹ میں باہر آیا تھا۔ اپنے بالوں کو تولیے سے رگڑتے وہ بیڈ کی جانب آیا وہ جانتا تھا وہ جاگ رہی تھی۔

عالم راؤ آنکھیں چھوٹی کرتے خود بھی بلینکٹ کے اندر گھستا ایکدم سے اسے اپنی جانب کھینچتے اپنے سینے میں بھینچا۔ اچانک ہوتی اس افتاد پر وہ کپکپا اٹھی۔

" جج۔۔۔ جان۔۔۔ آپ کتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔۔" وہ اس کے گال سے اپنا نازک سا ہاتھ مس کرتے فکر مند ہوئی تھی۔

" ہمم۔۔" وہ ہنکار بھرتے اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اپنے درد کو دبانے لگا۔ سر کے ساتھ ساتھ آج دل بھی شدید تکلیف میں مبتلا تھا۔۔ ہیزل کو فکر ہوئی تھی اس کی بہت۔

" جان کیا ہوا ہے میری طرف دیکھیں۔۔" وہ اس کے چہرے کو تھامتے ہوئے بولی تھی۔ عالم راؤ نے سر اٹھا کر ہیزل کی جان دیکھا تھا اس کی گہری آنکھیں شدید سرخ ہو رہیں تھیں اور ان میں ہلورے لیتا درد دیکھ۔۔ ہیزل کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر مسلا تھا۔

" جان کیا ہوا ہے۔۔۔" وہ اب رو دینے کو ہوئی۔۔عالم راؤ نے واپس سے کھینچ کر اسے اپنے سینے پر ڈالا تھا۔

" ہششش کچھ نہیں ہوا میری جان۔۔۔بس کچھ سکون چاہتا ہوں میرے دل۔۔" وہ نرمی سے اس کے رخسار کو سہلاتے مدھم آواز میں بولا۔جا پر وہ نفی میں سر ہلاتی آنسو بہانے لگی۔

" آپ کی آنکھیں ریڈ ہیں جان۔۔۔۔ آپ ہرٹ ہیں بہت۔۔۔ کیا ہوا ہے جان." وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی عالم راؤ نے بے بسی سے اس کی دیکھا تھا۔وہ معصوم سی پری جان گئی تھی کہ اس کا جان تکلیف میں ہے۔

"نہیں بس تھوڑا سا سر میں درد ہے ٹھیک ہو جائے گا۔۔ آپ فکر نہیں کریں میرے دل۔۔" وہ اس کی نم سنہری آنکھوں کو چومتے ہوئے الفت و محبت سے بولا تھا۔پر وہ متفکر ہی رہی۔

"میں آپ کا سر دباتی ہوں جان۔۔" وہ اس کی گرفت سے نکلتے ہوئے بولی تھی پر وہ اسے واپس کھینچتے اسے اپنے سینے پر گرا گیا۔ہیزل کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں۔

" جان۔۔" ہیزل نے کچھ کہنا چاہا پر وہ اس کے عنابی لبوں پر انگلی رکھتی اسے خاموش کروا گیا۔

" شش۔۔۔۔بس میرے پاس رہو میرے سکون۔۔ تمہارا جان بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔اسے اس وقت بس تم درکار ہو۔۔" وہ اسے کے لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے خمار آلودہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بوجھل لہجے میں بولا تھا۔۔وہ.جی جان سے لرزی تھی۔

"لیکن آپ کو درد ہے جان اور مجھے اچھا نہیں لگ رہا مجھے بھی ہرٹ ہو رہا ہے۔۔" کہتے ہوئے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے ہوئے تھے۔عالم راؤ نے لب بھینچتے ہیزل کو دیکھا تھا۔

"نہیں ہے درد مجھے بس اب ٹھیک ہوں میں جاناں۔۔۔ تمھارے ہوتے ہوئے جان کو صرف سکون ہی سکون اپنے دل میں اترتا محسوس ہوتا ہے درد کیا ہوتا ہے پھر سب بھول جاتا ہے۔۔" وہ بولتے ہوئے اس کے رخسار پر بکھرتے موتی اپنے لبوں سے چننے لگا۔وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے لمس کو اپنی روح میں سمانے لگی۔

" آپ سچ کہہ رہے ہیں نہ جان آپ کو درد نہیں اب۔۔" وہ اس کی کرسٹل گرے سرخ آنکھوں پر گھنیری پلکوں کو چھوتے ہوئے بولی تھی۔عالم راؤ کی ایک بیٹ مس ہوئی تھی۔

" بلکل سچ۔۔" وہ اس کے عنابی لبوں کی سرخیاں دیکھتے ہوئے بولا تھا دل شدید مچل رہا تھا ان گلاب کی پنکھڑیوں کو چھونے کا۔

وہ اوپر کو ہوتے اپنے لرزتے دل کو سنبھالتے نرمی سے اس کی جلتی کرسٹل گرے آنکھوں کو نرمی سے اپنے لمس عطا کرتے ان کی ساری وحشتوں جلن،اور تھکن کھینچ کر نکال گئی۔

" آپ کو تکلیف ہوتی ہے تو آپ کی ہیزل کو بھی ہوتی ہے۔۔۔ مجھے آپ کی آنکھوں میں درد اچھا نہیں لگتا جان۔۔۔ آپ کو جب بھی درد کو آپ ہیزل کے پاس آجایا کریں جان۔۔۔ہیزل آپ کے سارے

درد چن لے گی۔۔" وہ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے الفت سے بولتی عالم راؤ کا چین قرار سب لوٹ گئی
۔۔
وہ خود پر سے ضبط کھوتا اس کے بالوں میں ہاتھ الجھائے اسے خود پر جھکاتا اس کی عنابی پنکھڑیوں کو اپنی پر تپش گرفت میں لے گیا۔۔وہ سختی سے آنکھیں میچے خود کو اپنے جان کے حوالے کر گئی۔
وہ نرمی سے ان پنکھڑیوں کی ساری نرمیاں خود میں جزب کرتے مدہوش ہوتا اسے تکیے پر ڈالتے یونہی اس پر قابض رہا ہیزل کے پورے وجود میں جیسے برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا وہ اس کی ویسٹ کو تھامے اپنی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔
اسے لگا وہ اب سانس نہیں لے پائے گی تبھی وہ اس حود سے دھکیلنے لگی جس پر وہ سکون سے اس سے دور ہو گیا تھا۔کیونکہ وہ کافی ستم ڈھا چکا تھا اس نازک جان پر۔وہ گہرے گہرے سانس بھرتی ڈھ سی گئی تھی۔عالم راؤ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کے کندھے سے شرٹ ہٹاتے اپنے لب رکھ گیا۔وہ اس کا دہکتے انگارہ سا لمس جا بجا محسوس کرتے وہ تڑپ اٹھی تھی۔
وہ اپنی دیوانگی اس پر ثبت کرتے اسے پاگل کرنے کے در پر تھا پر وہ اسے روک نہیں رہی تھی کیونکہ اسے اپنے جان کی تکلیفوں کا مرحم بنا تھا۔
ہم نے الفت کا بھرم سب سے جدا رکھا ہے
گویا سینے میں تجھے دل کی جگہ بسا رکھا ہے

" آئی لو یو میرے دل ۔۔۔ شکریہ میری زندگی میں انے کے لیے ۔۔۔ مجھ سے وخشی کے دل کا قرار بنے کے لیے ۔۔۔ بس کبھی درد مت جانا مجھ سے ۔۔ تمھارا جان تمھارے معاملے میں بہت کمزور سا ہے ۔۔ تمھاری بے رخی تمھاری دوری جان لے گی تمھارے جان کی ۔۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشیوں میں بولتا ہیزل کو اپنا حال دل سنا رہا تھا۔ وہ آنکھوں موندے اس کی گستاخیاں برداشت کرتے اب نڈھال سی ہو رہی تھی ۔۔ وہ اس کی کالر بون پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے وجود کو قیامتوں کی زد میں کئے ہوئے تھا۔

" جان کچھ ہو جائے گا مجھے پلیز ۔۔۔ " اب اس کی بس ہوئی تھی تبھی آنکھوں میں نمی لیے بے بس سی بولی تھی ۔۔ عالم راؤ نرمی سے اس کی آنکھوں کو چومتے اس کی چن کر اپنا لمس چھوتا اسے مزید امتحان میں ڈال گیا۔

ہیزل کو اپنے وجود سے بھاپ اڑاتی محسوس ہوئی پورا وجود جل تھل تھا۔ جان تو تب نکلی جب وہ اس کی شرٹ کا اوپری بٹن کھول گیا۔

" جان ۔۔ " تڑپ کر پکارتے وہ اپنی شرٹ کو تھام گئی ۔۔ وہ نرمی سے اس کے ہاتھ کو تھامتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھ گیا وہ سانسیں تک روک گئی ۔ انکھوں سے آنسو نکل کر بالوں میں جذب ہوئے تھے۔

"سو جاؤ میری جان کی ڈرپوک جانم۔۔" وہ اسے اپنے سینے پر ڈالتے بلینکٹ درست کرتے اسے اپنے سینے پر ڈالتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا وہ غصے سے اس کے سینے پر دانت گاڑ گئی۔۔عالم راؤ کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔۔

" جانم عاشقی کیا آپ چاہ رہی ہیں کہ میں پھر سے آپ کے حواس ٹھکانے لگاؤں۔۔" وہ مخمور لہجے میں بولا تھا جس پر وہ فوراً سے شرافت میں اتی اس کے سینے پر سر رکھتے آنکھیں موند گئی۔

ہمیں اتنا پیارا مہربان ملا ہے
بن کے وہ ہماری جان ملا ہے
بڑا مشکل تھا اسے ڈھونڈھنا
مگر وہ ہمیں بڑا آساں ملا ہے
جب بات ہو جاتی ہے اس سے
یوں لگتا مجھے سارا جہان ملا ہے
جب کبھی مجھ سے ملنے آجاتا ہے
ایسا لگتا ہے چوری کا سامان ملا ہے
جس دن سے مہربان ہے وہ میری جان
میزبان ہوں میں دل کو حسیں مہمان ملا ہے

♥♥♥♥♥

بازل شاہ جیسے ہی اپنے روم میں آیا تھا کمرے کی ویرانگی دیکھتے وہ بے چین ہو اٹھا آیان ملک اسے کھانا کھلاتے میڈیسن دے کر چلا گیا تھا۔ مسلسل سکون نہ پاتے وہ اپنے سکون کے روم کی جانب بڑھا جہاں لمظ ابراہیم کو پہلے دن سے ہی ٹھہرایا گیا تھا۔ روم کے سامنے آتے آہستہ سے روم کا دروازہ کھولتے وہ اندر آیا۔ سامنے ہی وہ جلپری بیڈ پر محو خواب تھی۔

وہ دھیرے دھیرے چلتا اس کی جانب آیا اور نرمی سے اس کے پھولوں سے نرم نازک وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھائے اپنی پورشن کی جانب بڑھا اپنے روم میں داخل ہوتے نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتے خود بھی اس کے قریب لیٹتے اس پر جھکا تھا۔

اسے اپنی مرمڈ کے لیے بچپن کی اپنی دیوانگی یاد آئی۔۔۔وہ تو بچپن سے اسے اپنی محبت میں قید کیے بیٹھی تھی اب تو وہ محبت عشق سب ہوتی جنون تک پہنچ گئی تھی۔۔

وہ اس کے دلکش نقوش کو واہانہ انداز میں دیکھتے اس کے چہرے کو انگلی سے ایک ایک نقوش پر سطر کھینچتے ہوئے اس کے لمس کو اپنے دل میں اتارنے لگا پر یہ عمل اس کے دل میں اٹھتی اس کے قرب کی خواہش کو بھڑکا رہی تھی۔۔۔

"ہیے مائی لائف۔۔۔۔ آنکھیں کھولو اور اپنے دیوانے کو دیکھو۔۔۔جو تمھارے قرب کے لیے تڑپ رہا ہے۔۔۔ بچپن سے پاگل کرر کھا ہے تم نے تو اپنے دیوانے کو۔۔۔اب فرار کی کوئی راہ نہیں چھوڑوں

گا۔۔۔ ہر بار مجھے گھاؤ نہیں دے سکتی تم۔۔۔ اب کی بار قید کر لوں گا تمھیں میں اپنی روح میں۔ تا کہ کبھی چھوڑ کر جانے کا خیال بھی نہ آئے تمھارے اس ناقص دماغ میں۔۔۔"

وہ اس کے کان کی لو کو نرمی سے بائٹ کرتے جنون خیز سرگوشی میں بولا تھا۔

"ہیے آنکھیں کھولو لمظ بازل شاہ۔۔۔ اب مذید تڑپانے نہیں دوں گا میں تمھیں خود کو۔۔۔ آج سارے راستے خود تک کھینچ لوں گا مرمڈ۔۔۔۔" وہ آنکھوں میں خمار لیے اس کی گردن پر جھکتا دانت گاڑ گیا۔۔

"سس۔۔۔ وہ سسکی تھی۔ بازل شاہ نے اس کی سسکی پر سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ وہ ہوش میں آ رہی تھی ۔۔ وہ پھر سے جھکا تھا وہ اس کی گردن پر جا بجا لمس چھوڑنے لگا۔ وہ غنودگی میں بھی اس کا پر تپش لمس محسوس کرتی اس کی کمر میں بانہیں ڈالتے پشت سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔۔

وہ مزید شیر ہوا تھا وہ اس کے بالوں کو جھکڑتا اس جنونیت سے اس کے لبوں پر جھکا تھا۔ اس کے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ وہ ایکدم سے حواس میں آتی اس کی کالر کو جھکڑتے اسے خود سے دور کرنے کے لیے مزاحمت کرنے لگی۔ وہ اسے آزادی دیتے دور ہوا تھا۔

"لمظ بازل شاہ مزاحمت مت کرنا آج ورنہ جان نکال لوں گا آج میں تمھاری۔" وہ شدت جنونیت سے کہتا اس پر جھکتے بولا تھا۔ وہ سانس تک روک گئی۔

"یہ سچ ہے۔۔۔ یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے تم ہو اس سب کی وجہ۔۔۔ عذاب کی طرف نازل ہو گئی ہو تم ہم سب پر۔۔۔ دفع ہو جاؤ جان چھوڑ دو اس کی اب۔۔" اس کی سماعت میں مونا کے الفاظ

گونجنے تھے۔ہاں ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ کہ وہ منحوص ہی تھی سب کو کھا جاتی تھی اپنی منحوصیت سے۔

"شاہ۔۔۔پلیز۔۔۔۔پلیز مت کریں۔۔"وہ اسے خود سے دور دھکیلتی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"نہیں آج نہیں مرمٹڈ۔۔۔آج بلکل نہیں۔۔۔آج تمھیں بازل شاہ کا بننا ہے ہر حال میں۔۔ورنہ آج تم بازل شاہ کو کھو دو گی۔۔"وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں جھکڑتے ہنوز لہجے میں بولا تھا وہ اس کی بات پر اذیت سے آنکھیں میچے بے جان سی بیڈ پر گر سی گئی۔

"آپ مجھے چھوڑ دیں شاہ۔۔۔"وہ آنکھیں میچے ہمت جھٹاتے ہوئے بولتی بڑی بے دردی سے بازل شاہ کا دل نوچ گئی۔

"ہیپے لمظ بازل شاہ جان سے مار ڈالوں گا میں تمھیں اگر آج کے بعد ایسی بکواس کی تو خود کو بھی مار ڈالوں گا میں۔۔۔بلکہ تم تو چاہتی ہی یہی ہو کہ بازل شاہ مر جائے۔۔"وہ غصے سے دھاڑتے ہوئے اس کے قریب سے اٹھتا گلاس وال کھولتا بالکنی کی جانب بڑھا تھا۔وہ بیڈ پر اندھے منہ گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ایک گھنٹے بیت گیا تھا پر وہ اندر نہیں آیا تھا ہلکی پھلکی پھوار اب شدید بارش کا روپ اختیار کر گئی تھی۔

لمظ کی جان پر بنی تھی وہ پہلے ہی ٹھیک نہیں تھا اور اوپر سے وہ خود کو تکلیف دے رہا تھا۔

وہ ہمت جھٹاتی بالکنی کی جانب بڑھی آخر کب تک وہ اسے خود کی وجہ سے تکلیف دیتی رہے گی۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بالکنی کی جانب آئی ایک سرد ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا تھا اسے لگا رگوں میں اس کا خون بھی مجمند ہو گیا ہے۔۔۔اس پر بارش مزید سردی کو بھڑکا رہی تھی اس نے سامنے دیکھا تھا جہاں وہ ریلنگ پر دونوں ہاتھ جمائے بنا شرٹ کے کھڑا تھا اور شرٹ زمین پر پڑی ہوئی تھی۔

وہ نم آنکھوں سے اس کی جانب ہمت جھٹاتے بولی تھی۔

"شاہ پلیز اندر چلیں۔۔" آواز بلکل مدھم سی تھی بمشکل بازل شاہ کے کانوں تک بمشکل پہنچی تھی پر وہ پتھر بنا کھڑا رہا۔۔

"لمظ ابراہیم ابھی کہ ابھی اندر جائیں۔۔" وہ اپنے اندر کی آگ کو دباتے درشتی سے گویا ہوا۔۔پر وہ بنا اس کی بات کا اثر لیے۔۔اسکی جانب بڑھی۔دل میں انی سی جھبی تھی اس نے اسے کبھی یوں لمظ ابراہیم کہہ کر مخاطب نہیں کیا تھا جب سے اسے پتہ چلا تھا کہ وہ اس کے نکاح میں ہے۔۔

تو کیا وہ اپنا نام تک چھین گیا تھا اس سے۔۔۔

"میں نے کیا کہا ہے آپ سے۔۔۔" وہ غضب وغضے سے اس کی جانب مڑا تھا۔۔

"نہیں میں نہیں جاؤں گی شاہ پلیز آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اندر چلیں۔۔" وہ سردی سے کپکپاتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔سانسیں جیسے منجمد ہو رہیں تھیں۔وہ جیسے سننے پر مائل ہی نہ تھا۔۔

وہ جانتا تھا وہ ضدی لڑکی اس طرح ماننے والی تھی ۔۔ تبھی اس کی جانب بڑھا تھا اور اس بازو سے پکڑتے کھینچتا روم میں لے آیا۔۔

" آخر آپ چاہتی کیا ہیں لمظ ابراہیم ۔۔۔ " وہ دھیمی آواز میں ترش لہجے میں بولا ۔۔

" کچھ بھی نہیں بس آپ کی سلامتی ۔۔۔ میں اب اپنی وجہ سے آپ کو مزید مشکل میں نہیں ڈال سکتی ۔۔ " لہجہ بے حد کرب لیے ہوئے تھا۔

" اور جو آپ قطرہ قطرہ مار رہی ہیں بازل شاہ کو اس کا کیا لمظ ابراہیم ۔۔ " وہ اس شانوں سے پکڑے اپنے قریب کرتے درشت لہجے میں بولا تھا۔۔ وہ بے آواز رودی۔

" مجھ سے دور ہونے میں ہی آپ کی بھلائی ہے شاہ ۔۔۔ پلیز مجھے چھوڑ دیں ورنہ میری منحوصیت آپ برباد کر دے گی شاہ ۔۔ "

وہ روتے ہوئے چلائی تھی بازل شاہ کا دل چاہا اس سنکی لڑکی کو جھنجھوڑ کر رکھ دے اور اسے بتائے کہ اس کے بنا وہ ویسے ہی برباد ہو جائے گا۔ اسے بتائے کہ اس کے آنسو اس کے دل پر گرتے ہیں ۔۔

وہ بنا کچھ کہے اسے ایک جھٹکے میں اپنی گرفت میں لیتے خود میں بھینچ گیا ۔۔ وہ جھٹپٹائی تھی اس کی گرفت سے نکلنے کو پر وہ اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔ مزاحمت کرتے کرتے وہ جب تھک گئی تو اس کی بانہوں میں بکھرتی پھوٹ پھوٹ کر رودی ۔۔

"میں مر کیوں نہیں جاتی شاہ۔۔۔میں مرتی کیوں نہیں سوائے عذاب کے کچھ بھی نہیں ہوں۔"وہ زاروقطار روتے شدید اذیت میں مبتلا لگی تھی بازل شاہ کو۔۔۔

"نہیں ہو تم عذاب میری زندگی تم تو بازل شاہ کا جنون ہو اس کے جینے کی وجہ اس کا عشق۔۔۔میرا بس چلے تو خود میں جزب کر لوں۔۔۔کسی کو دیکھنے تک نہ دوں۔۔۔خود جل کر بھی تمھیں ٹھنڈی میٹھی چھائوں دے دوں۔۔۔اپنی سانسوں کو توڑ کر تمھاری سانسوں سے جوڑ دوں۔۔"

وہ اس کے ایک ایک نقوش کو اپنے لمس سے مہکاتا اسے پور پور جلاتے جنون و دیوانگی سے بولتا لمظ ابراہیم کو حیران کر گیا۔

وہ نم آنکھوں سے اس محبت کے پیکر کو دیکھنے لگی اسے لگا اس کی محبت کچھ بھی نہیں تھی بازل شاہ کی محبت کے سامنے۔۔

"آئی لو یو جانِ جنون۔۔۔تمھاری کمی بازل شاہ کی سانسوں نوچ لے گی مت کیا کرو اتنی جان لیوا باتیں۔۔۔۔جو تمھارے بازل شاہ برداشت نہیں کر پائے اور اپنی جان دے دے۔۔"

لمظ ابراہیم پر جیسے خیرت شدید اتری تھی پہلی بار آپ بازل شاہ نے اپنی محبت کا اعتراف کیا تھا لمظ ابراہیم سے دل میں جیسے طوفاں سا مچ گیا تھا۔پورا وجود مسرور سا ہونے لگا تھا پیٹ میں جیسے تتلیاں سی اڑنے لگیں تھیں۔۔

" آئی لو یو بیڈلی لمظ بازل شاہ۔۔۔" وہ شدت جذبات سے کہتا اس کی پیشانی سے ٹکا گیا۔۔۔ پر بازل شاہ کے برہنہ سینے پر نظر پڑتے ہی وہ تیزی سے گلال ہوئی۔

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پرے کو دھکیلتے کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی کچھ گیلے کپڑوں کی وجہ سے کچھ دل میں اٹھتے جذبات کی وجہ سے پورا وجود لرز رہا تھا۔

بازل شاہ آنکھوں میں خماری لیے دھیمے قدموں سے اس کی جانب بڑھا تھا اس کا ایک ایک قدم لمظ کو اپنے دل پر محسوس ہو رہا تھا۔۔بازل شاہ کو عین اپنے پیچھے محسوس کرتے وہ اپنی فراک کو اپنی مٹھی میں دبوچ گئی۔

وہ نرمی سے اس کے ہاتھ کو اپنے میں لیتے اس کی نازک سی ہتھیلی کو اپنے دہکتے لبوں سے لگا گیا۔۔لمظ ابراہیم اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی ہلکان سی ہو رہی تھی۔

وہ آنکھوں میں خماری لیے اس کی کمر میں بازو ڈالتے ایکدم سے اسے اپنی جانب گھماتے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھاتے اس کی چن پر لب رکھ گیا۔۔۔لمظ ابراہیم نے دہکتے عارضوں پر گلال اترتا دیکھ وہ اس کے عارضوں پر جھکا تھا وہ بے ساخت اس کے شانوں کو تھام گئی۔۔ عجیب سی خماری عصاب پر اتر رہی تھی اس کے جان افرز لمس پر۔

جان تو تب نکلی جب وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھے بیڈ کی جانب بڑھا۔۔

"شش۔۔۔شاہ بیڈ گیلا ہو جائے گا۔۔" وہ بوکھلاہٹ میں بولتی بازل شاہ کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گئی۔

وہ اسے بیڈ

ابراہیم کے دل میں گدگدی سی ہوئی تھی۔۔

وہ ریموٹ سے روم کی لائٹ ڈم کرتا اس پر جھکا تھا۔۔

"شاہ۔۔ آپ شش۔۔ شرٹ پہن لیں۔۔" وہ اس کے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھتے شرم سے سرخ ہوتی بولی تھی۔۔

"بازل شاہ آج آپ کو اوڑ لینا چاہتا ہے جاناں۔۔" وہ اس کے دوپٹے کو اس کے گلے سے نکال کر پھینکتے مدہوش لہجے میں بولتا لمظ ابراہیم کی جان سکھا گیا۔وہ اسی سے بچنے کو اس کے سینے میں چھپی تھی۔

"آپ کو آج شدت سے میری سانسوں کی طلب ہونے والی ہے مرمڈ۔۔۔ آپ کا ساحل آج اپنی مرمڈ کے پور پور سے سیراب ہونے کا ارادہ رکھتا ہے میری جل پری۔۔" وہ اس کے فراک کی زپ پر انگلی سے سراط کھینچتا اس کی جان نکالنے لگا تھا۔۔۔ سانسیں بری طرح سے پھولنے لگیں تھیں۔۔

"شاہ پلیز۔۔" وہ ہر اٹھائے نفی میں سر ہلاتے بمشکل بولی۔۔۔ وہ محرم تھی اس کی، اس کی دسترس میں تھی، اس کی پناہوں میں مچلتی اس کے جذبات شدت سے بھڑکا گئی۔۔وہ اس کی مزاحمت کو نظرانداز کرتا اس کی کالربون پر لب رکھتے اسے پور پور دہکانے لگا۔۔وہ تڑپتی مچلتی اس کی پشت پر ناخن گاڑ گئی ۔۔۔وہ نہیں جانتی اس طرح سے وہ خود اس کی شدت اس کے جذبات کو ہوا دے رہی تھی۔۔۔

وہ دیوانہ وار اس کی گردن کو اپنے لمس سے بھگوتے دوسرے ہاتھ سے اس کی زیپ کو کھینچ کر کھولا وہ بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔۔

"شاہ۔۔۔" وہ منہ کھول کر سانس لینے کی تگ و دو کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔۔ پر وہ کسی جن کی طرح اس پر نازل ہو گیا تھا۔۔ آج شاید اس کی جان نکال کر ہی دم لینے والا تھا۔۔

"شاہ پلیز۔۔۔ مم۔۔۔ میں ابھی ایسا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ چاہتی پلیز۔۔" وہ اس کے شانوں سے تھامتے ملتجی لہجے میں بولی تھی۔۔

" بلکل نہیں لمظ بازل شاہ آج نہیں مجھے آج تم چاہیے ہو تم ہر بار مجھے اس طرح تڑپا نہیں سکتی۔۔۔ائی ریلی نیڈ یو رائٹ ناؤ۔۔" وہ اس کے ہاتھوں کو بیڈ سے لگاتے آنکھوں میں سرخیاں لیے درشتی سے بولا تھالمظ ابراہیم نے بے بسی سے اس خبطی کو دیکھا تھا جو اس کی سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔

" پلیز شاہ۔۔۔ سمجھیں نہ۔۔۔ میں آپ کے لیے بہت سارا سجنا چاہتی ہوں۔۔۔ زندگی نے کوئی خوشی نہیں دی میں آپ کی خوشی خوشی بننا چاہتی ہوں میں آپ کی دلہن بننا چاہتی ہوں۔۔ اا خوشی کو محسوس کرنا چاہتی ہوں جو مجھے یاد بھی نہیں۔۔۔ میں نکاحِ عشق کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ کیا آپ میری اتنی سی ہواہش پوری نہیں کریں گے۔۔" وہ مدھم لہجے میں حسرتوں کا ایک جہاں آباد لیے نم آنکھوں سے بولتی بازل شاہ کا دل مٹھی میں دبوچ گئی۔۔۔

کتنی حسرتیں تھی اس کے لہجے میں۔۔۔

کتنی پیاس تھی خوشیاں کی۔۔۔
وہ کیسے نہ مانتا اس کی ۔۔۔وہ تو بازل شاہ کی زندگی کا کل اساسہ تھی ۔۔۔اس کی تقدیر کی پونجی تھی ۔۔جیسے رب نے اسے نوازا تھا۔۔

"ہم کریں گے سب جو میری زندگی چاہیے گی سب کچھ ویسا ہی ہو گا جیسے آپ چاہیں گی میری روح ۔۔۔ہم پوری دھوم دھام سے شادی کریں گے۔ہم نکاحِ عشق کریں گے ۔۔۔اور آپ کو اتنی خوشیاں دوں گا کہ آپ رشک کریں گی اپنی قسمت پر۔۔۔بازل شاہ پوری دنیا کی خوشیاں چھین کر آپ کی جھولی میں ڈال دے گا۔۔"

وہ اس کی نم آنکھوں کو چومتے ان کی نمی خود میں جزب کرتے الفت و دیوانگی لیے بولتا لمظ ابراہیم کو جیسے دنیا کی ساری خوشیاں کی چابی تھما گیا۔۔وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔

بازل شاہ اس کی ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر لب رکھتے انھیں واپس سے بیڈ پر لگاتے اس کے کندھے پر لب رکھتے اس کی سانسیں بے اہنگ کر گیا جن میں پہلے ہی شدید کمی موقف تھی۔

"شاہ۔۔۔پلیز۔۔۔"وہ اس کے شانوں کو تھامتے بمشکل بولی۔۔جو پھر سے اسے ہلکان کرنے پر اتر آیا تھا۔۔

"جانِ شاہ حکم۔۔۔"وہ اس کی بیوٹی بون پر چھوٹا سا بھوسہ دیتے ہمہ تن ہوا۔

" ابھی آپ نے کہا آپ میری بات مانیں گے ۔۔" وہ اپنی ٹوٹتی سانسوں کا سنوارنے کی کوشش کرتی مدھم لہجے میں بولی۔

"تو میں کب اپنی بات سے مکر رہا ہوں جاناں ۔۔۔بس اپنے اندر اٹھتے طوفان کو شانت کرنے کے لیے حد میں رہ کر بھی بے حد کرنے والا ہوں ۔۔کچھ تو رشوت لگی گی نہ اس باغی دل کو سنبھالنے کے لیے جو آپ کے قرب کی پیاس میں بند ہونے کو ہے ۔۔"وہ جیسے جیسے بول رہی تھی لمظ ابراہیم کی سانسیں مزید تنگ ہونے لگیں۔۔

وہ اس کے شانوں سے فراک سرکاتے دیوانہ وار اس پر جھکا تھا۔۔ جگہ جگہ شدت بھرا لمس چھوڑتے اپنا جنون اس پر اتارنے لگا۔۔لمظ کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا پورے وجود میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں۔۔

وہ اس کے شانوں کو تھامتی سانس لینے کی تگ ودو کرنے لگی۔۔ پر جیسے اس کے لیے روم میں ہوا کم پڑ گئی تھی بازل شاہ جانتے بوجھتے لاتعلقی برتتا اس کے دل کے مقام پر نرمی سے دانت گھاڑتے اسے زلزلوں کی زد میں کر گیا۔۔

" شاہ ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے ۔۔۔ سس ۔۔۔ سانس ۔۔" وہ لفظوں کو توڑ پھوڑ کر مشکل سے بولی تھی ۔۔۔ وہ سکون اس کی گردن کی سرحدوں کو پھلانگتے بے اثر سا اپنے کام میں مگن تھا۔۔ اس نازک سی

پری کو لگا اسے کسی نے بھٹی میں ڈال دیا ہو۔ جان تو نکلی جب وہ ایک جان لیوا گستاخی کرتا اسے مارنے کے در پر ہوا۔

"شاہ۔۔۔"سب جانتے ہوئے بھی وہ ایسا کیوں بے خبر بنا اس کی جان ہلکان کر رہا تھا۔۔

"سانیس چاہیے میری جان کو۔۔" وہ بمشکل سر اٹھاتے جان لیوا خماری آنکھوں اور لہجے میں لیے پوچھ رہا تھا۔۔

"پپ۔۔۔پلیز۔۔" وہ سسکی تھی۔۔ تبھی اس پر رحم کھاتے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا اور اپنی دہکتی سانسیں اس کی ٹوٹتی سانسوں میں جزب کرنے لگا۔۔وہ پر سکون سی ہوتی آنکھیں موند گئی ۔۔بازل شاہ اس کی مزاحمت محسوس نہ کرتے دو پل کو اس سے دور ہوا تھا بازل شاہ کو خود سے دور ہوتے دیکھ وہ تڑپ کر اس کی گردن میں بانہیں ڈال گئی۔۔۔

"شاہ۔۔۔" وہ بے ساخت پکار اٹھی۔۔بازل شاہ نے خمار آلودہ نظروں سے اپنی نازک سی جلپری کو دیکھا تھا جو اب خود ہی اس کے جنون کو ہوا دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"آگ سے کھیلنا اچھا نہیں لمظ بازل شاہ سارے وعدے توڑ دوں گا اگر یہاں آیا تو۔۔" وہ اس کے لبوں پر انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بہکے لہجے میں بولا تھا۔۔

"پلیز دور نہیں جائیں۔۔۔بس تھوڑا سا پاس رہیں۔۔" وہ مزید اسے خود پر جھکائے بھیگے لہجے میں بولی تھی جیسے وہ خود کے بس میں ہی نہ تھی۔۔

"ضبط نہیں کر پاؤں گا میری جان۔۔۔"وہ شدید ضبط سے بولا تھا۔۔
"پلیز۔۔۔"وہ بے بسی سے بولی تھی اور یہیں بازل شاہ کی بس ہوئی تھی وہ اس پر جھکتا اسے اپنی بانہوں میں بھینچتے اسے اٹھا کر اپنے سینے پر ڈال گیا۔۔
مدھوشی ہی مدھوش تھی۔۔۔ لمظ ابراہیم آنکھیں موندے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کا جان آفرز لمس خود میں اتارتی اس کے بالوں میں انگلیاں الجھا گئی۔۔بازل شاہ سانسوں کے ملن پر سرشار ہوتا سکون سے سیر ہو رہا تھا۔۔

مری روح میں جو اتر سکیں وہ محبتیں مجھے چاہئیں
جو سراب ہوں نہ عذاب ہوں وہ رفاقتیں مجھے چاہئیں
انہیں ساعتوں کی تلاش ہے جو کیلنڈروں سے اتر گئیں
جو سمے کے ساتھ گزر گئیں وہی فرصتیں مجھے چاہئیں
کہیں مل سکیں تو سمیٹ لا مرے روز و شب کی کہانیاں
جو غبار وقت میں چھپ گئیں وہ حکایتیں مجھے چاہئیں
جو مری شبوں کے چراغ تھے جو مری امید کے باغ تھے
وہی لوگ ہیں مری آرزو وہی صورتیں مجھے چاہئیں
تری قربتیں نہیں چاہئیں مری شاعری کے مزاج کو

مجھے فاصلوں سے دوام دے تری فرقتیں مجھے چاہئیں
مجھے اور کچھ نہیں چاہئے یہ دعائیں ہیں مرے سائباں
کڑی دھوپ میں کہیں مل سکیں تو یہی چھتیں مجھے چاہئیں

❤❤❤❤❤

ریان ملک نے جیسے ہی روم میں قدم رکھا سامنے ہی وہ حسینہ آنکھوں میں آنسو لیے اسے نظر آئی --. اسے روم میں آتا دیکھ نروٹھے پن سے رخ موڑ گئی--

" ستارہ میری جان---" دروازہ لاک کرتے اس کی جانب بڑھتے بے حد محبت سے پکارا تھا جس پر وہ اسے گھوری سے نوازتے رخ موڑ گئی--یعنی معملا سنگین تھا--

"مائے شائے سٹار---الفتِ دل--" وہ اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے ہنوز لہجے میں بولا--

" چھوڑیں بات بھی مت کریں مجھ سے گندے یان--" وہ اس کے ہاتھ جھٹکتی بیڈ پر اپنی جگہ خوامخواہ ہی درست کرنے لگی جو پہلے سے ہی ٹھیک تھی---ریان ملک نے اپنی ہنسی ضبط کی۔ وہ اس طرح روٹھتی بے حد پیاری لگ رہی تھی--

" اب یہ تو ظلم ہوا نہ مجھ پر جان یان آپ کا شوہر سارا دن کا تھکا گھر آیا ہے--میں نے سوچا تھا اپ چہرے پر پیاری سی مسکان سجائے اپنے یان کا انتظار کر رہی ہوں گی جیسے دیکھ میری ساری تھکن اتر جائے گی پر خیر کوئی بات نہیں--" وہ چہرے پر مظلومیت طاری کرتے بولتا ہوا اوڈروب سے اپنا آرام دہ سوٹ لیے واش روم میں گھس گیا--

ستارہ کو مزید رونا آیا وہ ایسا کیسے کر سکتی تھیں وہ سچ میں سارا دن کام کر کے آیا تھا اور اس نے کیا کیا تھا۔۔
جب تک وہ باہر نہیں نکلا تھا وہ کڑتی ہی رہی پر باہر آ کر وہ اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔ وہ ٹاول سے بال صاف کرتے ڈریسنگ کے سامنے رکتا خود پر سپرے کرتا اس سے پہلے کہ وہ اس کے پاس پہنچتی وہ بیڈ کی جانب بڑھا۔۔
اپنی سائڈ پر لیٹتے وہ رخ دوسری جانب کرتے خود پر بلینکٹ کھینچ گیا۔۔ ستارہ نے بھرائی آنکھوں سے ریان ملک کی جانب دیکھا تھا جو لاتعلق بنا آنکھوں موندے لیٹا ہوا تھا۔
وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بیڈ کی دوسری جانب اپنی جگہ پر آئی تھی وہ دھیرے سے خود پر بلینکٹ کھینچتی رہی لیٹ گئی۔۔۔ کافی دیر گزرنے پر بھی جب وہ اس کی جانب نہ مڑس تو وہ بے چین ہوتی اس کی جانب رخ موڑ گئی۔۔
"یان۔۔۔" بمشکل سسکی دباتے پکارا تھا۔ پر وہ سن کر بھی ان سنا کر گیا۔
"یان مجھے رونا آرہا ہے۔۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں سسکتے ہوئے بولی تھی۔۔ ریان ملک تڑپ اٹھا تھا اس کے سسکی پر فوراً سے اس کی جانب مڑتے اس نازک سی گڑیا کو اپنی بانہوں میں بھرا۔۔
"ششش۔۔۔۔ جان میں مزاح کر رہا تھا۔۔ بھلا ریان ملک اپنی شائے سٹار سے ناراض ہو سکتا ہے میری جان۔۔" وہ اس کے آنسو اپنے لبوں پر چنتے نہایت نرمی و الفت سے بولا تھا۔۔ ستارہ کے گال

دہکے تھے ریان ملک کے پر شدت لمس پر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

"آپ جلدی نہیں اۓ مجھے آپ کی یاد آئی تھی بہت۔۔۔" وہ سادگی سے بولتی شکوہ کناں ہوئی۔

"اب کبھی دیر نہیں کروں گا پرامس۔۔" وہ اس کی نم آنکھوں پر بوسہ دیتے ہوئے واہانہ انداز میں بولا تھا۔۔

"مجھے اگنور بھی کیا۔۔۔ حلانکہ میری غلطی نہیں تھی۔۔" وہ اس کا دہکتا لمس آنکھوں پر محسوس کرتے لرزتی پلکوں کو جھکائے بولی تھی۔

"میری اتنی مجال کہاں۔۔۔ ٹھیک کہا آپ نے ساری غلطی میری تھی۔۔ آئی ایم سوری میری جان ۔۔" وہ اس کے عارضوں پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے ساری غلطی اپنے سر لے گیا وہ نازک سی گڑیا جی جان سے لرزی تھی۔

"آ۔۔۔ آپ نے مجھ سے رخ بھی موڑا بات بھی نہیں کی۔۔، "ایک اور سنگین شکوہ ہوا تھا۔۔

"معاف کر دو اپنے یان کو میری پرنسس۔۔" وہ اس کی چن پر لب رکھتے گویا اپنی غلطی مان رہا تھا۔۔

"آپ اب کبھی ایسا مت کیجئے گا پلیز۔۔" وہ نم لہجے میں بولی تھی۔۔

"نہیں کبھی نہیں میری جان۔۔" وہ اس کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں الجھاتے اس کے پوروں پر لب رکھتے بولا تھا۔ ستارہ کی بے چین دھڑکنوں میں اس وقت قرار سا اترا تھا۔

"مجھے نیند نہیں آتی آپ کے بنا یان۔۔ اور آپ نے آج مجھ سے منہ موڑ لیا۔۔" ایک اور غلطی یاد آئی تھی ریان ملک کی۔

" میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔ وہ بس مزاح تھا میرے گلابی پھول۔۔' وہ اس کے گلال ہوئے رخساروں کو دیکھ مدہوش ہوا تھا۔۔ ریان ملک کی آنکھیں میں اترتی خماری دیکھ ستارہ کی بولتی بند ہوئی تھی۔

وہ دھیرے سے جھکتا اس کے عنابی لبوں کو چھوتے مدہوش سا ہوا تھا۔۔ ستارہ کے پورے وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی۔۔

دھیرے دھیرے نرمی شدت میں بدلنے لگی تھی۔۔

ستارہ کو اپنی سانسیں ڈوبتی محسوس ہوئیں۔ وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ ابھی مائی نہیں تھا۔۔ اج کے دن کی ساری ٹینشن ساری فرسٹریشن اس نازک جان پر اتارتا وہ اس کی سانسیں کھینچتا اسے بے جان کرنے لگا۔

وہ بے دم سی ہوتی ڈھ سی گئی جس پر وہ ضبط کرتا آس کی سانسوں کو آزادی دیتے اس کی گردن پر جھکا تھا ۔۔۔ عجیب وارفتگی و دیوانگی تھی اس کے انداز میں وہ گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو سنبھالنے لگی۔

"یان مجھے نیند آ رہی ہے۔۔" وہ اس کے فراخ سینے پر ہاتھ رکھتی اس بازر کھتے ہوئے بولی تھی ... ریان ملک نے خود پر بمشکل ضبط کرتے سر اٹھا کر ستارہ کے گلال بکھرتے صندر چہرے کو دیکھا وہ مزید بہکا تھا ۔۔

"میرے چاند اب دوری بہت مشکل سی لگتی ہے آپ کے یان کو۔۔۔ یہ دھڑکنیں مچل رہی ہیں اپنی جان کو خود میں سمونے کے لیے۔۔۔ یہ فاصلے بہت ناگوار گزرنے لگے ہیں مجھ پر۔۔۔ پل پل ستاتی ہیں یہ آپ کی مدہوش ہوتی سانسوں کی خوشبو۔۔۔ میرا بس چلے تو کہیں دور ہوائیں کے دوش پر سفر کرتے اپنے چاند کو اس دنیا میں لے جاؤں جہاں مجھے کوئی آپ کے بنا نظر نہ آئے۔۔۔ پھر کسی آوارہ بادل کی مانند آپ سے لپٹ کر آپ کو بھی دنیا بھلا دوں۔۔"
وہ پیشانی سے سے لبوں تک ایک سرا ط کھینچتا مدہوش لہجے میں بولا تھا ستارہ سانسیں روکے بنا پلک جھپکیے اس دیوانے کو دیکھے گئی جس کی دیوانگی اس کی جان نکال رہی تھی دھڑکنوں میں جیسے ایک طوفان سا بھرپا تھا۔۔

"یان۔۔۔ آپ کو کک۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ ہے۔" وہ اس کی دہکتی انگلیاں اپنی گردن پر رقص کرتی محسوس کرتے سہمے لہجے میں بولی تھی۔۔۔ ریان ملک نے متبسم نظروں سے اس کے سینے روپ کو دیکھا۔

"پیار ، محبت عشق ۔۔۔ ہو گیا ہے اپنی شائے سٹار سے ۔۔۔ دل و دماغ پر جنون سا طاری ہو گیا ہے ۔۔۔ اسکی قربت کا نشہ ہو گیا ہے جو بہت ہی مسحور کن ہے ۔۔۔ اور ریان ملک اس نشے میں ڈوب جانا چاہتا ہے ۔۔۔" وہ اس کے نچلے لب پر ایک نرم سا بوسہ دیتے مخمور لہجے میں سر گوشی کرتا ستارہ کو پور پور لرزنے پر مجبور کر گیا ۔۔

" پلیز ایسے مت ہوں ۔۔۔ مجھے ڈر ۔۔ لگ رہا ہے ۔۔ آپ سے ۔۔" وہ اس کے لبوں پر ہتھیلی رکھتے کپکپاتے لہجے میں بولی تھی ۔۔ جس پر وہ اسے کے ہاتھ کو وہی تھام کر اپنے لبوں پر سے چھونے لگا اور بار بار اپنے پر تپش لمس سے مہکاتا اسے مزید بوکھلا یا گیا ۔۔

" یان ۔۔۔ یی ۔۔۔ یہ کیا ۔۔ کر رہے ہیں ۔۔۔ پلیز چھوڑیں ۔۔" وہ مسلسل کپکپاتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔۔ پر وہ مگن سا اس کی ملائم ہتھیلی کو چھوٹے چھوٹے بوسے دیتا اس کی خالت غیر کر رہا تھا ۔۔

" میری دھڑکنوں کے قرار ۔۔۔ میری تنہایاں کی ہم سفر ریان ملک آپ سے بے حد محبت کرتا ہے کبھی یہ بات بھولیے گا نہیں ۔۔ ریان ملک کی الفت و دیوانگی ۔۔۔ اگر آپ دور ہوئیں تو شاید آپ ہمیشہ کے لیے اپنے یان کو کھو دیں ۔۔۔ کیونکہ آپ کی سانسوں کی مالا سے ریان ملک کی دھڑکنوں کی ڈور جڑی ہے ۔۔۔ جو آپ کے دور ہونے پر ٹوٹ جائے گی ۔۔" وہ اس کی کلائی پر لب رکھتے ہوئے آپ میں دنیا جہاں کی الفت بسائے بولتا ستارہ کی آنکھیں نم کر گیا وہ اس کے لفظ لفظ پر تڑپتی نیر بہانے لگی ۔۔ اسے کیوں لگتا تھا کہ وہ بھی اس کے بنا جی سکتی ہے ۔۔

اس کی تو ہر گزارش بھی وہی تھا اور ہر دعا بھی وہی۔۔

وہ بنا کچھ کہے اس کے سینے پر سر رکھ گئی ریان ملک اسے خود میں بھیجتے اس کی پیشانی پر کہی بوسے دیتے آنکھیں موند گیا۔۔

ایک آنسو ٹوٹ کر ستارہ کے بالوں میں جذب ہوا تھا اگر سچ جان کر وہ اسے چھوڑ گئی تو۔۔۔

اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں سجالے مجھ کو
میں ہوں تیرا تو نصیب اپنا بنالے مجھ کو
میں جو کانٹا ہوں تو چل مجھ سے بچا کر دامن
میں ہوں گر پھول تو جوڑے میں سجالے مجھ کو
ترک الفت کی قسم بھی کوئی ہوتی ہے قسم
تو کبھی یاد تو کر بھولنے والے مجھ کو
مجھ سے تو پوچھنے آیا ہے وفا کے معنی
یہ تری سادہ دلی مار نہ ڈالے مجھ کو
میں سمندر بھی ہوں موتی بھی ہوں غوطہ زن بھی
کوئی بھی نام مرا لے کے بلالے مجھ کو
تو نے دیکھا نہیں آئینے سے آگے کچھ بھی

خود پرستی میں کہیں تو نہ گنوا لے مجھ کو
باندھ کر سنگ وفا کر دیا تو نے غرقاب
کون ایسا ہے جو اب ڈھونڈ نکالے مجھ کو
خود کو میں بانٹ نہ ڈالوں کہیں دامن دامن
کر دیا تو نے اگر میرے حوالے مجھ کو
میں کھلے در کے کسی گھر کا ہوں ساماں پیارے
تو دبے پاؤں کبھی آ کے چرا لے مجھ کو
کل کی بات اور ہے میں اب سا رہوں یا نہ رہوں
جتنا جی چاہے ترا آج ستا لے مجھ کو
بادہ پھر بادہ ہے میں زہر بھی پی جاؤں گا جاناں
شرط یہ ہے کوئی بانہوں میں سنبھالے مجھ کو

❤❤❤❤❤

ماضی!

سلطان حاکم راؤ کے پیدا ہوتے کی اس کی ماں اسے چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئیں تھیں۔۔۔اور پھر ایک دن حاکم راؤ اور ان کے بھائی دونوں میٹنگ کے سلسلے سے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے جب ان کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ دونوں موقع پر ہی دم توڑ گئے۔

اور پھر ایسے جب وہ انیس برس کا ہوا تو باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔۔۔

وہ ابھی پڑھ رہا تھا کہ بزنس اور اس کی چچی اور ایک چھوٹی سی چودہ سالہ کزن کی ساری زمہ داریاں اس کے کندھوں پر آگئیں۔۔۔

وہ دن رات محنت کرتا اپنے بزنس کے ساتھ ساتھ بڑھ بھی رہا تھا۔۔ وہ بے حد وحشت زدہ سا ہو گیا تھا اپنے ماں باپ کے اور اپنے پیارے چچا جان کے چھوڑ جانے پر۔۔۔۔ ہر وقت عجیب سی وحشت طاری رہتی تھی اس کے عصاب پر وہ زیادہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا نہ کسی سے گھلتا ملتا تھا بس اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔

اور پھر آہستہ آہستہ اس کے دل کی ویران دھڑکنوں میں کوئی بسنے لگا۔۔۔ محبت بڑی خاموشی سے اس کے بنجر وجود پر قبضہ یونے لگی تھی۔۔۔ چھوٹی سی معصوم سی حرم اس کے دل کو بھانے لگی۔۔ دل اس کی طلب کرنے لگا جو اسے دیکھتے ہی خوف سے بھاگ نکلتی تھی۔۔

اس کا ڈرنا لزرنا اسے سب بھانے لگا جب وہ نظر نہ آتی تو وہ پاگل ہو اٹھتا اور اس کی یہیں جنونیت حرم کو مشکل میں ڈالنے والی تھی۔۔

وہ اس وقت مال میں موجود تھا وہ میٹرک میں اچھی پوزیشن پر پاس ہوئی تھی تبھی وہ اپنی ساری مصروفیت کو ترک کرتے اپنی ڈرپوک جانم عاشقی کے لیے گفٹ لینے آیا تھا جیسے اس نے کچھ دن پہلے آڈر پر بنوایا تھا۔۔۔

سر آپ چیک کر سکتے ہیں یہ بلکل ویسا ہی ہے جیسا آپ نے کہا تھا۔۔" شاپ کے مالک نے خود اس کے سامنے رکھتے کہاں تھا۔۔۔ سلطان راؤ نے کیس کھول کر دیکھا تھا اس کی آنکھیں متبسم ہوئیں تھیں اپنی پسند کے مطابق بنی چیز کو۔۔

"بشیر اسے انعام دے دو اس کی محنت کا۔۔۔" وہ آنکھوں پر گلاسز لگاتے اپنے حاص آدمی سے کہتے وہاں سے نکلا۔۔

"پر انھوں نے تو ساری پیمنٹ کر دی تھی۔۔" شاپ مالک بولا تھا۔۔

"یہ سرکار نے انعام دیا ہے رکھ لو۔۔" بشیر اسے کہتا سلطان راؤ کے پیچھے بڑھا تھا۔

"کچھ ہی دیر میں وہ گھر داخل ہوا تھا۔۔

جہاں اس کی پیاری سی چچی کچن میں اپنی بیٹی کے لیے کچھ بنتے ہوئے غصے سے ساتھ ساتھ بڑبڑا بھی رہیں تھیں کیونکہ وہ کھانے کے معاملے میں بہت نہریلی تھی۔۔

"کیا ہوا چچی ماں۔۔" وہ انھیں غصہ ہوتے دیکھ نرمی سے بولا۔۔

" ارے ہونا کیا ہے ایک تو میں اس لڑکی سے عاجز آگئی ہوں۔۔۔ کسی سبزی کو ہاتھ تک نہیں لگاتی گوشت یہ نہیں کھاتی کیا کروں میں اس کا کیا ہو اپر زندہ رہے گی آلو کھا کھا کر ایک دن پاگل ہو جائے گی زرہ سی سختی کر دو رونے بیٹھ جاتی ہے۔۔ دوسرے دن بے ہوش ہو کر گر جاتی ہے۔۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اسے شدید کمزوری ہے اسے ہیلدی عذا دیں ارے کیا دوں اسے آلو کی یخنی یا آلو کا قورمہ۔۔۔

فروٹ کھاتے ہوئے بھی اس کے سو سو نخرے۔۔۔ میں تو پاگل ہو جاؤں گی اس کی حرکتوں سے آج بھی چکرے کر کہیں پچھلے لون میں پڑی ہوئی تھی۔۔۔ رضیہ نے آکر بتایا مجھے۔۔" وہ بولتے ہوئے رو پڑیں تھیں۔۔ سلطان راؤ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔ وہ خود شدید پریشان تھا اس کی حرکتوں سے۔۔

"بس چچی ماں فکر نہیں کریں آپ آج سے اس کی ڈائٹ کا خیال میں خود رکھو گا آپ رونا بند کریں۔۔ آپ ایسا کریں جلدی سے بیف سوپ بنائیں تب تک میں چینج کر کے آتا ہوں۔۔" وہ ان کے آنسو صاف کرتے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے نرمی سے بولتا تیزی سے اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔ منٹوں میں تیار ہوتے وہ ٹراؤزر شرٹ پہنے وہ نیچے کی جانب آیا۔

"رضیہ بی جائیں حرم کو بلا کر لائیں۔۔" وہ ڈرائنگ ٹیبل پر بیٹھتے ملازمہ سے بولا تھا۔اور خود چچی کے ساتھ بیٹھ کر حرم کا انتظار کرنے لگا۔۔

"صاحب جی حرم بی بی کہہ رہی ہیں انھیں ابھی بھوک نہیں وہ بعد میں کھالیں گی۔۔" رضیہ بی کی بات سنتے وہ لب بھینچ گیا۔۔

" دیکھی ہیں تم نے سلطان اس کی حرکتیں۔۔۔ دل تو چاہتا ہے خی بھر کے مار لگاؤ اسے۔۔۔" وہ غصے سے بھری بیٹھی تھی۔۔

"شانت رہیں چچی میں دیکھتا ہوں اسے۔۔۔" وہ انھیں کام کرتا باؤل میں سوپ نکالتے اوپر اس کے روم کی جانب بڑھا۔۔

حرم جو بیڈ پر بیٹھے لیپ ٹاپ پر باربی مووی دیکھنے میں مگن تھی بھاری قدموں کی چاپ پر سر اٹھا کر دیکھا جہاں اس کا جلاد کزن ہاتھ میں باؤل لے سپاٹ تاثرات کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔

وہ بوکھلا یا سی گئی بنا دوپٹے کے کھلے بالوں میں وہ سلطان راؤ کے سامنے شرم سے پانی پانی ہوتی بلینکٹ اوپر کھینچ گئی۔۔

چہرے پر شدید گلال بکھرا تھا۔۔۔ سلطان راؤ ساکت ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ یہ دلکش منظر دیکھے گیا ۔۔۔

سرخ سپید رنگت پر بکھرے حیا کے پھول۔۔۔ دھیرے دھیرے لرزتا شاخ گلاب سا وجود۔۔۔ حیا سے لرزتی پلکوں کی چلمن وہ سٹل سا دیکھے اس حسنِ مجسم کو دیکھے گیا پھر اچانک سے اسے اپنی حرکت کا احساس ہوا۔۔ تو فوراً سے ہوش میں آیا۔۔

" حرم جلدی سے اس سوپ کو ختم کرنا ہے تمھیں۔۔۔" وہ سوپ کا باؤل اس کے سامنے رکھتے سخت لہجے میں بولا۔۔ حرم تو جیسے گھوم کر رہ گئی۔۔۔ کیونکہ سوپ سے نکلتی خوشبو ہی اس کے عصاب شکن تھی کجا کہ اس کو پینا۔۔

" مم۔۔۔ میں یہ نہیں پیتی۔۔۔" وہ ہمت کرتے بولی تھی۔ سلطان بنا جواب دیے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ حرم نے بے بسی سے ایک نظر سوپ کو تو دوسری نظر سلطان راؤ کی جانب دیکھا جس کا جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا بنا اسے سوپ پلائے۔۔

" سس۔۔۔سلطان بھائی ۔۔۔مم۔۔۔مجھے اس کی سمیل سے کک۔۔۔کچھ ہو جائے گا ۔۔۔پلیز۔۔" وہ ہمت کرتی سوپ کا باؤل اپنی گود میں رکھ گئی پر جیسے ہی کپکپاتے ہاتھوں سے سوپ کا چمچ بھر کر اپنے منہ کے قریب لے کر گئی اسے لگا اس کی انتڑیاں منہ کے زریعے باہر آجائیں گی۔۔

" حرم جب تک تم اس سوپ کو فنش نہ کر لو آواز نہ آئے مجھے تمھاری۔۔۔" وہ درشتی سے گویا ہوا ۔۔وہ جانتا تھا وہ سخت ہو رہا تھا پر یہ اس کے لیے ضروری تھا۔۔وہ اس کی سختی پر سہمتے آنسو بہاتی برے برے منہ بناتی پینے لگی۔۔۔اور اس وقت وہ عجیب وغریب منہ بناتی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ سلطان راؤ کو خود پر ضبط کرنا مشکل لگا۔۔

اس کا دل چاہا وہ اپنا سینا چیر کر اسے کہیں خود میں جزب کر لے۔۔وہ خود پر ضبط کے پہرے لگتا اس نازک سی ملکہ سے نظریں چرانے کی کوشش میں تھا جو ناممکن سا ہی لگ رہا تھا۔۔۔

" سلطان کنٹرول یور سلف ۔۔۔وہ بہت نازک سی ہے ۔۔" وہ اپنی پیشانی مسلتے ضبط کرتے خود سے مخاطب ہوا تھا۔۔اور وہ معصوم بنا سلطان راؤ کی حالت جانے سوپ نامی محاز پر لڑتی کپکپاتے ہاتھوں سے سوسوں کرتی اسے ختم کرنے پر لگی تھی۔۔

"مم۔۔۔میں نے۔۔۔ختم کر دیا۔۔۔" وہ باؤل کو سائڈ ٹیبل پر رکھتے نم آواز میں بولتی سلطان راؤ کے دھیان کے دھاگے پھر سے خود تک جوڑ گئی۔

ی ڈائٹ کا خیال رکھوں گا اور خبر دار جو کھانے میں ڈنڈی ماری تو
۔۔۔"لہجہ ہنوز سخت تھا کیونکہ وہ آسانی سے ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔۔ حرم پر تو جیسے صدموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔۔۔یعنی یہ دیو اسے کھلا کھلا کر مارنے والا تھا۔۔

"آپ۔۔۔ آپ بہت گندے ہیں۔" وہ سوں سوں کرتی سرخ کپکپاتے لبوں سے بولتی سلطان راؤ کو پھر سے امتحان میں ڈال گئی۔۔

"حرم بے بی اگر تم کچھ کھاؤ گی نہیں تو سلطان راؤ کا مقابلہ کیسے کروں گی۔۔ کیونکہ تمھاری یہ نازک سی جان بہت مشکل میں ڈال دے گی تمھیں۔۔" وہ ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے اس کی آوارہ لٹوں کو اس کے چہرے پر جھولتے دیکھ زومعنی انداز میں بولتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔ جو پھوہڑ سی حرم کے سر پر سے گزر گئی۔

اس کے روم سے نکلتے ہی وہ واش روم میں بھاگی تھی اور کلی پر کلی کرتے سوپ کا ذائقہ اپنے منہ سے بھگانے لگی۔

دوسری جانب سلطان راؤ ہاتھ میں کیس لیے اسے دیکھے گیا۔۔ شاید ابھی اسے دینے کا وقت نہیں آیا تھا ۔وہ سیف لاکر کھولتے کیس کو اندر رکھ گیا۔۔

اور فل وقت کچھ اور دینے کا سوچنے لگا۔جو کچھ مشکل تھا کیونکہ باقول سلطان راؤ کے اس حسن کی ملکہ قابل کوئی چیز اسے لگتی کہاں تھی۔۔ تبھی تو اس نے خود آڈر پر اس کے لیے گفٹ تیار کروایا تھا پر اسے دینے کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔۔

♥♥♥♥♥

مما پلیز لے دیں نہ۔۔۔ پلیز میں آپ کی پیاری بیٹی ہوں نہ۔۔" وہ کب سے اپنی ماں کے پیچھے پڑی ہوئی تھی پر ساجدہ بیگم نے سخت گھوری سے نوازا تھا اسے۔۔

"حرم دماغ مت کھاؤ۔۔۔ جاوں یہاں سے۔" وہ چاول چنتے ہوئے جھنجھلا کر بولیں۔۔

"مما آپ کو بلکل بھی اپنی بیٹی سے پیار نہیں۔۔ ایک فراک لے کر نہیں دے سکتیں۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

" حرم میری جان تم سمجھ نہیں رہی وہ پہلے ہی بہت کچھ کر رہا ہے ہمارے لیے وہ ڈریس بہت مہنگا ہے میری جان۔۔۔" وہ اسے پیار سے سمجھانے لگیں۔۔ سیڑھیوں سے اتارتے سلطان راؤ نے ان کی بات سنتے لب بھینچے تھے۔

"ٹھیک ہے میں کچھ اور پہن لوں گی۔۔" اس کی آواز میں مایوسی محسوس کرتے سلطان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔۔ وہ لیپ ٹاپ وہیں رکھتے وہاں سے نکل گئی۔

ساجدہ بیگم کچن کی جانب چل دیں تھیں۔۔ کیونکہ سلطان راؤ کو ملازموں کے ہاتھ کا کھانا پسند نہیں تھا

۔۔

سلطان راؤ نے لیپ ٹاپ پر نظر آتی خوبصورت سی فراک کو اپنے موبائل میں کیا اور اس کی تصویر اپنی سکریٹری کو سینڈ کی۔۔

"شہلا مجھے اس سے بھی دس گنا خوبصورت ڈریس کل صبح پانچ بجے تک چاہیے تک چاہیے اس شہر کے سارے اچھے ڈیزائنز کو ہائر کر لو سب سے کہوں ایک ایسا ڈریس بنائیں۔ جس کا ڈیزائن ابھی تک اس ملک میں تو کیا اس دنیا میں بھی نہ آیا ہو۔۔ تمھارے پاس چودہ گھنٹوں کا وقت ہے۔۔۔" وہ تحکم بھرے انداز میں حکم دیتا کال کاٹ گیا۔۔ دوسری جانب شہلا اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئی۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ شہر کے اچھے اچھے ڈیزائنرز کو بلوا چکی تھی۔۔ ٹائم کم تھا اس کے وہ سب مل کر کام کرتے اس شاہکار کو تیار کرنے لگے جو کہ سلطان راؤ کو اپنی ملکہ کے قابل لگتا۔۔۔ انھیں ہر چیز مہیا کی گئی تھی یہ ایک سپیشل روم تھا جہاں وہ لوگ کام کر رہے تھے۔۔

سلطان راؤ اپنے روم میں لگی ایل ای ڈی میں سب کو کام کرتا دیکھ رہا تھا وقت گزرتا جا رہا تھا اور وہ سب اپنا بہترین سے بہترین ائیڈیاز استعمال کرتے اس ڈریس پر کام کر رہے تھے۔

وہ گھڑی کی جانب ایک نظر گھماتے ایل ای ڈی آف کرتا اٹھا تھا۔۔

کیونکہ رات کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا اور اسے حرم کو بھی کھانا کھلانا تھا اس دن کے بعد اس کی روٹین بن گئی تھی کہ وہ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کھانا کھلاتا تھا اور وہ منہ بسورتے زہر مار کر لیتی تھی۔۔

اس سے یہ ہوا تھا کہ وہ پہلے سے بہتر ہو گئی تھی بے ہوش ہو کر کہیں گری نہیں تھی۔۔

اب بھی وہ ملازمہ کو فورٹ رائفل کا کہتا حرم کے روم کی جانب بڑھا کیونکہ وہ جہاں کی مہا ڈھٹ تھی مجال تھی جو کبھی کھانے کے لیے خود آجاتی تبھی وہ حسبِ معمول اس کے روم کی جانب بڑھا ایک دوبار ناک کیا پر کوئی جواب نہ آنے پر وہ دھیرے سے دروازہ کھولتے اندر آیا جہاں وہ سر تا پیر کمبل تانے سونے کا ناٹک کر رہی تھی جیسے دیکھ وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

یعنی اس لڑکی کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔ ملازمہ کھانے کی ٹرے لیے اس کی جانب آئی وہ اس سے ٹرے لیتے اسے جانے کا اشارہ کرتے کھانے کا ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھتے اس کی جانب مڑا تھا۔۔

" حرم میں جانتا ہوں تم جاگ رہی ہو سو اٹھا اور اسے فنش کرو۔۔" وہ اس کا بھانڈہ پھوڑتے سختی سے بولتا روز کی طرح صوفے کی جانب بڑھا تھا۔ حرم نے منہ بسورتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔۔

اس کا بس چلتا تو اس جلاد کو کہیں گم کر دیتی تو ایک ہفتے سے اس کی جان کا عذاب بنا ہوا تھا وہ ایک ہفتے سے آلو کھانے کو ترس گئی تھی۔۔

وہ ایک نظر کھانے کی ٹرے کو دیکھتے جہاں پر فروٹ رائفل کے ساتھ دودھ کا گلاس پڑا تھا ساتھ کباب بھی رہے تھے جو یقیناً بیف کباب تھے۔ بنا کسی تیز مصالحے کے۔۔

دوسری نظر سلطان راؤ پر ڈالی جو اسی پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔۔ وہ جھنجھلا کر رہ گئی۔۔ کیا وہ اسے انسان کی بجائے کسی بینس کی بچی لگتی تھی جیسے وہ بھر بھر کر پہلے کھلاتا اور پھر اسے ہضم کرنے کو لون کے چکر لگواتا۔۔

وہ روہنسا ہوتی زہر مار کرنے لگی بیس منٹ میں وہ کھانا ختم کر کے فارغ ہوئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"چلو۔۔" وہ اسے بھی اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے اس کے روم سے نکلا۔۔

وہ اپنا دوپٹہ لیے پاؤں ٹینچتے اس کے پیچھے چل دی۔۔ کیونکہ اس کے منہ کے ذائقے کا بے سود کر کے اس کی ٹانگوں کا کباڑا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

چچی انھیں ایک ساتھ سیڑھیوں سے اتارتے دیکھ بے ساخت ماشاءاللہ بولیں تھیں۔۔ کتنے خوبصورت لگتے تھے وہ ساتھ میں دونوں۔۔ ان کے دل کی تو ہمیشہ سے ہی خواہش رہی تھی کہ وہ سلطان کو اپنا داماد بنائے پر اس کی ڈھیٹ اور پھوہڑ بیٹی ہمیشہ ان کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیتی۔۔

کیونکہ سلطان راؤ ایک سنجیدہ اور مچور انسان تھا اور ان کی بیٹی کا ابھی تک بچپنا ہی ختم نہیں ہو رہا تھا ۔۔۔ شاید سلطان راؤ اسے اپنی ہمسفر کے روپ میں نہ چنتا۔۔ وہ اپنے روم کی جانب بڑھ دیں۔

♥♥♥♥♥

سلطان بھائی میں تھک گئی ہوں مجھے نیند آ رہی ہے۔۔" وہ چہرے پر معصومیت تاری کیے بولتی اتنی پیاری لگی کہ وہ بے ساخت اسے دیکھے گیا۔۔ پر اس کے منہ سے بھائی کی تکرار اسے شدید ناگوار گزری

۔۔۔

"حرم سویٹی۔۔۔ بھائی نہیں ہوں آپ کا میں سو آپ مجھے سلطان کہا کریں۔۔" وہ بمشکل خود پر ضبط کرتے دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔

" پر یہ تو بتمیزی ہو جائے گی نہ آپ مجھ سے پورے چار سال بڑے ہیں۔۔" وہ آنکھیں پٹ پٹاتے ہوئے بولتی سلطان راؤ کو گھائل کر گئی اس کی انھیں معصوم حرکتوں نے ہی تو اسے اپنا اسیر کیا تھا۔۔

" چار سال بڑا ہوں چار سو سال نہیں۔۔" وہ بھنا کر بولا تھا جس پر وہ منہ بسور گئی۔۔

" نیم چڑھا کریلا۔۔" وہ دل میں اسے نیا لقب دیتے ہوئے بولی تھی۔۔ کیونکہ اگر وہ سامنے بولتی تو یہ کریلا اسے ثابت ہی نگل جاتا۔

" ٹھیک ہے جاؤ اب۔۔" دل تو نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ جائے پر وہ اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے بولا تھا جس پر وہ خوشی سے اچھلتے جانے کو مڑی تھی اور اپنے ہی پیروں سے الجھ کر اس سے پہلے کہ گرتی سلطان راؤ نے اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتے بچانے کی کوشش کی اور اسی کوشش میں اس کا بیلنس بگڑا اور دونوں ہی زمین بوس ہوئے تھے۔۔

سلطان راؤ گھاس پر جبکہ وہ نازک سا وجود اس کے سینے پر گرا تھا ایک پل کو تو دونوں کو ہی کچھ سمجھ ہی نہ آیا کہ ہوا کیا ہے۔۔ سلطان راؤ تو ساکت اپنے سینے پر پڑی اس نازک سی پری کو دیکھے گیا اس کا نرم گرم سا شاخ گلاب سا وجود محسوس کرتے اس کے اعصاب پر سرور سا طاری ہونے لگا۔۔۔ لمحے جیسے رک سے گئے تھے۔۔۔ ہر سو جیسے پھولوں کی بارش سی ہونے لگی تھی۔۔

ساکت تو حرم بھی ہوئی تھی پر خوف کے مارے دھڑکنوں میں جیسے طوفان سا اٹھا تھا۔۔ پر حواس تو تب بوکھلائے جب سانسوں میں سلطان راؤ کے کلون کی خوشبو اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر اپنی ہتھیلی کے نیچے سلطان راؤ کا بے آہنگ دھڑکتا دل محسوس کرتے پورے وجود میں لرزش سی طاری ہو گئی تھی عجیب سا احساس اس کے پورے وجود پر طاری ہوا تھا۔۔ وہ ہمت جھٹاتی اس کے سینے پر سے اٹھتی اندر کی جانب بھاگی تھی ۔۔ جبکہ سلطان راؤ وہی چت پڑا تھا۔۔۔ وہ نازک جان سینے سے لگا کر ضبط کا آخری دھاگہ بھی توڑ گئی تھی۔ اب ناممکن تھا اس کے بنا ایک پل بھی رہنا۔۔

بات اتنی سی تھی کہ تم اچھے لگتے تھے........!!!! اب اتنی بڑھ گئی ہے کہ تم بن کچھ اچھا نہیں لگتا

وہ لرزتی ٹانگوں کے ساتھ بمشکل بھاگتے اپنے روم میں آتی ڈور کو لاک کرتی وہی بیٹھتی چلی گئی ۔۔۔ دل جیسے ٹرین کی سپیڈ سے بھاگ رہا تھا۔۔

حال

ہیزی میرے جہان آپ وہاں جا کر کوئی شرارت نہیں کریں گی اور نہ ہی پانی میں جائیں گی آپ۔۔"

عالم راؤ اس کے بال بناتے وقفے وقفے سے اس کے بالوں پر بوسہ دیتے ساتھ ساتھ اسے سمجھا رہا تھا.

جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی وہ اس کی ساری باتیں مان رہی تھی کیونکہ اسے فلحال پر حال میں سی ویو جانا تھا۔۔

اور نہ ہی پانی میں جائیں گی ورنہ آپ بیمار ہو جائیں گی جو میں بلکل بھی افوڈ نہیں کر سکتا۔۔ وہ اس کے بالوں کی ناٹ بناتے گویا ہوا تھا۔

جان میں آپ کی ساری باتیں مان رہی ہوں نہ میں اچھی بچی ہوں۔۔۔وہ اس کی جانب مڑتے ہوئے مسکرا کر بولتی اتنی پیاری لگی کہ وہ بے ساخت اس پر جھکتا اس کی مسکان اپنے لبوں سے چرا گیا۔ہیزل اس افتاد پر بوکھلاتے سمجھ آنے پر سرخ انگارہ ہوتی اس کے سینے میں سر دے گئی۔

جان آپ کتنے گندے ہیں میں بات نہیں کروں گی آپ سے۔وہ اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتے دھیمی آواز میں بولتی عالم راؤ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

تو میں بات کر لوں گا اپنی جان تمنا سے۔۔۔وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے اس کے گلال عارضوں پر جھکتے اپنا لمس چھوڑتے مدھم لہجے میں بولا تھا۔وہ حیا سے مزید لرزی تھی۔

جان ہمیں دیر ہو جائے گی۔۔۔وہ اسے خود میں گم ہوتے محسوس کر بمشکل بولی تھی۔

ہونے دو۔۔۔وہ اس پر جھکتے لاپروائی سے بولا تھا۔ہیزل نے دھڑتے دل کے ساتھ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے باز رکھنا چاہا۔پر وہ کہاں باز آنے والا تھا۔۔وہ اس کی نازک سی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے۔۔۔۔اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا۔۔اسے لگا جیسے اس کا پور پور انگاروں کی ضد میں ہو۔

"جان اگر کبھی میں آپ سے دور ہو گئی تو۔۔"

وہ وہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی سعی کرتے نجانے کیا سوچ کر بھول گئی تھی۔۔۔ جیسے سنتے ہی عالم راؤ کے لب اور ہاتھ ساکت ہوئے تھے ساتھ ساتھ اس کی دل کی دھڑکنیں بھی۔۔

"کیا۔۔۔۔۔ کیا کہا تم نے۔۔۔ ہیزل جان سلطان راؤ۔۔۔ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔ میں پھر سے سننا چاہتا ہے۔۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے کرسٹل گرے آنکھوں میں وحشت کی سرخیاں لیے عجیب سے انداز میں دریافت کر رہا تھا۔۔ ہیزل کو لگا اس نے کچھ غلط کہہ دیا تھا۔ اس کا نازک سا سراپا لرزنے لگا تھا اس کے حصار میں۔

"جج۔۔۔ جان۔۔۔"

بمشکل لرزتی آواز میں پکارا تھا۔۔

"نو۔۔۔ نو تم نے ابھی کیا کہا۔۔۔۔ ہیزل سکندر شاہ۔۔"

وہ آنکھوں میں جنونیت لیے بولتا اب سچ میں ہیزل کی جان نکالنے لگا۔۔

"جان پپ۔۔۔ پلیز۔۔۔ سوری۔۔۔ میں نے۔۔۔ جان بوجھ۔۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ وہ اسے خود سے دور کرتے غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ ہمت بھی کیسے ہوئی۔۔۔ کیسے ہمت ہوئی۔۔۔ ایسی بکواس کرنے کی۔۔۔ جان سے مار دوں گا میں سب کو جس نے بھی جان سلطان سے اس کے عشق اس کی بندگی کو اس سے دور کرنے کا سوچا بھی۔۔۔۔"

وہ شدید جنونی ہوتا دھاڑا تھا۔۔۔ ہیزل کی ساکت آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے۔۔۔

اسے شادی سے پہلے والا عالم راؤ یاد آیا تھا۔۔ جیسے شادی کے بعد اس کی محبت اس کی نرمیاں اور اس کی عاشقی اس کا اسے پھولوں کی طرح سینچ سینچ کر رکھنا اس کے پیار میں تو وہ اس عالم راؤ کو بھول ہی گئی تھی

کب دیکھا تھا اس نے اپنے جان کا ایسا روپ۔۔۔ وہ جو جیسے مرنے کو ہو گئی تھی۔۔
اور تمھاری ساری حسیں، سوچنے کی ہر صلاحیت مفلوج کر دوں گا۔۔۔ تا کہ تم کبھی ایسا سوچ بھی نہ سکو ۔۔۔ جان کی بندگی ہو تم۔۔۔ اس کی زندگی کا سب سے حسین باب۔۔۔ اس کے زخموں کا مرہم، اس کی اذیت کا علاج، اس کی وحشتوں کا قرار، جان کی بے جان آوارہ روح کا ٹھکانہ ہو اس کے دل کا چین

بے ایس کی وحشتِ دیوانگی کو آواز مت دو۔۔۔ کیونکہ میں ایک اور سلطان نہیں بنوں گا۔۔۔۔ نہیں بنوں گا میں۔۔ پوری دنیا کو آگ میں جھونک دوں گا اگر کسی نے اس سے اس کی ہیزل اس کی گولڈن ڈول کو اس سے چھیننے کی کوشش بھی کی تو۔۔۔"
وہ جنونیت و وحشت سے دھاڑا تھا۔ اس کی تنی ہوئی رگوں کو دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے ابھی پھٹ جائیں گی ۔۔ سفید رنگت شدید سرخ ہو رہی تھی کرسٹل گرے آنکھوں سے جیسے لہو پھوٹ رہا ہو۔۔
ہیزل کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی جس سے جان مفلوج ہوتی محسوس ہوئی تھی تبھی برداشت نہ کرتے حواس کھولتی لہرا کر اس سے پہلے کے گرتی عالم راؤ نے اس کے مخملی وجود کو خود میں سمیٹا تھا۔۔

وہ اپنی بانہوں میں بے جان ہوتی اس پری وش کو بے بسی سے دیکھا تھا۔۔۔جو اس کی زندگی تھی۔۔ وہ آہستہ سے اسے بانہوں میں بھرتے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔۔بڑی ملائمت سے اسے بیڈ کر ڈالتے وہ اسے آپ سینے پر ڈالتے آنکھیں موند گیا۔۔

"ہیزی...میری زندگی۔۔۔۔میری جان آنکھیں کھولو۔۔۔"

وہ نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے بے حد محبت سے بولا تھا۔۔۔کچھ دیر پہلے کی وحشت، جنونیت لہجے سے مفقود تھی اس جگہ اب نرمی اور محبت نے لے لی تھی۔

وہ اس کے دلکش چہرے کو اپنی آنکھوں میں بسائے اس کے ایک ایک نقوش اپنے لمس سے بھگونے لگا ۔۔وہ اس کی بے لگام شدتوں پر کسمسائی تھی جس پر وہ متبسم ہوتا اس کے بلائی لب پر اپنا لمس چھوڑتے کچھ جنونی ہوا۔۔

وہ جو پہلے ہی اس کا جنونی روپ سہتے سہم گئی تھی اپنی سانسوں پر اسے قابض دیکھ خوف سے سانسیں تک روک گئی۔

اس میں اتنی ہمت تک نہیں بچی تھی کہ وہ مزاحمت بھی کر سکتی۔۔دل بری طرح سے لرزتا جیسے سینے کی دیواریں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔۔وہ بیڈ پر اپنی گرفت کرتے اپنے ڈر پر قابو پانے لگی۔۔

عالم راؤ اس کے ساکت وجود کو محسوس کرتے اس کے لبوں کو آزادی دے گیا۔۔۔اس کی ناک کے ساتھ ناک ملاتے اس کی سانسوں کق خود میں کھینچنے لگا۔۔

"ٹیک آبر تھ مائے گولڈن ڈول۔۔"

اسے روک روک کر سانس لیتے محسوس کرتے سرگوشی میں بولا تھا۔۔پر وہ ہنوز تھی۔۔عالم راؤ نے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے گہری سانس کھینچتے اس کی خوشبو کو خود میں اتارا تھا۔۔ہیزل کی جان پر بنی تھی۔۔وہ اس کے کان کی لو پر اپنا ناک سہلاتے وہاں اس کے کان کی لو کو نرمی سے دانتوں کے شکنجے میں لیا تھا وہ سسکی۔۔

"ج۔۔۔جان۔۔۔"

وہ اس کی جیکٹ تھامتے سسکی۔جا پر وہ مدہوش ہوتا اس کی بیوٹی بون پر شدت بھرا لمس چھوڑتے اسے پاگل کرنے لگا۔۔

تم صرف میری ہو۔۔۔ لیکن بہت ستاتی ہو اپنے جان کو۔۔۔پر مرض بھی تم ہی ہو اور اس مرض کا علاج بھی۔۔۔میری نس نس میں کسی نشے کی طرح سراہیت کرنے لگی ہو۔۔۔ کبھی کبھی دل چاہتا ہے اپنی ساری وحشت دِیوانگی۔۔۔ساری جنونیت تم پر انڈھیل دوں۔۔۔اسے ہی تمھاری نس نس میں اتر جاؤں جس طرح تم نے یہ جان مشکل میں ڈال رکھی ہے۔۔پر پھر تمھاری یہ چھوٹی سی جان دیکھ کر رحم آجاتا ہے۔۔کیسے سہہ پاؤں کی اس پاگل جنونی انسان کا محبت۔۔۔ کبھی کبھی سوچتا ہوں عشق کرلوں تم سے۔۔۔ایسا عشق جس کی کوئی حد نہ ہو۔۔۔کوئی منزل نہ ہو۔۔۔میں سرِراہ بٹکتا رہوں تمھارے تعاقب میں اور تم اتنی ہی دور ہو جاؤ مجھے۔۔۔۔میں پانے کی چاہ میں جل کر راکھ ہو جاؤں۔۔۔اذیت

میں لہو لہو ہو جاؤں۔۔ سر تا پاؤں زخم زخم ہو جاؤں۔۔۔کانٹوں پر گھسیٹ لیا جاؤں اور پھر۔۔۔پھر ایک قصہ بن جاؤں۔۔ کبھی نہ مٹنے والا۔۔۔۔ کبھی نہ ختم ہونے والا۔۔۔"

وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش پر سطر کھینچتے بے تاثر لہجے میں بول رہا تھا اور ہیزل دم سادھے اس کی عجیب کتھا سن رہی تھی۔۔جو اس معصوم کی ذہنیت سے باہر تھی۔

پر میں سلطان نہیں ہوں میں اپنے عشق کو زندہ رکھو گا میں اپنے عشق کو سنواروں گا۔۔۔ تمھیں اپنے دل میں چھپالوں گا تاکہ کبھی تم عالم راؤ سے دور نہ جاسکو۔۔۔میں اپنے عشق کے لیے جے ایس بن جاؤں گا۔۔۔جو اپنا حق دنیا سے چھین لیتا ہے۔۔"

ایک دم سے لہجہ بدلہ تھا اور وہ پھر سے جنونی ہوا۔۔

ایک خلش کو حاصل عمر رواں رہنے دیا۔۔۔

جان کر ہم نے انھیں نہ مہرباں رہنے دیا۔۔۔

آرزوئے عشق بھی بخشی دلوں کو عشق نے۔۔۔

فاصلہ بھی میرے ان کے درمیان رہنے دیا۔۔۔

کتنی دیواروں کے سائے ہاتھ پھیلاتے رہے۔۔۔۔

عشق نے لیکن ہمیں بے خانماں رہنے دیا۔۔۔۔

اپنے اپنے حوصلے اپنی طلب کی بات ہے۔۔۔

چن لیا ہم نے تمھیں سارا جہاں رہنے دیا۔۔۔

لون اس طرز جفائے آسماں کی داد دے۔۔۔

باغ سارا پھونک ڈالا آشیاں رہنے دیا۔۔۔

یہ بھی کیا جینے میں جینا نے ان کے بغیر۔۔۔

شمع گل کر دی باقی دھواں رہنے دیا۔۔۔

یہ بھی کیا جینے میں جینا ہے بغیر ان کے۔۔۔

شمع گل کر دی گئی باقی دھواں رہنے دیا۔۔۔

"کہوں تم میری ہو۔۔۔ اور ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔۔۔ جیسے سلطان کی ملکہ اسے چھوڑ گئی پاگل کر گئی دیوانہ کر گئی۔۔۔ میں مر جاؤں گا ہیزل تمھارے بنا۔۔۔ پلیز پرامس می۔۔ کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔۔"

وہ لہجے میں ازیت لیے بولتا کوئی دیوانہ سا ہی لگا تھا ہیزل کو۔۔۔ اسے تکلیف ہوئی تھی نہ جانے کونسی تکلیف وہ اپنے اندر دبائے بیٹھا تھا۔۔ اور سلطان کون تھا۔۔

"جان۔۔۔ پلیز میں نہیں جا رہی کہیں آپ خود کو تھکائیں نہیں مت دے خود کو تکلیف۔۔۔"

وہ اس کی بیرڈ بھری گال پر اپنا نازک سا ہاتھ رکھتے آنکھوں میں نمی لیے بولی تھی۔۔عالم راؤ نے اس کے آب حیات سے لمس کو اپنے دل میں اتارتے وہیں اس کے ہاتھ کو تھامتے اپنے دہکتے لب رکھے تھے۔۔

"جانِ جاناں تمھارا جان بہت چاہتا ہے تمھیں پیار محبت بہت چھوٹا سا لفظ ہے میرے جزبات بہت آگے نکل چکے ہیں میری جان ۔۔۔میری برسوں کی ریاضت کا صلہ ہو تم میرے جذبوں کی امین میرے پاگل دل کی سب سے بڑی خواہش ہو۔۔۔اگر کہوں گی تو پوری عمر تمھارے قدموں میں بسر کر دوں گا۔۔۔میری عاشقی میری دیوانگی بے حد ہو تم ہیزل جان سلطان۔۔"

وہ اس کی ہتھیلی پر بے تحاشا بوسے دیتا الفت و وارفتگی سے بولا تھا ہیزل لرزتی ٹانگوں کے ساتھ اس کا جنونی لمس سہتے گلال ہوئی تھی۔۔

♥♥♥♥♥

بازل شاہ شاور لیتا اپنے گلے میں ٹاول لپیٹ صرف بلیک ٹراؤزر میں باہر آیا تھا۔۔۔نظریں ڈریسنگ کے سامنے کھڑی کسی اور دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔۔سی گرین کلر کی سٹائلش سی شرٹ پہنے ساتھ ساتھ ریڈ کلر کی سکرٹ پہننے سیاہ بالوں کو ایک سائڈ سے پن اپ کیے ہونٹوں پر لائٹ سی پیچ لپسٹک لگائے خیالوں میں گم وہ کسی بت تراش کے ہاتھوں بنا یا دلکش مجسمہ ہی لگی تھی۔۔بازل شاہ کی آنکھوں سے خمار چھلکنے لگا۔۔

وہ ٹاول گردن سے نکال کر بیڈ پر پھینکتا بے خودی کے عالم میں اس کی جانب بڑھا تھا۔۔وہ عین اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اس کی کمر میں اپنے دونوں بازوں حائل کرتے اس کے کندھے پر لب رکھتے لمظ ابراہیم کی ہوش کی دنیا میں لا ٹپنچہ۔۔۔آئینے سے نظر اتے بازل شاہ کے برہنہ کسرتی شانوں اور اپنے کندھے پر ہونٹ جمائے اسے اپنے حصار میں لیے کھڑے اپنے ساحل کو دیکھ گھنیری مژگان لرزتیں جھکیں تھیں۔۔پورا وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں آیا تھا۔

"ساحل۔۔۔"

بے ساختہ پکارا گیا تھا پر وہ ان سنی کرتا ہنوز اس کے کندھے لب جمائے اس کے گرد حصار باندھے کھڑا رہا۔۔۔لمظ کو لگا اس کے دہکتے لب کے لگاتا لمس پر اس کی جلد جل جائے گی سانیس بے ترتیب ہو رہیں تھیں بری طرح سے۔

"شاہ پلیز۔۔۔"

وہ لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔وہ اس کی التجا پر بنا کان دھرے جابجا اس کے کندھے کو اپنے دہکتے لمس سے بھگونے لگا۔۔وہ بمشکل سانسیں بھرتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔پر اپنے کندھے پر اس کے دانتوں کا دباؤ محسوس کرتے سسکی تھی۔۔

وہ پر اس کی حالت سے انجان بنتا اپنے کام میں مگن اس کے کندھے اور گردن کے درمیان نرم نازک جگہ اپنے دانت گھاڑ گیا۔۔۔وہ تڑپ اٹھی تھی اس بے رحمی پر۔۔

"شاہ۔۔۔۔"

وہ مچلی تھی۔۔ بازل شاہ نے اس یکلخت اسے اپنی جانب گھمایا تھا۔۔۔

"کیوں اتنی پیاری ہو لمظ بازل شاہ۔۔۔ کیوں مجھے بے بس کرنے کا سامان کرتی ہو۔۔۔ اور پھر آنکھوں سے شکوے کیسے۔۔۔ یہ مزاحمت کیوں۔۔۔ یہ سسکنا کیوں۔۔۔ اتنے ہتھیاروں سے لیس ہو کر تم بازل شاہ سے شریف بننے کی امید کیسے کر سکتی ہو۔۔ یہ تو پہلے ہی تمھارا دیوانہ ہے یوں کیل کانٹوں سے لیس سامنے آؤں گی تو سراہے بنا کیسے رہوں گا جان تمنا۔۔۔ یہ تو پھر حسن کی توہین ہوئی نہ۔۔۔ اب بازل شاہ ایسا کیسے کر سکتا ہے کہ اس کی ملکہ حسین لگے اور یہ غلام اسے سراہے بھی نہیں۔۔"

وہ اس کے گردن پر اپنی انگلیوں سے ویوز بناتے اس کی سانسیں خشک کرتے آنکھوں میں خماری لیے اپنی ہی کہے جا رہا تھا اور وہ اس کے ایک ایک لفظ پر کانپتی اس کے کسرتی برہنہ سینے پر نظریں پڑتے ہی حیا سے گلال ہوتی بازل شاہ کو بہکانے کا مزید سامان کرنے لگی۔۔

چاند سی پیشانی پر بکھرے سیاہ گھٹاؤں سے بال جیسے بادلوں میں چھپے چاند کا منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔

سیاہ آنکھوں پر لرزتی گھنیری پلکوں کی کپکپاہٹ،

اس کی قربت میں دہکتے سرخ عارضوں پر وہ آنکھوں میں دیوانگی و وارفتگی لیے نرمی سے اپنے ہاتھ کی پشت پھرتے مزید اس کی جان ہلکان کر گیا۔۔

بھرے بھرے عنابی لبوں کی تھرتھراہٹ پر وہ اپنا دل تھام گیا جو آج اسے شدید قاتل محسوس ہو رہے تھے۔۔اسے لگا وہ ضبط کھو دے گا۔۔

تبھی وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکتا پر شدت لمس چھوڑتا اسے جیسے سزا دینے لگا اتنا جان لیوا لگنے کی۔۔
وہ تڑپ کر اس کے شانوں کو تھامتی اس کا جان لیوا لمس برداشت کرتے لگی جو بے حد مشکل لگ رہا تھا

۔۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز لیو۔۔۔می۔۔"

وہ ہمت کرتی اس کے شانوں پر دباؤ دیتی اسے خود سے دور کرنے لگی جس پر وہ غصے سے اس کی کالر بون پر دانت گاڑتے اسے سزا دے گیا لمظ ابراہیم کی آنکھوں نم ہوئیں تھیں سانیس بھی شدید پھول چکیں تھیں پر اس جنونی انسان کو جیسے پرواہی کب تھی جو اسے ہلکان کرنے میں مگن تھا۔۔

"ششش۔۔۔جنونِ من بہت زیادہ پاگل کر رہی ہو اپنے ساحل ہو دل چاہتا ہے سارے حد بندیاں مسمار کر کے سمو لو تمھیں خود میں۔۔۔"

وہ اس کے بالائی لب کے خم کو اپنے انگوٹھے سے دباتے جنون خیز سرگوشی میں بولا تھا جس کا خم بے حد دلفریب تھا۔۔لمظ ابراہیم اس کے شانے میں ناخن گاڑ گئی۔۔۔اس میٹھی سی چبن پر بازل شاہ کی آنکھوں میں سرور سا ابھرا۔۔

"آآ۔۔۔آپ نے وو۔۔۔وعدہ کیا ہے شاہ۔۔۔"

وہ بمشکل اپنے پیروں پر توازن رکھتے ہوئے بولی تھی۔۔
"وہی تو اب تک روکے ہوئے ہے پر اب زیادہ دن نہیں دور رہ سکتا اس کے میں تمھاری ہر ہواہش کو پورے کرنے کا سوچ لیا ہے۔۔۔بس کچھ انتظار اور پھر تمھیں اپنی دلہن بنائے پورے دھوم دھام سے تمھاری بارات لیے تمھارا شاہ آئے گا۔۔اور پھر تم انتظار کرنا اس دن پورے کیل کانٹوں سے لیس ہو کر اپنے شاہ کے نام کا سنگھار کیے اس کی سیج سجائے۔۔۔اس دن کوئی مزاحمت کام نہیں آئے گی اس دن ہر حال میں تمھیں بازل شاہ کا بننا ہو گیا اس کی شدتوں کو برداشت کرنا ہو گا اس کے دہکتے لمس میں بھگتے اس مزید بہکانے کے سامان کرنے ہونگے۔۔نہ کہ مزاحمت۔۔"
وہ اس کی ٹھوڑی پر بار بار لمس چھوڑتے لہجے میں دنیا جہاں کی محبت و وارفتگی سموئے بولتا اس کی سانسیں بھاری کر رہا تھا۔۔

ایک لمحے کے لیے لمظ ابراہیم کو یہ سب خواب لگا تھا۔۔۔جس کے ہجر نے برسوں اس کی سانسوں میں کانٹے پروئے تھے۔۔۔اسے انگاروں میں جھونک رکھا تھا وہ پل پل مری تھی اس کے آنے کی آس میں۔۔۔جس کی محبت سے اسے اس دنیا سے بے گانہ کیا تھا وہ آج حقیقت میں اس کے سامنے اس کے انتظار اس کے صبر کا پھل بن کر اسے اپنی پناہوں میں لیے کھڑا اسے اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔۔۔
لمظ ابراہیم کو آنکھوں میں حسرت اور کرب لیے دیکھتا پا کر بازل شاہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔۔یہ لڑکی نہ جانے کن کن اذیتوں سے گزری تھی جس کی زدہ سی تکلیف وہ بچپن میں بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

وہ جھکتا اس کی کرب زدہ جلتی آنکھوں پر لب رکھ گیا۔۔وہ نہیں جانتا تھا وہ کیسے اس لڑکی کی اذیتوں کا مداوا کرے گا۔۔۔

لمظ ابراہیم نے پوری شدت سے اس کے لمس کی ملائمت کو محسوس کیا تھا جو اب اسے ایسے چھو رہا تھا جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو۔۔

"کیوں خود کو اذیت دیتی ہو میری زندگی۔۔"

وہ اس کی پیشانی پر طویل بوسہ دیتے نرمی سے گویا ہوا۔۔

"میرے بس میں نہیں کچھ بھی۔۔"

وہ اس کے بانہوں کے حصار میں بھی بے یقینی تھی شاید۔۔ تبھی سسکتے ہوئے بولی تھی۔۔

"میں چن لوں گا سارے درد اپنی زندگی کے۔۔۔ کبھی کوئی تکلیف تم تک آنے نہیں دوں گی۔ بس خود کو مزید تکلیف نہیں دیا کرو میرے جنون تمھارے ساحل کا دل زخمی کرتی ہے یہ تمھاری آنکھوں کی نمی۔۔۔"

وہ اس کے آنسو اپنے لبوں میں سمیٹتا اسے خود میں بھینچ گیا۔

"نہیں میں نہیں روؤں گی اب۔۔۔ کبھی نہیں روؤں گی۔ بس آپ میرے پاس رہنا۔۔"

وہ اس کی پیروں پر اپنے پیر رکھتی اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتی بازل شاہ کو اپنے لمس سے مہکا گئی ۔۔بازل شاہ نے آنکھیں بند کرتے اس کے روحانی لمس کو خود میں جزب کیا۔۔

ے تمھارے پہلو میں آباد ہوتے کسی سائے کی مانند تم سے لپٹ جاؤں

ے تمھاری سانیس بے ترتیب کروں اور پھر جب

تمھیں سانسوں کی کمی ہو تو تم چپکے سے مجھ سے اپنے حصے کی سانسیں کھینچ لو اور مجھ پھر سے بہانا ملے دوبارہ تم سے تمھاری سانیس چرانے کا۔۔۔میں تمھارے پور پور کو اپنی دیوانگی سے رنگتے تمھیں مزید حسین بناؤاور پھر تمھیں دیکھتے مزید عشقِ جنون میں مبتلا ہو کر تمھیں بھی اپنے ساتھ پاگل کرلوں۔۔"

وہ کس قدر جنونی تھا اس کے لیے اپنے لفظوں کے جال میں الجھاتا وہ اسے ہر کرب سے کھینچتا اپنے بے باک لفظوں سے اسے گلال کرتے اس کے گرد اپنا گھیرا مزید کستے دوسرے ہاتھ سے اس کے نقوش پر سطریں بناتے اس کی جان لبوں پر لے آیا۔۔

"شش۔۔۔۔شاہ بس کریں۔۔۔پلیز۔۔"

وہ اپنی رکتی سانسوں میں اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے بمشکل بولی تھی کیونکہ اس کی باتیں سچ میں اس کی سانسیں پھولا گئیں تھیں۔

"خود ہی تو پاس بلاتی ہو میرے جنون۔۔۔اب بنا معاوضے کے بازل شاہ تو خود کا دیدار بھی نہیں دیتا ۔۔۔۔کچھ تو رشوت دیجئے۔"

وہ اس کے لبوں کے قریب جھکتا مدھم سرگوشی میں بولتا لمظ ابراہیم کو سانیس روکنے پر مجبور کر گیا۔۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ نہیں۔"

وہ اس کے ارادے بھانپتے نفی میں سر ہلاتے بھولی تھی۔۔

"شش۔۔۔ تمھیں سانس درکار ہیں مرمڈ اور مجھے تمھارا لمس۔۔۔ تم اپنی طلب پوری کر لینا میں اپنی ۔۔"

وہ اس کی ہتھیلی پر لب رکھتے اسے ہٹا کر اپنی گردن میں اس کی بانہوں ڈالتا مدھم آواز میں بولتا اس کے نازک پنکھڑیوں سے قاتل لبوں پر جھکا تھا۔ جنھوں نے اس کی جان نکال رکھی تھی کافی وقت سے۔۔

لمظ ابراہیم سختی سے آنکھیں میچے اس کی گردن کے گرد اپنی گرفت سخت کر گئی کیونکہ ٹانگوں بے جان ہونے لگیں تھیں۔

وہ مزید اسے خود میں بھیجتے کبھی اسے سانسیں کھینچتے کبھی اسے اپنی سانسیں دیتے اس کے وجود میں طغیانی بھر گیا۔۔۔

وہ مکمل اس میں مدہوش ہوتے اس خود میں جزب کر رہا تھا اور وہ نازک سی جان اس کی جنون خیزیاں برداشت کرتے بے بس سی اس کی بانہوں میں تھی۔۔

❤❤❤❤❤

"یان مما کب آئیں گی مجھے ان کی یاد آرہی ہے۔۔"

وہ ریان ملک کی جانب آتے بھرائی آواز میں بولی۔۔ جو واڈروب میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔۔

اس کی بات سنتے لب بھینچ گیا۔۔ کیونکہ جو تھا ہی نہیں اس دنیا میں وہ اسے کہاں سے لاتا۔۔

"وہ جلدی آجائیں گی پلیز رو نہیں میری جان۔۔" وہ اس کی جانب مڑتے محبت سے بولا پر اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو دیکھ جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا ہو۔

"وہ نہیں آرہیں یان۔۔۔ کتنا وقت ہو گیا ہے آئی مس ہر۔۔۔ مجھے وہ چاہیے۔۔۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی چلائی تھی۔ ریان ملک نے بے بسی سے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔۔

"پلیز ڈونٹ کرائے یان کی جان آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔"

وہ دھیرے سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے نرمی سے بولا تھا پر وہ اس کا حصار توڑتی بیڈ پر گرتی زارو قطار رونے لگی۔۔

ریان ملک تڑپ اٹھا تھا وہ اس کی جانب اتا اسے شانوں سے تھام کر اٹھاتا اپنی بانہوں میں بھینچ گیا۔۔

"وہ نہیں آرہیں۔۔۔ گندے ہیں آپ بھی۔۔۔ مجھے کوئی بھی نہیں چاہیے چھوڑیں مجھے۔۔"

وہ روتے ہوئے اس کے شانوں پر مکے مارتی چلائی تھی۔۔ جو اس کے لیے نقصان دہ تھا۔۔ پر وہ قابو کہاں آرہی تھی۔۔

"شش۔۔۔ شش میری جان طبیعت خراب ہو جائے گی پلیز میں لے آؤں گا۔۔۔ تم مت کروں ایسے۔۔" وہ خوفزدہ ہوا تھا اس کے ہزیانتی انداز سے۔۔ تبھی ملتجی لہجے میں بولا تھا۔۔

"نو انھیں مجھ سے پیار نہیں ہے تبھی وہ چھوڑ کر چلی گئی ہیں مجھے۔۔۔ آپ بھی چلے جائیں مجھے نہیں چاہیے کوئی بھی۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتے کسی طور ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔

"بس بس میرے شائے سٹار کیوں اتنی تکلیف دے رہی ہیں مجھے اور خود کو۔۔"

وہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے اپنی میڈیسن نہیں لی تھی تبھی وہ آج اس طرح ری ایکٹ کر رہی تھی وہ ماریہ سے بول کر گیا تھا کہ اسے ٹائم کر میڈیسن دے دے پر وہ شاید بھول گئی تھی۔۔

" مجھے کچھ ہو جائے گا یان مجھے مما لا دیں پلیز مجھے بہت یاد آ رہی ہیں میں نے بہت بری بری باتیں اور منظر نظر آ رہے ہیں۔۔ پلیز پلیز لا دیں۔۔۔ انھیں کچھ ہو گیا ہے۔۔"

وہ اس کی شرٹ کو سختی مٹھیوں میں بھینچ روتے ہوئے بولی تھی۔

اسے یاد آ رہا تھا دوائیں اثر کر رہیں تھیں اور اسے کچھ ایسا یاد آیا تھا جو بہت اذیت ناک تھا جو اسے خوف میں مبتلا کرتے ہزیانتی کر رہے تھے۔۔

" میری طرف دیکھو میری جان کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے پلیز مت کرو ایسا میں کھونا نہیں چاہتا تمھیں بہت چاہتا ہوں پلیز کچھ تو رحم کھاؤ۔۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے کی کی نم پیشانی پر لب رکھتے کرب سے بولا تھا۔ستارہ اس کے سینے پر سر رکھتے سسکنے لگی۔۔

" ایم سوری یان۔۔۔ پر میں کیا کروں مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔۔ پر آپ چاہیے مجھے۔ ایم سوری میں آپ کو کبھی جانے کا نہیں کہوں گی بس مجھے مما لا دیں۔۔"

وہ اس کی جانب دیکھتے بھیگے لہجے میں بولتی اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔یہ ریان ملک کا دل جیسے لہو لہو ہونے لگا تھا۔۔کاش وہ اس کے حصے کی بھی ساری تکلیفوں خود میں جزب کر لیتا۔

"ہاں میں لا دوں گا بس آپ رونا بند کریں اور پیاری سی ایک مسکان دے دیں اپنے یان کو۔۔تاکہ یہاں جو آپ کے رونے سے درد ہو رہا ہے وہ کم ہو جائے کچھ۔۔"

وہ اس کے آنسو اپنے لبوں پر سمیٹتے الفت و محبت سے بولا تھا۔۔وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے دھیرے سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

وہ آنکھیں میچتے سختی سے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

"بس اب کبھی یوں تکلیف نہیں دینا خود کو اپنے یان کو بھی مت ستانا ورنہ خود کو کچھ کر لوں گا آئی سویئر۔۔کیونکہ تمھارے بنا جینا پڑے اس سے پہلے میں خود کو ختم کر لوں گا۔۔تمھارے معاملے میں ریان ملک بہت بزدل ہے میرے جہان۔۔"

وہ اس کے کان کی لو پر لب رکھتے اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا ستارہ کو تڑپا کر رکھ گیا۔۔

"ایسا مت کہیں یان مم۔۔۔میں سوری کر رہی ہوں نہ۔۔۔۔اب کبھی آپ کو دور جانے کا نہیں کہوں گی۔"

بولتے ہوئے وہ اپنی آنکھیں پھر سے نم کر گئی۔۔جس پر وہ جھکتا باری باری اپنا لمس چھوڑتا ان کی نمی خود میں جزب کر گیا۔وہ اس کا دہکتا لمس پاتے لرزی تھی۔۔دل سوکھے پتے کی مانند لرزا تھا۔۔

" تم جانتی ہو کتنی ضروری ہو میرے لیے ۔۔۔ سانسوں سے زیادہ مجھے تم چاہیے ہو میری جان ۔میں تمھیں کھو نہیں سکتا کیونکہ میں اس تمھارے معاملے میں بہت خود غرض ہو مجھے ہر حال میں تم چاہیے ہو۔۔ آئی ریلی لو یو جانِ ریان ۔۔ آئی کانٹلی وڈ آوٹ یو ۔۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے جنونی انداز میں بولتا اس پر جھکتا اس کی سانسوں کو خود میں قید کرتا اپنی اذیتوں کا شمار کرنے لگا وہ نازک سی جان تڑپتی آنکھوں میچتے اس کی جیکٹ ہو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

وہ قطرہ قطرہ اس کی سانسیں خود میں جزب کرتا مزید پر شدت ہوا تھا ۔۔ ستارہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ مائل کہاں تھا ابھی ۔۔۔ وہ اس کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو تھام کر اس کی کمر کے پیچھے لگاتے مزید خود میں بھینچ گیا ۔۔

ستارہ بے جان ہوتی اس کی بانہوں میں بکھرنے لگی تھی ۔۔۔ تبھی وہ اس پر رحم کھاتا آزادی بخش گیا ۔۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پر لب رکھ گئی ۔۔

"مم ۔۔۔ مجھے تیار ۔۔۔ ہونا ہے ۔"

وہ اسے اپنے کندھے سے بال ہٹاتے محسوس کر کپکپاتے لہجے میں بولی تھی۔۔ پر وہ ان سنی کرتا اس کے کندھے پر جھکتا اپنے دہکتے لب رکھ گیا۔ وہ لرزتے دل کے ساتھ اس کا پر شدت لمس محسوس کرتی پور پور سلگ رہی تھی جو اس کی کالر بون پر اپنے دہکتے لب رکھتے اسے پاگل کر رہا تھا۔

"یان۔۔۔ پلیز دیر ہو جائے گی۔۔۔ بھائی غصہ ہو۔۔ جائیں گے۔۔"

وہ کپکپاتے لہجے میں بولی تھی۔ جس پر وہ بمشکل اپنے جذبات پر قابو پاتے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

"بہت آزماتی ہو میری جان۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے مخمور لہجے میں مدھم آواز میں بولا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جذبات کی سرخیاں دیکھ اس کی دراز پلکوں لرزتے جھکی تھیں۔۔

مجھے تت۔۔۔ تیار ہونا ہے آپ بھی۔۔۔ ہو جائیں۔"

وہ اسے باز رکھنے کی سعی کرتے بولی تھی جو پھر سے مدہوش ہوتا اس پر جھک رہا تھا۔

"میں مدد کروں کیا۔۔"

وہ اس کا مزاحمت کرتا ہاتھ تھام اس کی کلائی پر لب رکھتے بولتا ستارہ کی کان کی لوئیں تک سرخ کر گیا۔۔

"نن۔۔۔ نہیں میں خود ہو جاؤں۔۔ گی۔"

وہ اپنی کلائی کھینچتے اس کی کمزور پڑتی گرفت محسوس کرتے اس کے حصار سے نکلتی ڈریسنگ روم میں بھاگی تھی جس میں اس نے کچھ دیر پہلے اپنا ڈریس رکھا تھا۔۔۔

وہ مسکراتا بیڈ پر چت گرنے کے انداز میں لیٹا تھا آنکھوں میں ابھی بھی اپنے محبوب کی قربت کی خماری تھی۔۔

جو لکھی ہے میرے خیال میں

خوبصورت وہ کہانی ہو تم۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

ماضی!

"سر ڈریس ریڈی ہیں میں کچھ ہی دیر میں لے کر پہنچ رہی ہوں۔۔۔"

سلطان راؤ کے کال کرنے پر اس سے پہلے کہ وہ چلاتا شہلا پہلے ہی بول پڑی۔

"دس منٹ صرف شہلا۔۔۔"

وہ بس اتنا ہی بولتے کال کاٹتا جم سے نکلتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔

تبھی اس کی نظر سامنے آتی اپنی دشمن جان پر پڑی۔ جو منہ بسورتی انگوری رنگ کی فراک پہنے بالوں کی ڈھلی سی چٹیا بنائے جس سے نکالتے بال کچھ اس کے دودھیا گردن اور کچھ اس کے شفاف چہرے پر جھول رہے تھے۔۔ جو اس کے حسن میں چار چاند لگا رہے تھے۔۔۔

اوشن بلو آنکھوں میں نیند کی خماری کی سرخیاں ایسا لگ رہا تھا جیسے سمندر سے کسی نے گلال ڈال دیا ہو ۔۔۔ قدری سرخ لب جس کے نچلے لب کو وہ بچوں کی طرح موڑتے جیسے اب رونے کی تیاری پکڑ رہی تھی ۔۔

" حرم تم آرہی ہو یا میں آؤں ۔۔"

کچن سے چچی کی آواز آئی تھی جس پر اس کی موٹی موٹی اوشن بلو آنکھوں سے نمی چمکنے لگی تھی ۔۔ جیسے دیکھ سلطان راؤ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے ۔

وہ چلتا کچن کی جانب آیا جہان وہ ابھی گئی تھی ۔۔

" کب بڑی ہو گی تم حرم ۔۔۔ کتنی بار کہا کہ یوں کام چوروں کی طرح بس گھومتی اور سوتی مت رہا کرو ۔۔ کام میں میرا ہاتھ بٹایا کرو ۔۔"

وہ اسے ڈپٹتے ہوئے بولیں تھیں ۔۔ جس پر وہ سر جھکائے سسکی تھی ۔۔ وہ ایسی ہی نازک سے دل کی مالکہ تھی زرہ سی بات پر رو دیتی تھی ۔۔

وہ مٹھیوں بھینچتے واپس مڑا تھا کیونکہ وہ ابھی کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ اس پر کوئی حق نہیں رکھتا تھا ۔۔ پر اپنی ملکہ کی آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھا اس کا دل جیسے کسی کی مٹھی میں آگیا تھا ۔۔

" بشیر مجھے راؤ پیلس کے لیے دس بارہ ملازمین چاہیے سب فیمیل ہونی چاہیے ۔۔ یہ کام آج ہی ہونا چاہیے اور سب بھروسہ مند ہونی چاہیں گاٹ اٹ ۔۔"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولتا کال کاٹ گیا دوسری جانب بشیر ہونک سا موبائل کو دیکھے گیا کیونکہ پہلے ہی راؤ پیلس میں نوکروں کی فوج موجود تھی۔۔اب اس کے بوس کو نہ جانے اب کیا دورا پڑ گیا تھا۔۔ پر اسے اپنے بوس کے حکم کی تعمیل کرنی تھی جس پر وہ عمل کرتا اپنے کام میں لگ گیا۔۔

دوسری جانب شہلا اپنی بند ہوتی آنکھوں کو کھلتے ایک ملازم کے ساتھ گاؤن اٹھائے اپنے بوس کے حکم کے مطابق پچھلے دروازے سے سیدھا سلطان راؤ کے پورشن کی جانب آئی تھی۔۔

"شہلا میں نے پانچ بجے کا کہا تھا اور ابھی کیا ہو رہا ہے۔۔"

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی سلطان راؤ نے آنکھوں میں غصہ لیے درشتی سے دریافت کیا جس پر شہلا کی ٹانگیں کپکپائی تھی۔

" سر سس۔۔۔ سات ہو رہے تھے۔۔ پر ڈریس بہت خوبصورت اور بہت پیارا بنا ہے آپ دیکھیں تو سہی بلکل آپ کی پسند کے مطابق۔۔"

وہ خوف سے کانپتی بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جا پر سلطان راؤ نے نظر ڈالی تھی۔۔ڈریس دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی۔۔

وہ ہاتھ کے اشارے سے شہلا کو جانے کا بولتا سامنے رکھے ڈمی پر ٹنگے ڈریس کے قریب آیا جو اسے بلکل اپنی ملکہ کے پہنے کے لائق لگا تھا۔۔

وہ اسے خود حرم کو دینا چاہتا تھا تا کہ اس کے چہرے پر پھلتی خوشی دیکھ کر اپنی روح کو قرار دے سکے

۔۔۔

تبھی وہ انٹر کام سے ملازمہ کو حرم کو اپنے روم میں بھیجنے کا کہا تھا۔۔ جس پر وہ کچھ ہی دیر میں چہرے پر اداسی سجائے ڈور ناک کرتی اس کی اجازت ملنے پر اندر آئی تھی۔۔ اس کی بجھی بجھی سی صورت تکتے سلطان راؤ کے دل میں انی سی چبی تھی۔۔

"جی سلطان بھائی آپ نے بلاہا۔۔"

وہ نظریں جھکائے بولی تھی۔۔

"ہمم یہاں آؤ۔۔۔ یہ ڈریس تمھارے اچھے نمبروں سے پاس ہونے کے لیے میری طرف سے تمھارے لیے گفٹ ہے اور اگر پسند نہیں آیا تو بھی تم بتا سکتی ہو میں اور۔۔۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ حرم اتنی زور سے چیخی کے وہ بوکھلا کر بے ساخت اس کی جانب بڑھا۔۔

حرم سامنے پڑے ڈریس کو دیکھتے جیسے پاگل ہو اٹھی اس قدر خوبصورت ڈریس اس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔۔

وائٹ کلر کا بال گاؤن جیسے لگ رہا تھا جیسے آسمان سے تارے توڑ کر سجایا گیا تھا۔۔۔ اس پر چمکتے ہیرے حرم کی آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے گول گلا چاندی کی تاروں کی لپٹے ڈائمنڈز اور خوبصورت موتیاں سے مزین تھا کمر پر خوبصورت سی نازک سی چاندنی سے بنی چین جس میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈز لگے

ہوئے تھے نچلے حصے میں نیچے سے اوپر کو آتی خوبصورت سی چاندی کی تاروں کی بیلیں بنی ہوئیں تھیں جن میں ستارہ کی مانند ڈائمنڈ ٹانکے گئے تھے۔۔وہ مسمرائز سی ہوتی جیسے حواس کھو دینے کو تھی۔۔

"یی۔۔۔یہ میرے لیے ہے۔۔۔"

وہ جیسے بے یقینی سی تھی تبھی پوچھ رہی تھی جس پر سلطان راؤ متبسم ہوتا اثبات میں سر ہلا گیا وہ جس پر وہ خوشی سے آنکھیں پھلائے ڈریس کے قریب آئی اور اس کے چاروں جانب گھوم کر اسے دیکھنے لگی ۔۔۔سلطان راؤ نے اس کی مسکراہٹ خوشی کو آنکھوں کے ذریعے اپنے دل میں جزب کیا تھا وہ چاہتا تھا وہ دنیا کی ساری خوشیاں لا کر اپنی ملکہ کے قدموں میں ڈال دے۔۔

"سلطان بھائی۔۔۔یہ بہت پیاری ہے۔۔۔آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔یہ میری زندگی کا سب سے بسٹ گفٹ ہے۔۔پر مماڈانٹیں گی بہت سارا۔۔"

وہ خوشی سے بولتے ہوئے اخر میں اداس ہوتے پل میں اسے بے چین کر گئی۔

"کچھ بھی نہیں کہیں گی۔۔۔تم بتاؤ تم خوش ہو نہ تمھیں پسند آیا نہ یہ۔۔"

وہ اسے فکروں سے آزاد کرتے الفت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔

"بہت بہت زیادہ پسند آیا ہے آپ کو پتہ ہے کل مجھے ایک ڈریس اچھا لگا تھا پر وہ بھی اس کے مقابلے کچھ نہیں ہے یہ تو دنیا کا سب سے اچھا ڈریس ہے۔۔۔"

ایکدم سے خوشی کے پھول پھر سے اس کے چہرے پر کھلے تھے وہ خوشی سے جذباتی ہوتے بولی تھی ۔۔ سلطان راؤ کو تو جیسے دنیا کی ساری خوشیاں مل گئیں تھیں اس پل اس کے بنجر دل میں جیسے پھوار سی برسنے لگی تھی۔۔

"تم جانتی ہو جب تم اسے پہنو گی تو تم کیسی لگو گی۔۔۔"

وہ اس کی اوشن بلو آنکھوں میں دیکھتے دریافت کر رہا تھا۔

"وہ تو جب میں پہنوں گی تب پتہ چلے گا نہ۔۔" وہ کیوٹ سا منہ بناتے ہوئے بولی تھی۔۔ سلطان راؤ کی آنکھیں متبسم ہوئیں تھیں۔۔

"مجھے پتہ ہے تم کیسی لگو گی۔۔"

وہ اس کی جانب پیش قدمی کرتے آنکھوں میں والہانہ پن لے جس پر وہ کنفیوز ہوتی پوچھ بیٹھی۔۔

"کیسی۔۔۔"

سلطان راؤ کو اپنی جانب بڑھتے وہ دو قدم پیچھے کو ہوئی تھی۔۔

" جیسے چاند کی چاندنی، جیسے افق کی دلکش روشنی، جیسے بارش کی پہلی بوند، جیسے کوئی ادکھلا گلاب، جیسے پھولوں پر شبنم کی پہلی پاکیزہ بوند، جیسے۔۔۔ جیسے سلطان کی ملکہ۔۔۔"

وہ بے خودی میں بولتے ہوئے اس کے بلکل قریب آگیا تھا حرم کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں ۔۔۔ دل میں عجیب سے احساس سر اٹھانے لگے تھے۔

وہ اس کی نظروں کی تپش پر لرزتی دیوار سے لگی تھی۔۔

سلطان راؤ اس کی غیر ہوتی حالت پر خود کو سنبھالتے اسے دیکھتا الٹے قدم چلتا بالکنی کی جانب بڑھا تھا۔۔

"تمھارا ڈریس تمھارے روم میں پہنچ جائے گا۔۔" وہ کے گلال پڑتے چہرے کو آنکھوں میں بسائے مڑا تھا۔۔ وہ بھی اپنی دھڑکنیں سنبھالتی اس کے روم سے نکلتی چلی گئی۔۔

ہم اگر تیرے خدوخال بنانے لگ جائیں

صرف آنکھوں پہ کئی ایک زمانے لگ جائیں

میں اگر پھول کی پتی پہ ترا نام لکھوں

تتلیاں اُڑ کے ترے نام پہ آنے لگ جائیں

تو اگر ایک جھلک اپنی دکھا دے اُن کو

سب مصور تری تصویر بنانے لگ جائیں

ایک لمحے کو اگر تیرا تبسم دیکھیں

ہوش والوں کے سبھی ہوش ٹھکانے لگ جائیں

یہ عبادت ہے عبادت ہے عبادت ہے کہ ہم

دل کی آواز میں آواز ملانے لگ جائیں

آنکھ سے خون بہانے کی مشقت کر کے

کیوں غمِ ہجر کی توقیر بڑھانے لگ جائیں؟

ہم اگر وجد میں آئیں تو زمانے کو جانم

کبھی غزلیں تو کبھی خواب سنانے لگ جائیں

وہ سب لوگ اس وقت سمندر کنارے تھے اس پر دور دور تک ان سب کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔ دائرے کی صورت پانچ خوبصورت ٹینٹ لگائے درمیان میں بون فائر جلائے وہ سب اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ سوائے بازل شاہ اور اس کی مرمڈ کے۔۔

" جان یہاں سے چاند کتنا اچھا لگ رہا ہے نہ۔۔۔" ہیزل آسمان پر چمکتے چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہوئے خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے بولی تھی اس نازک سی پری کے چہرے پر سے تو مسکراہٹ ہی الگ نہیں ہو رہی تھی۔۔

"ہاں میرا چاند بے حد خوبصورت لگ رہا ہے۔"

وہ اس کے دلکش چہرے کو دیکھتے اس کی سماعت میں جھکتے ہوئے مدھم سرگوشی میں بولو تھا اس کی بات کا مطلب سمجھتے وہ حیا سے

عارضوں پر پلکیں گرا گئی۔۔

"جان سب دیکھ رہے ہیں۔۔"

وہ لرزتی ہوئی آواز میں مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میری جان یہاں ہوش کسے ہے۔۔"

وہ خوش تھا کیونکہ سب خوش تھے اس کا پاگل ساریان ملک اپنی شائے سٹار کے ساتھ خوش تھا۔

اس کا جگر اس کا بازی اس سیاہ کتھائیں آنکھوں والی مرمڈ کے ساتھ اب مسکرانے لگا تھا۔۔اس کا سب سے شرارتی بچہ ایان ملک اپنی لیڈی کلر کی جانب دیکھتا خوش نظر آرہا تھا۔

اور اپنی پیاری سی نکچڑی بچی کو وہ بہت جلد آیان ملک دے کر اس کی بے رنگ زندگی میں رنگ بھرنے والا تھا۔۔

ہیزل نے عالم راؤ کی بات پر اچھنبے سے ایک نظر سب کی جانب دوڑائی جہاں کا منظر دیکھ اس کے لبوں پر بھی تبسم بکھرا تھا۔۔

ریان ملک اپنی شائے سٹار کو دیوانہ وار دیکھتے اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگائے اب اسے لیے اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

ایان ملک چور نظروں سے بون فائر پر نظریں جمائے بیٹھی مونا کو دیکھتا بے حد پیارا سا لگا تھا ہیزل کو وہ مسکرائی تھی۔

"وہاں دیکھیں جاناں۔۔۔"

عالم راؤ نے دھیرے سے اس کی سماعت میں کہتے کچھ دور اشارہ کیا تھا۔۔۔ ہیزل نے عالم راؤ کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا تھا۔۔ جسے دیکھ وہ آنکھوں میں نمی لیے مسکرائی تھی۔۔

اہ لمظ ابراہیم کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے آنکھیں موندے اسے بانہوں میں بھرے کھڑا
ـالمظ ابراہیم شاید رو رہی تھی۔۔۔ جس پر وہ اس کی آنسو اپنے پوروں پر چنتے اسے خود میں بھینچ گیا تھا

۔۔

"جان اتنا درد کیوں ہوتا ہے۔۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے عالم راؤ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔ جس پر وہ ایکدم سے مضطرب ہوا تھا

۔۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے وہاں سے اٹھا تھا۔۔ مونا کو آنکھوں متبسم ہوئیں تھیں اس منظر پر ۔۔۔شاید یہ دنیا کا سب سے خوبصورت منظر تھا۔

آیان ملک نے اس کے مسکاتے روپ کو اپنی نظروں میں اتارہ تھا۔۔

"خود محبت سے بھاگنے والے محبت بھرے منظروں پر کب سے متبسم ہونے لگے مائمہ مجید۔"

وہ آبرو اچکائے خیران کن انداز میں بولا تھا جس پر وہ اسے سرد نظروں سے دیکھتی رخ موڑ گئی۔

"مائمہ آخر کیوں نہیں سمجھتی تم میری محبت کو۔۔"

وہ بے بسی سے گویا ہوا۔

"تمھیں محبت نہیں کرنی چاہیے تھی آیان ملک۔"

وہ تو خود بے بس تھی اس کے لیے کیا کرتی۔۔

"سب کے لیے جزا اور میرے لیے محبت گناہ کیوں مائمہ مجید۔۔"

وہ اس کی کی رکھائی پر کرب زدہ ہوا تھا۔

"سب کی محبتوں جزا کہاں ہوا کرتی ہیں آیان ملک کسی کسی کی محبتوں ان کے لیے سزا بن جایا کرتی ہیں ۔۔۔ تبھی کہہ رہی ہوں واپس لوٹ جاؤ یہاں سے۔ تم تمھیں یہاں کوئی پھول نہیں ملے گا کیونکہ تم کانٹوں کا انتخاب کرتے پور پور زخم زخم ہو جاؤ گے۔۔"

وہ خود اذیتی سے بولتی ایان ملک کو بھی اپنے لہجے سے زخمی کر گئی۔۔وہ اپنی جیکٹ میں ہاتھ ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی پر اس سے پہلے کے وہ اس پاگل دیوانے سے دور جاتی وہ پیچھے سے اس کی دونوں بانہیں تھامتے اسے جانے سے روک گیا۔۔

"اب تو کر لیا نہ انتخاب تو کیا فرق پڑتا ہے زخم زخم ہو جاؤں یا سنوار جاؤں۔۔۔تم دل بن کر دھڑکتی ہو مجھ میں مائمہ مجید تمھارا ہر زخم بھی سر آنکھوں پر۔۔۔اگر اس محبت کی اس کہانی میں ایک دیوانہ لٹ بھی گیا تو تمھیں کیا فرق پڑے گا تم تو اس کی قبر پر اپنی سفاکی کا جشن منانا۔۔"

وہ اس کی سماعت کے قریب اپنی کہتا مائمہ مجید کو مزید کرب میں مبتلا کر گیا۔۔وہ کیسے بتاتی اسے کے جب کو کھو کھلی مسکراہٹ چہرے پر سجائے سب کو ہنساتا تھا تو اس کا دل چاہتا تھا وہ خود کو مار لے کیونکہ وہ چاہے سب کے سامنے کتنا بھی دکھاوا کر لیتا اسے سب نظر آتا تھا۔۔

وہ اس کا سب سے اچھا دوست تھا وہ کیسے اسے برباد دیکھتی پر وہ اپنا بنجر وجود بھی اسے نہیں سونپ سکتی تھی جو ساری زندگی کے لیے اس کے لیے سزا بنا رہتا۔۔

"پلیز پلیز۔۔۔ایان خدا کے لیے چلے جاؤ۔۔۔اور کبھی مت آنا۔۔۔ تم بہت اچھے ہو۔۔بہت پیارے ہو تمھیں کوئی بھی اچھی لڑکی مل جائے گی جو تم سے بے پناہ محبت کرے گی۔۔"

وہ اس کی گرفت سے نکلتی نیر بہاتی منت بھرے انداز میں بولی تھی۔۔۔ جس پر وہ تیش میں آتا ایک جھٹکے میں اسے اپنی جانب کھینچتا اپنی بانہوں میں بھر گیا۔۔

" مجھے کوئی نہیں چاہیے مائمہ اس دل کو بس تم درکار ہو۔۔ کسی اور کو چاہنا تو دور دیکھنا بھی نہیں چاہتا ۔۔۔بہت کوشش کی میں نے ان چار سالوں میں پر نہیں نکلتی تم یہاں سے۔۔"

وہ سختی سے اس کے شانوں کو تھامتے جارہانہ انداز اپنے دل کے مقام پر مکے مارتا میں بولتا مونا کو مزید کرب میں مبتلا کر گیا۔۔

" میں تمھیں اپنے سامنے نہیں چاہتی آیان ملک۔" وہ خود پر ضبط کرتے سفاکی پر اتری۔۔ آیان ملک میں زخمی نظریں سے اس بے رحم لڑکی کی جانب دیکھا۔

"کاش کے یہ میرے بس میں ہوتا مائمہ مجید۔۔" وہ اسے چھوڑتا کرب سے بولتا وہاں سے نکل گیا ۔۔ مونا نے سختی سے آنکھیں میچتے بے بسی سے مٹھیوں میں اپنے بال جھڑے تھے۔۔

اشکِ ناداں سے کہو بعد میں پچھتائیں گے

آپ گر کر مری آنکھوں سے کدھر جائیں گے

اپنے لفظوں کو تکلم سے گرا کر جاناں

اپنے لہجے کی تھکاوٹ میں بکھر جائیں گے

تم سے لے جائیں گے ہم چھین کے وعدے اپنے

اب تو قسموں کی صداقت سے بھی ڈر جائیں گے

اِک ترا گھر تھا مری حدِ مسافت لیکن

اب یہ سوچا ہے کہ ہم حد سے گزر جائیں گے

اپنے افکار جلا ڈالیں گے کاغذ کاغذ

سوچ مر جائے گی تو ہم آپ بھی مر جائیں گے

اس سے پہلے کہ جدائی کی خبر تم سے ملے

ہم نے سوچا ہے کہ ہم تم سے بچھڑ جائیں گے

♥♥♥♥♥

پلیز لیو می۔۔۔"

اسے کہیں سے اپنی نم آواز سنائی دی تھی۔۔

"شش۔۔۔۔ مرمیڈ مزاحمت کرنا بند کرو۔۔۔۔اور سنو آج کے بعد رات کو یہاں بلکل مت آنا۔"

پھر اچانک سے اس کی سماعت سے بازل شاہ کی سرد آواز ٹکرائی تھی۔۔

یہیں تو وہ پہلی بار اسے اپنا ساحل ملا تھا۔ کس قدر ٹوٹی ہوئی تھی وہ جب وہ ساحر اس سے ٹکرایا تھا۔

بازل شاہ نے اسے خیالوں میں گم دیکھ نرمی سے اسے پیچھے سے حصار میں لیا تھا وہ جانتا تھا وہ کیا سوچ رہی تھی۔۔

"تمھیں ایک کہانی سناؤں میرے جنون۔۔ ایک سنہری آنکھوں والے شہزادے اور ایک سیاہ بالوں والی شہزادی کی۔"

وہ اس کے سیاہ بالوں پر لب رکھتے ہوئے بولا تھا جس پر وہ غائب دماغی سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

شہزادہ کو زندگی میں سب کچھ بھول جانے کے بعد پہلی بار اسی جگہ پر حسین زندگی ایک مدہوش کن جھک دیکھائی دی تھی۔۔ جب وہ وحشتوں میں گرا سب کچھ مسمار کرتا وحشی سا ہو گیا تھا تو اسے ایک سیاہ کتھائیں آنکھوں والی ایک پور پور زخم دلکشی سے لبریز مرمڈ ملی۔۔۔ اور پھر وہ سب بھول گیا اس کا نورانی چہرہ اسے سارے ہوش بھلا گیا۔۔

تبھی اس پر محبت کا ادراک ہوا تھا پر یہ محبت تو پہلے سے ہی اس کے اندر موجود تھی جو اس مرمڈ کے سامنے آنے پر وہ باغی ہوتی دل کی سرحدوں کو پھلانگتی اسے بنانے لگی کہ کچھ تو تھا اس شہزادے اور اس کتھائیں آنکھوں والی مرمڈ کے بھیچ پر وہ شہزادہ بہت پتھر دل اور سفاک بن گیا تھا۔۔ جا وجہ سے وہ اپنی محبت ماننے سے وہ ہمیشہ انکاری رہتا اور کبھی کبھی اسی وجہ سے وہ اپنی مرمڈ کو اپنے لفظوں سے گھائل بھی کر دیا کرتا تھا پر وہ پیاری سی مرمڈ بہت پیاری تھی نازک سی آخر بے رحم شہزادہ کب تک اپنا دامن بچاتا۔۔۔ اس نے مرمڈ کو قید کر لیا کھونے کے خوف سے جس میں وہ گھٹ گھٹ کر مرنے لگی

۔۔پر وہ کیا کرتا اسے ڈر لگتا تھا دنیا کے بھیڑیوں سے وہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔پھر ایک دن اس پر انکشاف ہوا کہ وہ اپنی مرمڈ پر اس کی جان پر اس کے پور پور پر حق رکھتا ہے وہ تو جیسے بے یقینی سا پاگل سا ہو گیا۔۔

اور پھر اسے سمجھ آئی کہ وہ کیوں پہلی نظر میں ہی گھائل ہوا تھا اپنی مرمڈ سی سیاہ کتھائیں آنکھوں ۔۔۔کیوں دل اس پر استحقاق جتاتا تھا کیونکہ دماغ بھول گیا تھا پر دل وہ یاد تھی کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی کونے میں۔۔وہ اس کی محبت تھی عشقِ جنون بن گئی وحشتِ دیوانگی تھی۔۔جنونِ من بن گئی۔۔"

وہ اسے کتھاسناتا اس کے شانے پر لب رکھ گیا۔لمظ ابراہیم کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بکھرنے لگے تھے کس قدر اذیت ناک سفر تھا جو ان دونوں نے ایک دوسرے تک آنے پر طے کیا تھا۔۔

اسے لگتا تھا وہ ایک دن یونہی انتظار کرتے کرتے مر جائے گی بنا اپنے ساحل سے ملے۔۔۔

"آئی لو یو جانِ بازل۔۔۔"

وہ نرمی سے اس کی سماعت میں اپنی محبت کا رس گھولتے اس کے وجود میں مسروریت سی بھر گیا۔۔وہ نرمی سے اس کا رخ اپنی جانب موڑتا اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے اس کی سانسوں میں سانسیں بھرتا اس کی سانسوں کی خوشبو انہیل کرنے لگا۔۔

"آئی لو یو سو مچ شاہ۔۔۔آئی ریلی لو یو۔۔"

وہ بولتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔بازل شاہ تڑپ اٹھا تھا وہ کیوں روتی تھی۔۔قہ سمجھتی کیوں نہیں تھی کہ اس کے آنسو بازل شاہ کو اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔

وہ نرمی سے اس کے آنسو اپنے پورے پر چنتے اسے خود میں سختی سے بھینچ گیا جیسے خود میں جزب کر لینا چاہتا ہو۔۔

"مرمڈ کو اب سمجھنا چاہیے اس کی سسکیاں شہزادے کا دل چیر تیں ہیں اسے لہولہان کرتی ہیں۔۔"

وہ اسے خود میں جزب کرتے کرب سے گویا ہوا تھا جس پر وہ تڑپ کر اس کے دل کے مقام پر اپنے بھیگے لب رکھتی جیسے مرہم کرنے لگی تھی بازل شاہ نے آنکھیں موندے اس کے لمس کو دل میں اتار رہا تھا ۔۔جو بار بار اپنے نازک سی پنکھڑیوں کا لمس اس بخشتی اس کی باغی دھڑکنوں کو اپنے زیر کر رہی تھی۔

"اور شہزادے کو یہ جاننا چاہیے مرمڈ کو اس کے زخم رلاتے ہیں۔۔"

وہ اس پنجوں کے بل اچکتی اس کی تھوڑی پر لب رکھتے ہوئے بولی تھی۔۔

"مرمڈ سے کہو اس کا لمس ہی شہزادے کے ہر درد کی دوا ہے۔۔"

وہ اس کی بالوں کو نرمی سے مٹھی میں بھرتے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے اس کی تھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر لب رکھتے مدہو لہجے میں بولا تھا۔لمظ ابراہیم کا دل ڈوب کر ابھرا تھا کا قدر شدت تھی اس کے لمس میں ۔۔

"شاہ۔۔۔"

وہ اس کے شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے گہرے سانس بھرتی بولی تھی۔

"شاہ کے جنون۔۔"

وہ اس کی شہ رگ کو جابجا اپنے لمس سے مہکاتے اسے بھی مدہوش کرنے لگا تھا۔۔

"میرے جنون بہت مشکل ہے ٹھنڈے میٹھے کنویں کے پاس رہ کر یوں تشنہ لبی سہنا۔۔ میرا جنون وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی جارہا ہے کیسے سہہ پاؤں گی اس نازک جان پر اپنے شاہ کی جنونیت بھری شدتیں۔۔"

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے اپنے خیمہ کی جانب بڑھا کیونکہ وہ لوگ آج رات یہیں گزارنے والے تھے۔۔

غزل کہوں کہ تجھے حاصل غزل لکھوں
میں لفظ لکھوں مگر پھر بدل بدل لکھوں
تمہارے ساتھ جو لمحے نصیب میں آئے
انہیں میں عمر کہوں اور ایک پل لکھوں
ابد قرار دوں چاہت کی ہر نشانی کو
میں تیرے پیار کو سرمایۂ ازل لکھوں
تری نظر کے بدلتے ہوئے اشاروں کو

میں تیرا آج کہوں اور اپنا کل لکھوں

لکھوں تو لکھتا چلا جاؤں عشق کی ضد ہے

ہے مصلحت کا تقاضا سنبھل سنبھل لکھوں

وہ میری روح میں شامل ہے اس طرح صنم

بن اس کے زیست فقط سانس کا عمل لکھوں

وہ نرمی سے اس میٹرس پر ڈالتے اس کی سماعت میں سرگوشی میں نظم بولتا لمظ ابراہیم دھڑکنیں بے آہنگ کر گیا۔

"شاہ آپ مجھے پاگل کر دیں گے پلیز مت کریں۔۔"

وہ اس کے سینے سے پیشانی ٹکائے ملتجی لہجے میں بولی تھی۔۔

"اور جو آپ مجھے پاگل کر رہی ہیں دلبرا اس کا کیا۔"

وہ اس کا سر تکیے پر رکھتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔

"آپ کیوں میری سانسیں روکنا چاہیے ہیں۔"

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی گردن دوسری جانب موڑتے آنکھیں موندے بولی تھی جس پر وہ اس کی گردن پر نظر آتی رگ کو سہلاتے شدت اپنا لمس چھوڑتے اسے بے حال کرنے لگا۔

ں کا ہار ڈال گئی۔ جس پر وہ شیر ہو تا گردن کی

لگا۔۔

بازل شاہ نے سر اٹھاتے لمظ ابراہیم کے بے حال ہوتے گلال چھلکاتے چہرے کو دیکھا تھا۔۔لمظ نے بمشکل اپنی بند ہوتی آنکھوں کو کھول کر خود پر حاوی بازل شاہ کو دیکھا اور اس کی سیاہ کتھائیں آنکھوں میں گھلی اپنی قربت کا سرخیاں دیکھ وہ دیوانہ ہوا تھا وہ نرمی سے اس کے آنکھوں کا سرور اپنے لبوں میں جزب کر گیا۔

"میری زندگی میرے جنون آئی لو یو۔۔۔بازل شاہ کی زندگی۔۔"

وہ بولتے ہوئے اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھ گیا جس پر وہ تڑپ کر اس کے بالوں کو مٹھی میں بھر گئی۔۔

"مم۔۔مجھے نیند آرہی ہے شش۔۔۔شاہ۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔ جس پر وہ خود پر ضبط کرتے اسے بخشتا لمظ ابراہیم کا سر اپنے سینے پر رکھ گیا۔۔

♥♥♥♥♥

یان وہاں سب کیا سوچیں گے آپ مجھے اندر کیوں لے آئے اور مجھے ابھی انجوائے کرنا تھا۔۔"

ستارہ منہ پھلائے بیٹھے بولی تھی جس پر ریان ملک نے میٹرس پر دراز اسے کھینچ کر اپنے سینے پر ڈالا تھا ۔۔وہ اس افتاد پر دھل کر رہ گئی کس قدر پاگل تھا یہ شخص۔۔

"اور مجھے تو بس اپنی شائے سٹار کے ساتھ انجوائے کرنا ہے جو میں اچھی طرح سے انجوائے کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔۔"

وہ اس کے بالوں کی لٹ کو اپنی انگلی پر لپٹتے شوخی سے گویا ہؤا ستارہ نے اسے گھوری سے نوازتے اس کے سینے پر تھپڑ رسید کیا۔۔

"آہ۔۔۔ ظالم مار ڈالوں گی کیا اپنے معصوم سے شوہر کو۔۔"

وہ مصنوعی کراہتے ہوئے بے چارگی سے بولا تھا جس پر ستارہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اپنے شوہر کی دو نمبر ایکٹنگ کو دیکھا تھا جس کے جوہر دیکھا تا وہ معصوم بننے کی کوشش کر رہا تھا جو وہ بلکل بھی نہیں تھا۔

"یان آپ کتنے وہ ہیں۔۔"

وہ تیکھے پن سے بولی تھی۔۔

"کیا رومنٹک۔۔۔ہاں وہ تو میں بہت ہوں پر آپ مجھ معصوم کو رومانس کرنے کہاں دیتی ہیں۔ ایک بار موقع تو دیں اس بندہ ناچیز کو آپ کو معیوس بلکل نہیں کروں گا جانِ بہار۔۔"

وہ شوخی سے بولتا ستارہ کی دھڑکنیں بے آہنگ کر گیا تھا۔۔پلکیں لرز کر گلال ہوتے عارضوں پر گریں تھیں۔۔

ریان ملک نے اس منظر کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارہ تھا وہ کتنی پیاری تھی کوئی ریان ملک سے پوچھتا۔

"آپ گندے ہیں بہت یان۔۔"

وہ اس کے سینے اٹھتی دوسری جانب رخ موڑ کر میٹرس میں سر چھپا گئی۔۔

"جیسا بھی ہوں اپنی جانم کا ہوں۔۔"

وہ نرمی سے اس کی پشت پر بکھرے اس کے بال سمیٹتے اس کی فراک کے پچھلے گلے پر لگی ڈوریوں سے نظر اتی دودھیا پشت اپنے لب رکھتے بولا تھا۔اس کی مونچھوں کی چھبن پر وہ نازک سی جان سسکتی میٹرس کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔دل ناتواں لرزتا باہر انے کو مچل رہا تھا۔۔

"بہت تڑپا ہوں میں تمھارے لیے میری جان۔۔۔میری تڑپ کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی ستارہ ۔۔۔چار سال مر مر کر گذارے ہیں میں نے تمھارے بنا۔۔۔میری شدتیں لازوال ہیں تمھارے لیے۔۔۔جن کا کوئی انت نہیں۔۔"

وہ اس کا رخ اپنی جانب موڑتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے گویا ہوا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ آپ کیا ہیں میرے لیے۔۔مجھے کوئی الفاظ نہیں ملتے۔۔نہ کوئی اپنے جذبات کو نام دینے کے لے فقراء جوڑ پاتی ہوں۔۔۔بس آپ مجھے اپنا سب کچھ لگتے ہیں۔۔۔شاید یہ زندگی دوبارہ سے خدا نے آپ کے لیے ہی مجھے دی ہے۔

مجھے ایسا لگتا ہے میں اندر سے جو اتنی خالی ہو شاید اسی لیے کے مجھ میں آپ ہی آپ بھر جائیں۔۔۔تاکہ ستارہ کو کبھی اس کے یان سے دور نہ کر سکے۔۔"

وہ معصومیت سے بولتی اتنا خوبصورت اظہار کر گئی کہ ریان ملک ایک پل کے لیے جیسے سکتے میں آگیا
۔۔ کہ یہ اس کی شائے سٹار ہی تھی نہ۔۔

پر جیسے ہی ہوش میں آیا ستارہ کے ہوش اڑا گیا۔۔ بے حد شدت سے اس کی سانسوں کی مہک کو خود میں
جزب کرتے اس کی پنکھڑیوں سے لبوں کو اس خوبصورت سے اظہار کر خراجِ تحسین دیتا وہ اس کی جان
نکال گیا۔۔

وہ اس افتاد پر سختی سے آنکھیں میچے اس کی شدتوں کو جھلتی نڈھال ہونے لگی۔۔

ستارہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں تھیں تبھی وہ اس کے سینے پر مکے برسانے لگی جس پر وہ اسے
ایک پل کو بخشتا دوسرے ہی پل دوبارہ سے اس کی سانسیں کھینچ گیا۔۔

ستارہ کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں اس آفت پر کیا وہ آج اس کی جان نکالنے کا عہد کیے بیٹھا تھا۔۔

پر اس بار اس کے لمس میں شدید نرمیاں گھلی ہوئیں تھیں جو بے حد جان لیوا ثابت ہو رہیں تھیں اس
کے لیے حواس جیسے بوجھل سے ہونے لگے تھے دل فل سپیڈ سے بھاگ رہا تھا۔۔

مزاحمت کرتے ہاتھ رکتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگے جس پر وہ مزید مدہوش ہوتا اسے
مزید خود میں بھینچنے لگا۔۔

ہر طرف جیسے سرور سا طاری ہونے لگا تھا ماحول میں جیسے ستارہ رقص کرتے عشق کی دھن پر سفر کرتا
ہر طرف مدہوشی بھرتا اپنے ساتھ انھوں بھی بہکا رہا تھا۔۔

کچھ دیر میں ریان ملک اس کی سانسوں کی آزادی دور ہوا تھا دونوں کا سانس پھول رہا تھا۔۔

" شکریہ میری جان اتنے پیارے اور خوبصورت اظہارِ محبت کے لیے تمھارے ان لفظوں نے تمھارے یان کے وجود میں ایک نئ روح پھونک دی ہے۔۔۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتے بے انتہا خوش لگ رہا تھا۔ جس پر وہ حیا سے گلال ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔ ریان ملک اس کی پیاری سی ادا پر ہنسا تھا۔۔

"ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔ میری شائے سٹار۔۔۔۔"

وہ ہنستے ہوئے بولتا ستارہ کو تپا گیا۔۔

"گندے۔۔۔ آئی ہیٹ یو یان چان پان۔۔۔۔"

وہ اس کا نام بگرڑتی غصے سے اس کے سینے پر پھر سے تھپڑ رسید کرتے بولی تھی جس پر وہ مزید ہنستا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

مجھے اب تم سے ڈر لگنے لگا ہے

تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی کیا

♥♥♥♥♥

وہ عالم راؤ کی گود میں بیٹھی اس کے شانے پر سر رکھے ستارے دیکھ رہی تھی کیونکہ جہاں تک عالم راؤ نے جانا تھا اسے کھلا آسمان بہت پسند تھا۔۔۔ اور ستاروں سے اسے عشق تھا۔۔

وہ اپنی آنکھوں میں ستاروں سی چمک لیے اپنے جان کی بانہوں کے حصار میں بے خوش نظر آ رہی تھی جیسے جیسے رات بڑھ رہی تھی ٹھنڈ بھی ویسے ویسے بڑھ رہی تھی سب اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے تھے پر اس دیوانی کو ابھی جی بھر کے انجوائے کرنا تھا۔۔۔ پر عالم راؤ کو اس کی فکر تھی تبھی ٹھنڈے پتھر پر خود بیٹھا اسے اپنے حصار میں لیے ہوا تھا گرم شال سے اسے اور خود کو کور کیے وہ کافی وقت سے یونہی بیٹھے تھے۔۔

" جان آپ کو پتہ ہے سمندر میرا دوسرا عشق ہے۔ اور ستارہ پہلا۔ "

وہ اس کی جانب چہرہ موڑتے خوشی سے بولی تھی۔ عالم راؤ نے لب بھینچتے اس نازک پری کی جانب دیکھا جو دوسروں پر اپنی توجو لٹا کر اس کا دل جلاتی تھی۔

" اچھا اور میں کہاں ہوں اس دل میں۔۔۔ "

وہ اس کا رخ اپنی جانب موڑتے سرد لہجے میں بولا تھا۔ وہ ایکدم سے سہمی تھی۔۔

" جان آپ۔۔۔ آپ تو میرے جان ہیں۔۔۔ پلیز روڈ مت۔۔۔ ہوں۔۔ "

وہ اس کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے بمشکل بولی تھی۔

" نہیں میں کچھ بھی نہیں آپ کے لیے ہیزل۔۔۔ آپ میرا عشق ہیں پر آپ کو تو مجھے سے انسیت تک نہیں ہے۔۔ "

وہ نرمی سے اس کی روئی سی گال کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے مدھم آواز میں بولا تھا نہ جانے کیوں ہیزل کو اس کے لہجے میں عجیب سا درد محسوس ہوا تھا۔۔

وہ لفظوں میں کہہ نہیں پاتی تھی پر وہ اسے سمجھتا کیوں نہیں تھا وہ اس کا سب کچھ تھا اگر وہ کبھی اسے نظر نہیں آتا تھا تو اسے کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا وہ بس ہر جانب اسے ہی تلاشتی تھی وہ تو دل بن کر اس کے سینے میں دھڑکتا تھا۔۔۔

"جان آپ ایسا تو نہیں کہیں مم۔۔۔۔ مجھے درد ہوتا ہے یہاں۔۔"

وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے نم آواز میں بولی تھی۔۔

"ہمیں اندر چلنا چاہیے سردی زیادہ ہو رہی ہے۔۔" وہ اس کی بات نظر انداز کرتے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے اپنے خیمے کی جانب بڑھا۔۔ وہ اپنی نم آنکھوں کی نمی اس کی گردن کی اوٹ میں چھپاتی بمشکل خود کو سسکنے سے روک پائی تھی۔۔

وہ اسے نرمی سے میٹرس پر ڈالتے خیمے کی زپ لگاتے اپنا کوٹ اتارتے اس کی جانب اتا خاموشی سے اس کے پیروں سے شوز نکالتے اپنے جوتوں کے ساتھ رکھتے اس کا کوٹ اتارتے سائڈ پر رکھتا اس کے قریب دراز ہوتا کھینچ کر اسے اپنے سینے پر ڈالتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔

ہیزل نے نم آنکھوں سے سر اٹھائے عالم راؤ کی جانب دیکھا تھا جو آنکھیں مونڈے لیٹا ہوا تھا۔۔

اس کے سر اٹھانے پر اپنی کرسٹل گرے آنکھوں کھول کر ہیزل کی جانب دیکھا تھا جن کی سرخیاں دیکھ ہیزل کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا۔۔

" جان آپ کیوں خود کو تکلیف دینے لگے ہیں آپ ایسے تو نہیں تھے۔۔۔ پلیز مجھ سے بات کریں کیا درد ہے یہاں۔۔۔ کیوں خود کو اذیت دینے لگے ہیں آپ۔۔۔"

وہ اس کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے کرب سے بولی تھی۔۔ جو پر وہ بے بسی سے اپنی جلتی آنکھیں میچ گیا۔۔

" تمھارا جان بکھرنے لگا ہے ہیزی۔۔۔ میں نہیں جانتا کتنی دیر تک مزید خود کو گھسیٹ پاؤں گا ان کا درد مجھے کھا جائے گا۔۔۔ میرے دل کا لہو پی جائے گا۔۔۔ مجھے لگتا ہے جیسے اگر اب میں ان کی ملکہ کو ڈھونڈ نہیں پایا تو میں مر جاؤں گا۔۔ نا جانے وہ زندہ۔۔۔ اللہ میں مر جاؤں گا ہیزل۔۔۔ مر جاؤں گا۔۔"

وہ اٹھ کر بیٹھتے ہزیانتی انداز میں اپنے بال مٹھیوں میں جھکڑے کرب و اذیت کی شدت سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے بولا تھا۔۔

"کک۔۔۔ کون جان کس کی بات کر رہے ہیں۔۔"

وہ اس کے قریب ہوتے اس کے ہاتھوں کی مٹھیوں سے اس کے بال چھڑوانے لگی۔۔

" سلطان راؤ۔۔۔ میرے ڈیڈ میرے پیارے دوست۔۔۔ بہت بہادر تھے کسی سے نہ ہارنے والے محبت میں ہار گئے۔۔"

وہ بتاتا ٹوٹ کر بکھرا تھا۔۔

"آ۔۔۔ آپ کے ڈیڈ جان۔۔۔ وہ سلطان۔۔"

وہ سمجھ گئی تھی جان اکثر جس سلطان کی بات کرتا تھا وہ اس کے ڈیڈ تھے آخر ایسا کیا ہوا تھا ان کے ساتھ

۔۔

"ہاں میرے ڈیڈ بہت پیار کرتے تھے اپنی ملکہ سے یعنی میری مما سے پاگلوں کی طرح چاہتے تھے میں انگلینڈ کالج میں تھا جب واپس آیا تو سب کچھ تباہ ہو چکا تھا میرے ڈیڈ میری پیاری سی مما سب کچھ تباہ ہو گیا وہ کہیں وہ ہمیں کہیں نہیں ملیں ڈیڈ چھ ماہ بعد ہوش میں آئے اور مما کو پکارنے لگے ان کے نہ ملنے پر وہ حواس کھو بیٹھے اور پھر بارہ سال گزر گئے نہ تو سلطان کی ملکہ ملی مجھے اور نہ سلطان کو اپنی ملکہ کے سوا کچھ یاد رہا۔۔"

وہ بتاتے ہوئے مزید بکھرا تھا ہیزل منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی سسکی روک گئی آنکھوں سے اشک رواں تھے

۔۔

"جان ایم سوری جان۔۔۔ پلیز آپ خود کو مت اذیت دیں آپ کی مما ضرور مل جائیں گی وہ زندہ ہوں گی انشاللہ خدا سلطان سے اس کی ملکہ نہیں چھنے گا میں دعائیں کروں گی بہت ساری۔۔"

وہ گھٹنوں کے بل اٹھتی اس کے گرد اپنا نازک سا حصار باندھ گئی۔۔عالم راؤ اس کے پہلو میں سر چھپاتا اپنا غم غلط کرنے لگا ہیزل کو اپنا پہلو بھگتا محسوس ہوا۔۔

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتی اسے سنبھالنے لگی جو اسے بے حد مشکل لگ رہا تھا۔

" مجھے ڈر لگتا ہے اگر تم بھی مجھ سے دور ہو گئی تو کیا کروں گا میں کیونکہ رشتوں کے معاملے میں جانِ سلطان راؤ بہت غریب رہا ہے ۔۔شاید میں مر جاؤں ۔۔۔ کبھی دور مت جانا مجھ سے جانِ جہاں ۔۔۔ کبھی دور مت جانا۔۔"

وہ اس کے پہلو پر لب رکھتے بھیگے لہجے میں بولتا ہیزل کو کرب میں مبتلا کر گیا تو یہ ڈر تھا اس کا جو اس کے جان کو پاگل کیے رکھتا تھا۔۔

اپنے پہلو پر عالم راؤ کے سلگتے لبوں کا لمس محسوس کرتے وہ نچلے لب کو دانتوں تلے لیتی آنکھیں میچ گئی کیونکہ ابھی وہ مزاحمت کی پوزیشن میں بلکل نہیں تھی۔

بہت ہی تھک گیا ہوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو نا آج چلتے ہیں۔۔۔۔

کسی بھی دور گاؤں میں۔۔۔۔

کہیں تاروں کی چھاؤں میں۔۔۔۔۔

جہاں ندیا کا پانی ہو۔۔۔۔۔

جہاں پیڑوں کی چھایا ہو۔۔۔

مجھے تنہائی میں جاناں

میرا بچپن میرا آنگن مجھے آواز دیتا ہے
تمہیں بھی کیا سناتا ہے
مجھے تتلی پکڑنی ہے۔۔۔
مجھے جگنو کو اپنی مٹھیوں میں قید کرنا ہے
کتابوں میں مجھے پھر کاسنی سے پھول رکھنے ہیں
چلو نا آج چلتے ہیں
افق کے پار دنیا میں
جہاں پر نیلگوں پربت ہو بادل ہوں ہوائیں ہوں
میں پھر بادل میں کھو جاؤں
سنو تم ڈھونڈنا مجھ کو
تمہارے سامنے دھیرے سے
میں جھیلوں میں اتروں گی۔۔۔
مجھے تم دیکھتے رہنا
میرے ہونٹوں پہ آنکھوں پہ
میرے چہرے پہ زلفوں پہ

وہ ہو نظم یا رباعی ہو
سنو کوئی غزل تم لکھنا۔۔۔
کہ پھر جب چودھویں کا چاند
ہو گا چاندنی ہو گی
تو پھر تم دیکھنا
خاموشیوں کی بھی زباں ہو گی
تیرے پہلو میں بیٹھوں
تم میرے شانے پہ سر رکھنا
کوئی بھی دھن بجانا۔۔۔
میں تم میں ساز چھیڑوں گی۔۔۔
کوئی سنگیت تم کہنا
میں نغمے گنگناؤں گی
کہ ان کھلتے نظاروں میں
محبت کے اشاروں پر
سنو ہم جھوم جائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔

سنو ہم بھول جائیں گے۔۔۔۔۔۔۔

تو کچھ لمحے

حیاتِ جاں کے سارے غم

نظر انداز کر کے ہم بھی دیکھیں گے

بھلا کر ہم بھی دیکھیں گے۔۔۔۔۔۔

چلو نا آج چلتے ہیں

کہ اس دشتِ مشقت میں۔۔۔

اس کارِ ریاضت میں۔۔۔

بہت ہی تھک گیا ہوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے پہلو پر عالم راؤ کے سلگتے لبوں کا لمس محسوس کرتے وہ نچلے لب کو دانتوں تلے لیتی آنکھیں میچ گئی کیونکہ ابھی وہ مزاحمت کی پوزیشن میں بلکل نہیں تھی۔

کیونکہ وہ چاہتی تھی اس کا جان اس میں گم ہوتا اپنی ساری اذیتوں سے کچھ دیر کنارہ کر جائے۔

عالم راؤ جانتا تھا وہ بہت نازک سی تھی اس کی شدتیں بھی برداشت نہیں کر پاتی تھی پھر بھی اس کے لیے آگ سے کھیل رہی تھی۔۔اسے بہت تحاشہ پیار آیا تھا اس سنہری پھولوں سی لڑکی پر جو اس کی اذیتوں کی کمی پر خود کو وار رہی تھی۔۔

وہ دھیرے سے اس کے پہلو سے چہرہ نکالتے اس کے سرخ چہرے اور میچی آنکھوں کو دیکھتے مزید مدہوش ہوا تھا۔۔

وہ نرمی اس کے ہاتھ پر اپنے دہکتے لب رکھتے اسے لرزنے پر مجبور کر گیا کسی قدر شدت تھی اس کے لمس میں۔۔۔ دل عجیب سا ہونے لگا تھا سانیس بھاری ہوتی اس کی جان سکھا رہیں تھیں۔

"کیوں اتنی پیاری لگتی ہیں مجھے مائے گولڈن فیری۔۔۔ دل چاہتا ہے یونہی آباد کر لوں آپ کو اپنے پہلو میں اور آپ کی ان دل کش رعنائیوں میں کھو کر پوری دنیا کو فراموش کر جاؤ۔۔۔"

وہ اس کی گردن پر اپنی انگلیوں سے جان لیوا سطریں کھینچتے اسے کپکپانے پر مائل کر رہا تھا وہ نازک سی جان اس کی قربت میں پگھلتی پاگل سی ہو رہی تھی۔۔

"جان۔۔۔"

کپکپاتے لہجے میں پکارا گیا تھا۔۔ عالم راؤ نے آنکھوں میں خماری لیے اس کے پنکھڑیوں سے لبوں مدھم سی جنبش کو بغور دیکھا تھا جو اس کی قربت میں کپکپاتے اس کے اعصاب پر سوار ہوئے تھے تبھی وہ خود پر ضبط کرتے اس کی گردن پر جھکتا اس کی شہ رگ پر ناک سہلاتے اس کی مہک کو اپنی سانسوں میں سمونے لگا۔۔۔

وہ تڑپتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی میٹرس سے اٹھتی کچھ فاصلے پر جا رکتی اپنے دل پر ہاتھ رکھتی اپنی بے آہنگ سانسوں کو سنوارنے لگی۔۔ عالم راؤ کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا تھا اس کے چھوٹے سے وجود کی

لرزش پر کرسٹل گرے آنکھوں میں خمار کی لالی مزید گہری ہوئی تھی وہ یونانی دیوتاؤں سا ساحر اس سنہری آنکھوں والی چھوٹی سی پری کا دیوانہ ہو گیا تھا جو اپنی بے پروا اداؤں سے اسے اپنی جانب مائل کرتی خود انجان بن جاتی تھی۔۔

وہ اپنی شرٹ کو اپنے وجود سے جدا کرتے اس نازک سی پری کی جانب بڑھا تھا جو اس کے دو قدموں کے فاصلے پر کھڑی کپکپا رہی تھی۔۔

وہ عین اس کے پیچھے آتا نرمی سے اس کے سنہری بالوں میں ہاتھ ڈالتا اس کے بالوں کو پونی کی گرفت سے آزاد کرتا اس کی پشت پر بکھر گیا۔۔۔اس کی حرکت پر وہ چھوٹی سی پری بوکھلاتی اس کی جانب مڑتی اس سے پہلے کہ گرتی وہ اس کی نازک سی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لے گیا ۔۔وہ بمشکل اس کے سینے تک آتی تھی۔۔

پر اپنے ہاتھوں کے نیچے اس کے برہنہ سینے پر نظر پڑتے وہ مزید بوکھلائی تھی اس کے کسرتی وجود کے بنے کٹس اور سکس پیکس دیکھتے اس کی پیشانی پر نمی پھوٹی تھی۔۔

"جج۔۔۔۔جان۔۔۔کیا کر۔۔۔۔رہے ہیں۔۔"

وہ اپنا سوکھتا خلق بمشکل تر کرتے اس کی پر حدت آغوش میں کپکپاتے ہوئے بولی تھی جس پر وہ دیوانہ اس کے سنہری بالوں کو اپنی مٹھی میں لیتے انھیں اپنی ناک کے قریب کرتی اس کی مہکتی خوشبو انہیل کرتے اپنے اعصاب کو پر سکون کرنے لگا۔۔۔وہ اپنے نازک سے ہاتھ اس کے سینے پر رکھتی اس کے

سینے پر اپنے ناخن گھاڑتی اپنے لرزتے وجود کو سہارا دے گئی۔۔عالم راؤ اس میٹھے سے درد پر مسرور ہوتا آنکھیں بند کر گیا۔۔۔

" جانِ جہاں آپ کا جان آپ کی سانسیں چرانے کی کوشش میں ہے تاکے آپ کو خود میں جزب کر سکوں۔۔۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑتے اس کی چھوٹی چھوٹی انگلیوں کے پوروں پر لب رکھتے مخمور لہجے میں بولا تھا جو اس کے اس عمل پر دوسرے ہاتھ کی گرفت اس کے سینے پر مزید سخت کر گئی۔۔وہ متبسم ہوتا اس کا ہاتھ واپس سے اپنے سینے پر رکھتے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کا دلنشین چہرہ اوپر کو اٹھاتا اس کی چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک پر لب رکھتے اس کے سرخ پڑتے عارضوں کو تکتے لگا جو بے تحاشہ سپید و سنہری رنگت میں گلال بکھرتی مزید دلکشی کا سبب بن رہی تھی۔۔

وہ بے حد نرمی سے اس کے لبوں پر جھکتا اس کے سرخ کپکپاتے لبوں کی کپکپاہٹ خود میں بھینچ گیا۔۔۔ہیزل اپنی دھڑکنیں سنبھالتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

آہستہ آہستہ نرمی شدت میں بدلنے لگی تھی پر مزید خود کو تشنہ محسوس کرتے پاگل سا ہوتا اس کے گرد لپٹی اپنی بازو سے اسے اٹھا کر اپنے مقابل کرتے مزید پر شدت ہوتا اس کی جان نکالنے لگا۔۔وہ خوف زدہ ہوتی اس کے شانوں کو تھام گئی۔

پر جیسے وہ سراب ہی نہیں ہو پارہا تھا وہ بھول گیا تھا اس کی بانہوں میں موجود پری کتنی نازک سی تھی اس کی جنونیت سہنا کہاں اس کے بس کی بات تھی۔۔وہ مدہوش سا اس کی سانسیں کھینچتا اپنے منہ میں گھلتے خون کے ذائقے پر وہ یکلخت ہوش میں آتا ایکدم سے اس کی سانسوں کو آزادی دیتے اس سے دور ہوا تھا۔۔جس پر وہ بے دم سی ہوتی اس کے سینے پر لہرا گئی۔۔۔

عالم راؤ کی مزید جان نکلتی تھی وہ تیزی سے اسے میٹرس پر ڈالتے اس کے قریب بیٹھا تھا ہیزل کو ہوش وخرد سے بیگانہ دیکھ اس کے ہونٹوں پر گہرا زخم دیکھ اس کا دل چاہا وہ سینے سے اپنی سانسیں ہی نوچ لے وہ کیسے کر سکتا تھا ایسا۔۔۔

"ہیے ے۔۔۔جانم ایم سوری۔۔۔"

وہ اس کی سانسیں چیک کرتے گھبرایا تھا جو مدھم سی چل رہیں تھیں تبھی تیزی سے اس کا منہ کھولتے اسے مصنوعی سانس فراہم کرنے لگا تبھی وہ ہوش میں آتی دھیرے سے آنکھیں کھولتی خود پر جھکے عالم راؤ کو دیکھا۔

جس کی کرسٹل گرے آنکھوں میں فکر، سبکی محبت والفت کا ایک جہاں آباد تھا۔۔اپنے ہونٹوں پر بھی شدید جلن محسوس ہو رہی تھی پر وہ اس ساحر کی الفت و عشق کے سامنے وہ سب بھولتی اس کا بازو تھام کر اس کے سینے پر سر رکھتے آنکھیں موند گئی۔۔۔

عالم راؤ نے لب بھینچے اسے کی عمل کو ملاحظہ کیا تھا جس نے اف تک نہ کی تھی۔وہ مزید اذیت میں گرا تھا۔۔

"ایم سوری جاناں۔۔۔آئی پرامس آج کے بعد کوئی درد نہیں دوں گا آپ کو۔۔۔آپ کی نازکی جانتے بھی آپ کو تکلیف دی ایم سوری۔۔۔"

وہ نرمی سے جھکتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے مدھم سرگوشی میں کہا تھا۔۔

ہیزل نے دھیرے سے اس کے سینے سے سر اٹھاتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں جان آپ فکر نہیں کریں۔۔۔۔کچھ برا نہیں کیا آپ نے۔۔"

وہ اوپر کو ہوتی اس کی پیشانی سے بال ہٹاتی مدھم آواز میں بولی تھی۔عالم راؤ نے نہایت الفت سے اس پیاری سی پری کی جانب دیکھا تھا جس نے اسے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے پر کبھی کبھی اس کی کچھ حرکتیں اسے حیران کر دیتیں تھیں ایسا لگتا تھا وہ دیوانی بھی اسے بے تحاشا چاہتی تھی

۔۔

اس کے ساتھ ہنستی تھی،اس کی قربت میں مہکتی تھی،اس کے لمس پر دہکتی تھی،اس کی دوری پر تڑپتی تھی، کبھی نزدیکی پر سہمتی اسی میں چھپتی تھی،اس کے درد پر روتی تھی،اس کے زخموں کا مرہم بنتی اپنی زات تک کو فراموش کر جاتی تھی،

کیا یہ محبت نہیں تھی۔۔۔؟

کیا یہ دیوانگی نہیں تھی۔۔۔؟

"ایم سوری۔۔۔۔ میری جان۔۔۔ آپ کا جان آپ کو ہرٹ کر گیا۔۔۔"

وہ پر اذیت لہجے میں بولتا ہیزل کو تڑپا گیا۔۔

"آپ مجھے ہرٹ نہیں کرتے جان آپ تو بہت محبت کرتے ہیں اپنی ہیزل سے جانتی ہوں میں اور یہ ہرٹ نہیں تھا آپ کی دیوانگی تھی۔۔"

وہ اس کی گال پر اپنا نازک سا ہاتھ رکھتے الفت سے گویا ہوئی۔۔۔ عالم راؤ نے نرمی سے اس کے ہاتھ کو تھامتے لبوں سے لگایا تھا جو اپنی معصومیت سے بولتی اسے معتبر کر رہی تھی۔۔

"آپ کو پتہ ہے جان کبھی کبھی مجھے لگتا ہے یہ ایک حسین خواب ہے۔۔۔ ایک لڑکی جس کو اپنے ماں باپ بھی ٹھیک سے یاد نہیں اس نے ہوش سنبھالا تو خود کو قید پایا جہاں وہ پل پل گھٹ گھٹ کر مری اور زندہ ہوئی۔۔۔ اپنے وجود پر غیر مردوں کی پڑتی گندی نظروں نے اسے وقت سے پہلے بڑا کر دیا ۔۔۔ وہ رات دن اپنے وجود سے نفرت کرتی مرنے کی دعائیں کرتی۔۔۔ لگتا تھا میں مر جاؤں گی یونہی گھٹ گھٹ کر پر پھر آپ آئے کسی فرشتے کی مانند اپنے پر پھیلاتے مجھے تپتے صحرا سے ٹھنڈی میٹھی چھاؤں دیتے میرے محافظ بن گئے۔۔

میں نہیں جانتی میں کس طرح سے اپنے رب کا شکر ادا کروں جنہوں نے مجھے آپ سے نوازا آپ میرے لیے کسی دعا سے ہیں جان۔۔۔جب آپ کو دیکھتی ہوں تو محبت لفظ بہت چھوٹا سا پڑ جاتا ہے وہ بہت اونچا مقام ہے جو ہیزل سکندر شاہ کے دل میں ہے آپ کے لیے۔۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے مسرور سی بولتی عالم راؤ کو ششدر کر گئی۔۔عالم راؤ کتنی ہی دیر اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھے گیا جو اسے آج اپنے لفظوں سے خیران کر گئی تھی۔۔

" جانِ جہاں آج تم نے اپنے جان کو نئی زندگی دے دی۔۔کیسے کرلیں اتنی پیاری باتیں میری زندگی نے۔۔کہاں سے سیکھا اتنا خوبصورت اظہار۔"

وہ اسے خود میں بھیجتے جذبوں سے چور لہجے میں بولتا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

"یہ تو میں بھی نہیں جانتی آپ کو دیکھ کر سب الفاظ خود آگئے۔۔"

وہ معصومیت سے بولتی عالم راؤ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔پر جھک کر اس کی ناک پر لب رکھتے اسے خود میں بھیج گیا۔۔

"آئی لو یو میرے عشق۔۔۔"

وہ محبت سے چور لہجے میں بولتا اسے خود میں جزب کرتے آنکھیں موند گیا۔۔جس پر وہ حیا سے مسکراتی اس کے سینے میں سر چھپاتی آنکھیں بند کرتی سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

میں نہیں ہوں اپنے وجود میں

مجھے جانے کس نے چرا لیا
میرے ساتھ رہتا ہے اک شخص
کوئی جادو اس نے چلا دیا
میری روح میں وہ سما گیا
مجھے عشق کرنا سکھا دیا
میری زندگی وہ بن گیا
مجھے جینا اس نے سکھا دیا
میں خود سے بھی تھی نا آشنا
مجھے مجھ سے اس نے ملا دیا
میری زندگی کو بدل دیا
مجھے خوش نصیب بنا دیا

پھر کچھ یاد آنے پر اس کی سماعت میں سرگوشی میں غزل اتارتے واپس سے اس کے سینے میں چھپ گئی ۔۔۔عالم راؤ مسرور سا ہوتا جھک کر اس کے ڈھکے شانے پر لب رکھتے واپس سے اپنی بانہوں میں سمو گیا شاید یہ اس کی زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی ۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا اس کی جانم اس کی محبت

کے اتنے بھید خود میں چھپائے بیٹھی ہے۔۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا ابھی اپنی اور اس کی جان ایک کر خود میں جزب کر لے پر اس کی کچھ دیر پہلے کی حالت یاد آتے وہ لب بھینچتا آنکھیں میچ گیا۔۔

♥♥♥♥♥

ماضی!

ساجدہ بیگم نے جب حرم کا گاؤن دیکھا تو کچھ پل کے لیے تو ساکت سی ہو کر رہ گئیں۔۔۔

اس پر جڑے ہیرے موتی اور چاندی کی تاریں دیکھ وہ جیسے سکتے میں آ گئیں تھیں سلطان کیا پاگل ہو گیا تھا یقیناً اس لباس کی قیمت کروڑوں کی لگ رہی تھی۔۔۔

"مما دیکھیں سلطان بھائی نے کتنا پیارا ڈریس لے کر دیا ہے نہ مجھے وہ جو میں نے آپ کو دیکھایا تھا نہ اس سے بھی پیارے ہے بلکلے بہت بہت پیارا۔۔۔ہائے میں کتنی خوش ہوں مما۔۔۔"

وہ خوشی سے کھکھلاتی چہکتے ہوئے بولی تھی پر ساجدہ بیگم کا سکتا جیسے ٹوٹ ہی نہ رہا تھا۔۔

وہ بنا کچھ کہے سلطان راؤ کے پورشن کی جانب بڑھیں۔۔ حرم تو اپنے ڈریس کے سحر میں گم تھی وہ معصوم کہاں جانتی تھی اس لباس کی قیمت۔۔۔ورنہ شاید کبھی نہ لیتی۔۔

سلطان راؤ کاؤچ پر بیٹھا کام کر رہا تھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا جب ڈور ناک ہوا۔۔

"ارے چچی ماں آپ۔۔۔۔ آئیں نہ بیٹھیں۔۔"

وہ سیدھا ہوا اٹھا فوراً۔ وہ چلتی ہوئیں صوفے پر بیٹھ گئیں۔۔

"چچی ماں مجھے بلا لیا ہوتا۔۔۔ آپ نے زحمت کیوں کی۔۔"

وہ اٹھتا ان کے قریب نیچے بیٹھتا ان کے ہاتھوں کو تھامتے عقیدت سے ان پر بوسہ دیتے بولا تھا۔

ساجدہ بیگم نے محبت سے اس جوان کو دیکھا تھا جس کے سامنے ایک دنیا جھکتی تھی اور وہ ان قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔

"سلطان بیٹا آپ نے حرم کو ڈریس دلوایا ہے۔۔"

ساجدہ بیگم کے سوال پر سلطان راؤ نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"کیوں بیٹا وہ بہت مہنگا لگ رہا ہے مجھے۔۔۔"

وہ کچھ خفا لگیں۔۔

"اس کی قیمت میری ملکہ کے سامنے بہت کم ہے چچی ماں۔۔"

وہ مظبوط لہجے میں بولتا ساجدہ بیگم کو حیران کر گیا۔

"کیا۔۔۔ مطلب۔۔۔۔ بیٹا میں سمجھی نہیں۔"

وہ ہکلائیں تھیں۔۔

"چچی ماں میں بہت پیار کرتا ہوں حرم سے اور۔۔۔ اور اسے اپنا بنانا چاہتا ہوں اسے۔۔۔ پلیز آپ مجھے دے دیں اسے۔۔۔ میں بہت خیال رکھوں گا اس کا۔۔"

وہ ان کے دونوں ہاتھ تھامتے بولتا کوئی دیوانہ ہی لگا تھا ساجدہ بیگم کو۔۔ وہ کچھ بول ہی نہ پائیں۔۔۔

"پلیز چچی ماں دے دے گی نہ سلطان کو اس کی ملکہ۔۔۔ پلیز میں بہت خوش رکھوں گا اسے۔۔"

وہ انھیں امید سے دیکھتے ہوئے ملتجی لہجے میں بولا تھا۔

"سلطان تم۔۔۔"

وہ ششدرہ تھیں۔۔

"پلیز چچی ماں مجھے نہ مت کہیے گا۔۔ میں مر جاؤں گا پلیز مجھے میری ملکہ دے دیں۔۔"

وہ کوئی ضدی بچے کی مانند سرخ آنکھوں میں نمی لیے بولا تھا۔ ساجدہ بیگم سلطان راؤ کی حرم کے لیے دیوانگی دیکھ سکتے میں تھیں۔۔

"ہاں سلطان حرم تمھاری ہے۔۔ آج سے حرم تمھاری۔۔۔ مم۔۔۔ میں خود تمھاری شادی کرواؤں گی۔۔۔ فکر نہیں کرو میرے شہزادے۔۔"

وہ خوش تھیں انھیں اور کیا چاہیے تھا وہ بے یقینی سی تھیں پر خوش تھیں۔۔

سلطان راؤ نے خوشی سے ساجدہ بیگم کو گلے لگایا تھا۔۔ اسے لگا تھا جیسے اسے دنیا جہاں کی خوشی مل گئی ہو۔۔

"شکریہ چچی ماں۔۔۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں دنیا کی ساری خوشیاں اس کے قدموں میں لا کر ڈال دوں گا۔۔ میری خوشی کو مجھے سونپنے کے لیے میں زندگی بھر آپ کا شکر گزار رہوں گا۔۔"

وہ جیسے خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔۔

"ارے پگلے میں تو چاہتی یہی تھی تم نے تو میری خواہش پوری کر دی ہے میں بھی بہت خوش ہوں۔۔"

وہ سلطان راؤ کی پیشانی چومتے ہوئے پر مسرت لہجے میں بولیں تھیں۔۔

"تو پھر میں حرم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ رخصتی جب وہ چاہے گی ہم تب کرلیں گے۔۔"

وہ اسے اپنا محرم بنانا چاہتا تھا تاکہ اپنی ملکہ کے سارے حق اپنے نام کرلے اسے پورے حق سے دیکھ سکے۔۔

"مجھے کوئی اعتراز نہیں بیٹا۔ جیسے میرا بچہ خوش رہے۔۔"

وہ بس اسے خوش دیکھنا چاہتیں تھیں کیونکہ جب سے وہ آئیں تھیں اس گھر میں انھوں نے سلطان راؤ کو پہلی بار خوش دیکھا تھا۔۔ تبھی وہ کچھ بھی منع نہیں کرسکیں تھی۔۔

♥♥♥♥♥

"روزی باجی آپ نے ابھی تک میرے لیے چپس نہیں بنائے۔۔"

حرم کچن میں آئی تو روزی کو فریج میں گھسا دیکھ منہ بسورتے بولی تھی۔۔

"حرم بی بی جی میں ابھی کھانا بنا کر فارغ ہوئی ہوں آپ تھوڑا صبر کریں۔۔"

وہ تیکھے پن سے بولی تھی۔۔۔ اسے حرم سے شدید چڑ تھی۔۔ حرم اس کے لہجے پر ہرٹ ہوتی کچن سے نکل گئی تھی۔۔

"ہنہہ نواب زادی۔۔۔ روزی باجی آپ نے ابھی تک میرے لیے چپس نہیں بنائے۔۔"

وہ نخوت سے اس کی نقل اتراتے فریج سے سیب نکال کر کھانے لگی۔۔

سلطان راؤ جو فون پر بات کرتا بیک یاٹ کی جانب آیا تھا حرم کو جھولے پر بیٹھا روتا دیکھ اس کی جان پر بنی تھی۔۔وہ کال کٹ کر اس کی جانب آیا تھا۔۔

"حرم سویٹی کیا ہوا کیوں رو رہی ہیں۔۔۔"

اس کے قریب آتا تڑپ کر دریافت کیا گیا تھا سلطان کی آواز پر حرم نے چہرہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔برف سی سفید رنگت میں رونے کی وجہ سے سرخیاں گھولی ہوئیں تھیں چھوٹی سی ناک بھی سوخ ہو رہی تھی اوشن بلو آنکھوں میں گھولے گلال کے ساتھ بل بل کر کے نکلتے آنسو اس کے پھولے ہوئے گالوں کو بھگو رہے تھے شدید رونے کی وجہ سے آنکھوں کے پپوٹے پھولے ہوئے تھے بلائی لب کا خم بھی سوجا ہوا تھا۔۔وہ کس قدر نازک سی تھی سلطان راؤ کا دل جیسے کسی مٹھی میں دبوچا تھا کسی نے۔۔

"کیا ہوا ہے حرم کیوں ستم ڈھا رہی ہوں اس آنکھوں پر ہنی مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے کسی نے کچھ کہا ہے یا کچھ چاہیے مجھے بتاؤ۔۔۔میں سب کچھ لا دوں گا۔۔"

وہ خود پر ضبط کرتے نرمی سے بولا تھا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا اس کے رونے کی وجہ کو آگ لگا دے۔۔

"روزی باجی ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتی ہیں مجھے نہیں کھانے چپس۔۔مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔سب ڈانٹتے ہیں مما بھی غصہ کرتی ہیں روزی باجی بھی چپس بنا کر نہیں دیتیں۔۔۔آپ بھی آنکھیں دیکھاتے ہیں۔۔۔کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔"

وہ سوں سوں کرتی روتے ہوئے اس سے شکایت کرتی ساتھ اس کی بھی شکائت اسی سے کر رہی تھی ۔۔ سلطان راؤ نے غصے سے مٹھیوں بھینچیں تھی روزی کی اتنی ہمت کے وہ اس کی ملکہ کو کسی بات سے منع کرے۔ وہ اس گھر کی رانی تھی سلطان راؤ کے دل کی ملکہ ۔۔

"حرم میری پری ۔۔۔ سب کرتے ہیں آپ سے پیار چچی ماں بھی میں بھی بہت پیار کرتا ہوں آپ سے ۔۔"

وہ اسے چپ کرواتے آخر میں جذبات سے بولا تھا۔۔

"ہاں سچ میں مما پیار کرتی ہیں پر مجھے میری پسند کا کچھ کھانے نہیں دیتی اور آپ مجھے گھورتے ہیں پر پیار بھی کرتے ہیں بس تھوڑا سا اسی لیے تو وہ گندہ کھانا کھلاتے ہیں اور زیادہ واک بھی کرواتے ہیں میں تھک جاتی ہوں ۔۔"

وہ نچلا ہونٹ موڑتے بولتے ہوئے پھر سے روہنسا ہوئی تھی ۔۔۔ اس کی یہی معصوم حرکتیں سلطان راؤ کے دل پر گہرے وار کرتیں تھیں ۔۔

"ششش رونا نہیں ۔۔۔ اچھا چلو آج ہم باہر چلتے ہیں جو آپ کو پسند ہو گا آپ وہ سب کھانا ۔۔ کوئی آپ کو نہیں روکے گا ۔۔"

سلطان راؤ نے نرمی سے کہاں اس کی بات سنتے ہی وہ اچھل کر کھڑی ہوئی سلطان راؤ دہل سا گیا وہ نازک سی جان کہیں اپنی کوئی ہڈی وڈی ہی نہ تڑوا لے ۔۔

"سچ کہہ رہے ہیں آپ مجھے نگٹس کھانے ہیں بہت سارے اور چپس اور آئس کریم بھی بہت ساری ۔۔"

وہ ایکدم سے کھکھلاتی ہوئی فرمائشیں کرنے لگی جس پر سلطان راؤ متبسم ہوا تھا اسے مسکراتا دیکھ۔۔

"ہاں سب کچھ جو جو آپ کو پسند ہے لے لیجئے گا۔۔ چلیں اب جلدی سے فریش ہو کر آئیں میں آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔۔"

وہ اس کے دلکش چہرے کو اپنی آنکھوں میں سموتے نرمی سے بولا تھا۔۔"

"میں بس ابھی آئی۔۔"

وہ کہتے اندر کو بھاگی تھی۔۔ جس پر وہ نفی میں سر ہلاتا خود بھی اندر کی جانب بڑھا تھا تاکہ ساجدہ بیگم کو اطلاع دے سکے۔۔

وہ لاؤنج میں داخل ہوتے۔۔۔ ساجدہ بیگم کی جانب آیا جہاں وہ سامنے ہی صوفے پر بیٹھیں تسبیح پڑھ رہیں تھیں۔۔

"چچی ماں میں حرم کو آئس کریم کھلانے لے جا رہا ہوں وہ کچھ ابسٹ ہے اور ہمارے آنے تک روزی کا حساب کر دیجیے گا۔۔"

وہ نرمی سے بولتے انھیں مطلع کر گیا۔۔

"ٹھیک ہے بیٹا جاؤ خیر سے آج جب تم لوگ آؤ گے تو میں حرم سے بھی بات کروں گی تم دونوں کے بارے میں۔۔۔پھر اسی جمعہ کو آپ دونوں کا نکاح کر دیں گے۔۔"

وہ پر مسرت لہجے میں بولتے سلطان راؤ کو خوشیوں کی ڈور تھما گئیں۔۔

"تھینک یو سو مچ چچی ماں آئی لو یو۔۔"

وہ ان کے ہاتھوں پر عقیدت سے بوسہ دیتے ہوئے بولا تھا۔

جس پر وہ مسکرائیں تھیں۔۔

"خوش رہوں میرے بچے۔۔"

وہ سلطان راؤ کی پیشانی چومتے بولیں تھیں وہ انھیں مزید پیارا ہو گیا تھا۔۔ان کہ سالوں کی خواہش پوری ہونے والی تھی۔۔

"میں آ گئی سلطان بھائی چلیں جلدی چلیں۔۔" وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی چہکتے ہوئے بولی تھی۔۔سلطان راؤ کی تو نظریں جیسے ٹھہر سی گئیں تھیں۔۔

پیچ کلر کی گھٹنوں تک آتی امبریلہ فراک کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ پہنے سر پر سلیقے سے دوپٹہ جمائے شانوں پر شال لیے چہرہ کسی بھی میک اپ سے پاک وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ ساجدہ بیگم نے اس کی نظر اتاری۔۔

"چلیں بھی۔۔"

وہ سلطان راؤ کو ایک ہی جگہ پر جما دیکھ جھنجھلائی تھی وہ پل میں خوش میں آیا تھا ساجدہ بیگم نے حرم کو آنکھیں دیکھائیں تھی جس پر وہ گڑبڑاتی فوراً سے سیدھی ہوئی تھی۔۔

سلطان راؤ اسے اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھا تھا وہ بھی اس کے پیچھے نکلی تھی ساجدہ بیگم نے دل سے دعا دی تھی دونوں کو۔۔

کتنا گھل مل گئی تھی حرم سلطان سے چند ہی دنوں میں۔۔۔ یہ بہت اچھا تھا۔۔ کیونکہ اب حرم کو سلطان راؤ کے لیے منانا آسان لگا تھا انھیں۔۔

"حرم۔۔۔"

مبہم سی پکار تھی۔

"جی سلطان بھائی۔۔"

وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی پر اس کی بھائی کی تکرار پر سلطان راؤ کا خلق تک کڑوا ہوا تھا۔۔

"میں کیسا لگتا ہوں آپ کو۔۔"

وہ جاننا چاہتا تھا وہ اس کے بارے میں کیا سوچتی ہے تبھی دریافت کیا تھا۔

"اچھے۔۔۔ اور ابھی تو بہت اچھے۔۔"

وہ اس کی بات کو عام سے انداز میں لیتے بے پرواہ سے لہجے میں بولی تھی۔۔

"نہیں مطلب ویسے۔۔۔ کیا کوئی لڑکی مجھے پسند کر سکتی ہے۔۔۔ تم سمجھ رہی ہو نہ۔"

سلطان راؤ کو کچھ مشکل ہو رہی تھی اس پاگل سی لڑکی سے بات کرتے پر وہ اپنے بارے میں اس کے خیالات جاننا چاہتا تھا۔۔

"ارے ہاں مجھے یاد آئی ایک بات۔۔۔"

وہ ایکدم سے اپنی جگہ سے اچھلتی بولی تھی۔

"کیا بات۔۔" وہ متجسس ہوا۔

"وہ میری ایک دوست سامیہ ہے نہ وہ کہہ رہی تھی تمھارے سلطان بھائی مجھے بہت اچھے لگتے ہیں تم مجھے ان کا نمبر دے دو۔۔۔ کیا آپ مجھے اپنا نمبر دیں گے سلطان بھائی مجھے اسے دینا ہے۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولتی سلطان راؤ پر حیرانی طاری کر گئی۔۔۔

یعنی وہ اس کی محبت میں پور پور ڈوبتا اسے اپنے نکاح میں لینے کی سوچ رہا تھا اور وہ اس کا نمبر مانگ رہی تھی کسی اور لڑکی کو دینے کے لیے سلطان راؤ نے ضبط سے آنکھیں میچیں تھیں۔۔

"شٹ اپ کس طرح کی دوست ہیں تمھاری آج کے بعد تم کسی ایسی لڑکی سے بات نہیں کرو گی۔۔"

وہ کچھ سخت ہوا تھا جس پر وہ فوراً سے نچلا ہونٹ موڑتے رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔ سلطان راؤ کی جان پر بنی تھی۔۔

"ششش۔۔۔ شش رونا نہیں میں کچھ نہیں کہہ رہا بس ایسی لڑکیاں اچھی نہیں ہوتی ہنی۔۔۔ آپ کو دوست چاہیے تو میں ہوں نہ آج سے میں آپ کا دوست۔۔۔ اوکے۔"

وہ گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روکتا اسے سمجھاتے نرمی سے بولا تھا۔۔

" آپ میرے دوست بن گئے۔۔"

وہ خیرانی سے اپنی اوشن بلو آنکھیں خیرانی سے بڑی کرتے بولی تھی۔۔ سلطان راؤ کا دل اس کی معصوم اداؤں پر ڈوب کر ابھرا تھا۔۔

" جی ہاں ہنی آج سے ہم دوست اس لیے آپ مجھے بھائی نہیں کہیں گی اوکے۔۔ سویٹ۔۔"

وہ متبسم لہجے میں بولا تھا۔

" ٹھیک ہے پھر کیا کہوں آپ کو۔۔"

وہ معصومیت سے بولی تھی۔۔

" سلطان کہہ سکتی ہیں آپ مجھے دوستی میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا ہے نہ ہنی۔۔"

وہ ہنوز نرمی سے بولتا اسے اپنی باتوں میں الجھا رہا تھا اور وہ معصوم الجھ بھی رہی تھی۔

" اوکے۔۔ سلطان۔۔"

وہ مسکرا کر بولتی سلطان راؤ کو سرشار کر گئی۔۔

سلطان راؤ نے ایک الگ خوبصورت سا کیبن بک کیا تھا اپنے اور حرم کے لیے۔۔ آڈر کرتے وہ دونوں کھانے کے انتظار میں تھے۔۔

" حرم ہنی۔۔۔ آپ نے بتایا نہیں میں آپ کو کیسا لگتا ہوں۔۔"

وہ واپس سے اپنی بات پر آیا۔۔

"آپ اچھے ہیں بہت سلطان اور اب تو زیادہ اچھے ہو گئے ہیں آج تو مجھے گھورا بھی نہیں۔۔"

وہ ہنوز معصومیت سے بولتی سلطان راؤ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔۔ وہ سب سے الگ تھی کتنی پیاری اور سادہ سی تھی وہ۔۔

تبھی ویٹر ان کا آڈر لے کر آیا تھا ٹیبل پر ان کا کھانا رکھتے وہ وہاں سے نکل گیا۔۔

نگٹس دیکھتے ہی حرم کے منہ میں پانی آیا تھا اور کیچپ کے ساتھ چپس دیکھ وہ خوشی سے پاگل ہوئی تھی ۔۔وہ تیزی سے نگٹس اٹھا کر کھانے لگی سلطان راؤ نے اس کے معصوم چہرے کو اپنی نظروں میں اتراتے اسے نہارنے لگا۔۔ بھوک تو پہلے بھی کچھ خاص نہیں تھی تبھی کھانے کی بجائے اپنی سامنے بیٹھی اپنی ملکہ کو اپنی نظروں سے نہارنا ضروری سمجھا۔۔۔ ورنہ اتنی فرصت کہاں ہوتی تھی کہ وہ اسے ٹھیک سے دیکھ بھی پاتا۔۔۔ کبھی وہ آفس ہوتا اور کبھی وہ اسے دیکھتے ہی باگ نکلتی تھی۔۔

کاش کہ وہ اسے بتا پاتا کہ وہ کتنی ضروری تھی اس کے لئے اس کی سانسوں کی روانی اس کا دیدار تھا ۔۔دل کی جگہ وہ دھڑکتی تھی اس میں اگر وہ اسے نہ ملتی تو شاید وہ اپنی ہستی تک مسمار کر دیتا۔۔۔ وہ ادھورا تھا اس کے بنا وہ دیوانہ پن بن گئی تھی اس کا۔۔

خود سے ہر دم ترا سفر چاہوں

تجھ زبانی تری خبر چاہوں

میں تجھے اور تو ہے کیا کیا کچھ
ہوں اکیلا پہ رات بھر چاہوں
مجھ سے میرا اسراغ کیوں کہ یہ کام
میں ترے نقشِ پا کہ سر چاہوں
خونِ گرم اپنا پارچے اپنے
میں خود اپنی ہی میز پر چاہوں
ہیں بیاباں مری درازوں میں
کیوں بگولے برہنہ سر چاہوں
مجھ کو گہرائی میں اترنا ہے
پر میں گہرائی سطح پر چاہوں
کام کیا چیز ہے کہ نام بھی ہیں
کام کے نام پر نہ کر چاہوں
اک نظر ڈالنی ہے منظر پر
کہکشائیں کمر کمر چاہوں
ضد ہے زخموں میں بیر جذبوں میں

میں کئی دل کئی جگر چاہوں

اب تو اس سوچ میں ہوں سر گرداں

کیا میں چاہوں بھلا اگر چاہوں

♥♥♥♥♥

حال!

عالم راؤ اپنے چہرے پر ماسک لگائے ٹارچر سیل میں داخل ہوا تھا جہاں پر کرسی سے ایک وجود بے ہوش پڑا تھا۔۔۔

وہ ٹھنڈے یخ پانی کی بالٹی لیتا اسے پر انڈیل گیا۔۔ جس پر وہ ہڑبڑاتا ہوش میں آیا تھا۔۔

"کک۔۔۔۔کون ہے۔۔"

وہ ہوش میں آتا چلایا تھا اپنے ہاتھوں کو حرکت دینے کی کوشش کی پر ناکام ایکدم سے وہ ہوش میں آیا تھا پورے کمرے میں نظر دوڑاتے اسے گڑبڑ کا احساس ہوا وہ تو اپنے گھر تھا پھر یہاں کیسے آیا تھا۔۔ کچھ فاصلے پر ایک لمبا چوڑا انسان کھڑا تھا پر جیسے ہی نظر اس کی ہڈی کی پشت پر پڑی اسے لگا جیسے پوری چھت اس پر آ گری ہو۔۔

"جج۔۔۔جے ایس۔۔"

بمشکل آواز نکلی تھی۔۔ ااکی آواز پر عالم راؤ کے چہرے پر پر اسرار سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

"کیسے ہو صدام خان۔۔۔ ہوپ سو زیادہ تکلیف نہیں ہوئی ہوگی تمھیں یہاں۔۔"

وہ چیئر کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھتا بھاری لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"جے ایس تت۔۔۔۔ تم مجھے یہاں کک۔۔۔۔ کیوں لائے ہو۔۔۔ کیا چاہتے ہو۔۔"

صدام خان نے عالم راؤ کے ہاتھ میں کٹر دیکھ تھوک نگلتے بمشکل دریافت کیا تھا کیونکہ جے ایس کو کون نہیں جانتا تھا کہ وہ کتنا بے رحم تھا اور جو ایک بات اس کی گرفت میں آجاتا اسے آزادی صرف موت ہی دلا سکتی تھی۔

"زیادہ کچھ نہیں تمھاری جان چاہیے۔۔"

وہ اتنے سکون سے بولا جیسے جان نہیں ٹافی مانگ رہا ہو۔

"جے ایس یہ تم اچھا نہیں کر رہے تم جانتے نہیں تم کس سے پنگا لے رہے ہو۔۔"

وہ اکڑتا چلایا تھا۔۔

"مجھے جاننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے صدام خان۔۔۔ مجھے بس تمھاری یہ جان چاہیے وہ بھی تل تل قطرہ قطرہ۔۔"

وہ پر سکون انداز میں بولتا اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر بلیڈ چڑھانے لگا۔

"دیکھو جے ایس ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے تم بس ہیز۔۔۔ اہہہہ۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی زبان سے ہیزل کا نام لیتا عالم راؤ کے زور دار مکے پر وہ درد سے دہرا ہوتا چلا اٹھا ۔۔ گال پر بلیڈ پھرتے ہی خون کے فوارے پھوٹ پڑے تھے۔۔

"خبر دار جو میری بیوی کا نام اپنی گندی زبان سے لیا۔۔۔ جے ایس کے قہر کو آواز مت دو صدام خان اپنی سزا مزید مت بڑھاؤ ورنہ پوری زندگی موت کے لیے تڑپو گے اس قدر تمھاری زندگی تمھارے لیے سزا بناؤ گا۔۔۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچتا دھاڑا تھا۔۔

وہ درد سے نڈھال ہو گردن ایک جانب گرا گیا۔۔

"تف ہے تم پر صدام خان معصوموں پر ظلم ڈھانے والا اپنی باری آئی تو اتنے میں ہی جان نکل گئی۔۔ اتنی جلدی تو میں تمھیں مرنے بھی نہیں دوب گا صدام خان تم نے میرے کل جہان کی زندگی کو پل پل اس کے لیے اذیت بنایا تھا میں تیری سانیس تنگ کر دو گا تجھ پر موت نہیں دوں گا تو لمحہ سسکے گا موت کی بھیک مانگے گا پر موت نہیں ملے گی تجھے صدام خان۔۔"

وہ اس کے چہرے پر پے در پے ور کرتا غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔

صدام خان بے دم سا ہو کر بے ہوش ہو گیا تھا پر عالم راؤ کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا پر اسے جان سے نہیں مارنا تھا۔۔ تبھی خود پر قابو کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

سر باہر ابراہیم کاظمی آئے ہیں اور آپ سے ملنے پر باضد ہیں۔۔۔ اور بہت بتمیزی بھی کر رہے ہیں۔۔"

اسسٹنٹ سیکریٹری نے انٹرکام سے اطلاع دی۔۔

"آنے دو انھیں۔۔۔"

وہ کہتا رسیور رکھتے پر اسرار سا مسکرایا تھا۔۔

"تو مسٹر کاظمی آپ سے بھی نپٹنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔۔۔"

وہ اپنی چیئر پر جھولتے کچھ سوچتے ون سا کڈ مسکرایا تھا۔۔

"بازل شاہ میری بیٹی کہاں ہے۔۔۔"

ابراہیم کاظمی بازل شاہ کے آفس میں داخل ہوتے ہی اس پر چلائے تھے۔۔۔

"مسٹر کاظمی ریکیس۔۔۔ ایکچلی مجھے کسی کی اتنی اونچی آواز سننے کی عادت نہیں ہے۔۔۔ ایسا نہ ہو غلطی سے آپ کو باہر پھنکوا دوں۔۔"

وہ اپنی چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے طمکنت سے گویا ہوا ابراہیم کاظمی کا چہرہ ہتک سے سرخ ہوا تھا۔۔

"اور کس بیٹی کی بات کر رہے ہیں جیسے کچھ سال پہلے آپ سے چند پیسوں کے عوض فروحت کر دیا تھا۔۔"

وہ سکون سے ان کا پول کھولتے انھیں خیرت میں مبتلا کر گیا۔۔۔ وہ کیسے جانتا تھا یہ بات۔۔

"نو نو مسٹر کاظمی اتنا خیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں آپ کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔۔۔ سب کچھ مطلب سب کچھ۔۔۔"

وہ مظبوط لہجے میں بولتا آخری لفظوں پر زور دیتے بولا تھا ابراہیم کاظمی کو خنکی میں بھی پسینے آنے لگے

--

"دیکھو۔۔۔تت۔۔۔۔تم مجھے دھمکا نہیں سکتے۔۔"وہ خود کو کمپوز کرتے بولے تھے۔۔

"او۔۔۔ریلی مسٹر کاظمی۔۔"

باذل شاہ نے آبرو اچکاتے طنزیہ انداز میں دریافت کیا تھا۔۔

"دیکھو باذل شاہ پلیز مجھے میری بیٹی دے دو پلیز۔۔۔"

بات نہ بنتے دیکھ وہ منتوں پر اتر آئے۔۔پر وہ اتنا سخی دل کہاں تھا کسی اور کے لئے سوائے اپنی مرمڈ کے

--

"اوکے ہم ایک ڈیل کرتے ہیں۔۔۔۔۔میں آپ کی کمپنی کا سارا قرض اتر دوں گا۔۔۔اور آپ کو کام شروع کرنے کے لیے میٹریل بھی مہیا کروں گا۔۔بس آپ کو اپنی بیٹی کے ریسپشن پر آنا ہے اور بنا کسی تردد کے اسے اپنی دعاؤں سے نواز کر میرے ساتھ رحصت کرنا ہے۔۔۔حلانکہ اس کی ضرورت بلکہ بھی نہیں ہے پر کیا کریں یہ رسم دنیا۔۔۔یہ دنیاوی دکھاوا بھی تو ضروری ہے نہ ورنہ نکاحِ عشق تو ہم کر ہی چکے ہیں سسر صاحب۔۔"

اپنے اندر اٹھتے طوفان کو ضبط کرتے ظاہری طور پر پر سکون انداز میں پر لفظوں کو زہر آلودہ لہجے میں ڈبوتے بولا تھا۔۔۔کیونکہ وہ ہر بات اس انسان کی فطرت سے اچھے سے واقف تھا۔۔

"مم۔۔۔میں سوچ کر بتاؤں گا۔۔"

پ کمپنوں میں سے

ایک کا مالک تھا خوبصورت تھا انھیں اور کیا چاہیے تھا ان کی بیٹی بھی اچھے گھر لگ جاتی اور اگے بھی وہ اس سے کہیں کام نکلوا سکتے تھے۔۔

بازل شاہ ان کے چہرے کے تاثرات سے پڑھتے نخوت سے اپنی جگہ سے اٹھتے گلاس وال کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔

" اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس کہ میں بار بار آپ جیسے لوگوں کے لیے اسے برباد کرو مسٹر کاظمی ۔۔اگر آپ کو منظور نہیں تو شادی تو آپ کہ بنا بھی ہو گی۔۔۔وہ رہا راستہ آپ جا سکتا ہیں۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولتا ڈور کی جانب اشارہ کرتے بولا تھا اسے یہ شخص ایک پل بھی اپنی نظروں کے سامنے برداشت نہیں تھا۔۔

اس کا بس چلتا تو اپنی کے ابھی اس کے ٹکڑے کرتے عبرت کا نشان بنا دیتا۔۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔"

وہ جھٹ سے بولے تھے۔۔ان کی بات سنتے بازل شاہ کے لبوں پر ایک پر اسرار سی مسکراہٹ اپنی چھنپ دیکھا کر غائب ہوئی تھی۔۔

"ٹھیک ہے آج سے ٹھیک دو دن بعد میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کو کہاں انا ہے اور کیا کرنا ہے۔۔"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولا تھا۔۔

ں لمظ کو گھر لے جاؤں وہ کہاں ہے۔۔"

وہ خوش تھے پر ان کے لبوں سے اپنی مرمڈ کا نام سنتے بازل شاہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔۔

"خبردار مسٹر کاظمی جو اپنی اس مکروہ زبان سے میری مرمڈ کا نام لیا تو وہ آپ کی بیٹی نہیں اب۔۔۔ کہا نہ بس دنیاداری اس کے علاوہ آپ کا لمظ بازل شاہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔ اب آپ جا سکتے ہیں۔۔"

وہ سرخ آنکھوں سے ان کی جانب دیکھتے سرد لہجے میں بولتا اسے صاف لفظوں میں جانے کا کہا۔۔ اس بے عزتی پر ابراہیم کاظمی نے لب بھینچے تھے۔۔۔ اگر انھیں لالچ نہ ہوتی تو وہ کبھی بازل شاہ کی اتنی باتیں نہ سنتے پر وہ اپنی لالچ سے مجبور وہاں سے نکل گئے۔۔۔

بازل شاہ نے غصے سے ہاتھ مارتے ٹیبل پر رکھی ساری چیزیں زمین بھوس کیں تھیں۔۔ ہاتھ بھی زخمی ہوا تھا پر اسے پروا کہاں تھا۔۔

"بہت بری موت ماروں گا میں تمھیں ابراہیم کاظمی۔۔۔ دوست کے نام پر کالک ہو تم۔۔۔ اپنے ڈیڈ کی ہر ہر اذیت کا چن چن کر بدلا لوں گا تم سے۔۔"

اسے جب سے ساری باتیں یاد آئیں تھیں اپنے باپ کی تکلیفیں بھی یاد آئیں تھی۔۔ کیسے ابراہیم کاظمی نے اس کے ڈیڈ کے ساتھ دھوکا کیا تھا۔۔۔

"سب کچھ چھین لوں گا تم سے جس پر میرے ڈیڈ کا حق تھا۔۔۔اور اگر اس حادثہ کے پیچھے بھی تمھارا ہاتھ ہوا تو تل تل موت دوں گا تمھیں۔۔"

وہ آنکھوں میں خون لیے غصے سے دھاڑا تھا۔۔

♥♥♥♥♥

"لمظ آپی یہ دیکھیں یہ کتنا پیارا لگے گا آپ پر۔۔"

ہیزل نے لیپ ٹاپ پر نظر آتے خوبصورت سے سی گرین ڈریس کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا۔۔

وہ تینوں اس وقت بازل شاہ کے روم میں گھسی آن لائن شاپنگ کر رہیں تھیں۔۔وہ بھی ضد کر کے کیونکہ بازل شاہ اپنی دلہن کے لیے ہر چیز آڈر پر بنوا رہا تھا پر ہیزل کو شوق چڑھا ہوا تھا کچھ چیزیں اپنی بھابھی کے لیے اپنے پسند کی لینے کی۔۔

"ارے یہ والا دیکھو ہیزی بلکل بازل بھائی کی آنکھوں سے میچینگ۔۔۔"

ستارہ ایک گولڈن میکسی کی جانب اشارہ کرتے آخر میں شرارت سے بولی تھی۔۔لمظ ابراہیم نے سرخ ہوتے اس کے کندھے پر چپت لگائی تھی۔۔

"ہائے ستارہ دیکھو تو آپی بلش کر رہی ہیں۔۔۔ارے کوئی تو میرے پیارے بھائی کو بلاؤ۔۔انھیں بھی تو پتا چلے کے ان کی مرمڈ کیسے ان کے نام پر ہی سرخ ہو جاتی ہیں۔۔۔۔"

ہیزل بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔۔لمظ ابراہیم نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔

"ہیزل مجھے لگتا ہے بازل شاہ کچھ زیادہ ہی رمینٹک ہیں تبھی تو ہماری پیاری سی اپنی آپی اس کے نام سے ہی گلال ہو گئی ہیں واللہ جب وہ تنہائی میں روبرو آتے ہوں گے تو پھر تو قیامت ہوتی ہو گی۔۔۔"
ستارہ بھی کہاں کم تھی لمظ ابراہیم تو کانوں تک سرخ ہوئی تھی جس کر وہ دونوں ہاتھ مارتی انجوائے کرنے لگی۔۔

" نکلو تم بے شرموں۔۔۔ بہت خراب ہو گئی ہو۔۔۔ ہیزی تم تو ذرہ ٹھہر جاؤں آلینے تو جے بھائی کو نکلواتی ہو تمھاری ساری شوخیاں۔۔۔"

وہ اس دونوں کو پلو اٹھا اٹھا کر مارتی ہیزل کو دھمکی دیتے اس کی سانسیں سکھا گئی۔

" اور ریان بھائی کی شائے سٹار آپ بھی اپنی خیر منائیں۔۔۔ آپ کی ساری بے باکیوں پر قیامت تو آپ کے یان آپ پر ڈھائیں گے۔۔"

دھمکی دیتے وہ دونوں کی ساری شوخیاں نکال گئی۔۔

"نن۔۔۔ آپی ہم تو مزاح کری۔۔۔ رہیں ہیں۔۔"

ہیزل فوراً سے لائن پر آئی تھی۔۔

"جی۔۔۔ جی آپی بھلا ہم آپ کو تنگ کر سکتی ہیں کتنی پیاری ہیں آپ بازل بھائی تو آپ کی نظر کے ایک وار کی مار۔۔۔۔ نن۔۔۔۔ نہیں میرا مطلب ہے ہم کہاں تنگ کر رہی ہیں۔۔۔"

وہ کھسیانی سی ہوتی بولتے بولتے پھر سے پٹری سے اتری پر لمظ ابراہیم کی گھور پر فوراً سے لائن پر آئی

۔۔۔

" چلو اس دفع معاف کیا۔۔۔ کیا یاد کرو گی لمظ بازل شاہ نے تمھیں بخشا۔۔"

وہ بڑی دریادلی سے بولی تھی۔۔ جس پر دونوں نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

"اچھا چلو اب مجھے بھوک لگ رہی ہے کچھ کھاتے ہیں۔۔"

وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولتی دونوں کو کھینچتی باہر بڑی تھی۔۔

"ہاں مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے۔۔"

وہ دونوں بھی اس کے ساتھ کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔

"میم آپ سب یہاں کیوں آگئی ہیں اگر آپ سب کو کچھ چاہیے تو ہمیں کہہ دیتیں آپ۔۔"

جینی نے مواداب انداز میں کہا تھا۔۔

"نہیں ہمیں آپ سب کی مدد نہیں چاہیے۔۔ آج ہم خود کھانا بنائیں گے۔۔"

ہیزل اتراتی تحکم بھرے انداز میں بولی تھی۔۔

"ہاں آج ہم خود بنائیں گی اپنے لیے کھانا تم لوگ جاؤ یہاں سے۔۔"

لمظ ابراہیم اور ستارہ نے بھی اس کی تاکید کی تھی۔۔ جینی نے حیرانی ان تینوں کو دیکھا۔۔

"پر میم سر غصہ کریں گے۔۔"

وہ بے چارگی سے بولی۔۔

"کچھ بھی نہیں کہیں گے تم نکلو یہاں سے۔۔"لمظ ابراہیم نے ختمی انداز میں کہاں۔۔

"پر میم۔۔۔"

"کوئی پرور نہیں نکلو تم۔۔۔"

ستارہ شان بے نیازی بولی۔۔ جینی اپنا سر تھامتے وہاں سے نکل گی اگر ان میں سے ایک کو بھی کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ ان سب کی شامت آتی۔۔

ہیزل نے جھٹ سے لیپ ٹاپ فولڈ کرتے اسے ٹیبلیٹ میں بدلتے اس سے کچھ بنانے کے لیے تلاشتے لگی۔۔

"ہم چکن پاستا بناتے ہیں آپی۔۔"

ستارہ نے اپنی پسند کی چیز بتائی جس پر وہ دونوں بھی اثبات میں سر ہلا گئیں کیونکہ یہ ان دونوں کو بھی پسند ہے۔۔

وہ ریسپی نکالتی تینوں اپنے کام میں جھٹ گئیں۔۔

"لمظ آپی آپ چکن نکالیں میں پاستا ڈھونڈتی ہوں۔۔"

ستارہ لمظ سے کہتی کیبنٹ میں سے پاستا ڈھونڈنے لگی جو مل ہی نہیں رہا تھا۔۔ ہیزل فریج سے کیچپ اور مایونیز نکال کر انھیں ساتھ مکس کرنے لگی۔۔

لمظ ابراہیم نے گوشت کی سمیل سے بمشکل دل خراب ہونے سے روکا۔۔

وہ ناک پر سکاف باندھتے گوشت دھونے لگی بمشکل دھوتے ریسپی کے حساب سے اسے گوشت کو چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹنا تھا۔

تبھی وہ کٹر بوڈ پر کچھ ٹکڑے رکھتے کچھ سمجھ نہ آنے پر ان پر زور زور سے چاقو مارنے لگی ہیزل اور ستارہ نے دل تھامہ تھا اس کی حرکت پر۔۔

"آ۔۔۔ آپی کیا کر رہی ہیں۔۔"

ہیزل کچھ سہمی تھی۔۔

"کیا کروں یہ نہیں ہو رہا۔۔۔"

وہ جیسے رونے کو ہوئی۔۔ تبھی ماریہ کچن میں آئی تھی۔۔۔ اور کچن کا خال دیکھ دل تھام گئی۔۔

"میم یہ کیا کر رہی ہیں۔۔"

وہ حیرانی سے بولی تھی۔۔ وہ سب ان کی جانب متوجہ ہوئیں تھیں۔۔

"ماریہ آپی ہم چکن پاستا بنا رہی ہیں۔۔۔ آپ کو بھی دیں گے۔۔"

ہیزل کھسیانا سا ہنستی بولی تھی کیونکہ وہ کچن کا اچھا خاصہ حال خراب کر گئیں تھیں بنا ابھی تک کچھ کیے

۔۔

"میم میں بنا دیتی ہوں نہ آپ کو۔۔۔ جو کچھ چاہیے آپ کو مجھے بتائیں۔۔"

وہ تھوڑی دیر بازار کیا گئیں تھیں اس کی مالکنوں نے کچن کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ ماریہ آپی ہم بنا لیں گے۔۔ آپ بیٹھیں نہ۔۔"

وہ لائٹر لیتی سٹوک جلانے لگی۔۔

ماریہ باہر کی جانب بڑھی تھی تاکہ ان تینوں کو اطلاع کر سکے ان کی بیویوں کے کارناموں کی۔۔

تبھی اسے سامنے سے آیان ملک آتا نظر آیا۔۔

"سر شکر ہے آپ تو آئے سر پلیز کچھ کریں تینوں میم کچن میں آج کچھ کر رہی ہیں پلیز انھیں روکیں اگر ان میں سے کسی کو بھی چوٹ لگی تو کسی سر نے نہیں چھوڑنا ہمیں۔۔۔"

وہ آیان ملک کی منتوں پر اتر آئی۔۔

"ٹینشن ناٹ ماریہ بے بی میں کرتا ہوں اپنی سویٹ بھابھیز کو ہینڈل۔۔۔۔"

مسکراتے ہوئے بولتا کچن کی جانب بڑھا پر کچن کو دیکھ وہ بنا حیران ہوئے ان کی جانب آیا۔۔

"ہائے بھابھیز۔۔۔ کیا ہو رہا ہے۔۔"

وہ فریج کھولتے اس میں نے سیب نکالتے بولا۔

"کھانا بنا رہی ہیں۔۔"

ستارہ کی جانب سے جواب آیا تھا۔۔

"ارے چھوڑیں کھانے کو آج ہم کیرم کھیلتے ہیں۔۔ماریہ ہے نہ وہ بنا لے گی۔۔"

وہ لمظ کے ہاتھ سے چھری لیتے سلیپ کر رکھتا ہوئے بولا تھا۔۔

"نہیں ہمیں کھانا بنانا ہے۔۔"

ہیزل نے صاف جھنڈی دکھائی۔۔

"اوہو جے بھائی کی کیوٹی پائی۔۔۔بہت مزا آئے گا اور ساتھ میں جینی سے نگٹس اور مزے مزے کے اسنیکس بنواتے ہیں اچھے سے ساتھ میں چٹ پٹی سی سوس۔۔۔۔اف کتنا مزہ آئے گا۔۔"

وہ پورے چٹخارے لگا کر بتاتا ان تینوں کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اس کی باتیں سنتے۔۔

"ٹھیک ہے اگر آپ اب اتنا کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے ہم کوکنگ کی پلاننگ پھر کبھی کر لیں گے۔۔"

ہیزل معصوم سا منہ بناتے اس پر احسان کرتے بولی تھی۔۔

"نہیں۔۔۔ نہیں کوئی زبردستی نہیں۔۔"

آیان ملک بھی مہا معصومیت سے بولا تھا۔

"بولا نہ ہم پھر کبھی بنالیں گے ابھی ہمارا موڑ خراب کر دیا ہے آپ نے اب جلدی سے اس آفر پر عمل کریں جو ابھی آپ نے کہی۔۔"

لمظ ابراہیم اس میسنے کی چلاکی پر بھڑک کر بولی۔۔

"ارے بازی بھائی کی ریڈ چلی جیسا آپ کا حکم۔۔"

وہ ایک ہاتھ پیٹ پر رکھتے دوسرا ہاتھ پھیلائے سر ہم کرتے مودبانہ انداز میں بولا تھا۔۔اس کے طرز تخاتب پر وہ اسے گھوری سے نوازتے وہاں سے نکلی۔۔

"آپ کیرم لے آئیں ہم ٹی وی لاؤنج میں انتظار کر رہی ہیں۔۔"

ستارہ تحکم بھرے انداز میں بولتی ان کے پیچھے بڑھی تھی۔۔

"ابھی آیا بس۔۔"

وہ پھرتی سے کچن سے نکلتا کیرم بورڈ لینے بڑھا۔۔

♥♥♥♥♥

"جان تم مسٹر جانسن سے بات کرلینا اور ڈیل فائنل ہو گئی ہے بس تمھارے سائن رہتے ہیں۔اور مجھے وہ کافی اچھے انسان لگے ہیں۔میرے خیال میں ہمیں انھیں بھی شادی پر انوائیٹ کرنا چاہیے۔۔۔"

وہ دونوں آج ساتھ ہی جلدی آفس سے گھر آ گئے تھے۔۔

"ہمم۔۔۔میں سائن کر دوں گا اور تم انھیں اور آن کی وائف کو پرسنلی انوائیٹ کرلینا یہ ہماری ڈیل کے لیے بھی اچھا ہے۔۔

وہ دونوں بات کرتے اندر کی جانب آئے تھے پر اندر سے آتے شور پر وہ چونکے۔۔

"نہیں بھائی آپ کو جیتنا نہیں ہے۔۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔"

یہ ہیزل کی آواز بھی جو آیان ملک کو جیتتا دیکھ غصے سے چلائی تھی۔۔

عالم راؤ کو خیرت ہوئی تھی اپنی گولڈن ڈول کے غصے پر۔۔

"اور اگر اس بار میری شاٹ ٹھیک نہیں لگی تو یہ کیرم آپ کے سر پر الٹ دوں گی میں۔۔"

یہ لمظ ابراہیم تھی بازل شاہ نے داد میں آبرو اچکائی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ٹی وی لاؤنج کی جانب بڑھے۔۔اخر ان کی معصوم شیرنیاں کر کیا رہیں تھیں۔۔

سامنے ہی وہ تینوں درمیان میں چھوٹے ٹیبل کر کیرم بورڈ رکھے اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔۔
اس لمحہ ابراہیم شاٹ لگانے کو تیار تھی ستارہ چپس کھاتے تجسس میں تھی ہیزل منہ پھلائے بیٹھی تھی
جبکہ آیان ملک بیچارگی سے اس تین کوئنز میں پھنسا ہوا تھا جنہوں نے اسے ناکوں چنے چبوائے تھے۔۔
اس سے پہلے کہ وہ شاٹ لگاتی آیان ملک کی نظر ان دونوں پر پڑی تو وہ بھاگتا ان دونوں سے لپٹا۔۔
"شکر ہے میرے بھائیو آپ لوگ آ گئے اب سنبھالیں اپنی اپنی آفتوں جو توبہ آج تک میں نے سب کا خون جلایا پر آج کسی نے آیان ملک کا خون چوسا ہے۔۔"
وہ ان سے لپٹتا اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتا بولتا وہاں سے نو دو گیارہ ہوا۔۔
تبھی سامنے سے آتا ریان ملک بھی اس سے ٹکرایا۔۔
"ارے تم بھی آ گئے میرے بھائی بہت اچھا۔۔بے حد اچھا ہوا اب سنبھالو تم بھی اپنی شائے سٹار کو جو بس تمھارے سامنے ہی شائے ہے ورنہ کسی غنڈی سے کم نہیں۔۔۔"
وہ بولتا اسے ٹی وی لاونج کی جانب دیکھا دھکا دیتے بولا تھا۔۔ریان ملک ہونک سا اس کی پشت دیکھے گیا

--

پر اندر آتے اسے کچھ کچھ معملا اس کی سمجھ میں آیا تھا جہاں وہ تینوں بگڑے خلیے میں بازل شاہ اور عالم راؤ کے سامنے کسی نالائق بچے کی طرح کھڑیں تھیں۔۔

" جان ہم نے کچھ بھی نہیں کیا وہ گندے ہیں ہمیں بہت تنگ کیا انھوں نے اور ہمیں کھانا بنانا بھی نہیں دیا۔۔"

وہ اپنا نچلا ہونٹ موڑتے معصومیت سے آیان ملک کی شکائیت لگاتی عالم راؤ کا ضبط آزما گئی۔اور آیان ملک جو اپنا موبائل یہیں بھول گیا تھا اس کی باتیں سن کر منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

"سچ میں شاہ یہ ہمیں جیتنے بھی نہیں دے رہا تھا بلکل بھی۔۔۔"

لمظ ابراہیم نے بھی اپنی صفائی پیش کی تھی جو اس کی بگڑے خلیے پر اسے گھور رہا تھا۔۔

"اور سارے نگٹس بھی کھا گئے ہمیں کچھ نہیں دیا۔۔۔ حلانکہ ہم نے بتایا بھی کہ ہمیں بھوک لگی ہے ۔۔"

ستارہ نے بھی معصومیت سے ریان ملک سے شکائت کرتے حصہ ڈالا۔۔

آیان ملک تو جیسے شدید صدمے میں تھا۔۔۔ کوئی ایک ساتھ معصوم اور چالاک کیسے ہو سکتا تھا۔۔

تینوں نے ایک ساتھ آیان ملک کو گھوری سے نوازہ۔۔ جس پر وہ تھوک نگتا الٹے قدم بھاگا تھا۔۔اس کے بھاگنے پر وہ نفی میں سر ہلاتے واپس اپنی بیویوں کی جانب مڑے پر وہ تینوں وہاں سے غائب تھیں ۔۔

وہ تینوں گہرا سانس بھرتے انھیں ڈھونڈنے کو بڑھے فرار ہو کر اب غلط کیا تھا انھوں نے۔۔۔اس ہر وہ انھیں بخشنے کے بلکل موڈ میں نہیں تھے۔۔

♥♥♥♥♥

"ہیزی ہم نہ بیک یارڈ میں چھپ جائیں گے وہ ہمیں ڈھونڈ نہیں پائیں گے۔۔"

لمظ ابراہیم نے آئیڈیا دیا جس پر وہ عمل کرتیں ادھر اُدھر دیکھتیں دبے پاؤں چلتی بیک یارڈ کی جانب بڑھیں۔۔۔ یہ جانے بنا کے وہ تینوں انھیں کیمرے کی آنکھ سے دیکھ سن رہے ہیں۔۔

رات کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔۔

"لمظ آپی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

سدا کی ڈرپوک یہ ستارہ تھی۔۔

"تت۔۔۔ تم گھبراؤ نہیں مم۔۔۔ میں ہوں ساتھ۔۔"

وہ بمشکل خود کو بہادر بناتے بولی کیونکہ اس سائٹ کوئی بھی نہیں تھا اور لائٹس بھی بہت کم جل رہیں تھیں۔۔ وہ دونوں اس وقت لمظ ابراہیم سے چپکیں ہوئیں تھیں۔۔ جس کی ڈر کے مارے خود جان جا رہی تھی۔۔

کہ اچانک سے ساری لائٹیں بند ہوگئیں جس پر وہ خوف سے چلا اٹھیں۔۔۔ تبھی کسی نے ہیزل کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔ وہ مقابل کی گرفت میں مزاحمت تک نہ کرپائی۔

وہ خوف سے کپکپاتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔

"جانِ جہاں۔۔۔"

اپنی سماعت میں مانوس سرگوشی پڑتے ہیزل نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔

"جج۔۔۔جان۔۔"

وہ خوف ذدہ سی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

"جی میری جانم عاشقی۔۔"

وہ اسے بیک بیسمنٹ کی جانب لیے بڑھا۔۔جو اس کے پورشن کا حصہ تھا۔

"ہم کہاں جارہے ہیں۔۔"

وہ اسے انجان راستے کی جانب بڑھتا دیکھ بولی تھی۔۔

"اپنے روم میں۔۔"

وہ سکون سے بولتا روم کے سامنے اپنا چہرہ کرتے اس کی آنکھیں سکین ہوتے ہی ٹک کی آواز سے ڈور اوپن ہوا تھا۔۔

جیسے ہی عالم راؤنے روم میں قدم رکھاڈور خود بخود لاک ہوا تھا۔ہیزل نے حیرانی سے روم کو دیکھا جو سچ میں ان کے روم کی کاپی تھا اسے لگا وہ اپنے روم میں ہے۔۔سوائے گلاس وال کے۔۔

"جان یہ تو بلکل ہمارے روم جیسا ہے۔۔"

وہ مسکراتی آنکھوں سے روم کو دیکھتے بولی تھی۔۔

"ہاں جانم یہ بلکل ہمارے روم جیسا ہے۔۔۔چلیں اب بتائیں کیا کیا شکائتیں ہیں آپ کی میں بغور سنو کا آپ کے بے حد قریب ہو کر۔۔"

وہ اسے کلین پر اتارتے مدھم آواز میں بولا۔۔
ہیزل نے نیچلے لبوں کو اندر کی جانب کرتے دانتوں میں دباتے آنکھیں پٹپٹاتے اس کی جانب دیکھتے ایک اور وار اپنی معصومیت سے عالم راؤ کے دل پر کیا تھا۔۔
"بہت ہو گئیں آپ کی شرارتیں۔۔"
وہ اس کی کمر پر گرفت کرتے انگوٹھے کی مدد سے اس کا ہونٹ آزاد کرتے ہوئے بولا تھا۔۔ہیزل کپکپائی تھی اس کی بات اور حرکت پر۔۔
" بہت جان لیوا ادائیں دیکھانے لگی ہیں آپ اپنے جان کو۔۔پھر برداشت بھی نہیں ہوتی آپ سے میری زرہ سی قربت جاناں۔۔"
وہ نرمی سے اس کے بالائی لب کے خم کو انگوٹھے سے دباتے خمار آلودہ نظروں سے اس کے سند چہرے کو دیکھتے بولا تھا۔
"جان میں نے کچھ نہیں کیا سچ میں۔۔"
وہ اس کے الزام کی نفی کرتے بولی تھی۔۔وہ متبسم ہوا تھا اس کی معصومیت بھری صفائی پر۔۔
"ہمم آپ کہاں کچھ کرتی ہیں بس مجھے پاگل کرتی ہیں۔۔۔دیوانہ بناتی ہیں اور پھر انجان بن جاتی ہیں ۔۔"

وہ نرمی سے اس کے رخسار کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے خمار زدہ لہجے میں بولا تھا۔۔ہیزل کے رخسار تپ کر سرخ ہوئے تھے۔۔

"کل ہم شاپنگ پر جائیں گے اور آپ کے لیے میرے پاس ایک سرپرائز بھی ہے۔۔"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی چومتے بولا تھا۔۔ سرپرائز کے نام پر ہیزل کی آنکھوں چمکی تھیں۔۔

"کیا سرپرائز ہے جان۔۔"

ہیزل نے ایکسائٹڈ ہوتے پوچھا تھا۔۔اس کی بے صبری پر عالم راؤ مسکرایا تھا۔۔

"اگر بتادیا تو سرپرائز کیسا۔۔"

وہ اس کی چھوٹی سی ناک پر لب رکھتے بولا تھا۔۔وہ ناک چڑاتے رخ موڑ گئی۔۔

"کیوں ایسی ادائیں دیکھا کر اپنے جان کو پاگل کرتی ہیں میری جانم عاشقی۔۔"

وہ اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکائے الفت بھرے انداز میں بولا تھا۔ہیزل کی آنکھوں کے سامنے سے کہیں ازیت بھرے لمحے گزرے تھے جب وہ اس ساحر سے محروم تھی۔۔۔

کیا زندگی تھی اس کی۔۔؟

جس میں ہر پل وہ مرنے کی دعائیں کیا کرتی تھی۔۔

اپنا آپ نوچتی مارتی گھسوٹتی تھی۔۔۔

"جان آپ کہ بنا نہیں جینا اب مجھے۔۔"

کیا کچھ نہیں تھا اس کے لہجے میں عالم راؤ نے سختی سے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔

"آئی پرامس کبھی نہیں کبھی جدا نہیں ہوں گے ہم ۔۔۔ کوئی درد اب چھو بھی نہیں پائے گا آپ کو جان کی زندگی۔۔"

وہ بار بار اس کے بالوں پر لب رکھتا اپنے ہونے کا یقین دلانے لگا۔۔

وہ اس سے کچھ فاصلہ بناتی عالم راؤ کے پیروں پر اپنے پاؤں رکھتی اس کی پیشانی پر اپنے لرزتے نازک لب رکھ گئی۔۔ عالم راؤ نے آنکھیں میچتے اس کے پھولوں سے لمس کو خود میں جزب کیا تھا۔۔

وہ اپنے لب اٹھاتے اس سے پہلے کے وہ اس سے دور ہوتی وہ نرمی سے اس کے بالوں کو مٹھی میں بھرتے بڑی ملائمت سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا جنہوں نے اسے اپنا خوبصورت لمس بخشا تھا۔۔

وہ نرمی سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتے مسرور سا ہوا تھا۔۔ وہ نازک سی پری بھی اس کی نرمی پر مدہوش ہوتی اپنے لرزتے دل کے ساتھ اس کی گردن میں اپنی بانہوں حمائل کر گئی۔۔

❤❤❤❤❤

"ستارہ ہیزی گئی کام سے۔۔"

لمظ ابراہیم تھوک نگلتے بولی تھی کیونکہ جان اس کی بھی دھیرے دھیرے نکل رہی تھی۔۔

"آ۔۔۔ آپی کک۔۔۔ کیا وہ عالم بھائی کے چنگل میں پھنس گئیں ہو گی۔۔"

ستارہ اس کا ہاتھ تھامتے سرگوشی میں بولی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی آیک پل میں اسے کوئی کھنچتا اپنی بانہوں میں بھر گیا پر منہ کھلنے سے پہلے بازل شاہ کی جنونی گرفت میں سارے الفاظ قید ہو کر رہ گئے۔۔ وہ اپنی سانسوں کی قید پر بری طرح سے جھٹپٹائی۔۔ پر وہ ظالم ساحر یونہی اس کی سانسوں کو قید کیے پول اسے پول سائٹ پر لے آیا۔۔

اس کی رکتی سانسوں پر وہ اسے اپنی سانسیں مہیا کرتے اس سے دور ہوا تھا پر اس سے پہلے کے وہ نازک سی پری سنبھالتی بازل شاہ اسے دھکا دیتے پول میں پھینک گیا۔۔ اپنی شرٹ اپنے وجود سے جدا کرتا اگلے ہی پل وہ خود بھی کودا تھا۔۔

لمظ ابراہیم جو پانی میں جھٹپتاتی ہاتھ پاؤں مار رہی تھی بازل شاہ پیچھے سے اس کی ویسٹ سے تھام کر اسے پانی میں کھڑا کر گیا جو اس کی کمر سے تھوڑا اوپر تک آ رہا تھا۔۔۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔ انکھوں میں نمی اتری تھی کوئی ایسے کرتا ہے کیا اس کی جان نکال دی تھی اس ظالم نے۔۔ شکر تھا پانی گرم تھا۔۔۔ ورنہ اس خنک موسم میں ٹھنڈے پانی میں اس کی کلفی جم جاتی۔۔

جان تو تب نکلی جب بازل شاہ کی دہکتی سانسیں کی آگن اسے اپنی گردن پر محسوس ہوئیں تھیں۔۔۔۔

"مجھ سے بھاگ کر اچھا نہیں کیا آپ نے میرے جنون۔۔۔ اب سزا کے لیے تیار ہیں۔"

وہ اس کی بانہوں پر اپنی انگلیوں کا رقص کرتے جان لیوا انداز میں گویا ہوا۔۔

وہ لرزتی اپنی بانہوں اس سے پہلے کہ سمیٹتی وہ اس کے ہاتھوں می اپنے آہنی ہاتھوں کی انگلیاں الجھاتے اسے کے پیٹ کے گرد حصار باندھ گیا۔۔

وہ کپکپاتی سختی سے آنکھیں میچ گئی اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا مشکل لگا تھا۔۔وہ اس کی شفاف پانی سے چمکتی سراخی گردن پر جھکتا اسے اپنے لمس سے مہکانے لگا۔۔وہ نازک سی گڑیا اس کی بانہوں میں پگلتی سر تا پیر سرخ انگارہ ہونے لگی۔۔

وہ بے تحاشہ اپنی جنونیت اس پر دکھاتے اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کر رہا تھا۔۔

وہ ایکدم سے اس کا رخ اپنی جانب موڑتے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے اس کا چہرہ پیچھے کو کرتے اس کی بیوٹی بون پر جھکتا جنونیت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔۔وہ بے ساخت اس کی بانہوں کو تھام گئی۔۔

اس کا پر تپش لمس سہتے وہ نڈھال سی ہونے لگی تھی۔۔سانسوں کی روانی بکھرنے لگی تھی۔۔وہ سانسیں کھینچنے کی تگ ودو کرتی ناکام ہوتی سسکنے لگی۔۔

"شش۔۔۔شاہ۔۔۔"

بمشکل پکارا تھا وہ اس کی پکار پر ہوش میں آتا بمشکل سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھنے لگا جو سانسیں کھینچنے کی کوشش میں ناکام ہوتی آنسو بہا رہی تھی۔۔

"ششش۔۔۔میں ہوں نہ میرے جنوں۔۔"

وہ نرمی سے بولتے اس پر جھکتا اس کی سانسوں میں اپنی دہکتی سانسیں انڈھیلتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

وہ اس کے پر تپش لمس پر آنکھوں میچتی اس کی کمر میں بانہیں ڈالتے اس کی کمر میں ناخن گاڑ گئی۔۔

وہ مزید شیر ہوتا کبھی اس کی سانسیں کھینچتا تو کبھی اسے سانسیں بانٹتا مکمل مدہوش ہو گیا تھا۔

"آئی لو یو جانِ جنون۔

وہ اس کی سانسوں کی آزادی دیتے مخمور لہجے میں مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔۔

"میری دھڑکنوں کی ضرورت ہیں آپ کی بکھری سانسیں میرے جنوں۔۔۔ آپ نہ ہوتیں تو بازل شاہ اب تک آندھیوں میں بھٹک رہا ہوتا مرمٹ۔۔۔ میری آنکھوں کی روشنی ہیں آپ کی یہ ان سیاہ آنکھوں کی ساری کتھائیں۔۔۔ جو بنا کچھ کہے مجھے سارے راز بیان کر جاتی ہیں۔۔"

وہ اس کی شرٹ ہٹاتا اس کی دھڑکنوں پر لب رکھ گیا جو اس کی قربت پر بے آہنگ تھے۔۔۔ وہ بمشکل سانسیں بھرتی اس کا لمس اپنے دل کے مقام پر محسوس کرتی تڑپ اٹھی تھی۔۔

"ساحل۔۔۔"

"جانِ ساحل میں آپ کا دیوانہ۔۔۔ حکم کریں۔۔" وہ مدہوش لہجے میں بولتا اس کے کندھے پر دانت گاڑ گیا۔۔

"آہ۔۔۔"

وہ سسکی تھی اس کی حرکت پر۔۔

"بازل شاہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے پول سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔

جانب بڑھا تھا۔۔

کی

جانب بڑھا تھا اس میں سے اس کا آرام دے سوٹ نکال کر واپس اس کی جانب آیا۔۔

"چینج کر لیں میری جان۔۔"

وہ اسے ڈریس دیتے الفت و محبت سے گویا ہوا۔۔

"آپ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں شاہ۔۔"

وہ اب ٹھنڈ سے کپکپاتی شکوہ کناں لہجے میں بولی تھی۔۔

"آپ جا رہی ہیں جانم یا میں یہ نیک کام اپنے ہاتھوں سے سر انجام دوں۔۔"

وہ دھمکی دیتے اس کی جانب بڑھا جس پر وہ سرپٹ بھاگتی ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔۔

بازل شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

بازل شاہ بھی اپنا آرام دہ سوٹ لیے واش روم میں گھس گیا۔۔جب وہ واپس آیا تو وہ کمفرٹر میں گھسی ہوئی تھی۔۔

وہ متبسم سا اس کی جانب بڑھا تھا اپنی سائڈ پر اتے اس کے پہلو میں دراز ہوتا وہ ایک جھٹکے میں اسے کھینچتا اپنی باہوں میں بھر گیا جو مسلسل سردی سے کپکپا رہی تھی۔۔

وہ بھی اس کے پر حدت لمس پر اس کے سینے میں چھپتی آنکھوں موند گئی۔۔بازل شاہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔

وہ اب اکیلی ادھر اُدھر بھٹکتی اب آنسو بہنے لگی تھی وہ تو تھی ہی صدا کی ڈرپوک۔۔۔اب اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا کاش وہ یہاں نہ آتی وہ ایک ہی جگہ پر جمی ہاتھ کی پشت سے اپنی گال رگڑتی کسی بچی کی طرح اپنے آنسو صاف کرتی اب ریان ملک کو یاد کر رہی تھی تبھی کسی نے اسے پیچھے سے اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔۔

ایک پل کے لیے تو وہ اپنی سانسیں تک روک گئی پر اپنے قریب سے اٹھتی اس دشمن جان کی خوشبو محسوس کرتی وہ پر سکون ہوتی آنکھیں موند گئی۔۔

"کیا کوئی مجھے یاد کر رہا تھا۔۔"

وہ سرگوشی میں اس کی سماعت میں بولتا اس کے کان کی لو کو دانتوں میں لیے ہلکا سا کھینچا۔۔

"سس۔۔۔یان۔۔"

وہ سسکی تھی۔

"جی میری دشمن جان۔۔"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں کے درمیان لیتے جان لیوا گستاخی کی جس پر وہ تڑپتی اس کی جانب مڑتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔ریان ملک کے لبوں مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

" اس طرح مچل کر کیوں اپنی جان مشکل میں ڈالنا چاہتی ہیں کیا آپ چاہتی ہیں آپ کا یان آپ کے اچھے سے ہوش ٹھکانے لگائے۔۔"

وہ جھکتا اس کے کندھے سے بال وہاں اپنا پر شدت لمس چھوڑتے مدہوش کن لہجے میں بولتا ستارہ کو حیا سے سرخ کر گیا۔۔

" آپ بہت۔۔۔ بہت بے شرم ہیں۔۔"

وہ اس کے سینے پر مکا رسید کرتے حیا سے لبریز لہجے میں خفگی سے بولی۔۔

" ابھی کہاں مائے شائے سٹار۔۔۔ ابھی تو ایک زدے برابر بے شرمی نہیں دیکھائی میں نے اور آپ ابھی سے سمٹتی مجھ پر الزام دھر رہی ہیں سویٹی۔۔۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے روم کی جانب بڑھتے خمار آلودہ نظروں سے بول رہا تھا۔۔ جس ہر وہ گلال ہوتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

روم میں آتے وہ اسے کالین پر اتارتا وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا مخمور نظروں اس کے گلابی ہوتے چہرے کو دیکھتا اس کے لبوں پر جھکا تھا پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتے وہ اس کی کمر کے گرد اپنا حصار کس گیا۔۔

" وہ اپنی سانسیں رکنے پر مچلتی خود کو آزاد کروانے لگی۔۔ کبھی کبھی وہ اتنا جنونی ہو جاتا تھا کہ وہ سہم جاتی تھی اس کی شدتوں پر۔۔

وہ مکمل خود کو سیر اب کرتے اس کے بے جان ہوتا وجود محسوس کرتے اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا۔۔

وہ نڈھال سی اس کے سینے پر گرتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی کپکپاتی ٹانگوں کے ساتھ وہ پوری اس کے سہارے کھڑی تھی۔۔

ریان ملک نرمی سے اس کی پشت سہلاتے اسے کام کرنے لگا۔۔

"گندے یان۔۔۔ مم۔۔۔ میری جان نکال دی۔۔"

وہ اس کے سینے پر دانت گاڑتی غصے سے بولی تھی۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ میری جان اتنے میں ہی جان نکل گئی۔۔۔ اور اس طرح کی حرکت کر کے آپ نے اب مجھے خود دعوت دی ہے خود کو پورا کھا جانے کی۔۔"

وہ قہقہہ لگاتے خطرناک تیور لیے بولتا اس کی نیک بون پر بائٹ کرتے بولا تھا۔۔

"آہہہ۔۔۔ یان چھوڑیں۔۔۔"

وہ اسے دھکا دیتے درد سے چلائی تھی۔۔ اس کی کمزور پڑتی گرفت سے نکلتی وہ اس سے دور ہوئی۔ یہ کہنا بہتر ہو گا یہ اس نے جان بوجھ کر اسے آزادی دی تھی۔۔۔ اسے لگا وہ سچ میں اسے کھا جائے گا۔

"کہاں جاؤ گی میری جان اپنے یان سے بھاگ کر۔۔"

وہ قدم قدم اس کی جانب بڑھتا آنکھوں ونک کرتے بولا۔۔

" دد۔۔۔ دیکھیں دور رہیں ۔۔۔ آج کے بعد آپ میرے یان نہیں بلکہ پان ٹھان مان ہیں ۔۔۔ گندے لڑکے لوفر ہو گئے ہیں۔۔۔۔"

وہ اسے انگلی اسے وارن کرتے آخر میں اس کا نام بگاڑتی اتنی کیوٹ لگی کہ ریان ملک کا دل چاہا وہ اس آفت جان کو اپنی بانہوں میں بھینچ لے۔۔

"ہائے میری جان اس طرح سے تو تم مجھے مزید دیوانہ بنا رہی ہو۔۔"

وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے پورے لوفرانہ انداز میں بولا ستارہ کے حلق میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی ۔۔

"یان۔۔۔ آپ مجھے ڈرا رہے ہیں اب۔۔"

وہ روہنسا ہوئی پر پیچھے زمین ختم ہوتے وہ دھڑم سے بیڈ پر گری۔ریان ملک بھی چھلانگ لگاتا اس سے پہلے اس پر گرتا وہ کروٹ کے بل گھوم گئی جس پر وہ بیڈ پر گرا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر بھاگتی۔۔ریان ملک نے اس کی ٹانگ سے پکڑ کر کھینچا۔۔وہ چلائی تھی۔

"کہاں بھاگ رہی ہو میری شہزادی۔۔"

وہ اس اپنی جانب کھینچتا اس پر جھکا تھا۔۔۔خود کو ریان ملک کے قبضے میں دیکھ وہ سہمی نظروں سے اسے دیکھنے لگی اس پر کھلے بٹنوں سے نظر آتے اس کے کسرتی سینے پر نظر پڑھتے اس کے وجود کا سارا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔

"آج تو تم گئی میری جان۔۔"

وہ اس کے گلے سے دوپٹہ نکالتے اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔

وہ اس کی گردن پر جابجا اپنا لمس چھوڑتے مدہوش ساہوا تھا اس کی بیوٹی بون پر نرمی سے دانت گھاڑ گیا ۔۔وہ جو پہلے ہی اسے کے دہکتے لمس پر سوکھے پتے کی مانند لرز رہی تھی اس کی جان لیوا حرکت پر سسک اٹھی ۔۔

"بہت پیاری لگتی ہو مجھے میری شائے سٹار ۔۔"وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے کان کے قریب اپنے لب رکھے ۔

وہ سختی سے اس کے شانے تھام گئی ۔۔۔پورا وجود کسی انگارے کی مانند تپ رہا تھا ۔۔

وہ مخمور نظروں سے اس کا اپنی قربت میں گلال بکھرتا چہرہ دیکھ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے پشت پر ہاتھ پھیرتے دھیرے سے اس کی شرٹ کے پیچھے لگے بٹن کھول گیا ۔۔۔اس کی جان لیوا حرکت پر اس کی براؤن آنکھوں پھٹ پڑیں ۔۔

"نو ۔۔۔یان پلیز ۔۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی بھرائی آواز میں بولی تھی ۔۔جیسے وہ حاطر میں نہ لاتے اس کی کمر پر اپنی انگلیوں سے ویوز بناتے اس کی جان نکالنے لگا تھا ۔۔ستارہ کو اپنے پورے وجود میں سسنی سی اٹھتی محسوس ہوئی ۔۔

دل ایسا ہو رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا ۔۔وہ اپنی حالت کے زیر اثر پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔۔

ریان ملک جو مدہوش ساتھا اس پر اپنی شدتوں لٹا رہا تھا اس کے رونے پر ایکدم سے بوکھلایا۔۔

"کیا ہوا میری جان۔۔"

وہ متفکر سا اسے اٹھاتا اس کا چہرہ تھامتے دریافت کرنے لگا۔۔

"ایم سوری یان میں اچھی بیوی نہیں ہوں۔۔۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے آنسو بہاتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں نہیں میری جان آپ بہت اچھی بیوی ہیں میرے قرار آپ سے کس نے کہا آپ اچھی نہیں آپ تو میرا سکون ہیں۔۔ میں سمجھ سکتا ہوں میں ہی کچھ زیادہ جنونی ہو گیا ایم سوری۔۔"

وہ اسے اپنے سینے سے لگائے اس کے بالوں کو سہلاتے محبت و الفت سے گویا ہوا۔۔

♥♥♥♥♥

ماضی!

"حرم۔۔۔"

وہ بیٹھی ساجدہ بیگم نے اپنے بال بنوا رہی تھی جب انھوں نے اسے محبت سے پکارتے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

"جی مما۔۔"

وہ ہاتھ میں گڑیا پکڑے اس کے بال بنا رہی تھی یہ اسے اس کے بابا نے لے کر دی تھی جیسے وہ بہت سنبھال کر رکھتی تھی۔۔

"بیٹا آپ کو سلطان کیسا لگتا ہے۔۔"

انھوں نے اس کے بالوں کی چٹیا کو بل دیتے تحمل سے دریافت کیا۔۔وہ چونکی تھی ان کے سوال پر۔

" مما کیا سب کو بس یہی جانا ہے کہ مجھے سلطان بھائی کیسے لگتے ہیں کبھی وہ پوچھتے ہیں اور اب آپ بھی پوچھ رہی ہیں۔۔ بھئ اب کیا علان کروں کہ اچھے ہیں بلکے اب تو بہت اچھے ہو گئے ہیں۔۔"

وہ بولتے ہوئے چڑی تھی۔ساجدہ بیگم لب دباتیں مسکرائیں۔

" ارے پگلی میں اس طرح سے نہیں پوچھ رہی۔۔۔میں جاننا چاہ رہی ہوں کہ اگر تمھیں پوری زندگی کے لیے اسے سونپ دیا جائے تو تمھیں کوئی اعتراز تو نہیں۔۔"

وہ اس کے سر پر چپت لگاتے بولیں۔۔

"کیوں آپ کیوں دینے لگیں مجھے انھیں کیا آپ کہیں جا رہی ہیں۔۔اگر آپ کہیں گئی نہ تو میں بھی ساتھ جاؤں گی پچھلی دفع بھی آپ دھوکے سے کرن باجی کی شادی پر اکیلی چلیں گئیں تھیں۔۔"

وہ اس کی بات پر ہتھلے سے کھڑی ہوتی چمک جر بولی۔۔۔ساجدہ بیگم نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔۔۔وہ کیسے اپنی بے وقوف بیٹی سے سمجھ داری کی امید رکھ سکتیں ہیں۔۔

" اللہ پوچھے تجھے بے وقوف لڑکی میں سلطان سے تمھارے نکاح کی بات کر رہی ہوں جاہلوں کی ملکہ۔۔۔"

وہ غصے سے بھنایا ہوئیں بولیں تھیں پر حرم تو جیسے ساکت سی ہوئی وہ پٹر پٹر انھیں دیکھتی جیسے سمجھنے کی کوشش کرنے لگی کہ کیا جو اس نے سنا وہ سچ ہے۔۔

"مم۔۔۔۔ مما کک۔۔۔ کیا کہا آپ نے۔۔"

وہ اپنا سکتا توڑتے بمشکل بولی تھی۔۔ دل میں دعائیں کرنے لگی کہ کاش اس نے غلط سنا ہو۔۔

"میں چاہتی ہوں سلطان سے تمھارا نکاح کر دیا جائے۔۔ تمیں کوئی اعتراز تو نہیں حرم۔۔"

وہ اسے نرمی سے بازو سے تھامتیں دریافت کر رہیں تھیں۔۔

"نہیں مما۔۔۔ مجھے نہیں کرنا سلطان بھائی سے نکاح۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی سسکتے ہوئے بولتی وہاں سے بھاگتی سیڑھیاں چڑ گئی۔۔

ساجدہ بیگم کے چہرے پر پریشان و فکر مندی کے جال بکھرے تھے حرم کی نفی پر ان کا دل شدید معیوس ہوا تھا۔۔ سلطان راؤ کا سوچ کر آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔

کتنی چاہ سے اس نے ان سے حرم کو مانگا تھا اس کی آنکھوں میں نظر آتی حرم کے لیے محبت و الفت یاد کرتے وہ لب بھینچ گئی وہ کیا کہیں گی اسے کیسے بتائیں کی اسے کہ ان کی بیٹی نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا ہے۔۔

♥♥♥♥♥

"چچی ماں آپ نے بات کی حرم سے۔۔"

وہ آج دیر سے گھر آیا تھا۔۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی ساجدہ بیگم اس کے انتظار میں تھیں۔

وہ ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھتے ہی جواب طلب ہوا۔اس کے سوال پر ساجدہ بیگم کا رنگ اترا تھا۔۔

"سلطان بیٹا وہ۔۔۔ دیکھو میں اس سے بات کروں گی۔۔"

وہ جزبز سی ہوئیں تھیں۔ سلطان راؤ کا دل لرزا تھا ان کے بات کو گھمانے پر۔۔

"چچی ماں پلیز مجھ سے کچھ چھپائیں مت۔۔" وہ بڑے ضبط سے بولا تھا۔۔

"بیٹا وہ نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔ تم سے۔۔"

وہ بڑی مشکل سے بھولیں تھی دل ڈر بھی رہا تھا اس کے ری ایکشن سے۔۔ کتنے ہی پل بیت گئے پر وہ ساکت رہا کچھ بھی نہ بولا تھا۔۔ وہ بنا کچھ بولے اٹھا تھا۔۔

"سلطان میری جان بیٹا رکو۔۔۔ میں بات کروں گی حرم سے وہ ابھی نادان ہے تم سے ڈرتی ہے بس اسی لیے کہہ رہی ہے۔ میں ہوں سمجھاؤ گی اسے وہ مان جائے گی۔۔"

وہ اس کی آنکھوں کے سرخ ہوتے کنارے دیکھ اس کی اذیت کا اندازہ لگاتیں خود بھی تکلیف زدہ ہوئیں۔۔

"چچی ماں مجھے نیند آرہی ہے۔ آپ بھی سو جائیں۔۔۔ شب خیر۔۔"

وہ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے کہتا وہاں سے نکل گیا۔

وہ اپنے قدم مضبوطی سے زمین پر جماتے۔ اپنے روم کی جانب بڑھا۔

وہ اپنے روم میں آتا ڈور لاک کرتے اپنے وجود سے شرٹ نکالتے اسے زمین بھوس کرتے واش روم کی جانب بڑھا۔۔۔

محبت آگ بن جاتی ہے سینہ میں نہاں ہو کر
تمنائیں جلا دیتی ہیں دل چنگاریاں ہو کر
ادھر بھی تم ادھر بھی تم یہاں بھی تم وہاں بھی تم
یہ تم نے کیا قیامت کی نگاہوں سے نہاں ہو کر
سمجھتے ہیں جسے منزل فریب راہ منزل ہے
مگر چپ ہوں یہ مجبوری شریک کارواں ہو کر
انہیں بھی داستان ہجر چپکے سے سنا ہی دی
سکون شام غم بن کر ستاروں کی زباں ہو کر
سحر ہونی سے پہلے ہی گلابی ہو گئے آنسو
شفق پھولی ہماری داستان خوں چکاں ہو کر
انہیں نیند آ رہی ہے یا مری تقدیر سوتی ہے
تھپکتے ہیں کسی نالے شب غم لوریاں ہو کر
نقوش آرزو مٹ مٹ کے ابھرے خون ہونے کو

بساط کہکشاں بن کر شفق کی سرخیاں ہو کر

چراغ آرزو یوں جھلملا کر بجھ گیا آخر

دم آخر کسی کی یاد آئی ہچکیاں ہو کر

خصوصیت کا عاشق ہوں عداوت ہو محبت ہو

مجھی کو بس ستائے جایئے نامہرباں ہو کر وہ

"ایسا کیسے کر سکتی ہیں وہ۔۔"

وہ شاور کھولتے اپنے اندر لگی آگ وہ بجھانے کی کوشاں میں وہ عصاب منجمد کرتے یخ بستہ پانی کے نیچے کھڑا ابھڑ بھڑایا تھا آنکھوں کے کنارے شدید اذیت سے سرخ ہو رہے تھے۔۔

"مم۔۔۔میں کک۔۔۔کیسے رہوں گا ان کے بنا۔۔۔میری ملکہ وہ میرے ساتھ ایسا۔۔۔کیسے کر سکتی ہیں۔۔"

وہ اپنے بال مٹھیوں میں دبوچتا خود سے بولتے اس وقت قابل رحم لگ رہا تھا۔۔

وہ یونانی دیوتاؤں سا ساحر، جس کی کرسٹل گرے آنکھوں پر لڑکیاں اپنے دل ہار دیتیں تھی۔وہ اکیس سالہ لڑکا ایک سولہ سالہ لڑکی پر اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔۔

آہہہہ۔۔۔وہ چلاتا دیوار پر اپنے ہاتھ مارتا خود کو زخم دینے لگا۔۔

"مجھے چاہیے میری ملکہ ۔۔۔ مجھے میری ملکہ چاہیے ۔۔۔ حرم ۔۔۔ تم میری ہو میری زندگی ہو ۔۔۔ تم مجھ سے میرے جنون کو چھین نہیں سکتی حرم ۔۔ میں سب کچھ تباہ کر دوں گا ۔۔ پر تمھیں میرا ہونا ہے ۔۔."

وہ اپنی کرسٹل گرے آنکھوں میں لہو لیے خود سے عہد کرتے بولا تھا ۔۔

وہ واش روم سے نکلتا اپنے روم میں آتا بنا چینج کیے بھیگی پینٹ میں اندھے منہ بیڈ پر گرا تھا ۔۔

"حرم ۔۔۔ آئی لو یو ۔۔۔ میری زندگی ہو تم ۔۔۔ آئی لو یو ۔۔"

وہ آنکھیں موندے غنودگی میں بھڑ بھڑا رہا تھا ۔۔ اور دوسری جانب وہ نازک سی پری بے فکر سی سو رہی تھی یہ جانے بنا کہ اس کا ایک انکار کسی کے سینے میں موجود دل نوچ گیا تھا ۔۔

صبح وہ بمشکل اپنا دکھتا سر تھامتا اٹھا تھا آنکھیں بے حد درد کر رہیں تھیں ۔۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتے خود پر ضبط کرتے اٹھا تھا کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہوتا سوٹڈ بوٹڈ پورا تیار ہوتا اپنا موبائل اور کیز لیتے باہر کی جانب آیا ۔۔

" حرم میری بچی وہ بہت اچھا ہے میری جان وہ بس تھوڑا سخت ہے ۔۔۔ پر یقین جانو وہ تمھارے لیے دنیا کا سب سے نرم دل انسان ہے ۔ سمجھنے کی کوشش کرو گڑیا ۔۔"

ساجدہ بیگم اسے کسی بھی طرح منانا چاہتیں تھیں ۔ جو کسی طور ماننے کو تیار نہ تھیں ۔۔

"پلیز مما میرے ساتھ ایسا نہیں کریں اگر میں ان کے ساتھ رہی تو میں ڈر ڈر کر ہی مر جاؤں گی۔۔ایک پل میں وہ اچھے ہوتے ہیں تو دوسرے ہی پل سخت بن جاتے ہیں۔۔ آپ جس سے کہیں گیں میں نکاح کرلوں گی پر ان سے نہیں۔۔۔"

وہ روتے ہوئے بولتی وہاں سے بھاگی تھی۔۔

اس کی باتیں سنتے سلطان راؤ کو لگا جیسے وہ اپنے لفظوں سے اس چھ فٹ دو انچ کے انسان کی پوری طرح توڑ گئی تھی۔۔

اسے اپنی سانسوں میں شدید کمی ہوتی محسوس ہوئی۔۔کاش وہ کچھ بھی نہ سنتا۔۔وہ اس کے بجائے کسی دوسرے سے نکاح کرنے کے لیے تیار تھی پر اس سے نہیں۔۔۔

اسے اپنی ذات بہت چھوٹی لگی تھی۔۔۔ آنکھوں سے ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی لہو بہہ نکلے گا۔۔وہ الٹے قدم واپس کو مڑتا اپنے پورشن سے بیک یارڈ سے گھر سے نکلا تھا۔۔

بشیر اپنے مالک کو آتے دیکھ گاڑی کا دروازہ کھول گیا۔

"بشیر تم یہیں رہو حرم بی بی کو خود چھوڑنے جانا کالج۔۔انھیں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔۔"

وہ آنکھوں پر گلاسز لگاتے اپنی آنکھوں کی ازیت چھپاتے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اسے تحکم بھرے انداز میں کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

بشیر جو سالوں سے اپنے مالک کے ساتھ تھا کیسے نہ اپنے مالک کی اذیت کو جان پاتا۔۔

❤❤❤❤❤

حال!

"کہاں غائب ہو گیا ہے میرا بھائی اسے زمین کھا گئی یا آسمان۔۔۔اخر تم لوگ کر کیا رہے ہو کس لیا رکھا ہے میں نے تم سب کو نہ تم ان دونوں لڑکیوں کو تلاش کر پائے اور اب میرا بھائی بھی غائب ہو گیا۔۔"

وہ آگ بگولہ ہوتا اپنے آدمیوں پر دھاڑا تھا۔

"سر یہ سب جے ایس اور اس کی ٹیم کا کام ہے ان لوگوں تک پہنچانا بہت مشکل کام ہے۔۔"

ایک آدمی نے ہمت کرتے منہ کھولا تھا۔پر اگلے ہی پل جابر خان کی پستول سے نکلتی گولی اسے خاموش کروا گئی۔۔

"کیا میں نے تم لوگو کو یہاں اس جے ایس کی تعریفیں کرنے کے لیے رکھا ہوا ہے سالو۔۔۔مجھے میرا بھائی چاہیے ہر حال میں۔۔ سمجھے تم لوگ اب دفع ہو جاؤ یہاں سے سب اور اگر کل تک مجھے میرا بھائی نہیں ملا نہ تو تم سب کا بھی یہی حال ہو گا۔۔۔"

وہ غصے سے سب کو دھمکی دیتے بولا تھا۔قہ سب اس کے سامنے سر جھکاتے وہاں سے نکل گئے۔۔

دوسری جانب صدام خان عالم راؤ کے قہر کا سامنا کرنے والا تھا۔۔

عالم راؤ بلیک روم میں داخل ہوا تھا جہاں بازل شاہ نے اسے مار مار کر ادھ مرا کر دیا تھا۔۔

اور اب بھی ریان ملک اور ایان ملک اسے بڑی مشکل سے روکے کھڑے تھے۔جو اسے جان سے مارنے کے درپر تھا۔۔

"میں جان سے مار دوں گا رے چھوڑ مجھے اس نے میری گڑیا کو بہت اذیت دی ہے۔۔"

وہ غصے سے اس کی جانب بڑھتا دھاڑا تھا۔۔

"بازی میری جان ریلیکس اس کی موت اتنی آسان نہیں ہو گی۔۔"

وہ بازل شاہ کا چہرہ کو تھامتے اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولا تھا۔ وہ ایکدم سے شانت ہوا تھا۔۔

تبھی عالم راؤ صدام خان کی جانب بڑھا۔ وہ مٹھی میں نمک مرچ بھرتے صدام خان کے سینے پر لگے زخموں ہر مل گیا۔۔ صدام جان اپنے جلتے زخموں پر دھاڑے مار مار کر روتا چلانے لگا۔۔

"شش۔۔۔ مجھے شور پسند نہیں۔۔ ایک سوال اور سیدھا سا جواب چاہیے۔۔"

وہ ہاتھ میں کٹر لیے پر سکون انداز میں بولا۔

"ہیزل کیسے پہنچی تم تک۔۔۔ اور کا نے اسے تم تک پہنچایا۔۔ جھوٹ کی صورت میں میں تمھارے کان کی کوئی گارنٹی نہیں دیتا۔۔"

وہ اس پر جھکتا اس کے کان کو کٹر میں دباتے وارننگ دیتے بولا تھا۔۔

"مم۔۔۔ میں بتاتا ہوں۔۔۔ مجھے مارنا مت۔۔"

وہ پہلے ہی مار کھا کھا کر ادھ مرا ہو رہا تھا مزید اس میں سکت باقی نہیں تھی۔

"جلدی۔۔"

عالم راؤ اس کا منہ دبوچتے بولا تھا۔

"ابر۔۔۔ابراہیم کاظمی۔۔۔ تین کروڑ مم۔۔۔میں بب۔۔۔ بیچا تھا اس نے مجھے۔۔۔پپ۔۔۔پر وہ اتنی پیاری تھی کہ میرا دل آگیا۔۔۔"

وہ ابھی مزید بولتا کہ عالم راؤ تیش میں آتا پے در پے اس کے منہ پر مکے برسانے لگا۔۔ جبکہ بازل شاہ تو ابراہیم کاظمی کا نام سنتے زلزلوں کی زد میں آگیا تھا۔۔۔کوئی اس قدر کمینا اور سفاک کیسے ہو سکتا تھا اسے اپنا شک درست ہوتا نظر آرہا تھا۔۔ کہ اس کی فیملی کو مارنے اور اس کے گھر کو جلانے میں بھی اسی کا ہاتھ تھا۔۔۔۔بازل شاہ آپے سے باہر ہوتا اس کی جانب بڑھا پر ریان ملک نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے کام کرنے کی کوشش کی۔۔

"ابراہیم کاظمی۔۔۔ نہیں چھوڑوں گا تمھیں۔۔۔"

وہ اپنی لہو ہوتی آنکھوں میں انتقام کی سرخیاں لیے ابراہیم کاظمی پر اب قہر توڑنے والا تھا۔۔

"مار ڈالوں گا میں تجھے ملعون انسان۔۔۔"

وہ اس کے جبڑے دبوچتا اس کے زبان باہر نکالتا ایک جھٹکے میں چاکو سے کاٹ گیا خون کے فوارے ابل پڑے۔۔وہ زبان کٹنے پر کٹے بکرے کی مانند غوں غوں کرتا درد کے مارے بے ہوش ہو گیا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ صدام خان۔۔۔۔اب نام لے نام میری گولڈن ڈول کا۔۔۔اٹھ کمینے اٹھ۔۔۔اور لے نام۔۔۔"

وہ شروع میں ہنستا آخر میں واپس اپنے خطرناک روپ میں آتا اسے پاؤں سے ٹھوکریں مارتے بولا تھا آیان ملک کو خوف آیا تھا عالم راؤ کے روپ سے۔۔

"اتنی آسان موت نہیں دوں گا تجھے تو نے میری نے میرے کل جہان کی زندگی کو اس کے لیے سزا بنایا تھا نہ میں تجھے پل پل موت دوں گا پر تیری جان نکلنے نہیں دوں گا۔۔"

وہ اس کے بے ہوش وجود کو لگاتار ٹھوکریں رسید کرتے بولا تھا۔۔

"بازی اس کا ایک ایک حصہ بے کار کر دو سوائے اس کے دائیں ہاتھ کے۔۔ افٹر آل ابھی بہت کچھ جاننا ہے ہمیں اس سے۔۔۔ زبان نہیں تو کیا ہوا ہاتھ تو ہے نہ۔۔"

وہ بازل شاہ سے کہتا بلیک روم سے نکل گیا۔۔

وہ سب بھی وہاں سے نکلتا اپنے اپنے راستے چل دے۔۔

عالم راؤ شاور لیتا چیج کرتا ٹی وی لاؤنج کی جانب آیا تھا جہاں وہ کچھ دیر پہلے وہ تینوں بیٹھی نہ جانے کونسی کھچڑی پکا رہیں تھیں۔۔۔ جب سے وہ تینوں ملیں تھیں اور ان کی آپس میں دوستی ہوئی تھی وہ ہر وقت کوئی نہ کوئی شرارتیں انجام دیتی نظر آتیں تھیں۔۔

پر اب وہ تینوں وہاں سے غائب تھیں۔۔

"ماریہ وہ تینوں کہاں ہیں۔۔"

عالم راؤ نے ماریہ سے دریافت کیا۔

"سر وہ لون میں ہیں۔۔"

ماریہ نے مواد ب انداز میں اطلاع دی۔۔

عالم راؤ باہر کی جانب بڑھا تھا کہ اسے سامنے سے آتی مونا نظر آئی۔وہ بھی عالم راؤ کو دیکھ نظریں جھکائے اس کے پاس کے گزرنے لگی تھی کہ وہ اس کا ہاتھ تھام گیا۔

"اب بھی ناراض ہو بھائی سے۔۔"

عالم راؤ اسے مقابل کرتے نرمی سے گویا ہوا۔وہ کچھ نہیں بولی تھی یہ اس کا ناراضگی جتانے کا طریقہ تھا۔

"ایم سوری میرا بچہ تم جانتی ہو نہ میں نے تم سب کو اپنے بچوں کی طرح پالا ہے کبھی باپ بن کر کبھی ماں بن کر کبھی بڑا بھائی، کبھی دوست تو کبھی استاد بن کر۔۔۔اور میں نے تم سب کو کبھی کسی مظلوم پر ظلم کرنا نہیں سکھایا۔۔اور لمظ ابراہیم وہ بازی کی زندگی ہے اور وہ بہت نازک سی ہے وقت کے تھپیڑوں نے اسے پہلے ہی بہت کمزور بنا دیا ہے مائمہ۔۔۔۔میں نہیں چاہتا وہ معصوم مزید سہے۔۔تم سمجھ رہی ہو نہ بھائی کی جان۔۔"

وہ اسے بے حد نرمی اور پیار سے سمجھا رہا تھا۔جس کا دل پریشمان ہوا تھا۔

"میں سمجھ رہی ہوں بھائی ایم سوری۔۔۔میں سلفش ہو گئی تھی۔۔مجھے سمجھنا چاہیے کہ اس میں لمظ کا کوئی قصور نہیں۔۔"

وہ سر جھکائے اپنی غلطی کا اعتراف کر رہی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں تمھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا یہ سب سے اچھا ہے خوش رہو۔۔"

وہ بنا اسے شرمندہ کیے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے باہر ان چاروں کی جانب بڑھا جہاں پہلے ہی بازل شاہ اور ریان ملک موجود تھے۔۔

♥♥♥♥♥

"جان دیکھیں مجھے اور ستارہ کو بھائی سے بہت سارا نیگ لینا ہے تو آپ ہمارے ساتھ ہو گے۔۔ خبردار جو آپ بھائی کی سائڈ پر ہوئے تو۔"

وہ اسے سب کے سامنے دھمکاتے ہوئے بولی تھی عالم راؤ نے داد میں آبرو اچکائی۔۔

"اووو۔۔۔تو اب جے ایس کو بھی دھمکیاں۔۔ بھابھی میں تو آپ کے ساتھ ہوں۔۔"

ریان ملک فوراً سے اس کی پارٹی میں آیا۔۔

"آپ سمجھدار ہیں ریان بھائی۔۔۔ ورنہ میں نے ستارہ کو اپنے پاس رکھ لینا تھا۔۔"

وہ شان بے نیازی سے بولتی آج الگ ہی روپ میں نظر آ رہی تھی۔۔

ریان ملک کا منہ کھل گیا۔۔ جبکہ بازل شاہ مسکرا دیا تھا اپنی بہن کی شوخیاں دیکھ۔ لمظ ابراہیم نے نوٹ کیا تھا بازل شاہ اس کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کے دل میں انی سی چبی تھی۔۔

کل ان کی مہندی کی رسم تھی۔۔۔ تو خوش نظر کیوں نہیں آ رہا تھا اور اسے اگنور کیوں کر رہا تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔۔

"لمظ گڑیا آپ ٹھیک ہیں۔۔"

عالم راؤ نے اس کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر متفکر ہوا۔۔ بازل شاہ کا پورا وجود کان بنا تھا۔۔

"نن۔۔۔۔ نہیں بھائی کچھ نہیں بس مما کی یاد آگئی تھی۔۔"

وہ اپنے آنسو ضبط کرتی بھرائی ہوئی آواز میں بولتی بازل شاہ کا دل مٹھی میں دبوچ گئی۔۔

"روتے نہیں بچہ دعا کیا کرو ان کے لیے۔۔"

وہ لمظ ابراہیم کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے بولا تھا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی آنسو پونچھ گئی۔۔

ستارہ اور ہیزل گھوم کر اس کی جانب آتی اسے حصار میں لے گئیں۔۔۔ جس پر وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔

"پلیز آپی روئیں نہیں ورنہ ہم دونوں بھی رو دیں گی۔۔۔"

ہیزل اس کے گال پر بوسہ دیتے بولی تھی۔۔ وہ مسکراتی دونوں کے گرد اپنا حصار کھینچ گئی۔۔

"اف یاران پرنسس کی لاڈیاں دیکھ کر تو مجھے بھی بہت زوروں کا پیار آرہا ہے اپنی شائے سٹار پر۔۔"

ریان ملک نے ستارہ کو دیکھتے چھچھورے پن سے کہا ستارہ سب کے سامنے پھلجڑی چھوڑنے پر سرخ ہوئی تھی۔۔

"اللہ ریان بھائی آپ تو بہت رمینٹک ہیں بھئی۔۔" ہیزل ستارہ کے شانے سے شانہ ٹکرتے مسکاتے ہوئے بولی تھی وہ مزید سرخ ہوئی۔۔

"اچھا تو کیا عالم بھائی رمینٹک نہیں ہے ہیزی جانی۔۔"

لمظ ابراہیم نے ہیزل کو گلال کرنا اچھا جانا اور وہ ہوئی بھی آنکھوں کے سامنے عالم راؤ اور اپنی قربت کے لمحات آنکھوں کے سامنے گزرتے اسے سر تا پاؤں گلال کر گئے۔۔عالم راؤ نے اس کے سلونے روپ کو اپنی آنکھوں میں اتارہ تھا

عالم راؤ کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ اب کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی تھی۔۔

"وو۔۔۔وہ مجھے ایک کام ہے۔۔"

وہ کہتے اٹھ کر اندر کی جانب بھاگی تھی۔۔عالم راؤ بھی اٹھا تھا۔۔

"جے کیا تمھیں بھی کوئی کام یاد آگیا۔۔"

ریان ملک نے مصنوعی خیرانی سے پوچھا تھا۔۔

"نہیں میں ایک اچھا شوہر ہوں اپنی بیوی کی ہیلپ کروانے جا رہا ہوں۔۔"

وہ شان بے نیازی سے کہتا ریان ملک کو جھٹکا دے گیا۔بازل شاہ سے عالم راؤ کو گھورا تھا۔جس پر آبرو اچکائے عالم راؤ نے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔میری بیوی ہے تمھیں کوئی مسلہ ہے۔۔جا پر وہ آنکھیں گھما کر رہ گیا۔۔

"یہ آنکھوں آنکھوں میں کیا اشارے ہو رہے ہیں آپی۔۔"

ستارہ جو انھیں کی جانب دیکھ رہی تھی لمظ ابراہیم کے کان میں گھستے سرگوشی کی تھی۔۔

"مجھے سمجھ آئے گی تو تمھیں بھی بتا دوں گی۔۔"

وہ خود سمجھنے کی کوشش میں تھی۔۔

"چلو مائے شائے سٹار ہم بھی چلتے ہیں۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اس کا ہاتھ تھام اسے اپنے ساتھ گھسٹ لیا۔۔

"یان کیا کر رہے ہیں۔۔"

وہ بس تلملا کر رہ گئی۔۔لمظ ابراہیم نے متبسم نظروں سے ان دونوں کو دیکھا تھا۔کوئی تو خوش تھا۔
بازل شاہ نے اس کی آنکھوں میں حسرت دیکھ لب بھینچے تھے وہ کیسے کر سکتا تھا اس لڑکی کے ساتھ کیوں وہ بے رخ ہوا تھا جب جاتا تھا کہ وہ اس کی زرہ سی بے رخی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھتی اندر کی جانب بڑھی تھی۔۔بازل شاہ بس اسے جاتا دیکھ کر رہ گیا۔۔

♥♥♥♥♥

وہ کچن میں آتی فریج سے پانی کی بوتل نکالے منہ سے لگا گئی دھڑکنے بے آہنگ ہو رہیں تھیں۔وہ سلیپ پر باتل رکھتی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی۔۔

ابھی وہ ٹھیک سے سنبھلی بھی نہ تھی کہ عالم راؤ نے پچھلے سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔وہ سانسیں تک روک گئی۔۔

"میں مدد کروں۔۔"

وہ ایکدم سے اس کا رخ اپنی جانب موڑتے اس کے بالائی لب کے خم کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔۔

"کک۔۔۔ کیس میں۔۔"

وہ اس کی بات پر نا سمجھی سے بولی تھی۔۔

"سانسیں سنوارنے میں۔۔"

وہ اس کے لبوں پر پھونک مارتے سرگوشی میں بولتا ہیزل کو مزید سرخ کر گیا۔ نازک سا دل کپکپایا تھا ۔۔

"نن۔۔ نہیں مم۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔"

وہ اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی بمشکل بولی تھی۔۔

"لگ تو نہیں رہا۔۔"

وہ مخمور نظروں سے اس چاندنی کے پیکر کو دیکھنے لگا جو اس وقت ییلو کلر کا شاٹ کرتا پہنے ساتھ وائٹ کیپری پہنے ایک شانے پر دوپٹہ ڈالے سنہری بالوں کی فرنچ ناٹ کیے جس سے کچھ سنہری لٹیں نکلتی اس کے سرخ وسپید چہرے کے گرد منڈلاتی اس کے چہرے کو جاذب نظر بنا رہیں تھیں۔۔

بڑی بڑی سنہری آنکھوں پر گھنیری پلکوں کی لرزتی جھالر جو اس کے حواس معطل کر رہی تھیں۔

سرخ روئی کے گالوں سے رخسار جن پر نظر پڑتے وہ مدہوش ہوتا ان پر جھکتا وہ اس کی سرخیاں اپنے لبوں پر سمیٹ گیا۔۔ دل میں سرور سا اترا تھا اس کے دہکتے لمس پر وہ آنکھیں میچ گئی۔۔۔ رخسار مزید تپنے لگے تھے۔۔

"جج۔۔۔جان سنیں۔۔"

وہ اسے خود سے دور کرتی مدھم آواز میں بولی تھی۔۔

"جانِ جہاں حکم۔۔۔"

وہ نرمی سے اس کے ہاتھ سے اپنی شرٹ نکالتے اسے لبوں سے لگا گیا۔۔وہ لرزی تھی اس کے جان لیوا لمس پر۔۔

"مم۔۔۔مجھے بھوک لگی۔۔۔بہت.."

اس نے بہانا تراشا تھا۔عالم راؤ کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا وہ جانتا تھا یہ بہانا تھا اس سے بچنے کا۔۔

"مجھے بھی بہت لگی ہے مل کر مٹاتے ہیں۔۔"

وہ اس کی شہ رگ کو سہلاتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہیزل کے خلق میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی۔۔

"پپ۔۔۔پلیز جان مجھے۔۔۔سچ میں۔۔۔بہت بھوک لگی ہے۔۔"

وہ اپنی شہ رگ سہلاتا اس کا ہاتھ تھامتے بمشکل بولتی اسے اپنا یقین دلانے لگی۔۔

"اوکے کیا کھانا ہے میری گولڈن ڈول کو۔۔"

وہ اس کی چھوٹی سی سرخ ناک پر لب رکھتے بولا۔۔

"نوڈلز وہ بھی چکن والے۔۔"اس نے اپنی فرمائش بیان کی۔۔۔

"اینڈ اینی اڈر مائے پرنسس۔۔"

وہ سر خم کرتے اس سے دریافت کر رہا تھا۔۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔اور اسے ہاتھ کے جھکنے کا اشارہ کرنے لگی جس پر وہ اپنی پرنسس کا حکم مانتا جھکا تھا۔

اس کے جھکنے پر وہ اس کی پیشانی پر اپنے نرم نازک گلداز لب رکھتی دوسرے ہی پل دور ہوئی۔۔۔عالم ابھی ٹھیک سے محسوس بھی نہیں کر پایا تھا کہ اپنی معصوم بیوی کی پھرتی دیکھ سخت بھنایا۔۔"

"یہ چیٹنگ ہے جانم عاشقی۔۔۔ایسا بھی کوئی کرتا ہے کیا۔۔"

وہ نروٹھے پن سے بولا تھا۔۔

"جان مجھے بھوک لگی ہے نہ پہلے مجھے کچھ کھانا ہے۔۔"

وہ بے چارگی سے بولی تھی۔۔

"ٹھیک ہے اس کے بعد میں اپنا کھانا کھاؤں گا۔۔" وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے مدھم سرگوشی میں بولا۔۔

"آپ۔۔۔۔ آپ بہت گندے ہیں جان۔۔"

وہ حیا سے چہرہ جھکائے لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔عالم راؤ اس کی ویسٹ پر ہاتھ رکھتا اسے شلف پر بٹھا گیا۔۔

"نئی اطلاع نہیں ہے میری جان کچھ نیا سوچیں۔۔"

ب رکھتے ایپرن باندھتا نوڈلز کا پانی رکھنے لگا۔۔ ساتھ تھوڑا سا بوئلٹ چکن نکال کر
کوئے پسند سر تھے۔۔

وہ ڈرائے فورٹس کی پلیٹ اس کے ہاتھ میں دیتے بوائل پانی میں نوڈلز ڈالنے لگا۔۔

"جان اسپائسیز تھوڑے زیادہ۔۔"

وہ اچک کر دیکھتی منہ میں کش مش ڈالتے بولی تھی۔۔

وہ بنا کچھ بولے تیزی سے ہاتھ چلاتا نوڈلز کو باؤل میں ڈالتا ٹیبل پر رکھتا۔۔ اس کی جانب آیا اور اسے اپنی باہوں میں بھرتا چیئر پر بیٹھتا خود فریج کی جانب آیا وہاں سے اس کے لیے جوس نکالتا اس کی جانب آیا
۔۔

"مجھے نہیں کھانے جان یہ بلکل اسپائسی نہیں ہیں۔۔"

وہ نوڈلز کے باؤل کو پرے سرکاتے آٹھ کھڑی ہوتی نروٹھے پن سے بولی۔۔ عالم راؤ نے چیئر کھینچ کر بیٹھتے اس کی کلائی تھام کر اپنی جانب کھینچا۔۔۔ وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کی گود میں آ گری۔۔ وہ اس افتاد پر بوکھلائی۔۔

"جان۔۔ کک۔۔۔ کوئی آپ جائے گا۔۔"

وہ اٹھنے کو مزاحمت کرتے بمشکل بولی تھی۔۔ وجود کا پورا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا تھا۔۔

"کوئی نہیں آئے گا میری جان۔۔۔"

وہ اس اس کے چہرے سے لٹیں ہٹاتے ملائمت سے بولا تھا۔۔وہ کپکپائی تھی۔۔

"جان۔۔"

بے ساخت پکارا تھا۔۔

"جی میرے کل جہان۔۔۔ آپ کو یہ کھانا ہے ورنہ میں اپنے طریقے سے کھلاؤ گا۔۔"

وہ کانٹے میں نوڈلز پھنسائے اس کے منہ کی جانب لے جاتے بولا تھا اس کی دھمکی پر وہ بنا کسی مزاحمت کے فوراً سے کھا گئی۔۔

"میں بات نہیں کروں گی اب۔۔"

وہ منہ بسورے نوڈلز کو کھاتے عالم راؤ کی جانب دیکھتے بولی تھی۔۔بے شک نوڈلز بہت مزے دار تھے پر اسے اسپائسی کھانے تھے اور عالم راؤ نے اس کی بات نہیں مانی تھی یہ صدمہ ہی بہت تھا۔۔

"میری جان آپ کے لیے یہ اچھے۔۔"

وہ جوس کا گلاس اس کے لبوں سے لگا گیا۔۔

"نہیں مجھے اسپائسی کھانا تھا۔۔۔"

وہ اپنی بات پر باضد تھی۔۔عالم راؤ نے مخمور نظروں سے اس کے جوس سے بھیگے لبوں کو دیکھا تھا۔۔وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا نرمی سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کے شارے شکوے اپنی سانسوں میں اتار گیا۔۔

ہیزل آنکھیں میچتی اس کی جیکٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

وہ اس کے لبوں کی مٹھاس چراتے جنونی ہونے لگا تھا ہیزل جو پہلے اس کی نرمی پر نڈھال ہو رہی تھی اس کی شدت پر تڑپ اٹھی۔۔وہ سختی سے اس کی کمر کے گرد اپنا کسرتی بازو لپیٹتے جنونیت پر اتر آیا۔۔

وہ نازک سی جان اپنی بند ہوتی سانسوں پر اس کی گرفت سے آزادی پانے کو مچل اٹھی۔۔

وہ دیوانہ وار اس پر جھکا اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اپنا پر شدت لمس چھوڑتا ہیزل کو پاگل کرنے لگا تھا۔۔

ہونٹوں پر ہوتی جلن پر انکھوں کی نمی رخساروں پر بکھرنے لگی تھی۔ہیزل کو نڈھال ہوتا محسوس کرتا وہ دھیرے سے اس سے دور ہوا تھا۔۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی کے شانے پر سر ٹکا گئی۔۔عالم راؤ نے سختی سے اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔۔

"کیا اب بھی اسپلائسز کھانے کی ضرورت پیش ہے آپ کو جانم عاشقی۔۔۔میرے خیال میں مزید جلن نہیں چاہیں گی آپ۔۔"

وہ اس کے بالوں کو ہاتھ سے سہلاتے اس کی سماعت میں جان لیوا سرگوشی کرتا ہیزل کو سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔اپنے ہونٹوں پر ہوتی جلن اسے اس دشمن جان کی بات اچھے سے سمجھا گئی تھی۔۔

"آپ اچھے نہیں ہیں۔۔"

وہ ہمت کرتی اس کے شانے پر اپنا نازک سا مکا برساتی نروٹھے پن سے بولی تھی عالم راؤ کا قہقہہ بے ساخت تھا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔میری جان۔۔۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتا اس گول گھومنے لگا جس پر وہ اپنی ناراضگی بھلائے خوشی سے کھکھاتی اپنی دونوں بانہیں پھیلا گئی۔۔

"جان آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔"

وہ خوشی سے کھکھلاتی اپنے خیالات اگلے ہی پل بدل گئی جس پر وہ مسکراتا مزید گھمتا سر اٹھائے اپنی جانم کا سہانا روپ اپنی نظروں میں سمونے لگا۔۔

"میری زندگی کبھی اچھا کہتی ہیں کبھی برا کہتی ہیں کیا جان نکالنا چاہتی ہیں اپنے جان کی۔۔"

وہ رکتا اسے اپنے مقابل کرتے خمار آلودہ نظروں سے اس کا خوشی سے تمتماتا چہرہ دیکھ کر بولا تھا۔۔

"آپ میرے ہیں میرا جو دل چاہے گا بولوں گی۔۔"

وہ اتراجر بولی تھی۔۔عالم راؤ مسکرایا تھا اس کے استحقاق بھرے انداز پر۔۔

"بے شک میری دلنشیں دلبرا۔۔آپ جیسا چاہیں کہیں۔۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے اپنے لبوں سے لگاتے بولا تھا۔۔وہ مسکراتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

♥♥♥♥♥

بازل شاہ اپنے پورشن کی جانب آیا تو لمظ ابراہیم اسے کہیں نہیں دیکھی تھی۔۔

"۔

بازل شاہ نے ٹی وی لاؤنج میں آتے ماریہ سے پوچھا تھا۔۔

"نو سر میں نے انھیں نہیں دیکھا۔۔"

ماریہ کے جواب پر بازل شاہ نے اپنی پیشانی مسلی تھی کہاں چلی گئی تھی یہ لڑکی۔۔وہ باہر کی جانب بڑھا پر وہ وہاں بھی اسے کہیں نہیں دیکھی تھی۔۔اب اسے سہی معنی میں فکر ہوئی تھی۔۔

"سر میم ٹیرس پر ہیں جینی نے بتایا ہے مجھے ابھی۔۔"

ہال میں داخل ہوتے ہی ماریہ نے اسے اطلاع دی جس پر وہ لب بھینچتا تیزی سے اوپر کی جانب بڑھا تھا۔۔

ٹیرس پر پہنچتے ہی تیزی سے نظروں نے لمظ ابراہیم کو تلاشہ تھا جو کچھ ریلنگ کے پاس کھڑی سیاہ فراک پہنے بالوں کا مسی جوڑا بنائے گلے میں دوپٹہ ڈالے خنک موسم میں بنا کسی گرم کپڑے کے خود سے بے نیاز آسمان کی وسعتوں میں نہ جانے کیا کھوج رہی تھی۔۔

بازل شاہ کو بے حد تاؤ آیا تھا اس کی لاپروائی پر۔۔وہ اس کی جانب بڑا تھا اور بڑے جارہانہ انداز میں اسے بازو سے تھامتا ایک جھٹکے میں اسے اپنی جانب کھینچتا اپنی بانہوں میں بھر گیا۔۔۔

لمظ ابراہیم جو اپنی ہی دھن میں تھی اس کے کھنچنے پر اس کے سینے سے آ لگی جس پر وہ پھرتی سے آس کے گرد اپنا حصار کھینچتے اسے قید کر گیا۔۔

"یہ کا بچکانہ حرکت ہے لمظ ابراہیم ۔۔۔ کیا آپ بچی ہیں جو اپنا خیال نہیں رکھ سکتیں ۔۔"

وہ جلے کٹے انداز میں بولا تھا ۔۔ لمظ ابراہیم نے ساکت دل کے ساتھ اس بے مہر کا تپا تپا روپ دیکھا تھا ۔۔ وہ بنا کچھ بولے نظریں جھکا گئی ۔ جق بازل شاہ کو مزید تپا گیا ۔۔

"لمظ ابراہیم میں آپ سے مخاطب ہوں ۔۔"

وہ اس کی ٹھوڑی جھکڑ تا ترش لہجے میں بولا تھا ۔ وہ اب بھی کچھ نہ بولی تھی شاید وہ اسے نہ بول کر زچ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اور وہ ہوا بھی ۔۔

"لمظ مجھے غصہ دلا رہی ہیں اب آپ ۔۔۔ بتائیں کیا چاہتی ہیں آپ کیوں اتنی لاپرواہی کر رہی ہیں ۔۔"

وہ تپے لہجے میں بولا تھا ۔۔ وہ اسے دھکا دیتی ایکدم سے اس سے دور ہوتی نیچے کو بھاگی تھی بازل شاہ نے آنکھوں میں خیرانی لیے لمظ ابراہیم کو ایک جھٹکے سے اپنے حصار سے نکلتے خود سے دور جاتے دیکھا تھا ۔۔

"لمظ ۔۔۔"

وہ غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا تھا ۔۔ لمظ ابراہیم اس کی دھاڑ سنتے ایک پل کو لرزی تھی پر پھر ہمت جھٹاتی روم لاک پر اپنا ہاتھ رکھتے ڈور کھلنے پر اندر آتی ڈریسنگ روم میں گھس پر وہ دروازے کے پاس ہی کسی بھر بھری ریت کی مانند گرتی چلی گئی ۔۔

وہ اپنے روم میں آتا ڈریسنگ روم کی جانب آیا ۔۔ وہ جانتا تھا وہ اندر تھی ۔۔

"لمظ۔۔۔باہر آئیں۔۔۔"

وہ دروازے پر ہاتھ مارتے غصے سے بولا تھا۔۔وہ منہ پر ہاتھ رکھتے سسکنے لگی تھی ۔۔کیوں اس کی خوشیوں کی عمر اتنی کم ہوتی تھی ۔۔وہ جانتا تھا کہ اس کی ایک پل کی بے رخی لمظ ابراہیم کو مارنے کے لیے کافی تھی۔۔

"دروازہ کھولیں لمظ ابراہیم۔۔۔ آئی سے اوپن دا ڈور ڈیم اٹ۔۔"

وہ دروازے کو ٹھوکر رسید کرتے بولا تھا پہلے ہی اس کا دماغ غصے سے ماؤف ہو رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی جا کر ابراہیم کاظمی کا کلیجہ چیر دے اس پر لمظ ابراہیم اب اس کا دماغ پاگل کر رہی تھی۔۔

"لمظ آپ دروازے کھول رہی ہیں۔۔۔اگر میں نے کھولا تو بہت برا خشر کروں گا آپ کا آئی سوئیر ۔۔"

اندر سے کسی بھی قسم کی آواز نہ آنے پر وہ سخت متفکر تھا۔پر اس لڑکی نے تو اس کا خون جلانے کی جیسے قسم کھا رکھی تھی۔۔

پندرہ منٹ گزر گئے تھے اسے ناک کرتے پر اندر تو جیسے اس لڑکی نے اس کی بات نہ ماننے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔

وہ ڈراؤ سے جابی نکالتا ڈور کھولنے لگا پر اندر کا منظر دیکھ اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا تھا وہ نازک سی جلپری زمین پر گری اکھڑے اکھڑے سانس لے رہی تھی۔۔

"ہیپے مرمڈ۔۔۔میری زندگی۔۔"

وہ تیزی سے اسے بانہوں میں بھرتا نرمی سے اسے بیڈ پر ڈال گیا۔لمظ ابراہیم نے نم آنکھوں سے اس بے مہر شخص کی اپنے لیے تڑپ دیکھی تھی۔۔

اگر اتنی چاہت تھی تو کیوں تڑپاتا تھا اسے۔تیزی سے سائڈ ٹیبل سے انہیلر نکالتے اس کے منہ کو لگانے لگا۔۔پر وہ منہ موڑ گئی۔۔بازل شاہ نے خیرانی وغضب سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

وہ زبردستی اس کا منہ تھامتے اس کے منہ کو انہیلر لگانے لگا پر وہ مزاحمت کرتی اس کا دوانہ لے رہی تھی

۔۔

"لمظ ابراہیم جان لے لوں گا میں آپ کی۔۔۔بند کریں یہ محاذ آرائیاں۔۔"

وہ سختی سے اس کا منہ دبوچتے انہیلر اس کے منہ لگانے لگا پر وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی اسے کالر سے دبوچتی اسے خود پر جھکاتی اپنی ٹوٹتی سانسیں اس کی دہکتی سانسوں سے جوڑتی۔۔۔اپنے حصہ کی سانسیں اس سے لینے لگی۔

بازل شاہ کچھ پل تو ساکت سا ہوا تھا پر ان نازک سی گلداز پنکھڑیوں کا لمس محسوس کرتے وہ حواس میں لوٹا تھا وہ اپنی سانسیں ہموار کرتی اس سے پہلے کے اس سے دور ہوتی وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے دوسرا اس کے بالوں میں پھنسائے پوری شدت سے اس پر جھکا تھا۔وہ اس کی بانہوں میں کپکپاتی خود کو اس کے سہارے چھوڑتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔

سانسوں کی مالا ٹوٹتی محسوس ہوئی تو وہ گردن کی پشت سے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں بھر گئی ۔۔۔دل پھر سے بے آہنگی پر اتر آیا تھا۔۔۔پور پور جل تھل ہوا تھا۔

بازل شاہ اس کی ٹوٹتی سانسوں پر ایک پل کو اس سے دور ہوتا گہری سانس بھرتا پھر سے جھکتا اسے سانسیں مہیا کرنے لگا جا پر وہ مزاحمت ترک کرتی۔۔ آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

وہ اس کی سانسیں سنوارتا اسے آزادی دیتے دور ہوا تھا۔۔ساتھ اسے بھی اٹھا کر بیٹھا یا تھا۔۔

"یہ کیا پاگل پن ہے لمظ ابراہیم۔۔"

وہ مدہوشی سے نکلتا ہوش میں آتا واپس سے تپا تھا۔۔

"یہ پاگل پن ہے شاہ تو پاگل پن سہی۔۔۔ آپ کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ ایسا۔۔۔ آپ جانتے ہیں نہ آپ کا ساتھ میری سانسوں کی ضمانت ہے اور آپ کی ایک پل کی بے رخی لمظ بازل شاہ کے لیے موت کا فرمان۔۔۔تو کیوں پل میں بے مہر بن کر مجھ سے میری سانسوں کھینچ لیتے ہیں۔۔"

وہ اس کے کا کالر کو مٹھیوں میں دبوچتی جنونیت سے گویا ہوئی تھی۔۔۔اس کا ایک ایک لفظ دیوانگی میں ڈوبا ہوا تھا بازل شاہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

"مجھے سانسیں نہیں آتی آپ کے بناشاہ۔۔۔بارہ سال۔۔۔بارہ سال شاہ۔۔۔بہت زیادہ تھے میرے لیے۔۔۔میں نے گھٹ گھٹ کر گزارے ہیں آپ کے بنا۔۔۔ آپ کی کمی نے لمظ کو بہت کمزور کر دیا ہے۔۔۔اب جو دور ہوئے تو یادر کھیے گالمظ بازل شاہ خود اپنی سانسیں نوچ ڈالے گی۔۔"

وہ نم آنکھوں سے پر اذیت لہجے میں بولتی بازل شاہ کادل بری طرح سے زخمی کر گئی۔۔

"اور آپ جانتے تو ہیں نہ شاہ میں پہلے بھی کہاں اپناخیال رکھتی تھی آپ جو تھے کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی۔۔۔اور پھر جب آپ چلے گئے تو میں مزید خود سے لاپرواہو گئی تھی۔۔ کہ شاید میرا ساحل کہیں سے آجائے اور میرے لیے فکر مند ہو تا خود میر اخیال رکھیں۔اور آپ آگئے۔۔۔۔ ہاہاہاہا آپ آگئے۔۔۔بازل شاہ بن کر۔۔پر آپ بدل گئے۔۔"

وہ بولتے بولتے ہزیانتی انداز میں قہقہہ لگاتے انکھوں میں اشک لیے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے گویاہوئی اس کے لہجے میں ٹوٹی کرچیوں سادرد تھا۔۔۔بازل شاہ اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

"میں کیا کروں میری زندگی۔۔۔میں سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتا ہوں پر سب کچھ خراب ہو جاتا ہے۔۔مشکل سے سمیٹتا ہوں پھر سے سب بکھر جاتا ہے۔۔"

وہ اسے خود میں سموئے بار بار اس کے بالوں لب رکھتے پر اذیت لہجے میں بولا تھا۔۔

"میں بہت پیار کرتا ہوں آپ سے لمظ۔۔۔میری زندگی ہیں آپ۔۔۔پر ماضی کے دردناک پنے جیسے جیسے کھل رہے ہیں آپ کے ساحل کو پور پور زخمی کر رہے ہیں۔۔۔

میں جانتا ہوں میں کبھی کبھی میری ذات آپ کو تکلیف دے جاتی ہے۔۔۔پر میں وعدہ کرتا ہوں آج کے بعد بازل شاہ مر جائے گا پر اپنی زندگی پر آنچ بھی آنے نہیں دے گا۔۔ کبھی ہرٹ نہیں کروں گا اب آپ کو جانِ جنون۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیے اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنتے الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔۔

"آپ بھی پرامس کریں آج کے بعد کبھی خود کو تکلیف نہیں دیں گی پرامس کریں مرمڈ۔۔"

وہ اس کی کنپٹی پر لب رکھتے اس سے وعدہ مانگ رہا تھا۔۔

"میں پرامس کرتی ہوں شاہ آج کے بعد کبھی خود کو ہرٹ نہیں کروں گی۔۔"

وہ اس کی گرد اپنا بانہوں کا حصار باندھتی نم آواز میں اس سے وعدہ کر گئی۔ بازل شاہ نے اس کے سیاہ بالوں میں چہرہ چھپائے گہرا سانس خارج کیا تھا۔۔

لمظ ابراہیم نے اس کی دہکتی سانسوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے آنکھوں میچیں تھیں۔۔

وہ دھیرے دھیرے اس کی بالوں کی مہک سے مدہوش ہوتا آنکھوں بند کرتا ان میں گہرے سانس بھرنے لگا۔۔

لمظ ابراہیم نے بے چینی سے اس کے گرد اپنا حصار مظبوط کیا تھا۔۔بازل شاہ مزید مدہوش ہوا تھا اس کے عمل پر وہ نرمی سے اس کے بال اس کی گردن سے ہٹاتے اس کی سرخ و سپید چمکتی گردن اور کندھے کے درمیان اپنے لب ثبت کر گیا۔۔۔وہ سسکی تھی اس کے دہکتے لمس پر۔۔

"بہت مشکل ہو رہا ہے تم سے دور رہنا مر مڈ۔۔" وہ اس کی سماعت میں جان لیوا سرگوشی کرتے اس کی جان ہوا کر گیا۔۔ وہ اسے بیڈ پر ڈالتے اپنی شرٹ اتار کر پھینکتے وائس کمانڈ سے سارے پردے گراتے، لائٹ ڈم کرتا اسے اپنے سینے پر گرا گیا۔۔ وہ بوکھلائی تھی۔۔۔

"شاہ پلیز ابھی رات میں وقت ہے سب کیا سوچیں گے۔۔۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اٹھنے کو پر تولنے لگی۔۔

"ششش پہلے جو آگ بھڑکائی ہے نہ اسے ٹھنڈا کرنے کا اہتمام کریں۔۔۔ خود ہی آگ میں کودی ہیں آپ اب کچھ نشانیاں تو لیتی جائیں نہ جنونِ جان۔۔۔"

وہ اسے تکیے پر ڈالتا اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں قید کرتا اس کے سر کے اوپر لگا گیا۔۔ لمظ ابراہیم اس کے خطرناک تیور دیکھ کر نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔ جس وہ خاطر میں نہ لاتے اس کی کچھ بولنے کی سعی کرتی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کے سارے الفاظ چن گیا۔۔۔ اس پر اپنی دیوانی شدتیں لٹاتے وہ اپنے ساتھ ساتھ لمظ ابراہیم کو بھی مدہوش کرنے لگا جو اپنی دھڑکنوں کے ارتعاش سے گھبراتی اسے خود سے دور کرنے لگی جو اس کی مہکتی سانسوں کو کبھی خود میں جزب کرتا تو کبھی اس کی ڈوبتی سانسیں سنوارنے لگتا۔۔

لمظ ابراہیم کو اپنے لبوں پر جلن کا احساس ہونے لگا تھا وہ تڑپتی خود کو چھوڑنے کی سعی کرنے لگی جس پر وہ اس نازک سی جان پر رحم کھاتا اسے آزادی دے گیا۔۔

ی مزاحمتیں بھی

"۔۔۔

وہ اس کی کلائی کی رگوں پر لب رکھتے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔۔۔لمظ ابراہیم کے پورے وجود میں سنسنی سی پھیل گئی تھی۔۔۔گلے میں گلٹی سی ابھر کر مدھم ہوئی تھی۔۔

اس کی گردن پر ابھرتی ہڑی پر بازل شاہ جھکا تھا اور وہاں اپنا دہکتا لمس جھوڑتا اس کی سانسیں کھینچ گیا ۔۔۔لمظ ابراہیم پچھتائی تھی اس دیو سے پنگا لے کر جو کسی پاگل جنونی کی طرح اس سے چمٹ کر اس کا خون سکھا رہا تھا۔۔

"شاہ۔۔۔پلیز۔۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔جو اسے قید کرتا آزادی دینا بھول گئی تھا۔۔

"کرلو منمایاں مرمڈ جب میری باری آئے گی تو رحم کی ذرہ امید مت رکھنا مجھ سے۔۔"

وہ اس کی شہ رگ پر دانت گاڑتے جنونیت بھرے انداز میں بولا تھا۔۔

"آہ۔۔۔شاہ۔۔بہت برے ہیں آپ۔۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتے غصے سے بولی تھی۔۔

وہ مسکراتا اسے اپنے سینے پر گراتے مسکرایا تھا۔۔ جس پر وہ نروٹھے پن سے اس کے سینے پر مکا رسید کرتے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

کیا کہوں تم سے میں کہ کیا ہے عشق
جان کا روگ ہے بلا ہے عشق
عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو
سارے عالم میں بھر رہا ہے عشق
عشق ہے طرز و طور عشق کے تیئں
کہیں بندہ کہیں خدا ہے عشق
عشق معشوق عشق عاشق ہے
یعنی اپنا ہی مبتلا ہے عشق
گر پرستش خدا کی ثابت کی
کسو صورت میں ہو بھلا ہے عشق
دل کش ایسا کہاں ہے دشمن جاں
مدعی ہے پہ مدعا ہے عشق
ہے ہمارے بھی طور کا عاشق
جس کسی کو کہیں ہوا ہے عشق
کوئی خواہاں نہیں محبت کا

تو کہے جنس ناروا ہے عشق

جنونِ جان زرد ہوتے جاتے ہو

کیا کہیں تم نے بھی کیا ہے عشق

♥♥♥♥♥

ماضی!

بشیر سلطان کہاں ہے ابھی تک آیا کیوں نہیں۔۔"رات کے گیارہ بج رہے تھے وہ کبھی اتنا لیٹ نہیں ہوا تھا وہ ہمیشہ آفس بند ہوتے ہی سات، آٹھ بجے تک گھر آجاتا تھا اور اگر لیٹ ہوتا بھی تو انھیں پہلے ہی بتا دیتا پر آج ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔نہ ہی کچھ بتایا تھا۔۔

"چچی ماں میں نہیں جانتا انھیں نے مجھے اپنے ساتھ آنے سے منا کر دیا تھا۔۔میں نے آفس بھی کال کی پر وہ وہاں بھی آج نہیں گئے میں انھیں ہر جگہ تلاش کیا پر وہ نہیں مل رہے ان کا فون بھی نہیں مل رہا ۔۔"

وہ خود کے تہاشہ پریشان تھا ساجدہ بیگم بھی اس کی بات سنتی پریشان ہوئیں تھیں۔۔

وہ اندر کی جانب بڑھیں تھیں جہاں حرم بھی پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھی۔۔ساجدہ بیگم نے شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا وہ نظریں جھکا گئی۔۔۔

دوسری جانب سلطان راؤ شہر سے دور سنسان سڑک پر گاڑی کھڑی کیے سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا اسے کچھ ہوش نہیں تھا کہ وہ کہا ہے اور اسے کتنا وقت گزر گیا تھا۔۔۔

"بیٹاوہ نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔ تم سے۔۔"
چچی ماں کی آواز اس کی سماعت میں گونجی تھی۔۔
"پلیز مما میرے ساتھ ایسا نہیں کریں اگر میں ان کے ساتھ رہی تو میں ڈر ڈر کر ہی مر جاؤں گی۔۔"
اس دشمن جان کی آواز سماعت میں گونجتے ہی سلطان راؤ کے دل میں شدید درد اٹھا تھا۔۔
آپ جس سے کہیں گیں میں نکاح کر لوں گی پر ان سے نہیں۔۔۔"
یہ سرگوشی ہی تو اس کی جان نکال رہی تھی وہ کیسے کسی اور کے بارے میں سوچ سکتی تھی وہ ایکدم سے ہوش میں آیا تھا۔۔ اپنے ارد گرد دیکھا جہاں ہر طرف اندھیرا اچھیل گیا تھا۔۔ وہ اپنے درد پر ضبط کرتے گاڑی سٹارٹ کرتا گھر کی جانب موڑ گیا۔۔۔
وہ ریش ڈرائیو کرتا گھر پہنچا تھا۔۔ بشیر نے سلطان راؤ کو دیکھ کر رب کا شکر ادا کیا تھا کہ وہ سلامت تھا۔۔
وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوا ساجدہ بیگم اس کی جانب آئیں تھیں۔۔
"سلطان میرے بچے۔۔۔ کہاں تھے تم میری جان۔۔۔" وہ اس کا چہرہ تھامتے رودیں۔۔
" چچی ماں روئیں نہیں پلیز۔۔۔ میں آگیا ہوں نہ بس کسی کام میں پھنس گیا تھا پریشان نہیں ہوں پلیز ۔۔"
وہ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔۔
حرم نے بے چینی سے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخیں تھیں۔۔

"میرا بچہ جلدی سے فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔"

وہ محبت سے بولیں تھیں۔

"نہیں چچی ماں میں نے باہر ہی کھانا کھالیا تھا اب میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ نرمی سے آن سے کہتا اوپر کی جانب بڑا تھا حرم کی جانب دیکھنے سے بھی گرز کیا تھا کیونکہ اس کی ملکہ وہ شاید اس کی نظریں بھی ناگوار لگتیں۔۔۔ تبھی اپنے دل پر پہرا لگائے وہ اپنے روم بڑھ گیا۔۔

اپنے روم میں آتا وہ شدید اذیت کی انتہا ہر تھا آج اس نے پورا دن اپنی ملکہ کو نہیں دیکھا تھا اس کی سانسیں رکھنے لگیں تھیں وہ کیسے رہے گا پوری زندگی اپنی ملکہ کے بنا۔۔۔

وہ اپنے وجود سے کوٹ آتار کر پھینکتے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ڈریسنگ کے سامنے آیا تھا۔۔دراز کھولتے اس میں سے ایک چاقو نکالا تھا۔۔

وہ اپنے دل کے مقام پر اسے سختی سے گھاڑتے وہاں پر حرم لکھنے لگا تھا درد کی شدت سے آنکھوں کے کنارے سرخ ہوئے تھے گرے آنکھیں لہو رنگ ہوئیں تھیں۔۔وہ اپنی جنونیت میں بلکل پاگل ہو چکا تھا۔۔

ہر احساس جیسے مر چکا تھا سوائے حرم کی محبت کے۔۔۔ اپنا کام مکمل کرتے وہ زخمی سا مسکرایا تھا۔۔

"مجھے میری ملکہ سے کوئی جدا نہیں کر سکتا کوئی بھی نہیں۔۔۔وہ بس میری ہے۔۔"

وہ اپنے سینے پر نظریں جمائے مسرور سا بولا تھا۔۔

"اب تم ہمیشہ یہیں رہو گی جانم عاشقی۔۔"

وہ آنکھیں بند کیے حرم کے عکس سے مخاطب تھا۔۔ حرم جو ساجدہ بیگم کے کہنے پر سلطان راؤ کے لیے دودھ کر آئی تھی اس آئینے سے اس کے سینے پر نظر پڑتے ہی گلاس ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔۔ اس کے سینے پر خون ہی خون دیکھتی خوف سے اس سے پہلے کہ چلاتی سلطان راؤ نے اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"شششش۔۔۔ چیخنا مت حرم۔۔"

وہ مدھم آواز میں بولا تھا جس پر وہ پھٹی آنکھوں سے اسے خوفزدہ سی دیکھنے لگی۔۔ سلطان راؤ نے نرمی سے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا تھا۔

"یی۔۔۔ یہ۔۔ کک۔۔۔ کیا ہوا۔۔"

وہ اس کے زخمی سینے کی جانب دیکھتی بمشکل بولی تھی آنکھوں سے آنسو بھی رواں ہوئے تھے۔۔

"شش۔۔۔ کچھ بھی نہیں ہوا بس چھوٹی سی چوٹ آئی ہے ٹھیک ہو جائے گی صبح تک۔۔"

وہ اس کے سلونے روپ کو اپنی نظروں میں اتراتے نرمی سے اس کے آنسو اپنے پوروں پر چنتے مدھم آواز میں بولا تھا۔۔

"مم۔۔۔ میں مرہم لگاتی۔۔۔ ہوں سلطان۔۔۔ بھائی۔۔" وہ نازک سی جان کہاں کسی کو تکلیف میں دیکھ سکتی تھی۔۔ وہ مسکرایا تھا۔۔

"آپ ڈر جائیں گی حرم۔۔"

وہ اسے خود سے آزادی دیتے بولا تھا کیونکہ اس کا نرم گداز وجود اب اسے بہکانے لگا تھا۔۔

"نن۔۔۔ نہیں میں کرتی ہوں۔۔"

وہ تیزی سے واڈروب کی جانب آتی ۔۔وہاں سے فسٹ ایڈ باکس لے کر اس کی جانب آئی وہ محظوظ ہوتا بیڈ کے کنارے پر ٹک گیا۔۔

اس وقت سلطان راؤ کا خون دیکھتی وہ یہ تک بھول گئی تھی کہ وہ اس وقت برہنہ سینا لیے اس کے سامنے تھا۔اگر کوئی اور وقت ہوتا تو وہ شرم سے پانی پانی ہوتی وہاں سے بھاگ کھڑی ہوتی۔۔

وہ روئی لیتی اس کے زخم کو صرف کرنے لگی پر عجیب ٹیڑھے میڑھے زخم دیکھ وہ کنگ سی بھی تھی ۔۔پر جیسے جیسے وہ خون صاف کر رہی تھی زخم واضح ہونے لگا تھا۔۔۔جیسے دیکھ اس کے ہاتھ لرزنے لگے تھے جیسے سلطان راؤ اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔۔اس کی گداز انگلیوں کا لمس کسی آب شفا سے کم نہیں تھا۔۔

پر اس کے زخموں سے بنے الفاظ دیکھ وہ چیختی ایکدم سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔ عصاب پر جیسے کسی نے بھاری پتھر سے حملہ کیا گیا ہو جیسے۔۔۔وحشت سے پورا وجود بری طرح سے لرزنے لگا تھا۔۔

"کہا تھا نہ مت کریں۔۔۔"

وہ اپنی شرٹ شانوں سے اوپر کرتے سکون سے بولتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتی الٹے قدموں سے باہر کو بھاگی تھی۔۔

بمشکل لرزتی ٹانگوں کے ساتھ وہ اپنے روم میں پہنچی تھی۔۔دروازہ لاک کرتی وہ وہی زمین پر بھر بھری ریت کی مانند گرتی چلی گئی۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو اپنی ٹانگوں کے گرد اپنے بازو لپٹ گئی نازک سا دل بری طرح سے کپکپا رہا تھا ۔۔۔وہ منظر یاد کرتے وہ زارو قطار رونے لگی تھی۔۔

کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا تھا۔۔

"انھوں نے خود کو زخم دیے۔۔"

وہ خود کلامی کرتے پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔وہ اتنی نا سمجھ بھی نہیں تھی کہ سمجھ نہ پاتی کہ سلطان راؤ اسے چاہتا تھا۔۔

سلطان راؤ وہیں چت بیڈ پر گرتا آنکھیں موند گیا۔۔وہ اپنی ملکہ کو رلانا نہیں چاہتا تھا پر وہ اس کے بنا رہ بھی نہیں سکتا تھا اسے وہ چاہیے تھی ہر حال میں۔۔

تجھے کیا خبر میرے حال کی
میرے درد میرے ملال کی
یہ میرے خیال کا سلسلہ
کسی یاد سے ھے ملا ہوا
اسے دیکھنا اسے سوچنا

میری زندگی کا ھے فیصلہ
یہ اسی کی پلکوں کے سائے ھیں
میری روح میں جو اتر گئے
یہ جنون منزل عشق ھے جو چلے تو
جاں سے گزر گئے
یہ قفس ھو جیسے کھلی فضا
یہی سکه کا سانس میں لوں صدا
جنھیں تیری دید کی پیاس تھی
وہ کٹورے نینوں سے بھر گئے
یہ جنون منزل عشق ھے جو چلے تو
جاں سے گزر گئے
جو میرے نصیب کے حرف تھے
وہ میرے لیئے نہ لکھے گئے
تیرا ھمسفر یہ دعا کرے, ھے جہاں بھی
خوش تو وہاں رھے
تیرا ساته چلنا محال تھا
جو رکے تو سانس ٹھر گئے
یہ جنون منزل عشق ھے جو چلے تو
جاں سے گزر گئے
جو چلے تو جاں سے گزر گئے

صبح اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اپنے روم سے باہر نکلتی۔

اور آج تو چھٹی کا دن ۔۔۔ اس کی جان جا رہی تھی سلطان راؤ کا سامنا کرنے کا سوچ کر ہی ۔۔ اوشن بلو آنکھیں سرخ ہو رہیں تھیں ۔۔

صبح اٹھتے ہی وہ چونٹی کا دل رکھنے والی پری سب یاد آتے ہی پھر سے زارو قطار روئی تھی کوئی خود کو اتنی تکلیف کیسے دے سکتا تھا ۔۔

وہ ابھی سوچ میں ہی گم تھی کہ اس کے روم کا ڈور ناک ہوا تھا ۔۔

"بی بی جی آپ کو بڑی بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں ناشتے پر ۔۔"

ملازمہ نے اطلاع دی تھی ۔۔

"مم ۔۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے ۔۔"

وہ لرزتی آواز میں بولی تھی ۔۔

"اچھا بی جی ۔۔"

یہ نمو تھی جیسے سلطان راؤ نے خاص حرم کے لیے رکھا تھا ۔۔ جو اس کی ساری فرمائشیں پوری کرتی تھی ۔۔

"بیگم صاحبہ بی بی جی کہہ رہی ہیں انھیں بھوک نہیں ہے ۔۔"

نمو نے آکر بتایا سلطان راؤ کے جبڑے تنے تھے ۔۔ وہ بنا کچھ کھائے اپنی جگہ سے اٹھتا وہاں سے نکل گیا ۔۔

ساجدہ بیگم لب بھینچ کر رہ گئی۔۔

♥♥♥♥♥

"حرم۔۔"

وہ جھولے پر بیٹھی کسی غیر مرائی نقطے کو گھور رہی تھی جب سلطان راؤ اس کی جانب آیا تھا پر اس وہ سلطان راؤ کی آواز پر بدک اٹھی تھی۔۔ نیلی آنکھیں خوف چھلکانے لگیں تھیں۔۔

جیسے دیکھ سلطان راؤ نے لب بھینچے تھے۔۔

اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی وہ اس کی نازک سی کلائی اپنے ہاتھ میں لیتا ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تھا وہ نازک سی پری سنبھال نہ سکی اور اس کی بانہوں میں آسمائی۔۔

لمحے کے ہزاروں حصے میں اس کے سینے کا حصہ بنتی اپنی سانسیں روک گئی۔۔ سر بری طرح سے سلطان راؤ کے سینے سے ٹکرایا تھا۔۔ اسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

اور اس قدر قربت پر سلطان راؤ کے حواس بھی کہاں سلامت رہے تھے وہ اپنی ملکہ کا گلداز لمس اپنے سینے پر محسوس کر حواس معطلہ ہوا تھا۔۔ دل پوری شدت سے دھڑکا تھا۔۔

"پلیز چھو۔۔۔۔ چھوڑیں سلطان بھائی۔۔"

وہ ہوش میں آتی سخت مزاحمت کرتے ملتجی لہجے میں بولی تھی۔۔ اس کی جان جا رہی تھی سلطان راؤ کی پرحدت گرفت اپنے گرد محسوس کرتے۔۔

"حرم میری بات سنو پلیز۔۔۔"

وہ بھی ملتجی ہوا پر وہ کچھ سننے کو تیار نہیں تھی۔۔

"نن۔۔ نہیں پلیز مم۔۔۔مجھے۔۔۔ جانے دیں پلیز۔۔" وہ سسکنے لگی تھی۔ سلطان راؤ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔۔

" پلیز دیکھو میں بہت چاہتا ہوں تمھیں۔۔۔ جانتا ہوں تم بہت چھوٹی ہو۔۔۔ میں انتظار کر لوں گا اتنا وقت دوں گا جتنا تم چاہتی ہو بس مجھ سے نکاح کر لو پلیز۔۔۔"

وہ ہنوز منّت بھرے انداز میں بولا تھا۔۔ حرم ابھی بھی آنکھوں میں خوف لیے مزاحمت کر رہی تھی پر وہ اس مظبوط مرد کی سنگلاخ اور آہنی گرفت سے کہاں آزادی پا سکتی تھی۔۔ جب تک وہ نہ چاہتا۔۔ وہ ایسا کب تھا پر محبت کہاں کسی کو حاکم رہنے دیتی ہے اسے تو بس جھکے سر اچھے لگتے تھے۔۔۔۔

"مجھے نہیں کرنا آپ سے نن۔۔۔ نکاح پلیز۔۔۔"

وہ روندھی آواز میں اس کے حصار میں کپکپاتی ہوئی بولی تھی۔ وہ بے چین ہو رہا تھا اس کے مسلسل انکار سے۔۔

" دیکھو حرم میری ملکہ میں۔۔۔ میں بہت حیال رکھو گا تمھارا۔۔ بہت بہت زیادہ پیار دوں تمھیں۔۔ تمھاری ہر خواہش پوری کروں گا۔۔۔ آئی پرامس کبھی غصہ بھی نہیں کروں گا تم۔۔۔ تم پلیز مجھے اپنالو۔۔ میں نہیں جی سکتا تم بن۔۔"

وہ پاگل جنونی ہوتا اسے یقین دلانے لگا کہ وہ اسے بہت خوش رکھے گا۔۔ پر وہ تو جیسے کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔ بلکہ اس کا جنونی انداز اسے مزید خوف زدہ کر رہا۔۔

"مم۔۔۔ مجھے آپ۔۔۔ سے خوف آتا ہے۔۔ خدا کے لیے۔۔ مجھے بخش دیں سلطان بھائی۔۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اس کی گرفت سے نکلنے کی سعی کرتی کپکپاتے لہجے میں بولتی سلطان راؤ کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر گئی تھی۔۔

"پپ۔۔۔ پلیز حرم رحم کر مجھ پر۔۔"

وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا گھٹنوں کے بل اس کے سامنے جھکا تھا۔۔ وہ کس قدر بے بس تھا اس چھوٹی سی لڑکی کے عشق میں یہ سب کے سامنے سینا تان کر چلنے والا کسی کے سامنے نہ جھکنے والا اپنی محبت کے ہاتھوں اتنا مجبور ہو گیا تھا کہ وہ اپنے پورے غرور سمیت اس کے سامنے جھکا اپنی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔۔

وہ خوف و خیرانی سے سلطان راؤ کو دیکھتی قدم قدم پیچھے ہونے لگی اس کی نظروں کی التجائیں اس کا گڑگڑانا سب وہ جھٹکتی وہ اندر کی جانب بھاگی تھی۔۔

"حرم۔۔۔ حرم۔۔۔ آہہہ۔۔"

وہ اس کے بھاگنے پر بے بسی و دیوانگی سے چلایا تھا۔۔ پر وہ ان سنی کرتی لڑکھڑاتے قدموں سے اندر کو بھاگی تھی۔ وہ بے یقینی سی تھی کہ سلطان راؤ اس کے سامنے جھکا تھا۔۔۔ وہ جیسے گہرے صدمے میں تھی۔۔

اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کہے سلطان راؤ کو تبھی وہ اپنے ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ وہاں سے بھاگ آئی تھی۔۔ دھڑکنے پوری شدت سے بے آہنگی پر اتر آئیں تھیں۔۔

اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب اسے کیا کرنا تھا۔

دوسری جانب سلطان راؤ جیسے پاگل ہو رہا تھا۔۔

"سرکار آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی پلیز اسے چھوڑ دیں۔۔۔"

بشیر نے اس کے ہاتھ سے ڈرگز لینا چاہی جو وہ اکثر لیتا تھا پر جو اس نے بہت چھوٹی سی عمر میں ہی لینی شروع کی تھی جب وہ پندرہ سال کا تھا وہ اڈیکٹ نہیں تھا جب بھی وہ ڈپرسڈ ہوتا وہ ایسا ہی کرتا۔۔ پچھلے ایک سال سے اس سے لینا بند کر دی تھی پر آج وہ پھر سے اپنے فلیٹ میں ڈرگز لے رہا تھا۔۔

"بشیر دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔"

وہ غصے سے بپھرا دھاڑا تھا۔۔ بشیر نے بے بسی سے اپنے ملک کو دیکھا تھا جس کی کرسٹل گرے آنکھوں سرخ انگارا ہو رہیں تھیں جیسے ابھی ان میں سے لہو بہہ نکلے گا۔۔

"سرکار آپ چاہے مجھے جان سے مار دیں پر میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔"

وہ سر جھکائے ڈھٹائی سے بولا تھا سلطان راؤ نے اسے قہر برساتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔
اس نے اتنی ڈرگز لے لی تھی کہ اس کی ناک سے خون بہہ نکلا بشیر کی تو جیسے جان نکلی تھی۔۔
"سرکار۔۔۔ سرکار خدارا بس کر دیں۔۔۔ رحم کریں خود پر۔۔"
وہ اس کے سامنے ہاتھ جھوڑتے منتیں کرنے لگا۔۔
"ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔ او بشیر۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔ تم بھی کمال کرتے ہو۔۔ میں نے بھی ایسے بلکل ایسے ہی اس کے سامنے ہاتھ جوڑے ایسے ہی اس کی منتیں کیں تھیں۔۔۔ کہیں تم مجھے چھپ کر تو نہیں دیکھ رہے تھے۔۔"
وہ شدید نشے میں زخمی سا قہقہہ لگاتے ہوئے اخر میں اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تھا بشیر نے شدید تکلیف سے اس حسن کے بادشاہ کو دیکھا جو اپنی ملکہ کے لیے مر رہا تھا۔ جیسے شاید اس کی کوئی پرواہی نہ تھی۔
"پر جب اس نے مجھ رحم نہیں کھایا تو میں بھی کیوں خود پر رحم کروں۔۔"
وہ بولتے ہوئے پھر سے ڈرگز لینے کے لیے جھکا تھا۔۔
"سرکار خدارا وہ مان جائیں گی۔۔۔ اسے چھوڑ دیں آپ کو کچھ ہو گیا تو کون حیال رکھے گا ان کا وہ اکیلی رہ جائیں گی اس بے رحم دنیا میں۔"
اسے جب کچھ نہ سوجھا تو اس نے اس طرح سے اسے روکنے کا سوچا۔۔

"کچھ نہیں ہو مجھے ۔۔۔بشیر کچھ نہیں ہو گا بہت ڈھیٹ مٹی ہوں اتنی جلدی تم لوگوں کی جان نہیں چھوڑنے والا بس اسے بھولنا چاہتا ہوں سکون چاہتا ہوں جو تم مجھے بلکل لینے نہیں دے رہے اب دفع بھی ہو جاؤ۔۔"

وہ پہلی بات مزاخ میں اڑاتے آخر میں غصے سے دھاڑا تھا۔۔

بشیر نے یہ وار بھی خالی جاتا محسوس کر بے بسی سے سر تھام لیا۔۔اس کی ناک سے خون بہے جا رہا تھا پر وہ جیسے اذیت کی انتہا پر تھا۔۔

وہ ایک فیصلہ کرتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔کیونکہ سلطان راؤ کو روکنا اس کے بس میں نہیں تھا۔۔

یہاں سے سلطان ولا بیس منٹ کی دوری پر تھا وہ رش ڈرائیو کرتا دس منٹ میں ولا پہنچا تھا وہ تیزی سے لاونج میں داخل ہوا جہاں ساجدہ بیگم اور حرم بے صبری سے سلطان راؤ کا انتظار کر رہے تھے۔۔

"بشیر کہاں ہے یہ لڑکا کیوں بوڑھی ماں کی جان سولی پر لٹکا رکھی ہے اس لڑکے نے۔۔"

وہ بولتے پھوٹ کر رو دیں تھیں۔۔ حرم متفکر سی اپنی جگہ پر چور سی ہوئی تھی۔۔کیونکہ وہ اس وقت کا غائب تھا۔۔جب سے اس نے دن میں حرم سے بات کی تھی۔۔

"چچی ماں آپ فکر نہیں کریں وہ ٹھیک ہیں کیا میں حرم بی بی جی کو ساتھ لے جا سکتا ہوں چچی ماں سرکار نے ان کے لیے کوئی سرپرائز رکھا ہے انھوں نے مجھے بی بی جی کو لانے کا کہا ہے۔۔"

وہ بولتے جھجھک رہا تھا کہیں وہ انکار ہی نہ کر دیں۔۔جبکہ حرم کی سیٹی گل ہوئی تھی۔۔

"لے جاؤ بشیر پر تم لوگ جلدی آنا مجھے فکر رہے گی۔۔"

انھیں جتنا سلطان راؤ پر بھروسا تھا اتنا ہی بشیر پر بھی تھا۔۔ سلطان راؤ کی ماں نے سلطان راؤ کے ساتھ ساتھ اسے بھی پالا تھا۔۔

"جاؤ حرم۔۔"

اس نے کچھ کہنے کو منہ کھولا تھا کہ ساجدہ بیگم اسے کہتیں وہاں سے نکل گئیں۔۔

"بشیر بھائی مجھے نہیں جانا۔۔"

ماں کے جاتے ہی وہ اس سے بولی تھی۔۔

"بی بی جی کیا تب بھی نہیں جائیں گی اگر آپ کو پتہ چلا کہ ایک انسان آپ کی وجہ سے مرنے کو ہے۔۔"

وہ سر جھکائے بڑے ضبط سے بولا تھا۔

"کک۔۔۔۔ کیا مطلب۔۔"

اس کی زبان کنگ ہوئی تھی۔۔

"سلطان سرکار بی بی جی۔۔۔"

وہ بس اتنا کہتا باہر کی جانب بڑھا تھا وہ بھی بوکھلاہٹ میں اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

گاڑی فلیٹ کے پورچ میں رکی تھی وہ تیزی سے گاڑی سے نکلتا ڈور کھولتا اندر آیا تھا حرم بھی اس کے پیچھے اندر آئی تھی پر سامنے کا منظر دیکھ پر اس نے منہ پر ہاتھ رکھتے سسکی روکی تھی۔۔
سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ پہنے صبح وہ سوٹڈ بوٹڈ بال بنائے کس قدر ساحر لگ رہا تھا اور اب بال بکھرے ہوئے تھے ناک سے خون رس رہا تھا۔

آنکھیں جیسے انگارا ہوتی لہو بہانے کو تیار تھی۔۔لباس بے ترتیب سا تھا سفید شرٹ پر خون لگا ہوا تھا۔ شاید سینے کے زخم پھر سے ہرے ہو گئے تھے۔۔یا شاید کیے گئے تھے۔

وہ جھکا ہوا ڈر گز لے رہا تھا حرم کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔بشیر تیزی سے اس کی جانب آیا تھا۔۔

"سرکار۔۔۔سرکار دیکھیں میں آپ کی ملکہ کو لے آیا ہوں اب اسے چھوڑ دیں خدارا۔۔"

وہ اس کے سامنے بیٹھتا حرم کی جانب اشارہ کرتے بولا تھا۔

"تم پھر آ گئے تم دفع کیوں نہیں ہوتے ڈھیٹ انسان۔۔"

وہ اس کی بات ان سنی کرتا غصہ سے دھاڑا تھا اس کا دماغ اب کام کرنا بلکل چھوڑ چکا تھا۔۔درد سے سر پھٹنے کے قریب تھا۔۔وہ نازک سی جان اس کی دھاڑ پر کپکپا کر رہ گئی۔۔

"بی بی جی پلیز آپ سرکار کو روکیں۔۔"

وہ اس کی جانب التجی لہجے میں بولی تھا۔۔وہ جو گہرے صدمے میں تھی اس کے بلانے پر ہوش میں آئی تھی۔۔اس نے ایک نظر سلطان راؤ کو دیکھا تھا اپنے آپ میں مگن مسلسل ڈر گز لے رہا تھا۔۔

"سس۔۔۔سلطان۔۔بھائی۔۔"

ہمت جھٹاتی اس کے کچھ قریب آتے اسے پکارا تھا۔۔نشے کی وجہ سے اسے اپنی ملکہ کی آواز کہیں دور سے جیسے سنائی دی تھی۔۔اس نے اپنی دھندلائی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا پر وہ اسے ٹھیک سے نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔

وہ آنکھیں مسلنے لگا اور پھر دیکھا پر وہ تب بھی وہ اسے کہیں دھند میں لپٹی نظر آئی۔۔وہ غصہ سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہر چیز گراتے بمشکل اٹھا تھا۔۔پر جسم جیسے مفلوج ہو گیا تھا وہ اپنی پوری ویل پاور لگاتے اٹھا تھا حرم نم آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔کیا یہ سب اس کی وجہ سے ہو رہا تھا۔۔

"حرم میری ملکہ۔۔۔یہ تم ہو نہ۔۔۔آگئی تم پر۔۔۔پر تم مجھے نظر کیوں نہیں آرہی۔۔"

وہ اس کا چہرے دھندلاہٹ میں دیکھ لڑکھڑاتے لہجے میں چلایا تھا وہ بدک کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔

"گگ۔۔۔گھر چلیں پلیز آپ۔۔۔آپ جو کہیں گے میں سب مانو گی۔۔"

وہ اس لہولہان سینا اور اس کی وخشت زدہ آنکھیں دیکھ وہ بری طرح سے روتے ہوئے لرزتے بولی تھی

۔۔

اس کی بات پر وہ ایک پل کو زخمی سا مسکرایا تھا اور اگلے ہی پل دھڑم سے زمین بوس ہوا تھا وہ خوف سے چلائی تھی بشیر اس کی جانب باگا تھا۔۔

♥♥♥♥♥

حال۔۔!

جے ایس پیلس میں شادی کی تیاریاں زوروں شور سے شروع تھیں آج رات کے وقت ان لوگوں نے اپٹن کی رسم رکھی تھی۔۔

ہیزل اور ستارہ اس وقت بازل شاہ کے روم میں تھیں وہ شدید صدمے میں تھیں۔۔

"وہ ہمارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔"

یہ ستارہ تھی جس کی پندرہ منٹ بعد آواز نکلی تھی جبکہ ہیزل ابھی تک صدمے میں تھی۔۔

لمظ ابراہیم کو ہنسی آرہی تھی ان کی ہونق شکلیں دیکھ کر۔۔

"لمظ آپی یہ چیٹنگ ہے وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ہم آپ کی شادی بھی ٹھیک ہے انجوائے نہیں کر سکتے ۔۔میں نے جان سے بلکل نہیں بولنا۔۔وہ بہت گندے ہو گئے ہیں۔۔"

وہ ہوش میں آتے ہی روہنسا ہوتے بولی تھی۔۔

"ہیزی گڑیا آپ ایسا نہیں کہہ سکتی میرے عالم بھائی کے بارے میں۔۔"

لمظ ابراہیم نے فوراً سے عالم راؤ کی سائڈ لی تھی۔

"ہا۔۔۔لمظ آپی آپ تو میری سائڈ تھیں نہ پارٹی بدل لی۔۔"

وہ منہ بسورتے خیرانی سے بولی تھی۔۔وہ بے نیازی سے شانے اچکا کر رہ گئی۔

"مجھے جان سے ابھی بات کرنی ہے میں اپنے ساتھ زیادتی ہونے نہیں دوں گی۔۔"

وہ اٹھ کر باہر کی جانب بڑھی تھی ستارہ اور لمظ ابراہیم نے ماتھا پیٹ لیا اس لڑکی کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ چاروں ہال میں صوفوں پر بیٹھے کچھ کا ڈسکس کر رہے تھے ہیزل منہ بسورتی بازل شاہ کے پاس بیٹھتی منہ پھلائے اس کے شانے پر سر رکھ گئی۔۔

بازل شاہ نے اس کے گرد اپنا حصار بناتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔عالم راؤ نے دونوں کو گھورا تھا۔ اور دوسرا وہ اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔۔۔

"بھائی میں ناراض ہوں سب سے۔۔"

وہ منہ کے زاویے بناتی بولی تھی ریان ملک نے اپنی چھوٹی سی بھابھی کے تیور دیکھے تھے جو یقیناً جان پر کوئی بمب پھوڑنے والی تھی۔۔ جبکہ آیان ملک کے تو کان کھڑے تھے۔۔

کیوں میرا پیارا بچہ۔"

وہ محبت آمیز لہجے میں دریافت کر رہا تھا۔

"کیونکہ مجھے شادی نہیں کرنی۔۔"

اس نے سکون سے عالم راؤ پر بم پھوڑا تھا۔ باقی سب بھی چونکے تھے۔۔وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔۔

"کیوں میرا بچہ۔۔"

بازل شاہ نے محبت سے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا۔۔

"کیونکہ میں اپنے اکلوتے بھائی کی شادی انجوائے نہیں کر پاؤں گی نہ۔۔"

وہ سر اٹھاتے روہنسا ہوئی تھی۔۔اس کی بات پر سب نفی میں سر ہلا کر رہ گئے۔۔

"میرا پیارا بچہ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں گڑیا آپ انجوائے کریں گی پرنسس۔ بلکہ اس طرح سے آپ کو زیادہ مزہ آئے گا۔۔"

وہ اسے پیار سے سمجھا رہا تھا۔۔

"پرامس کریں مجھے ساری رسمیں انجوائے کرنی ہیں۔۔"

وہ نیم رضامند ہوئی تھی وہ بولتی اتنی پیاری لگی تھی کہ عالم راؤ کی آنکھوں میں سرور اترا تھا۔۔

اس کی یہی معصوم ادائیں ہی تو اسے پاگل کر رہیں تھیں۔۔ اس کا دل چاہا تھا وہ اس اپنی بانہوں میں بھر کے اپنی قربت سے اسے بھی پاگل کر دے۔۔

"پرامس بھائی کی جان۔۔"

وہ اس کے چھوٹے سے ہاتھ کو چھومتا محبت سے بولا تھا وہ ایک دم سے کھکھلاتی ایک بار پھر سے عالم راؤ کا چین قرار لوٹ گئی کیا کوئی اتنا پیارا بھی مسکرا سکتا تھا۔۔

"تھنک یو بھائی۔۔ لو یو سو مچ۔۔"

وہ اس سے لپٹ گئی تھی وہ مسکراتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔ عالم راؤ کی آنکھیں سرخ ہوئیں تھی۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ایک جھٹکے ہیزل کو کھینچ کر اپنے سینے میں قید کر گیا وہ اس افتاد پر دھل اٹھی۔۔ بازل شاہ نے اسے گھوری سے نوازہ تھا۔۔

سب کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ بکھری تھی جبکہ ہیزل حیا سے نظریں تک نہیں اٹھا پا رہی تھی ---

" جانِ جہاں میرے علاوہ سب سے فاصلے پر رہا کریں اور اگر آپ کی کوئی خواہشات ہیں میری جان تو اپنے جان سے کہوں نہ--- تمھاری ہر خواہش سر آنکھوں پر--پر کسی دوسرے کے سینے لگ کر دل مت جلایا کرو اپنے جان کا میری جانم عاشقی--"

وہ اسے اپنے سینے میں سموتے بنا کسی کی پرواہ کیے جنون و وارفتگی سے بولا تھا--سب کی معنی خیز نظریں ہنوز ان پر جمی ہوئیں تھیں--

ہیزل کو سب کے سامنے اس شخص کی بے باکیاں پر ہمیشہ سرخ انگارہ ہو جاتی تھی--

" جان وہ میری بہن ہے--"

بازل شاہ نے اسے سخت نظروں سے گھورتے ترش لہجے میں کہا تھا--

"ہو گیا ان کا شروع میری جان چلو ہم چلتے ہیں--"

ریان ملک دونوں کو ایک دوسرے کو گھورتا دیکھ وہ دھیرے سے سرکتا ستارہ کی جانب اتا اس کی کمر میں بازو حائل کرتے ایک جھٹکے میں اسے اٹھائے وہاں سے نکلا تھا--

"ہو گی پر میری وہ بیوی ہے--"

وہ اس کی بات ہوا میں اڑاتے استحقاق سے ہیزل کی کمر کے گرد اپنی گرفت میں تنگ کرتے اترا کر بولا تھا۔۔

"جان تم کچھ بھی کہو وہ میری بہن رہے گی۔۔" وہ بھی باضد تھا۔۔

"پر اب وہ صرف میری ہے۔۔"

وہ بھی مہاضدی تھا۔

"ارے چپ کرو آپ دونوں۔۔ یار کوئی ایسا کرتا ہے دیکھو معصوم سی بچی کو ڈرار کھا ہے آپ دونوں نے۔۔۔ میں پوچھتا ہوں وہ کوئی ٹافی ہے۔۔ جو آپ دونوں میری ہے میری ہے کر رہے ہیں۔۔"

وہ پورا ملکہ جزبات بنا لکچر جھاڑتے بولا تھا۔ عالم راؤ نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا تھا۔۔

"بازی زرا اپنا جوتا دینا اس دو نمبر ایکٹر کی تو ساری ایکٹنگ نکالوں۔"

اس کے بولنے پر بازل شاہ نے فوراً سے اپنا جوتا اتارتے اس کے ہاتھ میں تھمایا جیسے دیکھتے آیان ملک نے پھرتی دیکھاتے وہاں سے بھاگنا چاہا پر عالم راؤ کا نشانہ کہاں چوکتا تھا جو سیدھا دپ سے اس کی کمر میں جا لگا تھا۔۔

"آہ مار ڈالا معصوم بچے کو۔۔"

اس نے دہائی دیتا چلایا تھا اندراتی مونا کی ہنسی نکلی تھی اس کی شکل دیکھ کر۔۔ اور آیان ملک اپنا غم بولتا اس کی ہنسی میں کھو گیا تھا۔۔

"کیا یہ لڑکی مسکراتی بھی تھی۔۔

" جان آپ گندے ہیں آپ نے آیان بھائی کو کیوں مارا۔۔"

وہ تیور دکھاتی ماتھے پر گھوری ڈالتے بولی تھی۔۔عالم راؤ کی اب بس ہوئی تھی اپنی گولڈن ڈول کی معصوم اداؤں کہ اگے تبھی اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے اوپر کی جانب بڑھا تھا۔۔ہیزل کی آنکھیں پھٹ پڑیں اس کی حرکت پر۔

"بھائی بچائیں۔۔"

وہ مزاحمت کرتی چلائی تھی۔۔بازل شاہ نے دانت پیسے تھے عالم راؤ کی حرکت پر جبکہ لمظ ابراہیم کی کھکھلاہٹ بے ساخت تھی۔

پر اس کی نظروں جیسے ہی بازل شاہ پر پڑی اس کی ہنسی کو فوراً بریک لگی تھی جو خطرناک تیور لیے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

"نو۔۔۔نو شاہ۔۔"

صوفے کے پار جا کھڑی ہوتی بولی تھی پر بازل شاہ کا کوئی ارادہ نہیں تھا اسے بخشنے کا۔۔

" جانِ جنون ۔۔۔ آپ بچ نہیں سکتیں بازل شاہ سے اس لیے خود ہی میری بانہوں میں آجائیں ۔۔کیونکہ شدید پیار آرہا ہے آپ کے شاہ کو آپ پر۔۔"

وہ نظروں میں شدید بے باکی لیے اسے سر تا پاؤں دیکھتے خمار الودہ لہجے میں بولتا لمظ ابراہیم کو گلال کر گیا

--

جو براون کلر کی ٹاپ پہنے یلو کلر کی سکرٹ پہننے گلے میں یلو ہی سکاف پہنے بالوں کو مسی جوڑے کی شکل میں لپیٹے بنا کسی مصنوعی شے کے شفاف چہرے کے ساتھ اس کی بے باک نظروں سے سرخ ہوتی اپنے قدرتی سرخ لبوں کو دانتوں سے کاٹتی اپنی سیاہ غلافی آنکھیں پکڑے جانے کے ڈر سے بڑی کیے اسے بری طرح سے بہکا رہی تھی۔۔ لمظ ابراہیم دل پوری شدت سے دھڑکا تھا۔۔

"نن۔۔۔ نہیں شاہ پلیز۔۔"

بازل شاہ کے اس کی جانب آنے پر وہ دوسری سائڈ سے گھومتی لرزتے لہجے میں بولی تھی۔

" بلکل نہیں شاہ کے جنون سزا ملے گی آپ کو یوں بے وقت مجھے بہکانے کی۔۔"

وہ صوفہ پھلانگتے ایک جست میں اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے پورشن کی جانب بڑھا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

عالم راؤ اپنے روم میں آتے اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا۔۔ وہ سانس روک گئی تھی۔۔

"تو آپ باہر کیا کہہ رہیں تھیں۔۔ میرے جہان۔۔"

واس کے بالوں میں پیچھے سے ہاتھ پھنسائے اس کا سر اوپر کو اٹھاتے اپنے چہرے کے قریب کرتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔۔

"جج۔۔۔ جان۔۔"

اس کی پکار پر عالم راؤ کی جان سے قربان ہوا تھا۔۔وہ اس پری کی کونسی ادا سے بچتا۔۔

"جی میرے کل جہان۔۔"

وہ اس کی گلال رخسار پر ناک ٹریس کرتے مدہوش ہونے لگا تھا۔۔وہ کپکپاتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔۔دل بری طرح سے کپکپا رہا تھا۔۔

"آپ مجھ۔"

وہ بولتے رکی تھی۔۔

"کیا آپ نے میری جان۔۔"

وہ اس کے رخسار کے کنارے پر اپنے دہکتے لب رکھتا اسے سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔

"آپ مجھے سے۔۔۔اتنا پیار کک۔۔۔۔کیوں کرتے ہیں۔۔"

وہاں بمشکل لرزتے ہوئے بولی تھی جو اس کے حسین چہرے کے کناروں پر لب رکھتے مدہوش تھا اس کے سوال پر لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔

"کیونکہ آپ کو میرے لیے بنایا گیا تھا ازل سے۔۔یہ روح پیاسی تھی آپ کے دیدار کی پھر جب آپ سامنے آئیں تو روح آپ کے دیدار سے سیراب ہوئی اور دل آپ کے لمس سے زندہ۔۔۔میں اس جزبے کو پیار نہیں کہوں گا جاناں۔۔شاید یہ اس سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔۔۔میں بیان نہیں کر پاؤں

گا اور یہ زندگی تمام ہو جائے گی ۔۔ آپ شاید جان سلطان کا دل ہیں ۔۔ یا اس کی سانس ہیں یا روح کی ساری سکونیت ۔۔ کچھ سمجھ نہیں پاتا ۔۔۔ الفاظ شدہیں یہاں ۔۔ "

وہ الفت و وارفتگی سے اس کے حسین چہرے کو اپنی نظروں میں بسائے الفت و دیوانگی سے بولا تھا ہیزل کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے ۔۔ جنہوں وہ بنا بے مایا ہونے دیتا اپنے لبوں سے چن کر اپنے اندر سمیٹ گیا ۔۔

" اپنی زندگی کا حاصل دیکھ کر کبھی کبھی بہت خیر ان ہوتی ہوں میں ۔۔ آپ کی محبت مجھے مغرور کرنے لگی ہے جان ۔۔۔ "

اس کے پاس جیسے کہنے کو الفاظ ہی نہیں تھے وہ نم لہجے میں بولی عالم راؤ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی ۔۔

" اور میں مغرور ہو چکا ہوں آپ کو پا کر میرے کل جہان ۔۔۔ جان سلطان نے اپنی پوری حیات آپ پر واری میری نصف بہتر ۔۔ "

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے اتراتے بولا تھا وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی ۔۔ عالم راؤ نے دھوپ چھاؤں سا منظر دیکھتے اس کی سنہری آنکھوں پر لب رکھے تھے ۔۔ وہ مسکرائی تھی اس کے روح افراز لمس پر ۔۔

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اس سے پہلے کہ اٹھتا وہ اس کی گردن میں بازو حائل کرتے آنکھیں موند گئی ۔۔ عالم راؤ نے حیرانی سے اپنی نازک سی جان کو دیکھا تھا جو جس نے آج پہلی بار ایسی جرت دیکھائی تھی ۔۔

وہ متبسم ہوتا اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے پوری شدت سے اس کے کپکپاتی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔۔۔

وہ لرزتی اس کی گردن کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر گئی۔۔۔اس کے دہکتے لمس پر دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچلا تھا بڑی ہمت کرتے اس نے پیش قدمی کی تھی جو اس کے لیے حاصی جان لیوا ثابت ہوئی تھی۔۔

وہ اس کے نازک سے وجود وہ یونہی اٹھائے اپنے سینے پر ڈالتا مزید پر شدت ہوا تھا وہ خود پر سے جیسے قابو کھو بیٹھا تھا۔۔پر وہ نازک سی جان اب بری طرح سے نڈھال ہو گئی تھی سانسیں رکھنے لگیں تھیں

۔۔

اس کے کسرتی وجود پر پڑی وہ کوئی نازک سی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔جواب سانسیں رکنے پر مچل اٹھی تھی جس پر وہ ہوش میں اسے آزادی دے گیا۔۔وہ اس کے سینے پر ڈھ سی گئی۔۔دونوں کی سانسیں بری طرح سے بے آہنگ تھیں۔۔

"آئی لو یو جانِ جہان۔۔"

وہ اس کی سماعت میں بہکی سر گوشی کرتا اس کے کان کی لو اپنے لبوں میں دباتے بولا تھا۔۔وہ بے چین ہوئی تھی۔۔وہ ہر زور اظہار کرتا تھا جو روز روز اس کی جان نکالتا تھا۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

"یان بہت بے شرم ہیں اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔۔" وہ اس کے سینے پر مکا رسید کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔

"میری جان بے شرمی اسے نہیں کہتے ہیں جو میں ابھی کرنے والا ہوں۔۔"

وہ بیرڈ بھری گال اس کی ملائم گال پر رگڑتے بولتا تھا۔۔وہ چبن پر چلائی تھی۔

"آہہہ۔۔۔ چھوڑیں مجھے یان پان۔۔۔"

وہ چلاتے اس کا نام بگاڑتی خفگی سے بولی تھی۔۔

"ڈارلنگ پان تو میں بنا کر تمھارا کھاؤں گا بس ایک بار میرے ہاتھ آجاؤ پرسوں جب تم میری دلہن بن کر میری سیج سجاؤ گی نہ تو تمھارا یان تمھاری جان اچھے سے نکالے گا۔۔اور یہ جو تمھاری زبان آج کل بہت چلنے لگی ہے نہ اس کو بھی اچھے سے لگام لگاوں گا میں۔۔"

وہ اس کے گردن پر اپنی انگلیوں سے ویوز بناتے خطرناک تیور لیے بولا تھا جو ستارہ کی جان نکال گئے ۔۔پورے وجود میں لرزش طاری ہوئی تھی۔۔

"پر ابھی کے لیے مجھے تو انرجی بار کی ضرورت ہے میری مٹھی کینڈی۔۔۔"

وہ اس کے لرزتے لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتے بولتا اس کی ٹانگوں سے جان نکال گیا۔۔

"آ۔۔آپ بب۔۔۔۔بہت زیادہ بب۔۔۔بے شرم ہو گگ۔۔۔گئے ہیں گندے یان۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے بمشکل بولی تھی جو اس کی جان نکال رہا تھا۔۔

"سویٹ ہارٹ اب بے شرم کہہ ہی دیا ہے تو بے شرمی دیکھانی تو بنتی ہے نہ۔۔"

وہ اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ تھام کر اپنے گلے کا ہار بناتے ایکدم سے اسے پر جھکتا اس کی سہمی سہمی سی سانسوں کی ڈور تھامتا پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرنے لگا۔

وہ آنکھیں میچتی سہارے کے لیے اس کی جیکٹ کا کالر تھام گی۔۔

ظالم اپنا دہکتا لمس چھوڑ تا دور ہونا تق بھول ہی گیا وہ سانسوں کے لیے تڑپنے لگی تھی اس کے سینے پر مکے برساتی خود کو آزاد کروانے کی سعی کرنے لگی۔۔

جنھوں کو قابو کرتے اس کی پشت پر باند گیا۔۔ کچھ ہی دیر میں اس کا نڈھال وجود محسوس کرتے وہ اسے آزادی دیتے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کی گردن پر جھکتا وہاں اپنی شدتوں کے پھول کھلانے لگا۔۔

وہ جو پہلے ہی اپنی سانسیں کی کمی پر بس گرنے کو تھی اس ظالم کے مزید تشدد پر مرنے کو ہو گئی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔۔ اس کا دہکتا لمس محسوس کرتے وہ جی جان سے جل اٹھی تھی۔۔

"یان پلیز چھوڑیں۔"

وہ اسے خود سے دور دھکیلنے کی سعی کرتی کپکپاتے لہجے میں بولی تھی۔۔ اس کے جلتے لمس اور مونچھوں کی چھبن پر وہ بے حال ہو رہی تھی۔۔

"ایک بار آجاؤ میری دسترس پھر ایک ایک بدلہ لوں گا۔۔یہ جو مجھ سے دوری بنا کر مجھ پر ظلم کرتی ہو نہ زدہ رحم نہیں کھاؤں گا اچھے سے جان نکالوں گا تمھاری ستارہ ریان ملک۔۔۔"

وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا اپنی پیشانی سے اس کی پیشانی جھوڑتے جنونی انداز میں بولا ستارہ کے پورے وجود میں سنسنی سی پھیلا گیا۔۔

"آپ۔۔۔ آپ مجھے ڈرا رہے ہیں یان۔۔۔"

وہ کچھ سہمی سی لگی تھی ریان ملک اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔

وہ کتنی معصوم تھی۔۔

اس کی زدہ سی شدت پر مرنے کو ہو جاتی تھی اور جب وہ اس کے پور پور میں اپنا جنونیت اتارے گا تو وہ نازک سی جان کیسے برداشت کرے گی۔۔۔سوچتے ہی ریان ملک نے اپنی زیر لب کو دانتوں میں دبایا

۔۔

"اتنا ڈر کیوں لگتا ہے میرے شائے سٹار کو مجھ سے۔۔جبکہ ہے تو بس پیار کرتا ہوں آپ کو یان کی جان

۔۔"

وہ اس کے نرم گال پر پر شدت لمس چھوڑتے مدہوش سا بولا تھا۔

وہ اسے کیا بتاتی اس کی اسی شدت سے تو وہ ڈرتی تھی۔۔لب بری طرح سے کپکپائے تھے کچھ کہنے کو پر خلق سے آواز جیسے نکلنے کو تیار ہی نہ تھی۔۔

جبکہ وہ اس کے نازک سے لبوں کی کپکپاہٹ پر پھر سے مدہوش ہوتا اس کی کپکپاہٹ بڑی نرمی سے اپنی سانسیں میں جزب کرنے لگا تھا۔۔۔وہ تڑپتی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

وہ لمحہ لمحہ اس کی سانسوں کی مہک خود میں اتارتا اسے بے جان کرنے لگا تھا۔۔

اس کے لمس کی نرمی ستارہ کو بھی اپنے ساتھ ساتھ مدہوش کرنے لگی تھی دھڑکنوں میں جیسے طغیانی سی اتر آئی تھی۔۔

کچھ ہی پل میں وہ خود کو سیر اب کرتا اس سے دور ہوا تھا۔۔

"میں دعا کرتا ہوں ستارہ کہ خدا ہمیشہ یونہی مجھ پر مہربان رہے اور آپ کو کبھی مجھ سے جدا نہ کرے اگر کبھی ایسا ہوا تو ریان ملک مر جائے گا۔۔"

وہ اس کے ہاتھوں کو تھامتے باری باری دونوں پر لب رکھتے بولا تھا اس کے لفظوں میں اس کے لہجے میں ایک تڑپ سی تھی جس پر وہ بھی تڑپ اٹھی تھی۔۔۔

" ایسا مت کہیں ریان خدا کبھی آپ کو مجھ سے اور مجھے آپ سے محروم نہ کرے آپ کو ستارہ کی روشنی ہیں آپ کی دوری ستارہ کو بھی بے نور پر دے گی۔۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھتے نم آواز میں بولی تھی ریان ملک نے سختی سے خود میں بھینچا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

"شاہ مجھے چھوڑیں آپ بے شرم کہیں کے۔۔"

وہ اس کے سینے پر مکے برساتی چلاتے ہوئے بولی تھی بازل شاہ مسکراتے اس کی ناک پر اپنے دانت گاڑے۔۔

"آہہہہ۔۔۔شاہ بہت برے ہیں آپ مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔"

وہ دروازے کے فریم کو سختی سے تھام گئی۔۔بازل شاہ نے اسے آنکھیں دکھائی تھی۔۔

"جانِ جنون چھوڑیں بھی اس طرح سے آپ اپنے شاہ کو مزید بھڑکائیں گی۔۔"

وہ مخمور نظروں سے اسے تکتے بولا تھا۔۔جس پر وہ نفی میں سر ہلاتے مزید سختی سے دروازے کے فریم کو تھام گئی۔۔

"مجھے نہیں چھوڑنا بے شرم شاہ چھوڑیں مجھے آپ کا یہ بے وقت کا رومانس مجھے نہیں چاہیے۔۔"

وہ روہنسا ہوتے بولی۔۔

"پر مجھے کرنا ہے آپ سے بہت سارا پیار اس لیے بے جا کی مزاحمت مت کریں جانِ جنون کیونکہ بازل شاہ کو آپ کو ہی سہن کرنا ہے آپ کو میرے لیے ہی تو بنایا گیا ہے۔

میرے محبت میرے جنونیت میرا ہر پرشدت لمس آپ ہی کی تو امانت ہے جو میں بس آپ کو لوٹا رہا ہوں میری زندگی۔۔"

وہ ساحر اپنی باتوں کے جال میں الجھاتا اس نازک جان کو بھی اپنے سحر میں مبتلا کر گیا۔

لمظ ابراہیم کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ اسے بیڈ کی جانب لاتا اسے بیڈ پر ڈالتا پوری شدت سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا جو کب سے اسے ستائے جارہیں تھیں۔۔

وہ اس کے جارہانہ انداز پر بس پانی کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔۔اس کے لمس کی جنونیت و دیوانگی اس نازک سی جان کے بس سے باہر تھی۔۔

وہ ہمیشہ سے ہی ایسا تھا پر وہ عادی نہیں ہو رہی تھی ہر بار اس کی جنونیت و دیوانگی پر نئے سرے سے مرنے کو ہو جاتی تھی۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بکھرتے اس کے بالوں میں جذب ہوئے تھے۔

وہ کچھ ہی دیر میں اس کی سانسیں کو آزادی دیتا اس سے دور ہوا تھا۔۔۔

"آپ کے لیے میرا جنونِ و عشق بے حد جنونیت و شدت اختیار کرتا جارہا ہے میری زندگی کہ مجھے خوف آنے لگا ہے خود سے کہ کہیں آپ کو اپنی شدتوں سے تکلیف نہ دے دوں۔

مجھ بنجارے کو اپنا دیوانہ بنا کر اپنے لیے اچھا نہیں کیا لمظ بازل شاہ آپ نے۔۔ کہیں یہ دیوانہ اپنی دیوانگی میں آپ کی جان کا آزار نہ بن جائے۔۔۔"

وہ اسے اپنے سینے میں سموتے لہجے میں عجیب سا درد سموئے بولا تھا۔ شاید وہ خود بھی خود سے ڈرنے لگا تھا۔ وہ تڑپ اٹھی تھی اس کے لہجے میں درد محسوس کرتے۔۔

"نن۔۔۔ نہیں شاہ۔۔ آپ کی محبت میرے۔۔۔ لیے درد نہیں ہے۔۔۔۔ آپ کی محبت تو میرے لیے آب حیات ہے شاہ۔"

وہ اس کے سینے پر دل کے مقام پر لب رکھتے نم آواز میں بولی تھی۔اس کے نازک سے روح رواں لمس پر آنکھیں موندتا اس کی تاثیر اپنے اندر تک محسوس کرنے لگا۔۔

"میری زندگی کی واحد خوشی ہیں آپ ساحل ورنہ یہ دل تو کب کا رک گیا تھا۔۔۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی اوپر کو ہوتی اس کے مقابل آئی تھی۔۔ بازل شاہ نے اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔

"میری تو زندگی ہی آپ ہیں مرمڈ۔۔۔ بازل شاہ کو آپ کے بنا اب چین کہاں۔۔"

وہ اس کی سیاہ کھتائی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتا محبت والفت سے بولا تھا۔۔ وہ اس کے دل افروز لمس پر مسکرائی تھی۔۔

"اور آپ میری دعاؤں کا ثمر ہیں شاہ۔۔"

وہ اب پرسکون ہوتی آنکھیں موندے بولی تھی۔

"میں نے آپ کے لیے شادی کے سارے ملبوسات اپنی پسند سے بنوائے ہیں لمظ۔۔۔ میں سوچتا ہوں وہ لمحہ کیسا ہوگا جب آپ سج سنور پر میرے نام کا سنگھار کر کے لال جوڑے میں میرے روبرو آئیں گی۔۔"

وہ اس کے بال سنوارتے آنکھوں میں محبت کا خمار لیے بولا تھا وہ ابھی سے اس لمحہ کا تصور کرتے سرخ گلال ہوئی تھی۔۔

"وہ لمحہ کس قدر جان لیوا ہو گا جب آپ پوری دنیا کے سامنے بازل شاہ کی بنیں گی جب ایک بار پھر سے لمظ ابراہیم کو لمظ بازل شاہ بنایا جائے گا۔۔۔جب آپ کیل کانٹوں سے لیس ہو کر میرے لیے سج سنور کر میرا انتظار کریں گی۔۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتے الفت بھرے لہجے میں بولتا لمظ ابراہیم کو بھی سرشار کر گیا تھا اسے غرور ہوا تھا اپنی محبت پر۔۔

"اور میرے لیے بھی وہ لمحہ بے حد جان افروز ہوں گے شاہ جب مجھے اپنے پورے ہوش و حواس میں آپ کو سونپا جائے گا۔۔"

وہ حیا زدہ لہجے میں بولتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔وہ مسرور ہوتا اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا متبسم ہوا تھا۔۔

وہ اس کے لمس پر مزید اس میں چھپی تھی وہ اسے اپنے سامنے کرتا تکیے پر اس کا سر رکھتا اس ہر سایہ فگن ہوا تھا۔

وہ اس کی آنکھوں میں جنونیت کے رنگ دیکھتی لرزی تھی۔ جو آنکھوں میں خمار و وارفتگی لیے اس کے شانے سے شرٹ سرکاتا وہاں اپنے دہکتے لمس پھول کھلاتے اس نازک جان کی سانسیں روکنے لگا تھا۔

وہ اس کے شانے تھامتی بمشکل اس کا انگاروں سا لمس برداشت کرنے لگی جو اس کے معاملے میں حد درجے بے باک و جنونی تھا۔

"شاہ پلیز۔۔"

وہ گہرے سانس بھرتی ملتجی لہجے میں بولی تھی۔

جس پر وہ بنا کان دھرے اس کی کالر بون پر بائٹ کر گیا وہ سسکی تھی دھڑکنیں بے حال ہوتیں ساتھ اس کی سانسیں بھی سینے میں الجھانے لگیں تھیں۔

"میرے جنون کچھ تو برداشت کرنا سیکھیں اپنے شاہ کی دیوانگی کو۔ اس طرح سے تو کام نہیں چلے گا۔"

وہ اس کی سماعت میں جان لیوا سرگوشی کرتا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں سے دبا گیا۔ لمظ کے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھیں تھیں۔

"آپ۔۔۔ آپ بہت۔۔ بب۔۔۔ بے شرم ہیں شاہ۔ بچپن میں تو اچھے بچے تھے۔"

وہ اس کے سلگتے لمس کی جنونیت اپنے کان کے پیچھے برداشت کرتی بمشکل لرزتی آواز میں بولی تھی۔

جبکہ اس کی بات سنتے بازل شاہ کے لب دلفریبی انداز میں مسکرائے تھے۔

"میرے جنون اچھا بچہ تو میں تب بھی نہیں تھا جانتی یو جب نکاح والے دن تم نے مجھے کس کیا تھا شدید بے ایمان ہوا تھا دل۔۔۔ قسم سے بہت پیاری تھی تم دل چاہتا تھا کھا جاؤں تمھیں۔"

وہ اس کے گلابی ہوتے گال پر دانت گاڑتے شدت جزبات سے بھاری ہوتی آواز میں بولا تھا۔

لمظ تو جیسے شدید صدمے سے تھی اس کی باتیں سنتی۔

"شاہ ہم چھوٹے تھے۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔ جس ہر بازل شاہ جھکتا اس کے کپکپاتے لبوں کو جھک کر پوری شدت سے چھوتا اسے بوکھلانے پر مجبور کر گیا۔

"آپ چھوٹی تھیں پر میں اتنا بھی چھوٹا نہیں تھا جان۔"

وہ اسے بس تنگ کر رہا تھا پر وہ تو جیسے رونے کو ہو گئی تھی۔

"آپ گندے ہیں میں بات نہیں کرتی شاہ۔"

وہ شرم سے سرخ پڑتی اس کے شانے پر مکا رسید کرتی اس کی گرفت سے نکلنے کی سعی کرنے لگی۔

"ہشش میرے جنون میں مزاح کر رہا ہوں یار میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا تھا کبھی بس آپ پر بہت پیار آتا تھا پر کبھی آپ کو ہینڈ کس کے علاوہ کہیں نہیں چھوا تھا قسم سے کیا آپ کو یاد نہیں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ اس کی سیاہ کٹھائی آنکھوں پر لب رکھتے نرمی سے بولا تھا جس پر وہ اس کے گلے میں بانہیں ڈالتی اس کے سینے سے لگی تھی۔

بازل شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔

"میں جانتی ہوں میرا ساحل ایسے نہیں تھے وہ اچھا تھے ہمیشہ میرا خیال رکھنے والے میرے لیے لڑنے والے مجھے چاکلیٹ دینے والے مجھ سے بہت ساری باتیں کرنے والے مجھے سٹوریز سنانے والے۔ تو مسٹر بازل شاہ آپ مجھے میرے ساحل کے خلاف نہیں کر سکتے۔"

وہ پورے مان سے بولتی آخر میں اس کی گردن پر دانت گاڑتے جیسے اسے سزا دی گئی تھی اس کے ساحل کے خلاف کرنے پر۔

بازل شاہ کے لب مسکرائے تھے اس نے جی جان سے اس خوبصورت اور میٹھی سی سزا کو قبول کیا تھا۔

وہ نرمی سے اس کی گردن سے بال ہٹاتے بے حد نرمی سے اس کے کندھے اور گردن کے درمیان اپنا لمس چھوڑتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔

وہ اسے سزا دینا بھول اس کے لمس کی نرمیاں پر پاگل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی پورے وجود میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں۔

وہ مدہوش ہوتا اس کی بیوٹی بون تک کا سفر کرتا اپنی تشنگی مٹانے میں مصروف تھا۔

تبھی سائڈ ٹیبل پر رکھا انٹر کام رنگ ہوا تھا۔۔ بازل شاہ نے بمشکل اپنے جذبات پر قابو پاتے ریسور اٹھایا تھا۔۔

"سر آپ کو بے سر بلا رہے ہیں۔۔"

ماریہ نے اطلاع دی تھی۔۔

"اوکے میں آتا ہوں۔۔"

وہ بولے ریسور رکھ گیا۔۔

"جان نے بلایا ہے میں آتا ہوں۔۔"

وہ اس کی ملائم رخسار پر اپنے لب رکھتا اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتے وہاں سے نکل گیا۔۔ پیچھے وہ اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتی گہرے گہرے سانس بھرتی تکتے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی۔۔

♥♥♥♥♥

"ماضی۔۔!

پچھلے چار گھنٹے سے وہ آئی سی یو کے باہر کھڑے وہ سب بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔۔

ایک طرف ساجدہ بیگم کی شکوہ نظریں اور دوسری جانب سلطان راؤ کی حالت حرم کا رو رو کر برا حال تھا۔۔

بشیر کی بھی نم آنکھیں دروازے پر لگی ہوئیں تھیں۔۔ تبھی ڈاکٹر باہر آیا تھا بشیر تیزی سے اس کی جانب آیا۔

ڈاکٹر صاحب میرے سرکار کیسے ہیں۔۔۔"

وہ اپنے لہجے کی لرزش پر قابل پاتے دریافت کر رہا تھا۔۔

"دیکھیں ان کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے شکر ہے وہ ٹھیک ہیں ورنہ وہ قومہ میں بھی جاسکتے تھے۔

پر اگر آج کے بعد انھوں نے ڈر گز لی تو یہ ان کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ثابت ہو گی یہ ان کے عصاب مفلوج کر دے گی یا پھر ان کی جان بھی جا سکتی ہے۔۔

پلیز آپ انھیں خوش رکھنے کو کوشش کریں انھیں کسی بھی قسم کا سٹریس فیل نہیں ہونا چاہیے۔۔"

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں انھیں حالات سے آگاہ کیا تھا ساجدہ بیگم سنتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیں تھیں۔۔ حرم نے لرزتے وجود کو دیوار کا سہارا دیا تھا۔۔

"شکریہ ڈاکٹر صاحب کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں۔۔"

بشیر نے مشکور ہوتے ملنے کی اجازت چاہی۔۔

"کچھ ہی دیر میں انھیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا پھر آپ سب مل سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر اگاہ کرتے وہاں سے نکل گیا۔۔

ساجدہ بیگم شکرانے کے نوافل ادا کرنے کو پریئر روم کی جانب بڑھی تھی۔

بشیر نظریں جھکائے وہیں بیٹھا گیا تھا۔۔ حرم زیر لب دانتوں میں دبائے اپنی سسکیاں روکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

کچھ ہی دیر میں سلطان راؤ کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔

"بی بی جی آپ جائیں میں ڈاکٹر صاحب سے مل کر آتا ہوں۔۔"

وہ حرم سے کہتا آگے بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ حرم کے پیروں میں اتنی جان نہیں تھی کہ وہ چل پاتی۔۔ پر اسے ہمت کرنی تھی کیونکہ اندر لیٹے اس کی محبت میں پاگل انسان کو اسے زندگی کی نوید سنانی تھی۔۔ جس میں وہ مزید دیر نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔ ورنہ وہ شخص شاید اپنی زندگی ہار جاتا۔۔ وہ اپنے آنسو کسی بچے کی طرح اپنے ہاتھوں کی پشت سے رگڑتے دھیمے قدموں سے روم میں آئی جہاں وہ ایک زمانے کو اپنے سامنے جھکانے والا انسان آج بے سود پڑا تھا۔

وہ بمشکل اپنی سسکی اپنے لبوں میں دباتے اس کی جانب بڑی تھی آنکھوں سے آنسو پھر سے پلکوں کی باڑ توڑتے گلاب رخسار پر بکھرنے لگے تھے۔۔

وہ اس کے قریب رکھے بینچ پر بیٹھی سسکی تھی۔۔

"آپ۔۔۔ آپ ایسا کیسے۔۔۔ کک۔۔۔ کر سکتے ہیں۔۔"

وہ سسکتے بمشکل بولی تھی۔

"ایک۔۔۔ بار ٹھیک۔۔۔ ہو جائیں میں۔۔۔ آپ کی ساری باتیں مانوں گی۔ جج۔۔ جیسا آپ چاہیں گے سب ویسا ہی ہو گا۔ مم۔۔ مجھ سے۔۔ غلطی ہو گئی اب کبھی آپ۔۔۔ کا دل نہیں دکھاؤ گی۔۔"

وہ نم آواز میں بولی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

وہ ابھی ہوش میں نہیں تھا اگر ہوش میں ہوتا اور اپنی ملکہ کے منہ سے اقرار سن لیتا تو خوشی سے پاگل ہو جاتا۔۔

وہ دل ہی کیا ترے ملنے کی جو دعا نہ کرے

میں تجھ کو بھول کے زندہ رہوں خدا نہ کرے

رہے گا ساتھ ترا پیار زندگی بن کر

یہ اور بات مری زندگی وفا نہ کرے

یہ ٹھیک ہے نہیں مرتا کوئی جدائی میں

خدا کسی کو کسی سے مگر جدا نہ کرے

سنا ہے اس کو محبت دعائیں دیتی ہے

جو دل پہ چوٹ تو کھائے مگر گلہ نہ کرے

اگر وفا پہ بھروسہ رہے نہ دنیا کو

تو کوئی شخص محبت کا حوصلہ نہ کرے

بجھا دیا ہے نصیبوں نے میرے پیار کا چاند

کوئی دیا مری پلکوں پہ اب جلا نہ کرے

زمانہ دیکھ چکا ہے پرکھ چکا ہے اسے

ہم جان سے جائے پر التجا نہ کرے

♥♥♥♥♥

چودہ گھنٹے ہو گئے تھے پر وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آیا تھا۔

بشیر کے لاکھ کہنے پر ساجدہ بیگم اور حرم نے کچھ نہیں کھایا تھا۔

" اٹھ بھی جائیں اب سلطان بھائی۔۔۔میں نے کہا نہ آپ کی ساری باتیں مانوں گی کبھی ہرٹ نہیں کروں گی آپ کو۔۔"

وہ نم آنکھوں سے اس کے بے جان پڑے ہاتھ کی ابھری رگوں پر اپنی انگشت کی انگلی سے اس کی پھولی رگوں کو ہلکا ہلکا دباتے بولی تھی۔۔

" آپ نے نن۔۔۔نکاح بھی کر لوں۔۔پپ۔۔۔پر ایک شرط پر مم۔۔۔مجھے ڈانٹیں گے نہیں۔۔نہ ہی غصہ کریں گے۔۔کبھی ہرٹ بھی نہیں کریں گے۔۔۔اور برے برے سوپ بھی نہیں پلائیں گے ۔۔۔اور پیارے پیارے فراک بھی لے کر دیں گے۔۔۔اور مجھے بہت سارے چپس بھی کھانے ہیں ۔۔"

وہ بڑی معصومیت سے اپنی ساری شرطیں نم آواز میں بولی تھی۔۔

"مجھے ساری شرطیں منظور ہیں اپنی ملکہ کی۔"

وہ جو شروع کب سے ہوش میں آگیا تھا شروع سے ہی اس کی ساری باتیں سن رہا تھا مدھم آواز میں خوش دلی سے بولا تھا۔وہ ایک دم سے خوف زدہ ہوتی فوراََ سے ہاتھ اس کے ہاتھ سے ہٹاتی کھینچ گئی۔

کس قدر سکون ملا تھا اسے جب اس کی ملکہ اپنے لمس سے اس کے ہاتھ سے شرارتیں کر رہی تھی اس کے ہاتھ کھینچنے پر وہ لب بھینچ گیا۔۔

"وو۔۔۔وہ مم۔۔۔میں۔۔۔کک۔۔کچھ نہیں کہہ۔۔۔رہی تھی۔۔"

الفاظ جیسے ناپید ہوئے تھے زبان بری طرح سے لڑکھڑاتی تھی۔۔۔سلطان راؤ محظوظ ہوا تھا اس کے چہرے کی گبھراہٹ اور سرخی پر جو اس کی معصومیت مزید اجاگر کر گئی تھی۔۔

"میں بھی کہاں کچھ کہہ رہا ہوں جانم عاشقی۔۔"

وہ مسرور ہوتا سب کچھ بھول گیا تھا اس کا انکار۔۔۔اس کے انکار پر جو وہ اذیت میں رہا تھا سب کچھ بھول گیا تھا اپنی ملکہ کے معصوم سے اقرار پر۔۔

"سس۔۔۔سچ میں۔۔نے کچھ نہیں کہا۔۔"

اس نے صفائی دی تھی۔۔سلطان راؤ کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا۔۔

اس کا بس چلتا تو ابھی اس نازک سی پری کو اپنے نکاح میں لیتے اس کے ان نازک سے لبوں کے ساتھ جی بھر کے گھستاخیاں کرتا جو بری طرح سے کپکپا رہے تھے اسے یقین دلانے پر۔۔

"میں نے مان لیا میری ملکہ خود کو ہلکان نہیں کریں میرے دل۔۔۔"

وہ اسے مزید تنگ نہ کرتے پر سکون انداز میں اسے نہارتا الفت آمیز لہجے میں بولا تھا۔۔

"آپ کو۔۔۔کچھ چاہیے تو نہیں۔۔"

وہ ہڑبڑائی کر بولی تھی اس کے القابات پر۔

"چاہیے کیا دیں گی آپ۔۔"

وہ اس کے سرخ لبوں کی جانب مخمور نگاہوں سے دیکھتا مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔۔

"ہاں نہ۔۔ کیا چاہیے میں ابھی دیتی ہوں۔۔"

وہ نازک جان کہاں سمجھی تھی اس کی معنی خیز باتیں۔۔ ورنہ اس سے بات کرنا تو دور اس کے سامنے تک کھڑی تک نہ ہوتی۔۔

"رہنے دیں میری ملکہ جب سب کچھ میری دسترس میں ہو گا تو پورے استحقاق سے لوں گا آپ کو تردد کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔۔"

وہ بغور اس کے دلکش چہرے کو نہارتے معنی خیز لہجے میں بولا تھا۔۔

"میں مما کو بتاتی ہوں۔۔"

وہ بولتے باہر بھاگی تھی۔۔ کچھ ہی دیر میں ساجدہ بیگم اور بشیر اندر آئے تھے۔۔

"میرا بچہ میری جان۔۔۔ ماں صدقے جائے۔۔ بشیر جاؤ صدقے کے بکروں کا انتظام کرو۔۔ گھر داخل ہونے سے پہلے مجھے میرے بیٹے کا صدقہ دینا ہے۔۔"

وہ چٹاچٹ سلطان راؤ کا ماتھا چومتے بولیں تھیں۔۔

"اور ہاں یہ لوں کسی ضرورت مند کو دے دینا۔۔"

وہ بے شمار سلطان راؤ کے سر سے نوٹ وارتے نوٹ اس کی جانب بڑھتے بولیں تھیں۔۔

صبح دس بجے کے قریب سلطان راؤ کے بہت شور کرنے کے بعد اسے ہسپتال سے ڈسچارج کروا کر گھر لایا گیا تھا۔۔۔

"چچی ماں مجھے ابھی اور اسی وقت حرم سے نکاح کرنا ہے... میں مزید اس ڈر میں نہیں جی سکتا کہ کہیں اسے مجھ سے چھین نہ لیا جائے پلیز مجھے دے دے گی نہ حرم اب چچی ماں۔۔"

وہ کچھ امید سے بولا تھا۔

"جیسا میرا بچہ چاہے گا ویسا ہی ہو گا بس تم کسی بھی قسم کی ٹینشن نہیں لو میری جان۔۔"

وہ اسے بلکل بھی ذہنی تکلیف نہیں دینا چاہتیں تھی تبھی مسکراتے ہوئے بولیں تھی۔۔ پر وہ پریشان تھیں کہ وہ حرم کو کیسے منائے گی۔۔

"آپ سچ کہہ رہی ہیں چچی ماں۔۔"

وہ جیسے بے یقینی تھا۔۔۔ پر بے انتہا خوش بھی تھا۔۔

پر یہ سچ تھا انھوں نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔۔ بشیر کو حکم دیا گیا کہ مولوی کا انتظام کریں ساجدہ بیگم نے حرم کو منا لیا تھا اور ان کے لیے یہ بات کسی خیرانی سے کم نہ تھی کہ وہ مان گئی۔۔

"حرم عزیز ولد عزیز راؤ آپ کا نکاح سلطان راؤ ولد عظیم راؤ سے کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔"

"قق۔۔۔۔ قبول ہے۔۔"

بمشکل خلق سے آواز بر آمد ہوئی تھی۔پورا وجود عجیب سے احساس کے تحت بری طرح سے کپکپا رہا تھا ۔جزبات عجیب سے ہو رہے تھے آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر رخسار پر بکھر رہے تھے۔۔

حرم عزیز ولد عزیز راؤ آپ کا نکاح سلطان راؤ ولد عظیم راؤ سے کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے ۔"

دوسری بار دریافت کیا گیا تھا۔۔سلطان راؤ کے تو وجود میں جیسے روشنی سی بھرنے لگی تھی۔۔۔

"قبول ہے۔۔"

وہ ہنوز انداز میں بولتی ساجدہ بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جھکڑ گئی۔۔

" حرم عزیز ولد عزیز راؤ آپ کا نکاح سلطان راؤ ولد عظیم راؤ سے کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔"

"قبول ہے۔۔"

وہ بولتی ساجدہ بیگم کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔سلطان راؤ سے بھی پوچھا گیا تھا وہ سرشاری سے قبول کرتے اپنی ملکہ کو ہمیشہ کے لیے اپنے نام کر گیا۔

"مبارک ہو سرکار۔۔۔"

بشیر اسے مبارکباد پیش کرتا سلطان راؤ کے گلے لگا تھا سلطان راؤ نے خوشی سے اسے خود سے بھنچا وہ اس کا بچپن کا ساتھی تھا اس کے ہر زخم پر مرہم بن جاتا تھا اسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا تھا۔۔

"تم مجھے بھائی کب کہو گے احمد بشیر۔۔"

وہ کچھ نروٹھے پن سے بولا تھا۔۔

"جب آپ مجھے تایا بنائیں گے سرکار۔۔"

وہ مسکراتے بولا تھا سلطان راؤ بے ساخت ہنسا تھا۔۔

"میرے بھائی ابھی وہ خود چھوٹا سا بے بی ہے یہی سمجھ لو تمھاری سرکار نے بچہ گود لیا ہے۔۔"

وہ آنکھ دباتے مسکرا کر بولا تھا بشیر کا قہقہہ بے ساخت تھا سلطان راؤ کی تو آج جھنپ ہی نرالی تھی۔ بشیر نے دل ہی دل میں اپنے سرکار کی بلائیں لے ڈالیں۔۔

حرم کو اندر لے جایا گیا تھا کیونکہ اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔۔ ساجدہ بیگم نے تو دونوں کی بلائیں ڈالیں تھیں۔ خوشی کی تو انتہا تھی غریب کو کھانا کھلایا جا رہا تھا صدقے کیے جا رہے تھے۔

آج تو وہ جیسے نئے سرے سے جوان ہو گئیں تھیں۔ اب انھیں کوئی فکر نہیں تھی کیونکہ انھوں نے اپنا جگر گوشہ سلطان راؤ کے عقد میں دے دیا تھا۔۔ جو اس کی جان سے بڑھ کر حفاظت کرتا۔۔

"چچی ماں مجھے اپنی ملکہ سے ملنا ہے اجازت ہے۔۔"

وہ سر خم کرتا اجازت مانگنے لگا۔۔

"جاؤ میرا بچہ خوش رہو۔۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے محبت سے بولیں تھیں۔۔

وہ غرورِ عشق سے سر اٹھائے اپنی ملکہ کے روم کی جانب بڑھا جیسے وہ اپنی تک دیکھ نہیں پایا تھا پر اب دیکھنے کی شدت منہ زور ہوئی تھی۔

♥♥♥♥♥

وہ روم میں آتے ہی بنا چینج کیے بیڈ پر اندھے منہ گرتی آنکھیں موندتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔ جیسے بہت مشقت کر کے آئی ہو۔۔

"یہ کک۔۔۔ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔"

وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتے گھبراہٹ سے بولی تھی جو پوری شدت سے دھڑکتا پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔۔

ابھی وہ اپنا دل ٹھیک سے سنبھال بھی نہیں پائی تھی کہ سلطان راؤ دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا جیسے دیکھ حرم کا دل حلق کو آیا تھا۔۔ رشتہ بدلہ تھا تو جزبات بھی بدلے تھے جو اس نازک سی پری کی جان نکال رہے تھے۔۔

آج وہ خلافِ معمول سفید شلوار قمیض پہنے شانوں پر سیاہ اجرک رکھے بالوں کو سلیقے سے بنائے بھری بھری بیرڈ جو اس کی سرخ و سپید رنگت پر بے تحاشہ جچتی تھی۔۔۔ وہ حسنِ مجسم سے کم کہاں تھا۔۔

"آپ۔۔۔ کک۔۔۔ کیوں آئے۔۔"

وہ اپنا دوپٹہ درست کرتے ہڑبڑائی تھی۔۔ جبکہ سلطان راؤ تو اس حسن کی مورت کو دیکھتا مبہوت سا ہو گیا تھا۔۔

سفید سرخ اور گولڈن کنٹراس کا گھیرے دار فراک پہنے نیچے شرارا پہنے سر پر گوٹی والا سرخ دوپٹہ سلیقے سے سیٹ کیا گیا تھا ہلکے پھلکے میک اپ میں سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگائے۔۔۔وہ بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔۔وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

اس کی پیش قدمی حرم کو شدید گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی۔۔وہ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ اپنی اوشن بلو آنکھوں پھیلائے اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ سٹل ہو گئی۔۔

"میری ملکہ۔۔"

دھیرے سے لبوں نے سرگوشی کی تھی اس کی نظروں سے نکلتی پر حدت شعائیں حرم کو جیسے جلانے لگیں تھیں۔۔۔

اسے اپنے بلکل قریب آتا دیکھ وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اس سے پہلے کے وہ فرار کا راستہ تلاشتی سلطان راؤ نے ایک ہی جست میں اس نازک سی پری کو بازو سے پکڑتے اپنی جانب کھینچا تھا وہ نازک جان اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی اور اس کے فراخ مظبوط سینے کا حصہ بن گئی۔۔

سر اس کے سینے پر دل کے مقام پر ٹکرایا تھا۔۔

ایک۔۔۔دو۔۔۔تین کتنے ہی پل گزر گئے تھے وہ ساکت سی اس کے سینے پر سر رکھے کھڑی اس کے دل کی دھک دھک سننے لگی۔۔۔

جبکہ وہ اپنی باہوں میں اپنی ملکہ کو محسوس کرنے میں مصروف تھا۔۔

"نکاحِ عشق مبارک ہو جانم عاشقی۔"

وہ جھکتا اس کی سماعت میں مخمور سرگوشی میں بولتا حرم کو لرزنے پر مجبور کر گیا تھا۔

نازک سا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔اپنے پہلو میں اٹھتے شور پر وہ بری طرح سے گھبرائی تھی۔

"مجھے مبارک نہیں دیں گی اپسرا۔"

وہ اس کا چہرے تھام کر اپنے مقابل کرتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔

وہ خود سے ہی اور سلطان راؤ کے دہکتے جزبات سے گھبراتی نازک جان ہونٹ موڑتی رونے کو ہوئی تھی

۔

"شش میری ملکہ رونا نہیں۔"

سلطان راؤ کو اپنی دل ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا تھا اس نازک جان کی معصوم اداؤں پر۔جو اسے بری طرح سے بہکا رہی تھی۔

وہ نرمی سے اس کا نچلا لب سہلاتے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔اس پر وہ سرخ ہوتی فوراً سے اپنا لب اندر کو موڑ گئی۔سلطان راؤ کے لب مسکرائے تھے۔اس کی پیاری سی احتیاط پر۔

"آئی لو یو میری ملکہ۔۔"

وہ محبت کی پہلی مہر اس کی پیشانی پر ثبت کرتے الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔ سلطان راؤ کے دہکتے لمس پر اس کا ننھا سا دل کپکپایا تھا۔

"میرے حاصلِ جنون آپ سلطان راؤ کے دل کا وہ روشن ستارہ ہیں جس کے آنے سے پہلے میں اپنے اندر کے ہی اندھیروں میں گم نام سا تھا۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا بوجھل لہجے میں بولا تھا وہ آنکھیں بند کرتی اس کا دہکتا لمس برداشت کرنے لگی۔

"آپ کی یہ جھیل سی آنکھوں سلطان راؤ کے لیے کسی روشن زیست سے کم نہیں ہیں میری ملکہ۔"

وہ اس کی غلافی کانچ سی نیلی آنکھوں ہر لب رکھتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔ وہ اس کی اجرک کو مٹھیوں میں دبوچتی جیسے انگاروں کی لپیٹ میں تھی۔

"وعدہ کریں کے ہم کبھی جدا نہیں ہوں گے نہ آپ کبھی مجھ سے بدگماں ہوں گی۔"

وہ اس کی کنپٹی پر لب رکھتا وعدہ وفا مانگ رہا تھا۔ حرم کا نازک سا دل جیسے اس ساحر کی ساحرانہ الفت کے زیر اثر تھا۔

"وعدہ کک۔۔۔ کرتی ہوں ہم سس۔۔۔ ساتھ رہیں گے۔"

نہ جانے کہاں سے ہمت آئی تھی کہ وہ کہہ گئی۔ اس سے عہد وفا کر گئی تھی۔ اور سلطان راؤ جو تو جیسے دنیا جہاں کی خوشیاں مل گئیں تھیں۔

وہ دیوانہ بنا اس کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے چھوتا انھیں معتبر کرنے لگا۔اس کے اس واہیانہ انداز پر وہ بے جان ہونے لگی تھی۔

جواب اس کی شہ رگ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اس کی جان نکالنے لگا تھا۔وہ سلگتے لمس کی حدت ہر جلتی اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرنے لگی۔

جو مدہوش سا اس کی شرٹ کی ڈوری کی جانب ہاتھ بڑھاتا ایک جھٹکے میں اسے اسے کھل گیا۔

"سلطان۔"

وہ تڑپ کر پکار اٹھی تھی اسے۔پر وہ ان سنی کرتا اس کے شانوں سے شرٹ سرکاتا جابجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔حرم کی ٹانگیں بری طرح سے لرزیں تھیں وہ گرنے کو ہوئی تھی۔

اس کے وجود کی لرزش پر وہ اسے خود کے سہارے کر گیا۔

"پپ۔۔۔پلیز۔"

وہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے اسے خود سے دور کرنے لگی۔اس شخص کی یہیں دیوانگی و جنونیت تو اسے ڈراتی تھی۔

وہ اس کے وجود کی دلکش رعنائیوں میں کھوتا اس کی کمر میں بازو حائل کرتا اسے یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔

وہ تڑپتی نفی میں سر ہلانے لگی آواز جیسے خلق میں ہی ناپید ہو چکی تھی۔ وہ ظالم بنا نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا سر پر سے دوپٹہ نکالتے دور اچھالتا اس ہر سایہ فگن ہوا تھا۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی خود کی بے بسی پر وہ خود کو اس کے سینے میں چھپا گئی۔

سلطان راؤ کے وجود میں سرشاری اتری تھی۔

وہ نرمی سے اسے اپنے سامنے کرتا اس کے کپکپاتے لبوں کی جانب بری طرح سے متوجہ ہوا تھا۔

"یہ لبوں کی دلفریب کپکپاہٹ مجھے بری طرح سے اپیل کر رہی ہے ملکہ۔"

وہ اس کے مد بھرے انگوری لبوں پر مخمور نظریں جمائے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔ حرم کی آنکھوں نم ہونے لگی تھیں۔

"سس۔۔۔ سلطان۔۔۔ بھا۔۔۔"

"ششش۔۔۔ میری ملکہ بھائی نہیں اب آپ کا۔ اب عادت ڈالیں اپنے ان لبوں سے صرف سلطان کہنے کی۔۔۔ جو آپ کے سلطان کو بری طرح سے اپنی جانب کھینچ رہے ہیں۔۔"

وہ اس کے عنابی لبوں کے خم پر فدا ہوا تھا جو کچھ ابھرا ہوا تھا وہ نرمی سے اس کی بالائی لب کے خم کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے مدھم سرگوشی میں بولتا۔

حرم کی حالت وہ شدید خراب کر گیا۔۔ جو اس کی نزدیکی پر پہلے ہی لرزتی مرنے کو ہو رہی تھی۔۔

وہ الفت ووارفتگی سے بولتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے قریب کر گیا جو بمشکل اس کے سینے تک آتی تھی۔۔

اتنی قربت پر لب بری طرح سے کپکپائے تھے۔۔۔سلطان راؤ کے لب مسکرائے تھے وہ اس نازک جان کا ڈر اچھی طرح سے سمجھ رہا تھا۔۔

پر وہ اپنے دل ہاتھوں مجبور تھا جو اسے شدت سے اسے محسوس کرنے کو اکسا رہا تھا اور اپنی ملکہ کے معاملے میں تو وہ ہمیشہ سے بس اپنے دل کی ہی سننے والا تھا۔

تبھی اس پر جھکتا بڑی نرمی سے اس کی سانسوں سے ملاپ کرتا اسے خود میں جزب کرنے لگا۔۔

اس افتاد پر حرم کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی بانہوں میں آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔۔دل کسی زخمی پرندے کی مانند پھڑ پھڑایا تھا۔۔

جبکہ وہ مسرور سا اس کا لمس محسوس کرتا آنکھیں موندے کہیں کہکشاؤں کے دیس کا مسافر بن گیا تھا جیسے۔

حرم کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تو وہ بری طرح سے مزاحمت کرنے لگی۔۔

جس پر وہ ہوش میں آتا اسے آزادی دے گیا دونوں کی سانسیں بری پھول رہیں تھیں۔۔۔وہ بے جان ہوتی اس کے سینے پر لہراتی اپنے حواس کھو گئی تھی۔

سلطان راؤنے اس کا نازک ساوجود اپنی بانہوں میں قید کیا تھا۔۔۔اس نے بے حد نرمی سے اپنی ملکہ کو چھوا تھا پر وہ شاید بہت نازک تھی تبھی حواس کھو بیٹھی تھی۔۔۔

وہ اس کے پھولوں سے وجود کو بانہوں میں بھرتے بیڈ پر ڈال کر حرم کے قریب بیٹھتا اس پر جھکتا بغور اسے دیکھتا اس کے دلکش روپ کو اپنی آنکھوں میں پورے استحقاق سے بسانے لگا۔۔

"میں جانتا ہوں بے حد نازک سی ہیں آپ جانم عاشقی۔۔۔اور میرا عشق بے حد بے قرار ہے کیسے سہہ پائیں گی میری دیوانگی کو میرے عشق من۔۔"

وہ ملائمت سے اس کی گردن کے گھڑے کو اپنی انگلی سے چھوتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔

اسے لگا جیسے اس نے روئی کے گالوں کو چھو لیا۔وہ مسرور سا بار بار یہ عمل دہرانے لگا۔

"آپ مجھے پاگل کر رہی ہیں جانم عاشقی۔۔"

وہ دھیرے سے اس کی بیوٹی بون پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے مدہوشی میں بولا تھا۔۔

"جلدی سے بڑی ہو جائیں میری ملکہ آپ کے جیٹھ احمد بشیر کو بھی اب تایا بننا ہے۔۔پر میں نے بھی کہہ دیا کہ ابھی میری ملکہ خود ایک چھوٹا سا بے بی ہے اور مجھے آپ کے اور اپنے بیچ کوئی تیسرا نہیں چاہیے۔۔۔بس میں اور آپ میری ملکہ۔۔۔"

وہ اس کا چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھتے جنونیت سے بولا تھا۔

"میں آپ کو اپنے دل میں چھپا کر رکھوں گا میری جانم عاشقی۔۔۔بہت معصوم سی ہیں آپ۔۔اور یہ دنیا بہت ظالم۔ آپ کو بس ہمیشہ اپنے سلطان کی پناہوں میں ہی رہنا ہے میری ملکہ۔۔"

وہ اس کے ہاتھ کے پور پور کو اپنے لمس سے مہکاتے اس کی نظر آتی کلائی پر لب رکھتے اس کے پاس سے اٹھا تھا جانے کو دل تو نہیں چاہ رہا تھا پر اسے جانا تھا کیونکہ وہ ساجدہ بیگم کے ساتھ سوتی تھی اور اب کافی وقت ہو گیا تھا اور اسے جانا تھا۔۔

سلطان راؤ کے دلکش چہرے کو نہارتا الٹے قدم روم سے نکلتا چلا گیا

♥♥♥♥♥

حال۔۔۔!

" پپ ۔۔۔پلیز میری مم۔۔۔مدد کرو مجھے جانے دو سدرہ وہ مجھے پکارتے ہیں روز پکارتے ہیں ۔۔۔وو۔۔۔وہ مر جائیں گے میرے بنا۔۔۔"

وہ ہر روز کی طرح اس کی منتیں کرتی ملازمہ سے بولی تھی جو اسے دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔۔۔اسے بے انتہا محبت تھی اس نازک سی پری سے جیسے ایک بیانک دیو نے قید کر رکھا تھا وہ بے پناہ حسین تھی پر ہر وقت رونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑھ گئے تھے۔

"ٹھیک ہے پری آپ کے لیے سدرہ کی جان قربان میں رہوں یا نہ رہوں آپ کو آپ کی خوشیاں واپس ضرور دلواوں گی۔۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے اسے گلے لگاتے بولی تھی۔۔

"پر پہلے آپ کو یہ سوپ پینا ہے پھر میں آپ کو یہاں سے نکال دوں گی۔۔۔حاکم سر محل میں نہیں ہیں وہ اٹلی میں ہیں میں پوری کوشش کروں گی آپ کو یہاں سے نکالنے کی۔۔ بلکل ہم ساتھ جائیں گے میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی میری پری۔۔"

وہ اسے چمچ سے سوپ پلاتے اسے امید کی کرن تھما گئی۔۔وہ جو سوپ کو دیکھ کر ہی برا منہ بنا گئی تھی تیزی سے سوپ پینے لگی۔۔

اور سدرہ اسے سوپ پلاتے ساتھ ساتھ کچھ سوچ بھی رہی تھی۔۔۔اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا تھا وہ اس محل کے چپے چپے سے واقف تھی۔۔

"میں نے پی لیا ہے اب چلو۔۔"

وہ بے صبری سے بولی تھی۔۔

"ابھی نہیں ابھی آپ یہیں رہیں میں جائزہ لے کر آتی ہوں۔۔تب تک آپ کوئی گرم کپڑے پہن لیں آپ کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے۔۔"

وہ اسے ہدایت دیتی برتن اٹھائے روم سے نکلی تھی۔

♥♥♥♥♥

وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔۔ نمبر دیکھتے فوراً سے کال ریسیو کی گئی تھی۔۔

"آپ کہاں ہیں شاہ ابھی تک آئے کیوں نہیں کیوں میری جان سکھاتے ہیں۔۔"

وہ کچھ ناراض سی لگی تھی۔۔بازل شاہ کے لب اس کی فکر پر مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔

"بس آرہا ہوں میرے جنونِ من۔۔۔دس منٹ میں آپ کا شاہ آپ کے پاس ہو گا۔۔"

وہ الفت و محبت سے بولا تھا۔

وہ کال کٹ کرتا جیسے ہی یوٹرن سے مڑا کوئی اس کی گاڑی کے سامنے آیا تھا اس نے پوری قوت سے بریک پر پاؤں رکھا تھا۔۔

وہ وجود اس کی گاڑی سے ٹکراتا وہیں ڈھیر ہوا تبھی کوئی بھاگتا دوسرا وجود اس کی جانب بھاگتا آیا تھا۔۔

بازل شاہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔

"پری۔۔۔پری اٹھو۔۔"

سدرہ اسے سیدھا کرتے روتے ہوئے بولی تھی جس کی پیشانی سے خون نکل رہا تھا۔۔

بازل شاہ نے تیزی سے بے ہوش وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتے اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا تھا۔

"پلیز آپ اندر بیٹھیں ہمیں انھیں ہاسپٹل لے کر جانا ہو گا۔۔"

وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور سدرہ کے بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ کرتا ہوسپٹل کی جانب بڑھا گیا۔

"پلیز ہمیں ہوسپٹل نہیں جانا وہاں ان کی جان کو خطرہ ہے خدارا ہماری مدد کریں اس کے بدلے میں آپ کو معاوضہ دینے کو تیار ہوں پر خدا کے لیے ہمیں کسی محفوظ مقام تک پہنچا دیں۔۔"

وہ روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئیں۔۔بازل شاہ نے ہوسپٹل کی بجائے گاڑی جے ایس پیلس کی جانب موڑلی۔۔۔

"آپ فکر نہیں کریں آنٹی آپ ٹھیک انسان سے ٹکرائی ہیں اب سے آپ محفوظ ہیں میں آپ کو وہاں لے کر جارہاہوں جہاں دنیا کا کوئی بھی طاقت ور انسان ہو یا حیوان آپ کو چھو بھی نہیں پائے گا۔۔۔"

وہ مظبوط لہجے میں بولتا گاڑی کی رفتار بڑھا گیا۔۔سدرہ کچھ مطمئن ہوئی تھی۔۔

"خدا تمھیں اس کا اجر دے بیٹا۔۔"

وہ اسے دعائیں دیتیں سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی۔۔

آج وہ بہت بڑا کام کر آئی تھی وہ جانتی تھی حاکم اسے کہیں سے بھی ڈھونڈ کر مار دیتا پوری جوانی اس نے ڈر ڈر کر گزادی تھی کاش وہ تب ہمت دیکھا لیتی تو آج یہ پری اس اذیت میں نہ ہوتی۔

وہ اپنی پری کو اس کی خوشیاں لوٹنا چاہتی تھی اس کی آنکھوں کا نور لوٹنا چاہتی تھی جس کی یاد میں وہ دن رات مر مر کر جیتی تھی چیختی تھی اسے پکارتی تھی۔۔

پھر چاہیے وہ مر جاتی اس کی زندگی کا مقصد پورا ہو جانا تھا ہی کیا اس کے پاس نہ ماں نہ باپ نہ کوئی اپنا وہ تو بس حاکم کی غلام تھی اس کا باپ حاکم کے لیے کام کرتا تھا اور ایک دن اسی کے لیے مر بھی گیا تب سے حاکم کے محل میں تھی۔۔

گاڑی رکنے پر وہ حیالات کی دنیا سے باہر آئی تھی۔۔ بازل شاہ بیک سائیڈ دروازہ کھول کر اس بے ہوش وجود کو باہر نکالتا تیزی سے اندر کی جانب بڑھا تھا جہاں ہال میں ہر طرف سناٹا تھا وہ اسے لیے ایمر جنسی روم کی جانب بڑھا اور اسے بیڈ پر ڈالتے آیان ملک کو کال ملاتے اسے فوراً پہنچنے کو کہا تھا۔۔

"کیا ہوا سب خیریت ہے نہ اتنی ایمر جنسی میں کیوں بلایا آپ ٹھیک ہیں نہ۔۔"

وہ بنا ارد گرد دیکھے شروع ہوا تھا۔۔

"آیان جلدی سے ان کا ٹریٹمنٹ کرو فاسٹ مجھے یہ ٹھیک چاہیں۔۔"

وہ بیڈ پر پڑے وجود کی جانب اشارہ کرتے درشتی سے بولا تھا۔۔

ایک پل کو وہ اس چہرے کو دیکھتا ٹھٹھکا تھا پر چہرے پر خون لگے ہونے کی وجہ سے وہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پایا تھا۔

آیان ملک بنا کسی تجسس کے الماری سے فسٹ ایڈ کٹ نکالتا پہلے اس کا زخم صاف کرنے لگا سدرہ آنکھوں میں نمی لیے اپنی پری کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ڈریسنگ کرتا اب ان کا چیک اپ کر رہا تھا۔۔ انجیکشن دیتے وہ بازل شاہ کی جانب مڑا تھا۔

"یہ بہت زیادہ ڈپریشن کا شکار ہیں شدید ذہنی تناؤ اور دباؤ ہے ان کے عصاب میں برو۔۔۔ اور زخم اتنا گہرا نہیں ہے میں نے انجیکشن دے دیا ہے صبح تک ہوش آجائے گا۔۔"

وہ اسے حالات سے آگاہ کر گیا بازل شاہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ اور ابھی کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں صبح بات کریں گے گڈ نائٹ۔۔"

آیان ملک سے کہتے وہ سدرہ کی جانب بڑھا تھا۔۔

" آپ فکر نہیں کریں یہ ٹھیک ہو جائیں گی اگر کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو یہ انٹر کام ہے اس پر دو ملائیں گی تو مجھ سے بات ہو جائے گی۔۔۔ کوئی بھی مصلہ ہو تو مجھے بتا دیجیۓ گا۔۔"

" آپ کا بہت شکریہ بیٹا آپ کا یہ احسان میں پوری زندگی نہیں بھولوں گی۔۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے نم لہجے میں بولی تھی۔۔

" پلیز ایسا کر کے گناہگار مت کیجئے مجھے مجھے اپنا بیٹا سمجھیں۔۔"

وہ ان کے ہاتھ کھولتا نرمی سے بولا تھا۔۔ سدرہ نے نم آنکھوں سے دیکھا تھا اگر اس کی بھی شادی ہوئی ہوتی تو اس کا بیٹا بھی شاید اتنا ہی ہوتا۔۔

" اللہ تم پر اپنا کرم کرے تمھیں اس کا اجر ملے۔"

وہ اسے دعاؤں سے نوازنے لگیں۔۔ بازل شاہ نے ایک نظر بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھا تھا جس کی رنگت زرد ہو رہی تھی پر یہ طے تھا وہ جو کوئی بھی تھیں بے تحاشہ حسن کی مالک تھیں۔

لیکن پھر بے ساختہ وہ اس وجود کی جان دیکھے گیا۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔ کیا یہ کوئی خواب تھا نہیں وہ یہ نہیں ہو سکتیں۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

وہ اپنے دل و دماغ سے الجھتا وہاں سے نکلتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔

جہاں اس کی زندگی اس کا انتظار کرتے کرتے سوگئی تھی۔۔ وہ چینج کرتا اس کی جانب آتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا۔۔

پر اس کے چہرے پر جمے آنسوں کے نشانات اس بات کے گواہ تھے کے وہ روتے روتے سوئی تھی۔۔

پر اس کے ہاتھ میں انہیلر دیکھ وہ لب بھینچ گیا یعنی اسے پھر سے تکلیف ہوئی تھی اور شاید اس کے بے تحاشہ رونے کے سبب۔۔

"بہت ظلم ڈھاتی ہیں مجھ پر میری جان آپ۔۔۔ سارے بدلے لوں گا۔۔"

وہ سرگوشی میں بولتا اس کے عنابی لبوں پر اپنا لمس مہکاتے اسے خود میں بھینچتا آنکھیں موند گیا آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا۔۔ دماغ میں وہ چہرہ اب بھی ایستادہ تھا۔

یقین مشکل نہیں بے حد مشکل تھا۔

♥♥♥♥♥

سلطان راؤ کی آنکھ کھلی تو اپنے چہرے پر ہیزل کے بکھرے سنہری بال کسی گھٹا کی مانند اس پر چھائے ہوئے تھے وہ اپنے ہاتھوں کی مدد سے بال ہٹاتے سر جھکا کر اسے سینے پر بے خبر سوئی اس گولڈن ڈول پر پڑی۔۔ جو تھوڑے سے لب کھولے سنہری آنکھوں پر پلکوں کا پہرا بٹھائے نازک سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔۔

"ہیزی۔۔۔ مائے گولڈن ڈول ویک اپ۔۔"

وہ نرمی سے اس کے گلاب رخسار کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے۔ پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تھی۔

"ہیے۔۔۔ہیزی جان۔۔۔"

نرمی سے اس کے گال پر لب رب کرتے پکارا تھا۔۔

"سونے دیں نہ جان۔۔"

وہ کسمساتی منہ بسورتی بولی تھی جان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اپنی جانم کی معصوم اداؤں پر جو بے تحاشہ حسن و دلکشی بکھرتے عالم راؤ کے دل کو گھائل کر رہی تھی۔۔

" تو میری جان چاہتی ہے کہ اس کا جان صبح صبح ہی اس سے محبت بھرے مظاہرہ کرے تو کوئی بات نہیں میری جان۔۔۔آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔"

وہ دھیمی آواز میں سرگوشی کرتا اس پر جھکتا اس کی سانسوں کو قید کر گیا۔۔۔اور پوری شدت سے اسے محسوس کرنے لگا۔ہیزل کو جب اپنا سانس رکھتا محسوس ہوا تو پٹ سے آنکھ کھلی تھی۔۔اور خود کو اس ظالم دیو کی قید میں دیکھتے اسے خود پر حاوی دیکھ وہ مزاحمت کرتی مچل اٹھی تھی۔۔

پر وہ پوری طرح سے خود کو سیراب کرتا اسے آزادی دیتا بیڈ سے اٹھا تھا۔۔

" آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں میری گولڈن ڈول جلدی سے بیڈ کو چھوڑ کر اٹھیں۔۔۔میرے فریش ہونے تک اگر آپ مجھے اس بیڈ پر ملی تو سارا دن آپ آج اسی بیڈ پر رہیں گی اور میں اب اتنا بھی پاگل نہیں اپنی دلکش بیوی کو اکیلا چھوڑ کر کہیں جاؤں۔۔"

وہ اسے دھمکی دیتے واش روم میں گھس گیا۔۔ جبکہ وہ اس کی دھمکی پر تیزی بیڈ سے اترتی ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔۔

وہ ناراض ناراض سی ڈریسنگ سے چینج کر کے نکلی تھی۔۔اس کا کیوٹ سا فیس دیکھ کر عالم راؤ کے چہرے پر تبسم بکھرا۔۔

اس کا دل چاہا اپنی ڈول کو اپنی بانہوں میں بھر کے اس کی ساری ناراضگی دور کرے۔۔وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی بے بی پنک کلر کی لوز سی شاٹ فراک اور ساتھ ٹائٹس پہنے سنہری بالوں کمر پر بکھرے ہوئے تھے جو کچھ اس کے دلکش چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔۔

"جانِ جاناں۔۔۔"

عالم راؤ نے بے حد محبت سے پکارا تھا۔ جس پر وہ اسے نروٹھے پن سے دیکھتی رخ دوسری جانب موڑ گئی۔۔عالم راؤ کے لب مزید مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔

"کیا کوئی ناراض ہے۔۔"

وہ چلتا اس کے قریب آیا۔وہ پھر سے منہ موڑ گئی۔عالم راؤ کے دل میں گدگدی سی ہوئی تھی اس دلکش ناراضگی پر۔

"مجھے بات نہیں کرنی آپ سے۔۔۔"

وہ روٹھتی بیڈ کے کنارے پر رخ موڑے ٹک گئی۔ عالم راؤ نے اپنی گولڈن ڈول کی نہایت معصوم ناراضگی پر مسکراہٹ دانتوں تلے دبائی۔۔

"وہ کیوں جاناں مجھ معصوم (عالم راؤ اور وہ بھی معصوم ہاہاہا) سے کیا خطا ہو گئی۔۔"

وہ بولا تو تھا وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی۔ پر ہیزل کو اس کے چہرے پر معصومیت کہیں دور دور تک نظر نہیں آئی تھی۔۔

"کہاں ہے معصومیت جان مجھے کیوں نظر نہیں آ رہی۔۔"

وہ منہ بسورتے آنکھیں پھیلائے بولی تھی۔

"وہ اصل میں میں نے ساری آپ کو بیچ دی۔۔"

وہ چہرے پر مصنوعی افسردگی لاتے اس کے قریب ہی ٹک گیا۔۔ اس کی بات سنتے وہ جیسے صدمے میں آئی۔۔۔ وہ کچھ پرے کھسکی۔۔۔

اب ناراضگی بھی تو جتانی تھی نہ۔

"جھوٹے جان آپ کے پاس پہلے سے ہی (شرم) نہیں تھی میں نے کب لی۔۔"

وہ صدمے سے بولتی اس قدر پیاری لگی کہ عالم راؤ نے یونہی پیچھے کو بیڈ پر گرتے پلک جھپکنے کی تیزی سے اسے کھینچ کر خود پر گراتے کروٹ بدلتے اس پر جھکا تھا۔۔

اس اچانک ہوئی افتاد پر وہ نازک جان بوکھلاتی کچھ سمجھ ہی نہ پائی کہ ہوا کیا ہے۔۔

"تو کیا کہہ رہی تھیں آپ جاناں۔۔"

وہ نرمی سے اس کے چہرے سے لٹیں ہٹاتے مخمور نظروں سے اس اپسرا حسن کو بنا پلک جھپکے تکتے سرگوشی میں بولا تھا۔۔وہ آنکھیں پھیلائے سانسیں روک گئی۔۔

اس کی بڑی بڑی پھیلی آنکھیں دیکھ عالم راؤ متبسم ہوتا اس پر جھکتا اس کی سنہری آنکھوں پر اپنا لمس مہکا گیا۔۔ہیزل کی ساکت دھڑکنوں میں بوچھال اٹھا تھا۔۔

"جان یہ کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔"

شاید اس کے حواس ابھی بھی ٹھکانے پر نہیں آئے تھے۔۔ تبھی بے تکا سوال کر گئی۔

"کیا آپ کو نہیں پتہ کیا کر دیا ہوں۔۔"

وہ معنی خیز نظروں سے دیکھتا مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔۔ہیزل اس کی بات کا مطلب سمجھتی سرخ رنگ ہوئی تھی۔۔

"نن۔۔۔نہیں میں نہیں جانتی آپ چھوڑیں مجھے کام ہے۔۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلنے کی سعی کرتے ہڑبڑاتے بولی تھی۔۔

"او۔۔۔تو اس کا مطلب مجھے آپ کو بتانا چاہتے کہ میں کیا کر رہا ہوں اور وہ بھی ذرہ تفصیل سے جانم عاشقی۔۔اور آپ کو منانا بھی تو ہے۔"

وہ اس کی گردن پر انگشت کی انگلی سے ویوز بناتے پورے ڈرامائی انداز میں ذرہ تفصیل پر خاصہ زور دیتا ہیزل کی جان سکھا گیا۔۔۔اخر وہ کہاں پھنس گئی تھی کاش وہ ناراض ہی نہ ہوتی۔۔

"نن۔۔۔نہیں جان میں ناراض نہیں ہوں۔۔۔کہاں ناراض ہوں۔۔"

وہ اس کا اپنی گردن پر رقص کرتا ہاتھ تھامتے اسے یقین دلانے لگی کہ وہ ناراض نہیں۔۔

"آپ ناراض تھیں میری جان۔۔۔اور بناراضی کیے آپ کیسے مان گئیں بھلا۔۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولتا اس کی شہ رگ پر ناک ٹریس کرتے ہیزل کی جان نکال گیا۔۔۔وہ اس کی پر تپش سانسوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتی جھل تھل ہوئی تھی۔۔

سانسوں میں جیسے طغیانی سی بھرپا ہوئی تھی۔۔

"جان پلیز مم۔۔۔۔ میں ناراض نہیں ہوں۔۔"

وہ لرزتے ہاتھ اس کے سینے پر رکھتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔۔ جس پر وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتے بیڈ پر اپنے ایک ہاتھ سے پن کرکرتا اس کی شہ رگ پر جھکا تھا۔

عالم راؤ کا دہکتا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ پور پور جھل اٹھی۔۔۔ سانسیں بھاری ہوئیں تھیں

۔۔

وہ مسرور سا خود کو سیر اب کرتا اس کی نازک سی جان مشکل میں ڈال رہا تھا۔۔

"جج۔۔۔ جان پلیز۔۔۔ ایم نن۔۔۔ ناٹ اوکے۔۔"

وہ لرزتے دل کے ساتھ بمشکل بولی تھی۔ جو اب دیوانہ وار اسے اپنے لمس کی تپش سے جلاتے اپنے سلگتے جزبات کو آرام دے رہا تھا پر اس نازک سی پری وش کو جیسے انگاروں کی لپیٹ میں لیے ہوئے تھا۔

"آئی ریلی نیڈ یو جاناں۔۔۔دور نہیں رہ سکتا آپ سے۔۔بہت شدت سے آپ کی طلب ہونے لگی ہے یہ تشنگی میری جان پر بن آئی ہے۔۔۔مجھے آپ چاہے ہیں اب اپنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب۔۔"
وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں سے دباتے مدھوش ہوتا بے بسی سے گویا ہوا۔۔ہیزل کی ریڑھ کی ہڈی میں سر سراہٹ سی ہوئی تھی۔۔
"مم۔۔۔۔میں برداشت نہیں۔۔کر پاؤں گی۔۔۔جان۔" وہ نم لہجے میں بولی تھی۔عالم راؤ نے کروٹ بدلتے نرمی سے اس کامنی وجود کو اپنے سینے پر ڈالا تھا۔
"ششش۔۔۔میری جان میں جانتا ہوں بہت نازک سی ہیں آپ۔۔پر آپ کا جان آپ کو بے حد نرمی و الفت سے چھوئے گا آپ نازاں ہوں گی خود پر۔۔"
وہ اس کے گلال ہوتے عارضوں پر اپنے لمس کے پھول کھلاتے دیوانگی و وارفتگی سے گویا ہوا تھا۔۔ہیزل کو لگا جیسے اس کے پورے وجود سے بھاپ اڑانے لگی ہے۔
"پر اگر۔۔۔پھر بھی۔۔۔لگا تو۔۔"
وہ اب بھی آمادہ نہیں تھی۔شاید وہ اس کی دیوانگی و وارفتگی سے ڈر رہی تھی وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔ پر دوری اس کے بس میں نہیں تھی۔
"تو آپ کا جان ہے نہ آپ کے سارے ڈر بگانے کے لیے۔۔۔"

وہ اپنے انگوٹھے کی مدد سے اس کے خمری لب سہلاتے محبت و الفت سے گویا ہوا۔۔وہ حیا سے اس کے سینے پر سر چھپا گئی۔۔

"چھپ کر آپ مجھ سے آپ بچ نہیں سکتیں۔ابھی جو آپ کو منایا ہے اس کا معاوضہ کون دیے گا۔۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے اپنے قریب کرتے بولا تھا۔۔وہ اس کے ارادے جانتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔

عالم راؤ متبسم ہوتا اپنی طلب مٹانے کو اسے خود پر جھکائے اس کی سانسیں پر قابض ہوا تھا وہ تڑپتی اس کے شانوں کو دبوچ گئی۔۔

وہ قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا مدہوش سا خود کو سیر اب کرنے لگا۔۔

ہیزل دھڑکتے دل سے اس کی شدتوں کو برداشت کرتی پور پور لرز رہی تھی۔۔ تبھی عالم راؤ اس کی کمر کے گرد اپنا حصار مظبوط کرتا اس کی نازک سی کمر سہلانے لگا۔۔

وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی نرماہٹ محسوس کرتا کسی اور ہی جہاں میں گم ہو چکا تھا۔

جبکہ وہ اس کے اس عمل پر مزید تڑپی تھی جو اس کی جان نکالنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔اس معصوم پری کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں سانیس رکنے لگیں۔

وہ بری طرح سے کسمساتی اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرنے لگی تھی۔

ہیزل کی رکتی سانسوں پر وہ اس پر رحم کھاتا اس کی سانسوں کی آزادی دیتا اس سے دور ہوا تھا وہ نڈھال سی اس کے سینے پر سر گراتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

عالم راؤ نے ملائمت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔

تبھی اس کا فون رنگ ہوا تھا وہ نرمی سے ہیزل کو بیڈ پر ڈالا۔۔۔خود اٹھتے سائڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا ۔۔جہاں بازل شاہ کی کال تھی۔۔وہ کال ریسیو کرتا کان سے لگا گیا۔۔

"اوکے میں آتا ہوں۔۔"

دوسری جانب سے بات سنتے وہ بولا تھا۔۔کال ڈراپ کرتے وہ ہیزل کی جانب آیا تھا جو اب اٹھ بیٹھی تھی۔۔

"جانِ جہاں جلدی سے فریش ہو کر نیچے آجائیں پھر سب ناشتہ کرتے ہیں۔۔"

وہ ملائمت سے اس کے گال تھپتھپاتے بولا تھا وہ اثبات میں سر ہلاتی واش روم میں گھس گئی۔۔

♥♥♥♥♥

صبح اس کی آنکھ کھلی تو تب بھی وہ بیڈ پر اکیلی تھی پر دوسری جانب بیڈ پر پڑی سلوٹوں سے اندازہ ہوا تھا کہ وہ رات یہیں تھی پر پھر اسے چھوڑ کر کہاں چلا گیا۔۔

آنکھیں پھر سے نم ہونے لگیں تھیں۔۔وہ بیڈ سے اٹھتی اور خود پر شال اوڑھتی باہر کو بڑی تھی۔۔

دوسری جانب بازل شاہ اس وقت ایمر جنسی روم میں تھا۔۔

"آیان اب کیسی ہیں یہ۔۔"

بازل شاہ نے ایک نظر بیڈ پر پڑے وجود کی جانب دیکھا بے صبری سے بولا تھا۔جو کچھ نڈھال دیکھائی دے رہی تھیں۔۔

"شی از بیٹر ناؤ۔۔بٹ انھیں شدید کیئر کی ضرورت ہے۔۔"

ایان ملک گویا ہوا۔۔وہ اثبات میں سر ہلاتا سدرہ کی جانب آیا۔۔

"آپ فکر نہیں کریں آنٹی یہ اب ٹھیک ہیں آپ اب یہیں سے رہیں گی۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ عالم راؤ روم میں داخل ہوا تھا۔۔

"بازی سب ٹھیک ہے نہ۔۔"

اردگرد دیکھے بنا دریافت کیا گیا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے سب یہ میم رات میری گاڑی سے ٹکرا گئیں تھیں تو میں انھیں یہاں لے آیا۔۔۔"

بازل شاہ نے بیڈ کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا پر جیسے ہی عالم راؤ کی نظریں بیڈ پر لیٹے وجود پر پڑی آنکھیں بے یقینی سے پھٹ پڑیں تھیں۔بازل شاہ نے لب مسکرائے تھے۔

کیا یہ اس کی نظروں کا دھوکا تھا۔۔

کیا وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔۔۔

یا یہ کوئی سیراب تھا۔۔۔

وہ اپنے مفلوج ہوتے وجود کو بمشکل حرکت دیتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

وہ اب بھی ویسی ہی تھی ذرہ سا بھی بدلاؤ نہیں آیا تھا نہ ہی ڈھلتی عمر نے ان پر کچھ اثر چھوڑا تھا۔۔

"مم۔۔۔مام۔۔"

بمشکل اس کے لبوں سے بر آمد ہوا تھا۔۔وہ ٹکٹکی باندھ بنا پلکیں جھپکیے بس دیکھے ہی جا رہا تھا سب نے خیرانی سے عالم راؤ کی جانب دیکھا تھا۔

"مم۔۔۔یہ میری۔۔۔مم ہے۔۔۔بازی میری مم سس۔۔۔سلطان کی ملکہ۔۔"

وہ روتے ہوئے ان کے ساکت پڑے وجود کو اپنی بانہوں میں بھر گیا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔ حرم کے وجود میں حرکت ہوئی تھی۔وہ کسمسائی تھیں۔

بازل شاہ کا شک یقین میں بدلہ تو وہ شکر ادا کرتا مسرور ہوا۔

"سس۔۔۔سلطان۔۔"

بے حد مدھم سرگوشی تھی۔اواز سنتے عالم راؤ نے انھیں سامنے کیا تھا۔۔

"مم میں آپ کا جان۔۔۔مم میں جان۔۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکراتے انھیں بتانے لگا حرم کی اوشن بلو آنکھوں میں بے تحاشہ نیر بہتے رخسار پر بکھرے تھے۔۔

"جان۔۔۔"

بمشکل لبوں سے آواز بر آمد ہوئی تھی ۔وہ عالم راؤ کے چہرے اپنے لرزتے ہاتھ رکھتے اسے محسوس کرنے لگی کیا وہ سچ میں اس کا بیٹا تھا۔۔

"ہاں جان آپ کا جان۔۔"

وہ ان کے ہاتھ کو پکڑ کر ان پر بوسہ دیتے بولا تھا۔۔ جھکتا ان کے ایک ایک نقوش پر لب رکھنے لگا تھا۔

"میرا بیٹا۔۔۔ میرا جان۔۔۔"

وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیتی روندھی آواز میں بولتی اس کے سینے سے لگتی دھاڑے مار مار کر رونے لگی

۔عالم راؤ کا دل پھٹنے کو ہوا اپنی ماں کے درد پر۔۔نہ جانے کیا کیا برداشت کیا تھا انھوں نے ۔۔وہاں کھڑے سب لوگوں کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔

باذل شاہ اپنے آنسو ضبط کرتا رخ موڑ گیا۔۔ آیان ملک نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں میچیں تھیں ۔۔سدرہ تو زارو قطار رو رہیں تھیں۔

"نہیں روئیے مم۔۔۔ نہیں روئیں آپ کے جان کا دل پھٹ جائے گا۔۔"

وہ انھیں خود میں بھینچتا پر اذیت سے بولا تھا۔۔

"سلطان کک۔۔۔ کہاں ہیں جان۔۔۔ میرے سلطان۔۔ وو۔۔۔ وہ کہاں ہیں۔"

وہ ہوش میں آتی سلطان راؤ کے بارے میں پوچھنے لگیں۔ جس شخص کی یاد میں وہ اتنے سال پل پل تڑپی تھیں۔

جس کے بنا تو انھوں نے کچھ یاد ہی نہیں کیا تھا۔۔ ان کہ علاوہ تو وہ سب بھول گئیں تھیں۔ ان کے سوال پر عالم راؤ کا دل جیسے کسی مٹھی میں دبو چا تھا۔

" جان میرا بچہ ڈیڈ کہاں ہیں آپ کے۔۔"

جان کی خاموشی پر وہ جیسے مرنے کو ہو رہیں تھیں دل رک رہا تھا۔

" وو۔۔۔ وہ مما۔۔۔ وہ وہیں ہیں جہاں ہمارا محبت بھرا آشیانہ آپ نے اور ڈیڈ نے بسایا تھا۔۔"

وہ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتا گویا ہوا۔۔ آیان ملک اور بازل شاہ نے اچنبھے سے عالم راؤ کی جانب دیکھا تھا ۔ کیونکہ عالم راؤ نے آج تک اپنے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا۔۔

تو کیا سلطان راؤ زندہ تھے۔ ایک اور خیرت کا پہاڑ بازل شاہ پر ٹوٹا تھا۔

" وہ ٹھیک ہیں نہ مم۔۔۔ مجھے ان کے پاس جانا ہے۔۔۔ مجھے میرے سلطان کے پاس لے چلو بیٹا۔۔"

وہ بے صبری ہوئیں تھیں۔۔

" ہاں ہم چلیں گے۔۔ پہلے ان سے ملیں مما۔۔۔ یہ میرے دوست میرے بھائی ہیں۔۔ بازی آیان یہاں آؤ۔۔"

عالم راؤ نے دونوں کو پکارا تھا۔۔ وہ دونوں ان کی جانب آئے تھے۔۔

"یہ آیان ہے میرا پیارا سا بھائی میرا بیٹا۔۔۔"

وہ آیان ملک کی جانب اشارہ کرتے بولا آیان نے سر ان کے سامنے ہم کیا تھا۔

"ہیلو گورجیس لیڈی۔۔۔اب آنٹی تو آپ لگ نہیں رہیں یار تو میں آپ کو اپنی گرل فرینڈ بنا سکتا ہوں ایکچلی میں ابھی سنگل ہوں۔۔"

وہ شوخی سے بولتا حرم کو جھنپنے پر مجبور کر گیا وہ سرخ ہوئیں تھیں۔۔سدرہ کے لبوں پر مسکراہٹ رنگ گئی تھی۔عالم راؤ نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔۔وہ ڈھٹائی سے بتیسی دکھا گیا۔۔

"اور یہ بازی ہے میری جان اگر یہ نہ ہوتا تو شاید آپ کا جان نہ ہوتا۔۔اور یہیں آپ کو یہاں لے کر آیا ہے۔۔"

وہ بازل شاہ کی جانب اشارہ کرتے بولا تھا۔

"تھنک یو بیٹا خدا تمھیں دنیا کی ساری خوشیوں سے نوازے۔ تمھاری ساری خوشیاں پوری کریں۔"

وہ اس سنہری آنکھوں والے شہزادے کو دیکھ کر دعائیں دیتی گویا ہوئیں۔۔نا جانے کیوں اسے دیکھ انھیں ساحل شاہ یاد آیا تھا۔

"تھینک یو سو مچ بیوٹی فل لیڈی۔۔اس بیٹے کو اتنی ساری ساری دعائیں دینے کا شکریہ۔"

وہ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے مسکرا کر بولا تھا پر عالم راؤ کی جانب دیکھا تک نہ تھا۔وہ اس کی ناراضگی کی وجہ سمجھ رہا تھا۔۔

لمظ ابراہیم جو بازل شاہ کو ڈھونڈتی آئی تھی اسے کسی حسین لڑکی کی پیشانی پر بوسہ دیتے دیکھ جیسے سکتے میں آگئی۔۔تو کیا وہ رات اس وجہ سے دیر سے آیا تھا۔۔

آنکھوں سے آنسو بل بل گرنے لگی۔۔ تبھی آیان ملک کی نظر اس پر پڑی تھی اسے ایک منٹ سے پہلے سارا معاملہ سمجھ میں آیا تھا۔۔

"ارے بھابھی آپ وہاں کیوں کھڑی ہیں اندر آئیں نہ عالم بھائی کی مما سے ملیں گی نہیں۔۔"

وہ لمظ سے کہتا اسے الجھا گیا۔۔

"ارے کیا ہوا آپ بھی شاکڈ ہوئیں نہ میں بھی دیکھ کر ہو گیا تھا کہ اتنی ینگ عالم بھائی کی مما کیسے ہو سکتی ہیں۔۔۔بٹ یہ سچ ہے۔۔اب آ بھی جائیں۔۔"

آیان ملک ابھی بول رہا تھا کہ سدرہ نے بتانا ضروری سمجھا۔۔

"ابھی دو ماہ پہلے ہی حاکم نے پری کی سرجری کروائی تھی کیونکہ وہ انھیں ہمیشہ جوان دیکھنا چاہتا تھا۔۔"

سدرہ کی بات پر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے حرم کے زخم پھر سے رسنے لگے تھے۔۔حاکم نام سب کے لیے نیا تھا۔

"ہم اس پر پھر بات کریں گے۔لمظ گڑیا یہاں آئیں۔۔۔"

وہ سدرہ سے کہتا لمظ ابراہیم کو نرمی سے بولا تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ان کی جانب آئی۔۔

"مما یہ بازی کی بیوی اور آپ کی بہو ہے لمظ۔۔"لمظ ابراہیم کو متعارف کروایا تھا۔

"اسلام وعلیکم آنٹی۔۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔ حرم کو یہ سیاہ بالوں والی شہزادی اس سنہری آنکھوں والے شہزادے کے ساتھ بے حد پیاری لگی تھی۔

ایک نظر بازل شاہ کو جانب دیکھا تھا جو محبت پاش نظروں سے اسے نہار رہا تھا۔ جیسے دیکھ انھیں اپنے سلطان کی شدت سے یاد آئی تھی۔۔

"وعلیکم السلام بیٹا آپ تو بہت پیاری ہیں ماشاءاللہ۔۔"

وہ محبت سے اس کی گال سہلاتے بولیں تھیں۔ وہ شرم سے سرخ ہوتی پلکیں جھکا گئی۔

"تھینک یو آنٹی۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی تھی پھر سدرہ سے بھی ملتے سب ڈائننگ ہال کی جانب بڑھا تھا۔

❤❤❤❤❤

"ہیزی بازی آپ کو میرے ساتھ چلنا ہے آیان ریان مونا مما کو آپ سب کی ذمہ داری پر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔۔ کوئی بھی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ اور شام مہندی کی ساری تیاریاں آیان تمھیں دیکھنی ہے ۔۔لمظ گڑیا ستارہ گڑیا آپ مما کے پاس رہیں۔۔"

سب نے سر خم کیا تھا۔ سوائے بازل شاہ کے جس کی ناراضگی وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔ وہ تحکم بھرے انداز میں سب کو بولتا ہیزل کا ہاتھ تھامتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔

"کم آن بازی۔۔"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولا تھا جس پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے پیچھے چل دیا۔۔

وہ اپنی اپنی گاڑیوں میں پیلس سے نکلے تھے۔۔

"جان ہم کہاں جارہے ہیں۔۔میں تو ابھی تک آپ کی مما سے ملی بھی نہیں مجھے ان سے ملنا تھا۔۔"

وہ آخر میں روہنسا ہوئی تھی۔۔

"آپ مل لیجئے گا میری جاناں پہلے ہم ملکہ کے سلطان کو لے آئیں۔۔"

وہ آج بے تحاشا خوش تھا۔۔ تبھی مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"کیا وہ بابا ہیں آپ کے۔۔"

اس نے کنفرم کرنا ضروری سمجھا۔۔

"ہمم۔۔۔وہ میرے ڈیڈ ہیں۔"

اس کی مسکراہٹ برقرار تھی کیونکہ وہ جانتا تھا جنہیں وہ بارہ سال سے ٹھیک نہیں کر پایا تھے انھوں نے اپنی ملکہ کی ایک جھلک پر حواس میں آجانا تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ حرم محل کے سامنے تھے۔۔ہیزل تو اس محل کی خوبصورتی دیکھ کر دھنگ رہ گئی تھی جو پورے کا پورا سفید تھا۔۔

جس کالون وسیع ارض دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ محل کے فرنٹ پر بڑے بڑے لفظوں میں حرم محل لکھا ہوا تھا۔۔

"جان یہ کتنا پیارا ہے۔۔"
وہ ستائشی نظریوں سے محل کو دیکھتی بولی تھی۔۔
"ہاں یہ ڈیڈ نے مما کی برتھڈے پر مما کو گفٹ کیا تھا وہ اکثر مجھے بڑے بابا یعنی بشیر چچا کے پاس چھوڑ کر مما کو یہاں لے آتے تھے یو نو وہ مما کو کسی سے شیئر نہیں کر سکتے تھے۔۔
انھیں بس اپنی ملکہ ہر وقت اپنے پاس چاہیے ہوتی تھی۔۔"
وہ گاڑی سے اترتا اسے مسکراتے ہوئے بتا رہا تھا۔اور وہ دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔
بازل شاہ نے بھی ستائش سے محل کو دیکھا تھا۔۔
"آجائیں۔۔"
وہ دونوں کو اشارہ کرتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔۔جہاں بشیر احمد ہاتھ میں کھانا لیے سلطان راؤ کے روم سے نکل رہا تھا۔۔
"جان بیٹا کیسے ہیں آپ۔۔"
بشیر کافی دن بعد عالم راؤ کو دیکھ خوشی سے کھانے کی ٹرے وہیں ٹیبل پر رکھتے اس کے گلے لگا تھا عالم راؤ نے خوشی سے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔
"ایک خوشخبری ہے چچا جان۔۔"
وہ مسکاتے لہجے میں بولا تھا۔۔

"کیا خوش خبری ہے بیٹا جلدی سے سناؤ کان ترس گئے ہیں کسی اچھی خبر سننے کو۔۔"

وہ تھکے لہجے میں بولے تھے۔

"پہلے تو ان سے ملیں یہ ہیں آپ کی بہو ہیزل۔۔" وہ ہیزل کو اپنے حصار میں لیتے بولا تھا۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ بیٹا جیتی رہیں۔۔"

وہ ہیزل کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے گویا ہوئے۔

"اور یہ میری جان بازل شاہ اور ہیزل کا بھائی ہے۔۔"

تعارف کروانے پر بشیر احمد بازل شاہ سے بھی ملے تھے۔۔

"کیا ڈیڈ جاگ رہے ہیں۔۔"

وہ سلطان راؤ دریافت کیا تھا۔

"ہاں جھاگ رہے ہیں پر صبح سے عجیب سا بی ہیو کر رہے ہیں۔۔ ذرہ سا بھی تنگ نہیں کیا کھانا میڈیس سب آرام سے کھا لیا اور اچھے سے تیار ہو کر بیٹھے ہیں۔۔

بارہ سال میں یہ پہلی بار ہوا ہے۔۔ اور بس ایک ہی بات بول رہے ہیں کہ وہ آگئی ہے اور وہ اپنی ملکہ کو کسی کو نہیں دیں گے۔۔"

خیرانی سے بولتے آخر میں ان کی آواز نم ہوئی تھی۔۔ عالم راؤ نے خیرانی سے بشیر احمد کی جانب دیکھا تھا کیا کوئی ایسی محبت بھی کر سکتا تھا۔۔ کیا کوئی کسی کو ایسے بھی چاہ سکتا تھا۔۔

کیاوہ جان گئے تھے کہ ان کی ملکہ ان کے قریب ہی تھی۔۔وہ اندر روم کی جانب بڑھا تھا۔
دھیرے سے دروازہ کھولتے وہ سب اندر داخل ہوئے تھے۔۔
سامنے ہی وہ سفید شلوار قمیض میں شانوں پہ اجرک ڈالے آج کچھ کچھ سفید بالوں کو بھی ڈائے کروایا ہوا تھا جو یقیناً بشیر احمد نے کیے تھے۔۔
انھیں لگا وہ بارہ سال پیچھے چلا گیا تھا اس کی آنکھیں بے ساخت نم ہوئیں تھیں۔۔وہ کس قدر پیارے لگ رہے تھے۔
ہیزل کو وہ کہیں سے بھی سلطان عالم راؤ کے ڈیڈ نہیں لگے تھے اسے لگا وہ اس کے بڑے بھائی ہیں شاید
۔۔
عالم راؤ بلکل اپنے ڈیڈ کی کاپی تھا۔بازل شاہ کے لب مسکرائے تھے وہ شاید آج کل کے لڑکوں کو بھی مات دیتے تھے یقیناً اگر وہ ملکہ تھیں تو وہ بھی ساحرِ سلطان تھے۔۔وہ مبہوت ہوا تھا۔
وہ جوانی میں بھی بے حد شاندار تھے اس کے ڈیڈ سلطان راؤ نے کافی مرعوب تھے۔اور آج وہ بھی ہو گیا تھا۔
"میرے ڈیڈ جنہوں میری مم کہ سوا کچھ یاد نہیں بازی۔"
وہ بازل شاہ سے کہتا ان کی جانب بڑھا۔
"بڈی۔۔۔"

عالم راؤ نے دھیرے سے انھیں پکارا تھا۔وہ جو اپنی ملکہ کی تصویر سے باتوں میں مگن تھے عالم راؤ کی پکار پر مڑے تھے۔

"جان تم آگیے۔۔کیا تم میری ملکہ کو لے کر آئے۔۔"

انھوں نے پر جوش انداز میں پوچھا تھا۔۔

"ہاں وہ مل گئی ہیں۔۔اور آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔

"کیا وہ میرا انتظار کر رہی ہے۔۔وہ یہاں کیوں نہیں آئی میں بھی تو انتظار کرتا ہوں روز۔۔پر وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی جانتا ہوں۔"

وہ کچھ مایوس ہوئے تھے۔

"نہیں ایسا نہیں ہے انھیں نے ہی تو ہمیں بھیجا ہے۔۔"

ہیزل نے ان کی جانب آتے کہا تھا۔۔سلطان راؤ نے پلکیں جھپکئے اسے دیکھا تھا۔۔

"تم کون ہو؟ کیا کوئی فیری ہو۔۔"

وہ معصومیت سے بولے تھے۔

"جی ڈیڈ یہ فیری ہے آپ کے جان کی۔۔"

عالم راؤ نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔وہ پل میں سرخ ہوئی تھی۔

"تواب آپ چلیں گے نہ ہمارے ساتھ سلطان ڈیڈ۔۔"

وہ انھیں قائل کررہی تھی۔

" اوکے تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔۔پر میں اس سے ناراض ہوں جلدی نہیں ماننے والا اس بار اور تم میری فرینڈ ہو اس لیے اس کے پاس نہیں جاؤ گی۔۔"

وہ مانتے ہیزل سے بولے تھے جس پر وہ تیزی سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"آپ میرے بھیو سے بھی دوستی کرلیں پھر ہم مل کر سب کو جلائیں گے۔۔"

وہ بازل شاہ کا ہاتھ تھامتی اسے سلطان راؤ کے سامنے لاتی بولی تھی۔۔

"کیسے ہیں آپ۔۔"

وہ ان کے ہاتھ عقیدہ سے اپنے لبوں سے لگاتے ملائمت سے دریافت کررہا تھا۔

"اب اچھا ہوں۔۔ ملکہ آگئی ہے نہ۔۔"

وہ کسی معصوم بچے کی طرح خوش ہوئے تھے۔۔بازل شاہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھری تھی وہ کیسے نہ اسے عزیز ہوتے وہ عالم راؤ کے بابا تھے اس کے جان کے بابا۔۔۔

جس نے اسے جینا سکھایا تھا۔۔جو سولا سال کی عمر میں پندرہ سالہ بچے کی کو کسی باپ کی طرح سنبھالتا تھا

۔۔

اگر لمظ ابراہیم اس کی جان تھی تو وہ اس کی روح تھا۔۔جان سلطان تھا تو بازل شاہ تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ بشیر احمد اور سلطان راؤ کو وہاں سے لے کر راؤ پیلس کے لیے نکلے تھے۔۔"

♥♥♥♥♥

ماضی۔۔!

نکاح کی رات سلطان راؤ کی بے باکیوں پر وہ اس رات کے بعد وہ اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔۔

ابھی بھی کالج سے آتی بڑے پر سکون انداز میں گانا گناتی آ رہی تھی۔۔

میں تیرے عشق میں مر نہ جاؤں کہیں۔۔

تو مجھے آزمانے کی کوشش نہ کر۔۔

بیگ وہیں ہال میں صوفے پر پھنکتی وہ اپنے آپ میں مگن اپنے روم کی جانب بڑھ رہی تھی کہ سلطان راؤ نے پیچھے سے اس کا ہاتھ تھامتے ایک جھٹکے میں اسے دیوار سے پن کیا تھا۔۔

اس اچانک ہوئی افتاد پر اس سے پہلے کے وہ چیختی سلطان راؤ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

وہ پھٹی آنکھوں سے اپنے سامنے سلطان راؤ کو دیکھنے لگی جس نے اس کا ہاٹ اٹیک کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔

دل بری طرح سے لرز رہا تھا۔۔

"کس کے عشق میں مرنے کا سوچ رہی ہیں میری جان۔۔۔ کیا زیادہ شوق ہو رہا ہے مرنے کا۔۔ تو کیوں نہ میں اپنے طریقے سے آپ کی خوبصورت سی جان نکالوں۔۔"

وہ اس کے کان کی لو کو انگلی سے نرمی سے چھوتے سرگوشی میں بولا تھا۔۔وہ جھرجھری سی لے کر رہ گئی
۔۔

"وو۔۔۔وہ میں۔۔۔"
وہ خلق تر کرتے بمشکل بولی تھی پر اس سے اگے آواز حلق سے برآمد ہونے سے انکاری ہوئی تھی۔۔
"وہ میں سے اگے کیا جانم عاشقی۔۔"
وہ دھیرے سے دوپٹہ اس کی گردن سے سرکاتے اپنی واہیانہ نظروں اس کی سراخی دار گلداز گردن پر ٹکائے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا وہ اس کے عمل پر کپکپائی تھی۔
"مم۔۔۔مجھے نن۔۔۔نہیں پتہ پلیز۔"
وہ رو دینے کو ہوئی۔۔
"شش۔۔۔خبردار جو ایک بھی موتی ضائع کیا تو۔۔"
وہ درشتی سے گویا ہوا تھا وہ سہمتی پلکیں جھپکیئے اپنے آنسو اندر کو دھکیلنے لگی۔وہ اس طرح کرتے اتنی پیاری لگی تھی۔
کہ وہ اس کی نم پلکوں پر جھکتا اس کے آنسو اپنے لبوں میں جزب کر گیا وہ اس کے لبوں کا دہکتا لمس محسوس کرتے اپنے دوپٹے کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

دل یکبارگی سے دھڑکا تھا۔ سانسیں بری طرح سے الجھی تھیں۔۔وہ مدہوش ہوتا اس کے عارضوں پر بھی اپنا لمس مہکانے لگا کس قدر دلفریب قربت ہوتی ہے محبوب کی جو آپ کو ہوش و خرد سے بیگانہ کر دیتی ہے۔۔

"پپ۔۔۔پلیز کک۔۔۔کوئی آجج۔۔۔جائے گا۔۔"

بمشکل خلق سے سے آواز برآمد ہوئی تھی۔۔

" آپ صرف میری فکر کریں جانم عاشقی۔۔۔اپنے سلطان کے ہوتے اس کی ملکہ کو کیا کوئی ڈر ہونا چاہیے۔۔"

وہ اس کے چہرے سے لٹیں ہٹاتے ملائم سرگوشی میں بولا تھا حرم کی ٹانگیں بری طرح سے کپکپا رہیں تھیں اسے لگا وہ ابھی گر جائے گی۔۔

"سلطان۔۔۔میں گر جاؤں گی پلیز۔"

وہ پھر سے رونے کو ہوتی نم لہجے میں بولی تھی۔ سلطان راؤ نے جھکتے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا۔۔

وہ حیا سے اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔

سلطان راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔۔اس کے روم میں آتا وہ اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتا اس کے قریب ہی بیٹھتا اس کے ارد گرد ہاتھ رکھتے جھکا تھا۔۔

حرم کی پھر سے جان پر بنی تھی۔۔

"آ۔۔۔آپ جج۔۔۔جائیں اب پلیز۔۔"

وہ منہ دوسری جانب موڑتے سختی سے آنکھیں میچے بولی تھی۔۔اس کے گردن موڑنے پر ابھرتی بیوٹی بون پر سلطان راؤ کی آنکھیں مدھوشی سے سرخ ہوئیں تھیں۔۔

وہ شدت سے جھکتا اس کی بیوٹی بون پر جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا وہ نازک جان تڑپتی مچل اٹھی تھی سانس بری طرح سے آکھڑا تھا۔۔گردن پر جیسے کوئی انگارے چھونے کا گمان ہونے لگا تھا۔۔

"دل کی کیفیت عجیب سی ہونے لگی تھی۔۔

وہ سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے مزید خود کے قریب کر گیا۔

رکتی سانسوں پر وہ بے جان سی ہوئی تھی تبھی سلطان راؤ اس معصوم پری پر رحم کھاتا اسے آزادی دیتا ایک بار پھر سے اس کی شہ رگ پر جھکتا پر شدت لمس چھوڑ گیا۔۔

وہ گھہرے گھہرے سانس بھرتی رونے لگی تھی۔۔سلطان راؤ کو خود پر غصہ آیا تھا۔۔وہ نرمی سے اسے اٹھاتا اپنے سینے میں بھنیچتا اس کی پشت سہلانے لگا۔۔

"سوری میری جان۔۔۔پر میں کیا کروں دور نہیں رہ سکتا اب آپ سے آپ کی دوری اب سلطان کی موت ہے۔۔

اور آپ کی طلب میری سانسیں تنگ کرنے لگی ہے۔۔۔کیوں ہیں آپ اتنی نازک میری ملکہ ۔۔۔اپ کا سلطان تو پاگل ہے آپ کے لیے کیسے برداشت کر پائیں گی میری الفت و دیوانگی۔۔"

وہ جنونیت سے بولتا اسے مزید سہما گیا تھا۔۔

"آپ برے ہیں سلطان میری جان نکال دی میں اب بات نہیں کروں گی آپ سے۔۔"

وہ روندھی آواز میں بولی تھی۔۔سلطان راؤ نے نرمی سے اس کے بالوں پر لب رکھا تھا۔۔

"تو آپ بھی تو برا کرتی ہیں نہ میرے ساتھ۔۔۔"وہ بھی شکوہ کناں ہوا۔۔

"مم۔۔۔میں نہیں کرتی کچھ بھی۔۔"

وہ اس کی شرٹ پر ناک صاف کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔

"آپ بھاگتی ہیں مجھ سے۔۔خود کو چھپاتی ہیں مجھ سے۔۔میرا دل تڑپتا ایک آپ کی ایک جھلک دیکھنے کو ۔۔پر آپ کو اچھا لگتا ہے اپنے دیوانے کو تڑپانا۔۔"

وہ پر اذیتی سے بولا تھا وہ لب بھینچ گئی۔اس نے ایسا تو کچھ نہیں کیا تھا وہ تو بس خود بچ رہی تھی۔وہ کچھ نہیں بولی تھی۔

اس کے شکوے بجا تھے پر وہ اس کی اسی دیوانگی سے ہی تو ڈرتی تھی۔۔

"آپ بس جائیں اب پلیز۔۔۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے پرے دھکیلتی کچھ توقف کے بعد بھرائی آواز میں بولی تھی۔۔

" اوکے رو نہیں آپ میری ملکہ ۔۔۔میں جارہا ہوں پر اگر آپ نے دوبارہ سے اپنے دیوانے کو اپنے دیدار سے محروم کیا تو اس بار سلطان راؤ یہ نہیں دیکھے گا کہ آپ صرف سولہ برس کی ہیں اپنی ساری محرومیوں کا بدلہ آپ کی جان یہاں تک لا کر لوں گا یقین جانے۔۔"

وہ ایک بار پھر سے جنونی ہوتا اپنے لفظوں میں اس کی جان نکال گیا پر اس کے انگوٹھے کا لمس اپنے بلائی لب پر محسوس کرتے وہ جی جان سے لرزی تھی ابھی تو وہ ظالم ساحر اس کی جان نکال گیا تھا کیا وہ پھر سے اسے امتحان میں ڈالنے کا سوچ بیٹھا تھا۔۔

اس کی کرسٹل گرے آنکھوں کا لمس وہ اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتی لب بھینچتی نفی میں سر ہلانے لگی سلطان راؤ کی خمار سے سرخ ہوتی آنکھوں میں شرارت سی اتری تھی جو خاصی شر انگیز تھی۔۔

" آپ کو لگتا ہے آپ مجھے اس جام سے سیر اب ہونے سے روک سکتی ہیں۔۔۔بشر طیکہ یہاں تو پورے کا پورا مے خانے ہی سلطان راؤ کے نام ہے۔۔"

وہ اس کی ویسٹ کو تھامتا اسے اوپر کو اٹھائے اپنے مقابل کر گیا۔۔وہ بوکھلاتی اس کے شانوں کو دبوچ گئی دل میں جیسے کوئی بوچھال سا بھرپا ہوا تھا۔۔

"پلیز۔۔اب نہیں مم۔۔۔۔مجھے کچھ ہو جائے گا آپ بے رحم بن رہے پھر سے۔۔"

وہ اس کی گردن کے قریب سے شرٹ کو دبوچتے نڈھال ہوتی بولی تھی۔۔

" آپ کو کیوں لگتا ہے سلطان راؤ کی محبت اس کا عشق کو نقصان دے گا کیا سلطان راؤ کے عشق پر کوئی شک ہے آپ کو ملکہ۔

ابھی اتنی بے رحمی بھی نہیں اتری میرے لمس میں کہ آپ کے لرزتے دل کو نظر انداز کر دے جو اس وقت سلطان راؤ کے سینے کی طے میں طوفان بھرنے کی ناتواں کوشش میں ہے پر یہ نازک سی کوششیں بھی بہت بھاری پڑ رہی ہیں اس فولادی سینے پر ملکہ ۔۔۔ آپ کہیں کوئی سحر تو نہیں پھونک رہیں نہ اس بے بس عاشق پر۔۔"

وہ اس کی ناک سے ناک جوڑتا اس کی سانسوں کو انہیل کرتے مدہوشی سے بولتا حرم کی جان نکالنے لگا وہ اس کی بہت سی معنی خیز باتوں کو سمجھ نہیں پاتی تھی پر اس کا خمار الودہ بھاری لہجہ اس کے وجود پر ایک عجیب سا سحر طاری کر دیتا تھا۔۔

" یا کوئی اسم متر پھونکتی ہیں یہ بندہ مٹھی میں رہے۔۔"

وہ مسکاتے لہجے میں شرارت پر اترا تو وہ روہنسا ہوتی نفی میں سر ہلا رہی تھی ایک تو اس کی حد درجے قربت اس کی جان سلگا رہی تھی اس پر اس شخص کی خرافاتی باتیں توبہ!

" میں کچھ نہیں کرتی سچی اب چھوڑ دیں مجھے مما آواز لگا رہی ہیں"

اس نے خود کے حق میں صفائی دیتے بچوں کی طرح بہانا بنایا۔۔ وہ بولتے اتنے پیارے پیارے منہ کے زاویے بنا رہی تھی کہ وہ بے اختیاری میں اس کے ملائم رخسار پر جھکتا اپنے ہونٹوں کا لمس ثبت کر گیا وہ

اس کے حصار میں ساکت ہوئی تھی۔۔ کس قدر دیوانگی بھرا احساس تھا وہ جیسے اپنے لب ہٹانا بھول گیا اور وہ نازک جان سانس لینا۔

ایک۔۔۔ دو۔۔۔ اور پھر تین نا جانے کتنے ہی لمحے بیت گئے نہ تو وہ دور ہوا نہ وہ مزاحمت کر پائی۔

کیا کوئی اتنی محبت بھی کر سکتا تھا کسی سے کہ مقابل اس کے شافی لمس پر سانس لینا تک بھول جائے۔ اسے یاد تک نہ رہے کہ وہ کون ہے۔

اس میں بس وہ ہی وہ رہ جائے اس کے لمس میں اتنی تاسیر ہو کہ وہ مقابل کو دل تک محسوس ہو۔۔

ہاں ایسا ہوا تھا آج حرم کے ساتھ۔۔۔ وہ محسوس کر پائی تھی آج سلطان راؤ کے لمس کو دل میں اترتا۔

اس آج معلوم ہوا تھا کہ دل کا کام صرف خون کو پمپ کرنا ہی نہیں وہ جب کسی ایک کہ لیے دھڑکتا ہے تو وہ کوئی بہت خاص بن جاتا ہے۔۔

تو وہ خاص تھا حرم کے لیے۔۔ ہاں سلطان راؤ خاص تھا حرم کے لیے پر وہ نازک سی نومولود کلی ابھی اپنے جذبوں سے کچھ خاص واقف نہ ہوئی تھی۔

وہ تو بس اسے خاص نسبت کر رہی تھی جو اس کے دل کو اپنا لمس پہچانے میں کامیاب ٹھہرا تھا۔۔

وہ اپنے پہلو میں اٹھتے شور پر آنکھیں سختی سے میچ گئی رخسار اس کے مسلسل لمس پر اب جلنے لگا تھا پر بخدا وہ اسے دور نہ کر سکی۔

تبھی وہ اس پر رحم کھاتا اس کے دل کو اپنے لمس کی قید سے آزادی دیتا سرور سا آنکھوں میں سموئے سر اٹھا کر اس اپسرا کو تکنے لگا جو اس کا جینا محال کر رہی تھی اب۔۔

"وہ لمحہ کس قدر پاگل کر دینے والا ہو گا ملکہ جب آپ سلطان راؤ کے عشق میں پور پور ڈوبتی روبرو ہو کر اس دل پر ہاتھ رکھ کر اس کے سالوں کی تڑپ کا ثمر دیتے سلطان راؤ سے اپنے عشق کا قرار کریں گی۔ سلطان راؤ تو اس ایک لمحے میں پوری زندگی قید کر لے گا جانم عاشقی۔۔"

وہ بولتا کوئی دیوانے سے کم نہ لگا حرم کو کیا وہ اتنی اہم تھی۔وہ اس کے حیرانی سے تکنے پر اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

شاید وہ معصوم کے دل کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔۔ تبھی نرمی سے اسے بانہوں میں بھرتا نرمی سے کسی کانچ کی گڑیا کی مانند بیڈ پر ڈالتا اس پر بلینکٹ ڈالتا نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتا روم سے نکل گیا۔۔وہ آنکھیں موند گئی کیونکہ اس ساحر کے سحر میں وہ مزید گرفتار ہونے سے ڈر گئی تھی۔۔

♥♥♥♥♥

"حرم کچھ کو عقل سے کام لو لڑکی اب شادی شدہ ہو تم"

وہ کچن میں کھڑیں اس سے سلطان راؤ کی پسند کی کھیر بنوا رہیں تھیں پر سل بٹے پر چاول پیسنا بے انتہا مشکل تھا وہ ننھی سی جان کے بازو دکھنے لگے تھے تبھی اس کی آنکھوں میں اب نمی چمکنے لگی تھی۔

پر وہ بھول بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ پہلے ہی ساجدہ بیگم اس پر تپی ہوئیں تھیں۔

وہ اپنے آنسو بچوں کی طرح اپنے آستینوں سے صاف کرتی کام میں جھٹ گئی۔

سلطان راؤ جو اپنی ملکہ کو ڈھونڈتے ہوئے کچن میں آیا تھا اسے روتا دیکھ دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ یہاں۔"

وہ اس کے ہاتھ سے بٹا لیتے بنا ساجدہ بیگم کی پرواہ کرتے اس کے دونوں ہاتھ دیکھنے لگا جو شدید سرخ ہو رہے تھے۔

"منع کیا تھا نہ میں نے کہ آپ کوئی کام نہیں کریں گی پھر کیوں ہاتھ لگا دیکھیں کیا حال کر لیا اپنے ہاتھوں کا میری ملکہ۔"

اس کے سرخ ہاتھ دیکھتے اس کے دل میں انی سی چبی تھی۔اس کی زرہ سی توجو پر آنسو ٹوٹ کر بل بل اس کے گلاب رخساروں پر بکھرے تھے۔ساجدہ بیگم سر تھام کر رہ گئی۔

"میں نے کہا تھا سلطان بیٹا میں چاہتی تھی یہ آج تمھارے پسند کی کھیر بنائے پر کیا کروں اس پھوہڑ لڑکی کا۔"

وہ آخر میں اسے ملامت کرنا نہ بھولیں۔

"مجھے نہیں کھانی کوئی کھیر چچی ماں جو میری ملکہ کی تکلیف اٹھا کر بنانی پڑے"

وہ اس کی نازک ہتھلیاں اپنے پوروں سے سہلاتے بولتا کچھ تکلیف میں لگا تھا۔وہ کہاں دیکھ سکتا تھا اپنی ملکہ کو تکلیف میں۔

حرم رونا بھول کر سرخ ہوئی تھی ساجدہ بیگم کے سامنے اس کی حرکت پر جو دیدادلیری سے اس کے ہاتھوں کو تھامے کھڑا۔

"جو دل میں آئے وہ کرو۔۔ ارے پھول ہے کیا جو ٹوٹ جائے گی ذرہ سے کام پر"

وہ غصے سے بڑبڑاتی وہیں سے نکل گئی۔

♥♥♥♥♥

حال

(حرم & سلطان راؤ سپیشل)

"سدرہ یہ کیا کر رہی ہیں"

وہ جو پہلے لمظ کے کہنے پر میرون لباس پہن گئیں تھیں۔ جو لانگ فراک چوڑی دار پاجامے اور ساتھ میرون ہی دوپٹے پر مشتمل تھا۔۔

اب وہ اور ستارہ اس کے بالوں اور چہرے کو سنوارنے کو لگیں تھیں سدرہ مسکراتی ان کی جانب دیکھتی بس مسکرا رہی تھی۔۔

وہ خوش تھی کہ آخر اس کی پری کو بھی اس کی خوشیاں اس کا سلطان ملنے والا تھا۔۔

"مانا کہ آپ ابھی بھی ہمیں مات دینے کا ہنر رکھتی ہیں پریٹی لیڈی بٹ ایسا بھی تو سوچیں نہ کہ آپ کے محبوب ایک طویل وقفے کے بعد آپ تک آنے والے ہیں ہم چاہتے ہیں وہ ایک بار پھر سے آپ پر فدا ہوتے نئے سرے سے آپ کے عاشق بن جائیں۔۔"

لمظ ابراہیم کی شوخیاں بھی آج کہیں سے اُمڈ اُمڈ کر باہر آ رہیں تھیں۔۔ وہ تھیں ہی اتنی پیاری کہ اسے لگا تھا وہ لڑکی ہوتے ہوئے بھی ان پر عاشق ہو گئی ہے۔

حرم کے چہرے پر ایک طویل خزاں کے بعد اپنے محبوب سے ملن کا نور اترا تھا پر ایک عجیب سا خوف ستائے جا رہا تھا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے گا۔۔
ابھی تو بہت سے ڈر تھے کیا وہ اب بھی حرم سے پہلے جیسی محبت کرے گے وہ تو اسے مرا ہو تسلیم کر چکے ہوں گے پھر اس کے زندہ ہونے پر کیسا ری ایکٹ ہو گا۔
"لمظ میم وہ لوگ آ گئے۔۔"
ماریہ نے روم میں آتے اسے مسکراتے اطلاع دی تھی حرم کی سانسوں پر جیسے ہر لمحہ عذاب گزرا تھا اپنے سلطان کی دوری پر وہ اٹھتی پر بات بھلائے باہر کو بھاگی۔۔
وہ جو ہال کا ڈور عبور کرتے اندر داخل ہوا تھا وہ سیڑھیوں کے اوپر سے انھیں دیکھتی سب کو نظر انداز کرتی بس ایک شخص کو دیکھے گئی۔
جو سفید لباس پہنے شانوں پر اس کی پسندیدہ سیاہ اجرک ڈالے سرخ و سفید رنگ پر بیرڈ میں اب کچھ بال گرے نظر آنے لگے تھے جو باخدا ان کی وجاہت کو مزید بڑھا گئے تھے آنکھیں تھیں کہ سراب ہونے کو تیار ہی نہ تھیں۔۔
ہاں کچھ بدلا تھا وہ تھے اس شخص کے جھکے کندھے ان کے چلنے کا انداز اور آن کے چہرے کا غرور وہ روب و شان کچھ بھی تو نظر نہیں آیا تھا حرم کو بلکے ان کے چہرے پر تو بچوں کی سی معصومیت تھی۔۔وہ ٹھٹکی تھی۔

"سلطان"

لب بری طرح سے کپکپائے تھے پر ایسا کیسے ہو سکتا تھا وہ اس شخص وہ دل میں بھی پکارتی اور وہ نہ سنتے ۔۔ حرم کے لبوں سے نکلی سرگوشی کسی اور کی سماعت تک پہنچی ہو یا نہ پہنچی تو سلطان راؤ تک پہنچ گئی تھی وہ اپنے دل کی ہل چل پر نظریں اوپر کو اٹھائیں تھیں اور وہیں ساکت ہو کر رہ گئی آنکھوں سے نیر بہتے خود بخود ان کا چہرہ بھگونے لگے تھے عالم راؤ نے چہرہ موڑتے اپنے آنسو کو خود سے بھی چھپایا تھا ۔۔ کیونکہ درد حد سے سوا تھا۔۔

سانسیں بری طرح سے سینا نوچنے لگیں تھیں ہیزل بھی بازل شاہ کے سینے پر سر رکھتی پھوٹ کر رو دی۔۔

بازل شاہ نے اس جان لیوا منظر سے نظریں چرائیں تھی وہ تو جانتی بھی نہیں تھیں کہ ان کے جانے کے بعد ان کا سلطان کیا سے کیا بن گیا تھا۔۔ کیا کوئی ایسا عشق بھی کر سکتا تھا کہ محبوب کی دوری انسان سے اس کے حواس ہی چھین گئی۔۔

اور سلطان راؤ تو سب کچھ بھلائے بس اپنی ملکہ کو دیکھے گئے جو آج بھی ویسی ہی تھی بارہ سال تو انھیں چھو کر بھی نہ گزرے تھے جیسے ۔۔ وہی نازک سی کامنی سی سلطان کی ملکہ نیلی آنکھوں میں ڈھیر ساری نمی لیے انھیں دیکھتی ہاں وہ ان کی ملکہ ہی تھی۔۔ وہی تو تھی ان کی زندگی کا حاصل ان کا سب کچھ۔۔

"ملکہ"

بہت دھیرے سے لب ہلے تھے۔ اور ایسا ہو سکتا تھا حرم تک بھی ان کی پکار نہ پہنچ پاتی وہ روتی ہوئیں تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی وہی پرانی حرم بنتی بھاگتی ان تک پہنچاتی ان سے لپٹ گئی۔۔

اور وہ بھی اپنے بانہوں واکئے انھیں اپنی بانہوں میں بھینچ گئے۔۔ اور پھر جو وہ دھاڑے مار مار کر روئیں اپنے نقصان پر۔ سب کے سب رو دیے۔۔

لمظ اور ستارہ کی تو رو رو کر ہچکیاں بندھ گئیں مونا عالم راؤ کے بازو پر سر ٹکائے رو رہی تھی ہیزل تو بس بے ہوش ہونے کو تھی۔۔

"مم۔۔۔ میری ملکہ تت۔۔۔ تم کہاں چلی گئی تھی اپنے سلطان کو چھوڑ کر۔۔۔ تمھیں پتہ ہے نہ مجھے نہیں اچھا لگتا جب تم چھوڑ کر جاتی ہو۔۔ جانتا ہوں محبت نن۔۔۔۔ نہیں کرتی پر میں تو۔۔۔ کرتا ہوں نہ بہت سارا عشق۔ اب نہیں جانے دوں گا"

وہ اس کے ایک ایک نقوش کو اپنے کپکپاتے ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں سے چھوتے بچوں کی سی معصومیت سے بولتے حرم کو حیرت میں دھکیل گئے۔ وہ بری طرح سے خوف میں مبتلا ہوئیں۔

" تمھیں پتہ ہے احمد بھی اب برا ہو گیا ہے۔۔ مجھے اتنی کڑوی کڑوی دوایاں دیتا ہے اور وہ گندے گندے سوپ بھی دیتا ہے مجھے پی کر بلکل مزہ نہیں آتا۔۔ تم اس سے بات مت کرنا اب۔۔"

وہ بولتے انھیں مزید غمِ و درد میں مبتلا کر گئے۔ انھوں نے عالم راؤ کی جانب حیرانی سے دیکھا تھا وہ اذیت سے اٹی آنکھیں کو میچ گیا۔۔

پتہ نہیں حرم جب سے تمھیں پایا ہے ہر وقت ڈر سا لگا رہتا ہے کہ اگر تم مجھ سے دور ہو گئی تو کیا کروں گا میں۔۔۔ یہ سوچ ہی میری جان نکال لیتی ہے۔۔۔ کیسے جی پاؤں گا میں۔ میں تو تمھیں کچھ پل نہ دیکھو تو جان سی جانے لگتی ہے۔۔۔ دھڑکنے رکنے لگتی ہیں۔ میں نہیں رہ سکتا تم بن جانم اگر کبھی مجھ سے میرے جنون سے تنگ بھی آ جاؤ تو خدارا مجھے محروم مت کرنا خود سے اپنا غلام سمجھ کر بس تھوڑی سی جگہ دے دینا اپنے پہلو میں۔۔ میں ساری عمر اسی پر گزارہ کر لوں گا پر تمھاری محرومی سلطان کے حواس چھین لے گی حرم۔"

ماضی میں کہے سلطان کے وہ بے قرار الفاظ اسے اپنی سماعت میں سنائی دیے تھے۔۔

تمھاری محرومی سلطان کے حواس چھین لے گی حرم۔"

تمھاری محرومی سلطان کے حواس چھین لے گی حرم۔"

ہر طرف بس اسے سلطان راؤ کی آواز سنائی دینے لگی تو کیا سچ ہو گیا تھا اس کا کہا۔۔

"نہیں۔۔۔۔ اللہ"

وہ ہزیانتی ہوتیں چلائیں تھی۔ بشیر احمد جو ابھی اندر داخل ہوا تھا حرم کو دیکھ آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔ اس کی زخمی درد بھرے احتجاج پر عالم راؤ کا دل پھٹنے کے قریب ہوا تھا سلطان راؤ بھی خود سے دور جاتی حرم پر تڑپتے ان کی جانب بڑھے جس پر وہ ان سے دور ہوئی تھی۔

"آپ مم۔۔۔ مجھ سے دور کک۔۔۔ کیوں جا رہی ہیں ملکہ۔۔"

وہ تڑپے تھے شدید۔۔ لہجہ نم ہوا تھا جیسے دیکھتے وہ بری طرح سے ہزیانتی ہوئی تھی۔۔

"اللہ کیسی بدنصیب ہوں میں۔۔۔ میری محبت میری سلطان کا دل نوچ گئی۔۔ اسے برباد کر گئی"

وہ ہزیانتی ہوتی چلاتے اپنے نقصان پر ماتم کناں ہوئیں تو عالم راؤ نے بڑھ کر انھیں اپنی بانہوں میں بھر

۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا مما۔۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپ مل گئیں ہیں نہ تو آپ کا سلطان پھر سے آباد ہو جائے گا۔۔ ایسا مت کریں۔۔"

وہ انھیں خود میں بھینچتا درد سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔۔

وہ عالم راؤ کی گرفت کو جھٹکتی سلطان راؤ کی جانب بڑھی جو اسے روتے دیکھ اپنی آنکھیں نم کرتے اسے ہی دیکھ رہے تھے کچھ سہمے بھی لگے انھیں۔۔ وہ ان کے قریب آتیں ان کے گریبان کو دبوچ گئی۔۔

"کیوں۔۔۔ کیوں کیا آپ نے ایسا سلطان کیسے خود کو کھو دیا آپ نے یہ جانتے بھی کہ آپ کی حرم کس قدر نازک دل ہے۔۔ پھر بھی۔۔ پھر بھی مجھے مارنے کو سامان کر لیا."

وہ کچھ بھی سمجھ نہیں رہے تھے پر ان کی آنکھوں میں آنسو انھیں تکلیف دے رہے تھے تبھی نرمی سے حرم کے آنسو اپنے پوروں پر چننے لگے۔۔

"مجھے درد ہو رہا ہے ملکہ یہاں پر آپ جب جب روتی ہیں بہت ہوتا ہے۔۔ آپ روئیں نہیں میں نے آپ کے لیے بہت ساری پینٹنگ بنائی ہیں سب آپ کو دے دوں گا"

وہ نم آنکھوں زخم زخم لیے انھیں دیکھ رہیں تھیں جب وہ اس کے آنسو صاف کرتے پر نم لہجے میں بولے تھے۔۔

"آج اگر درد بکتے تو شاید حرم سے زیادہ اس دنیا میں کوئی امیر نہ ہوتا سلطان۔۔کاش کہ یہ غم یوں فرض نہ کر دیے جاتے ہمارے حصے میں۔۔

تو آج آپ کی ملکہ آپ کو بتاتی کہ جو پوری عمر آپ کو بتا نہیں پائی۔۔۔سب راز کھول دیتی کہ کیا ہیں آپ میرے لیے۔۔ آپ کی چاہت آپ کا عشق تو امرت بن کر مجھے اتنے درد میں بھی زندہ رکھے ہوئے تھا۔۔۔"

وہ اس کی کرسٹل گرے آنکھوں دیکھی پر اذیت لہجے میں بولتی آخر میں ان کی گال پر ہاتھ رکھتے نم آواز میں بولی تھی۔۔

آیان ملک ریان ملک کے شانے پر سر رکھتے رو دیا تھا۔۔کیا کوئی ایسی تکلیف میں بھی زندہ رہ سکتا تھا۔

سدرہ کا تو اب برا حل تھا وہ سیڑھیوں پکڑے وہیں بیٹھتی زارو قطار رو رہیں تھیں۔بشیر احمد کی آنکھیں نم تھیں۔کیا خدا یوں بھی معجزے دیکھاتا ہے.

" ملکہ آپ روئیں نہیں۔۔اگر آپ کو کچھ چاہیے تو بتائیں مجھے میں لے آتا ہوں کیا آپ کو بھوک لگی ہے۔۔۔"

ان کا عصاب سمجھ نہیں پارہا کہ وہ کیوں اتنا شدید رو رہی ہے۔۔بس اتنا سمجھ آرہا تھا کہ ان کا رونا انہوں بے حد تکلیف دے رہا تھا۔۔ان کی بات پر وہ مزید تڑپتی رو دیں۔۔

" مما پلیز آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔ایسا ظلم تو مت کریں اب اپنے بیٹے پر۔۔۔وہ ٹھیک ہو جائیں گے پرامس سب پہلے جیسا ہو جائے گا ہم سب مل کر خوش رہیں گے۔۔ابھی آپ کو ٹھیک ہونا ہے تا کہ آپ اپنے سلطان کو ٹھیک کر سکیں۔"

ان کی پیشانی پر بار بار بوسہ دیتے انھیں کام کرنے کی کوشش میں تھا۔۔

سلطان راؤ کی آنکھوں میں یہ منظر دیکھتے جیسے خون اترا تھا۔۔وہ تیزی سے ان کی جانب آتے حرم کو عالم راؤ کی گرفت سے کھنچتے اپنے سینے میں بھینچ گئے۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ سب رونا بھول کر ان کی جانب دیکھنے لگے۔۔

" دور رہو تم برے لڑکے میری ملکہ سے۔۔۔وہ میری ہے تم نے کیسے ہاتھ لگایا اسے۔کیسے چھوا اسے ۔۔جبکہ وہ صرف میری ہیں۔۔میں مار ڈالوں کا تمھیں اگر اب قریب آئے"

وہ غصے سے بری طرح سے دھاڑے تھے ایک پل کے لیے سب چونکے تھے ان کے انداز پر جبکہ حرم ہمیشہ کی طرح ان کے غصے پر سہمتی ان کی اجرک کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

جبکہ عالم راؤ کو یہ ایک اچھا سائن لگا تھا ایک پل کو تو اسے لگا وہ بلکل ٹھیک ہو گئے ہیں۔۔

" سس۔۔۔سلطان وہ ہمارا بیٹا ہے۔"

وہ ہوش میں آتیں بوکھلائی تھیں سب کہ سامنے اس قدر استحقاق پر وہ حیاز دہ ہوتیں بولیں تھیں۔۔
کیونکہ سب کی نظریں ان پر تھیں۔وہ جزبات میں بھول ہی گئی تھی کہ وہ ہال میں تھے اور سب وہاں تھے۔۔

"مجھے نہیں چاہیے۔۔۔وہ آپ کو نہیں چھوئے گا ورنہ میں اسے بہت ماروں گا وہ ہمیشہ ایسا کرتا ہے آپ ہمیشہ مجھ سے زیادہ اسے پیار کرتی ہیں۔۔"

بہت بار بولے الفاظ وہ آج پھر سے بولے تھے حرم نے بھی خوشی وہ حیرانی سے ان کی جانب دیکھا تھا کیا انھیں یاد تھا۔

"ٹھیک ہے نہیں لگاتا میں آپ کی ملکہ کو ہاتھ چلیں آئیں پہلے اپنے باقی بیٹوں اور اپنی بہنوں سے ملیں ایک بیٹی بھی ہے آپ کی پیاری سی وہ مونا کی جانب اشارہ کرتے بولا تھا جو نم آنکھوں سے مسکرائی تھی عالم راؤ کی بات پر۔۔

❤❤❤❤❤

سب سے ملتے سلطان راؤ اور حرم کو عالم راؤ نے ان کے روم بھیج دیا جو اس مینشن کا سب سے بڑا اور خوبصورت تھا جیسے عالم راؤ نے اس مینشن کو بنواتے خاص طور پر سلطان راؤ کے لیے بنوایا تھا۔

رات مہندی تھی سب کی تبھی انھوں نے کچھ دیر آرام کا کہا تھا جسے سنتی حرم بے حد خوش ہوئیں تھیں ۔۔

سلطان راؤ بیڈ پر ایک کنارے پر ٹک گئے تھے حرم نے محبت پاش نظروں سے اپنے سلطان کی جانب دیکھا تھا جو اسی کو دیکھ رہے تھے وہ ان کی جانب آئیں تھیں بے حد آہستہ سے ان کی جانب آتیں وہ ہمت کرتی ان کی تھائی پر بیٹھتے ان کی گردن پر بازو حائل کر گئیں جو ان کے لیے آسان نہیں تھا۔۔

پر انھیں ہمت دکھانی تھی اپنے سلطان کو سب یاد دلاتے کے لیے کیونکہ جان کے کہے مطابق ڈاکٹرز کا کہنا تھا بارہ سال سے کسی دوا نے ان پر کوئی اثر نہیں دیکھایا تھا۔۔انہیں وہی انسان ٹھیک کر سکتا ہے جس کی وجہ سے انھوں نے اپنے حواس کھوئے تھے۔۔

اپنی تھائی پر بیٹھی حرم کی جانب دیکھتے وہ نرمی سے ان کی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچ گئے وہ اپنی اوشن بلو آنکھوں سے ان کی کرسٹل گرے آنکھوں میں دیکھتے کچھ خیران ہوئی تھی کیونکہ ابھی ان میں کوئی معصومیت کوئی غیر شناسائی نظر نہیں آئی تھی۔۔

بلکلے ایک دیوانگی نظر آئی تھی جو پہلے ان کے قریب آنے پر سلطان راؤ کی آنکھوں سے چھلکنے لگتی تھی

۔

ایکدم سے ان کے سینے پر ہاتھ رکھتے اٹھنا چاہا پر وہ ان کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتے مزید خود میں بھینچ گئے۔۔

"اس۔۔سلطان"

انتہائی ششدہ ہوتی پکار بیٹھیں۔

"حکم جانم عاشقی"
وہ ان کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں ان کی سماعت میں بولے تھے یہ دوسرا جھٹکا تھا۔۔
"آ۔۔۔ آپ ٹھیک ہہ۔۔۔ ہیں"
وہ بمشکل بول پائی تھی سلطان راؤ کے عنابی لب مسکرائے تھے وہ ان کے کان کی لو کو نرمی سے اپنے لبوں میں دبا گئے۔۔ وہ کپکپائیں تھیں۔۔
"نہیں ابھی نہیں ابھی بہت بے قرار ہوں بہت بے چین ہوں"
وہ سرسراتے لہجے میں بولے تھے۔
"سلطان آپ ٹھیک ہیں نہ آپ ٹھیک ہیں"
وہ خوشی سے پاگل ہوتی ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے بولی تھی۔
"یہ کیا کر رہی ہیں ملکہ آپ کے ہاتھ ٹھنڈے ہیں۔"
وہ پھر سے اسی روپ میں آتے معصومیت سے بولے تھے وہ خیران در خیران بری طرح سے الجھیں تھیں۔ وہ بری طرح سے رودیں تھیں ان کے سینے پر سر رکھتیں۔۔
" مت کریں سلطان ایسا میرے ساتھ ورنہ آپ کی ملکہ کو کچھ ہو جائے گا۔۔ آپ جانتے ہیں نہ بہت نازک سی ہے آپ کی ملکہ۔۔ آپ کی یہ سنگ دلی برداشت نہیں کر پائے گی"

وہ ان کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے عنابی لبوں سے چھوتے پر اذیتی سے بولیں تھیں سلطان راؤ سختی سے آنکھیں میچتے گئے۔

"مجھے نیند آ رہی ہے"

وہ انھیں خود سے دور کرتے بیڈ پر جا کر لیٹ گئے تھے حرم نے بمشکل اپنی سسکیاں کو اپنے اندر دبایا تھا

۔

"سلطان یہ بہت زیادہ ہے مجھ سے منہ تو نہیں موڑیں"

وہ ان کے پہلو میں دراز ہوتیں انھیں شانے سے تھام کر اپنی جانب ان کا رخ موڑتے ان کے سینے پر سر رکھتے پر نم لہجے بولیں تھیں سلطان راؤ نے ان کے گرد نرم سا حصار باندھا تھا۔وہ خاموشی سے ان کا سینا بھگونے لگیں۔۔

جبکہ سلطان راؤ نے کای غیر مرائی نقطے پر سر ٹکائی تھی۔

♥♥♥♥♥

"ریان مونا مجھے اس حاکم کی ساری انفارمیشن چاہے۔اس کے کام کے بارے میں وہ کون ہے کیا کام کرتا ہے اس کا کس سے تعلق ہے سب کچھ مہندی کی رسم کے بعد ہم سب شکار کے لئے نکلیں گے ۔۔وقت آگیا ہے سارے رازوں سے پردہ اٹھانے کا ہر مجرم سزا پائے گا"

"آیان یہ مینشن اور سب تمھارے حوالے کیونکہ صدام خان کے غائب ہونے پر وہ لوگ چونکنا ہو گئے ہیں میں مزید نقصان افوڈ نہیں کر پاؤں گا"

وہ چہرے پر سختی سجائے گویا ہوا ایسی ہی سختی ان سب کے چہروں پر بھی تھی کیونکہ انھوں نے بھی تو حساب لینا تھا۔

"اب چلنا چاہیے میں مونا تم نے سارہ (بیوٹیشن جو مونا کی دوست تھی) کو بلوا لیا ہے نہ"

عالم راؤ نے ہال کی جانب بڑھتے مونا سے دریافت کیا تھا۔

"جی بے بلوا لیا ہے وہ روم میں سب کو تیار کر رہی ہیں کچھ ہیلپرز کے سنگ۔۔"

وہ اپنے ٹیب پر کچھ ٹائپ کرتی بولی تھی ساتھ ساتھ وہ جابر خان کی لوکیشن بھی ٹریک کرنے میں جھٹی ہوئی تھی۔

"مونا کچھ پتا چلا یہ جابر خان کس بل میں گھسا بیٹھا ہے"

عالم راؤ نے ایک نظر ہال میں گھماتے اپنی گولڈن ڈول کو ڈھونڈنا چاہا پر پھر یاد آیا کہ وہ تیار ہو رہی ہے۔

"بے اس کی لوکیشن یہاں سے کافی دور ایک ویران جگہ پر شو ہو رہی ہے جہاں ارد گرد جنگل پھیلا ہوا ہے میرے خیال تھا صدام خان کو ڈھونڈے گا پر یہ تو چوہے کی طرح بل میں گھس گیا"

وہ لوکیشن بتاتی استہزائیہ مسکرائی تھی۔عالم راؤ کی آنکھوں میں ایک خطرناک سی چمک ابھری تھی۔

"تو ٹھیک ہے ہم حساب لیں گے. وہ جابر خان تھا مجھے یاد ہے جس نے میری آنکھوں کے سامنے میرے ڈیڈ کو مار میری مم کو رسوا کرنا چاہا انھیں اپنی جان لینے پر مجبور کیا۔۔اسے میرے ہاتھوں مرنا ہے جان ۔یہ حق مجھ سے مت چھننا۔مجھے سکون نہیں آئے کا ورنہ۔"

بازل شاہ اس کے پہلو میں آ رکتے ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں سے درد میں اٹے لہجے میں بولا تھا۔
عالم راؤ نے اسے خود سے لگایا تھا۔
"یہ تمھارا حق ہے بازی جیسے تمھیں سے کوئی نہیں چھینے گا تم ضرور لو گے بدلہ اپنے ماں بابا کا۔"
وہ اسے خود میں بھینچنے اس کا غم اپنے سینے میں جزب کرنے لگا۔
وہ تینوں ایک ہی روم میں تیار ہوئیں تھیں۔ کچھ ہی دیر میں انھیں باہر لے جایا جانا تھا پر ہیزل باہر جانے سے انکاری تھی۔
"ہیزی گڑیا کیوں نہیں جانا چاہتی آپ باہر۔"
حرم نے روم میں آتے بڑے پیار سے پوچھا تھا جو کسی کی بات نہیں مان رہی تھی۔
"حرم مما آپ کو نہیں پتا میرا دل بہت زور سے دھڑک رہا ہے۔۔ آپ کا بیٹا ضرور مجھے آج کھا جائے گا۔ نہیں مجھے نہیں جانا باہر"
وہ روہنسا ہوتی بولی تھی جبکہ اس کی باتیں سمجھتے سب نے ہنسی دبائی تھی۔
"ہیزل میری گڑیا ایسے کیسے چلے گا۔ چلنا تو ہے نہ اور ویسے بھی وہاں سب ہوں گے اور سلطان بھی ان کے ہوتے مجال جو جان میری پیاری سی بیٹی کو کچھ کہہ پائے گا"
وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے اسے قائل کرنا چاہ رہیں تھیں۔ جو کچھ کچھ ہوتا بھی نظر آ رہا تھا۔
"اوکے پر آج رات میں آپ کے ساتھ سوؤں گی"

وہ کپکپاتے معصومیت سے بولی تھی کیونکہ عالم راؤ بازل شاہ اور ریان ملک کا کہنا تھا کہ وہ بلکل بھی اپنی بیویوں سے دور نہیں رہیں گے۔

لمظ اور ستارہ کی آنکھیں بڑی ہوئیں تھیں اس چھوٹی پٹاہا کی چالاکی پر ہنسی الگ سے آئی تھی اس کے کانپنے پر۔

"اچھا ٹھیک ہے"

وہ اپنی ہنسی دباتے رضامند ہوئی تھیں۔

"ارے ایسے کیسے ذرہ خود کو دیکھیں پریٹی لیڈی قیامت ڈھا رہی ہیں ہمارے پیارے ڈیڈ تو پاگل ہی ہو جائیں گے اس روپ پر پھر یہ تو ان کے ساتھ زیادتی ہو جائے گی"

لمظ ابراہیم آنکھیں پٹ پٹاتے حرم کو چھڑنا نہیں بھولی تھی جو آج سچ میں وائٹ اور پنک شرارے میں قیامت ڈھا رہیں تھیں۔

انھوں نے لمظ ابراہیم کو آنکھیں دیکھائیں۔ تو وہ لوفرانہ انداز میں دل تھام گئی۔

"مار لگاؤ کی لڑکی باز آجاؤ"

وہ اسے ہاتھ دیکھاتے مصنوعی خفگی سے بولیں تھیں جس پر وہ کھکھلا دی۔

"ساسوں مما آپ شائے کر رہی ہیں ہائے"

ستارہ نے بھی حصہ ڈالا تھا۔

"بہت بگڑ گئی ہو تم سب اب سب کو تو میرے بیٹے ہی ٹھیک کریں گے"

وہ بولتیں روم سے نکل گئیں اب وہاں خاموشی ہی خاموش تھی کیونکہ سب کو اپنی اپنی پڑ چلی تھی۔

لمظ کی تو ٹینشن ہی الگ تھی کیونکہ بازل شاہ اسے کسی طور بخشنے والا نہیں تھا۔اس کی جنون خیزیاں برداشت کرتے کرتے وہ ادموئی ہو جاتی تھی۔

پر شکر تھا وہ آج رات کے لیے پر سکون تھی کل کی کل دیکھی جاتی۔

تبھی ماریہ جینی اور حرم بھی پھر سے ان کے ساتھ آئیں تھیں انھیں لینے۔۔

♥♥♥♥♥

عالم راؤ بازل شاہ اور ریان ملک نے سفید شلوار قمیض اس پر سب نے ہی ڈل گولڈن واسکٹ پہن رکھی تھی بالوں کو محصوص انداز میں سیٹ کئے ہوئے تھے۔

جبکہ سلطان راؤ بھی سفید شلوار قمیض پہنے سیاہ واسکٹ میں آج جوانوں کو بھی مات دے رہے تھے۔

پر ان کی آنکھیں ہر طرف اپنی ملکہ کو تلاش رہیں تھیں جو ابھی تک انھیں کہیں نظر نہیں آئیں تھیں جس ہر ان کا دماغ اب ابلنے لگا تھا۔

کیونکہ اب وہ انھیں اپنی نظروں سے ایک پل کو بھی دور کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن وہ جانتے بوجھتے انھیں نظر انداز کر رہیں تھیں۔

"یہ لوگ آ کیوں نہیں رہیں ایسی بھی کیا تیاری"

ریان ملک نے جھنجھلا کر کہا تھا۔

"تم تو ایسے اتاولے ہو رہے ہو نہ مجھے تو بچی کے لیے بے حد افسوس ہو رہا ہے جیسے ایسی ترسی ہوئی مخلوق مل رہی ہے"

آیان ملک پیچھے سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے بڑے افسردہ لہجے میں بولا تھا۔ریان ملک نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

عالم راؤ اپنے فون پر لگا کچھ کام میں مگن تھا جبکہ بازل شاہ کی نظریں سامنے انٹرس پر ٹکیں ہوئی تھی۔

شدید سردی کی وجہ سے مینشن کے ہال میں ہی مہندی کا ارینج کیا گیا تھا کیونکہ سب کو ہی اپنی اپنی بیویاں بے حد پیاری تھی۔

تبھی اسے سامنے سے ادیان نقوی اور ان کی بیگم آتے نظر آئے جو ان سب کی جانب ہاتھ ہلاتے انھی کی جانب آرہے تھے۔

ادیان ملک حسبِ عادت بلیک تھری پیس میں سوٹڈ بوٹڈ سا تیار بے حد ہیڈسم لگ رہا تھا بہت سی لڑکیوں نے مڑ مڑ کر اس ساحر کو دیکھا تھا جو ایک ہاتھ اپنی پینٹ کی جیب میں پھنسائے دوسرا ہاتھ مہر کامل کی کمر میں ڈالے چہرے پر تبسم بکھرے چلتا کہیں کا حاکم ہی لگ رہا تھا۔

جبکہ وہ نازک سی پری بلیک ساڑھی میں اپنے دراز بالوں کو کرل ڈالے اگے سے خوبصورت سا سٹائل کیری کیے سرمئی آنکھوں پر سموکی آئیز بنائے ہونٹوں پر لائٹ پیچ گلوز لگائے قیامت ڈھا رہی تھی ہیل پہنے وہ ادیان نقوی کے سہارے چلتی اس کے وجود کا ہی حصہ لگی۔

وہ باری باری اٹھتے سب اس سے گلے ملے تھے۔

"بہت بہت مبارک ہو آپ لوگوں کو اور اس خوشی کے موقع پر مجھ ناچیز کو بھی یاد رکھنے کا شکریہ"

وہ مسکراتے بڑی عاجزی سے بولا تھا۔بازل شاہ نے اس کی آخری بات پر آنکھیں گھمائیں تھی۔

"اتنے تم ناچیز ادیان صاحب"

وہ ٹونٹ کرنا نہ بھولا تو وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"ویسے عالم کون ہے وہ بیچاری جس کی قسمت بازل شاہ دی سڑو کے ساتھ پھوٹی"

اسے شدید مزہ آتا تھا بازل شاہ کو تنگ کرنے میں۔ تبھی موقع ہاتھ سے جانے کیسے دیتا۔

" بلکل ویسے ہی جیسے مہر بھابھی کی تم جیسے مین اور مطلبی انسان کے ساتھ قسم پھوٹی تھی رائٹ"

وہ بھی کہاں کم تھا۔مہر کامل نفی میں سر ہلاتی مونا کے ساتھ ہیزل لوگوں کے روم کی جانب بڑھ گئی۔

"ویسے مزے کی بات بتاؤں برو۔۔۔ جس سے بازی برو کی شادی ہو رہی ہے وہ بھی بازی بھائی سے بے تحاشہ محبت کرتی ہیں"

آیان ملک نے مزے سے آگاہ کیا تھا۔ادیان نقوی نے متبسم ہوتے آبرو اچکاتے داد دی تھی۔

بازل شاہ اور عالم راؤ کی ملاقات ادیان نقوی سے لندن میں ہوئی تھی انھیں ادیان نقوی کے کام کرنے کا طریقہ کافی پسند آیا تھا تبھی وہ ہمیشہ کے لیے اس سے جڑ گئے تھے اور پھر دوستی بھی کافی ہو گئی تینوں

میں پر بازل شاہ کو اس سے عجیب سی چڑ تھی کیونکہ اسے نہیں پسند تھا کہ عالم راؤ اس کے سوا کسی دوسرے کو اتنی اہمیت دیتا۔۔ جس وجہ سے ادیان نقوی اسے مزید چڑھاتا۔۔

تبھی دلہنوں کے آنے کا شور اٹھا تھا۔

سب کی نظریں کے ساخت سیڑھیاں کی جانب اٹھیں تھیں۔

اور سب کے سب کی نظریں جیسے ساکت سی ہو گئیں تھیں۔

عالم راؤ نے تو سانسوں کی روانی تک کو ساکت کر لیا تھا۔۔۔ اس کی گولڈن ڈول بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی اس کے پاس جیسے الفاظ تمام ہو گئے تھے۔

ییلو کلر کی کرتی پہنے جو اس کی دودھیا رنگت پر بے انتہا کھل رہی تھی سبز لہنگا پہنے سر پر پنک دوپٹہ اوڑھے گولڈن بالوں میں کرل ڈالے دونوں طرف سے اگے کو ڈال رکھا تھا آنکھیں کسی بھی قسم کی آرائش سے پاک تھیں بس ہونٹوں پر لائٹ پنک گلوز لگائے گیا تھا رخساروں پر ہلکا پھلکا بلش آن کیا گیا تھا پھولوں کا زیورات زیب تن کیے ہاتھوں میں بھر بھر کر مہندی لگائے وہ اتنی سی تیاری میں بھی عالم راؤ کو پاگل کر رہی تھی۔

دوسری جانب لمظ ابراہیم بازل شاہ کے پسند کیے پنک اور گولڈن ییلو شرارہ پہنے سیاہ بالوں کو ہنوز سٹیٹ رکھے ایک سائڈ سے پین اپ کیے سیاہ کٹھائیں آنکھوں میں کاجل کی لکیریں کھینچتے باقی کسی بھی

رنگ سے پاک لبوں پر پیچ گلوز لگائے پھولوں کا زیورات زیب تن کیے ہاتھوں پر بھر بھر کے مہندی لگائے اتنی پیاری لگ رہی تھی۔

کہ بازل شاہ کو اپنا دل اپنے اختیار سے اٹھتا محسوس ہو رہا تھا وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں ہر منظر سے غافل بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اور ریان ملک کا حال بھی ان سے کچھ کم نہ تھا جو یک ٹک اپنی شائے سٹار کو دیکھ رہا تھا جس کی آج جھنپ ہی نرالی تھی۔پنک اور ڈل گولڈن میکسی پہنے بالوں کو پشت پر بکھرے چہرے پر کچھ کرل کر کے لٹیں آوارہ چھوڑیں گئیں تھیں جو اس کے سند مکھڑے پہ تکرار کرتی ریان ملک کے دل پر جیسے قیامت ڈھا رہی تھیں۔۔ہلکا پھلکا میک اپ کیے ٹی پنک گلوز لگا ہاتھوں میں بھر بھر کر مہندی لگائے۔پھولوں کے زیوار پہنے خوبصورتی کی تعریف لگ رہی تھی۔

ادیان نقوی اور ایان ملک نے ان سب کو ساکت دیکھ ہنسی دبائی تھی۔جبکہ حرم تو اپنے بیٹے کا یوں دیوانگی بھرا روپ دیکھ مسکرائے جارہیں تھیں۔وہ بلکل اپنے ڈیڈ پر گیا تھا۔وہ بھی وہ ایسے ہی تھے نہ۔

دیوانگی

جنونیت

پاگل پن

محبت و عاشقی

اس شخص پر تمام تھی۔ ان کی نظروں نے انھیں تلاشہ تھا پر وہ کہیں نظر نہیں آئے تھے۔

" او بھائی صاحب صرف دیکھنا ہی نہیں ہاتھ پکڑ کر اوپر بھی چڑھانا ہے ورنہ آپ لوگوں کے ندیدے پنوں پر بھابھیز جس طرح سے کپکپا رہی ہیں ابھی یہیں سب بے ہوش پڑیں نظر آئیں گی "

ادیان نقوی نے عالم راؤ کو ٹھوکا رسید کیا تھا جس پر وہ ایکدم سے حواس میں لوٹتا اسے گھوری سے نوازتے سیڑھیاں کی جانب بڑھا اور بنا کسی کی بھی پرواہ کیے اپنی گولڈن ڈول کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا

۔

ہر شور اٹھا تھا قہقہے ہوٹنگ جبکہ وہ سب کے سامنے عالم راؤ کی بے باکی پر اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔

حرم نے اپنے بیٹے اور بیٹی کی نظر اتاری تھی تبھی انھیں تبھی سلطان راؤ انھیں آیان ملک کے ساتھ سٹیج کے کونے پر کھڑے نظر آئے جو انھیں کی جانب دیکھ رہے تھے۔

وہ ناراضگی کا اظہار کرتیں منہ موڑ گئیں جو کہ حاصہ مشکل لگا کیونکہ وہ بہت ہینڈسم لگ رہے تھے۔

چلو بازل بیٹا آپ کو بھی میدان مارنا ہے یونہی نہیں دیں گے ہم اپنی شہزادی آپ کو "

حرم نے مسکاتے شرارت سے لمظ ابراہیم کو اپنے حصار میں لیتے کہا تھا۔ جس پر وہ متبسم ہوتا ان کی جانب آیا تھا۔

"جو آپ کا حکم یوہائنس "

وہ ان کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے سر کو خم کرتے بولا تھا۔ جس پر وہ مسکرا دیں جبکہ سلطان راؤ نے یہ منظر دیکھتے مٹھیاں بھینچیں تھی۔

"نو پلیز"

لمظ ابراہیم کی جان پر بنی تھی تبھی مدھم آواز میں ملتجی ہوئی تھی۔ ادیان نقوی نے مسکراتے اپنی پری کو دیکھا تھا جو کافی اکسائٹڈ دیکھائی دے رہی تھی۔

بازل شاہ بنا اس کی سنے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا جس پر سب کے خوشی و حیرانی منہ کھل گئی جبکہ وہ شرم سے لال پیلی ہوتی جائے پناہ تلاشنے لگی کچھ نہ ملنے پر اس کے فراخ سینے میں سر چھپا گئی سب کے قہقہے اور ہوٹنگ ہال میں گونجی تھی ہیزل کے چہرے پر بھی خوشی و مسرت کے پھول کھلے تھے۔

اور ریان ملک جناب کے تو کیا کہنے تھے وہ بنا کسی کے کہے ہی اپنی شائے سٹار کو اپنی بانہوں میں اٹھائے پھرتیاں دیکھاتے بازل شاہ سے بھی پہلے ستارہ کو صوفے پر بیٹھا کر خود بھی اس کے پہلو میں چوڑے ہوتے دراز ہو گئے تھے۔

یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ نہ تو ستارہ کو سمجھ آئی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے نہ ہی ہال میں موجود لوگوں کو سب کے سب کے خیرانی سے منہ کھل گئے تھے۔۔

کچھ پل کے لیے فضا میں جیسے خاموشی چھا گئی اور پھر جو سب کے چھت پھاڑ قہقہے لگے آفرین تھے۔

"شودے ملک کہیں کے کمینے یہ کیا تھا"

مونا نے اس کے شانے پر مکا رسید کرتے گھوری ڈالتے پوچھا تھا جس پر وہ ڈھٹائی سے بتیسی دکھا گیا۔

"کیا کرتا یار میری باری آ ہی نہیں رہی تھی یہ بازی کمینا رومینس میں لگتا بھول ہی گیا تھا کہ ہم بھی لائن میں ہیں اور میری شائے سٹار کے بھی پاؤں دکھ گئے تھے کھڑے کھڑے اب بھلا اپنی بیوی کا احساس کرنا غلط بات ہے۔۔ آپ ہی بتائیں حرم مام"

وہ انتہائی معصومیت سے بولتا آخر میں حرم سے رائے پوچھنے لگا۔ جبکہ ستارہ حیا سے لرزتی پلکیں جھکا گئی۔

"ہاں بھئی یہ تو اچھی بات ہے اپنی بیوی کا احساس کرنا تم لوگ بھی کچھ سیکھو میرے بی بے بچے سے"

وہ سب کو تنبیہ کرتے بولیں تھیں۔

"مائمہ بچہ جاؤ سدرہ آپی کو دیکھو کہاں رہ گئیں ہیں"

وہ مونا سے مخاطب ہوئی تھی جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی ان کے روم کی جانب بڑھی تھی۔ ایان ملک بھی وہاں سے کھسکتا اس کے پیچھے بڑھا تھا۔

جو آج براؤن لہنگے میں اپنی سبز آنکھوں پر لائٹ سا میک اپ کیے براؤن لپ اسٹک لگائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ وہ مزید دیوانہ ہوا جا رہا تھا۔ عالم راؤ نے دونوں کو ابزو کیا تھا۔ پھر کچھ سوچتے اس کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

♥♥♥♥♥

وہ سلطان راؤ کو ڈھونڈتی آئیں تھیں جب انھیں لون میں ٹھنڈ میں کھڑا دیکھ ان کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔

"سلطان آپ کیوں کھڑے ہیں یہاں"

وہ کچھ خفا دیکھائی دیں۔

"ملکہ آپ کیسے اسے خود کو چھونے دے سکتی ہیں"

وہ جارہانہ انداز میں ان کی جانب بڑھتے انھیں شانوں سے تھام کر اپنے قریب کرتے جنونی انداز میں بولے تھے۔

"سلطان کیا ہو گیا ہے وہ ہمارے بیٹے جیسا ہے آپ کیوں بچوں سا بیہو کر رہے ہیں"

وہ نرمی سے بولیں تھیں۔

"مجھے اچھا نہیں لگتا ملکہ چاہیے وہ ہمارا بیٹا ہو مجھے نہیں پسند کوئی آپ پر حق جتائے۔ آپ میری ہیں یہ بات آپ جو سمجھ کیوں نہیں آتی۔ ہم یہاں سے واپس چلتے ہیں اپنے گھر"

وہ جیسے سمجھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ وہ بے بسی سے ان کی جانب دیکھنے لگیں جن کی کانچ سی سرمئی آنکھیں سرخ ہو رہیں تھیں۔

"سلطان انتیس سال بیت چکے ہیں ہمارے شادی کو پر آپ کی جنونیت کم نہیں ہوئی میں آپ کی تھی ہوں اور رہوں گی۔

میں تب بھی آپ کی تھی جب آپ سے جدا ہوئی۔ آپ سے دور بھی میں آپ کی تھی۔ تو کس بات کی اتنی ضد ہے"

وہ پہلے سے بھی زیادہ پوزیسو ہو گئے تھے جو بات حرم کو ستا رہی تھی۔ وہ کچھ بھی نہ کہتے انھیں خود میں بھینچ گئے۔

" آپ کیوں نہیں سمجھتی میرے جزبات میری ملکہ مجھے یہ پوری دنیا کے منظر برے لگتے ہیں مجھے بس آپ چاہیں بس آپ چاہیں۔

فقط اتنی سی ضد ہے آپ کے سلطان کی پر آپ کیا جانے آپ تو اب بھی محبت نہیں کرتیں ہم سے "

وہ پر اذیت لہجے میں بولتے آخر میں شکوہ کناں ہوئے جس پر وہ لب بھینچ گئیں۔

" ہم اندر چلتے ہیں سلطان ہمارے بیٹے کی رسم ہے وہ آپ کو بلا رہا ہے آپ دور دور کیوں ہیں اس سے وہ دکھی ہے آپ کے اس عمل سے "

وہ ان کے حصار سے نکلتیں ان کے چہرے کو ہاتھ سے چھوتے پر نم لہجے میں بولیں تھیں۔

" مجھے محبت ہے اس سے ملکہ وہ آپ کے وجود کا حصہ ہے میرا جگر گوشہ ہے "

وہ ان کے خوبصورت چہرے کو اپنی آنکھوں میں بساتے ان کی آنکھوں سے بہتے آنسو اپنے پورے پر جزب کرتے بولے تھے۔

"اور بازل شاہ میرا دوسرا بیٹا ہے سلطان جس نے مجھے آپ سے ملایا میں ساری عمر اس کا یہ احسان نہیں چکا پاؤں گی پلیز آپ اس سے بھی خفا نہیں ہوں"

وہ ان کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتے بولیں تھیں جس پر سلطان راؤ جھکتے ملائمت سے ان کی اوشن بلو آنکھوں پر باری باری لب رکھتے ان کی جلتی آنکھوں قرار دے گئے۔

"وہ میرا بھی بیٹا ہے بلکہ ریان آیان بھی ہمارے بیٹے ہیں وہ سب ہمارے بچے ہیں ملکہ بس آپ صرف میری ہیں آپ انھیں پیار کر سکتی ہیں پر دور دور سے"

ان کی سوئی آب بھی وہیں دیکھ وہ ہنس دی جس پر وہ دھیرے سے جھکتے ان کی مسکراہٹ خود میں سمیٹ گئے وہ بے ساخت ان کے سینے پر ہاتھ رکھتی سہارا لے گئیں بارہ سال، بارہ سال بعد ان کا شدت بھرا لمس محسوس کرتے وہ پہلے دن کی طرف ہی کپکپا اٹھیں تھیں دھڑکنیں پھر سے بے آہنگ ہوئیں تھیں سانیس پھر سے رکیں تھیں۔

جبکہ سلطان راؤ کی حالت تو ایسی تھی کہ جیسے دشت کی خاک چھانتے چھانتے ایک عرصے بعد جیسے سکون کے لیے کوئی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں نصیب ہوئی ہو۔

وہ اس وقت لون میں تھے اور کوئی بھی آسکتا تھا تبھی وہ مزاحمت کرتیں انھیں خود سے دور کرتی چہرہ موڑتے گھرے گھرے سانس بھرنے لگیں۔

"کک۔۔۔کوئی آجائے گا سلطان"

وہ بمشکل انھیں خود سے دور کرتیں بولیں تھیں جس پر وہ بھی خود پر ضبط کرتے انھیں لیے اندر کی جانب بڑھے تھے جہاں انھیں کا انتظار ہو رہا تھا انھیں ایک ساتھ دیکھ عالم راؤ کا دل جیسے خوش و مسرت سے بھر گیا تھا۔

پھر دونوں نے سب کے ساتھ بیٹھتے باری باری سب کی رسمیں کی تھیں۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو"

آیان ملک نے مونا کا سامنے آتے الفت و وارفتگی سے کہا تھا جیسے وہ اگنور کرتے آگے بڑھی تھی پر رکنا پڑا کیونکہ اس کی کلائی آیان ملک کے ہاتھ میں آگئی تھی۔

"یہ کیا بتمیزی ہے پچورے ملک چھوڑو میرا ہاتھ"

وہ ترشی سے بولی تھی جبکہ اس کے نئے لقب پر آیان ملک کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

"مائمہ مجید سنا تھا خوبصورت لوگ بہت ظالم ہوتے ہیں آج دیکھ بھی لیا"

وہ ذرہ سا اسے اپنی جانب جھٹکا دیتے مسکراتے بولا تھا اس کے جھٹکنے پر وہ بمشکل خود کو اس کے سینے کا حصہ بنے سے روک پائی تھی۔

"بے ہودہ انسان مر و تم"

وہ اس کے سینے پر مکا رسید کرتی غصے سے بولی تھی جس پر وہ مسکرایا تھا۔

"دیکھنا مائمہ مجید میرے مرنے پر روگی بھی سب سے زیادہ تم ہی"

وہ اپنی ہی دھن میں بولتا مونا کو دھلا کر رکھ گیا ایک پل کے لیے مونا کا دل بری طرح سے لرزا تھا۔

"دد۔۔۔دفع ہو جاؤ تم"

وہ خود کو کمپوز کرتی وہاں سے بھاگی تھی جس پر وہ پھکا سا مسکرایا تھا۔

❤❤❤❤❤

"جان سامنے دیکھیں نہ آپ کتنے گندے ہیں کب سے تنگ کیے جا رہے ہیں"

وہ اس کے خود کو مسلسل مخمور نظروں سے دیکھنے پر اب سرخ ہوتی روہنسا ہوتے بولی تھی۔

"جانِ جاناں میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا اب یہ تو سراسر الزام ہے"

وہ اس کی نازک سی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے مزید اپنے ساتھ جوڑتے جیسے نہایت معصوم بن گیا وہ نازک جان کپکپا کر رہ گئی۔

دل یکبارگی سے دھڑکا تھا سانسوں بھری طرح سے الجھی تھیں۔

"جان باز آجائیں میں نے مما کو بتانا ہے"

وہ روہنسا ہوتی اسے دھماتے بولی پر وہ کہاں اثر لینے والا تھا۔

"جانم ایک بار روم میں چلیں آپ کی ساری تیز طراریاں نکالنی ہیں میں نے۔اج اپنی خیر منائیں آپ"

وہ اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگاتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا وہ لرزتی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں نکالنے لگی جیسے اتنے لوگوں کا بھی کوئی احساس نہیں تھا۔

"جان میں بات نہیں کروں گی آپ سے"

اس کی آنکھیں میں نمی اتری تھی۔

"شش۔۔۔ سوری میری جان میں بس مزاح کر رہا تھا ریلیکس مائے گولڈن ڈول"

وہ وہ اس کا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیتے بولا تھا۔ جس پر وہ خاموش سے سر جھکا گئی۔

دوسری جانب بازل شاہ کا تو بس چلتا وہ لمظ ابراہیم کو ابھی اٹھا کر یہاں سے گل ہو جاتا۔

"مر مڈ یہ سب چھوڑو ہم اپنے روم میں چلتے ہیں مجھے تمھیں اس ڈریس میں تفصیل سے دیکھنا ہے"

وہ اس کی سماعت میں جھکتا جان لیوا سرگوشی کرتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔

"آئی سیو آئی کانٹ کنٹرول"

وہ اس کے دوپٹے میں سے ہاتھ ڈالتا اس کی پشت پر بنی ڈوریوں میں اپنا ہاتھ الجھا گیا۔ لمظ ابراہیم کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔ وہ کیا کر رہا تھا۔

کیوں اس کی جان مشکل میں کر رہا تھا۔ اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس اپنی پشت پر محسوس کرتے اس کی جانب جیسے زلزلہ کی زد میں آئی تھی۔

"شش۔۔۔ شاہ پلیز کیا کر رہے ہیں"

وہ تھوڑا پرے کو کھسکتی بمشکل بولی تھی۔

"سوچا تفصیل سے دیکھ نہیں سکتا پر محسوس تو کر سکتا ہوں نہ"

وہ پر سکون انداز میں سامنے دیکھا اسے جیسے جی جان سے جلا رہا تھا۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز"

وہ ملتجی لہجے میں بولی تھی۔پر وہ بازل شاہ ہی کیا جو جیسے رحم آجائے۔

"میری زندگی اگر نہیں چاہتیں کہ میں آپ کو یہاں سے سب کے سامنے اٹھا کر لے جاؤں تو برداشت کریں کیونکہ مجھے اس وقت آپ کی سانسوں کی شدید طلب ہو رہی ہے"

وہ سکون سے بولتا لمظ ابراہیم کی حالت ضرور حراب کرنے پر تلا ہوا تھا۔اس کے ہاتھوں کا رقص اس کی پشت پر اب بھی جاری تھا۔

"آپ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں"

وہ اپنی بھاری ہوتی سانسوں کے درمیان بھولی تھی۔

"نئی اطلاع بلکل بھی نہیں ہے میری جان"

اس نے جیسے ثابت کیا وہ حد درجے بے باک تھا۔جس ہر وہ کڑوا گھونٹ بھرتی خاموشی سے برداشت کرنے لگی۔

"میری شائے سٹار آج تو تم نے طے کیا ہوا ہے کہ اپنے یان کی جان نکالو گی"

وہ مخمور نظروں سے اس سراپا حسن کو دیکھتے بولا تھا وہ حیا سے سرخ ہوئی تھی۔

"قسم سے شائے سٹار تم تو قیامت ہو کیا کہتی ہو ہم کسی اچھے سے ہوٹل چلیں جہاں اس وقت ہمیں کوئی ڈسٹرب کرنے والا نہ ہو ہمارے سوا میں تمھیں بہت پیارے پیارے گفٹ دوں گا"

وہ اسے لالچ دے رہا تھا تاکہ وہ اس کے ساتھ جانے کے لیے مان جائے۔وہ اس کی ساری چالاکیاں سمجھ رہی تھی۔

"جی نو مجھے نہیں چاہیے"

وہ سکون سے انکار کر گئی۔ریان ملک نے اسے گھوری سے نوازہ تھا۔

"بہت ہی ان رومینٹک لڑکی ہو تم"

وہ منہ بسورتے بولا تھا۔ستارہ نے لب دباتے اپنی ہنسی دبائی تھی۔

"میری باری آنے دو زرہ رحم نہیں کھاؤں گا بلکے تمھیں کھا جاؤں گا شائے سٹار"

وہ شریر انداز میں بولتا ستارہ کو لرزنے پر مجبور کر گیا۔

♥♥♥♥♥

"مہر آپ کو آپ کے ہزبینڈ بلا رہے ہیں۔وہ گیسٹ روم میں ہیں"

مونا سے مہر کامل کو آکر کہا تھا۔جس پر اثبات میں سر ہلاتی گیسٹ روم کی جانب بڑھی۔

ابھی وہ روم میں داخل ہوئی تھی کہ ادیان نقوی اسے اندر کی جانب کھینچتا ڈور بند کرتا۔

اسے دیوار سے پن کرتا اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نہ تھی تڑپتی اس کیے کوٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

وہ اس کے لبوں پر دیوانہ وار جھکتا اس کی سانسیں لے پیچ وخم تھمتا اس کی سانسیں کی خوشبو خود میں جزب کرنے لگا۔۔

ایکدم سے ہونے والے حملے پر ایک پل کو تو جیسے مہر کامل کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا پر اس کی شدتیں اسے واپس ہوش کی دنیا میں کھینچتے اس تڑپا گئیں۔

رکتی سانسوں پر آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی سانسیں مدھم ہونے لگیں تھیں پورا وجود بری طرح سے لرز رہا تھا تبھی وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی شہ رگ پر جھکا تھا۔۔ وہ جو پہلے ہی بمشکل سانس لے رہی تھی۔

اس کا دہکتا لمس جیسے اسے جلانے کو تھا۔۔ وہ ہمیشہ سے اس کی جنونیت پر سہم جاتی تھی۔

"یو لک ڈیم ہاٹ جنون من"

وہ اس کی ساڑھی کا پلو ہٹاتے نرمی سے اس کے ذرا سے برہنہ پیٹ جو اس نے ساڑھی کے پلو سے چھپا رہتا تھا پیچھے سے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے جو اس کی پشت کو ڈھانپے ہوئے تھے پر اپنی کھردری انگلیوں کا رقص کرتے اس کی سماعت میں سرگوشی کرتے بولا تھا۔

وہ کپکپاتی آنکھیں میچ گئی۔ پہلو میں اٹھتا شور اسے پاگل کر رہا تھا۔

"دیان پلیز"

وہ بمشکل بولی تھی۔ جبکہ وہ مدھم ہوتا اس کی بیوٹی بون پر جھکتا جا بجا اپنا لمس مہکانے لگا وہ کپکپاتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی رخ موڑ گئی۔

وہ خمار الودہ نظروں سے اسے پیچھے سے اپنا حصار باندھتے اس کے شانے اور گردن کے درمیان اپنے دانت گھاڑ گیا وہ سسکتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔

"دیان پپ۔۔۔پلیز ہم اپنے گھر نہیں ہیں"

وہ اس کے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹاتی واپس اس کی جانب مڑی تھی۔

"فرق نہیں پڑتا"

وہ اس کی تھوڑی کے خم پر لب رکھتے وارفتگی سے بولا تھا مہر کامل نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا تھا جو کچھ سن ہی نہیں رہا تھا آنکھیں خمار سے سرخ ہو رہیں تھیں۔

"ابھی باہر سب ہال میں رسم کر رہے ہیں پلیز دیان"

وہ اسے سمجھا رہی تھی جو اس کے معاملے میں کسی کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔

"اوکے میں تمھاری بات مان لوں گا پر جانم میں ایک بزنس مین ہو کچھ دو اور کچھ لو"

وہ ایک شاطر بزنس مین تھا۔بے حد مطلبی۔

"کک۔۔۔کیا"

وہ بمشکل بولی تھی۔ادیان نقوی کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا وہ نرمی سے اس کی کنپٹی پر لب رکھتے بولا تھا۔

"رات خود مجھے اپنے پاس بلائیں گی اپنے شوہر کا دل بہلائیں گی وہ بھی اپنی قاتل اداؤں سے"

وہ بولتا اسے بے حد ظالم اور مطلبی لگا۔

"پی۔۔یہ غلط ہے دیان"

وہ اسے خود سے دور کرتے خفگی سے بولی تھی۔

"اگر آپ نے میری بات نہ مانی میرے جنونِ من تو میں ابھی آپ کے ہوش ٹھکانے لگاؤں گا اور باہر کی فکر آپ مت کریں۔۔عالم راؤ میری سچویشن سمجھے گا ڈونٹ وری"

وہ نہایت مطلبی تھا مہر کامل کا دل چاہا کہیں جا کر اپنا سر پھوڑ لے۔جو ہر حال میں اس کی جان مشکل میں ڈالنا چاہتا تھا۔

"مم۔۔۔مجھے منظور۔۔۔ہے"

وہ مرتی کیا نہ کرتی اس کی بات مان گئی۔وہ فاتحانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے ایک بار پھر سے اسے اپنی جانب کھینچتا اس کے لبوں پر جھکا تھا۔

تھکن کی وجہ سے لمظ، ہیزل اور ستارہ کو ان کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا۔پر وہ سب اس وقت ستارہ کے روم میں گھسی ہوئیں تھیں.

اپنے اپنے ویمپ شوہروں سے بچنے کے لیے جو آج سب ان کا خون پینے کے لئے تیار تھے کیونکہ کل کا صبر کرنے والا کوئی بھی نہ تھا۔

شکر تھا انھوں نے ادیان کے آئیڈیا پر عمل کرتے ریان ملک نے اس کے روم کی ایکسٹرا کی بھی لے لی تھی۔

دوسری جانب سب ہال میں بیٹھے سب غصہ سے بھرے بیٹھے تھے۔

"ریان چابی لے کر آؤ اپنے روم کی"

عالم راؤ نے ریان کو تحکم بھرے انداز میں بولا تھا۔

"کہاں سے لاؤں وہ بھی آپ کی بیوی کے قبضے میں ہے"

وہ رونی صورت بنائے بولا تھا عالم راؤ کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا اپنی چھوٹی سی بیوی کی چالاکیوں پر جو آج اس سے بچنے کا پورا احتمام کیے بیٹھی تھی پر ایسا کوئی تالا نہیں تھا جو عالم راؤ کی تابع نہ ہوتا۔۔ بازل شاہ بھی اس وقت بھرا بیٹھا تھا۔ اور لمظ ابراہیم سے سخت خفا بھی۔

"یہ ادیان برو کہاں ہیں نظر ہی نہیں آئے فنگشن کے بعد"

آیان ملک نے ادھر اُدھر تلاشتے سیب کترتے پوچھا تھا۔

"اور کہاں ہو گا کمینا عیش میں ہے ہماری والیوں کو بھڑکا کر"

بازل شاہ نے دانت پیستے کہاں تھا۔ جیسے دانت کے نیچے ادیان نقوی ہو۔ عالم راؤ ریان کے روم کی جانب بڑھا تھا۔

ریان ملک کا تو چہرہ کھل اٹھا تھا کیونکہ اب ان کا چلہ پورا ہونے والا تھا کیونکہ آج تک ایسا کوئی لاک نہیں تھا جو عالم راؤ کے سامنے ٹک پاتا۔

"بازی جیسے ہی لاک کھلے تو بھابھی کو لے کر آڑ جانا"

وہ اس کے کان میں گھستے بولا تھا۔ جبکہ بازل شاہ بنا اس کی بات پر کان دھرے اپنے روم کی جانب بڑھا ۔ ریان ملک کا منہ کھل گیا اس کی حرکت پر یعنی اس کا روم ابھی بھی اس پر بند رہنے والا تھا۔

کیونکہ ان دونوں کی بیویاں وہاں سے نکلتیں تبھی تو وہ اپنے روم میں جا سکتا تھا۔

پر نہیں اس کمینے کے ٹشن ہی ختم نہیں ہوتے تھے۔

دوسری جانب وہ سب سکون سے بیٹھیں فرائز کھاتے ساتھ باربی مووی دیکھ رہیں تھیں۔

جینیج ابھی کسی نے بھی کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ وہ اندر سے لاک کر کے پورے سکون میں تھیں

۔

تبھی کلک کی آواز سے ڈور کھلا تھا اور اندر آنے والی شخصیت کو دیکھ ہیزل نے تھوک نگلی تھی۔ پر ایسا کیسے ہو سکتا تھا انھوں نے تو اچھے سے لاک کرتے چک کیا تھا پر اور ایکسٹرا کی بھی ان کے پاس تھی۔

"جان"

بمشکل اس کی خلق سے بر آمد ہوا تھا۔ عالم راؤ کی آنکھوں میں خماری اتری تھی وہ کس قدر جان لیوا لگ رہی تھی۔

"جی جان کی جاناں"

وہ ارد گرد بھلائے کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھتا مخمور لہجے لہجے میں بولا تھا ہیزل کے وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی۔ جبکہ ستارہ اور لمظ نے عالم راؤ کا دیوانہ روپ دیکھتے ہنسی دبائی تھی۔

وہ یونہی اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا اس کی جانب بڑھا تھا۔وہ تو جیسے اپنی جگہ پر جم سی گئی تھی۔

عالم راؤ نے بنا تاخیر کیے اس کے پھول سے وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا۔

"آہہہہ۔۔۔لمظ آپی بچاؤ"

وہ ہوش میں آتی چلائی تھی۔

"میری جان کیا آپ چاہتی ہیں سب کے سامنے آپ کی آواز خود میں جزب کرلوں"

وہ اس کی سماعت میں خطرناک سرگوشی کرتا اس سہمنے پر مجبور کر گیا وہ لب بھینچتی اس کے سینے میں چھپ گئی۔

عالم راؤ کے لب مسکرائے تھے وہ اسے بانہوں میں بھرے تیزی سے اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔

ان کے نکلتے ہی دونوں سے تیزی سے روم لاک کیا تھا۔ابھی وہ روم لاک کر کے ہٹی ہی تھی کہ لمظ ابراہیم کے موبائل پر میسج رنگ ہوا تھا۔

اور وہ جانتی تھی یہ میسج کس کا تھا کیونکہ اس کا نمبر سوائے بازل شاہ کے اور کسی کے پاس نہیں تھا۔لمظ نے ڈرتے ڈرتے فون اٹھایا تھا ایک دل کیا تھا کہ رہنے دے پر ہائے یہ دل اس کا کیا کرتی۔

تبھی انباکس اوپن کیا تھا۔جہاں ایک ویڈیو تھی۔جیسے دیکھ لمظ ابراہیم کے ہاتھ کپکپائے تھے۔

"کیا ہوا لمظ آپی"

ستارہ اس کے چہرے کی آڑی ہوائیاں دیکھ گویا ہوئی پر وہ بنا اس کی بات کا جواب دیے اپنے روم کی جانب بھاگی تھی۔

ستارہ ہونک سی اسے جاتا دیکھ کر رہ گئی موقع پاتے ہی ریان ملک روم میں داخل ہوتا لاک کرتا اس کی جانب آیا تھا۔

❤❤❤❤❤

وہ اسے لیے روم میں داخل ہوا تھا پاؤں کی مدد سے روم لاک کرتے وہ نرمی سے کلین پر اتارہ۔

ہیزل کی ٹانگیں کپکپا رہیں تھیں کیونکہ اسے عالم راؤ کے تیور ڈرا رہے ہیں وہ جو سٹیج پر بیٹھا مدہوش ہو رہا تھا ابھی کیسے قابو کر پاتی اس کے جذبات کو۔

وہ نرمی سے اس کی نازک کمر میں بازو حائل کرتے دھیرے سے اس کے سر سے دوپٹہ سرانے لگا وہ پور پور لرزتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"پلیز نن۔۔۔ نہیں جان"

وہ بمشکل بولی تھی۔ وہ سن کب رہا تھا وہ دوپٹہ اس کے وجود سے آزاد کرتا صوفے پر اچھال گیا۔ ہیزل کو لگا جیسے اس کے وجود سے سانس کھینچ لی گئی ہو۔

وہ اسے دھکا دیتی اس کی گرفت سے نکلتی گلاس وال کے پاس رکتی پردے کو دونوں ہاتھوں سے تھامتی گہرے گہرے گہرے بھرنے لگی۔۔

وہ جو پہلے ہی اپنے ابھرتے جزبات پر قابو پانے کی تگ ودو میں تھا۔

روم سے آتی ہلکی سی روشنی میں اس کی اس کے گلابی و سفید ڈوریوں میں جھانکتی شفاف کمر پر گئ تھی دل یہ سوچتے بری طرح سے دھڑکا وہ اس کی تھی.

اس کے وجود پر ہر طرح سے حق رکھتا تھا وہ پور پور اس کی تھی اس کے وجود کی ساری دلکشی ساری رعنائیاں بس اس کیں تھیں۔

ٹھنڈ سے اس نازک سی پری کی حالت خراب ہو رہی تھی شاید روم کا ہیٹر بند تھا۔وہ چلتا اس کے عین پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔

وہ اپنی انگشت کی انگلی اس کی ڈوریوں سے چھڑتے وہ ہیزل کو کپکپا کر رکھ گیا وہ ایکدم سے اس کی جانب مڑی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے چینج"

ابھی وہ بھول رہی تھی کہ اس کے ہاتھ گرفت میں لیتے اسے خود سے قریب کر چکا تھا۔

"ششش۔۔۔اس وقت کچھ مت کہو۔۔۔بس مجھے سنو"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے چہرہ اوپر کو کرتا اس کی چن پر لب رکھتے مخمور سرگوشی میں بولا تھا۔

"جان۔۔کیا کر رہے مم۔۔مجھے چینج کرنا"

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ وہ اس کے لبوں پر انگلی رکھتے خاموش کروا گیا۔اس کے آنکھوں سے ٹپکتے جزبے اسے اندر تک جھنجھوڑ چکے تھے۔سانس لینے تک میں مشکل ہونے لگی تھی۔اس کے تپتے لب الگ سے اس کی جان نکال رہے تھے۔

نہی کرنا چینج۔۔۔"

اس کے سنہری بالوں کی لٹیں چہرے سے ہٹاتے خمار آلود لہجے میں بولتا لب ٹھوڑی سے نیچے کی جانب سفر کرنے لگا۔وہ بری طرح سے مچلی تھی اس کے جان لیوا لمس پر۔

پ۔۔۔پیچھے ہوں پلیز۔۔"

اسے خود سے دور کرنا چاہا پر وہ اس کی سراخی دار گردن میں اپنا چہرہ چھپا چکا تھا۔۔جا بجا اس کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے آنکھیں پھیلائے وہ بولنے کی ہمت میں تھی لب تو اس کی بڑھتی جسارتوں سے سل چکے تھے۔

پہلو میں اٹھتے شور پر اس کی آنکھوں میں سرخی سی اترنے لگی تھی جو اس کے حواس معطل کر رہی تھی۔

"میرے بنا سوتی نہیں ہیں،

میرے درد پر روتی ہیں،

میرے لمس پر مہکتی ہیں،

میرے دور جانے پر تڑپتی ہیں،

اور جب قریب آتا ہوں تو آنے نہیں دیتیں.

آپ چاہتی کیا ہیں میری جاناں"

وہ اس کے گرد اپنا حصار کستے اس کی سماعت میں جان لیوا سرگوشیاں انڈھیلتے ہیزل کو حواس باختہ کرنے پر تلا تھا۔

اپنی کمر کے گرد اس کے بازو حائل دیکھ ہٹانے کی تگ و دو کرتے وہ بے بس سی ہونے لگی تھی۔

""پ۔۔پلیز جان"

کتنا مشکل تھا اس کے لیے اس شخص کی دہکتی قربت برداشت کرنا کوئی ہیزل سکندر شاہ سے پوچھتا۔

لرزتے ٹھنڈے پڑتے وجود سے وہ سہی معنوں میں بے جان ہو رہی تھی۔

"ہششش۔۔۔"

اس کے بالائی لب کے خم کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے مدبھری سرگوشی میں بولا تھا۔وہ آج بن پیئے بہک رہا تھا۔

I love you Janam

.I need you and I want you close to me right now

وہ کیا سوچ رہا تھا اس کی شدت بھری سرگوشی سنتے ہیزل کے پورے وجود میں برقی لہریں اٹھیں تھیں ۔وہ اسے اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔

"نو جان۔۔۔پلیز نو"

وہ بری طرح سے مزاحمت کرتے رو دینے کو ہوئی۔پر وہ اس کی مزاحمت کو نظر انداز کرتے اسے بیڈ پر ڈالتے اس کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کی انگلیاں اپنی مظبوط انگلیوں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر اپنے لب رکھنے لگا.

وہ ساکت سی لرزتے دل کے ساتھ اس کا لمس محسوس کرتی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔

"مم۔۔۔مت کریں پلیز"

بے جان سی التجا کی گئی تھی۔

"آپ سے دوری اب عالم راؤ کی جان بھی لے سکتی ہے جانم عاشقی"

اس کے کان میں مدھم سی سرگوشی کرتے وہ اس کی جان نکال چکا تھا۔اس کے شدت بھرے لمس اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا ساتھ ساتھ اپنی کمر پر سرائیت کرتا اس کا ہاتھ اس کی جان ہوا کر چکا تھا۔

وہ اس کی ڈوریوں میں انگلیاں الجھائے وہ اسے اپنے سینے پر ڈال گیا۔۔

"پلیز جان"

وہ اس کی قربت میں بے حال ہوتی اس کے سینے پر اب مدھم آواز میں ملتجی تھی پر وہ آج کہاں رحم کرنے کے موڈ میں تھی۔

" آپ بہت حد پیاری ہیں مجھے میری جان پر اپنے جان کی شدتیں بس آپ کے لیے ہیں آپ میرے عشق کا میرے سکون کا واحد ذریعہ ہیں ہیزل جان سلطان۔

میں جانتا ہوں آپ خوف زدہ ہیں بٹ آئی پرامس آپ کا جان آپ کو بلکل بھی ہرٹ نہیں کرے گا"

وہ مخمور نظروں سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتا اس کے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا پر وہ اپنے خوف کا کیا کرتی۔

" آپ تو اب اپنی بھی نہیں ہو ساری کی ساری میری ہیں۔ مجھ سے جب آپ دور جاتی ہیں نہ تو میری سانس رکتی ہیں آپ کو ذرا سا بھی اندازہ نہیں ہے کہ کس حد تک مجھے عشق ہے آپ سے۔ اگر جانتیں تو کبھی یوں نہ تڑپاتیں مجھے اپنی قربت کے لیے"

وہ بے قراری سے اس کے ایک ایک نقوش پر لب رکھتے اپنے احساس اپنے لفظوں سے اس کے وجود میں یہ خوشنما احساس بھر چکا تھا.

وہ کتنی اہم ہے اس کے لیے وہ جانتی تھی وہ شخص اسے اس دنیا میں سب سے زیادہ چاہتا ہے اس کی شدتوں سے ہی تو خوفزدہ تھی۔

اب بھی اس کا شدت بھرا لمس بکھرتا انداز اس کے دل کو بری طرح سے بے آہنگ کر گیا تھا۔

آپ۔۔ نہیں سمجھتے م۔۔۔ میں نہی برداشت پ۔۔ پلیز۔۔۔"

اس کے سینے سے لگے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں وہ بے حال سی ہوئے تھی۔وہ اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش میں تھی جو آج ناممکن سی تھی۔

"میں سمجھتاہوں میری جان پر آج آپ اپنے جان پر رحم کریں میری زندگی"

وہ نرمی سے اس کی ڈوریاں کھولتے اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا۔

مجھے عشق ہے ان آنکھوں سے جو میرے دور جانے پر بے چین ہوا ٹھتی ہیں۔"

اس کی سنہری آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے جو سرخیاں بکھرتیں عالم راؤ کو پاگل کررہیں تھیں۔۔

مجھے عشق ہے تمہارے ان گلاب رخساروں سے سے جن پر سرخی لانے کا باعث میرا اور صرف میرا عشق ہے"

اس کے اپنی قربت میں دہکتے گلال رخساروں پر جھکتے اپنا لمس چھوڑنے لگا۔وہ سن سی ہوتی اس کا ہر عمل سہن کررہی تھی۔

"مجھے عشق ہے ان ہونٹوں سے۔۔جن کی ساری سرخیاں،جن کا قاتل خم صرف اور صرف عالم راؤ کے لمس سے مہکتا ہے"

وہ اس کے کپکپاتے لبوں کو دیکھتا وہ بہکتے لہجے میں اس کے چہرے پر جھکتے اس کے گلال رخساروں سے ہوتے ہونٹوں تک کا فاصلہ طے کرتے وہ اس کے رہے سہے حواس بھی ختم کرچکا تھا۔

وہ اس کی ٹی شرٹ کو جھکڑتے پرے ہٹانے کی ناکام کوشش میں بے حال تھی جو مزید اس کی سانسیں خود میں الجھا رہا تھا ہیزل کو لگ رہا تھا اب نہ چھوڑا تو وہ مر جائے گی جس کا چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہی تھا۔ سانس تھمنے پر بے بسی سے اب آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس کی بکھری سانسیں دیکھ اسے رحم آیا وہ بمشکل دور ہوا تھا۔

اس کے چہرے میں اس کی محبت سے ملی سرخیاں لزرتا وجود بھیگے سرخ لب پھر سے اسے بے خود کر رہے تھے وہ دوبارہ جھکتا کے فوری سے پہلے اس کے سینے میں گہرے گہرے سانس لیتی منہ چھپا چکی تھی وہ جھکتا نرمی سے اس کے شانوں سے اس کے سنہری بال ہٹاتے اس کے کندھے کو اپنے لمس سے مہکانے لگا۔۔ لمس میں بے حد جنونیت تھی۔ہیزل کا پور پور نم ہوا تھا۔

وہ برداشت نہ کر پاتے اس کے حصار سے نکلتے رخ موڑ گئی۔ ابھی وہ ٹھیک سے اپنی بکھری سانسیں سنبھال نہیں پائی تھی کہ وہ ظالم ساحر اس کی پشت پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اسے بے بس کرنے لگا۔وہ مٹھیوں میں بیڈ شیٹ دبوچتے جلتی آنکھیں میچ گئی۔

وہ دانتوں میں اس کی ڈوریاں دبائے اس کی شرٹ ڈھیلی کرتا ایک جھٹکے میں اس کا رخ اپنی جانب موڑتا ایک بار پھر سے اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کی سانسیں کی مہک خود میں جزب کرنے لگا

۔

وہ اپنی سانسیں کے لیے تڑپتی اس کے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں کے مکے برسانے لگی تبھی وہ رحم کھاتا اسے آزادی دیتا اس کے کانوں سے بندے نکالنے لگا جو اس کے کام میں رکاوٹ بن رہے تھے۔

وہ پھولی سانسوں میں بند ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اس کی حیا سے جھکی آنکھیں اس کی کان کی لو پر لب رکھتا وہ مزید بوجھل کر چکا تھا وہ اب ہلنے کی ہمت بھی نہی کر پا رہی تھی۔

وہ اس کے وجود کو پھولوں کے زیورات سے آزادی دیتا اس کے کندھے سے شرٹ ہٹاتے وہاں اپنا لمس چھوڑتے لگا۔

وہ بکھری سانسوں سے اب مزاحمت کرنے کے لائق بھی نہیں بچی تھی۔اس کی چند جسارتوں سے وہ بے حال ہو گئی تھی۔

"مجھے سے نن۔۔۔ نہیں ہو گا جان"

وہ لرزتی نم آواز میں بولی تھی۔

اس کے خود کو روکتے ہاتھ تکیے سے لگا چکا تھا وہ تو پہلی شدتوں سے ہی نہی سنبھلی تھی جب اس کے سلگتے لمس اب جا بجا اپنے وجود پر محسوس ہو رہے تھے۔

بے بسی سے اس کی گرفت میں اسے پکارا تھا گردن سے چہرہ ہٹاتے اسے دیکھا۔

"آئی سویر ہرٹ نہیں کروں گا"

اپنی بانہوں میں بکھرتی اس دلنشین کے خوفزدہ چہرے کو دیکھتے اس کے ماتھے کو نرمی سے چومتے اس کی آنکھوں میں جھانکتے بولا تھا۔

بکھری سی بے حال حالت میں اس کی جانب دیکھتے آنکھیں سختی سے میچی تھیں۔

"پھر"

اس کے بکھرے بال چہرے سے ہٹائے تھے مدھم آواز میں دریافت کر رہا تھا۔

م۔۔مجھے آپ چاہیں پپ۔۔۔۔پر ڈر لگ رہا ہے"

اس کی شرٹ جھکڑتے آنسوؤں بہاتی نم لہجے میں بولی تھی۔

عالم راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔وہ کتنی پیاری سی تھی معصوم سی وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکتا بے حد نرمی سے اپنا لمس چھوڑنے لگا وہ اب۔

مزاحمت نہیں کر رہی تھی بس کپکپاتے دل کے ساتھ اس کا دہکتا لمس برداشت کر رہی تھی۔

وہ دھیرے سے اس سے جدا ہوا اپنی شرٹ اتار کر دور پھنکتا اس پر جھکا تھا وہ خوف سے زد پڑتی اس کی برہنہ کندھوں میں اپنے ناخن گاڑ گئی تھی۔۔

اس میٹھی سی چبن پر وہ سرشار ہوتا اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھ گیا۔وہ سسکی تھی۔جو اس کی جان آج سہی معنوں میں لینے پر تلا تھا۔۔

اب راہ فرار نہ پاتے اس کی پناہوں میں وہ بے قابو دھڑکنوں سے آنکھیں زور سے میچے بیڈ شیٹ مٹھی میں بھینچے تھی

اس کے ہاتھ شیٹ سے ہٹاتے اپنے انگلیوں میں الجھائے تھے

آئی پرومس آئی ول نوٹ ہرٹ یو مائے گولڈن ڈول"

سائیڈ لیمپ بجھاتے اس پر کے لبوں پر جھکتا چلا گیا تھا۔

سر درات کی اوٹ میں وہ پور پور اس کی پر تپش قربت میں دہکتی بے حال سی ہو رہی تھی۔۔

چاند بادلوں کی اوٹ سے اس دلکش لمحوں سے حیا زدہ ہوتا واپس چھپ گیا تھا۔۔

♥♥♥♥♥

"جانِ دیان آپ اتنی دیر سے اندر کونسا چلا کاٹ رہی ہیں مجھے بھی زرہ بتلائے مل کر کاٹیں گے"

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ڈریسنگ روم میں بند تھی جس پر وہ اب ڈریسنگ روم کا ڈور ناک کرتے طنزیہ انداز میں بولا تھا۔

جبکہ اندر ادھر اُدھر بھٹکتی مہر کامل اس کی آواز پر کپکپائی دو ماہ شادی کو ہو گے تھے مجال تھی جو یہ شخص اسے ایک پل کو بھی چین لینے دیتا۔

"دیان آپ ایک نمبر کے سنکی ہیں۔ بلکل باہر نہیں آؤں گی میں"

وہ لرزتے دل کے ساتھ ترشی سے بولی تھی۔ جس پر ادیان نقوی نے داد میں آبرو اچکائے تھے یعنی ادیان نقوی سے ہوشیاری۔

"ڈارلنگ سوچ لیں باہر آئیں گی یا پھر میں اندر آؤں۔ سزا بڑھی تو آپ ہی پھر مجھے ظالم کہیں گی"

وہ سکون سے فون سے ای میل چیک کرتے اپنے سکریٹری کو میل سینڈ کرتے بولا تھا اندر وہ اس کی بات سنتے جھنجھلائی تھی۔دل چاہ رہا تھا جا کر اس بلیک میلر کے بال نوچ لے یا اپنا سر کہیں دے مارے۔۔

"دیان پلیز تنگ مت کریں ہم گھر نہیں ہیں پلیز میرے اچھے والے ہزبینڈ"

وہ اب کی بار منت کرتے آخر میں اسے مکھن لگاتے بولی تھی جس پر وہ شاطر انداز میں آفت انسان مسکرایا تھا۔

"اوکے میری جان آج بخشا آپ کو"

وہ دریا دلی سے بولا۔جس پر وہ کھل اٹھی۔پر پھر ایکدم سے چوکس ہوئی۔

"آپ سچ بول رہے ہیں نہ دیان"

لہجہ مشکوک تھا۔

"بلکل سچ میرے جنونِ من"

وہ نہایت شریفانہ انداز میں بولا۔جس پر وہ صدا کی معصوم یقین کرتی ڈریسنگ کا ڈور کھولتی باہر کو آئی اور اگلے ہی پل وہ اس کی بانہوں میں تھی۔۔

"آہہہ۔۔۔دھوکے باز دیان پان شان۔۔۔چھوڑیں مجھے"

وہ چلاتی غصے سے اس کے سینے پر مکے برسانے لگی جس پر وہ قہقہہ لگاتا اسے بیڈ پر پھنکتا اس پر جھکا تھا۔۔

"دیان پلیز۔۔۔ہم گھر نہیں"
اسے ہوش دلانے کی کوشش کی گئی تھی جو اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے حواس ٹھکانے لگانے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا۔
"فرق نہیں پڑتا مجھے آپ چاہیں ہر وقت ہر جگہ آپ کو کچھ دیر محسوس نہ کروں تو مجھے آپ کی کمی ہونے لگتی ہے۔۔۔
میری سانیس میں گھلی وہ خوشبو ہیں آپ جو کچھ دیر دور ہو تو دھڑکنیں بھی چلنے سے انکاری ہو جاتی ہیں"
وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولتا اس کی جان ہوا کرنے لگا تھا۔
"کسی دن سانسیں۔۔۔روک دیں گے دیان"
وہ اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے اسے شرٹ لیس محسوس کرتے کپکپاتے لہجے میں بمشکل بولی تھی۔
"آپ میری لے لیجئے گا میرے جنونِ من"
وہ مخمور نظروں سے اس کا گلال بکھرتا دلکش چہرے دیکھتے خمار آلودہ لہجے میں بولتا نرمی سے اس کی پنکھڑیوں کو خود میں الجھائے گیا۔

وہ سختی سے آنکھیں میچے اس کی گردن میں بازو حائل کرتے لرزتے دل کے ساتھ برداشت کرنے لگی جس کی شدتیں برداشت کرنا ہمیشہ اس کے بس سے باہر ہوتیں تھی۔

"آپ نے وعدہ خلافی کی ہے میری جان مجھے آپ کی بہکی سانسوں میں بہکنا زیادہ اچھا لگے گا۔ تو سزا کے لیے تیار ہیں"

وہ اسے کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کے بال تکیے پر بکھرتا اس کی بیوٹی بون پر دانتوں سے ہلکے ہلکے بائٹ کرنے لگا۔۔ وہ تڑپتی تھی اس کے جان لیوا عمل پر۔

"دیان۔۔۔ بب۔۔۔ برے ہیں آپ"

وہ اس کی جان لیوا حرکتوں پر رو دینے کو ہوئی۔ سانسیں بری طرح سے سینے میں الجھنے لگیں تھیں۔

"دیان تو ازل سے برا ہے میری جان آپ نے ہی پنگا لیا ہے اب بھگتیں"

وہ اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر بھی یہیں عمل دھراتے اسے پاگل کرنے لگا۔

"پپ۔۔۔ پلیز دیان ایسا نن۔۔۔۔ نہیں کریں"

وہ اس کی پشت پر ناخن گاڑتے سسکی تھی جو اس کی جان نکالنے پر تلا تھا۔

"تو پھر اپنا وعدہ پورا کریں ورنہ پوری شب تڑپنے کے لیے تیار رہیں میرے جنونِ من"

وہ کس قدر مطلبی تھا اسے بس اپنا مطلب پورا کرنا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوتی اوپر کو ہوتی اس کی گردن اور کندھے کے درمیان دانت گاڑ گئی۔

ادیان نقوی مسرور سا ہوتا اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے گھومتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا۔

وہ یونہی اس پر جھکی اپنا غصہ نکالنے میں مگن تھی اور وہ ہنس کر اس کا دیا درد برداشت کرتا اس کی شرٹ میں ہاتھ ڈالتا اس کی کمر کے پیچ وخم پر اپنی انگلیاں چلانے لگا جس پر وہ مزید پاگل ہوتی اپنی گرفت تیز کر گئی۔

"آئی لو یو میرے جنونِ من"

وہ نرم سرگوشی اس کی سماعت میں سونپتا اسے کام کر گیا جس پر وہ پرسکون اتنی گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پر ڈھ سی گئی۔۔

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کر گیا اس کے لبوں پر لگا اپنا خون دیکھ ادیان نقوی کی سیاہ آنکھوں میں سرور سا طاری ہوا تھا۔ مزید جنونی لمظ کامل کی سرمئی آنکھوں کی سرخیاں نے کر دیا تھا۔

وہ اسے خود پر جھکاتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر لگے رنگ چرانے لگا وہ بھی اب بنا مزاحمت کرتے آنکھیں موند گئی۔

وہ نرمی سے اس کے لبوں کی سلوٹوں کو خود میں جزب کرتے کروٹ بدلتے اسے بیڈ پر ڈالتا اب جنونیت سے اس کی سانسیں خود میں جزب کرنے لگا تھا۔

جس پر وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی آنکھیں میچ گئی۔۔

وہ شخص اس کی زندگی تھا اور اس کا لمس اس کے لیے آب حیات اگر وہ اس کی زندگی میں نہ آتا تو وہ اب تک تنہا سسک سسک کر مر جاتی شاید۔۔

♥♥♥♥♥

وہ اپنا شرارا اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ڈور کے سامنے آئی کو ڈ لگاتے۔ڈور کھلتے ہی اندر داخل ہوئی تھی۔

جہاں وہ کاؤچ پر ہاتھ نیچے کو لٹکائے لیٹا تھا ہاتھ سے ٹپ ٹپ گرتا خون دیکھ لمحہ ابراہیم کا دل چھلنی ہوا تھا۔

وہ تیزی سے واڈروب سے فسٹ ایڈ باکس اٹھا کر اس کی جانب آئی تھی وہی کلین پر بیٹھتے وہ اس کا ہاتھ تھامتے خون صاف کرتی ڈریسنگ کرتے بے آواز رو رہی تھی۔

کس قدر بے رحم تھا وہ شخص جو اسے ہر وقت ہلکان کیے رکھتا تھا۔وہ بھی بنا مزاحمت کیے سکون سے ڈریسنگ کروا رہا تھا۔

ڈریسنگ کرتے وہ باکس وہیں رکھتی بیڈ پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔وہ چلتا اس کی جانب آیا تھا۔

وہ اٹھتی اس ستم گر کے سامنے آئی تھی۔

"آئی ہیٹ یو۔۔۔ائی ہیٹ یو ساحل۔۔۔مار کیوں نہیں دیتے مجھے ایک ہی بار"

وہ اس کے کالر کو مٹھیوں میں دبوچتے بری طرح سے روتے چلائی تھی۔سانس بری طرح سے پھول گیا تھا۔

تبھی وہ ڈوپٹے کے اوپر سے ہی اس کے بالوں کو نرمی سے جھکڑتے اس کی ٹوٹتی سانسوں کی ڈور تھامتا اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتا قطرہ قطرہ اپنی سانسیں اس میں اتارنے لگا جس پر وہ آنسو بہاتی بے بس سی ہو گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس کی سانسیں معمول پر لاتا دور ہوا تھا۔

"بٹ آئی لو یو جانِ جنون"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔وہ بے بس سی لرزتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"آپ ظالم ہیں شاہ قسم سے"

وہ بولتے سسکی تھی۔وہ شخص بس اس کی جان لینا چاہتا تھا۔اسے مزہ آتا تھا اسے ستا کر۔

کوئی سکون ملتا تھا اسے۔

"جانتا ہوں"

وہ سر خم کرتا اس کا الزام قبول کر گیا۔

"آپ برے ہیں شاہ"

وہ مکا اس کے دل کے مقام پر رسید کرتی شکوہ کناں ہوئی۔

"کیوں جاتی ہو دور مجھ سے تم بھی تو ظلم کرتی ہو مجھ پر میرے جنون پھر اپنی باری شکوے کیوں"

جنونیت سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے پر شدت لہجے میں بولا تھا۔

"کیا ہر بار ایسا ہی کریں گے۔۔ کیوں کرتے ہیں ایسا کیوں جان نکالتے ہیں میری۔۔۔ خدارا یہ ظلم مت کیا کریں۔ میں اب دور نہیں جاؤں گی"

وہ آنسو بہاتی اس کے پیروں پر اپنے پاؤں رکھتی اس کے ایک ایک نقوش پر لب رکھتے نم آواز میں بولی تھی وہ مسرور سا آنکھوں موندے اس کا کومل گلداز لمس محسوس کرنے لگا۔

ہاتھ دھیرے سے اس کی شرٹ کی ڈوریوں میں الجھائے تھے وہ سانسیں روک گئی۔

"اور اگر دور گئیں تو"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کی شہ رگ پر اپنا لمس بھگوتے مدھم آواز میں بولا تھا۔

"نن۔۔۔۔ نہیں جاؤ۔۔ گی پپ۔۔۔ پرامس"

وہ بمشکل اس کا دہکتا لمس برداشت کرتے کپکپاتے لہجے میں بولی تھی۔ بازل شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اپنی مرضی کا جواب پاتے۔

وہ بمشکل اپنے جذبات پر قابو پاتے سر اٹھائے اپنے حصار میں اس نازک سی جل پری کو دیکھنے لگا جو آج بے انتہا دلربائی بکھرتی خوبصورتی کی تفسیر لگ رہی تھی۔

رونے سے سیاہ آنکھوں کا کاجل اب بکھرا بکھرا تھا بے تحاشہ رعنائیاں لیے ہوئے تھا۔ رخساروں پر اس کی قربت کے بکھرے رنگ مصنوعی رنگوں سے کہیں زیادہ دل فریب تھے۔

لرزتے لبوں پر بکھرے رنگ اس کی آنکھوں میں خماری بھرنے لگے تھے۔

وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے مصنوعی رنگ چھڑانے لگا اس کے عمل پر وہ جی جان سے لرزی تھی۔

"بے شک میری جان آپ کو فرصت سے بازل شاہ کے لیے بنایا گیا ہے۔پاگل کر رہا ہے آپ کا یہ روپ۔کل تو آپ واللہ بازل شاہ کی جان ہی لے لیں گی کہیں بازل شاہ کی سانسیں ہی نہ رک جائے"

وہ مخمور نظروں دیکھتا خمار الودہ لہجے میں بولتا لمظ ابراہیم کی جان نکال گیا۔

"ایسا نہیں کہیں شاہ"

وہ سسکی تھی اس کی بات سنتے۔وہ نرمی سے اس کی سیاہ گھتائی آنکھوں پر لب رکھتا ان کی نمی اپنے لبوں میں سمیٹ گیا۔

"چینج کرلیں میری زندگی"

وہ جانتا تھا وہ بے سکون تھی اس لباس میں تبھی اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا پھولوں کے زیورات اتارتے محبت والفت سے گویا ہوا۔

وہ ڈریسنگ کی جانب بڑھ گئی کچھ ہی دیر میں وہ چینج کرتی بیڈ کی جانب آئی۔بازل شاہ نے اپنی بانہوں وا کیں تھیں جس پر وہ خاموشی سے اس کی بانہوں میں سماتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔

وہ نرمی سے اس کے بالوں پر لب رکھتا دونوں پر بلینکٹ ٹھیک کرتا اسے خود میں بھینچ گیا۔

"آپ نہیں آسس۔۔۔سکتے روم میں"

وہ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ بوکھلاتے بولی تھی۔ریان ملک نے آبرو اچکائے۔

جیسے کہہ کر رہا ہو(کیا سچ میں)

"وو۔۔۔وہ ہاں مجھے بہت نیند آرہی تھی۔۔۔نن۔۔۔نہیں مطلب آرہی ہے"

وہ بمشکل اس کی لو دیتی نظروں کا سامنا کرتے بولی تھی جو مخمور نظروں سے اس کی جانب دیکھتا اسے کپکپانے پر ہکلانے پر مجبور کر رہا تھا۔

"یہ تو بہت اچھا ہے میری جان چلو مل کر سوتے ہیں"

وہ اس کے قریب آتا ایک جھٹکے میں اس کے نازک سے وجود کو اپنے سینے کا حصہ بناتے شوخی سے گویا ہوتا ستارہ کے دھڑکنے بے آہنگ کر گیا۔

".نن۔۔۔نہیں مجھے چچ۔۔۔چینج کرنا ہے"

وہ مزاحمت کرتے کسیانی سی مسکراہٹ سجائے بولی تھی۔

"میں ہوں نہ میری جان مدد کے لیے"

وہ مزید اپنا حصار کستے بولا تھا۔

"نہیں

وہ چلائی تھی ریان ملک نے اپنی ہنسی دبائی۔

"نہیں۔۔۔ مطلب مجھے فریش ہونا ہے"
وہ پھر سے سنبھلی بھی۔
"پر ابھی تو بہت نیند آرہی تھی آپ کو شائے سٹار"
وہ نرمی سے اس کی مانگ سے ٹیکا نکالتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے بولا تھا۔ سرخ ہوئی تھی۔
"تو چینج کر کے سو جاؤں گی نہ"
وہ اگاہ کیا گیا تھا جیسے۔
"تو میری جان میں بھی تو مدد کرنا چاہ رہا تھا نہ کتنا تھک گئی نہ آپ مائے شائے سٹار"
وہ ایک ہاتھ سے اس کے گرد حصار باندھے دوسرے سے اس کے دوپٹے کو پنوں سے آزاد کرتے الفت و محبت سے گویا ہوا سر سے دوپٹہ سرکنے پر وہ گلال ہوتی اس کے سینے میں چھپی تھی ریان ملک کے لبوں پر مسکراہٹ اپنی چھنپ دیکھا کر غائب ہوئی۔
عالم راؤ کے آج کے پلین کینسل کرنے پر وہ اب پر سکون انداز میں اپنی جانم کے ساتھ ٹائم گزارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔
"نہیں کریں یان مجھے شرم آرہی ہے"
وہ بمشکل بولی تھی۔

"پر آپ کا یان حاصہ بے شرم ہے جانم اور ابھی تو کچھ کیا بھی نہیں میری جان۔ پھر بھی اتنا سارا کیسے شرما سکتی ہیں آپ"

وہ اس کے کانوں سے بندے نکالتا اس کی کان کی لو پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے شریر انداز میں گویا ہوا ستارہ کے وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی۔

"یان پلیز چھوڑیں"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی حیا آمیز لہجے میں بولی تھی۔ جس پر وہ اس ایکدم سے گھماتے اس کے وجود کو دوپٹہ سے آزاد کرتا اس کے پیٹ کے گرد اپنا حصار کھینچتے اس کی پشت اپنے سینے سے لگا گیا۔ وہ سانسیں تک کھینچ گئی اس کے جان لیوا حصار پر۔

"ستارہ آپ میرے سکون کی وہ پناہ گاہ ہیں جہاں ریان ملک آکر اپنے سارے درد بھول جاتا ہے"

وہ اس کی گردن پر بال ہٹاتے اس کے شانے اپنی شدتیں بکھیرتا اس کی جان مشکل میں ڈالنے لگا وہ نازک پری اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی جھل تھل ہوئی تھی۔

"یان"

جب مزاحمت کرنے کی ہمت ناپید ہوئی تھی بے ساخت پکار اٹھی۔ پر وہ ارد گرد سے بے نیاز اس کی پکار ان سنی کرتا مدہوشی کے عالم میں اس کی شرٹ ہٹاتے خود کو سیراب کرنے میں مگن رہا۔

"بہت دلکش ہیں آپ ستارہ ریان ملک... مشکل ہو گیا ہے آپ سے دوری بنانا"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔وہ پور پور لرزتی اس کے سہارے کھڑی تھی۔سانسوں میں جیسے بوچھال سا بھرپا تھا۔

"مجھے سس۔۔۔سانس نہیں۔۔آ رہا"

وہ سانس لینے کی تگ ودو کرتی بمشکل بولی تھی اس کی بے خودی اس کی جان نکال رہی تھی۔وہ ایکدم سے اسے واپس کو گھماتا اپنی بانہوں کی قید میں لیتا اس کی سانسوں کی خوشبو چراتا اسے خود میں جزب کرنے لگا۔

وہ اچانک اس افتاد پر تڑپ اٹھی تھی اپنے لبوں پر اس کی مونچھوں کی چھبن اور اس کے دہکتے لمس پر وہ مرنے کو ہوئی تھی۔ریان ملک مزید مدہوش ہوتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر سہلاتے اسے مزید بے قراری سونپنے لگا جس پر وہ نازک سی پری تڑپتی اسے خود سے دور کرنے لگی وجود میں ہوتی بے چینی جیسے اس کی جان نکالنے لگی تھی۔

وہ بے جان سی ہوتی بکھرنے لگی تھی تبھی وہ اس پر رحم کھاتا اسے اپنے حصار سے آزادی دے گیا جس پر وہ تیزی سے اس سے دور ہوتی اپنی میکسی اپنے ہاتھوں میں اٹھائے بھاگتے ڈریسنگ میں جا کر بند ہوتی وہیں دروازے سے لگتی بیٹھتی چلی گئی سانسیں بری طرح سے پھولیں ہوئیں تھیں۔

ریان ملک اپنے لبوں پر زبان پھیرتا مسکراتی آنکھوں سے ڈریسنگ کے بند دروازے کو دیکھتا بیڈ پر چت گرا تھا۔آنکھوں میں سرور کی سرخیاں لیے آنکھیں موند گیا۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑیں اپنی جیولری اتار رہیں تھیں وجود میں شدت تھکن سی اتر رہی تھی۔
وہ نڈھال سی وہی بیٹھتی ڈریسنگ ٹیبل پر سر ٹکا گئیں۔ان بارہ سالوں نے ان کے وجود کی ساری طاقت جیسے چھین لی تھی سر کا درد تو شام سے ہی ہو رہا تھا پر اب شدت اختیار کر گیا تھا وہ کسی کو بھی بتا کر انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی خاموشی سے برداشت کر گئی تھی پر اب رونا آرہا تھا۔
سلطان راؤ جو چینج کر کے باہر آئے حرم کو یوں نڈھال دیکھ کر تڑپ ہی اٹھے۔
"حرم کیا ہوا میری ملکہ"
وہ نرمی ان کے شانوں سے تھام کر اوپر کو اٹھاتے محبت و الفت سے گویا ہوئے۔پر ان کی اوشن بلو سمندر جیسے آنکھوں میں نیر کا دیکھ سلطان راؤ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا۔
"کک۔۔۔کچھ نہیں"
وہ اپنے ہاتھوں کی پشت آنکھیں رگیتیں انھیں سولہ سالہ حرم یاد دلا گئی۔وہ آج بھی نہیں بدلیں تھیں بس وقت بدل گیا تھا۔روئی روئی سمندر کے پانی سی اوشن بلو آنکھیں میں بہتی سرخیاں سلطان راؤ کی آنکھوں میں خمار بھرنے لگیں تھیں۔
چھوٹی سی سرخ ناک اور اس پر نازک سی پنکھڑیوں سے لب جن کا خم ان کا دیوانہ پن تھا۔
"کیوں کرتی ہیں اتنا ظلم میری ملکہ"

وہ ان کے بے تحاشہ سرخ پڑتے رخساروں پر نرمی سے انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے اذیت سے بولا تھے

۔

"مجھے نیند آرہی ہے سلطان"

وہ نظریں چراتے مدھم آواز میں بولیں تھیں وہ بنا کچھ کہے دھیرے سے انھیں راستے دے گئے۔ جو انھیں تکلیف زرہ کر گیا کیونکہ وہ ایسے تو نہ تھے۔

وہ بمشکل اپنے آنسو اپنے اندر اتارتیں ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئیں۔

ان کے جاتے ہی سلطان راؤ کی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی تھی۔ جہاں وہ اپنی ملکہ کو دیکھتے ہی حواس کی دنیا میں لوٹ ائے تھے وہیں ان کا دل جیسے کسی کند چھری سے کاٹا جا رہا تھا۔

وہ اپنی ملکہ پر کسی کی ایک نظر برداشت نہیں کر سکتے تھے اور بارہ سال ان کی حواس باختگی کی وجہ سے وہ ایک ذلیل انسان کی قید میں رکھیں تھیں۔

وہ ڈریسنگ سے نکلتیں بیڈ پر کروٹ کے بل دراز ہوتیں کمفرٹر اوڑھتیں آنکھیں موند گئیں۔ ابھی کچھ ہی پل بیتے تھے کہ اپنی کمر پر ہوتی سرسراہٹ پر وہ سختی سے آنکھیں میچ گئیں۔

"اتنی دوری کیوں ہے ملکہ"

وہ نرمی سے ان کی پشت اپنے سینے سے لگاتے مدھم سرگوشی میں بولے تھے۔

" بارہ سال کی قیامت گزری ہے سلطان -- بہت تکلیف ہوتی ہے اب -- ایک ڈر شدید لگتا ہے کہیں پھر سے کسی طوفان کے تھپیڑے ہمیں جدا نہ کر دیں "

وہ بھیگی آواز میں بولتیں سلطان راؤ کا دل چھنی کر گئیں۔ وہ نرمی سے اس کا رخ اپنی جانب موڑتے ان کی پیشانی پر لب رکھ گئے۔ ایک عرصے بعد پھر سے ان کے لمس کے ذائقے انھیں کپکپانے پر مجبور کر دیا۔

" اب کیا جان لیں گی اپنے سلطان کی ملکہ --- ایک عرصہ تڑپہ ہو اس لمس کے لیے --- سلطان نے تو آپ کہ سوا کچھ جانا ہی نہیں دنیا میں -- اسے تو آپ چاہیں تھیں --

آپ کی اس دنیا سے جانے کی خبر کا سنتے وہ بھی مر گیا --- اور اسی زمانے میں کہیں بھٹکتا رہ گیا جہاں اس کی ملکہ اسے چھوڑ کر گئی تھی "

وہ ان کی گردن میں چہرہ چھپائے مدھم آواز میں بولتے حرم کو بھی زخم زخم کر گیا۔ انھیں اپنی گردن بھگتی محسوس ہوئی۔ یعنی وہ رو رہے تھے ان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا۔

" سلطان "

وہ تڑپ کر پکارتی انھیں اپنے سامنے کر گئی۔ جن کی کانچ سی سرمئی آنکھوں نم تھیں۔ وہ سسکی تھی۔

" شششش --- شش -- خدارا آپ نہیں روئیں ملکہ ورنہ آپ کے سلطان کو کچھ ہو جائے گا "

وہ ان کی بھیگی آنکھیں چومتے انھیں خود میں بھینچتے کرب زدہ لہجے میں بولے تھے۔ سہارہ پاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

"سب میری غلطی ہے۔۔ سب میری وجہ سے ہوا۔۔۔ میں بہت بری ہو سلطان۔۔۔ آپ کا سکون کھا گئی۔۔ آپ کی خوشیاں کھا گئی کاش میں کبھی آپ کی محبت نہ بنتی۔۔۔ کاش آپ کو کبھی مجھ سے محبت نہ ہوتی"

وہ دھاڑے مار مار کر روتیں انھیں خود سے پرے دھکیلتی ہزیانتی انداز میں بولتیں انھیں بھی رولا گئیں ۔۔

"نہیں نہیں ایسا نہیں کہیں میری ملکہ آپ تو میری زندگی ہیں میری خوشیوں کی زمانت۔۔۔ میرا عشق ہیں آپ کہ بنا تو میں کچھ بھی نہیں۔"

وہ انھیں خود میں بھینچتے اس کے بالوں پر بے تحاشا بوسے دیتے محبت و دیوانگی سے بولے تھے۔

"نہیں ہو میں ملکہ۔۔۔۔ نہیں ہوں۔۔۔ میں تو ڈائن ہو سلطان جو کھا گئی آپ کی خوشیاں کو۔۔ دور ہو جائیں مجھ سے آپ خدارا دور ہو جائیں سلطان۔۔ میں ڈائن ہوں"

وہ مسلسل انھی خود سے دور کرتیں ہزیانتی ہو رہیں تھیں۔ سلطان راؤ کی آنکھیں میں سرخیاں بھرنے لگیں تھیں۔

" ملکہ ۔۔۔بس کریں۔۔۔بس کر دیں ملکہ آپ دیوانگی ہیں سلطان راؤ کی اب اگر دوبارہ ایک لفظ بھی اس طرح کا منہ سے نکالا تو خود کو کچھ کرلوں گا میں پھر روتی رہیے گا میرے جنازے پر"

وہ سرخ آنکھیوں سے ان کی جانب دیکھتے جارہانہ انداز میں بولتے انھیں دنیا جہاں کے ظالم لگے تھے۔

وہ ایکدم سے سن ہوتیں پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھنے لگیں۔

"کک۔۔۔کیا کہا"

بمشکل لبوں سے الفاظ بر آمد ہوئے۔سلطان راؤ نے لب بھینچتے وہ حرم کر اپنے حصار سے آزادی دیتے اٹھے تھے۔

"میں نے پوچھا۔۔کیا کہا آپ نے سلطان"

وہ ایکدم سے ان کے سامنے آتیں ان کا گریبان پکڑ کر انھیں جھنجھوڑ گئیں۔

"تکلیف ہوئی۔۔۔پر کیوں؟ اپ کو تو مجھ سے ذرہ سی محبت نہیں ملکہ۔۔۔محبت تو سلطان نے کی ہے نہ ۔۔۔آپ کو تو چاہیے ہی نہیں نہ سلطان کی محبت تو پھر اتنی تڑپ کس لیے"

وہ ان کی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کرتے ترشی سے بولے تھے۔حرم کے لب بری طرح سے کپکپائے تھے کچھ کہنے کو پر کہنا مشکل لگا تھا۔وہ کیا بتاتی انھیں محبت تو بہت کم تھی وہ تو حرم کا جنون تھے بس کبھی کہنا نہیں آیا تھا انھیں۔

"آپ کبھی سمجھ نہیں سکیں گے سلطان حرم کو کبھی سمجھ نہیں سکیں گے"

وہ آنکھیں میں نمی سمیٹے پر شکوہ ہوئی۔سلطان راؤ نے ان کی شکوہ کرتی آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے ۔وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑتے آنکھیں موندے گئیں۔

"یہ آپ کی بھول ہے ملکہ یہ آپ کا سلطان آپ کو سمجھتا نہیں پر ڈر لگتا ہے کہ کہیں آنکھوں دیکھا کہیں دھوکا نہ ہو"

وہ نرمی سے اس کے لبوں کے خم کو انگوٹھے سے دباتے مدھوشی میں بولے تھے جو رونے سے اب سوجا سا تھا وہ ان کی بے باکی پر سرخ ہوئیں تھیں۔

سلطان راؤ نے ان کے چہرے پر بکھرتے رنگ اپنی آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارے تھے وہ آج بھی ویسیں ہی تھیں برسوں کا عشق اب جنون و دیوانگی میں بدل گیا تھا۔

"مم۔۔۔۔مجھے نیند آرہی ہے"

وہ سرخ ہوتیں نظریں چراتے بولیں تھیں.سلطان راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

"بہانا اچھا ہے ملکہ پر بہت بچوں والا لگتا ہے اب"

وہ ان کی نیند کو ہوا میں اڑاتے شریر ہوتے ان کی گردن سے بال ہٹاتے اپنا لمس بکھرتے یکلخت انھیں بوکھلانے پر مجبور کر گئے۔

"سس۔۔۔۔سلطان کیا کر رہے ہیں"

وہ مچلتی بے تکی بات پوچھ بیٹھیں۔

"کیا آپ نہیں جانتیں ملکہ۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں"

وہ معنی خیز لہجے میں بولتے انھیں گڑبڑا گئے۔ وہ نرمی سے انھیں بانہوں میں بھرتے تکیے پر ان کا سر رکھ گئے۔ ان کے ارادے جانتے وہ بری طرح سے کپکپائیں۔

"سلطان ہمارا بب۔۔۔ بیٹا بڑا ہو گیا ہے"

وہ ان کے سینے پر ہاتھ رکھتے بمشکل بولیں تھیں بارہ سال کی دوری پر وہ پہلے دن کی طرح ان سے گھبرا رہیں تھیں۔

"تو کیا کروں میں اس الو کا جو اتنی جلدی بڑا ہو گیا باپ کا دشمن"

وہ دانت پیستے بولے تھے حرم کا منہ کھل گیا وہ بلکل نہیں بدلے تھے۔

"سلطان وہ ہمارا بیٹا ہے"

وہ منمنائیں۔ جس پر ان کی بات کو نظر انداز کرتے ان کی سرخ ہوتی ناک پر لب رکھ گئے۔

"میں آپ کا شوہر جیسے اس وقت سوائے آپ کے کسی کی طلب نہیں"

وہ وہ شرٹ ہٹاتے ان کی بے آہنگ دھڑکنوں پر لب رکھتے مخمور لہجے میں بولے تھے وہ کپکپا کر رہ گئیں

۔

"سلطان پلیز مجھے سونا ہے"

وہ مزاحمت کرتے بمشکل بولیں تھیں۔

"ملکہ مجھے غصہ نہیں دلائیں۔۔۔ کیا بارہ سال کی دوری کم تھی آپ کے لیے"

وہ خفا ہوئے تھے حرم کی جان پر بنی تھی تبھی بنا مزاحمت کے ان کی گردن میں بازوں حمائل کرتے ان کے سینے پر سر رکھ گئیں۔ سلطان راؤ کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے۔

ایک نظر اپنی بانہوں میں چھپی اپنی ملکہ پر ڈالیں وہ اج بھی دان پان سیں تھی نرمی سے ان کے بال تکیے پر بکھرتے وہ اس کے ایک ایک نقوش پر اپنا دہکتا لمس چھوڑنے لگے۔۔

وہ ٹھوڑی پر لب رکھتے ان کے کپکپاتے لبوں پر جھکے تھے وہ بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے آنکھیں موند گئیں۔

💖💖💖💖💖

ماضی!

چچی ماں میں حرم کو آج شام باہر لے کر جانا چاہتا ہوں"

سلطان راؤ نے ساجدہ بیگم کو آگاہ کیا۔

"میرا بچہ لے جاؤ"

وہ محبت سے بولیں تھیں۔ آج کل ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہتی تھی وہ چاہتیں تھیں کہ وہ دونوں ساتھ خوش رہتے۔

"شکریہ چچی ماں آپ حرم سے کہیئے گا وہ پانچ بجے تک تیار ہو جائے اب میں نکلتا ہو میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں کچھ ضروری کام ہے"

وہ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے وہاں سے نکل گیا ساجدہ بیگم نے اسے ڈھیر ساری دعائیں دے ڈالیں تھیں۔

شمو۔۔۔او شمو"

انھوں نے ملازمہ کو آواز لگائی تھی اگلے ہی پل وہ چراغ کے جن کی مانند خاظر تھی ان کے سامنے۔

"جی بیگم صاحبہ"

"حرم کہاں ہے"

انھوں نے دریافت کیا تھا۔

"جی بیگم صاحبہ وہ تو باہر جھولا جھول رہی ہیں"

شمو نے مطلع کیا تو وہ اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئیں۔

"جاؤ بلا کر لاؤ اسے۔۔ جب دیکھو جھولے پر نہ جانے ایسا کونسا چلہ کاٹتی رہتی ہے وہاں یہ لڑکی"

وہ ترش لہجے میں بولیں تھیں۔ وہ اس کی رحصتی کا سوچ رہیں تھیں اور اس کا ابھی تک بچپنا ہی ختم نہیں ہو رہا تھا۔

"بی بی جی۔۔ بی بی جی آپ کو بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں"

شمو نے حرم کے پاس آتے اسے اطلاع دی۔ حرم کی سیٹی گم ہوئی۔ کیونکہ سلطان راؤ کی غیر موجودگی میں وہ اس کی ماں کی بجائے ساس بن جاتیں تھیں۔

"جل تو جلال تو۔۔۔ جل تو جلال تو۔۔۔ جل تو جلال تو"

وہ پوری دل جموئی سے بھڑ بھڑانے لگی۔ شمو نے اسے خیرانی سے دیکھا آخر چھوٹی بی بی کر کیا رہیں تھیں
۔

"ہیں بی بی جی آپ یہ کیا کر رہی ہیں۔

وہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتے پوچھنے لگی۔

"ارے شمو تم نہیں جانتی اس وقت نہ میری ماں میں ایک ظالم قسم کی ساس کی روح گھس چکی ہو گی
۔اور سلطان بھی گھر نہیں ہیں مجھے کون بچائے گا"

وہ اسے بتاتے ہوئے آخر میں روہنسا ہوئی تھی۔ شمو ہنسی تھی۔

"شمو ایسا کوئی کرتا ہے کیا؟

وہ معصوم سا منہ بنائے بولی جس پر شمو نے پھرتی سے نفی میں سر ہلایا۔

"یہی تو کون کرتا ہے بھلا ایسا اپنی اتنی پیاری سی چھوٹی سی معصوم سی بیٹی کے ساتھ"

وہ ہنوز انداز میں بولی تو شمو نے ہنسی دبائی۔

"اب چلو بھی تم نے تو باتوں میں ہی لگا لیا مجھے"

وہ اسے لتاڑتی اندر کی جانب بھاگی جبکہ اس کے الزام پر شمو کا منہ کھل گیا کیا اس نے لگایا تھا باتوں میں؟

"جی مما"

وہ پوری شرافت سے ان کے سامنے آ کھڑی بولی تھی۔

"پانچ بجے تک تیار ہو جانا سلطان کے ساتھ باہر جانا ہے تمھیں"

وہ محبت سے بولیں تھیں۔ جس پر وہ ایکدم سے کھلکھلائی تھی کیونکہ اسے گھومنے کا بہت شوق تھا اور سلطان کے ساتھ تو اسے بہت مزہ آتا تھا۔

"کیا سچ میں ۔۔۔اف تھوڑا ٹائم بچا ہے میں جلدی سے تیار ہو جاتی ہوں شمو تم بھی آؤ میرے ساتھ ۔۔۔اوخدا میرے بال بھی کتنے برے ہو رہے ہیں۔۔توبہ توبہ بہت سارا کام ہے"

وہ اونچی آواز میں باولی بنی بڑبڑاتی ساجدہ بیگم کو تاسف میں مبتلا کر گئی۔

وہ شمو کو لیے اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گئیں۔

💖💖💖💖💖

وہ ڈریسنگ کے سامنے منہ بسورے کھڑی تھی۔

تبھی روم کا ڈور کھلا تھا اور سلطان راؤ اجلت سے اندر راخل ہوا۔

کچھ کہنے کو لب وا ہوئے تھے پر الفاظ خلق میں ہی دم توڑ گئے اس کے لائے وہی وائٹ بال گاؤن میں ملبوس جو اس کے پاس ہونے کا تحفہ سلطان راؤ نے اسے دیا تھا۔۔

بالوں کی ڈھیلی سی فرینچ ناٹ کیے جس سے کچھ لٹیں نکلتی اس کے گلابی رخسار چوم رہیں تھیں سلطان راؤ کو ان سے رقبت سی محسوس ہوئی تھی۔۔گلے میں نازک سا نیکلس جس میں ایک چھوٹا سا موتی جھول رہا تھا پہنے گھنیری پلکوں کو مسکارا لگا کر مزید گھنا کیا گیا تھا۔

گلابی رخساروں پر ہلکا سا بلش آن کیے نازک سی پنکھڑیوں سے لبوں پر ہلکا سا پنک لپ گلوز لگائے وہ ساحرہ حسن بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔

سلطان راؤ کی نظریں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتے حرم کی گھنیری پلکوں لرزتی جھکیں تھیں۔

عنابی لب بری طرح سے کپکپائے تھے۔

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کی جانب بڑھا تھا۔ کیا کوئی اس قدر خوبصورت اور معصوم ہو سکتا تھا سلطان راؤ کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔

حرم کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں سلطان راؤ کو دیوانگی لیے اپنی جانب بڑھتا دیکھ۔ پاؤں جیسے زمین نے جھکڑ لیے تھے وہ انچ بھی ہل نہیں پا رہی تھی۔

"کون کونسے طریقوں سے قہر ڈھائیں گی اپنے سلطان پر میری ملکہ"

وہ اپنی رقیب نظر آتیں اس کے حسین چہرے سے لٹیں ہٹاتے وہ دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا۔

"جج۔۔۔ جوتا پہن لو"

اس کی لو دیتی نظریں سے خائف ہوتی وہ بمشکل بولی تھی۔ سلطان راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا وہ اچھی طرح سے سمجھ رہا تھا۔ اس کی فرار ہونے کی کوششیں۔

"کہاں ہے"

وہ نرمی سے اس کے مخروطی ہاتھ کی انگلیاں انگلیاں پکڑے اس کی ایک ایک ٹپس پر اپنے لب رکھتے خمار الودہ لہجے میں دریافت کر رہا تھا۔ وہ کپکپا کر رہ گئی۔

"وو۔۔۔ وہ وہاں"

وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی مدھم آواز میں بولی تھی۔ جس پر وہ اسے مخمور نظروں سے تکتا اس کے حواس معطل کر رہا تھا۔ بمشکل اس کے دلکش چہرے سے نظر ہٹاتے بیڈ کے قریب رکھے سلور جوتوں کو دیکھا۔ وہ ان کی جانب بڑھتا انھیں اٹھائے حرم کی جانب آیا۔

"بیٹھیں"

وہ اسے سٹول پر بیٹھنے کا کہتا اس کے قریب ہی نیچے بیٹھا تھا حرم کا دل بری طرح سے لرزا تھا اس وجاہت کے شکار کو اپنے قدموں میں بیٹھا دیکھ۔

"نن۔۔۔ نہیں سلطان"

وہ بوکھلاتی پاؤں پیچھے کر گئی سلطان راؤ کو اپنا پاؤں پکڑتے دیکھ۔

"شش۔۔۔ ملکہ"

تنبیہ کی گئی تھی۔ وہ اپنی جیب سے رومال نکالتے اس کا پاؤں نیچے سے صاف کرتے اس کے پاؤں میں سینڈل پہنا گیا حرم کی آنکھوں میں نا جانے کیوں نمی بھرنے لگی تھی۔ دل میں عجیب سا احساس پھوٹنے لگا تھا۔

دوسرے پاؤں پر بھی یہی عمل دھراتے وہ اس کے پاؤں میں سینڈل پہناتے وہ اٹھا تھا۔
حرم کا پورا وجود جیسے جل تھل تھا دھڑکنوں میں نہیں کوئی طوفان سا بھرپا ہوا تھا۔
سلطان راؤ نے اس کی جانب ہاتھ بڑھا تھا وہ ہمت جھٹاتی اپنا مخملی ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے گئی سلطان راؤ نے ایک جھٹکے میں اس مومی وجود کو اپنے آہنی وجود کا حصہ بنایا۔
وہ اس افتاد پر بوکھلاتی اس کے کوٹ کو اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔اوشن بلو آنکھوں میں خوف ابھرا تھا۔
سلطان راؤ نے اس کی خوف زدہ نیلی آنکھوں پر اپنا پر شدت لمس چھوڑا۔
" بہت خوبصورت لگ رہی ہیں جانم عاشقی "
وہ آنکھوں سے کنپٹی اور وہاں سے گلابی رخسار پر اپنا لمس مہکاتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا وہ اپنے کپکپاتے دل کے ساتھ اس کے دہکتے لمس پر آنکھیں میچ گئی۔
" بہت پیاری سی چھوٹی سی پری۔۔۔ سلطان راؤ کی ملکہ لگ رہی ہیں۔۔۔ کیا سلطان کہ ساتھ اس کے خوابوں کے نگر میں چلیں گی ملکہ "
وہ اس کے تھرتھراتے لبوں کے خم پر انگوٹھے دباؤ ڈالتے نرمی سے دریافت کر رہا تھا اس کا یہ عمل بہت جان لیوا لگتا تھا حرم تو تبھی شاید وہ اسے آزماتا تھا پورے وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی۔
" چچ۔۔۔ چلو گی "

وہ اسے کا ہاتھ تھامتے بولی تھی جو اس کے لبوں پر سرکتا اس کی جان نکال رہا تھا۔ سلطان راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اس کی معصوم مزاحمت پر۔

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا جو نظر آتی اسے کب کی ہلکان کیے ہوئے ہیں اس کا دہکتا لمس اپنی بیوٹی بون پر محسوس کرتے وہ سانس روک گئی ایکدم سے وجود سے جیسے جان سرکی تھی۔ اس کی دہکتی سانسیں اور پر شدت لمس اسے بری طرح سے جلا رہا تھا۔

"سلطان"

وہ خوفزدہ سی اسے بے ساخت پکار گئی اپنا نام اپنی ملکہ کے منہ سے سنتا وہ بے ساخت اس کے لبوں پر جھکا تھا وہ تڑپتی اس کے کوٹ پر اپنی گرفت مضبوط کر گئی۔

وہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار جکڑتے جنونی ہوا تھا وہ نازک سی اس کی گرفت میں پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑانے لگی۔

سانسوں کے تسلسل میں کمی ہونے پر وہ بری طرح سے نڈھال ہوتی ڈھیلی پڑی تھی تبھی وہ خود پر ضبط کرتے اس پری پر رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا۔

وہ نڈھال سی اپنا پورا وجود اس کے اسرا ے چھوڑتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی سلطان راؤ نے نرمی سے اس کی چاندنی سی پیشانی چومی تھی۔

💖💖💖💖💖

حال!

صبح آنکھ کھولتے اپنے سینے پر پڑے نازک سے بھار پر نظریں پڑتے ہی لب مسکرائے میں ڈھلے تھے۔۔ وہ اس کی محبت والفت میں نکھری سی اس کے برہنہ سینے پر قابض تھیں۔

نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتے اس نازک پری کو دیکھا جو اس کی بلیک شرٹ میں موجود بکھرے بالوں میں الجھی پڑی۔۔ کوئی حور ہی لگیں تھیں عالم راؤ کو۔اس کی کرسٹل گرے آنکھوں میں پھر سے سرور بھرنے لگا۔

وہ نرمی سے جھکتے اس کی بند آنکھوں پر اپنے ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ جس پر وہ مومی گڑیا کسمساتے اس کے مزید نزدیک ہوئی تھی۔ عالم راؤ کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

" ہیے مائے گولڈن فیری۔۔۔ اوپن یور ائز یار۔۔۔ مجھے آپ کی آنکھوں میں اپنی قربت کی سرخیاں دیکھنی ہیں میری جاناں"

وہ اس کی سماعت میں جان لیوا سرگوشیاں کرتے مدھم آواز میں بولا تھا۔ پر وہ ہنوز نیند میں مدھوش تھی ۔۔ وہ جھکتے اس کی تھوڑی کے خم پر لب رکھ گیا۔

"جج۔۔۔ جان سونے دیں پلیز"

وہ کپکپاتی اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی۔

پر وہ بنا اثر لیے اس کی گردن کے گڑھے پر جھکا تھا۔

پیچھے ہوں مم۔۔ مجھے سونا دیں پلیز"

نیند میں اسے پرے ہٹانے کی اپنی سی کوشش کی گئی تھی جو بری طرح سے ناکام ثابت ہوئی تھی کیونکہ وہ کسی جن کی مانند اسے چمٹ کیا تھا۔

شیو کی چھبن گردن پر محسوس کرتے نیند میں بھی اس کا چہرہ گلال چھلکانے لگا۔اس کی منمانیاں اب مزید بڑھنے لگیں

اب نیند میں اسے خود پر وزن محسوس ہو رہا تھا نیند سے بحال ہوتے بامشکل آنکھیں کھولیں تھیں

"جان آپ اچھے نہیں ہیں پلیز مجھے سونے دیں۔۔

روہانسے ہوتے کہا نیند سے آنکھیں نہی کھل پا رہی تھیں رات کی اس کی منمایاں اسکی جان نکالے ہوئے تھیں اب پھر سے اسے ستائے جا رہا تھا۔

عالم راؤ نے اس کی بات پر چہرہ اس کی گردن سے اٹھاتے اسے دیکھا

"جانِ جہاں کتنی بری بات ہے آپ کا جان کب سے آپ کے اٹھنے کا انتظار کر رہا ہے پر آپ کو اپنی نیند پیاری ہے۔۔ حلانکہ میں نے رات بہت رعایت برتی تھی۔۔"

اس کی سنہری آنکھوں کی سرخیاں دیکھتے وہ اپنا دل بلکل سنبھال نہیں پا رہا تھا(جو افق سے نکلتے سورج کا منظر پیش کر رہیں تھیں)اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے مسکراتے مخمور لہجے میں کہا تھا۔

ہیزل کی آنکھوں کے سامنے ایکدم سے رات کی وردات عود آئی وہ شرم سے دہری ہوتی تکیے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ دھڑکنیں بری طرح سے بے آہنگ تھیں۔

" جانِ جہاں یوں چھپ کر سمٹ کر آپ صبح صبح جان سلطان کے جذبات کو بری طرح سے ہوا دے رہی ہیں۔۔۔"

اس کا چھپا چہرہ دیکھتے تکیہ ہٹاتے اس کے چہرے کے شرمگیں رنگ دیکھے تھے۔جو اسے پاگل کر رہے تھے۔

"میں رو دوں گی جان"

دوبارہ منہ تکیے میں دیے وہ نم لہجے میں بولی تھی۔

"ششش۔۔۔میری جان۔۔۔۔آئ ایم سوری نہی تنگ کرتا میں۔سو سوری رونا نہیں۔۔"

اسے خود میں بھینچتے نرمی سے اس کے سنہری بالوں پر لب رکھتے بولا تھا جس پر وہ اس کے برہنہ سینے سے سر ٹکائے مزید شرم سے دوہری ہوئی۔پلکیں بری طرح سے کپکپائیں تھیں۔

مم۔۔مجھے بہت شش۔۔۔شرم آرہی جان۔۔آپ بھی تنگ کر رہے۔۔۔میں نہیں بات کرتی۔۔۔ہیٹ یو"

وہ اس کے سینے پر مکے برساتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔

"اوکے میری جان آپ کا جان سوری ہے کیا معافی نہیں ملے گی"

زبردستی اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے اس کی چھوٹی سی پیشانی پر محبت بھری مہر ثبت کی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے سونے دیں پھر معافی مم۔۔۔ملے گی"

مسنی بنی تھی عالم راؤ کے لب مسکرائے تھے۔

"او کے جسٹ ایک گھنٹہ آج بارات ہے یاد ہے نہ میری جان۔

وہ اس کی بند آنکھیں چومتا اس کے قریب سے اٹھا تھا جو پھر سے شاید سو چکی تھی۔

راؤ مینشن میں ہر طرف گہما گہمی تھی۔

لڑکیوں کو تیار کروانے کی ذمہ داری حرم اور سدرہ اٹھا رکھی تھی۔

لمظ ابراہیم اور ستارہ تو آرام سے تیار ہو گئیں تھیں پر ہیزل کو وہ ابھی اٹھا کر لائیں تھیں پر اب اس کا رونا سٹارٹ ہو چکا تھا۔

"ہیزل میری گڑیا کیا ہوا ہے کیوں روئے جا رہی ہیں"

وہ ہچکیاں سے روتی سب کچھ بوکھلا کر رکھ گئی۔

"مجھے بات نہیں کرنی کسی سے مجھے نیند آ رہی ہے مجھے سونا ہے"

وہ منہ بسورتی سسکتے بولی تھی سب نے خیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ہیزی کیا رات ہل چلاتی رہی ہو پاگل لڑکی۔۔ آج بارات ہے کیا بھولنے کے دورے پڑ رہے ہیں تمھیں۔۔ یا کوئی بھانگ وانگ چڑھا لی ہے تم نے"

لمظ ابراہیم جھنجھلائی تھی اس کے رو رو کر ہلکان ہونے پر۔

"لمظ آپی آپ بھی بری ہیں جان بھی برے ہیں آپ کے ساتھ ایسا ہوتا تو آپ کو پتہ چلتا"

کچھ سمجھ آرہا تھا

گیا تھا۔

"ششش۔۔۔میرا معصوم بچہ۔۔رونا نہیں ہم مل کر جان کی کلاس لیں گے"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے اپنے ساتھ لگتے اپنی ہنسی دباتے بولیں تھیں۔

"میں آج ان کے ساتھ نہیں سونا۔۔۔مجھے آپ کے پاس سونا ہے"

وہ سسکتے معصومیت سے بولی تھی۔لمظ ابراہیم اور ستارہ کچھ الجھیں تھیں اس کی حرکتیں پر۔

"ٹھیک ہے میری جان جیسا چاہے گی ویسا ہی ہو گا"

وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ لبوں میں دبائے بولیں تھیں جس پر وہ ایکدم سے کھلکھلا اٹھی۔

"چلو اب وقت کم ہے جلدی تیار ہو جاؤ"

وہ اس کے بال سنوارتے مسکراتے بولیں تھیں جس پر وہ مسکراتے اثبات میں سر ہلاتے چیئر پر ٹک گئی۔تو بیوٹیشن نے شکر پڑتے اپنا کام شروع کیا۔

"تم تیار ہو جاؤ میں ذرہ لڑکیوں کو دیکھ لوں۔

حرم کہتی روم سے نکل گئی تھی۔

"میم یہ دوپٹہ نکال دیں"

اس کا بھاری دوپٹہ اس کے گلے سے نکالنے کے لیے جیسے ہی بیوٹیشن نے ہاتھ بڑھایا وہ ہڑبڑا اٹھی۔

"نن۔۔۔ نہیں آپ ایسے ہی کریں"

وہ بوکھلاتی بمشکل بولی تھی۔

"ہیزل یار پہلے ہی کافی وقت ہو گیا تھا نکال دو نہ صرف ہم ہی تو ہیں"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی ستارہ بولتی دوپٹہ اس کی گردن سے نکال گئی۔

اس اچانک افتاد پر ہیزل جیسے مرنے کو ہوئی۔ جبکہ ستارہ اور لمظ کی آنکھیں پھٹ پڑیں بیوٹیشن نے منہ پھیرتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

تو یہ وجہ تھی۔۔۔ وہ دونوں کی ایکدم سے سرخ ہوئیں تھیں۔ جبکہ ہیزل کا شرمندگی سے پھر سے رونا سٹارٹ ہو چکا تھا۔ ستارہ نے تیزی سے اس کے بالوں سے اس کی گردن کو ڈھکا تھا جہاں نظر آتیں ساری کارستانیاں یقیناً جان کی تھیں۔

"ہششش۔۔۔ کچھ نہیں ہوا ہیزی گڑیا۔۔۔ کچھ بھی نہیں ہوا"

لمظ ابراہیم سنبھلتے اسے اپنے ساتھ لگاتی چپ کروانے لگیں جو شرم کے مارے چہرہ تک نہیں اٹھا رہی تھی۔

"ستارہ تم بہت گندی ہو بات نہیں کروں گی میں تم سے"

لمظ ابراہیم کے پہلو میں سر چھپائے ستارہ کو کوسا تھا جس پر وہ بمشکل ہنسی ضبط کرتے مصنوعی معصومیت طاری کرتے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

"چلو اب بس کوئی بات نہیں۔۔ پلیز آپ میک اوور سے یہ سب چھپا دیں"

لمظ ابراہیم ہیزل سے کہتے بیوٹیشن سے مخاطب ہوئی جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے اپنے کام پر لگی تھی

۔

تو دونوں نے سکون کا سانس لیا تھا۔

تبھی لمظ کامل بھی روم میں آئی تھی۔

"آپ سب بہت پیاری لگ رہی ہیں ماشاءاللہ"

اس نے سب کو دیکھتے ستائش بھرے انداز میں کہا تھا۔

"آپ بھی بہت پیاری ہیں خاص طرح پر آپ کی آئیز کتنی پیاری ہیں عالم بھائی جیسی بس تھوڑا سا فرق ہے"

ستارہ تو اس کی بڑی بڑی ہیزل گرے آنکھوں پر فدا ہوئی جا رہی تھی۔ تبھی تعریف کیے بنا نہ رہ سکی ۔جس پر وہ عاجزی سے مسکرائی تھی۔

"آپ بھی بہت پیاری ہیں ستارہ"

وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ پھر ایک نظر لمظ ابراہیم کو دیکھا تھا جو مُسکراتے ہیزل کی جانب دیکھ رہی۔

ی۔ پر اسے لگتا تھا وہ جیسے دل سے خوش نہیں

تھی بس خوش نظر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ اندر سے بہت اذیت میں تھی جیسے۔ جہاں تک اس نے جانا تھا بازل شاہ بہت محبت کرتا تھا اس سے

۔۔ اور وہ اسے بازل شاہ کے ساتھ بہت خوش نظر آئی تھی اسے۔

پھر کیوں؟

ایک نظر ہیزل کی جانب دیکھا تھا جیسے وہ آنکھوں میں بہت ساری محبت لیے دیکھ رہی تھی۔

جو منہ بسورتے تیار ہوتے میں مگن تھی اسے دیکھ اسے شدت سے پریام آفریدی کی یاد آئی تھی وہ بھی

تو بلکل ایسی ہی تھی چھوٹی سی معصوم سی جس میں اس کے پیارے دیور کی جان بستی تھی۔

♥♥♥♥♥

"بشیر بھائی آپ نے ساری چیزیں گاڑی میں رکھوادیں ہیں نہ"

"جی بھابھی میم میں نے سب رکھوا دیا ہے۔۔۔ اور سلطان بھائی بلا رہے ہیں آپ کو پلیز جلدی جائیں

بہت غصہ ہو رہے ہیں"

وہ مواد ب انداز میں بولا تھا حرم نفی میں سر ہلاتی اپنے روم کی جانب بڑھیں۔

جہاں سامنے ہی بیڈ کے کنارے ٹکے ہوئے تھے ان کے اندر آنے پر سرخ رنگ کرسٹل گرے

آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا تھا حرم نے جھرجھری سی لی۔

"سلطان کیا ہوا"

وہ کچھ خوف زدہ ہو رہیں تھیں۔

"آپ کو سب کی فکر ہے سوائے میرے ملکہ۔۔۔"

وہ اٹھتے حرم کو جنونی انداز میں اپنے قریب کرتے بولتے کوئی دیوانے لگے تھے حرم کو وہ خوفزدہ ہوئیں تھیں وہ تو پہلے بھی اس کے لیے پاگل تھے اب ملنے کے بعد مزید جنونی ہو گئے تھے۔

انھیں ہر وقت حرم بس اپنے پاس چاہیں تھی۔

"ایسا کک۔۔۔کیوں کہہ رہے ہیں سلطان"

وہ ان کے سینے پر ہاتھ رکھتے آنکھوں میں نمی لیے بولیں تھیں۔سلطان راؤ کا غصہ پل میں ہوا ہوا تھا۔

میرون ساڑھی پہنے جس پر بلیک سٹون کا کام تھا بلیک بلوز پہنے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے گھنیری پلکوں کو مسکارے سے مزین کیے جو ان کی قربت پر گرزتیں سلطان راؤ کے ہوش اڑا رہیں تھیں۔

آنکھوں پر ہلکا سا میک اپ کیے ریڈ بلڈ کلر سے عنابی لبوں کو سجائے وہ اس قدر ہوش ربا لگ رہیں تھیں کہ سلطان راؤ کو اپنا دل اپنے اختیار سے باہر ہوتا محسوس ہوا۔۔

وہ نرمی سے ان کی نازک کی کمر کے گرد اپنا حصار باندھتے مخمور نظروں سے اس کے دلکش چہرے کو دیکھے گئے وہ سرخ ہوئیں پلکیں جھکا گئیں۔

میرون شرٹ پر بلیک تھری پیس پہنے بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے سرخ سپید رنگت پر بھری بھری بریڈ جس میں کچھ کچھ بال گرے تھے اب۔

سوٹڈ بوٹڈ سے وہ اتنے پیارے لگ رہے تھے حرم بے ساخت نظریں چرا گئیں کہیں اس کی ہی نظر نہ لگ جائے۔

"کیونکہ آپ مجھے چاہیے ہیں ملکہ ہر پل اپنے قریب اپنی سانسوں سے بھی زیادہ نزدیک"

وہ ان کی ناک سے ناک جھوڑتے اس کی چھوڑی سانسوں کو اینہیل کرتے مدھم سرگوشی میں بولے تھے۔

حرم کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں اس کی مدھوشی پر۔

"آپ کسی کو نہیں بتائیں گی میرے بارے میں"

وہ ان پر جھکتے ان کی سماعت میں سرگوشی میں بولے تھے اپنے کان کی نرم ہڈی پر سلطان راؤ کا دہکتا لمس محسوس کرتے وہ کپکپائیں تھیں۔

"کک۔۔۔کیا"

وہ کچھ الجھیں تھیں۔

"میں ٹھیک ہوں آپ یہ کسی کو نہیں بتائیں گی ملکہ"

وہ ان کی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتے ان کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے پراسراریت سے بولے تھے حرم کو خوف آیا تھا ان کے انداز سے۔

"لیکن کیوں"

بمشکل خلق سے آواز بر آمد ہوئی تھی۔

"ششش۔۔۔۔سوال نہیں حرم جانم۔۔۔جیسا کہا ہے ویسا ہی کرنا ہے۔۔۔کریں گی نہ جانم عاشقی"

وہ کچھ عجیب سے ہو رہے تھے حرم کو لگا وہ ان کے سلطان ہیں ہی نہیں۔ان کے کچھ نہ بولنے پر وہ جھکتے ان کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے ان کی شہ رگ پر اپنے دانت گھاڑ گئے۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی سسکیں تھیں۔ان کے سسکنے پر وہ نرمی سے وہاں اپنا لمس چھوڑتے ان کی پیشانی پر لب رکھ گئے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں جانم عاشقی"

آنکھوں میں خماری لیے وہ ان کے دلکش نقوش کو واہیانہ نظروں سے تکتے مخمور لہجے میں بولے تھے حرم کی وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی۔

"سلطان مم۔۔۔مجھے کام ہے پلیز"

وہ کسمساتے ان کی گرفت سے آزادی پانے کو بولیں تھیں۔

"ڈر رہی ہیں ملکہ اپنے سلطان سے"

وہ نرمی سے ان کی کنپٹی پر اپنا لمس چھوڑتے متبسم سے بولے۔وہ اب بھی ویسی ہی تھیں۔

"نن۔۔۔نہیں مم۔۔۔میں نہیں ڈر رہی"

وہ مصنوعی مسکراتے بولیں تھیں۔ سلطان راؤ نے نرمی سے انھیں خود میں بھینچا۔ حرم نے ان کے سینے میں سر چھپاتے آنکھیں میچیں تھیں۔

" ملکہ آپ سلطان کی زندگی کا کل اثاثہ ہیں۔ اگر اب آپ مجھ سے جدا ہوئیں تو آپ کا سلطان اس بار بے جان ہو جائے گا"

وہ ان کے بالوں پر کیئ بوسے دیتے کرب سے بولے تھے۔ وہ کیسے بھول جاتے وہ بارہ سال جو انھوں نے اپنی ملکہ کے بنا گزارے تھے۔

حرم نے بے آواز کتنے ہی آنسو سلطان راؤ کے سینے پر گرائے تھے۔ پر پھر خود کو سنبھالتے وہ ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتیں اوپر کو ہوتیں ان کی پیشانی پر لب رکھ گئیں۔

سلطان راؤ نے سر جھکائے کسی عزاز کی مانند اس کا روح افروز لمس اپنے دل میں اتارا تھا۔

" آپ کو پتہ ہے سلطان ہمارا بیٹا بڑا ہو گیا ہے اور بہت جلد آپ کو دادا اور مجھے دادی بھی بنا دے گا"

وہ مسکرا کر بولتیں کچھ شریر ہوئیں تھیں۔

" آخر بیٹا کس کا ہے"

وہ اتراتے حرم کو واپس سے اپنے قریب تر کرتے بولے تھے۔

" جی بلکل آپ پر ہی پر گئے ہیں صاحب زادے بے شرم"

وہ ان کے سینے پر ہاتھ مارتے گھورتے بولیں تھیں۔

"اب چھوڑیں مجھے دیکھنا ہے کہ وہ تیار ہوئے ہیں یا نہیں"

وہ بولتے ان کے حصار سے نکلیں تھیں۔

"ٹھیک ہے جانے دیتا ہوں پر رات آپ جلدی روم میں آئیں گی"

وہ سر تا پیر انھیں بے باکی سے تکتے بولے تھے حرم سرخ ہوئیں تھیں۔

"سلطان شرم کریں اب ہمارا بیٹا جوان ہے پچاس کے ہوگئے ہیں کچھ تو شرم کریں"

وہ اوشن بلو آنکھوں میں خفگی لیے بولیں تھیں۔

" ملکہ آپ مجھے ان ڈریکٹلی بوڑھا کہہ رہی ہیں۔۔ میں آپ کو کہاں سے بوڑھا لگ رہا ہوں اور جہاں تک آپ کی بات ہے آپ تو مزید ہاٹ ہوگئی ہیں میری جاناں۔۔۔ ویسے بھی اب مجھے ایک پیاری سی چھوٹی سی حرم چاہیے اور اس معاملے میں میں آپ کی ایک نہیں سننے والا"

وہ بے باکی سے انھیں تکتے کوئی چھچھورے لڑکے لگے تھے حرم کو اس پر ان کی باتیں حرم کی کانوں سے دھواں نکال گئیں وہ بنا کچھ کہے باہر کو بھاگی تھیں۔ جس پر سلطان راؤ کا قہقہہ بے ساخت تھا۔

❤❤❤❤❤

سدرہ، مونا، ماریہ، جینی، مہر کامل اور ادیان نقوی، ایان ملک اور بشیر احمد لڑکیوں والے تھے تبھی وہ کچھ دیر پہلے ہی تینوں کو لے کر ہال میں پہنچ گئے تھے جہاں شہر کی ہر بڑی سے بڑی ہستی موجود تھی۔

وہ تینوں اس وقت برائیڈل روم میں تھیں۔

باہر بارات آنے کا شور اٹھا تھا جس پر ہیزل نے ناک چڑاتے منہ بسورا۔ پر رات کی واردات کسی فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے چلتی اسے جھل تھل کر گئی۔ کس قدر بے باک اور شدت پسند تھا ثابت ہوا تھا جان۔۔اس کی ایک نہیں سنی تھی۔

لمظ ابراہیم کو تو اپنا دل اپنے اختیار سے باہر ہوتا محسوس ہوا چہرے پر بکھرتی بازل شاہ کے نام کی لالیاں مونا کو مبہوت کر گئیں۔۔ آنکھوں میں ابھرتی نمی وہ چھپانے کو رخ موڑ گئی۔

وہ بلکل رونا نہیں چاہتی تھی کیونکہ بازل شاہ تو ازل سے ہی لمظ ابراہیم کے نصیب میں لکھا گیا تھا اور وہ نصیب سے کبھی لڑ نہیں سکتی تھی۔

ستارہ کا حال بھی لمظ ابراہیم سے کم نہ تھا کل رات کی ریان ملک کی بے قراریاں یاد آتے وہ پور پور سرخ ہوئی تھی۔۔

دوسری جانب وہ پوری دھوم دھام سے بارات لیے ہال میں داخل ہوئے تھے۔

عالم راؤ ڈل گولڈن شروانی پہنے میران کلا پہنے کندھے پر میرون شال ڈالے جس کا ایک سرا دوسرے بازو سے گزارا گیا تھا پیروں میں ڈل گولڈن ہی کھسا پہنے سرخ سپید رنگت پر بھری بھری بیرڈ جو اسے بے تحاشا جچتی تھی کرسٹل گرے آنکھوں میں شوق کا جہاں آباد کیے وہ وجاہت کا شہکار لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکوں تک کو مبہوت کر گیا۔

دوسری جانب وہ سنہری شہزادہ جس کی سنہری آنکھیں میں ہر وقت اذیتوں کی سرخیاں رہتیں تھیں آج محبتوں کا خمار لیے گولڈن شروانی پہنے جس پر میرون ورک تھا سر پر گولڈن ہی کلا پہنے شانے پر عالم راوی کی طرح ہی میرون شال لیے پیروں میں گولڈن کھسہ پہنے سنہری رنگت پر بھری بھری بیرڈ میں کوئی یونانی دیوتا ہی معلوم ہو رہا تھا۔

اور ہمارا نٹ کھٹ سا شہزادے ریان ملک کی تو آج جھنپ ہی نرالی تھی بلیک اور میرون شروانی پہنے سر پر میرون ہی کلا پہنے کندھے پر میرون ہی شال پہنے سپید رنگت پر ہلکی بیرڈ، پیروں میں سیاہ کھسہ پہنے بے تحاشہ ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ اس ہر شریر سی مسکراہٹ واللہ غضب ڈھا رہی تھی۔

سب پر اپنی اپنی دلہنوں کے انتظار میں بیٹھے بے چین ہو رہے تھے۔ ادیان نقوی ڈارک میرون مہر کامل کی پسند کا تھری پیس پہنے جس میں بلیک شرٹ پہنے آنکھوں میں سرور لیے بالوں کو اپنے مخصوص انداز میں سیٹ کیے سرخ سپید رنگت پر بیرڈ میں وہ لندن کا شہزادہ سوٹڈ بوٹڈ سا چلتا ان کی جانب آیا تھا

۔

"ارے کیا بات ہے ادیان برو آپ بڑے گلو کر رہے ہیں"

آیان ملک نے بھی ریڈ جینز پر ریڈ ہی ٹی شرٹ پر وائٹ کوٹ پہنے، سلکی سیاہ بالوں کو ماتھے آوارہ چھوڑے ہلکی ہلکی بیرڈ میں انٹری ماری تھی جس میں وہ بے پناہ ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

ادیان نقوی کے لبوں مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ محبت کا خمار عشق کا سرور رگ رگ میں جو بھرا تھا کیسے نہ چہرے پر گلو آتا۔

"ویسے اصل گلو تو آج عالم کا چہرہ کر رہا ہے کیا تم نے ٹھیک سے دیکھا نہیں آیان"

ادیان نقوی آیان ملک کے شانے پر ہاتھ رکھتے شریر ہوا تھا۔عالم راؤ کی آنکھوں میں وہ جان افروز لمحہ جس فلم کی طرح رقص کرنے لگے تھے۔

وہ نرم مزاحمتیں اور پھر اس کے حصار میں ٹوٹ کر بکھرنا وہ نازک پری کے دلکش چہرے کی سرخیاں سب کچھ تباہ کن تھا۔۔

"اوہو مسکرایا جا رہا ہے یعنی کچھ نہیں بہت کچھ ہے یعنی ہمارے بھائی نے تم سب سے پہلے ہی میدان مار لیا"

ادیان نقوی کہاں باز انے والا تھا عالم راؤ نے اسے گھوری سے نوازہ تھا۔ جبکہ ریان ملک اور ایان ملک نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"ویسے بازل شاہ دی سڑو کو کیا ہوا آج بڑے چپ چپ ہیں کیا رات بھابھی نے لفٹ نہیں کروائی کیا"

بازل شاہ کو خاموش بیٹھا دیکھ ادیان نقوی کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔ بازل شاہ نے دانت پیسے تھے اسے اثر کہاں ہونے والا تھا۔

"ادیان نقوی تم اپنی پر دھیان دو مطلبی انسان۔۔

وہ دانت پیستے ترشی سے بولا تھا۔اس کی سنہری رنگت میں گھلی سرخیاں دیکھ وہ مسکرایا تھا اسے مزہ آتا تھا اس شخص کو چھیڑ کر۔

❤❤❤❤❤

ہر طرف دلہنوں کے آنے کا شور اٹھا۔

پر ایکدم سے سب ہی معیوس ہوئے تھے کیونکہ ہیزل کو گھونگٹ میں لایا گیا تھا۔

حرم نے ہیزل کو تھام رکھا تھا ساتھ ساتھ جینی اور ماریہ تھیں جو اس کا ہیوی میرون اور ڈل گولڈن کلر کا لہنگا سنبھالے ہوئے تھیں۔

چھوٹے چھوٹے ہاتھ میں انگوٹھیوں بریسلیٹ اور چوڑیوں سے لدے ہوئے تھے۔عالم راؤ آنکھوں میں شوق کا ایک جہاں آباد کیے اس کی جانب بڑھا تھا۔

بازل شاہ کی آنکھوں میں نمی چمکی تھیں کاش وہ جدا نہ ہوتے تو وہ اسے اپنے ہاتھوں میں کھیلتا اسے بڑا ہوتا دیکھتا اس کے ڈھیر سارے لاڈ اٹھتا کبھی کبھی اسے تنگ کرتا اور پھر جب وہ روٹھتی تو منانے کے لیے اس کی ساری فرمائشیں پوری کرتا۔۔۔

پر ان سے تو ان کا بچپن تک چھین لیا گیا تھا۔وہ جدا ہو گئے پور پور انھیں زخموں سے چور کیا گیا تھا۔

پر وہ خوش تھا اس کی بہن کو اس کا جان ملا تھا جو اسے بے پناہ چاہتا تھا اب اس کی زندگی میں کوئی دکھ بھولے سے بھی آنے والا نہیں تھا۔

لب مسکرائے تھے۔دل میں ایک سکون سا اترا تھا اپنی پرنسس اور جان کو دیکھ دونوں ہی اس کی زندگی کا کل اثاثہ تھے۔

عالم راؤ خود بھی سٹیج سے اترتا ہیزل کے سامنے آرکا۔ہیزل کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں اس ساحر کو اپنے مقابل دیکھ عالم راؤ نے نرمی سے اپنی جاناں کا ہاتھ تھامتے دوسرا ہاتھ اس کی نازک سی کمر میں ڈالتے اسے خود لیے سٹیج کی جانب بڑھا تھا۔وہ پور پور سرخ ہوئی تھی سب کے سامنے عالم راؤ کے حصار میں۔

حرم نے ڈھیروں بلائیں لے ڈالیں تھیں دونوں کیں۔سلطان راؤ آنکھوں میں بے شمار محبت لیے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھ رہے تھے جو دلہا بنا پوری شان سے اپنی بانہوں میں اپنی محبت کو بھرے سرشار سا تھا۔ اس کے چہرے سے چھلکتی خوشی انھیں ایک عرصے بعد دیکھنے کو ملی تھی اس کی آنکھوں میں بلکل ویسی ہی چمک تھی جیسی ان کی آنکھوں میں اپنی ملکہ کو دیکھ کر آتی تھی۔

تبھی لمظ ابراہیم جو مہر کامل اور مونا تھامے آئیں تھیں جو گولڈن اور میرون لہنگے میں گھونگٹ کیے ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہننے مہندی میں رچے ہاتھوں میں انگوٹھیاں گولڈن ہیل پہنے چلتی اس کی جانب آرہی تھی۔

بازل شاہ کو اس اپسرا کا ایک ایک قدم اپنے دل پر پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔

دل یکبارگی سے دھڑک رہا تھا سانسوں میں طوفان سا بھرپا تھا۔

ے۔۔۔ نہیں تو ہم واپس لے جاتے ہیں"

تھا جس پر وہ

ایکدم سے ہوش میں آتا ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نہ تھی ایکدم سے بوکھلاتی اس کے فراخ سینے سے آ لگی تھی۔

"اوووو"

پورے ہال میں معنی خیز سا قہقہہ گونجا تھا۔ حرم مہر کامل تو آنکھیں پھیلائے مسکرا دیں تھیں۔ مونا نے خود پر ضبط کرتے رخ موڑا تھا۔

سلطان راؤ نے بھی مسکراتے یہ منظر دیکھا تھا۔

انھیں وہ کچھ جنونی سا سنہری شہزادہ بہت اچھا لگتا تھا۔

وہ خوبخوان کے دوست سکندر شاہ جیسا تھا بے شک وہ نام بدل گیا تھا پر وہ اسے پہچان گئے تھے۔

کاش وہ ہوش و خرد سے بیگانہ نہ ہوتے تو برے وقت میں اپنے دوست کے ساتھ ہوتے جنھوں نے اسے برے وقت میں اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔

احمد بشیر نے بتایا تھا اسے جب وہ کومہ میں تھے تو وہ روز آتے تھے ان سے ملنے اور حرم کو بھی ڈھونڈنے کی کافی تگ و دو کی تھی۔

"ارے بھائی آپ کی ہی ہیں ہم تھوڑی نہ سچ میں لے جاتے"

مہر کامل نے شرارت سے مسکراتے کہا تھا وہ کچھ خجم ہوا تھا۔پر اپنی بانہوں میں اپنی زندگی کو محسوس کرتے لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

جیسے دیکھتے دلہا بنے ریان ملک اور آیان ملک ہوٹنگ کی تھی۔

تبھی سدرہ اور ماریہ ستارہ کو لیے آئیں تھیں حرم نے اس کی جانب آتے اسے تھاما تھا۔ریان ملک فوراً سے اٹھا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ ستارہ کے پاس آتا حرم نے اس کا راستہ روکا تھا۔

"آں ہاں۔۔۔نٹ کھٹ شہزادے آرام سے ہماری چھوٹی سی گڑیا ایسے آپ بلکل نہیں لے جاسکتے"

وہ ستارہ کے سامنے کھڑے ہوتیں بولیں تھیں سلطان راؤ نے آنکھوں میں حرارت لیے اپنی ملکہ کو دیکھا تھا جن کی ادائیں آج بھی قاتل تھیں۔

"یہ غلط ہے حرم مام ان دونوں کو تو کچھ نہیں کہا میرے ساتھ ایسا کیوں"

وہ کسی بچے کی مانند جھنجھایا تھا۔جا پر سب مسکرائے تھے۔

"بیٹا جی جب تک آپ ہماری بات نہیں مانیں گے لڑکی نہیں ملے گی"

وہ فیصلہ سناتے بولیں تھیں۔

"اوکے بتائیں کیا کرنا ہے"

وہ ہار مانتا راضی ہوا۔کیونکہ اس کے بنا کوئی دوسرا چارا نہیں تھا۔

"حرم مام اسے بولیں بھابھی کے لیے گانا گائے"

آیان ملک نے حرم کے پاس آتے لقمان دیا۔ ایان ملک نے اسے گھوری سے نوازہ تھا۔

"نہیں مام اسے بولیں کان پکڑ کر اٹھک بیٹھک کرے"

مونا نے بھی اپنی رائے دیناضروری سمجھا سب ہنسے تھے جبکہ ریان ملک نے اس زیریلی ڈائن کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"مام آپ ہی کچھ ترس کھائیں یار آپ کا ننھا سا بچہ ہوں"

وہ منہ بناتے معصومیت سے بولا تھا۔ حرم کو ترس آگیا تھا۔

"اچھا چلو ایک پیارا سا شعر سنا دو میری پیاری بیٹی کے لیے"

وہ اسے رعیت دیتے سخاوت سے بولیں تھیں۔

"اس کے چہرے کی چمک کے سامنے سادہ لگا

آسماں پہ چاند پورا تھا مگر آدھا لگا"

وہ ایک آنکھوں میں خماری لیے گھونگٹ میں چھپی اسی نازک جان کو دیکھتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا جیسے سنتے ستارہ کے لب حیا سے لبریز مسکرائے تھے۔

"اوئے ہوئے کیا بات ہے مجنوں صاحب"

آیان ملک بھی چھیڑنے کو میدان میں آیا۔ حرم نے مسکراتے ریان ملک کے ہاتھ میں ستارہ کا ہاتھ دیا تھا
۔
وہ حیا سے سمٹی تھی اپنا ہاتھ ریان ملک کی مظبوط پر حدت گرفت میں محسوس کرتے۔
♥♥♥♥♥
لمظ ابراہیم اور بازل شاہ کا نکاح ایک بار پھر سے کیا جانا تھا سب کے سامنے ابراہیم کاظمی بھی کچھ ہی دیر پہلے بازل شاہ کے بلانے پر آئے تھے۔
پر مولوی صاحب کے کلمات میں بولا نام سن کر جیسے اپنے ارد گرد دھماکے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔
"لمظ شہیر ولد شہیر حسین آپ کا نکاح ساحل شاہ ولد سکندر شاہ سے سکہ رائج الوقت حق مہر دس کروڑ طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے"
"قبول ہے"
ایک پل کو لمظ شہیر حسین سنتی زلزلوں کی زد میں آئی تھی پر پھر خاموشی سے لرزتی آواز میں بولتے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔ کیونکہ یہ نام بہت سال پہلے اس کی سماعت سے گزرا تھا ۔اور آج پھر سے۔۔

کوئی تو راز تھا جو چھپا ہوا تھا۔ حرم نے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔
لمظ شہیر ولد شہیر حسین آپ کا نکاح ساحل شاہ ولد سکندر شاہ سے سکہ رائج الوقت حق مہر دس کروڑ طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے"

دوسری بار پوچھا گیا تھا ابراہیم کاظمی کو اپنا پورا وجود مفلوج ہوتا محسوس ہوا تھا۔

وہ شہیر حسین کی بیٹی تھیں یہ راز باہر آنا ان کے لیے کسی قیامت سے کم نہ تھا۔

قبول ہے"

اس کی آواز میں نمی محسوس کرتے بازل شاہ نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں کسیی تھیں۔وہ جانتا تھا اس کے دل کی حالت اس وقت کیا ہو رہی تھی۔

"لمظ شہیر ولد شہیر حسین آپ کا نکاح ساحل شاہ ولد سکندر شاہ سے سکہ رائج الوقت حق مہر دس کروڑ طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے"

تیسری بار دہرانے پر لمظ ابراہیم نے قبول کیا تھا۔

"ساحل شاہ ولد سکندر شاہ آپ کا نکاح لمظ شہیر ولد شہیر حسین سے سکہ رائج الوقت حق مہر دس کروڑ طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے"

لمظ ابراہیم کے قبول کرنے پر مولوی صاحب نے بازل شاہ سے پوچھا تھا۔

جیسے اس نے سرشاری سے قبول کیا تھا۔تینوں بار قبول کرتے دونوں نے نکاح نامے پر دستخط کیے تھے

۔

ہر طرف مبارکباد کا شور اٹھا تھا۔

"مبارک ہو میرے عالم کے شیر"

عالم راؤنے اسے اپنے سینے سے لگاتے مبارکباد پیش کی تھی جو اس سے مسکرا کر وصولی تھی۔

"تو مسٹر سڑو شاہ مبارک ہو"

ادیان نقوی اس کے گلے لگتا اسے چھڑنے سے باز نہ آیا تھا۔

"تھینکس مین یو من"

وہ دانت پیستے بولا تھا ادیان نقوی مسکراتے اس سے الگ ہوا تھا۔

"زیادہ ستانا مت بھابی کو تھوڑا سا رحم کھا لینا ابھی ننھی سی کاکی ہیں"

وہ آنکھ دباتے شریر ہوا تھا بازل شاہ کا دل چاہا گلا دبا دے اس کمینے کا۔

"مبارکاں بازی"

ریان ملک نے اسے ذرہ سے گلے لگاتے کہاں تھا۔بازل شاہ نے جیسے مسکراتے وصول کیا۔

"مبارک ہو پیارے لڑکے"

ایکدم سے سلطان راؤنے آتے اسے گلے لگایا تھا بازل شاہ ساکت ہوا تھا اسے لگا جیسے اس کے ڈیڈ نے اسے سینے سے لگایا ہو۔

"تھینک یو بابا"

وہ بمشکل خود پر ضبط کرتے نم سا مسکراتے ان کے گرد حصار باندھتے بولا تھا سب نے مسکراتے اس منظر کو دیکھا تھا۔

"ڈیڈ میں بھی آپ کا بیٹا ہوں یار کبھی مجھے بھی پیار کر لیا کریں"

عالم راؤ نے ان کے قریب آتے مسکینت سے کہا تھا۔

"اِدھر آؤ میرا پیارا بیٹا آپ کے ڈیڈ بلکل اچھے ڈیڈ نہیں ہیں"

حرم جھٹ سے اسے اپنے قریب بلاتے محبت بھرے انداز میں بولیں تھیں پر اس سے پہلے کہ وہ ان کی جانب جاتا سلطان راؤ نے پھرتی سے اپنے گلے لگایا تھا۔

"یہاں تک ہی رہ میرے بیٹے تو اچھا ہے تمھارے لیے۔۔۔میری ملکہ سے چپکنے کی ضرورت نہیں ورنہ دو لگاؤ گا کان کے نیچے"

وہ مسکراتے عالم راؤ کے کان میں بولے تھے عالم راؤ ان کے پرانے انداز پر مسکرایا تھا یعنی وہ ٹھیک ہو رہے تھے وہ انھیں سختی سے خود میں بھینچ گیا۔۔

"آئی لو یو ڈیڈ۔۔۔لو یو بڈی"

وہ ان کی گردن پر بوسہ دیتے مزید سختی سے ان سے لپٹا تھا سلطان راؤ کو اپنے پورے وجود میں ٹھنڈک اترتی محسوس ہوئی تھی۔ حرم نم آنکھوں سے مسکرائیں تھیں یہ جان افروز منظر دیکھ۔

"اب ہٹو بھی کیا میں کوئی بیوی ہوں تمھاری جو اتنا چپک رہے ہو"

وہ بھرم دیکھاتے اسے پرے دھکیلتے بولے تھے۔ عالم راؤ نے مسکراتے اس کی رخسار پر لب رکھے تھے۔

"چپکو کہیں کے یہ حق صرف میری ملکہ کا ہے"

وہ اپنے گال کو رگڑتے مصنوعی خفگی سے بولے تھے جس پر سب کے قہقہے بے ساخت تھے جبکہ حرم حیا زدہ ہوئیں تھیں۔

"واہ حرم مام سلطان بابا تو ابھی بھی بے حد رومینٹک ہیں بھئی کیا بات ہے"

مونا نے حرم کے کندھے سے کندھا مارتے انھیں چھیڑا تھا۔وہ مصنوعی خفگی سے اسے گھورنے لگی جس پر وہ کھکھلائی تھی۔

مہر کامل جو سب کی ہنسی مذاق انجوائے کر رہی تھی اپنی کمر پر گرفت محسوس کرتے وہ کپکپائی تھی۔

"دد۔۔۔دیان کیا کر رہے ہیں"

وہ بمشکل مسکراتے دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"آپ کی کمر کا ماپ لے رہا ہوں جنونِ من قسم سے بہت جان لیوا خم و پیچ ہیں"

وہ بے باکی سے اس کی نازک کمر پر اپنی انگلیوں سے ویوز بناتے اس کی سماعت میں سرگوشی میں بولا تھا وہ ایکدم سے سرخ ہوئی تھی۔

دل یکبارگی سے دھڑکا تھا۔اوپر سے اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں اس کی بے باکیوں پر وہ بری طرح سے لرزی تھی۔

"دیان پپ۔۔۔پلیز کچھ تو خیال کک۔۔۔کریں"

وہ اپنی میکسی کو مٹھیوں میں بھینچتی بمشکل بولی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"آپ میرا خیال کریں میری جان میں آپ کا کرتا ہوں"

وہ اس کے دوپٹے میں سے ہاتھ ڈالتے اس کی گردن کی پشت کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے معنی خیز انداز میں بولا تھا۔لمظ کامل کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔

"مم۔۔۔مطلب"

وہ خلق تر کرتے دریافت کر رہی تھی۔

"اوپر روم نمبر 62 بک کروایا ہے میں نے وہاں چلتے ہیں میری جان آپ کو تفصیل سے دریافت کرنا ہے کچھ"

وہ کتنا بے باک تھا مہر کامل کو صدمہ لگا تھا کس سنکی کو اس کے بابا بچپن میں اس کے پلے باندھ گئے تھے ۔جو کسی جن کی مانند اس سے چمٹ گیا تھا۔

"دیان پلیز ابھی فنکشن ختم نہیں ہوا۔۔ہر بار اچھا نہیں لگتا نہ پلیز"

وہ ملتجی لہجے میں بولی تھی پر وہ ادیان نقوی ہی کیا جو کسی پر رحم کھا جائے۔

"آپ بہت دلکش لگ رہی ہیں میرے جنونِ من۔۔۔ آئی نیڈ یو رائٹ ناؤ"

وہ بمشکل اس کے قاتل روپ سے نظریں چراتے بول تھا۔

"مم۔۔۔میں بات نہیں کروں گی۔۔ آپ اچھے نہیں ہیں میں مما (ادیان نقوی کی مما) کو بتاؤں گی"

وہ نروٹھے پن سے بولی تھی ساتھ دھمکی بھی لگائی۔

"میں منالوں گا آپ کو میرے جنونِ من"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے وہ اسے کی لیے وہاں سے نکالا تھا۔کسی نے ان پر دھیان نہیں دیا تھا۔

تو کیسا لگا سرپرائز پیارے سسر جی"

بازل شاہ نے ابراہیم کاظمی کے روبرو آتے کہا تھا۔وہ جو سکتے تھے بازل شاہ کی آواز پر بے ساخت اس کی جانب دیکھے گیا۔

"تت۔۔۔۔تم۔۔۔ساحل"

بمشکل ان کی خلق سے آواز بر آمد ہوئی تھی۔

"جی ساحل۔۔۔ساحل سکندر شاہ ہوں میں۔۔۔سکندر شاہ کا بیٹا جو کبھی آپ کے دوست ہوا کرتے تھے۔۔۔جن کی پیٹھ پر چھرا گھونپ کر آپ مسٹر کاظمی آپ نے ان کی معصومیت اور سادگی کا فائدہ اٹھا کر ان کی ساری جمع پونجی ہڑپ لی"

وہ تیور چڑھائے زہر خندہ لہجے میں بولا تھا اس کا بس چلتا وہ سامنے کھڑے اس کمینے انسان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کو ڈال دیتا۔ابراہیم کاظمی تو جیسے شدید صدمے میں تھا۔

"لیکن میں سکندر شاہ نہیں ہوں بازل شاہ ہوں جو دشمنوں کے خلق نوچ لیتا ہے"

وہ وہ شدید ضبط کرتا دھیمی آواز میں غرایا تھا۔ابراہیم کاظمی نے خلق تر کیا تھا شاید مقافات نزدیک تھا۔

"گیٹ لاسٹ۔۔۔میں نہیں چاہتا میری مرمڈ پر تمھارا غلیظ سایہ بھی پڑے ابراہیم کاظمی"

جانب نکل گئے

ابراہیم کاظمی کے جاتے ہی وہ ایک گہرا سانس لیتا اپنے اندر کی کثافت کو باہر نکالتا واپس کو مڑا تھا جہاں اس کی زندگی مکمل چھپی بیٹھی تھی اس کے دلفریب روپ کو دیکھنے کا حق صرف اس کا تھا۔۔ حرم مسکراتے اسے کچھ کہہ رہیں تھیں جس پر وہ اپنی نازک سی انگلیوں پر ظلم کرتے اسے چینج رہی تھی سر بھی جھکا ہوا تھا۔

یہ دلفریب منظر دیکھتے بازل شاہ کی آنکھیں لو دینے لگیں۔

وہ سٹیج کی جانب بڑھا تھا۔

"مم اب رخصتی کریں یار ہیزل تھک گئی ہے"

عالم راؤ نے حرم کی جانب آتے کہا تھا۔ تو حرم نے مسکراتے ہوئے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا تھا۔

جو بلکل اپنے باپ پر گیا تھا سر تا پاؤں بس اس کے سیاہ بال اپنی ماں پر تھے جبکہ سلطان کے چاکلیٹ براؤن ہیں۔

" اوکے میرا بچہ ہم رحصتی کرتے ہیں پر ہم سب سے پہلے اپنی چھوٹے دلہے راجہ سے سٹارٹ کرتے ہیں"

وہ مسکرا کر کہتیں ریان ملک اور ستارہ کی جانب بڑھیں تھیں۔

بازل شاہ عالم راؤ کی جانب آیا تھا۔

"جان میں اپنی گڑیا کو اپنے ہاتھوں سے رخصت کرنا چاہتا ہوں"

بازل شاہ نے ہیزل کی جانب دیکھتے کہا اس کی سنہری آنکھوں میں سرخیاں دیکھ عالم راؤ متفکر ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے جیسا تم چاہو۔۔ تم ٹھیک ہو نہ بازی"

وہ مکمل اس کی جانب متوجہ ہوتا متفکر سا ہوا تھا۔

"ہمم ٹھیک ہوں میں فکر نہیں کروں"

وہ دھیرے سے اس کے گلے لگتے پھیکا سا مسکرایا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کہ اتنے بڑے دن کو وہ برباد کرتا۔

"بازی کیا ہوا ہے تم ٹھیک نہیں ہو جانتا ہوں بتاؤ کیا ہوا"

وہ زبردستی اسے اپنے سامنے کرتے بولا تھا۔ پر بازل شاہ کی سنہری آنکھوں میں درد کی بکھری کرچیاں دیکھ وہ دہل سا گیا۔ وہ اسے لیے سائڈ پر آیا تھا۔۔

"جان میں مر جاؤں گا یار۔۔۔ کاش کہ میں اپنی مما اور اپنے پیارے ڈیڈ کو واپس لا پاتا۔۔ اچھے لوگوں کہ ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے۔۔ مجھے وہ چاہئیں"

وہ کسی ضدی بچے کی طرح اس کے سینے سے لگا سسک پڑا زخم بھی کوئی کم کہاں تھے۔ عالم راؤ کے دل میں بہت سی سوئیاں ایک ساتھ گھڑیں تھیں جیسے۔۔۔

"بازی میری جان تم ایسے کیوں ہو رہے ہو۔۔۔وہ جہاں ہیں وہ بہت اچھی جگہ ہے تم اس طرح سے انھیں تکلیف دے رہے ہو اور تمھارے پاس مم ڈیڈ ہیں نہ حرم مم اور سلطان ڈیڈ کی صورت میں ۔خدارا تکلیف مت دو خود کو"

وہ اسے سختی سے خود میں بھینچتے دل سوز آواز میں بولا تھا۔

"میں مار ڈالوں کا اسے جان۔۔۔مجھے وہ آدمی چاہیے جان۔۔۔مجھے وہ چاہیے۔۔۔میرے سامنے میری مما میرے پیارے ڈیڈ کو اس نے خودکشی کرنے پر مجبور کیا تھا میں اسے مار ڈالوں گا بہت بری موت ماروں گا اسے"

وہ وحشت زدہ ہوتا غرایا تھا۔عالم راؤ نے آنکھیں میچتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"میں لا کر دوں گا تمھیں اسے۔۔۔یہ جان کا وعدہ ہے تم سے بس تم خود تکلیف نہیں دو میری جان تم جانتے ہو نہ تم میں جان سلطان کی جان بستی ہے"

وہ اسے یقین دلاتا کام کرنے لگا جو زخم زخم اسے بھی اذیت دے رہا تھا۔

♥♥♥♥♥

"حرم مام ہیزی میری زندگی کی جمع پونجی ہے۔۔جیسے میں آپ کو سونپ رہا ہوں اگر کبھی میری گڑیا سے غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دیجیے گا یہ ایک بھائی کی التجا ہے"

وہ ہیزل کو اپنے سینے سے لگائے ملتجی لہجے میں بولا تھا۔جو اس کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔اسے اپنے مماڈیڈ کی شدت سے یاد آئی تھی۔عالم راؤ نے ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس منظر کو تکا تھا

۔

"مار کھاؤ گے تم مجھ سے بازی انسان بنو میری بیٹی ہے یہ"
وہ مصنوعی خفگی سے بولیں تھیں۔

"بس بہت ہوا اب چھوڑو میری بیوی جو کب سے رلائے جا رہے ہو بے ہودہ انسان"
عالم راؤ نے تنک کر کہتے بنا کسی کی پرواہ کیے ایک جھٹکے میں ہیزل کو اس کے سینے سے جدا کرتا آپنی بانہوں میں بھر گیا۔جس پر وہ شرم سے سرخ ہوتی اس کے سینے پر سمٹی تھی۔
بازل شاہ نے اسے گھوری سے نوازہ تھا۔جو اب ہیزل کو پیسنجر سیٹ پر بیٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا تھا۔سلطان راؤ نے مسکرا کر اپنے بیٹے کی حرکت ملاحضہ کی تھی۔
جبکہ حرم اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئیں باپ کیا کم تھا جو اب بیٹا بھی انھیں کی کاپی نکل آیا تھا۔
ریان ملک اور ستارہ جا چکا تھے ساتھ ایان ملک مونا سدرہ اور ماریہ گئے تھے۔۔کچھ ہی دیر میں سب اپنی اپنی منزل کو نکلے تھے۔۔
جبکہ بازل شاہ اور لمظ شاہ ہاؤس کی جانب نکلے تھے۔

❤❤❤❤❤

ستے کچھ بولا نہیں تھا وہ کچھ درد

اس نے سوچا وہ گھر جا کر اس سے پوچھے گی۔
وہ گاڑی سے نکلتا اس کی جانب آیا تھا ڈور کھولتے وہ جھکتا بنا کچھ کہے نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا وہ حیا سے جل تھل ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔
وہ ساحر نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرے داخلی دروازے کے سامنے آ کھڑا ہوا اس ہی آنکھیں سکین ہوتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔
جیسے وہ اسے لیے اندر کی جانب بڑھا تو سفید پھولوں کی برسات ہوئی تھی ان دونوں پر خود پر نرم ملائم کچھ گرنے پر وہ اپنا گھونگٹ تھوڑا سا اٹھا کر بازل شاہ سے اوٹ کیے اوپر کو دیکھنے لگی جہاں سے سفید پھولوں کی ہوتی برسات اس نے روم روم میں خوشنودی سی بھر گئی پر سامنے کا منظر دیکھ وہ مبہوت سی رہ گئی۔
پورے ہال کو کسی دلہن کی مانند سرخ اور سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا اوپر کو جاتی سیڑھیوں کو سفید پھولوں اور فیری لائٹس سے سجایا گیا تھا۔
ایکدم سے اسے اپنا آپ بے حد قیمتی لگا تھا بازل شاہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی جانب بڑھا تھا گرنے کے ڈر سے وہ سختی سے اس کی شروانی کو مٹھیوں سے دبوچ گئی۔

ی کانچ کی گڑیا کی مانند بیڈ پر ڈال گیا۔

کی سپیڈ پکڑی تھی۔

وہ ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے چہرے سے گھونگھٹ ہٹا گیا۔ جس پر اپنی بے آہنگ ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتے سختی سے آنکھوں میچ گئی۔

بازل شاہ کو لگا اس کی دل کی دھڑکنیں ہی تھم گئیں ہیں۔ سامنے منظر تباہ کن تھا..... خیرہ کن تھا...... دل سینے کی دیواروں سے اپنا سر ٹینچنے لگا۔

بالوں کا خوبصورت سا بائیں جانب سٹائل بنائے ماتھے پر خوبصورت سا ٹیکا لگائے سائڈ پر جھومر سیٹ کیے آنکھوں پر گولڈن سموکی آئیز بنائے لرزتی دراز پلکوں کی دلفریبی تلے چھپی سیاہ کتھائیں آنکھیں ۔۔۔اس کی سنہری آنکھوں کا ایک زمانہ دیوانہ تھا پر بازل شاہ اپنی مرمڈ کی سیاہ آنکھوں کا دیوانہ تھا۔۔۔

نظروں نے جیسے ہی نیچے کی طرف سفر کیا اس اپسرا کی چھوٹی سی ستون ناک میں پہنی موتیوں سے بھری گول بالی پر پڑتے ہی بازل شاہ نے اپنا خشک ہوتا خلق تر کیا تھا جس کے موتی لمظ کے پنکھڑیوں سے بھرے بھرے میرون رنگ میں رنگے لبوں کو چھو رہے تھے۔۔

اسے شدید جلن ہوئی تھی۔۔وہ بے خود ساتھ اسے دیکھے گیا۔گلے میں خوبصورت ساگلوبند پہنے بوٹ سٹائل گلے سے چھلکتے اس کے دودھیاشانوں کو دیکھتاوہ بے خود ساہوا تھا۔۔

اسے لگاوہ کوئی اپسرا ہے..... حسن مجسمہ ہے.... خوبصورتی کی تفسیر ہے۔کوئی من موہنی کسی بت تراش کا فرصت سے بنایا گیا کامنی چہرہ ہے۔۔۔

"آپ بہت حد خوبصورت ہیں لمظ بازل شاہ۔۔دیکھئیے گا کہیں بازل شاہ اپنے ہوش ہی نہ کھودے"

وہ مدہوش ساا س کے من نشین چہرے کو دیکھتا اس کی تھوڑی سے تھام کر چہرہ اپنے روبرو کرتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔۔

وہ بے چین ہوتی اس کی شروانی کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

"شش۔۔۔شاہ"

وہ بمشکل بولی تھی۔

"جی شاہ کی جان حکم"

وہ اس کے تپتے رخسار پر لب مس کرتے مخمور لہجے میں بولا تھا لمظ کو اپنی ہتھیلیاں بھگتی محسوس ہوئیں تھیں۔

"میری منہ دیکھائی"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو بولی تھی۔

"صبح ملے گی کیونکہ ابھی پہلے ہی آپ کی پہنی ساری چیزیں بری طرح سے میری راہ کی رکاوٹ بن رہی ہیں"

وہ اپنی شروانی نکالتا کاؤچ پر پھینکتا اس کے دوپٹے کی پنیں نکالنے لگا۔۔وہ بری طرح سے کپکپانے لگی تھی۔

پر وہ روک بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ آج وہ اس کی ایک سننے والا نہیں تھا تبھی اپنے لہنگے کو مٹھیوں میں دبوچتی ضبط کیے بیٹھی رہی۔۔

وہ دوپٹہ اس کے وجود سے جدا کرتے اپنی شروانی کے قریب پھینک گیا۔

"آپ یہ سب نکالیں میں چینج کر کے آتا ہوں"

اسے الجھن ہو رہی تھی اب ان کپڑوں سے تبھی اس کی پیشانی پر لب رکھتا اپنا ایزی ڈریس لیے واش روم میں گھس گیا۔۔

لمظ اپنار کا سانس بحال کرتی اپنا بھاری جوڑا سنبھالتی اٹھی تھی جس میں اب وہ بری طرح سے ہلکان ہو چکی تھی۔۔

ایک نظر پورے روم پر ڈالی تھیں جیسے سرخ گلابوں سے سجایا گیا تھا۔۔ہر طرح جلتی چھوٹی چھوٹی مصنوعی لالٹینز الیکٹرک کینڈلز خوبصورت سا جھومر جو خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

ایئر فریشنر کی خوشبو اس کے حواس معطل کر رہی تھی۔۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے آ کھڑی ہوئی دھیرے دھیرے اپنی جیولری نکالتے وہ اپنے بالوں کو آزاد کر گئی تبھی اس کی نظر اپنے برہنہ کندھوں اور گردن پر پڑی جو سرخ ہو رہی تھی گلوبند کے نشان واضح ہو رہے تھے۔
تبھی اس کا دھیان ہیزل کی جانب گیا تھا جس کی گردن کو یاد کرتے وہ بری طرح سے کپکپائی تھی تو کیا اس کے ساتھ۔۔
اس سے آگے وہ کچھ سوچ ہی نہیں پائی تھی وہ تو عام دنوں میں اسے ہلکان کر دیتا تھا کچھ نہ کر کے بھی سب کر جاتا تھا وہ کیسے برداشت کرے گی اسکی جان لیوا شدتیں۔۔
سوچ کر ہی اس کا نازک سا دل بری طرح سے لرزنے لگا وہ اپنی سوچوں میں اس قدر غرق تھی کہ بازل شاہ کے آنے کا علم ہی نہ ہو سکا۔۔
بازل شاہ کی آنکھوں میں خمار کی سرخیاں گھری ہوئیں تھیں اپنی جانِ جنون کو دیکھ جو ساری جیولری اتارے بس نوز رنگ پہنے کھڑی تھی سیاہ بالوں کو شانوں پہ ڈالے وہ اس روپ میں مزید قاتل لگی تھی اسے وہ عین اس کے پیچھے آتا اس کے گرد اپنا حصار کھینچتا پیٹ پر اپنے ہاتھ کستے اسے اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی تھی۔
وہ اس اچانک افتاد پر سہمی تھی پورا وجود سلگا تھا اس سنہری آنکھوں والے ساحر کی پر تپش گرفت میں

--

اپنی بھاری ہوتی پلکیں اٹھا کر بمشکل سامنے آئینے میں دیکھا تھا جہاں وہ اپنے دراز قد سمت اس کے بالوں جھکا ان کی مہک اپنے اندر اتارتا اسے پاگل کرنے کے درپر تھا سنہری گولڈن بال پیشانی پر بکھرے سپید و سنہری رنگ وہ اس قدر شاندار تھا کہ لمظ کو اپنا آپ اس کے سامنے پھیکا لگا تھا۔۔

"مم۔۔۔۔مجھے چینج کک۔۔۔کرنا ہے"

وہ بمشکل بولی تھی۔بازل شاہ ان سنی کرتا نرمی سے اس کے بال سمیٹتے اس کے دودھیا کندھے پر جھکا تھا وہ آنکھیں میچتی اس کے پر شدت لمس کو سہنے لگی جو پاگل ہوتا جا بجا اپنا لمس بکھرتے مدہوش سا ہو رہا تھا۔۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز"

وہ مزاحمت کرتی بمشکل بولی تھی جس پر وہ ایکدم سے اپنی جانب گھماتا اس کی چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک پر لب رکھ گیا۔۔جس کی سانسوں کی بے آہنگی اسے پاگل کر رہی تھی۔۔

" آج بہت شدت سے آپ کو اپنے ساحل کی سانسوں کی ضرورت پڑھنے والی ہے میری ڈرپوک عاشقی "

وہ نرمی سے اس کی نتھ کو اس کی نازک سی ناک سے نکالتے بہکی نظروں سے اس کے سرخ انگوری لبوں کو دیکھنے لگا وہ اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے اسے دھکا دیتی اس سے دور ہوتی کچھ فاصلے پر رکتی اپنے سانس بہال کرنے لگی۔

بازل شاہ نے آنکھوں میں سرور کی سرخیاں لیے کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی زندگی کی جانب دیکھا جس کی ڈوریوں سے چھلکتی دودھیا کمر اس کے حواس معطل کر رہی تھی۔

احساس ملکیت پر وہ مسرور سا ہوتا اس کی جانب بڑھا تھا آہٹ پر وہ کپکپاتی اس کی جانب مڑی تھی۔

جو آنکھوں میں دیوانگی و وارفتگی لیے اس کی جانب بڑھتا لمحہ کے اوسان خطا کر گیا وہ پیچھے کی جانب چلتی اس سے دور ہونے کی معصوم سی کوشش کرنے لگی۔

جس پر بازل شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

"یہ حدبندیاں یہ فرار آج سب ناممکن ہے جانِ جنون"

وہ آنکھوں میں خماری و دیوانگی لیے مخمور لہجے میں بولا تھا وہ نازک سی جان لرزی تھی اس کے لہجے کی شدت پر۔۔

وہ پیچھے کو چلتی ایکدم سے بیڈ پر گری تھی وہ ایکدم سے اسے فرار کا موقع دیے بغیر اس پر جھکا تھا۔۔وہ چت بیڈ پر پڑی اب اس کے شکنجے میں پھنس چکی تھی۔۔

"شاہ"

بے ساختہ پکار گیا تھا۔۔

"حکم جانِ جنون"

وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا خود تکیے پر سر گراتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا۔وہ سرخ پڑتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ گئی۔

"مم۔۔۔مجھے چچ۔۔۔چینج کرنا ہے پلیز"

وہ بمشکل اپنا مدعا بیان کر پائی تھی۔

"میں ہوں نہ میری زندگی۔۔۔میرے ہوتے آپ اپنے نازک وجود کو زحمت کیوں دینا چاہتی ہیں"

وہ اس کے کندھے سے شرٹ ہٹاتے اس کی کالر بون کو اپنے دانتوں میں بھر گیا وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی جان لیوا حرکت پر۔۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں"

وہ اس کی گرفت میں مچلی تھی بری طرح سے جو مزید ظالم بنتا اس کی ڈوریوں میں ہاتھ الجھا گیا تھا۔

"پیار کر رہا ہوں میری جان اور آپ اپنے شوہر کو بہکانے کی بجائے اسے ڈسٹرب کر رہی ہیں۔۔۔بیڈ مینرز جانِ جنون"

وہ شروع میں بے باکی سے کہتا آخر میں کسی ٹیچر کی مانند اسے ڈپٹتا بولا تھا۔

لمظ ابراہیم کی سانسیں بری طرح سے پھولنے لگیں تھیں پورے وجود میں جیسے چھوٹے چھوٹے دھماکے ہو رہے تھے۔

وہ کروٹ بدلتا اسے بیڈ پر ڈالتا اس کی دودھیا نازک سی گردن پر جھکا تھا جہاں جابجا اپنا لمس چھوڑتا وہ اس کے پور پور کو مہکانے لگا۔۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کے سنہری بالوں کو اپنی مٹھیوں میں بھر گئی۔۔ جس پر وہ مزید مدہوش ہوتا اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھتا دانت گاڑ گیا۔

وہ نازک سی جان کسی پر کٹے پرندے کی مانند جھٹپٹائی تھی۔۔ دماغ جیسے ماؤف ہو گیا تھا۔

"شاہ مم۔۔۔مجھے سس۔۔۔سانس"

وہ پھولی سانسوں کے درمیان بمشکل بولی تھی پر مزید بولنے کی ہمت ناپید ہوئی تھی تبھی وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس پر جھکا تھا اور اس کی ٹوٹتی سانسیں کی ڈور تھام گیا۔

وہ نازک جان اس ساحر کی گردن میں اپنے ناخن گھاڑ گئی یہ جانے بنا کہ وہ اسے مزید دعوت دے گئی تھی اپنی جان ہلکان کرنے کی۔۔

وہ اسے سانسیں دیتا اب اپنے مطلب پر اترتا اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں بسانے لگا تو وہ تڑپتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔

وہ جی بھر کے خود کو سیراب کرتا اسے نڈھال محسوس کرتے اس کی سانسیں کو آزادی دے گیا۔۔

پر اس سے پہلے کے وہ سکون کا سانس بھرتی وہ اس کی شہ رگ پر جھکتا وہاں جابجا اپنے دانت گھاڑنے لگا جس پر وہ بن پانی کی مچھلی کی مانند جھٹپٹائی تھی۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز مجھے کک۔۔۔کچھ ہو جائے گا"

وہ سسکتی ہوئی بمشکل بولی تھی دل کی کیفیت بے حد عجیب ہو رہی تھی سانسوں کا بوجھل پن اس کی جان نکال رہاتھا۔آنکھوں میں خماری بھری سرخیاں دہکنے لگیں تھیں۔۔

پر وہ بنااس کی باتوں کو خاطر میں لائے اسے مزید ہلکان کرنے میں مگن اس کے پور پور کواپنے لمس سے مہکا رہاتھا۔۔

اس کی بانہوں میں بکھری اس نازک سی پری کی آنکھوں سے موتی نکلتے تکیے میں جزب ہوئے تھے ۔۔اپنے وجود میں ہوتی یہ عجیب سی بے چینی اس کے حواس مفلوج کررہی تھی۔۔

وہ دھیرے سے اس سے دور ہوا تھا پر لمظ کو لگا جیسے وہ اس سے دور نہیں ہوابلکے اس کے وجود سے جان نکل گئی ہو۔

"شاہ"

وہ تڑپ کر پکارتی اس کی شرٹ کو کالر مٹھیوں میں دبوچ گئی بازل شاہ نے خیرانی سے اپنی متاع جان کو دیکھا تھاجس کی سیاہ کھتائی آنکھوں میں اس کی قربت کی سرخیاں بکھری پڑیں تھیں۔۔

"شش یہیں ہوں کہیں نہیں جارہا"

وہ نرمی سے اس کے ہاتھ سے اپنی شرٹ نکال کر اس کے ہاتھوں کو چومتا اپنی شرٹ اتار کر بیڈ کے دوسری جانب پھینک گیا۔

اس کا کسرتی آہنی سکچ باڈی جہاں بنے سکس پیکز دیکھتے لمظ نے اپنا خشک ہوتا خلق تر کیا تھا۔۔وہ سرخ ہوتی کروٹ بدلتی رخ موڑ گئی سانسیں پھر سے بے آہنگی پر اتر آئیں تھیں۔

"لائٹ آف"

وہ وائس کمانڈ میں بولتا لائٹ ڈم کر گیا۔۔روم میں مدھم روشنی پر وہ بیڈ میں منہ چھپا گئی۔۔

بازل شاہ اس پر چھاتا ڈوریوں میں سے چھلکتی اس کی دودھیا کمر پر اپنا لمس چھوڑنے لگا۔وہ سختی سے آنکھیں میچے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"یو ارڈیم ہاٹ مائے لو"

وہ اس کی ڈوریاں ایک جھٹکے میں کھولتے اس کا رخ اپنی جانب موڑتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے مدہوش سرگوشی میں بولا تھا۔لمظ کو اپنا چہرہ باپ چھوڑتا محسوس ہوا۔

"سے یو لو می مائے جانِ جنون"

بازل شاہ نے اس منموہنی گڑیا کی سماعت میں اپنی ارضی سنائی تھی وہ اس ساحر کے عنابی لبوں لمس اپنی کان کی لو پر محسوس کرتی وہ بے چین ہوتی اس کی کمر میں اپنے ناخن گھاڑ گئی۔

جس پر بازل شاہ کی آنکھوں میں جنون ہلورے لینے لگا۔

"آئی لو یو ساحل"

وہ بہکی سرگوشی کرتی بازل شاہ کو پاگل کر گئی وہ جنونیت سے اس کے لبوں کو خراج دینے کو جھکا تھا جس پر وہ نازک جان مزید شدت سے اس کی پشت پر اپنے ناخن گھاڑ گئی۔

"آئی لو یو آئی لو یو جانِ ساحل"

وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا دیوانہ وار اس کے ایک ایک نقوش پر اپنا لمس چھوڑتا دونوں پر کمفرٹر کھینچ گیا۔

"میری زندگی کا کل سرمایہ ہیں آپ مرمڈ"

وہ اس کی نازک انگلیاں اپنی آہنی انگلیاں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر اپنے لب رکھتا دیوانگی ووارفتگی سے بولا تھا۔

لمظ نے بمشکل اپنی سرخ ہوتی آنکھیں کھولے خود پر چھائے اس سنہری آنکھوں والے ساحر کو دیکھا تھا جو اس کی زندگی تھا اس کا جنون تھا۔

وہ جھکتا اس کی سیاہ آنکھوں پر لب رکھتا آخری بتی بھی گل کرتا اپنی متاعِ جاں کو اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا وہ خود سپردگی کے عالم میں خود کو اپنے محرم کے سپرد کر گئی۔۔

♥♥♥♥♥

"چلیں بھائی نیگ نکالیں"

مونا نے راستہ روکتے عالم راؤ کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔

"لو جی کار وسیاں نہی ڈاکوؤں پہلے آگئے"

وہ الفاظ کو اپنی مرضی سے اردو پنجابی میں مکس کر کے بولتے کسی پھپھے کٹن خالی کی طرح بولا تھا۔

"یو آیان ملک کو جے انسان منہ بند رکھو ورنہ ایک چپیڑ مار کہ منہ سجا دینا ہے میں نے"

وہ بھی کہاں کم تھی۔۔ایان ملک نے سر تا پیر اس آفت کو دیکھا تھا جو فل سیاہ شرارے میں بالوں کو کرل کیے بلیک سموکی آئیز بنائے لائٹ سوفٹ نیچرل پیچ براؤن لپ اسٹک لگائے غضب لگ رہی تھی

۔۔

عالم راؤ نے اپنے پرس سے کاڈ نکالتے مونا کی ہتھیلی پر رکھا تھا۔۔

"جو دل چاہے لے لینا میرا بچہ "

وہ مونا کے سر پر ہاتھ رکھتے شفقت بھرا انداز میں بولا تھا وہ ایکدم کھل اٹھی تھی۔

" تھنک یو بھائی"

وہ کھکھا کر بولتی اسے راستے دے گئی۔ آیان ملک نے خیرانی سے یہ منظر دیکھا تھا یعنی لوٹنے کا اچھا طریقہ تھا۔

"یہ آنکھیں بند کروں تم اپنی کیا نظر لگاؤ گے "

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی جو اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔

نا جانے کیوں اسے آیان ملک کا خود کو بے خود ہو کر دیکھنا لرزا گیا تھا تبھی وہ اپنی خفت مٹانے کو پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تھی۔

تو وہ ایکدم سے گڑبڑ سا گیا۔

"یار گرین ٹی اب تو رحم کرو اپنے اس عاشق پر مجھے سب کے بچوں کا کنوارا اچھا نہیں بننا"

وہ مظلومیت سے منہ بسورتے بولا تھا مونا ایکدم سے سپاٹ ہوئی تھی اور اگلے ہی پل وہاں سے بنا جواب دیے بھاگی تھی۔

آیان ملک نے اضطرابیت سے اپنے بالوں کو مٹھی میں جھکڑا تھا۔۔اسے وہ چاہے تھی کسی بھی حال میں

--

♥♥♥♥♥

عالم راؤ نے جیسے ہی روم میں قدم رکھا سامنے ہی اس کی چھوٹی سی بیگم بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے پڑی تھی شاید سو رہی تھی۔۔

عالم راؤ نے جیسے ہی روم میں قدم رکھا سامنے ہی اس کی چھوٹی سی بیگم بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے پڑی تھی شاید سو رہی تھی۔۔

چہرے سے گھونگھٹ بھی کچھ ڈھلکا ہوا تھا۔پر آدھا چاند جیسے بادل میں چھپا ہوا تھا وہ بے قرار ہوا تھا تبھی اپنی شروانی اور قمیض نکال کر کاؤچ پر پھنکتا سیاہ ویسٹ میں اس کی جانب بڑھا تھا جو نیند کی وادیوں میں ترتی اس حواس معطل کر رہی تھی۔

وہ دھیرے سے چلتا اس کے قریب آیا تھا نرمی سے اس کے سامنے ٹکتا ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے گھونگھٹ ہٹایا تھا۔۔

سامنے کا منظر بھی حیراں کن تھا اور مقابل کا حسن بھی وہ اپنی بے آہنگ ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتا یک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔

سنہرے بالوں کو دونوں جانب خوبصورت ساٹرن کیے مانگ سٹائل بنائے ماتھے پر خوبصورت سی ماتھا پٹی جو اس کی نازک سی پری کی پوری پیشانی ڈھانپے ہوئے تھے سرخ وسپید چہرے پر بکھرتی کچھ آوارہ لٹیں عالم راؤ کو اپنا دل ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا تھا۔

آنکھوں کو لائٹ سے گولڈن رنگ سے سجائے لرزتی دراز پلکوں کی دلفریبی تلے چھپی گولڈن دل فریب آنکھیں۔۔۔عالم راؤ کی کرسٹل گرے آنکھیں لو دینے لگیں تھیں اس جان لیوا منظر کو تکتے بے لگام نظروں کا سفر جیسے ہی نیچے کی جانب طے ہوا اس ملکوتی حسن کی ملکہ کی چھوٹی سی ستون ناک میں پہنی موتیوں سے بھری گول بالی پر پڑتے ہی عالم راؤ کو اپنے حلق میں کانٹے اگتے محسوس ہوئے تھے۔ جس کے ان گنت موتی اس کی گولڈن ڈول کے پنکھڑیوں سے نازک ڈیپ ریڈ رنگ میں رنگے لبوں کو چھو رہے تھے۔۔

"کونسے کونسے طریقوں سے اس ناتواں دل پر ستم ڈھائیں گی مائے گولڈن فیری"

وہ مخمور نظروں سے اس کے یکتائی رکھتے حسن کو دیکھ مدھم سرگوشی میں بولا تھا جو انتہائی جان لیوا تھا

۔۔

وہ اس کے مہندی سے سجے مخروطی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتا ان پر اپنا لمس چھوڑنے لگا مونچھوں کی چھبن پر وہ کسمسائی تھی کچی نیند ہونے کی وجہ سے آنکھ کھل گئی۔۔

سامنے ہی اپنے ہاتھوں کو تھامے ان پر جھکے بیٹھے عالم راؤ پر نظر پڑی تو وہ ایکدم سے بدک ہر اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ کھینچ گئی۔۔

عالم راؤ نے لب بھیجتے اس نازک اندام حسینہ کو دیکھا تھا جو پوری طرح سے اس کے دل و دماغ پر قابض تھی۔

"خبر دار جو مجھے ہاتھ بھی لگایا تو"

وہ تیور دیکھتی تیکھے پن سے بولتی بیڈ سے اتری تھی۔

عالم راؤ نے آبرو اچکاتے اپنی پری کے حُسن و ادائیں چیک کی۔۔ خیر اس یہ اس کے پیار کا ہی نتیجہ تھا۔۔

"کیا سچ میں"

وہ اسے سر تا پیر دیکھتے سپاٹ لہجے میں بولا تھا بے تاثر چہرے کے سنگ۔ جس پر وہ ایکدم کھڑا کچھ سہمتی دور ہوئی تھی۔

"آپ اچھے نہیں ہیں مم۔۔۔ مجھے بات بھی نہیں کرنی"

وہ روہنسا ہوئی تھی کچھ صبح ہوئے واقع پر اور کچھ بھاری بھر کم ڈریس پر جس میں وہ اب سخت نڈھال ہو چکی تھی۔ پھر نا جانے کیا ہوا تھا کہ وہ اس کے سامنے آتی اپنے دونوں بازوں کسی بچے ہی طرح اٹھا گئی۔۔

"میں بہت تھک گئی ہوں جان"

وہ ہونٹ موڑتی لاڈ سے بولی تھی۔ عالم راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

"جان"

وہ شاید اس وقت لاڈ اٹھوانے لے موڈ میں تھی۔

"جی میری جان"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے لیے کاؤچ پر بیٹھ گیا وہ اس کے سینے پر پڑی اس کی ویسٹ یونہی انگلیوں میں موڑنے لگے۔۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں"

"وہ اپنا سر اس کے سینے پر رکھے ہنوز انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"پر ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا میں اچھا نہیں اور مجھ سے بات بھی نہیں کرنی"

وہ اسے اس کی بات یاد دلانے لگا۔

"وہ تو بہت دیر کی بات ہے نہ۔۔ اچھا اب بتائیں نہ میں کیسی لگ رہی ہوں"

وہ دومنت پہلے کی بات کو بہت دیر کا کہہ رہی تھی۔اس کے سوال دہرانے پر عالم راؤ کی کرسٹل گرے آنکھیں لودینے لگیں وہ لفظوں سے کہاں کہہ پانے والا تھا کہ وہ کتنی حسین لگ رہی تھی۔

"لفظی تعریف آپ کو پسند نہیں آئے گی جانم عاشقی"

وہ اسے اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا جیسے دیکھ وہ نفی میں سر ہلاتی اس کی گرفت میں جھپٹانے لگی۔

"نن۔۔۔نو جان۔۔۔پلیز"

وہ کپکپاتی بری طرح سے لرزنے لگی۔پر وہ ان سنی کرتا اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے ناک سے بالی نکالتا اس نازک پری کی سرخ رنگ پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی۔

وہ اپنی شدتیں اس پر نچھاور کرتا اس کی معطر سانسوں اپنی سانسوں میں جذب کرنے لگا۔قہ جھٹپٹاتی اس کی ویسٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔وہ دیوانہ وار خود کو سیراب کرتا اسے نڈھال کر رہا تھا ہونٹوں پر ہوتی جلن پر ہیزل کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کا چہرہ بھگونے لیے۔۔

تبھی وہ حواس میں لوٹتا اس کی سانسوں کی آزادی دے گیا۔

وہ بکھری سانسوں کے درمیان غصے سے پاگل ہوتی اس کی گردن پر دانت گاڑ گئی۔۔شاید یہ سزا تھی۔۔جیسے عالم راؤ نے اسے اپنی بانہوں میں لیتے پورے دل قبول کیا تھا۔

وہ بھی بے لگام ہوتا اس کے دوپٹے کی پنیں نکالتا دوپٹہ اس کے وجود سے جدا کرتا اس کی دودھیا گردن پر جھکا تھا۔

وہ جو اپنا غصے نکالنے پر مگن تھی عالم راؤ کا سلگتا لمس اپنی کالر بون پر محسوس کرتے ایکدم سے ساکن ہوئی تھی دھڑکنیں پوری رفتار سے دھڑکتی پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچلی تھی۔

"جان"

وہ اپنی کالر بون پر اس کے دانت محسوس کرتی چلائی تھی پہلے ہی وہ اس کا کل کافی خشر بگاڑ چکا تھا اور اب پھر سے بے لگام مائل نظر آیا تھا۔۔

"جانِ جہاں حکم کریں آپ کا غلام ہما تن گوش ہے"

وہ بہکے بہکے لہجے میں بولتا اس کی جان نکال گیا۔ ہیزل کو اپنے وجود میں سنسنی سی پھیلتی محسوس ہوئی تھی

۔

"پلیز جان"

وہ بمشکل لرزتے لہجے میں بولی تھی۔ عالم راؤ ان سنی کرتا اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا۔۔

"جان پلیز نہ"

وہ کپکپاتی روہنسا ہوئی تھی۔ عالم راؤ نے بمشکل اپنے جذبات پر قابو پاتے سر اٹھا کر اپنی جاناں کو دیکھا تھا

۔

"ایسا کیوں کر رہی ہیں جاناں۔۔۔ کیونکہ اپنے دیوانے کو تڑپا رہی ہیں"

وہ اس کے دلکش دلبرا چہرے کو دیکھتا بے بسی سے بولا تھا۔

"مم۔۔۔مجھے چینج کرنا"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی بمشکل بولی تھی۔

تبھی وہ لب بھینچے اس سے دور ہوا تھا اور بنا کچھ کہے اپنا ایزی ڈریس لیے واش روم میں گھس گیا۔

"یہ مم۔۔۔۔میں نے کیا کیا"

وہ ناراض ہو گیا تھا ہیزل کی جان پر بنی تھی وہ یہ تو نہیں جانتی تھی۔

وہ وہیں بیٹھی عالم راؤ کے نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔۔پانچ۔۔۔دس اور پھر پندرہ منٹ بیت گئے تھے پر وہ باہر نہیں آیا تھا تبھی واش روم کے ڈور کی جانب آئی تھی۔

"جان۔۔۔جان پلیز باہر آئیں"

اسے پکارتے ہیزل کی آواز بھرانے لگی تھی اندر یخ بستہ پانی کے نیچے کھڑا عالم راؤ کے عصاب جو مفلوج ہو رہے تھے اس کی آواز کسی ہتھوڑے کی مانند عصاب پر بجھنے لگی۔

"گیٹ لاسٹ ہیزل سکندر شاہ"

وہ غصے سے دھاڑا تھا وہ اس کی دھاڑ پر خوف کے مارے اچھلتی تھر تھر کانپنے لگی۔

"نن۔۔۔نو جان پلیز۔۔ایم سوری"

وہ ہمت جھٹاتی دروازے پر ہاتھ مارتی روندھی آواز میں بولی تھی۔ پر وہ ڈھیٹ بنا شاور کے نیچے کھڑا رہا ۔ضبط سے جبڑے بھینچے وہ اس وقت اپنے روپ میں آتا وحشی ہو رہا تھا اسے کبھی ہیزل کا جھٹلانا برا نہیں لگا تھا ہر آج جیسے اسے لگا وہ اسے دھتکار گئی تھی۔

کیا اسے اس کی محبت نظر نہیں آتی تھی کیا اس کے عشق کی اس کی نظر میں کوئی ویلیو نہیں تھی۔

"آہہہ"

اپنے اندر اٹھتی وحشت وطوفان پر وہ چلایا تھا ہیزل کا دھتکارنا اس کے پورے وجود میں جیسے لاوا ابھر گیا تھا۔

"جان پلیز پلیز۔۔۔ایم سوری۔۔۔مم۔۔۔میں آپ جو نہیں روکوں گی"

ہیزل کی حالت شدید غیر ہونے لگی تھی۔

وہ اپنی ویسٹ کو اتار کر وہیں پھینکتا واش روم کا ڈور کھولتا باہر نکلا تھا ہیزل کی جان میں جان آئی تھی پر اس کی حالت دیکھ وہ لرزی تھی جو ٹراؤزر پہنے شرٹ لیس سیاہ بال پانی چھلکاتے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے کرسٹل گرے آنکھوں کی میں جیسے لہو اتر آیا تھا آنکھوں کے کنارے بھی بے حد سرخ ہو رہے تھے تنے ہوئے جبڑے جیسے وہ بہت ضبط کر رہا تھا۔

وہ ہیزل کی جانب مڑتا اور اسے کھینچتا روم سے باہر کی جانب بڑھا تھا وہ اس افتاد پر بنا سنبھالے کسی شاخ کی کٹی ڈال کی مانند کھنچی چلی گئی پر مزاحمت کرنے کی گستاخی نہیں کی تھی۔

بنادوپٹے کے ایک پل کو اسے فکر لگی تھی پر پھر یہ سوچ کر کہ عالم راؤ کبھی اسے کسی کے سامنے اس حال میں لے کر جاتا۔

عالم راؤ بیک یارڈ کی جانب آتا اسے طے خانے کی جانب لے آیا۔۔ وہ اتنے اندھے سے سہمتی اس کے بازو سے چپکی تھی پر وہ بنا کوئی تاثر دیے اسے لیے زینہ اترنے لگا۔

وہ اسے ایک روم میں لا کر اسے آزاد کر گیا ہیزل نے سہمی نظروں سے پورے روم میں نظریں دوڑائیں جہاں کچھ بھی نہیں تھا۔۔

وہ اسے چھوڑا تیزی سے روم سے نکلتا باہر سے ڈور لاک کر گیا۔ وہ ایکدم سے جیسے سکتے میں آئی تھی۔

"جان۔۔۔جان۔۔۔مم۔۔۔مجھے چھوڑ کر کہاں جا رہے تھے۔"

وہ دروازے پیٹتی رونے لگی تھی۔

تبھی سامنے بنی گلاس وال کا پردا ہٹا تھا۔۔ ہیزل نے وحشت زدہ نظروں سے اس جانب دیکھا تھا پر سامنے کا منظر دیکھ وہ جیسے مرنے کو ہوئی۔۔

جہاں عالم راؤ سامنے بیٹھا کسی کی آنکھیں نکالنے میں مگن تھا اور وہ وجود جھٹپٹا تازبہ ہوتے بکرے کی مانند چنگاڑا تھا۔ ہیزل کو لگا جیسے کوئی اس کے وجود سے بے دردی سے جان کھینچ رہا ہو۔۔

"شش۔۔۔آواز مت کرو صدام خان میری گولڈن ڈول ڈر جائے گی"

وہ پراسراریت سے بولتا ہیزل کے وجود سے جان نکال گیا یعنی وہ خان تھا۔۔اس کی حالت دیکھ وہ وحشت زدہ ہوتی چلائی تھی۔۔

"جج۔۔۔جان"

وہ بمشکل بولی تھی عالم راؤ نے اس کی آنکھیں نکالتے پاس پڑی باسکٹ میں پھینکا تھا خون کا ایک فوارا نکلتا عالم راؤ کا چہرہ اور سینا بھر گیا۔۔صدام خان کی تو اب تکلیف کے مارے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔۔

"انھیں غلیظ آنکھوں سے دیکھتا تو میری گولڈن ڈول کو حراس کرتا نہ تھا اب دیکھ کر دیکھا وہ سامنے کھڑی ہے"

وہ بے درد سا مسکراتا صدام خان کے بال پکڑتے اس کا چہرہ ہیزل کے سامنے کرتا بولا تھا۔۔

اس کے چہرے کی حالت دیکھ ہیزل اپنے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھتی بمشکل اپنی سسکیاں کا گلا گھونٹ پائی تھی اس نے کب دیکھا تھا اپنے جان وہ اتنا وخشیانہ روپ اتنا ظالم اور سفاک روپ۔۔

عالم راؤ کے چہرے پر لگا خون دیکھ وہ جیسے مر جانے کو تھی۔

"جان"

بے حد دھیرے سے ساکن لب ہلے تھے آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر بکھرے تھے ایک مدھم سی پکار پر۔۔پر سامنے کھڑا اس کا جان کہاں تھا وہ تو سفاک جے ایس تھا۔

"ہیزل اگر تم نے حواس کھوئے تو آپ کی قسم جاناں سب کچھ مسمار کر دے گا یہ جے ایس"

وہ اسے ساکن سا دیکھ دھاڑا تھا وہ پھٹی آنکھوں سے اس ظالم کو دیکھے گئی جیسے اس کی ایک نفی نے پاگل کر دیا تھا۔

"مم۔۔۔میں مر جاؤں گی"

وہ اپنے بے جان ہوتے وجود کو گھسیٹتے گلاس وال کے قریب رکتی بمشکل بولی تھی۔وہ اس کی جانب آیا تھا ۔پر سہمی تھی پر وہاں سے ہلنے ہی ہمت جیسے ناپید ہوئی تھی وجود میں۔

"میں مرنے نہیں دوں گا"

وہ اس کے چہرے کے مقام پر گلاس پر اپنے خون سے سنے ہاتھ سے سطر کھنچتے مخمور نظروں سے اس کے دلکش چہرے کو دیکھتا بولا تھا۔

جو اس کی کل متاع تھی۔۔وہ خوفزدہ ہوتی آنکھوں میں خون لیے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ۔۔۔خواب ہے۔۔نہ"

وہ جیسے بے یقینی سی تھی۔

"یہ حقیقت ہے جاناں تمھارے جان کی حقیقت اور دیکھو اپنے گناہگار کو یہ تمھیں ہرٹ کرتا تھا نہ ۔۔۔میں نے اس پر ہرٹ کا لفظ ہی تمام کر دیا"

وہ صدام خان کی جانب اشارہ کرتے جنونی انداز میں بولا تھا۔

وہ دل سوزی سے آنکھیں میچ گئی شادی کی رات ایسا تحفہ۔۔۔

اس کا نازک سا دل جیسے ابھی پھٹنے کو تھا وہ نہیں جانتی تھی وہ ابھی تک حواس میں کیسے تھی۔

"ریمور گلاس وال"

تبھی عالم راؤ نے وائس کمانڈ میں کہاں تھا۔اور ان دونوں کہ درمیان سے گلاس وال غائب ہوئی تھی۔

♥♥♥♥♥

موناڈائن سے جان چھڑوا کر وہ جیسے ہی روم میں آیا۔

سامنے ہی وہ اس کے جہازی سائز بیڈ پر اس کے انتظار میں بیٹھی تھی۔۔وہ سرشاری سے چلتا اس کی جانب آیا تھا۔ریان ملک کے قریب آکر بیٹھنے ہر وہ سمٹی تھی اس کی حرکت پر ریان ملک کے لب متبسم ہوئے تھے۔۔

وہ بنا اس کا گھونگٹ اٹھائے سائڈ ڈرو سے ایک مخملی سرخ کیس نکالتا اس میں سے ایک خوبصورت سا بیش قیمتی بریسلیٹ نکالتا اس کی کلائی میں پہنا گیا وہ چونکی تھی۔ کیا وہ اسے بنا دیکھے منہ دیکھائی دے رہا تھا۔

"یہ آپ کی منہ دیکھائی شائے سٹار"

وہ نرمی سے اس کی کلائی پر لب رکھتے اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے گھونگھٹ اٹھا تھا وہ لرزتی پلکیں جھکا گئی۔۔

وہ مبہوت سا ہوا تھا۔وہ آج سچ میں کوئی ستارہ ہی لگ رہی تھی جس کی چمک ریان ملک کی آنکھوں اور دل کو خیرا کر رہی تھی۔

چاکلیٹ براؤن بالوں کا سامنے سے لیئر ز میں بنا پف جس میں سے نکلتی سرخ و سپید چہرے پر بکھری کچھ آوارہ لٹیں بے حد دل آویز تھیں۔ ریان ملک کو اپنی نظریں ہٹانا مشکل لگا اور وہ چاہتا بھی نہیں تھا۔
آنکھوں کو بلیک گولڈن رنگ سموکی آئیز بنائے دلفریبی سے سجائے لرزتی دراز پلکوں کی چھاؤں تلے چھپی ہیزل آنکھیں۔۔جو اگر اٹھتیں تو واللہ ریان ملک کا قتل طے تھا۔۔
بہکتی نظروں کی بر قراری بڑھتی جیسے ہی نیچے کی جانب طے کرتی اس معصوم پری کی اس چھوٹی سی ستون ناک میں پہنی سٹون اور موتیوں سے بھری گول بالی پر پڑی تو وہ بے قابو ہوتا ایک جھٹکے میں اسے اپنے قریب کھینچتا اسکی چھوٹی سی ناک پر لب رکھ گیا۔ وہ معصوم سی جان اس کی بانہوں کے حصار اور دہکتے لمس پر بری طرح سے کپکپائی تھی۔
جس کا سرخ موتی اس کی شائے سٹار کے پنکھڑیوں سے نازک بلڈ ریڈ رنگ میں رنگے لبوں کو چھو رہا تھا۔۔
ستارہ کی دھڑکنیں بھری طرح سے بے آہنگ تھیں۔۔
"آپ بے حد دلربائی حسینہ ہیں مائے لو"
وہ اس کے سرخ دہکتے عارضوں پر لب سرکاتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔
"اور یہ ساری کی ساری دلکشیاں صرف اور صرف میرے لیے ہیں"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے مدہوش لہجے میں بولا تھاستارہ کو اپنی سانسوں میں طلاطم اٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔

"یان"

وہ بمشکل بولی تھی۔

"جی یان کی جان میرے کل جہان"

وہ محبت والفت سے لبریز لہجے میں بولا تھاستارہ کو خود پر غرور ہوا تھا۔

ریان ملک نے نرمی سے اس کے وجود سے زیورات آزاد کیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھاوہ بے آرام تھی۔

"جائیں چینج کرلیں آپ کا ڈریس ڈریسنگ روم میں ہی ہے"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے آزاد کر گیا۔وہ اٹھی تھی اور تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔اس کی پھرتیاں دیکھ ریان ملک کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

خود بھی اٹھتا وہ واڈروب سے اپنا ایزی ڈریس نکالتا واش روم میں گھس گیا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش فریش سا باہر آیا تھا جہاں سامنے ہی مدھم روشنی پر وہ بیڈ پر بلینکٹ میں دبکی خود کو سوتا ظاہر کر رہی تھی۔

وہ دوسری جانب سے آتا اس کے ساتھ براجمان ہوتا اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتا اپنے قریب کھینچ گیا اس افتاد پر وہ اس خوف زدہ ہوتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی دل بے لگام ہوا تھا۔۔

مدھم روشنی میں وہ اس کے چہرے کے اتنے قریب تھی کہ اس کے سرخ عارض ہلکی ہلکی لپسٹک کی رمق لیے بھرے لب دلفریبی لیے نقوش سے نظریں جیسے ہی لاپرواہ دوپٹے والی صراحی دار گردن کی جانب اٹھیں ریان ملک کی آنکھیں خمار سے سرخ ہوئیں تھیں۔۔

خود سے لاپروار عنائیوں سے لبریز وہ دانستہ خود اس کے جزبات کو دعوت دے رہی تھی۔

شرم سے سرخ پڑی ناک پر لب رکھتے اس کے گرد مزید اپنا حصار تنگ کیے اسے مزید سرخ کر گیا تھا

۔

"یان۔۔"

وہ اب بوکھلائی تھی۔

حکم جان"

اس کی بوکھلائی شکل دیکھتے وہ بمشکل خود پر ضبط کیے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا۔

"مم۔۔۔میرا۔۔دل"

بھیگتا سا لہجہ تھا وہ ٹوٹتے لفظوں میں ادا کرتے فوری اس سے اب فرار چاہ رہی تھی جو اس پر پورا جھکا تھا۔

کیا ہوا میری جان کے دل کو"

وہ مبہم سا بولتا اسے بیڈ پر ڈالتا نرمی سے اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھ گیا ۔۔۔وہ نازک جان تڑپ اٹھی تھی اس کی جان لیوا حرکت پر۔۔

" آج یہ جتنی بھی بغاوت کرے اس کی مت سنو آج ریان ملک خود ان کو سنوارنے گا،،، بگاڑے گا۔۔

آپ فکر نہیں کریں بس میری دھڑکنوں پر دھیان دیں یہ کیا کہہ رہی ہیں ان کی زبان سنیں"

اس کی شہ رگ پر بہکی سانسیں چھوڑا وہ اسے جی جان سے جل تھل کر گیا۔وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی بمشکل سانس لیتی سرخ پڑتی ریان ملک کو مزید بہکانے کا سامان کر رہی تھی۔

اس کی سرخیاں بکھرتی ہیزل آنکھیں کو دیکھ اپنا محبت سے لبریز لمس اس کی پیشانی پر چھوڑتا وہ عشق سیڑھیاں عبور کرتے اسے آج پاگل کر دینا چاہتا تھا اپنے سلگتے لمس سے۔

"آئی لو یو الوٹ میرے دلبر"

سرگوشی میں اس کی سماعت میں نرمی سے کہتا جیسے امرت گھول رہا تھا۔

وہ بمشکل جزبات سے بھاری ہوتی آنکھیں واکرتے اس ساحر کے چہرے کو تکنے لگی۔۔

اور ایسا کرکے وہ اسے مزید وہ اکسا رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ اس کے لبوں پر جھکتا۔وہ نازک جان اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں کا زور دیتے چہرا موڑتی اپنی بے ترتیب دھڑکنیں بمشکل سنبھالنے لگی جو آج خاصہ مشکل لگا تھا اسے۔

سوچیئے گا بھی مت آج جائے فرار مائے شائے سٹار"

اس کی کلائیاں چومتے وہ سب کچھ بھلائے بس اس لمحے اس کی طلب چاہ رہا تھا وہ بے بس سی ہو گئ تھی اس کی دہکتی قربت پر۔

مجھے تمہارے پاگل کرتے روپ سے لیکر تمہاری ہر ادا تمھاری ہر رعنائی اس دلربا چہرے کے ہر نقش سے عشق و جنوں ہے۔۔۔اپ کی ہر اداریان ملک کو بہکاتی ہے میری جان"

اس کا ہر نقش اپنی محبت سے آشنا کراتے وہ ابتر ہوتی سانسوں میں اس کے اعتراف سے لیکر اس قدر شدید عملی ثبوت پر سرخ سی اس کے رحم و کرم پر تھی جو اب اس کی شہ رگ پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

وہ اپنی بے ترتیب حالت پر سنبھلتی کے اپنی گردن پر اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی وہ اس کا کندھا دبوچ چکی تھی۔۔وہ آنکھیں موندے بے چینی سے تڑپ رہی تھی۔۔پورا وجود جیسے لاوے کی طرح دہک رہا تھا۔

اس لمحے اس کی بند آنکھوں کی جانب دیکھتے وہ مسکرایا تھا

کیا اجازت دیتی ہیں مجھے کہ آپ کے بے حد قریب آجاؤں۔۔اپ کی سانسوں سے بھی قریب۔۔۔"

اس کی بند آنکھوں پر لب رکھتے وہ مخمور لہجے میں بولتا اس سے اجازت چاہ رہا تھا۔جو اپنی بے ترتیب سانسوں کو سنبھالتی اس کی گردن میں بانہیں حمائل کر گئی۔

بوجھل سے لہجے میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔وہ تڑپ کر اس کی گردن میں ناخن گاڑ گئی جو اسے مزید اکسانے کا کام کر رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسے نڈھال کرتے اسے سکون کا سانس لینے کا موقع دیے بغیر اس کی گردن پر بال ہٹاتے اس کے شانے اپنی شدتیں بکھیرتا اس کی جان مشکل میں ڈالنے لگا وہ نازک پری اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی جھل تھل ہوئی تھی۔

"یان۔۔۔پلیز"

جب مزاحمت کرنے کی ہمت ناپید ہوئی تھی بے ساخت پکار اٹھی۔ پر وہ ارد گرد سے بے نیاز اس کی پکار ان سنی کرتا مدہوشی کے عالم میں اس کی شرٹ ہٹاتے خود کو سیراب کرنے میں مگن رہا۔ ستارہ کا وجود جیسے بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔

"میری زندگی ہیں آپ ستارہ ریان ملک"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔ وہ پور پور لرزتی اس کے حصار میں بکھر رہی تھی۔ سانسوں میں جیسے بوچھال سا بھرپا تھا۔

"یان آپ۔۔۔کے بنا ستارہ بھی کچھ نہیں ہیں"

وہ سانس لینے کی تگ ودو کرتی بمشکل بولی تھی. اس کی بے خودی اس کی جان نکال رہی تھی پر وہ اتراف کرنا چاہتی تھی جیسے سنتا۔ وہ ایکدم سے اسے پھر سے اپنی بانہوں کی قید میں لیتا اس کی سانسوں کی خوشبو چراتا اسے خود میں جزب کرنے لگا۔

وہ اچانک اس افتاد پر تڑپ اٹھی تھی اپنے لبوں پر اس کی مونچھوں کی چبھن اور اس کے دہکتے لمس پر وہ مرنے کو ہوئی تھی۔ ریان ملک مزید مدہوش ہوتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر سہلاتے اسے مزید بے قراری سونپنے لگا جس پر وہ نازک سی پری تڑپتی اسے خود سے دور کرنے لگی وجود میں ہوتی بے چینی جیسے اس کی جان نکالنے لگی تھی۔

جواب اس کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں رفتار فتا اسے خود میں الجھانے لگا۔

وہ نازک جان اس کی شدتیں برداشت کرتی سختی سے آنکھیں میچ گئی کیونکہ اب وہ بھی فرار کہاں چاہتی تھی۔۔

♥♥♥♥

عالم راؤ کے اپنی جانب بڑھنے پر وہ بدک کر دور ہوئی تھی۔

"دد۔۔۔ دور رہیں"

وہ خوفزدہ ہوتی ہکلاتے بولی تھی۔

پر وہ اس کی جانب بڑھتا چلا جا رہا تھا وہ ہمت کرتی تیزی سے اس کے پہلو سے نکلتی باہر کی جانب بھاگی تھی عالم راؤ نے آنکھیں میچتے خود پر ضبط کیا تھا

وہ ایک نظر بے ہوش پڑے صدام خان کو دیکھتا ہیزل کے پیچھے بھاگا تھا۔

وہ سیدھا اپنے روم میں آیا تھا کیونکہ ہیزل جس لباس میں تھی وہ کہیں اور جانے والی نہیں تھی وہ روم میں نظریں دوڑاتا ڈور لاک کر گیا کیونکہ ڈریسنگ کا لاک ڈور اس کی وہاں موجودگی کا پتہ دے رہا تھا۔

وہ واڈروب کی جانب اتا وہاں سے اپنے لیے بلیک ٹراؤزر اور وائٹ شرٹ نکالتے وہ واش روم میں گھسا تھا پانچ منٹ میں وہ پھر سے شاور لیتا باہر نکلا تھا پر وہ ابھی تک ڈریسنگ روم میں ہی تھی۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیے سسک رہی تھی جب ڈور کس دروازے کھلتا محسوس ہوا تھا اسے ہیزل کی جان پر بنی تھی۔ وہ تیزی اٹھی تھی پر سامنے ہی اس چھ فٹ تین انچ کہ لمبے چھوڑے وجود کو دیکھ وہ سامنے تک روک گئی۔۔

وہ ہیزل کی روئی دوئی آنکھیں دیکھتا ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا وہ شاید ساری زندگی ایسا نہیں چاہتا تھا پر وہ کر گیا تھا۔۔

"جانِ جہاں یہی سچ ہے۔۔۔ بٹ جان لو زیو"

وہ ایک جست میں اسے اپنے سینے میں بھنچتا بے بسی سے بول تھا وہ مضطرب تھا جو ہوا تھا۔۔ پر یہ بے حد تکلیف دہ تھا کہ شاید وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی سب اس کی نظروں کا وہم تھا سب دھوکا تھا فریب تھا۔

وہ اسے زبردستی اپنے ساتھ باندھ رہا تھا۔ وہ دھاڑے مار مار کر روئی تھی جیسے کچھ قیمتی لٹ گیا ہو۔۔

وہ تو اسے بے انتہا چاہنے لگی تھی اسے بتانے والی تھی وہ آج کہ ہیزل اپنے جان کو بے حد چاہتی ہے پر یہ کیا ہو گیا تھا۔۔

سب تباہ ہو گیا تھا سب لٹ گیا تھا اسے لگا تھا اب کوئی درد کوئی تکلیف اس کے تعاقب میں نہیں آنے والی تھی اس کے جان کے ہوتے۔۔۔

پر وہ تو اس کا جان تھا ہی نہیں کوئی بہروپیا تھا کوئی چال باز تھا جو اسے اپنا عادی بنا کر اس کی سانسیں نوچ گیا تھا۔۔

وہ درد کی شدت برداشت نہ کرتی حواس کھوتی اس کی بانہوں میں بکھرتی چلی گئی تھی۔عالم راؤ اپنی جلتی آنکھیں میچتا اپنی متاعِ جاں کو سختی سے خود میں بھینچ گیا۔۔

عشق آتش ہے

بلا کا روگ ہے

جوگی بنا کر

پھرائے در در

درد دے اخیر

رلائے بڑے نیر

مسکرائے پھر جان کے

زخم دے کر

پوچھے نہ حال

خاک چھنائے

در در دی

یہ عشق ہے

بلا کا سر د ہے

بڑا بے درد ہے

♥♥♥♥♥

وہ ابھی چینج کر کے لیٹیں ہی تھی کہ سلطان راؤ نے ان کے پہلو میں اپنا بازوں لپیٹتے انھیں اپنے قریب کیا۔ تو وہ آنکھیں میچتی سانسیں روک گئیں

" جانِ سلطان "

وہ نرمی سے ان کی گردن کی پشت ہر اپنا لمس چھوڑتے انھیں سمٹنے پر مجبور کر گئے۔

پر جب ان کی گستاخیاں بڑھنے لگیں وہ وہ ایکدم سے ان کی جانب مڑتی ان کے سینے کا حصہ بنی تھیں۔

" سس۔۔۔ سلطان "

وہ ان کے سینے میں سر چھپاتے سر گوشی میں بولیں تھیں بارہ سال بعد ان کا شدت بھرا لمس اور قربت انھیں نئے سرے سے مہکاتی پاگل کرنے لگی تھی۔

سلطان راؤ حرم کے لبوں کا بھیگا لمس اپنے شرٹ لیس سینے محسوس کرتے مزید بہکے تھے۔

" سلطان کی ملکہ کیا جان لیں گی اب "

وہ نرمی سے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے مدھم سرگوشی میں بولے تھے۔

"سلطان مجھے یقین نہیں ہوتا"

اچانک سے وہ ان کے سینے پر سر رکھتے سسکیں تھیں۔ سلطان راؤ کے دل پر گھسا پڑا تھا جیسے۔۔

"رو کر تکلیف مت دیا کریں مجھے میری ملکہ"

وہ انھیں خود میں بھینچتے پر سوز لہجے میں بولے تھے وہ کیسے برداشت کرتے اپنی متاعِ جاں کا آنسو بہانا ان کا انسکیور ہونا۔

" مجھے بہت ڈر لگتا ہے سلطان اگر وہ پھر آ گیا اور اس نے پھر سے ہمیں جدا کر دیا تو اس بار سچ میں مر جاؤں گی میں"

وہ اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے روندھی آواز میں بولیں تھیں سلطان راؤ نے ان کی بات پر لب بھینچ لیے سرمئی آنکھیں لہو چھلکانے لگیں۔۔

وہ نرمی سے حرم کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے ان کی اوشن بلو آنکھوں طغیانی دیکھ وہ ان کی خوبصورت آنکھوں پر جھکتے ان کی جلتی آنکھوں پر اپنے لمس کا مرہم رکھتے سارے آنسو اپنے لبوں سے جزب کر گئے۔

" اب ایسا نہیں ہو گا اب کوئی ہمیں جدا نہیں کر سکتا میری ملکہ ہم ساتھ رہیں گے اور مجھے ایک پیاری سی چھوٹی سی حرم بھی تو چاہیے آپ سے"

وہ اس کے سرخ عارضوں پر لب رکھتے آخر میں شریر ہوتے بولے تھے جا پر وہ مزید سرخ ہوتی اپنی خفت مٹانے کو ان کے سینے پر مکا جھڑ گئی۔۔

"بندہ بن جائیں آپ سلطان۔۔۔بہت بے شرم ہو گئے ہیں آپ"

وہ انھیں آنکھیں دیکھاتے مصنوعی خفنگی سے بولیں تھیں جس پر ان کا قہقہہ بے ساخت تھا۔

"کیا کرو میری جان جب اتنی حسین دوشیزہ پہلو میں ہوں تو کون کمبخت شریف رہے گا"

وہ یکلخت جھک کر ان کے لبوں پر ہلکا سا اپنا لمس چھوڑتے بے باکی سے بولتے ان کا سر تکیے پر ڈالتے ان پر جھکے تھے وہ حیا سے گلال ہوتیں انھیں ٹھیک سے گھور بھی نہ پائیں۔

"آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی"

وہ ان کی ساعت میں مدہوش سرگوشی انڈھیلتے لائٹ گل کرتے ان پر اپنی محبت کا سایہ کر گئے جس میں وہ سمٹتی گہری سانسیں بھرنے لگیں۔

گہری رات کے سائے مزید گہرے ہو رہے تھے وہ ایک نظر اپنی بانہوں میں بکھری اپنی متاعِ جاں پر ڈالی۔

نرمی سے ان کا سر اپنے سینے سے ہٹاتے وہ ان کے قریب سے اٹھتے واڈروب سے ہڈی نکالتے وہاں سے نکل گئے۔۔

❤❤❤❤❤

وہ مرر کے سامنے لمبے گیلے بال خشک کر رہی تھی

جب واشروم کا دروازہ کھلا تھا وہ ٹاول سٹینڈ پر لگاتے اس کی جانب آیا جو وائٹ اور میرون گھٹنوں تک آتی خوبصورت سی سٹائلش فراک نم بالوں کو ڈرائے کرنے کی تگ ودو میں تھی۔چہرے پر بکھری سرخیاں دیکھتے مبہم سا مسکرایا تھا۔ٹاول سٹینڈ پر رکھتے وہ قدم قدم چلتے اس کے پیچھے آیا تھا۔

بازل شاہ کا عکس دیکھ اس کے ہاتھ لرزنے تھے جو گرے ٹراؤزر میں بنا شرٹ کے شرٹ لیس اپنی مظبوط آہنی سکچ باڈی چوڑے شانوں کے ساتھ پیشانی پر بکھرے سنہری نم بال اپنی سنہری آنکھوں میں شوق کی خماری لیے وہ اس قدر دلکش لگ رہا تھا کہ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"کیا یہ شخص اب بس اس کا تھا۔۔

اس کی ساری محبتیں ساری جنون خیزیاں بس اس کی تھیں۔

"کیا دیکھ رہی ہیں جانم۔کیا بہت پیار آ رہا ہے"

وہ نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا لمظ کی دھڑکنیں یکبارگی سے دھڑکنیں تھیں۔

رات کی واردات کسی فلم کی مانند عود آئی تھی اسے چاہ کے بھی وہ روک نہی پائی تھی وہ خود بھی تو دانستہ اس کی قربت ہی چاہتی تھئ اس کی محبتیں شدتیں سوچتے وہ اس کے حصار میں بے حال ہوتے اس لمحے سرخ ہوی تھی۔

'اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں میرے جنونِ جان"

اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے شیشے سے اس کا عکس دیکھتے مزید بوجھل لہجہ ہوا تھا۔

"شش۔۔۔شاہ۔۔۔ مم۔۔مجھے نہی پتہ پیچھے ہوں۔۔"

وہ چہرا جھکائے لب کچلتے جھجکتے خجل سی ہوئی تھی۔۔پر اپنے کندھے پر مقابل کے دہکتے لب محسوس کرتے وہ سرتا پیر دہکی تھی۔

"کم ڈاون"

وہ اس کو جھجکتے دیکھ اس کا رخ اپنی جانب کر چکا تھا اپنی محبت سے چمکتے دہکتے روپ کو دیوانہ وار تکتے وہ جھکتا اس کی چاندنی سی پیشانی پر اپنے لب رکھتے اسے خود میں بھینچ گیا۔

اس کی سرخ پڑتی ناک چومتے اس کے بال ہٹاتے اس کی کالربون پر اپنا مہکتا لمس چھوڑنے لگا وہ سے شہ رگ کا سفر کرنے وہ اسے ہلکان کرنے لگا تھا۔

وہ اکھڑی سانسوں سے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ جبکہ وہ اس کی فرار ناکام بناتے اس کا دلفریب چہرے اپنے سامنے کرتا۔

وہ اس کے لرزتے لبوں کی ساری کپکپاہٹ خود میں جزب کر گیا۔ وہ تڑپ کر اس کے کالر اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

""

وہ سانسوں کی تنگی پر اس کے گردن میں ناخن گاڑ گئی۔ تبھی وہ اس کی بکھری سانسوں پر رحم کھاتا اس کی بیوٹی بون پر اپنا لمس چھوڑتا اسے دیکھنے لگا۔

اس کا چہرہ سامنے کرتے سارے رنگ دیکھے تھے جس کی سیاہ کھتائی آنکھوں میں اس کی قربت اور حیا کا بکھرا اگلال اسے مزید مدہوش کر رہا تھا۔

"آئی لو یو جانِ شاہ"

اس کے شرمائے روپ کو دیکھتے اپنی بے خودی پر ضبط کرتے بولا تھا۔ جس پر وہ اپنے لرزتے دل کے ساتھ اس کے حصار سے نکلنے جو مزاحمت کرنے لگی"

لمظ بازل شاہ سوچیے گا بھی مت۔۔۔ آپ کی اب ہر صبح میرے حصار میں ہو گی۔۔۔ میری سانسوں کے بے حد قریب۔۔ میری دھڑکنوں کے ردھم سنتے"

اس کو واضع تنبیہ کرتے وہ جنونی سا ہوتے اس کے چہرے پر پھر سے جھکا تھا۔ پر وہ چہرہ موڑ گئی۔

شاہ پلیز"

اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے باز رکھنے کی کوشش میں وہ پاگل ہوتی سانسوں میں بولی تھی۔ جس پر وہ اس کی گردن پر نظر آتی رگ کو چومتے اسے آزادی دیتا اٹھا تھا۔۔

"جلدی سے تیار ہو جائیں میرے جنونِ جان راؤ پیلس چلتے ہیں۔

وہ بولتے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا۔

وہ اپنی دھڑکنوں کو پر سکون کرتی اٹھی تھی۔

♥♥♥♥♥

عالم راؤ نے پوری رات جاگتے کاٹی تھی راکنگ چیئر پر بیٹھا وہ بس یک ٹک ہیزل کو دیکھتا رہا تھا جو حوش و خرد سے بیگانہ اپنے وائٹ کلر کے ٹائٹ ڈرس میں پڑی ہوئی تھی۔

سنہری بال تکیے پر بکھرے پڑے تھے اس کی پاگل کرتی سنہری آنکھیں بھی بند تھیں۔ وہ دل فریب لب جن سے وہ کبھی سیر اب نہیں ہوتا تھا بالکل تشنگی مزید بڑھتی ہی جاتی تھی آج وہ چپ، بنا کسی جنبش کے بھنچے ہوئے تھے۔

عالم راؤ بس ساکت نظروں اور ساکت دل کے ساتھ اسے دیکھتا راکنگ چیئر پر جھول رہا تھا۔

کہ سامنے ساکت پڑی پری کے وجود میں جنبش ہوئی تھی۔

اس کے ساتھ ہی عالم راؤ کے وجود میں بھی جنبش ہوئی تھی۔

"جانِ جہاں"

وہ اس کے قریب دراز ہوتے نرمی سے اس کی لرزتی پلکوں کو انگلی سے چھوتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔

"جانِ جاں ویک اپ"

وہ ہنوز انداز میں اس کی پلکوں کی باڑ سے جھیڑ چھاڑ کرتے نرم لہجے میں اس کی سماعت میں جھکتے بولا تھا۔

وہ خوف سے کپکپانے لگی تھی ہر اتنی ہمت نہیں تھی کہ آنکھیں کھول کر خود پر جھکے عالم راؤ کو دیکھ پاتی۔ کاش وہ سب خواب ہو۔۔

وہ اس کا جان نہ ہو۔۔۔ پر اس نے کہا تھا سب حقیقت ہے۔وہ اس کا جان نہیں تھا۔

پلکوں کی باڑ توڑتے آنسو بغاوت پر اترے تھے۔

وہ تڑپہ تھا۔

"ہیے مائے گولڈن فیری کیوں اپنے جان کی جان لینا چاہتی ہیں میری جاناں"

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے اس کی بند آنکھوں پر اپنے لب رکھتا پسپا سا گویا ہوا۔

خود کو عالم راؤ کے حصار میں محسوس کرتے رات کے سارے مناظر کسی فلم کی مانند چلنے لگے تھے۔

وہ وخشت زدہ ہوتی اسے خود سے دور دھکیلنے لگی۔

"دود۔۔۔دور ہو جائیں۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔ آپ میرے جان نہیں۔۔۔ آپ میرے جان نہیں۔۔ آپ میرے جان نہیں ہیں۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔ آپ میرے جان نہیں"

وہ اس کی گرفت میں بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپٹی اسے خود سے پرے دھکیلتی ہزیانتی انداز میں بولتی دھاڑے مار مار کر رونے لگی۔۔

"ہیزی میری ایسا مت کروں میں مر جاؤں گا۔۔۔ خدا کے لیے خود کو تکلیف نہیں دو۔۔۔ تت۔۔۔ تم کہو گی تو۔۔۔ تو بہت دور چلا جاؤں گی تم سے۔۔۔ پاس بھی نہیں آؤں گا۔۔ ہاں مم۔۔ میں چلا جاؤں گا۔ تم رونا نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے تم رونا نہیں"

وہ دیوانوں سا پسپائی سے بولتا اسے آزادی دیتا اس سے دور ہوا تھا اور اسے اپنی آنکھوں میں سموتے پیچھے کو چلتا ڈور کی جانب بڑھا تھا۔ ہیزل کا دل تڑپہ جھٹپٹا۔۔۔ لرزا تھا۔

عالم راؤ کی سرمئی آنکھوں میں بکھری درد کی کرچیاں جیسے اس کے دل میں پیوست ہو رہیں تھیں۔

وہ ساکت سی اسے دیکھے گئی جو ڈور کھولتا وہاں سے نکل گیا۔

وہ ساکت دل کے ساتھ واپس بیڈ پر چت گری تھی۔۔

"جان"

لبوں پر جیسے چھالے نکل آئے تھے ایک سسکی کی صورت میں نکلا یہ نام اس کی کل متاع تھا جیسے وہ خود سے کھو گئی تھی۔

♥♥♥♥♥

دو ماہ بعد!

"کب اٹھیں گے شاہ تب جب آپ کی مرمڈ پتھر کی ہو جائے گی۔۔

میں نے تو ابھی آپ تک کی محبت آپ کی چاہت کو ٹھیک سے محسوس بھی نہیں کیا تھا۔ اتنے ظالم کیوں ہو گئے ہیں"

وہ بولتے ہوئے سسکی تھی وہ سچ میں منحوس تھی سب ٹھیک کہتے تھے جو شادی کے دوسرے دن ہی اپنے شوہر کو موت کے منہ تک لے آئی تھی۔

" آپ کی ہیزی آپ کی گڑیا بھی کچھ نہیں بولتی شاہ۔۔۔میں بہت تھک گئی ہوں سب سنبھالتے سنبھالتے مجھے آپ کی ضرورت ہے ساحل"

وہ اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگاتے آنسو بہاتی پر اذیت سے بولی تھی پر اس مشینوں سے جکڑے وجود میں ذرہ سی بھی جنبش نہیں آئی تھی۔۔

پورا راوٗ پیلس جیسے بکھر سا گیا تھا۔

ریان ملک نے گھر میں ہی بازل شاہ کے لیے پورا ہوسپٹل بنا دیا تھا وہ آیان چوبیس گھنٹے اس کے پاس ہوتا تھا۔

" اور مجھے آپ کو ایک بات بتانی ہے وہ آپ سب کا ایک اور بھائی یا بہن آنے والا ہے۔ چھوٹوں سا پیارا سا چھوٹو جان سلطان یا پھر چھوٹی سی حرم آنے والی ہے"

وہ بولتی نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

پر اس پر کسی بھی بات کا نہ اثر ہونے پر وہ منہ پر ہاتھ رکھتی روم سے باہر بھاگی تھی کہ سامنے سے آتی مونا سے ٹکرائی۔

مونا نے اس کی نم آنکھوں اور نڈھال وجود کو دیکھا تھا تو نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگا گئی جس پر وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا لمظ۔۔۔اس طرح سے تم بازل کو تکلیف دے رہی ہو"

وہ نرمی سے اس کی کمر سہلاتے بولی تھی۔

"میں سچ میں بری ہو مائمہ سب میری وجہ سے ہوتا ہے ان کی زندگی میں آتے ہی میں ان کے مم ڈیڈ کو کھا گئی۔۔اور اب شادی کے دوسرے دن ہی اپنے ساحل کو موت کے منہ میں لے گئی۔۔۔میں بہت بری ہوں منحوص ہوں"

وہ خود کو کوستی بری طرح سے روتی مونا کو بھی رلا گئی۔

"لمظ پلیز بس کرو نہیں ہو تم بری نہ ہی منحوص ہو تم تو بہت بہادر ہو ہمت نہیں ہارو اس طرح سے"

وہ اس کے آنسو صاف کرتی نرمی سے بولی تھی۔

"چلو آؤ ہیزل میرے ساتھ تم نے کل رات سے کچھ نہیں کھایا"

وہ اسے لیے ڈائنگ ٹیبل کی جانب بڑھی۔

دوسری جانب حرم کا بھی رو رو کر برا حال تھا۔

"مجھے میرا بیٹا چاہیے سلطان"

وہ رو رو کر جیسے پاگل ہو گئیں تھیں۔ سلطان راؤ نے ان کی سوجی نم آنکھیں کو دیکھتے لب بھینچے تھے۔

" ملکہ میری جان وہ آجائے گا۔۔۔ آپ کا بیٹا بچہ نہیں ہے۔۔ کمینا نہ جانے کس بل میں چھپا بیٹھا ہے ایک بار آنے تو دو مار مار کر لال کر دوں گا بیٹھنے کے قابل نہیں رہے گا بے ہودہ انسان"

وہ انھیں اپنے سینے میں بھچتے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے آخر میں دانت پیستے بولے تھے حرم نے روتے ہوئے انھیں گھوری سے نوازتے ان کے حصار کو توڑتیں کچھ فاصلے پر جا کھڑیں ہوئی۔

"میری جان آپ میری بیٹی کا کچھ خیال کریں۔۔ جو صبح سے بھوکی ہے اور کچھ کھالیں"

وہ انھیں گھما کر پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے نرمی سے ہاتھ ان کے پیٹ پر رکھتے محبت آمیز لہجے میں بولے تھے۔

" مجھے میرا بیٹا چاہیے سلطان۔۔ مجھے نہیں پتا لا کر دیں مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔ ہیزل کی حالت دیکھی ہے ۔۔۔ اگر ایسا ہی رہا تو وہ اپنے حواس کھو دے گی۔۔ نم پاگل تو وہ پہلے ہی ہو گئی ہے"

وہ بولتے ہوئے پھر سے رو دیں سلطان راؤ نے بے بسی سے انھیں دیکھتے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

" حرم میری ملکہ اب بس کر دیں چلیں اب اپنی لاڈلی کے پاس چلتے ہیں پھر سب مل کر کچھ اچھا نہ کھانے ہیں میں نے ماریہ بچے سے بولا ہے"

وہ نرمی سے ان کے آنسو صاف کرتے انھیں لیے عالم راؤ کے روم کی جانب بڑھے تھے۔

آہستہ سے دروازہ کھولتے وہ دونوں اندر آئے تھے۔ پر سامنے کا منظر دیکھ حرم نے روتے سر سلطان راؤ کے سینے میں دیا تھا۔

سلطان راؤ نے لب بھینچتے ضبط کیا تھا سامنے ہی وہ کہیں دن کے پہنے کپڑوں میں ملبوس الجھے دراز سنہرے بال جنہیں دیکھ کبھی عالم راؤ کا دل انھیں میں اٹک جایا کرتا تھا۔

سنہری دودھیا رنگ میں گھلی زردیاں سوجے ہوئے آنکھوں کے پپوٹے وہ بیڈ کے کراؤن سے سر ٹکائے عالم راؤ کی تصویر اپنے سینے لگائے۔ آنکھیں موندے پڑی تھی۔

"ہیزی میرا بچہ"

وہ نرمی سے حرم کو خود سے جدا کرتے بڑے ضبط سے اس کی جانب بڑھے تھے جس میں انھیں اپنا آپ نظر آرہا تھا جب وہ اپنی ملکہ کی جدائی میں حواس کھوتے ایسے ہی تو پڑے رہتے تھے۔

"جان۔۔۔ جان۔۔۔ وہ آگئے ڈیڈ۔۔ مم۔۔۔ میں نے ابھی ان کی آواز سنی وہ آئیں ہیں نہ"

وہ دیوانوں سا بولتی ایکدم سے اٹھتی اس سے پہلے کہ گرتی سلطان راؤ نے نرمی سے اس گڑیا کو اپنی بانہوں میں سمیٹے بیڈ پر ڈالا تھا جس میں ان کے بیٹے کی جان تھی۔

"وہ بھی آجائے گا میرے پیارے بیٹے۔۔ چلو ابھی ہم کھانا کھاتے ہیں میں نے آپ کی پسند کا چکن پاستا بنوایا ہے ساتھ چکن سینڈوچ ود چیز"

وہ نرمی سے اسے بہلاتے کھانے کے لیے آمادہ کرنے لگے جو ان کے سوا کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے دیکھتے ہی حرم کا تو رو رو کر برا حال ہو جاتا تھا لمظ کو تو اپنی ہوش نہ تھی ستارہ بھی سہم سی گئی تھی اب ۔

نہ کسی سے بات کرتی نہ ٹھیک ہے کچھ کھاتی بس ان دونوں کو دیکھ دیکھ کر چھپ چھپ کر روتی رہتی۔

"نن۔۔۔ نہیں وہ آئیں گے مجھے آن کے ہاتھ کا پاستا کھانا ہے"

"وہ آتے ہیں جب آپ مجھے وہ گندے والا کھانا دیتے ہیں مجھے پھر نیند آجاتی ہے مجھے نہیں کھانا وہ رات کو پھر آئیں گے اس بار میں جانے نہیں دوں گی"

وہ عجیب انداز میں بولتی سلطان راؤ کو اذیت میں مبتلا کر گئی حرم منہ پر ہاتھ رکھتے باہر کو بھاگی تھیں۔

"بس تھوڑا سا کھا لو میرا بچہ"

وہ چاہتے تھے وہ کھانا کھا لے ورنہ وہ ساری رات تڑپتی روتی رہتی تھی۔اپنے کمرے سے نکلنے کو بھی تیار نہ تھی وہ۔۔

"مم۔۔۔ مجھے بھیو جانی کے ساتھ کھانا کھانا ہے"

وہ ایک اور ضد پر اڑی۔۔

"ہاں ہم کھائیں گے پر پہلے آپ تھوڑا سا میرے ساتھ کھا لو"

وہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے اسے لیے ڈائنگ ٹیبل تک آئے تھے لمظ ابراہیم کی آنکھیں ایک بار پھر سے نم ہوئیں تھیں اسے دیکھ پر وہ اپنے آنسو پر ضبط کرتی اس کے لیے کھانا نکالنے لگی۔

"ہیزی دیکھو تمھاری پسند کا پاستا"

وہ اس کے سامنے پاستے کا باؤل رکھتے زبردستی مسکراتے بولی تھی۔

"اور یہ ہاٹ چاکلیٹ میں نے بنائی تمھارے لیے سپیشل"

ستارہ اس کے سامنے ہاٹ چاکلیٹ کا مگ رہتے بولی تھی جبکہ وہ دونوں چیزوں کو دیکھتی جیسے کچھ سوچ رہی تھی۔

"کھاؤ میری جان"

حرم نے پاستا کانٹے میں الجھاتے اس کی جانب بڑھاتے محبت آمیز لہجے میں بولیں تھیں۔

تو وہ خاموش سے کھانے لگی پر باقی سب کا دل کھانے سے جیسے اکت گیا تھا۔ تبھی مونا بنا کچھ کھائے اٹھ کھڑی ہوئی۔

❤❤❤❤❤

ماضی

وہ دونوں اس وقت سمندر کے پانی میں موٹر بوٹ پر سوار تھے جیسے وہ خود چلاتا بہت آگے پانی میں لے آیا تھا۔

حرم سلطان راؤ کی پر تپش نظروں سے پگھلتی نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

" ملکہ میری جانم عاشقی نظریں اٹھیں اور اپنے ارد گرد نظریں گھمائی یہ سب چیزوں آپ کی توجہ کی طلب گار ہیں"

وہ اس نرمی سے اس کی چن پر انگلیوں رکھتے چہرہ اوپر کو اٹھاتے محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔

حرم نے بمشکل اپنی لرزتی پلکیں اٹھے دیکھا تھا نظریں ایکدم سے مسمرائز سی ہو کر رہ گئیں۔

چودھویں کا پورا چاند اپنے آب و تاب سے چمکتا اس کی اوشن بلو آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ جس کا نور جیسے سمندر کے پانی پر اتر آیا تھا۔

اور چاند کے ارد گرد ٹمٹماتے جگمگاتے ستارے یہیں سب تو اسے پسند تھا اس نے تو یہ بات اپنی ڈائری میں لکھی تھی پھر سلطان نے کیسے جان لی یہ اس کی وش تھیں۔

" کیسا لگا میری جان کو"

وہ نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے دیوانگی و وارفتگی سے بولا۔

" یہ بہت پیارا ہے سلطان"

وہ اپنا ہاتھ اٹھا کر چاند کی جانب اشارہ کرتے بولی تھی انداز کھویا کھویا سا تھا۔

ہاں سچ میں بے حد خوبصورت"

وہ بہکے لہجے میں اس کی گردن سے بال سمیٹتے اس کی گردن اور کندھے کے درمیان جھکتے وہاں اپنا پر شدت لمس چھوڑتے بولے تھے وہ ایکدم سے ہوش میں اتی سمٹی۔

دھڑکنیں یکبارگی سے دھڑکیں تھیں۔

"سس۔۔۔سلطان"

مدھم آواز میں پکارا گیا تھا۔

"جی سلطان کی جان"

وہ مدہوش سا اس کے کندھے پر اپنا لمس چھوڑتا اسے بے چینی سونپنے لگا جبکہ دل تو جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔

"کک۔۔۔کوئی دیکھ لے گا"

وہ بمشکل بولی تھی۔

"کوئی نہیں ہے یہاں میری جان سوائے آپ کے اور میرے"

وہ اس کی گردن پر ناک ٹریس کرتے اس کی جیسے جان نکال لینا چاہتا تھا جو آج خود اس چاند سے بھی زیادہ چمک رہی تھی۔۔ جس کی چمک کے سامنے دنیا کی ہر چمک پھیکی لگی تھی سلطان راؤ کو۔۔

"وو۔۔۔وہ دیکھ رہے ہیں"

وہ اس کے سینے میں سر چھپاتے حیا لبریز لہجے میں بولی تھی سلطان راؤ الجھا تھا۔

"کون میری ملکہ"

وہ اس کا سندر چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے بولا تھا کیونکہ اسے تو دور دور کوئی نظر نہیں آیا تھا۔

"وہ وہاں اوپر آسمان پر"

وہ چاند تاروں کی جانب اشارہ کرتے بولی تھی سلطان راؤ کے لب اوکی شیپ میں گھول ہوئے۔

"ہاں یہ تو ہے۔۔۔سب دیکھ رہے ہیں"

وہ بڑے سنجیدہ انداز میں بولتا اپنا کوٹ اتار گیا حرم کی آنکھیں اس کی حرکت پر مزید بڑی ہوئیں تھیں

۔

جس ہر وہ مسکراتا اس کی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اپنے مزید قریب کرتے دونوں کے سر پر کوٹ پھیلاتے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا جن کا خم اس کی جان ہلکان کیے ہوئے تھے کب سے۔

وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نہ تھی سختی سے آنکھیں میچے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

ایکدم سے ہونے والے حملے پر ایک پل کو تو جیسے حرم کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا پر اس کی شدتیں اسے واپس ہوش کی دنیا میں کھینچ لائیں۔۔وہ مزید شدت آور ہوتا اسے پاگل کرنے کے در پر ہوا جیسے۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس سے دور ہوا تھا پر سانسیں لینا وہ کچھ موقع فراہم کرتے ہی وہ پھر سے اس کے دلفریب پنکھڑیوں سے لبوں کے خم پر دل ہارتا اس کے لبوں پر دیوانہ وار جھکتا ایک بار پھر سے اس کی مہکتی سانسیں کے پیچ و خم تھمتا اس کی سانسیں کی خوشبو خود میں جزب کرنے لگا۔۔

وہ پھٹی آنکھوں کے ساتھ اس دیو کی قید میں خود کو محسوس کرتی زبردست مزاحمت کرنے لگی۔۔۔جو ایک پل سانس لینے کا موقع دیتے پھر سے اس کی سانسوں پر قابض ہو گیا تھا۔

اسے کو لگا وہ سنکی آج اسے مارنے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا۔۔وہ شدت جنونیت سے اس کی کمر کو دبوچتے دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے پوری شدت سے خود کو سیراب کر رہا تھا۔۔ ہونٹوں پر ہوتی جلن پر آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بکھرے تھے تبھی وہ خوش میں آتا اسے آزادی دیتا۔اس کی ٹھوڑی کے خم پر شدت سے لب رکھ گیا۔۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی ٹوٹتی سانسوں کو سنوارنے لگی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرے تھے۔وہ اس کے سینے پر سر رکھتی گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پر مکے برسانے لگی

۔

"برے۔۔۔گندے۔۔۔ابھی مجھے لگا میں مر"

وہ غصے و نروٹھے پن سے بولتی اس سے پہلے کہ اپنا جملہ مکمل کرتی اس بار وہ نرمی سے اس کے سارے الفاظ اپنے لبوں سے چن گیا۔

"ششش۔۔۔میری جان آپ کو سلطان کی بھی عمر لگ جائے۔۔ آپ تو میرا کل سرمایہ ہیں۔"

وہ نرمی سے اس کے ہاتھ پر لب رکھتے بولا تھا جس سے وہ ابھی اس کے سینے پر مکے برسا رہی تھی۔

حرم کو جیسے شرمندگی نے گھیرا۔

"کیا آپ کو لگا"

وہ معصومیت سے بولی تھی۔

"ہاں بہت"

وہ مظلومیت سے بولا تھا۔

"سوری مم۔۔۔میں اچھی نہیں ہوں"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے لرزتی آواز میں بولی تھی۔

"یہ درد ٹھیک ہو جائے گا اگر آپ یہاں اس سے مرہم لگائیں"

نرمی سے اس کے عنابی لبوں کو سہلاتے مخمور لہجے میں بولا تھا وہ پل بھر میں سرخ گلال ہوئی تھی۔

"ی۔۔۔یہ نہیں"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بمشکل بولی تھی۔

"ٹھیک ہے آپ نہیں چاہتیں مجھے درد سے نجات ملے"

وہ مصنوعی بجھتے لہجے میں مایوسی سے بولا تھا۔

"نہیں مم۔۔۔میں کرتی ہوں"

وہ لرزتے دل کے ساتھ بمشکل بولتی اس کے سینے پر جھکی سلطان راؤ نے اس کے گرد اپنا حصار کھینچتے آنکھیں موندے اس کے لمس کا انتظار کرنے لگا۔

جب اسے اپنے سینے پر پھولوں سے بھی نرم گلداز لمس محسوس ہوا جیسے وہ اپنے دھڑکتے دل میں اتارتا جیسے کسی اور ہی جہاں میں پہنچ گیا تھا۔

جبکہ حرم کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا تھا نا جانے کیسے وہ یہ کر گئی تھی۔کیسے وہ ایسا کر گئی تھی آپ سلطان راؤ کی دھڑکنوں کا شور بلکل قریب سے سنتے وہ گھبرا کر ایکدم سے اس سے دور ہوئی تھی۔

سلطان راؤ نے آنکھیں کھولتے اس پری وش کو دیکھا جو گھبرائی گھبرائی سی لرز رہی تھی۔

وہ مسکراتا اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

وہ نازک سی جان اب اس بھاری گاؤن میں بری طرح سے ہلکان نظر آرہی تھی۔

"سلطان میں تھک گئی ہوں"

وہ دونوں اس وقت سمندر کے قریب ڈینز کر رہے تھے۔سلطان راؤ نے خاص طور پر وہاں اپنے اور اپنی ملکہ کے لیے کھانے انتظام کیا تھا خوبصورت سے وائٹ پلر لگائے جن پر سفید پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی اردگرد سفید مخملی پردے لگا کر اسے اردگرد سے کور کیا ہوا تھا۔

"میری ملکہ ابھی تو آپ نے کچھ کھایا ہی نہیں یہاں آئیں میرے پاس"

سلطان راؤ اس کے دلکش وجود کو دیکھتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا جبکہ وہ اس کے بولنے پر ایکدم سے گھبرائی تھی۔

"نن۔۔۔نہیں میں ٹھیک ہوں"

وہ کھانے کی پلیٹ میں چمچ چلاتے گڑبڑائی تھی۔

" ملکہ میں میں نے پکارا آپ کو یہاں آئیں "

وہ کچھ سخت ہوا تھا جس پر وہ نازک جان سہمتی لرزتی ٹانگوں سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔

اپنے قریب پہنچتے ہی سلطان راؤ نے اس کے نازک سے وجود کو کھینچتے اپنی گود میں گرایا۔

جس پر وہ بوکھلاتی بری طرح سے کپکپاتی اٹھنے کی سعی کرنے لگی پر سلطان راؤ کے ہاتھ اس کے پہلو سے لپٹتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے بھینچ گئے۔

"سس۔۔۔سلطان"

اس کی جان پر بنی تھی سلطان راؤ کی بے باکی پر۔

"شش۔۔۔میری جان ڈونٹ موو جانم عاشقی"

وہ اس کی سماعت میں جان لیوا سرگوشی کرتا اسے دم سادھنے پر مجبور کر گیا۔ سلطان راؤ کی بہکی دہکتی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے اسے لگا جیسے اسے انگارے چھو رہے ہوں۔۔

"یو آر مائے شائنگ سٹار مائے ہارٹ۔۔۔ آئی لو یو جانِ سلطان"

سلطان راؤ نے نرمی سے اس کی گردن کی پشت کو پوروں سے سہلاتے مدھم سرگوشی میں کہا تھا حرم کے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھیں تھیں۔

"مم۔۔۔مجھے بھوک لگی"

وہ اس کے لمس پر لرزتی بمشکل بولی تھی۔ سلطان راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

"اوکے میری ملکہ"

وہ اپنی پلیٹ سے کباب کا پیس کانٹے میں پھنسائے اس کی جانب بڑھا گیا۔

جس پر وہ کچھ نہ کرپاتے کباب اپنے منہ میں لے گئی۔ یونہی حرم نے اس کے حصار میں زلزلوں کی زد میں کھانا کھایا تھا۔

"بب۔۔۔ بس اب گھر جانا ہے"

وہ اس کا حصار توڑتی اٹھی تھی کیونکہ سلطان راؤ نے گرفت ڈھیلی کرتے اسے جانے دیا تھا۔

"اتنی جلدی کیا ہے میری ملکہ۔۔۔ ابھی کو میں نے آپ کو ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں"

وہ مخمور نظروں سے کچھ فاصلے پر کھڑی اس پری وش کو دیکھتے وارفتگی سے بولا تھا جبکہ اس کی بات پر حرم کا منہ کھل گیا وہ کتنا جھوٹا تھا۔

کب سے وہ بس اسے ہی تو دیکھے جا رہا تھا ابھی بھی کہہ رہا تھا ٹھیک سے دیکھا نہیں۔

"آپ کتنے جھوٹے ہیں سلطان آپ کب سے مجھے ہی دیکھ"

وہ جھٹ سے بولتی بولتی ایکدم سے سرخ ہوئی تھی زبان کو بھی بریک لگی تھی۔

اس پر سلطان راؤ کی بہکی نظریں وہ حیا سے پور پور نم ہوئی تھی۔ حرم کا اس ساحر کی نظریں اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوئی رہی تھی تبھی وہ اپنے کپکپاتے دل کو تھامتی رخ موڑ گئی۔

جان تو وجود سے تب سر کی جب اسے سلطان راؤ کے ہاتھوں کا دہکتا لمس اپنے پہلو سے سرکتا محسوس ہوا
۔
" آپ کا سلطان آپ کو دیکھ دیکھ کر ہی تو جیتا ہے جانم عاشقی۔۔۔ یہ نظریں آپ کے دیدار سے ہی تو روشن ہیں۔۔ جنہیں آپ کے دلکش وجود کے علاوہ کوئی منظر بھاتا ہی نہیں"
اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولتا حرم کے وجود میں سرشاری سی بھرنے لگی تھی
۔
وہ اسے مزاحمت نہ کرتے محسوس کر اس کی گردن کی پشت پر اپنا لمس بکھرتا اس کی سانسیں بے اہنگ کرنے لگا۔
جا بجا اپنا لمس چھوڑتے وہ کوئی دیوانہ ہی لگا تھا اس کانچ کی گڑیا کا۔

غزل کہوں کہ تجھے حاصل غزل لکھوں
میں لفظ لکھوں مگر پھر بدل بدل لکھوں
تمہارے ساتھ جو لمحے نصیب میں آئے
انہیں میں عمر کہوں اور ایک پل لکھوں
ابد قرار دوں چاہت کی ہر نشانی کو
میں تیرے پیار کو سرمایۂ ازل لکھوں

تری نظر کے بدلتے ہوئے اشاروں کو

میں تیرا آج کہوں اور اپنا کل لکھوں

لکھوں تو لکھتا چلا جاؤں عشق کی ضد ہے

ہے مصلحت کا تقاضا سنبھل سنبھل لکھوں

وہ میری روح میں شامل ہے اس طرح سے

بن اس کے زیست فقط سانس کا عمل لکھوں

♥♥♥♥♥

ایک خوبصورت شام وہ دونوں ساتھ گزارتے۔۔

واپس آئے تھے۔

حرم تو چینج کرتے ہی دھپ سے بیڈ کر گری تھی۔ آنکھوں کے سامنے آج سلطان راؤ کے ساتھ بیتے ہر منظر کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔۔

اس کی بے تابیاں و بے قراریاں یاد کرتے چہرے پر حیا کی سرخیاں اور لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔وہ تکیے میں منہ دیتی جیسے خود سے بھی چھپی تھی۔

"وہ کتنے پیارے ہیں"

دل نے سرگوشی کی تھی آنکھوں کے سامنے بھرپور انداز میں اس ساحر کا سراپہ لہرایا تھا۔

چاکلیٹ براؤن بال جو اس کی چوڑی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کی سرخ و سپید رنگت پر بلا کے جچتے تھے ستون ناک قدرتی گلابی بھرے بھرے لب چہرے پر سلیقے سے رکھی بیرڈ۔۔۔وہ کسی یونانی دیوتا سے کم نہ تھا۔

"وہ صرف میرے ہیں"

دل کی سرگوشی پر وہ سرشار ہوئی تھی اس کی دیوانگی اور کا جنون سب اس کا تھا وہ مغرور ہوئی تھی۔

سلطان راؤ کو سوچتے سوچتے وہ کب نیند کی وادیوں میں اتری پتہ ہی نہ چلا۔۔

♥♥♥♥♥

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرنے لگا تھا۔ساجدہ بیگم نا جانے کیوں نڈھال سی رہنے لگیں تھیں اور ان کی خواہش تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو دلہن بنائیں تبھی آج انھوں نے سلطان راؤ سے بات کرنے کی ٹھانی تھی۔

تبھی انھوں نے سلطان راؤ کو اپنے روم میں بلوایا۔

"سلطان میرا بچہ میری ایک بات مانوں گے"

انھوں نے تہمید باندھی۔

"جی چچی ماں آپ حکم کریں آپ کو پوچھنے کی ضرورت ہے کیا"

وہ ان کے ہاتھ پر محبت و عقیدت سے بوسہ دیتے ان کے قریب ہی نیچے بیٹھتے نرمی سے بولا تھا۔وہ مسکرائیں تھیں۔

ں تمھاری اور حرم کی رحصتی ہو جائے اور پھر میں عمرے پر جانا چاہتی ہوں"

وہ محبت سے اس کی پیشانی سے بال ہٹاتے بولیں تھیں۔

" جیسا آپ کا حکم چچی ماں مجھے کوئی ایتراز نہیں پر وہ ابھی چھوٹی ہے۔اور ابھی تو اس کی سٹڈی بھی کمپلینٹ نہیں ہوئی۔۔ کیا یہ ٹھیک ہے"

وہ حرم کی طرف سے کچھ پریشان ہوا تھا۔

"کوئی چھوٹی نہیں ہے جب میری شادی ہوئی تھی تو میں اس وقت صرف سولہ برس کی تھی۔اور بیٹا جی پڑھائی تو شادی کے بعد بھی ہو جائے گی"

وہ فوراً سے اس کے جواز کو رد کر گئیں۔جس پر وہ سر خم کر گیا۔

ٹھیک ہے جیسا آپ مناسب سمجھیں"

وہ مسکرا کر گویا ہوا۔تو ساجدہ بیگم صدقے واری گئی۔

حرم کو جب ساجدہ بیگم نے بتایا تو وہ ہتھے سے کھڑی ہو گئی۔

"یہ غلط ہے مما۔۔۔ابھی تو مجھے بہت سارا پڑھنا ہے"

وہ منہ بسورتے بولی تھی۔

"ہاں تو شادی کے بعد بھی پڑھتی رہنا کونسا سلطان تمھاری کتابیں پھاڑ ڈالے گا"

وہ ترشی سے بولیں تھیں۔

"مما شادی کے بعد پڑھنے نہیں ہوتا"

ایک اور جواز بیان کیا گیا۔

"تو نہ پڑھنا کونسا تم نے پڑھ کر وزیر اعظم لگنا ہے"

وہ تنک کر کہتی اس کا جواز رد کر گئیں۔

"پر ابھی میں چھوٹی ہوں"

وہ ہار نہیں ماننا چاہتی تھی۔

"سترہ کی ہو گئی ہو اب کیا سینگ نکلیں گے تب بڑی کہلاو گی"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولی تھیں۔

"آپ ماں نہیں ہیں میری جلاد ہیں۔۔۔میں بات نہیں کروں گی آپ سے جو دل کرتا ہے کریں"

وہ روہنسا ہوتی پیر پٹک کر کہتی وہاں سے نکل گئی۔

"خبر دار جو ایسی زبان کی تیزیاں سلطان کے سامنے دیکھائیں تو جوتے مارو گی بے وقوف لڑکی"

وہ پیچھے سے غصے سے تپیں تھی۔حرم ان کی بات سنتی پھرتی سے اپنے بھاگی تھی ورنہ کچھ بعید نہیں تھا جو تا اڑتا آتا ابھی اس کی طرف۔

وہ اپنے روم میں آتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی کب سے کش مکش میں مبتلا تھی۔۔

سلطان راؤ کی جنون خیزیاں یاد کرتے وہ پور پور پسینے سے نم ہوئی تھی۔

اسے رحصتی سے مصلہ نہیں تھا بلکہ سلطان راؤ کی شدتوں اور بے قراریوں سے ڈر لگتا تھا اسے۔
دل ابھی سے سب سوچتا رک رک کر چل رہا تھا۔
پر یہ تو طے تھا اب اس کی اماں جان نے اس کی رحصتی کروا کر ہی دم لینا تھا۔۔ کیونکہ وہ جو کہہ دیتیں تھیں پتھر کر لکیر تھا۔
میں سلطان سے بات کرتی ہوں"
وہ خود کلامی کرتی سلطان راؤ کے روم کی جانب بڑھی۔ وہ اس کے روم میں آئی تو اسے کہیں نظر نہیں آیا البتہ واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔
وہ وہیں صوفے پر بیٹھتی اس کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ ہی دیر میں واش روم کا دروازہ کھولا اور وہ صرف ٹاول لپیٹے باہر آیا تھا۔
حرم اسے یوں دیکھ ایک دم سے چیخی تھی۔۔ سلطان راؤ بوکھلاتا تیزی سے اس جانب آتا ایک بازو اس کی کمر کے گرد حائل کرتے دوسرے سے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ گیا۔
"میری جان کیوں مشکوک کرنا چاہتی ہیں چچی ماں کے سامنے مجھ معصوم کو"
وہ سرگوشی میں بولا تھا۔ حرم کی آنکھیں ابھی بھی پھٹی ہوئیں تھیں وہ جھٹپٹائی تھی۔
پر اس کا سینہ برہنہ محسوس کرتے سمندر سی نیلی آنکھیں مزید بڑی ہوئیں۔ سلطان راؤ کے لب مسکرائے تھے۔

"ہاتھ ہٹانے لگا ہوں ملکہ خبر دار جو اب چیخیں آپ ورنہ اپنے انداز میں چپ کرواؤں گا۔۔تو کیا چیخیں گی"

وہ اسے دھمکی دیتا آخر میں دریافت کرنے لگا جس پر وہ تیزی سے نفی میں ہے ہلانے لگی۔ جس پر وہ مسکراتا اپنا ہاتھ ہٹا گیا۔

"سس۔۔۔سلطان"

وہ بمشکل پھولی سانسوں کے درمیان بولی تھی۔

"جی سلطان کی ملکہ جان"

وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتا دلکشی سے بولا تھا۔

"چھ۔۔۔چھوڑیں پلیز"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے دوسرے ہی پل ہٹا گئی۔ جیسے محسوس کرتے سلطان راؤ نے اسے مزید خود میں بھینچا تھا حرم کی جان پر بنی تھی۔

"ابھی پکڑا ہی کہاں ہے"

وہ اس کے لرزتے نچلے عنابی لب سہلاتے معنی خیز نظروں سے دیکھتے بولا تھا اس کی بات کا مطلب سمجھتے حرم کی دھڑکنیں ڈوب کر ابھریں تھی۔

وہ کس قدر بے باک تھا۔

"پلیز سلطان"

وہ بھاری سانسوں کے درمیان بولی تھی جیسے بہت زیادہ مشقت کر کے آئی ہو۔

"بہت مشکل ہے آپ سے دور رہنا ملکہ۔۔۔بس کچھ وقت اور اس کے بعد آپ ہمیشہ کے لیے اس حصار میں قید ہو جائیں گی اور آپ کو کوئی جائے فرار نہیں ملے گی"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت سے چور لہجے میں بولا تھا۔حرم کی پلکیں حیا سے لرزتیں جھکیں تھیں

۔

وہ کیا کہنے آئی تھی سب بھول گئی یاد تھا تو بس اتنا کہ یہ شخص اس کی زندگی تھا اور وہ اس کی بے پناہ چاہتوں اور شدتوں کی اکلوتی وارث تو وہ انکار کر کے کیسے اس کا دل دکھاتی۔

"آپ جانتی ہیں چچی ماں نے آج مجھ سے رحصتی کی بات کی۔۔۔کیا آپ راضی ہیں حرم"

وہ اس کی تھوڑی سے تھام کر چہرہ اپنے مقابل کرتے دریافت کر رہا تھا۔ڈر بھی تھا کہیں وہ انکار ہی نہ کر دے۔

"وو۔۔۔وہ مجھے آپ سس۔۔۔سے ڈر لگتا ہے"

وہ بمشکل بولی تھی۔گھبراہٹ سے برا حال تھا۔اس کی بات پر سلطان راؤ کے لب مسکرائے تھے۔

"یعنی آپ کو رخصتی قبول ہے"

وہ اس کے گال پر ناک ٹریس کرتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔ وہ لرزتی اس کے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھ گئی۔ اس کے دہکتے لمس پر حرم کو اپنے گال جلتے محسوس ہوئے تھے۔

"پلیز سلطان"

وہ روہنسا ہوئی۔ سلطان راؤ مزید شرارت پر اترا اس لبوں کے قریب جھکتا لب رکھ گیا۔

"سلطان"

وہ اس کے سینے پر مکے مارتی غصے سے جھنجھلائی تھی۔ سلطان راؤ کا قہقہہ بے ساخت تھا۔

"میں نہیں بولتی آپ سے۔۔ آپ تنگ کرتے ہیں"

وہ ہونٹ موڑتی اب رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔

"ہش میری جان رونا نہیں۔۔ کچھ نہیں کہہ رہا ملکہ"

وہ اسے اپنے سینے میں بھنچتا محبت و الفت سے گویا ہوا تھا۔

"پہلے چینج کریں گندے اسے ہی گھوم رہے"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی نروٹھے پن سے بولی تھی جس پر وہ مسکرا کر اس کی پیشانی پر لب رکھتا اپنا ڈریس اٹھاتا ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔

♥♥♥♥♥

حال فلیش بیک!

بازل شاہ اور ہیزل پلیس پہنچے تو وہ سیدھا عالم راؤ کے روم کی جانب آیا تاکہ اپنی گڑیا سے مل سکے۔۔

روم ناک کیا تھا پر اندر سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ تبھی اس نے ڈور کو زرہ سا دھکیلا تو کھلتا چلا گیا۔

سامنے ہی وہ بیڈ پر لیٹی نظر آئی ہر جان کہیں نظر نہیں آیا تھا وہ مسکراتا اپنی گڑیا کی جانب آیا۔ جو ابھی تک سو رہی تھی۔

وہ اس کی پیشانی پر جھک کر بوسہ دیتے اس پر کمفرٹر درست کرتے وہاں سے نکل گیا یہ جانے بنا کہ وہ سو نہیں رہی تھی بلکہ ہوش خرد سے بیگانہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

" یہ جان صبح صبح کہاں چلا گیا"

وہ جان کو کال ملانے لگا۔ پر اس کا نمبر بند جا رہا تھا کہیں بار ٹرائے کرنے پر بھی جب نمبر نہ لگا تو وہ بازل شاہ کو فکر ہونے لگی۔

وہ تیزی سے بنا کسی کو بتائے پیلس سے نکلا تھا کہیں وہ اکیلا تو نہیں چلا گیا تھا۔

گاڑی ڈرائیو کرتے ساتھ ساتھ جان کو ٹریک کرنے بھی کوشش کر رہا تھا پر وہ مسلسل ناکام ہو رہا تھا تبھی اس کا فون رنگ ہوا تھا۔

دوسری جانب سے ملنے والی خبر پر اس کے عصاب تنے تھے۔۔

" سر ابراہیم کاظمی جابر خان سے ملنے گیا ہے وہ میم کو کڈنیپ کرنے کی بات کر رہے تھے اور اس کے بعد جابر خان میم کو ہمیشہ کے لیے ملیشیا لے جائے گا اور کڈنیپ ابراہیم کاظمی خود کرنے والا ہے میم کو"

"آہہہہ۔۔۔ابراہیم کاظمی مارے کا ذلیل انسان تو میرے گا"

بازل شاہ نے گاڑی کی رفتار بڑھاتے گاڑی اس جنگل کی جانب موڑی جہاں جابر خان چھپا بیٹھا تھا۔

گاڑی پوری رفتار سے بھاگ رہی تھی۔

دوسری جانب لمظ کو پریشانی نے آگھیرا۔بازل شاہ بنا اسے بتائے چلا گیا تھا اس کا دل کانپ رہا تھا۔ تبھی اسے باہر سے آیان ملک آتا نظر آیا۔

"گڈ مارننگ بھابھی"

وہ مسکراتے بولا تھا۔

"آیان بھائی کیا آپ کو پتہ ہے شاہ کہاں گئے ہیں"

وہ بنا اس کی بات کا جواب دیے بے صبری سے پوچھنے لگی۔

"نہیں وہ تو آپ کے ساتھ تھے"

وہ کچھ خیرانی سے بولا تھا۔

"نہیں وہ ابھی کچھ دیر پہلے پیلس آتے ہی چلے گئے مجھے بتایا بھی نہیں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے بھائی"

وہ بولتے ہوئے رو دی تھی۔ آیان ملک اس کے رونے پر گھبرا اٹھا۔

"بھابھی کچھ بھی نہیں ہوا۔بازی برو ابھی آجائیں گے کیا پتہ کسی ارجنٹ کام کے لیے گئے ہوں اور آپ کو بتانا بھول گئے ہوں۔۔۔وہ آجائیں گے ڈونٹ وری"

آیان ملک نے اسے تسلی دی تھی۔ پر وہ کہاں مطمئن ہوئی تھی اس کی باتوں سے۔

"ارے اتنی صبح صبح آ گئے تم لوگ"

حرم لمظ کو دیکھتے مُسکراتے بولیں تھیں اس کے قریب آتیں وہ اسے گلے لگا گئی۔

"کیا ہوا میری جان"

وہ اسکی سسکیاں محسوس کرتیں متفکر انداز میں بولیں تھیں۔

"کچھ نہیں بس مما کی یاد آ گئی تھی"

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر بولی تھی حرم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"میں بھی تو مما ہو نہ تمھاری میرا بچہ"

وہ اس کے رخسار سہلاتے محبت آمیز لہجے میں بولیں تھیں۔لمظ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا کر دوبارہ ان سے لگی تھی۔

"اچھا عالم کہاں گیا ہے صبح صبح میں نے کھڑکی سے اسے باہر جاتے دیکھا تھا فجر کے وقت"

حرم نے پوچھا جس پر آیان ملک اب چونکہ پہلے بازل شاہ اور اب عالم راؤ بھی۔

یہ ہو کیا رہا تھا کہیں کوئی مصلہ تو نہیں ہو گیا تھا۔

"یہیں ہوں گے حرم مام جانا کہاں ہیں جاگنگ پر گئے ہوں گے"

بمشکل مسکراتے کہہ کر وہ تیزی سے مونا کے روم کی جانب بڑھا۔

ساتھ ہی ریان ملک کو کال ملائی۔

ریان ملک کو اپنی شائے سٹار کو اپنی بانہوں میں بھینچے محو خواب تھا موبائل رنگ پر فوراً سے آنکھ کھلی تھی۔وہ کال پک کرتے موبائل کان سے لگا گیا۔

"ہیلو ہاں آیان"

وہ مدھم آواز میں بولا تھا۔

"برو کچھ گڑبڑ ہے آپ میٹنگ روم میں آئیں پلیز"

وہ متفکر انداز میں بولتا ریان ملک کو بھی چوکس کر گیا۔

"اوکے میں آتا ہوں"

وہ دھیرے سے اپنی بانہوں میں نیند میں مدھوش پڑے وجود کو ایک نظر دیکھتے جس کے گلداز گال ابھی بھی سرخ گلال تھے۔

وہ دھیرے سے اس کے دونوں گال اپنے لمس سے مہکاتے نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا خود پر ضبط کرتا اپنا ڈریس لیے واش روم گھسا تھا کچھ ہی دیر میں فریش ہوتا وہ ایک نظر ستارہ پر ڈالتے روم سے نکال تھا۔

♥♥♥♥♥

وہ تینوں اس وقت میٹنگ روم میں تھے اور تینوں ہی اس وقت عالم راؤ اور بازل شاہ کو ٹریک کرنے کی کوشش میں جتے ہوئے تھے پر ابھی تک وہ کسی سرے تک نہیں پہنچے تھے۔جو ان کے لیے شدید پریشانی کا باعث تھا۔۔

"ڈیم ایسے تو ہم کبھی جان نہیں پائیں گے وہ کہاں ہیں۔ مونا تم بازی کی گاڑی میں لگے ٹریکر کو ٹریک کرنے کی کوشش کرتی رہو"

ریان ملک مونا سے کہتا خود بھی ٹرائے کرنے لگا۔

"یہ دنوں بروجا کہاں سکتے ہیں"

آیان ملک شدید تناؤ میں تھا کیونکہ عالم راؤ نے اسے ہمیشہ ان چیزوں سے دور رکھا تھا اس کے حساس ہونے کی وجہ سے۔

"یس۔۔۔ مل گئی بازل کی لوکیشن مل گئی"

وہ خوشی سے چلائی تھی۔

"لوکیشن تو وہیں کی ہے جہاں جابر خان چھپا بیٹھا ہے۔۔۔ وہ دونوں بھی وہی ہیں کم آن گائیزلیٹس گو"

وہ تینوں بیک ڈور سے نکلے تھے۔ جاتے ہوئے بشیر احمد کو بس اتنا بتا کر گئے کہ وہ کسی کام سے جارہے ہیں پیچھے سے دھیان رکھیں۔

دوسری جانب بازل شاہ وہاں پہنچ چکا تھا ہر طرف جابر خان کے آدمی کھڑے پہرا دے رہے تھے سکیورٹی بہت سخت کی ہوئی تھی غلیظ انسان نے۔

وہ چہرے پر ماسک لگاتا خنجر نکالتا کچھ فاصلے پر کھڑے گاڈ کو دبوچتے اس کے سینے پر خنجر گھاڑ گیا وہ جھٹپٹاتا اس کی گرفت میں ہی دم توڑ گیا۔

یونہی وہ خاموش سے بہت سو کا کام تمام کرتے راستہ صاف کر تا جارہا تھا پر ایک نے اسے دیکھ لیا۔

"اوے کوئی گھس آیا ہے"

وہ چلا کر سب کو آگاہ کرنے لگا بازل شاہ نے پھینک کر خنجر مارا تھا جو سیدھا اس کی گردن پر جا لگا۔

اپنی دونوں گانز نکالتا وہ بنا ڈرے اس سب پر فائرنگ کرنے لگا تبھی اسے محسوس ہوا تھا جیسے کوئی اس کی پشت سے آلگا تھا ایک پل کو آنکھیں موندے اس کے لب مسکرائے تھے۔

وہ جانتا تھا جو ہر قدم پر اس کے ساتھ رہتا تھا۔

"بے وقوف بازی ان سب کے بعد تمھاری باری ہے یہ جو تم نے حرکت کی ہے نہ اس بار سزا ملے گی"

وہ فائر کرتے دھاڑا تھا۔

بازی کی جان قربان اپنے جان پر "

وہ دل و جان سے مسکاتے لہجے میں بولا تھا اگر کوئی دوسرا ان کو دیکھتا تو ان دونوں کو پاگل کہتا یقیناً جو موت کے منہ میں کھڑے ریلیکس انداز میں باتیں کر رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں وہ میدان صاف کرتے اندر کی جانب بڑھے تھے۔

وہ دونوں اندر آئے تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا پورا گھر خالی تھا۔

" یہ لوگ کہاں تھے جان "

بازل شاہ کا دماغ گھوما تھا۔ عالم راؤ کی نظریں چاروں اوگھومیں تھیں۔

" وہ یہی ہیں بازی پر نظروں سے اوجھل ۔۔ اتنی سکیورٹی بنا کسی بات نہیں ہو سکتی وہ یہی ہیں ہمیں ڈھونڈنا ہے ۔۔ آج یہاں سے کوئی بچنا نہیں چاہیے "

وہ گردن کو بائیں جانب خم دیتے خطرناک لہجے میں بولا تھا۔بازل شاہ نے چیل سی نظریں ہر جانب دوڑائیں تھیں۔

وہ پورے گھر کو چیک کرنے لگے انھیں یقین تھا وہ یہیں تھے۔

وہ پورے گھر کو چیک کرنے لگے انھیں یقین تھا وہ یہیں تھے۔

پر نظروں سے اوجھل۔ تبھی عالم راؤ کی نظر ایک عجیب سی پینٹنگ پر پڑی۔وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھا تھا۔

وہ پینٹنگ پر ہاتھ رکھتے اسے ہر طرح سے چیک کرنے لگا پینٹنگ کو اپنی جگہ سے ذرا سا سرکایا تو وہ خود بخود کھلتی چلی گئی۔

سامنے ہی ایک دروازہ ظاہر ہوا تھا۔بازل شاہ بھی اس کی جانب بڑھا۔

"جان سنبھال کر"

بازل شاہ نے اسے چونکہ کیا عالم راؤ مخصوص انداز میں سر ہلا کر بازل شاہ کو ایک اشارہ کیا جا پر دونوں نے ایک ساتھ دروازے کو پاؤں سے زوردار ٹھوکر مارتے دروازہ توڑ گئے۔

وہ ہال نما ایک کمرہ تھا جس میں جابر خان کے بہت سے پالتو اکھٹے ہوتے ان پر حملہ آور ہوئے تھے۔

عالم راؤ مٹھی پر بلیڈ چڑھائے ایک ہاتھ سے خنجر لیے اس کی صف کو چیرتا نکلا تھا۔اور پھر ہال کیا۔۔۔پورا ہال دھاڑوں اور چیخوں سے جھنجھلا اٹھا۔

بازل شاہ نے پر کونے میں رکی ایک بڑی بندوق اٹھائی تھی جس پر وہ اندھا دھن فائرنگ کرتا سب کے پرخچے اڑانے لگا تبھی اسے اپنی دائیں پسلی میں ایک شولا جزب ہوتا محسوس ہوا خون کا ایک فوارہ پھوٹا تھاوہ ضبط کرتا بری طرح سے لڑکھڑایا تھا پر لبوں سے ایک سسکی بر آمد ہونے نہ دی۔

کیونکہ اگر عالم راؤ دیکھ لیتا تو وہ سب چھوڑ تا اسے لیے یہاں سے نکل پڑھتا یا اسے بیچ خود اکیلا اس آگ میں کود جاتا۔

اور یہ وہ بلکل ہونے نہیں دے سکتا تھا۔۔ ہاں وہ بہت طاقت ور تھا پر اب دوست اور بھائی کے ساتھ ساتھ وہ اس کی بہن کا سہاگ بھی تھا۔۔۔

جس نے اپنی زندگی میں کوئی خوشی نہیں دیکھی تھی اور وہ اپنی وجہ سے اپنی بہن کی اکلوتی خوشی کو موت کے منہ میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔بے شک یہ سب مل کر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔

کیونکہ وہ جے ایس تھا۔جان سلطان بڑے بڑے زخم کھا کر بھی نہ جھکنے والا۔

کچھ ہی دیر میں سارا میدان صاف تھا۔

عالم راؤ نے کمرے سے کلین اُدھیڑ کر اتاری تھی۔سامنے ہی زمین پر ایک بڑا سا دروازہ نظر آیا تھا۔

"آہ۔۔۔جابر جان آہ کم از کم چھپنے کی جگہ تو کوئی اچھی تلاشتے"

عالم راؤ نے وہاں بڑے اسلے میں سے راکٹ لانچر اٹھایا تھا۔بازل شاہ کو پیچھے ہونے کا اشارہ کرتے وہ ٹریگر دبا گیا اور کمرے میں جیسے زلزلہ سا بھرپا ہوا تھا۔

یہ ایک بہت بڑا بیس منٹ تھا جہاں اپنے آدمیوں کے ساتھ دونوں چھپے بیٹھے تھے۔

ہونے والے زبردست دھماکے پر خوف کے مارے دھل اٹھے۔

کچھ آدمی کر گئے تھے کچھ زخمی تھے پر وہ دونوں بچ گئے تھے۔

عالم راؤ نے اندر چھلانگ لگائی تھی۔ بازل شاہ نے بھی بنا اپنے زخم کی پرواکیے اس کے پیچھے راہ لی۔

ہر جگہ دھواں ہی دھواں بھرا ہوا تھا۔

وہ نہیں جانتے تھے جے ایس ان پر اس طرح سے جان توڑ حملہ آور ہو گا انھیں تو لگا تھا وہ اسے مار دیں گے۔

آدمیوں کی ایک فوج کا خاتمہ کرتا وہ اس تک پہنچ گیا تھا۔

"ختم کرو انھیں چھوڑنا مت"

جابر خان غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا تھا۔ عالم راؤ اپنی خون سے سنی ہڈی نکالتا دور اچھال گیا۔

چھ فٹ تین انچ سے نکلتا قد۔۔۔ چوڑے مظبوط شانے کی کسرتی وجود پھولے ہوئے پسینا سے تر آہنی بازو۔۔ ایک پل کو دیکھتے سب نے حلق تر کیا تھا۔

کسی کی ہمت نہیں ہوئی تھی وہ اس لمبے چوڑے بیسٹ پر حملہ کرتے۔

بازل شاہ نے اس کے برابر آتے اپنے چہرے سے ماسک نکل کر دور اچھالا تھا۔

ابراہیم کاظمی کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔

"سس۔۔۔ساحل تت۔۔۔تم باسل ہو"

وہ اسے دیکھتا بے یقینی سے بولا تھا۔

"کیا کوئی شک ہے آپ کو کمینے سسر جی"

بازل شاہ گردن کو خم کرتے اپنی سنہری آنکھوں میں تپش اور درد کی سرخیاں لیے بولا تھا۔

"بب۔۔۔بیٹا مجھے چھوڑ دو۔۔۔مجھے چھوڑ دو"

وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا گڑگڑانے لگا۔

"جے ایس کو دیکھنے والا آج تک کوئی زندہ نہیں بچا ابراہیم"

عالم راؤ نے سرسراتے لہجے میں کہا تھا۔

"پر ہم نے تو تمھیں دیکھا ہی نہیں"

ابراہیم کاظمی الجھ کر بولا تھا۔عالم راؤ نے سرد نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ماسک کی جانب ہاتھ بڑھتے ایک جھٹکے میں اسے اتار کر دور اچھالا تھا۔

"جانِ عالم راؤ"

جابر خان پر تو جیسے پہاڑ ٹوٹا تھا دنیا کے دس بڑے بزنس مینز میں سے ایک جے ایس تھا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اور ملیشیا میں جے ایس کی وجہ سے ہی تو اس کا لیگل بزنس ٹھپ ہوا تھا۔

ابراہیم کاظمی کا بھی یہی حال تھا۔

"تم کیسے ہو سکتے ہو"

جابر خان ہکلایا تھا۔عالم راؤ کی آنکھوں میں چمک اتری تھی بلکل ایسی ہی جو شکار کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں آتی تھی۔

"دیکھ کیا رہے ہو مار ڈالو دونوں کو"

وہ خوف سے کانپتا چلایا تھا۔عالم راؤ اپنے کندھے ٹوسٹ کرتے ان کی جانب بڑھا تھا۔

اپنے ہاتھوں کو حرکت دیتے وہ بہت سوں کے پرخچے اڑاتے ہونک بنے ابراہیم کاظمی تک پہنچا جو خوف کے مارے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پا رہا تھا۔

"بازی تمھارا تحفہ میری جان"

وہ ابراہیم کاظمی کی گردن دبوچتے پر اسراریت سے بولا تھا۔

کیا کیا نہ یاد آیا تھا بازل شاہ کو اس کی تڑپتی ماں اس کا بے بس باپ اس کی چھوٹی کی گڑیا کی سسکیاں۔۔۔

وہ چیختا تیز دھار خنجر لیے اس کی جانب بڑھا تھا۔ابراہیم کاظمی پھٹی آنکھوں سے نفی میں سر ہلاتا بولنے کی سعی کرنے لگا پر اس سے پہلے ہی بازل شاہ نے تیز دھارے خنجر اس کی گردن میں پیوست کیا تھا۔

عالم راؤ نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا وہ تڑپتا لہرا کر زمین بوس ہوا تھا

"آہہہہ۔۔۔ تجھ جیسے انسان کو جینے کا کوئی حق نہیں ہے غلیظ انسان"

وہ لگاتار اس کے چہرے پر خنجر گھاڑتے غرایا تھا۔

♥♥♥♥♥

جابر خان وہاں سے کسی طرح چھپ کر چھت کی طرف بھاگا تھا۔وہ ہاتھ میں ایک گن پکڑے دو آدمیوں کے ساتھ سیڑھیاں عبور کر رہا تھا۔

کہ اوپر سے آتے عالم راؤ کو دیکھ اس کی سانسیں اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئیں تھیں۔

وہ واپس پلٹا تھا پر بازل شاہ کو راستے میں دیوار سے ٹیک لگائے دیکھ وہ حواس باختگی سے اپنے آدمیوں کو فائرنگ کرنے کا حکم دے گیا۔

پر دونوں نے بنا کسی کو موقع دیے دونوں کی شہ رگیں کاٹ ڈالیں تھیں۔ تبھی جابر خان انھیں چکما دیتا باہر کو بھاگا۔

تبھی بازل شاہ نے اسے پکڑتے اس کے منہ پر مکا جھڑا تھا۔

"پلیز خدا کے لیے چھوڑ دو ہمیں میں ہاتھ جوڑتی ہوں کیا بگاڑا ہے ہم نے تمھارا"

اپنی ماں کی آواز سماعت میں پڑی تھی سنہری آنکھوں کے کنارے شدید سرخ ہو رہے تھے۔

"جابر خان چھوڑ دے میری بیوی کو۔۔۔مجھے مار دے پر اسے چھوڑ دے"

اس کے باپ کی بے بسی بھری گڑگڑاہٹ۔۔۔وہ درد وہ کیسے بھول جاتا.

"آہہہہ۔۔۔کمینے تیری وجہ سے میرے مم ڈیڈ نے خودکشی کی تو نے انھیں مجبور کیا تھا"

وہ ایک زور دار مکے اسے جھڑتے غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا تھا۔عالم راؤ نے کچھ فاصلے پر کھڑا آگ برساتی نظروں سے یہ منظر دیکھا تھا۔

"کک۔۔۔کون ہو تم"

وہ کراتا بمشکل بولا تھا۔

"سکندر شاہ۔۔۔سکندر شاہ یاد ہے نہ تجھے"

وہ اس ایک زور دار ٹھوکر مارتے زخمی لہجے میں دھاڑا تھا۔جابر خان بھلا اسے کیسے بھول سکتا تھا اور اس کی بیوی جیسے دیکھتے ہی وہ اس کا دیوانہ ہوا تھا۔وہ سنہرے بالوں والی اپسرا۔۔۔جیسے اس نے حاصل کرنا چاہا پر وہ اپنے آپ کو مار کر خودکشی کر گئی۔

"اس کا بیٹا ہوں میں کمینے"

وہ اس کے منہ پر پاؤں رکھتے چلایا تھا۔وہ درد سے چنگاڑا تھا۔

"جیسے تو نے مرا سمجھ کر کوڑے میں پھینک دیا تھا اور جس کی چھوٹی سی گڑیا کو تیرے اس کتے بھائی نے سترہ سال تک موت سی زندگی دی۔

اسے مر مر کر جینے پر مجبور کیا"

وہ غصے سے غرایا تھا تبھی عالم راؤ اس کے قریب آتے اس کی ٹانگ میں خنجر گاڑ گیا۔۔

وہ درد سے چنگاڑا تھا۔

جنتاہے کیسی موت دی میں نے اسے"

وہ چہرے پر سر سراتی مسکراہٹ لیے بولا تھا۔

"پہلے اس کے ہاتھ کاٹ دے دونوں۔۔۔ جن سے وہ میری گولڈن ڈول کو چھونے کی گستاخی کرتا انھیں اذیت دیتا تھا۔

پھر اس کی زبان کاٹ دی بہت شور کرتا تھا بلکل تمھاری طرف"

عالم راؤ اس کی زبان باہر کھینچتے ایک جھٹکے میں اسے کاٹ کر اگل کر گیا۔۔۔

وہ کٹے بکرے کی مانند چلایا تھا۔

"پھر۔۔۔ پھر میں نے اس کے دونوں کان کاٹے"

وہ دونوں ایک ہی جھٹکے میں اس کے کان خنجر سے اکھاڑ گئے۔

وہ درد سے ادھ مواسا ہو گیا تھا اب تو منہ سے آواز بھی نکلنے سے انکاری تھا۔

"اور پھر اس کی آنکھیں نکال لیں میں نے"

وہ دونوں اس کی آنکھوں میں خنجر گاڑ گئے وہ ہچکی لیتا پیچھے کو گرا تھا پر ابھی بھی اس میں جان باقی تھی۔

بازل شاہ نے اپنی ویسٹ سے پستول نکالتے اس کی پیشانی کے بیچوں بیچ فائز کیا تھا جس پر جابر خان کا وجود ایک جھٹکا کھاتے بے سود ہو گیا تھا۔

بازل شاہ نے آنکھیں میچتے اپنی جلتی آنکھوں کے پیچھے اپنا ہستا بھستا گھر دیکھا تھا۔

"ساحل میرا بچہ رک جاؤ"

اس کی پیاری ماں کھانے کی پلیٹ اٹھائے اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

"مجھے پکڑلیں مما"

وہ کھکھلاتا اور تیزی سے بھاگا تھا۔

"آہہہ۔۔۔۔ مما"

وہ وہی گھٹنوں کے بل گھرتا دھاڑے مار مار کر رویا تھا۔عالم راؤ نے آنکھیں میچیں تھیں اس کے درد پر۔

"صبر آتا بھی کیسے ماں باپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا دیکھنا کوئی آسان تو نہیں تھا۔۔۔اپنا ہنستا کھیلتا آشیانہ لٹتے دیکھتا آسان کہاں تھا۔

پھر اس کا تو کلیجہ نوچ لیا تھا ظالموں نے۔۔

"بازی میری جان سنبھالو خود کو"

وہ اسے اٹھاتے گلے لگاتے بمشکل بولا تھا الفاظ جیسے ناپید تھے تسلی کے لیے۔

"جان کیوں کیا ان ظالموں نے ایسا۔۔ کیا زرہ سا رحم نہیں آیا تھا"

وہ بچوں کی مانند روتا زخم زخم لہجے میں بولتا عالم راؤ کا بھی دل نوچ گیا۔

"جان۔۔۔میری مما تمھیں پتا ہے کتنی پیاری تھیں بلکل ہیزی جیسی۔۔ میرے ڈیڈ میری جان میرے ڈیڈ۔۔ ان سا رحم دل تو اس دنیا میں کوئی نہ تھا ہم بہت بہت خوش"

وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ اس کی نظر ایکدم سے جھاڑیوں میں چھوپے ایک آدمی پر پڑی جو عالم راؤ پر بندوق کا نشانہ باندھے ٹریگر دبانے لگا تھا وہ ایکدم سے گھوما تھا۔

اور وہ عالم راؤ کے سینے سے لگے بازل شاہ کے وجود نے ایک جھٹکا کھایا تھا۔

عالم راؤ کو اپنا سانسوں رکتا محسوس ہوا جب بازل شاہ کی پشت سے نکلتا خون عالم راؤ کے ہاتھ پر بکھرا۔

وہ آدمی اٹھ کر بھاگا تھا پر عالم راؤ نے اپنا چاقو پھرتی سے آس کی جانب پھینکا تھا جو اس کی گردن کی پشت پر جا پیوست ہوا تھا۔

"بازی۔۔۔بازی یہ کیا کیا میرے یار"

عالم راؤ بنا دیری کیے اسے کندھے پر ڈالتے بھاگا تھا تبھی آیان ملک ریان ملک اور مونا کی گاڑی ان کے سامنے رکی تھی۔

بازل شاہ کو عالم راؤ کے کندھے پر خون میں لت پت دیکھ سب دھک سے رہ گئے۔

عالم راؤ نے اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا تھا ریان ملک نے گاڑی بھگائی تھی۔

آیان ملک اور مونا بازل شاہ کی گاڑی سنبھالتے ان کے پیچھے ہی تھے۔

"یہ کیوں کیا بازی۔۔۔کیوں کیا"

وہ اس کا سر اپنی گود میں رکھتے چلایا تھا۔ بازل شاہ بمشکل مسکرایا تھا۔

تو تمھاری تھی ورنہ بازل شاہ تو

کب کا مر چکا ہوا۔ تم ہر میری ۔۔۔ سو جانیں قربان جان ۔۔۔ اور ۔۔۔۔ تم میری ہیزی ۔۔۔ کی واحد خوشی ہو۔ تو کیسے یہ خوشی اپنی گڑیا سے چھننے دیتا یار "

وہ اپنا خون سے سنے ہاتھ عالم راؤ کے سینے پر رکھتے بمشکل بولا تھا۔ ریان ملک مسلسل رو رہا تھا۔

" بکواس مت کر ایک بار ٹھیک ہو جا سارے بھوت نکالتا ہو تیرے "

عالم راؤ کا دل جیسے پھٹنے کو تھا۔ بازل شاہ زخمی سا مسکرایا تھا۔

" جان ۔۔۔ میری مم ۔۔۔۔ مر مڈ ۔۔۔ کا حیال ۔۔ رکھنا یار "

وہ درد سے بمشکل بولا تھا۔

" شٹ اپ بازل شاہ ۔۔ کمینے ہمیشہ بھونکنا ہی تم "

ریان ملک دندھی آواز میں دھاڑا تھا عالم راؤ نے اسے سینے سے لگاتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔

" کچھ نہیں ہو گا تمھیں ۔۔۔ تم اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے اس کی بھی تو واحد خوشی تم ہی ہو نہ اور وہ عالم راؤ کی بہن ہے۔ تو اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا تم بازی "

عالم راؤ تو جیسے پاگل ہو رہا تھا آنکھوں سے لاوا بن کر نکلتے آنسو بازل شاہ کے بالوں میں جزب ہوئے تھے

۔

" ریان جلدی چلاؤ "

عالم راؤ چلا یا تھا وہ شہر سے کافی دور تھے۔

بازل شاہ نے آنکھیں میچیں تھیں درد اب حد سے تجاوز کر گیا تھا۔

"میری زندگی ہو تم لمظ بازل شاہ۔۔۔ اب کوئی درد بھی تم تک پہنچنے نہیں دوں گا۔۔ یہ وعدہ ہے بازل شاہ کا اپنی جانم عاشقی سے"

اپنی ہی سرگوشیاں اس کی سماعت میں گھونجی تھی۔۔ کاش وہ وعدہ وفا کر پاتا۔

"ایم سوری مر مڈ تمھارا ساحل بہت برا ہے۔۔ وعدہ توڑ رہا ہے"

وہ آنکھیں میچے لمظ سے اپنے خیالوں میں مخاطب تھا۔

"شاہ میں آپ کے بنا نہیں جی سکتی پلیز اب مجھے چھوڑ کر مت جایئے گا"

لمظ ابراہیم کی درد میں ڈوبی وہ تڑپ۔۔۔

"بازی آنکھیں بند مت کرنا۔۔۔ میری طرف دیکھو"

اس کی بند ہوتی آنکھیں دیکھ عالم راؤ اس کے گال تھپتھپاتے بولا تھا۔۔۔

پر درد کی شدت اتنی تھی کہ اب حواس ساتھ چھوڑ رہے تھے۔

♥♥♥♥♥

وہ چاروں اس وقت آئی سی یو کے باہر کھڑے تھے۔۔

مونا بری طرح سے سسک رہی تھی۔ تبھی آیان ملک اس کی جانب آیا تھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گے ممائمہ تم رو نہیں پلیز"

وہ نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتے بولا تھا۔

وہ سوجی ہوئی سبز آنکھوں سے اسے تکتی اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔

آیان ملک نے نرمی سے اس کے گرد اپنا حصار کھینچا تھا۔

"وہ ہر بار ایسا کیوں کرتا ہے آیان۔۔۔وہ کیوں اتنا اچھا ہے۔۔۔کیوں سب کی تکلیف خود پر اٹھالیتا ہے ۔کیا اسے کوئی خوشی مکمل نصیب نہیں ہو سکتی"

وہ اس کی جیکٹ کو مٹھیوں میں بھرتے رندھی آواز میں بولی تھی۔

آیان ملک نے ادھر اُدھر دیکھتے اپنے آنسو اندر اتارے تھے۔وہ اس کا بھائی تھا۔۔بھلے خون کا رشتہ نہ تھا پر آیان ملک کو سب سے زیادہ پیار اسی سے ملا تھا۔

عالم راؤ بینچ پر بیٹھا اپنے بالوں کو مٹھی میں بھرے بیٹھا تھا۔وہ اس وقت شرٹ لیس تھا پر اسے کسی چیز کا ہوش کہاں تھا۔

تبھی ریان ملک اس کے لیے شرٹ لے کر آیا تھا جیسے اس نے بنا کچھ بولے پہن لیا تھا۔

دوسری جانب سب کے ایک ساتھ گھر سے غائب ہونے پر سب لڑکیاں شدید پریشان تھیں۔

"آنے دو سب کو لائن میں کھڑا کر رہے مرغا نہیں بنایا سلطان آپ کے بیٹوں کو تو پھر کہیے گا"

حرم سخت بھڑکیں ہوئیں تھیں۔سلطان راؤ نے لب دباتے اپنی ہنسی دباتے اپنی شولہ جولا بنی ملکہ کو دیکھا تھا۔

وہاں غصے سے سرخ پڑتیں انھیں بے تحاشہ پیاری لگیں تھیں۔

لمظ رورو کر ہلکان ہو رہی تھی۔ ہیزل تو سن سی بیٹھی تھی۔ جیسے کچھ دیر پہلے ہی ہوش آیا تھا۔ اب غائب دماغی سے فرش کو گھور رہی تھی۔

"جان کی تو خیر نہیں آج۔۔ ارے اپنی ایک دن کی دلہن کو کوئی اس طرح بیمار حالت میں چھوڑ کر جاتا ہے میں نہ دیکھتی تو بچی بے چاری یونہی بے ہوش پڑی رہتی"

وہ بھڑکیں تھیں۔

ستارہ بھی گم سم سی بیٹھی ہوئی تھی کیونکہ جب اس کی آنکھ کھلی تھی وہ بے رحم کہیں نہیں تھا۔

"سس۔۔ سلطان بھائی بازل بچہ ہسپتال میں ہے"

سدرہ نے سب کو خبر سناتے جیسے سب ہر پہاڑ توڑا تھا۔

اور لمظ کو اپنی پوری دنیا اندھر ہوتی محسوس ہوئی۔

سس۔۔ سلطان بھائی بازل بچہ ہسپتال میں ہے"

سدرہ نے سب کو خبر سناتے جیسے سب ہر پہاڑ توڑا تھا۔

اور لمظ کو اپنی پوری دنیا اندھر ہوتی محسوس ہوئی۔

"شاہ۔۔۔ مم۔۔۔ میرا ساحل ہوسپٹل۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا حرم مم"

وہ بے یقینی سی بمشکل بولتی سب کو کوئی دیوانی لگی آنکھوں سے آنسو بل بل گر رہے تھے۔وہ منہ پر ہاتھ رکھتی رو دیں۔

"میرا۔۔۔ساحل۔۔۔انھوں نے وعدہ کیا تھا ہیزی"

وہ بت بنی ہیزل کو جھنجھوڑتے چلائی تھی۔

" بھیو جانی۔۔۔مم۔۔۔میرے بھیو جانی ڈیڈ میرے بھیو مم۔۔۔اب۔۔۔ابھی تو ملے تھے"

وہ دھاڑے مار مار کر روتی اپنے بال مٹھیوں میں دبوچتے ہزیانتی ہوتی چلائی تھی۔

سلطان راؤ نے اسے اسے سینے سے لگایا تھا۔

"میرا بچہ ڈیڈ کی پری وہ ٹھیک یو جائے گا"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے دلاسہ دیتے بولے تھے۔

"مجھے اپنے ساحل کے پاس جانا ہے"

لمظ بے قابو ہوتی باہر کو بھاگی تھی سدرہ نے اسے تھامتے خود سے لگایا تھا۔وہ خود آنسو بہاتی اس مسیحا کے لیے دعا گو تھیں جس کی وجہ سے وہ اس جہنم سے آزاد تھیں۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا پیاری گڑیا"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتیں بولیں تھیں حرم صوفے پر بیٹھی سر ہاتھوں میں دیے سسک رہیں تھیں ۔ساتھ ہی کھڑی ستارہ بھی منہ پر ہاتھ رکھتی اشک کناں تھی۔سلطان راؤ نے بے بسی سے اپنے بکھرے آشیانے کو دیکھا تھا۔

"مجھے میرے بھیو کے پاس جانا ہے ڈیڈ"

وہ بری طرح سے روتے ہوئے ملتجی لہجے میں بولی تھی۔سلطان راؤ نے اس سنہری پری کو دیکھا تھا جو رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی اور ایک نظر کچھ فاصلے پر پاگل کی مانند روتی لمظ کو دیکھا تھا۔

"بشیر گاڑی نکلواو"

وہ بشیر احمد سے بولے تھے۔

"مجھے بھی جانا ہے سلطان"

حرم ان کی جانب آتیں نم آواز میں بولیں تھیں۔

" آپ یہیں رہیں میری ملکہ ۔۔۔اور بشیر احمد تم یہیں رہو گے میرے ملکہ ستارہ بیٹی اور سدرہ بہن تمھاری مان میں دیے جارہا ہوں"

سلطان راؤ ان دونوں کو اپنے حصار میں سنبھالتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔

بشیر احمد کی نظر بے اداری طور پر سدرہ کی جانب اٹھی تھی۔

صاف شفاف رنگ پر ہلکی ہلکی رونے کی وجہ سے سرخی، ستون ناک شہد رنگ آنکھیں جن میں نمی دیکھ نا جانے کیوں ایک عرصے بعد بشیر احمد کے دل کی کیفیت عجیب سی ہوئی تھی۔

موڑی ہوئیں دراز پلکوں، چھوٹی سی ستون ناک چھوٹے چھوٹے ہونٹ چہرے کی شادابی ایسی تھی کہ وہ آج بھی لڑکیاں کو مات دینے کی حامل تھیں۔ سانچے میں ڈھالا وجود متناسب سراپا۔۔۔وہ اب بھی کافی دلکش تھیں۔ تو جوانی میں تو قہر ڈھاتی ہوں گی۔

وہ اپنی آنکھیں میچتے رخ موڑ گئے۔

وہ یہ کیا سوچ رہے تھے۔ یہ غلط تھا سلطان راؤ نے انھیں اپنی بہن کا درجہ دیا تھا اور وہ تو بس سلطان راؤ کا ایک خادم تھا۔

"حرم پانی پی لو"

وہ روتی حرم کے سامنے پانی کرتے نرمی سے بولیں تھیں بشیر احمد کا رواں رواں جیسے سماعت بن گیا تھا اس حسین مورت کی آواز سننے کو۔

"دفع ہو تم یہاں سے بشیر احمد"

دماغ نے بری طرح سے اسے جھنجھوڑا تھا تبھی وہ تیزی سے وہاں سے نکلتا دروازے کے قریب ہی کھڑا ہو گیا۔

"ہاں یہ۔۔۔یہ اوقات ہے تمھاری"

وہ دروازے کے باہر کھڑے ہوتا خود کو باور کروانے لگا۔

پر دل تو دل ہے کہاں کسی کی سنتا ہے یہ تو بڑے بڑے بادشاہوں کو مٹی میں رول دیتا ہے۔اور بشیر احمد کے دل پر بھی محبت کا وار ہو چکا تھا۔

اب دیکھیں ہیں وہ کب تک اپنے ہی دل سے بھاگتا اس کی نفی کر پاتا ہے۔

شاہوں کی طرح تھے نہ امیروں کی طرح تھے
ہم شہر- محبّت کے فقیروں کی طرح تھے
دریاؤں میں ہوتے تھے جزیروں کی طرح ہم
صحراؤں میں پانی کے زخیروں کی طرح تھے
افسوس کہ سمجھا نہ ہمیں اہل- نظر نے
ہم وقت کی زنبیل میں ہیروں کی طرح تھے
سوچی نہ بری سوچ کبھی ان کے لئے بھی
پیوست مرے دل میں جو تیروں کی طرح تھے

★★★★★

وہ تینوں ہاسپٹل پہنچے تو آیان ملک ریان ملک مانا وہیں آئی سی یو کے باہر کھڑے تھے۔

"ریان وہ کیسا ہے"

سلطان راؤ نے بے صبری سے دریافت کیا تھا۔ ریان ملک نے ضبط کرتے نفی میں سر ہلایا تھا۔ جس کا مطلب سمجھتے سلطان راؤ کا دل کسی نے مٹھی میں لیا تھا جیسے۔

" آیان بھائی مم۔۔ میرے ساحل کہاں ہیں مجھے ان کے پاس جانا ہے "

وہ اس وقت پاگل سی ہو رہی تھی ابھی تو چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے اپنے ساحل کے کو مکمل پائے ہوئے اور وہ موت کے منہ میں پہنچ گیا تھا۔

"لمظ بیٹا میری گڑیا وہ ٹھیک ہو جائے گا آپ حوصلہ کریں"

سلطان راؤ کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اس دونوں کو کیسے سنبھالیں تبھی مونا ہیزل کو اپنے گلے سے لگایا تھا جو زارو قطار رو رہی تھی۔

تبھی ڈاکٹر وارڈ سے باہر آیا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب وہ کیسے ہیں"

آیان ملک نے بے صبری سے دریافت کیا تھا۔

" دیکھیں گولی لگنے کی وجہ سے ان کا خون کافی بہہ چکا تھا اور دونوں گولیاں اگے اور پیچھے سے بس تھوڑا سا فاصلے پر تھیں ایک گولی اس کے بلکل دل کے قریب لگی تھی جو بہت آگے نکل چکی تھی ہمیں لگا نہیں تھا وہ بچ جائیں گے۔ وہ بچ تو گئے پر قومہ میں ہیں"

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں انھیں بازل شاہ کی کنڈشن سے آگاہ کیا تھا۔

عالم راؤ جو کچھ فاصلے پر دیوار کے پیچھے ڈاکٹر کی باتیں سن رہا تھا آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر اس کی بیرڈ میں جذب ہوئے تھے۔

ایک نظر اپنی متاعِ جاں کو دیکھا جو اب اس کے باپ کے سینے سے لگی بری طرح سے رو رہی تھی۔ وہ لب بھینچتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

ڈاکٹر کی بات سنتے ہی لمظ کا وجود بے جان سا ہوتا لہرا کر زمین بوس ہوا تھا۔

مونا تیزی سے اس پر جھکی تھی۔

"لمظ۔۔۔لمظ آنکھیں کھولو"

وہ نم آنکھوں سے اس نازک سی بازل شاہ کی مرمڈ کو دیکھتے اس کا گال تھپتھانے لگی۔

آیان ملک تیزی سے اسے اٹھائے ایمرجنسی وارڈ کی جانب بڑھا تھا۔

ہیزل بھی نیم جان سی ہوتی سلطان راؤ کے سینے پر سر رکھے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی۔ سلطان راؤ نم آنکھوں سے دیکھتے اسے دیکھتے اس نازک سے پھول کو اٹھائے آیان ملک کے پیچھے ہی بڑھے تھے۔

کل جن چہروں پر مسکراہٹیں اور کھکھلاہٹیں تھیں آج وہاں ویرانیوں کا بسیرا تھا۔۔

کل تک جو چہکتیں خوشی سے مسکرا رہیں تھیں آج ان رخساروں پر لہو کی مانند اشک بکھرے ہوئے تھے۔

دو دن بعد بازل شاہ کو پیلس میں شفٹ کر دیا گیا تھا لمظ کو دو دن سے ہوش نہیں آیا تھا ہیزی تو جیسے نم پاگل ہو گئی تھی ایک عالم راؤ کے لاپتہ ہونے پر دوسرا بھائی کو اس حالت میں دیکھ کر۔۔

نا کھانے کا کچھ ہوش تھا نہ پینے کا سارا دن بس اکیلی اپنے کمرے میں پڑی رہتی تھی ایک مہینے سے تو اس کی طبیعت بھی گری گری سی رہتی تھی پر اس نے کسی کو بتانے کی زحمت تک نہ کی تھی۔

جیسے اس کی پرواکرنی چاہیے تھی جس کی ہیزل کو سب سے زیادہ ضرورت تھی وہ تو جیسے دنیا کی بھیڑ میں کہیں کھو گیا تھا۔

لمظ ابراہیم بھی بس خاموشی سی ہو گئی تھی چوبیس گھنٹے اپنے ساحل کے پاس بیٹھی رہتی نہ دن کا ہوش نہ رات کا۔

حرم تو بس دونوں بچیوں کو دیکھ اندر ہی اندر ہولتی رہتیں۔عالم راؤ کے غائب ہونے پر وہ بھی بس اسے یاد کرتے روتی رہتی۔اور سلطان راؤ اپنی ملکہ کو روتا دیکھ عالم راؤ کو کوس کر رہ جاتے جو گدھا نا جانے کہاں جا چھپا تھا۔

اسی بیچ حرم کو خدا نے ایک بار پھر سے خوشی سے نوازہ تھا۔سلطان راؤ تو خوشی سے پاگل ہو اٹھے۔

اس دن سب اپنے اپنے کمرے کو چھوڑ سلطان راؤ کے کمرے اپنے آنے والے نئے مہمان پر کچھ دیر کو خوش ہوئے تھے۔

ر گئیں تھیں جب حرم دھاڑے مار کر
روئیں تھیں کہ انھیں ان کا بیٹا اپنے سامنے چاہیے۔
مونا آیان ملک اور ریان ملک نے دن رات ایک کر دیے تھے اسے ڈھونڈنے میں پر وہ نہ جانے کہاں کھو گیا تھا۔
تبھی سلطان راؤ نے حکم دیا تھا کہ کوئی اسے نہیں تلاشے گا وہ خود آ جائے گا۔
آیان ملک اور سلطان راؤ نے آر ایس کمپنی کو سنبھالا ہوا تھا۔
ستارہ کو اس بھیج سب کچھ یاد آ گیا تھا پر وہ کسی سے کچھ بھی نہیں بولی تھی۔
پر اکیلے میں بس روتے ہی دن کٹتا تھا اس کے مما پاپا اسی ایکسی ڈینٹ میں مارے گئے تھے اور وہ انجان رہی تھی اس سب سے۔
پر اس نے ریان ملک کو کچھ بھی محسوس ہونے نہیں دیا تھا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی چپ سا ہو گیا تھا۔
وہ شرارتی سا ریان ملک تو کہیں کھو سا گیا تھا۔ جیسے پر دن رات ان سب کی حفاظت کا خوف اندر ہی اندر سے کھائے رکھتا تھا۔
وہ رات رات بھر جھاگ کر سکیورٹی روم میں بیٹھا سارے محل کی پہرے داری کرتا تھا۔ کیونکہ اب مزید کسی کو کھونے کی ہمت نہیں تھی ان میں۔
دو پل خوشی نصیب نہیں ہوئی تھی انھیں۔

اب بھی وہ سکیورٹی روم میں بیٹھا ہوتھا جب ستارہ ہاتھ میں کھانے کاٹرے لیے اس کے پاس آئی تھی جو روالونگ چیر کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے پڑا تھا۔

ستارہ نے اس کی حالت دیکھ بمشکل سسکی روکی تھی جوان دوماہ میں بے کمزور ہو گیا تھا بیرڈ مزید بڑی ہو گئی تھی بکھرے ہوئے بال خنکی میں بھی وہ بس ایک شرٹ پہنے ساتھ ٹراوزر پہنے ہوئے گا۔

وہ کھانے کی ٹرے وہیں ٹیبل پر رکھی گئی۔

"یان"

مدھم سی پکار تھی پر ریان ملک کے روح کا قرار تھی۔

وہ دھیرے سے آنکھیں کھولتا اپنی معصوم سی جان کو دیکھنے لگا جو مرجھا سی گئی تھی۔

براؤن کلر کا ڈریس زیب تن کیے شہد رنگ آنکھوں میں نمی لیے سوگوار سی ہاتھوں میں ٹرے لیے کھڑی تھی۔

"جی یان کی جان"

وہ محبت والفت سے بولا تھا۔اتنے وقت بعد اس کے جواب پر بھل بھل کرتے کہیں آنسو آنکھوں سے ٹوٹ جر بکھرے تھے۔

ریان ملک تڑپ اٹھا تھا۔

"یہاں آئیں میری جان"

وہ اسے کھینچ کر اپنے گود میں بیٹھاتے خود میں بھینچ گیا جس ہر وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

"شش۔۔۔روتو نہیں میری جاناں"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے آنسو اپنے لبوں پر چنتا ستارہ کی سانسیں بے آہنگ کر گیا۔

"آپ اچھے نہیں ہیں یان۔۔۔ بلکل اچھے نہیں ہیں۔۔اتنے۔۔دور ہو گئے"

وہ اس کے سینے پر بے جان ہاتھ سے مکا مارتی شکوہ کناں ہوئی تھی۔

"ایم سوری۔۔۔سو سوری میری مائے شائے سٹار"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے ندامت بھرے لہجے میں بولا ہاں وہ اس کی جانب سے بلکل ہی لاپرواہ ہو گیا تھا۔

پر اب اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا وہ سارا دن اس سوگوار ماحول میں سہمی پھرتی تھی۔

نازک دل معصوم سی تو وہ پہلے بھی تھی اب مزید ذرہ ذرہ بات پر آنکھیں نم کر لیتی۔

"مم۔۔۔مجھے بہت ڈر لگتا ہے آپ کے بنارات کو یان۔۔۔ آپ نہیں ہوتے میرے پاس۔۔۔میں آپ کو ڈھونڈتی ہوں۔۔ آپ کہیں نہیں ملتے"

وہ بری طرح سے سسکتی ریان ملک کی جان نکال رہی تھی۔

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔

"یان۔۔ آپ کا کھانا"

وہ بوکھائی تھی۔ پر وہ ان سنی کرتا اپنی کل متاعِ کو اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے روم میں آتا اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا۔

"اب بتائیں کیا کیا شکائتیں ہیں آپ کو اپنے یان سے"

وہ اس کی رونے سے سرخ پڑتی چھوٹی سی ناک پر لب رکھتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔

"یان"

وہ گلال ہوتی اس کے اتنے دل بعد جان لیوا لمس پر مچلی تھی جس پر وہ مدہوش ہوتا اس کی گردن سے بال ہٹاتے اس کے بیوٹی بون پر لب رکھ گیا۔

"میں تو آپ کو پالینے کے احساس کو پوری طرح محسوس بھی نہیں کر سکا میری جان۔۔۔

مجھے تو آپ کے چہرے کے وہ گلاب دیکھنے تھے وہ خمار دیکھنا تھا جو میری قربت کے بعد آپ کے چہرے پر بکھرنا تھا۔ وہ حیا کے رنگ وہ لرزتی پلکوں کا اٹھنا گرنا"

وہ لہجے میں تشنگی لیے بولتا ستارہ کی آنکھوں میں پھر سے نمی بھر گیا۔

جیسے دیکھتے وہ اس کی خوبصورت شہد رنگ آنکھیں پر اپنا لمس چھوڑتا نرمی سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا وہ نازک جان بنا مزاحمت کیے اس کے حصار میں پڑی اس کی دیوانگی سے بھری شدتیں سہنے لگی۔

جو آہستہ آہستہ شدت اختیار کرتیں اس کی جان نکالنے لگیں تھیں۔۔وہ سختی سے آنکھیں میچتے اپنی پاگل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔

جو اسے اپنی قید میں لیتا آزادی دینا بھول چکا تھا۔تنگ پڑتی سانسوں پر وہ مچلی تھی جس پر وہ ہوش میں آتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی ڈھ سی گئی تھی۔جس پر وہ اس کے نازک سے مہکتے وجود کو دیکھتا مسرور سا اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی شہ رگ پر جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

"یان پپ۔۔۔پلیز"

وہ اس کی دہکتی سانسوں کی تپش اور لمس پر جی جان سے جلتی بمشکل بولی تھی۔

پر وہ آج کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھا نہ کوئی رعایت دینے کے موڈ میں تھا۔

" آپ کو نیند نہیں آتی اپنے یان کے بنا۔۔پر اس کے ہوتے یقین مانیں آپ سکوں سے سوئیں گی اس کی بانہوں کے حصار میں۔۔۔پر اس کے لیے کچھ قیمت ہے میری جان"

وہ اس کی کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے مدہوش لہجے میں بولا تھا ستارہ کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں۔

"مجھے نن۔۔۔نیند آرہی بہت"

وہ بے بس سی اس کے حصار میں پڑی کپکپاتے لبوں سے بولی تھی۔

"اور مجھے نیند نہیں آرہی میری جان۔۔۔تو جب میں جاگوں گا تو آپ کو کیسے سونے دوں"

وہ اس کی کے شانے سے دوپٹہ نکالتے دور اچھالتا اس کے لرزتے لبوں پر نظریں جمائے خمار الودہ لہجے میں بولتا تھا۔۔

پر اس سے پہلے کہ وہ مزید احتجاج کرتی وہ بتی گل کرتا اس کے سارے الفاظ ساری مزاحمتیں اپنے لبوں میں سمیٹ گیا۔

★★★★★

وہ الٹیاں کرتی نڈھال سی واش روم سے نکلی تھی۔پیٹ میں جیسے کوئی چھریاں چلا رہا تھا۔درد سے اسے لگ رہا تھا وہ آج مر جائے گی۔

"آپ نہیں آتے۔۔۔ آپ برے ہیں میں مر جاؤں گی تب آئیں گے"

وہ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی ایک ایک چیز زمین بوس کرتے اپنا ہاتھ بھی زخمی کر گئی۔۔وہ جو اس پر ایک خروچ تک برداشت نہیں کرتا تھا۔

آپ کہیں روٹھا دور جا بسا تھا۔وہ جو سانس نہیں لیتا تھا اس کے بنا اج اس کی سانسیں تنگ کر کے نا جانے کونسی دنیا میں کھو گیا تھا۔

"مجھے سانس نہیں آتی جان واپس آجائیں۔

وہ اس کے بنا تڑپتی دور بیٹھے اس شخص جو تڑپا کر رکھ گئی اپنے الفاظوں سے۔

وہ کرسٹل گرے زخمی آنکھیں سامنے دیوار پر لگی فل سائز ایل ای ڈی پر ٹکائے اسے دیکھ رہا تھا۔

جس کے ہاتھ سے بہتا خون قطرہ قطرہ اس کے دل کا خون نچوڑ رہا تھا جیسے۔

وہ اپنے چکراتے سر کو ہاتھوں میں بھرتے بیڈ کی جانب بڑھی تھی پر ٹانگوں سے جیسے جان ہی ناپید ہوئی تھی تبھی کالین پر گری تھی۔

"جاناں"

وہ اسے گرتا دیکھ اذیت سے چلایا تھا۔

"جان۔۔۔جان"

اسے لگا جیسے ابھی جان نے اسے پکارا ہو۔وہ ارد گرد دیکھتی پاگلوں کی طرح اسے پکارنے لگی۔۔۔پر کہیں نظر نہ آنے پر وہ بمشکل اٹھی تھی بکھرے بال بنجر آنکھوں میں بے چینی لیے وہ اسے تلاشتی کوئی دیوانی ہی لگی تھی عالم راؤ کو۔

اسے لگا جیسے ہیزل نے اس کی پکار سنی ہو پر وہ تو بہت دور تھا اس سے۔

وجود میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ جاتی تبھی وہیں کلین پر سر رکھ گئی۔

عالم راؤ کی بس ہوئی تھی آج تبھی بنا کچھ سوچے وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار پیلس پہنچا تھا۔

رات بارہ بجے کے قریب وہ اپنے پورشن کی جانب آیا۔وہ اپنے روم کا دروازہ کھولتے دھیرے سے اندر آیا تھا۔

سامنے ہی وہ کالین پر آنکھیں موندے پڑی ہوئی تھی۔

عالم راؤ جھکتا نرمی سے اسے کے پھولوں سے وجود کو اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

"جان"

غنودگی میں ہی پکارا گیا تھا۔ عالم راؤ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے پہلو میں دراز ہوا تھا۔

"جانِ جہاں حکم"

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی میں بولتا اپنے سینے پر ڈال گیا۔

"جان۔۔۔۔جان"

وہ غنودگی میں اسے لگاتار پکارتی عالم راؤ کا دل اپنی مٹھی میں دبوچ گئی۔

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کی بند آنکھیں پر جھکا تھا جن کا وہ دیوانہ تھا۔ اسکی پلکوں سے نمی اپنے لبوں میں سمیٹتے وہ بار بار اس کی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

مونچھوں کی چھبن اور اس کے دہکتے لمس پر وہ کسمساتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے بے چین ہوئی تھی۔

تبھی وہ اختیاط برتتا اس سے دور ہوتا اس کے الجھے سنہری بالوں میں انگلیاں چلاتا اسے پر سکون کرنا لگا جس پر وہ پر سکون ہوتی اس میں مزید سمٹی تھی۔

★★★★★

ماضی!

راؤ محل جیسے خوشیوں کا سما زمین پر اتر آیا تھا۔

سلطان راؤ کی خواہش پر سادگی سے ہی رخصتی کا فنگشن رکھا گیا تھا۔۔

ساجدہ بیگم تو آج جیسے پھولے نہیں سما رہیں تھیں۔

بشیر احمد تو بھاگ بھاگ کر سارے کام نمٹاتا خوشی سے جھوم ہی رہا تھا۔اس کے سرکار جو اس کی ساری خوشیاں مل گئیں تھیں۔

اور اس کے سرکار خوش تھے تو بشیر احمد کو جیسے سارے جہاں کی خوشیاں مل گئیں تھیں۔

دو لڑکیاں اس کے روم میں کھڑیں اسے تیار کرنے میں مگن تھیں۔

گھبراہٹ کے مارے اس کا برا حال تھا۔کیونکہ سلطان راؤ نے کہا تھا کہ سب سے پہلے اسے وہی دیکھے گا کیونکہ اس کا روپ اسی کے لیے ہی تو تھا پھر کوئی دوسرا اسے پہلے کیوں دیکھتا۔

بیوٹیشنز نے اس کے ادھے دراز بالوں کا جوڑا بنائے باقی کرل کیے کچھ لٹیں آگے اور کچھ پیچھے ہی رہنے دیں تھیں۔

خوبصورت چہرے پر بھی کچھ لٹیں آوارہ چھوڑیں گئیں تھیں۔

فل ریڈ بلڈ لہنگے میں اس کا نازک سا سراپا دہک رہا تھا ساتھ ہی سلطان راؤ کی شدتوں کا سوچ اس کا پورا وجود طوفانوں کی زد میں تھا۔

فل ریڈ بلڈ لہنگے میں اس کا نازک سا سراپا دہک رہا تھا ساتھ ہی سلطان راؤ کی شدتوں کا سوچ اس کا پورا وجود طوفانوں کی زد میں تھا..

وہ تو پہلے اس جنونی انسان کی شدتوں پر حائف تھی اور اب تو وہ اس کی قید میں جانے والی تھی۔

وہ اپنے خیالوں میں ایسی گم تھی کہ نہ تو اسے سلطان راؤ کے آنے کا علم ہوا اور نہ ہی لڑکیوں کے جانے کا علم ہو سکا تھا۔

پر سلطان راؤ تو اس حسن پری تو دیکھتا بے خود سا ہو چکا تھا۔

جو اس وقت فل بلڈ ریڈ کلر کے انتہائی قیمتی لہنگے میں انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔

ادھے دراز بالوں کا جوڑا بنائے باقی کرل کیے کچھ لٹیں آگے اور کچھ پیچھے ہی رہنے دیں تھیں۔

چھوٹی سی پیشانی پر خوبصورت سی ماتھا پیٹی جس کی چھوٹی چھوٹی لڑیاں اس پری وش کی چھوٹی سی پیشانی ڈھانپے ہوئے تھیں۔

سرخ و سپید چہرے پر بکھرتی کچھ آوارہ لٹیں سلطان راؤ کو اپنا دل پہلوں میں دھڑک جر پاگل ہوتا محسوس ہوا تھا۔

آنکھوں کو لائٹ سے گولڈن رنگ سے سجائے لرزتی دراز پلکوں کی دلفریبی تلے چھپی نیلے سمندر سی دل آویز آنکھوں کی دلکشیاں۔۔۔۔

سلطان راؤ کی کرسٹل گرے آنکھیں لو دیتیں خمار الودہ ہونے لگیں تھیں۔

اس جان افیرز منظر کو تکتے بے لگام نظروں کا سفر جیسے ہی نیچے کی جانب طے ہوا اس ملکوتی حسن کی ملکہ کی چھوٹی سی ستون ناک میں پہنی موتیوں سے بھری گول بالی جو ڈائمنڈز اور چھوٹے چھوٹے سرخ موتیوں سے لبریز ایک الگ ہی شاہکار تھی جیسے سلطان راؤ نے حاص طور پر بنوایا تھا اپنی ملکہ کے لیے۔
جس سے اب اسے بیر ہوا تھا کیونکہ اس کے ان گنت موتی اس کی ملکہ کی پنکھڑیوں سے نازک ڈیپ ریڈ رنگ میں رنگے لبوں کو چھو رہے تھے۔۔

گلے میں پہنا خوبصورت سا گلوبند جی اس کی شہ رگ کو اس کی نظروں سے اوجھل کیے جیسے سلطان راؤ کو تڑپا گیا تھا۔

کانوں کی لو کو چھوتے وہ خوبصورت سے جھمکے جو اس کے گلاب رخسار چھوتے سلطان راؤ کے دل پر جیسے وار کر رہے تھے ایکدم سے اس کی آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں۔

وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی پر وہ تمام چیزیں سلطان راؤ کو اپنی رقیب لگیں۔۔

وہ اس کے قریب آتا ایکدم سے اس کی نازک سی لچکیلی ڈال سی کمر کو اپنے شکنجے میں لیتا کچھ جنونی ہوا تھا

۔

وہ ایکدم سے اس افتاد پر بوکھلاتی اس کی شیر وانی کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

جو ڈل گولڈن شروانی پہنے سر پر میرون کلا پہنے شانے پر میرون شال ڈالے سرخ وسفید رنگت پر بھری بھری بیرڈ اور گرے آنکھوں میں سرور کی سرخیاں لیے انتہائی خوبرو لگ رہا تھا۔۔

کتنی ہی دیر اس نازک پری وش کی نظریں ساکت رہیں تھیں۔

کیا وہ اس کا تھا۔۔

یہ یونانی دیوتاؤں سا ساحر یہ حسن مجسم یہ شخص اس کا تھا پورا کا پورا۔۔

وہ نازاں ہوئی تھی اپنی قسمت پر۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ ملکہ میں ایک ایک بدلہ لوں گا شبِ زفاف میں"

وہ سختی سے اسے اپنے قریب کرتے جنون خیز لہجے میں بولا تھا۔

حرم کی سانسیں مدھم ہوئیں تھیں اس نے ایسا کیا کیا تھا اور کون سی غلطی ہوئی تھی اس سے۔۔ کیا وہ اچھی نہیں لگ رہی تھی؟

بہت سے سوال اس کے چھوٹے سے دل میں سر اٹھانے لگے تھے۔ پر اس کی آخری بات یاد آتے ہی وہ کانوں کی لوئیں تک سرخ ہوئیں تھیں۔

"مم۔۔۔ میں نے کیا کیا"

وہ بمشکل ہمت کرتی پوچھ ہی بیٹھی تھی۔

"مجھے آپ کو پیار کرنا ہے میری ملکہ اور آپ نے خود کو پور پور مجھ سے چھپا لیا"

وہ اس کی ڈھکی پیشانی کو دیکھتا بمشکل خود پر ضبط کرتے بولا تھا۔

جبکہ حرم اس کی بات کا مطلب سمجھتی جیسے صدمے میں اتری تھی۔۔

مطلب یہ شخص پورا پاگل تھا۔۔۔خود ہی تو سب لے کر آیا تھا اس کے لیے۔اور اب سارے الزام اس پر دھر دیے۔

وہ اس کے کیل کانٹوں سے لیس روپ کو دیکھتا مدہوش سے اس کے رخسار پر جھکتا وہاں اپنے لب رکھ گیا۔۔

وہ نازک جان آنکھیں میچتی اس کے دہکتے لمس پر کسی سوکھے پتے کی مانند لرزی تھی۔۔

"سلطان۔۔۔پلیز"

وہ اس کا لمس اپنے چہرے کے کناروں پر جابجا محسوس کرتی بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔

"شش۔۔۔۔میری ملکہ بہت دلکش لگ رہی ہیں آپ۔۔ آپ کا یہ روپ جتنا دل لیوا ہے پر یہ میری دوری کا سامان میری سانسیں روک رہا ہے"

وہ اس کے مہندی سے سجے مخروطی ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگاتے بار بار اس کی ہتھیلی پر لب رکھتا اسے لرزنے پر مجبور کرنے لگا۔۔

اس کی یہی شدتیں تو اس نازک سی پری کو ڈراتیں تھیں۔

"پپ۔۔۔پلیز سلطان آپ کیا کہہ رہے ہیں"

وہ اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کرتی پھر سے اس کی شروانی کو دبوچ گئی۔

جبکہ وہ ایک بار پھر سے بے لگام ہوتا شرٹ کو کندھے سے ہٹاتے اس کی دودھیا نرم و نازک جلد پر اپنے بہکے لب رکھتے اپنی تشنگی کو کچھ مٹانے کا سامان کرنے لگا۔۔

پر تشنہ لبی تو بڑھتی ہی جا رہی تھی وہ سیراب ہونے کی بجائے مزید جنونی ہوتا اسے اپنی بانہوں میں یونہی اٹھائے اسے لیے کاؤچ کی جانب بڑھا۔

حرم کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں اس کے تیور دیکھ۔۔وہ کیا کر رہا تھا۔

اور کیا سوچ رہا تھا۔۔

"سس۔۔۔سلطان۔۔۔پلیز کیا کر رہے ہیں"

وہ اسے کندھے سے جھنجھوڑتی ہوش دلانے لگی پر وہ ہوش میں انا ہی نہیں چاہتا تھا۔

تبھی اسے نرمی سے کاؤچ پر ڈالتا اس پر جھکتا اس کے شانوں کو اپنے لمس سے بھگوتے ہاتھ شرٹ کی ڈوریوں میں الجھا گیا۔۔

"سلطان"

وہ چلائی تھی اس کی حرکت ہر جو اس کی ایک بھی نہ سنتا اس کی جان نکالنے کے در پر تھا۔

" حرم میری ملکہ ہم نہیں جاتے باہر۔۔ آئی نیڈ یو رائٹ ناؤ۔۔۔مجھے اس وقت کچھ نہیں کرنا۔ کہیں نہیں جانا بس آپ چاہیے ہیں بس"

وہ اس کی ایک نا سنتا بس اپنی کہتا اپنی کرتا اس کی کالر بون پر لمس چھوڑتا اپنے دانت گھاڑ گیا وہ بری طرح سے سسکی تھی۔۔

آنکھوں سے آنسو نکلتے کنپٹی میں جذب ہوئے تھے۔ جان تو تب ہوا ہوئی جب وہ اس کے دونوں شانوں سے شرٹ سرکاتا جابجا اپنا لمس چھوڑتے مکمل مدہوش ہوا تھا۔

وہ کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی اس کی قید میں پڑی کوئی بے جان سی گڑیا لگی تھی۔۔

"سلطان۔۔۔ پلیز چھوڑیں کیوں باہر تماشا بنوانا چاہتے ہیں پلیز سلطان چھوڑیں"

وہ روندھی آواز میں بے بسی سے بولی تھی سلطان راؤ ایکدم سے ہوش میں آیا تھا۔۔

حرم کی حالت دیکھ وہ پر ملول ہوا تھا پر اگلے ہی پل جاتا رہا وہ تو اسی کی تھی۔۔

پر ابھی وقت نہیں تھا۔ بارے مہمان آئے ہوئے تھے اور ان دونوں کے انتظار میں تھے۔

"میں تو آپ ہی کی ہوں نہ سلطان۔۔۔ پلیز ابھی باہر سب انتظار کر رہے ہیں"

وہ آنکھیں میچتی بمشکل بولی تھی جواب بھی اس پر جھکا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"سوری میری ملکہ"

وہ اس کی کالر بون پر اپنی جنونیت کا نشان دیکھ اس پر اپنا نرم لمس چھوڑتے محبت و الفت سے بولا تھا۔

وہ جی جان سے لرزی تھی دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔ تبھی وہ اس کی کمر سے تھامتے اپنے ساتھ اسے بھی کھڑا کرتا اس کی شرٹ کی ڈوریوں باندھتے اس کی آئی برو پر لب رکھتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔

اس کے جاتے ہی وہ نازک سی پری گہرے سانس بھرتی اپنی سانسیں کو معمول پر لانے کی کوشش کرنے لگی۔

♥♥♥♥♥

کچھ ہی دیر پہلے ساجدہ بیگم اور کچھ لڑکیاں اسے سٹیج پر سلطان راؤ کے پہلو میں بیٹھا کر گئیں تھیں۔

وہ مسلسل کپکپا رہی تھی جیسے سلطان راؤ نے اچھے سے محسوس ہوا تھا۔۔

"حرم میری ملکہ ریلیکس میری جانم عاشقی"

وہ نرمی سے اس کا چھوٹا سا مخروطی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا اس کی پشت اپنے انگوٹھے سے سہلاتے محبت و الفت سے گویا ہوا۔

حرم نے بھرپور کوشش کی تھی اپنے لرزتے وجود پر قابو پانے کی وہ سلطان راؤ کی شدتوں سے بری طرح سے ڈر گئی تھی۔

اس کا پاگل پن اس کی جنونیت اس نازک پری وش کی جان حلق میں لے آئی تھی۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا وہ سب چھوڑ چھاڑ کر یہاں سے بھاگ جائے۔

لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اب یہ ممکن نہ تھا سلطان راؤ اسے کبھی بھی خود سے دور جانے نہیں دینے والا تھا۔

پر اسے ابھی رخصتی کے لیے راضی نہیں ہونا چاہیے تھا اس کا دل چاہا وہ دھاڑے مار مار کر روئے۔۔

اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا وہ سلطان راؤ کو سونپ دی گئی تھی وہ تو اس سے ایک پل کی بھی دوری کا قائل نہیں تھا۔

ساجدہ بیگم تو ان پر سے منٹ منٹ میں نوٹ وارتیں ان دونوں کے صدقے واری جارہی تھیں۔

مردوں کے لیے الگ سے انتظار کیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی مرد اس کی ملکہ جو دیکھے

۔

رخصتی کے وقت وہ اپنی بھڑاس نکالنے کو بے تحاشہ روئی تھی ساجدہ بیگم تو اسے چپ کرواتے ہوئے ہلکان ہو گئیں تھیں۔

سلطان راؤ نے اس کے رونے پر بے چینی سے پہلو بدلہ تھا۔ اسی گھر میں ہی تو رہنا تھا اسے پر نہیں رونا تو ضروری تھا اس کی ملکہ کا جو نا جانے آنکھوں میں کونسے ٹینکر زفٹ کیے بیٹھی تھی۔

سارا پانی اس کا ایسے ہی ضائع ہو جاتا تھا۔

ضبط جواب دینے پر وہ مڑتا روتی حرم کو ساجدہ بیگم کے حصار سے جدا کرتے اپنی بانہوں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھا تھا۔

سب لوگوں نے حیرانی و تعجب سے اس بے باک دلہے جو دیکھا تھا پر کسی کی ہمت کہاں تھی کچھ بھی کہنے کی۔
جبکہ ساجدہ بیگم کو اپنی بیٹی کی قسمت پر رشک ہوا تھا وہ شکر کرنے لگیں۔
حرم تو رونا بھول سکتے میں چلی گئی تھی پر ہوش میں آتے ہی وہ شرم و حیا سے سرخ ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔
اس کی معصوم حرکت سلطان راؤ کے لب مسکرائے تھے۔
وہ سرشار سا اسے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔ روم میں قدم رکھتے ہی اس کی اتنی خوبصورت خواب ناک سی سجاوٹ دیکھ سلطان راؤ کو بشیر احمد جیسا بہترین ساتھی پاتے اپنی قسمت پر رشک ہوا تھا۔
پورا ہال نما روم سرخ گلاب سے جیسے نہایا ہوا تھا جگہ جگہ سرخ گلاب کے بنے دل اور ان میں جلتے دیے ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔
ٹیبل پر پھولوں کے بیچ رکھے ایک خوبصورت سے چاکلیٹ کیک کو دیکھ اس نے داد میں آبرو اچکائے۔
وہ نرمی سے اپنی ملکہ کو پھولوں کی چادر پر اتارتے اس کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے گیا۔
حرم کی نظر جیسے ہی کمرے کے ماحول پر پڑی آنکھوں میں اڈتی چمک دیکھنے لائق تھی۔
اسے لگا جیسے وہ پھولوں کے دیس میں آ اتری تھی۔۔ لبوں پر بکھرتی مسکراہٹ سلطان راؤ نے اپنی آنکھوں کے ذریعے دل میں اتاری تھی۔

"پیارالگامیری ملکہ کو"

وہ نرمی ووارفتگی سے پوچھتا اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھ گیا۔۔ جس پر وہ ٹرانس سے نکلتی ہوش کی دنیامیں لوٹی تھی۔

"بہت بہت پیارا ہے سلطان۔۔۔ یہ بہت اچھا ہے"

وہ نیلے سمندر سی نیلی آنکھوں میں شوق کا جہاں آباد کیے ہر بات بھلائے خوشی چہکی تھی۔

اور سلطان راؤ کو لگا جیسے اسے دنیا جہاں کی خوشیاں ایک ساتھ ہی مل گئیں ہوں۔ وہ اتنی پیاری لگی تھی کہ سلطان راؤ نظروں چرا گیا کہیں اس کی ہی نظر نہ لگ جائے۔

"آہہہ۔ سلطان چاکلیٹ کیک"

وہ کیک کو دیکھتی خوشی سے پاگل ہوتی چلائی تھی یہاں تو سب اس کی پسند کا تھا۔

"آجائیں میری ملکہ وہ آپ ہی کے انتظار میں ہے"

وہ اس نرمی سے تھامے ٹیبل کی جانب بڑھا تھا۔

حرم کے چہرے سے پھوٹتا خوشی کا نور سلطان راؤ کو جیسے بے خود کیے جا رہا تھا۔

وہ نرمی سے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا نائف کو اس کے ہاتھ میں پکڑاتے اس کے ہاتھ کو تھام گیا

۔

حرم کی دھڑکنیں یکبارگی سے دھڑکیں تھیں اس ساحر کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو اپنی سانسوں میں اترتی محسوس کرتے وہ پور پور نم ہوئی تھی اس کی قربت پر۔

وہ کیک کو کٹ کرتے سلطان راؤ نے اس کا پیس نکالتا حرم کے لبوں کے قریب کر گیا جیسے وہ لرزتے لبوں سے ایک چھوٹی سی بائٹ کرتی کیک بمشکل نگل پائی تھی۔

سلطان راؤ نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا تھا اس افتاد پر اس نازک پری کی سانسوں کا درھم اتھل پتھل ہوا تھا۔

"اب میری باری"

وہ مخمور نظروں اس کے مد بھرے انگوری لبوں پر ٹکائے بہکی سرگوشی میں بولا تھا۔وہ لرزتی اس کی شروانی کو تھام گئی۔

سلطان راؤ نے ہاتھ میں پکڑا کیک اس نازک جان کے لبوں میں دباتے بنا اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دے اس کی نتھ کو ہٹاتے اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتے کیک اپنے منہ میں منتقل کر گیا تھا۔۔

وہ ایکدم سے لرزتی سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی وہ بے حد نرمی محبت والفت اسے چھو رہا تھا کیونکہ وہ اپنی ملکہ جو خود سے خوف زدہ بلکل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس کے لمس کی نرمی و گرمی محسوس کرتے حرم کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا تھا۔ پیروں سے جیسے دھیرے دھیرے جان سرک رہی تھی۔

وہ کچھ پر شدت ہوا تھا پر اتنا نہیں کہ وہ نازک سی پری وش اس کی پناہوں میں سہم جاتی وہ تو اسی کی تھی وہ آہستہ آہستہ عادی کر ہی لیتا اسے اپنی شدتوں کا۔

ابھی وہ بس اس پر اپنی محبت کی نرم گرم پھوار برسانے کے موڈ میں تھا۔
حرم کو جب اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں تو وہ اس کے سینے پر رکھے ہاتھوں سے مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی جس پر وہ حوش میں آتا اسے آزادی دے گیا۔
دونوں کی سانسیں بری طرح سے الجھی ہوئیں تھیں وہ ایک دوسرے سے پیشانی ٹکائے گہرے سانس بھرتے ایک دوسرے کی سانسیں انہیل کرنے لگے تھے۔
سلطان راؤ اپنی شروانی کے بٹن کھولتا اسے اتارتا کاؤچ پر اچھال گیا۔ وہ نازک جان عجیب سے احساس کے تحت رخ موڑ گئی تھی۔

سلطان راؤ نے اسے پیچھے سے حصار میں لیتے اس کے سر سے دوپٹہ نکالتے اپنی شروانی کے پاس اچھال گیا۔ وہ تڑپی تھی پر وہ بنا خاطر میں لائے گلوبیڈ کا ہک لوز کرتے نرمی سے اس کے گلے سے نکال گیا۔
حرم کو لگا جیسے ابھی دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے جائے گا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔
وہ مچلتی اس کی گرفت سے نکلتی کچھ فاصلے پر کھڑی ہوتی اپنا بکھرا تنفس سنبھالنے لگی سلطان راؤ کیک کی کریم کو اپنی انگلیوں میں بھرتا اس کی جانب بڑھا تھا۔

وہ پھر سے اس کے گرد اپنا حصار کھینچتے اس کے گردن اور کندھے کے درمیان اپنی کریم میں ڈوبی انگلیاں مس کرتے وہاں اپنا لمس چھوڑتا کریم کو اپنے لبوں پر سمیٹنے لگا۔

وہ اس کے دہکتے لمس پر جلتی اپنے لہنگے کو مٹھیوں میں دبوچتے اس کی شدتیں برداشت کرنے لگی۔ جو بے شک بے حد نرمی لیے ہوئے تھیں پر بہت جان لیوا تھیں۔۔

وہ ایکدم سے اسے اپنی جانب گھماتا نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی بیوٹی بون پر جھکتا دیوانہ وار اسے اپنے پر تپش لمس سے مہکاتا پاگل کرنے لگا۔۔

حرم میں تو اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ وہ ذرہ بھی مزاحمت کر پاتی۔۔

ہاتھ پشت پر لے جاتے اس کی ڈوریوں میں الجھائے اس کی جان نکال گیا تھا۔

"سلطان"

وہ ڈوروں کے کھلنے پر دبا دبا سا چلائی تھی۔

"ہششش۔۔۔ میری ملکہ۔۔ کچھ نہیں کر رہا ڈریں نہیں میری جان اپنے سلطان سے"

اس کے چہرے پر خوف وہراس کے رنگ دیکھ وہ نرمی سے اس کی جھیل سے آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے محبت ووارفتگی سے بولا تھا۔

وہ اسے مزاحمت کرتا نہ دیکھ اس کے کندھے پر لب رکھتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔ وہ سہمتی اس کے کرتے کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

سلطان راؤ نے اسے نرمی سے پھولوں سے سجھے جہازی سائز بیڈ پر ڈالا تھا جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو۔

" میری زندگی ۔۔۔ آپ کا سلطان اپنی ملکہ سے بہت محبت کرتا ہے جانم عاشقی ۔۔۔تو ڈریں نہیں جاناں"

وہ اس کی انگلیوں کی پشت پر لب رکھتے مخمور نظروں سے اس کا گلال بکھرتا سراپا دیکھ گویا ہوا۔

حرم نے دھڑکتے دل کے ساتھ خود پر جھکے اس ساحر کو دیکھا تھا جس کے لیے وہ اس کی ملکہ تھی۔

وہ کتنا پیارا تھا کسی کا بھی وہ خواب ہو سکتا تھا پھر بھی خدا نے اس پیارے انسان سے بس اسے نوازہ تھا ۔۔وہ صورت سے ہی نہیں سیرت کا بھی بہت پیارا تھا۔۔

♥♥♥♥♥

"سلطان"

بے حد نرمی سے اس کے لبوں نے جنبش کی تھی۔ سلطان راؤ کو اس کی میٹھی آواز اپنے کانوں میں رس گھولتی محسوس ہوئی تھی۔

"جی سلطان کی جان حکم غلام ہمہ تن گوش ہے"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی سے ماتھا پٹی اتارتے محبت و الفت سے بولتا وہاں اپنے بار بار اپنا مہکتا لمس چھوڑنے لگا۔

"مم ۔۔۔مجھے ڈر ۔۔۔ لگتا بہت"

وہ بمشکل بولی تھی ورنہ آواز تو جیسے کہیں خلق میں ہی ناپید ہو چکی تھی۔

اس کی بات پر بیڈ پر سے چند پتیاں اپنی مٹھی میں بھرتا اس کے چہرے پر برسانے لگا وہ اپنے دل کے زیر و بم سے خوف زدہ ہوتی آنکھیں موند گئی اس شخص کا ہر روپ ہی جان افروز تھا۔۔

کوئی دامن بچا پاتا بھی تو کیسے۔

" جانم عاشقی اگر ڈر لگ رہا ہے تو اپنے سلطان کی پناہوں میں پناہ لیں نا میری ملکہ۔۔۔ یقین جانیں یہ قربت بے حد دے فریب روح افروز ہو گی۔۔ آپ ناز کریں گی۔۔ اپنے وجود کے ہر ہر ذرے پر "

وہ مخمور نظروں سے اس کے بہکے روپ کو دیکھتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا۔

حرم کی جان لبوں پر آئی تھی جب سلطان راؤ کے ہاتھ اپنے پہلو سے رقص کرتے پیٹ تک آئے وہ قمیض پر سے بھی اس کے ہاتھوں کی تپشِ لمس محسوس کر سکتی تھی۔

وہ گہرا سانس بھرتی خود کو سنبھالنے لگی۔ پر جان مشکل میں مزید آئی تھی جب وہ کرتا اتار کر اچھالتا اپنی ظالمانہ حرکتوں پر پھر سے اترتا اس کی گردن پر جھکتا شہ رگ کو اپنے دہکتے لمس سے مہکانے اس کے دل کے مقام کو اپنے پاگل لمس سے اس کی دھڑکنوں کی گنتی کے مطابق بار بار چھونے لگا۔

یہ عمل اس قدر پاگل کرنے لگا تھا حرم کو کہ اسے اپنا پورا وجود پسینے سے نم بری طرح سے دہکانے لگا تھا

۔

"سلطان۔۔۔ پلیز سلطان"

وہ مزید برداشت نہ کر پاتی تڑپ کر اسے خود سے پرے دھکیلتی رخ موڑ گئی پورا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آگیا تھا۔

سلطان راؤ کی آنکھیں اس خمار سے قدر سرخ ہو رہیں تھیں کہ ایسا لگ رہا تھا جیسے لہو بہہ نکلنے والا ہو ۔

سرخ ڈوریوں سے چھلکتی اس کی دودھیا چمکتی بل کھاتی کمر دیکھ اس نے خود پر ضبط کرنے کا آج تردد بلکل نہیں کیا تھا۔

وہ سائڈ لیمپ بھی بجھاتا اس کی کمر کی رعنائیوں کو اپنے دہکتے لمس سے سراہنے لگا وہ بیڈ پر اپنی پیشانی ٹکائے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی نم آنکھوں سے بمشکل اس کا شدتیں برداشت کرتی بھاری بھاری سانسیں لے رہی تھی۔

تبھی وہ نرمی سے اس کا رخ اپنی جانب موڑتا اس کی کپکپاتی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا اور اس کی پھولی سانسوں کو خود سے جھوڑتا اس کی مہک خود میں جزب کرنے لگا۔۔

کچھ ہی پلوں میں وہ اسے آزادی دیتا اس کی نازک سی کلائیوں کو چوڑیوں سے آزادی دیتا اس کی دونوں کلائیوں پر لبوں سے اپنی محبت بھری مہریں ثبت کرنے لگا۔

"سلطان پلیز مجھے کچھ ہو جائے گا سلطان"

وہ بری طرح سے کپکپاتی روندی آواز میں بولی تھی وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔

"میں بلکل بھی تکلیف نہیں ہو گا اپنی ملکہ کو کیا اپنے سلطان پر بھروسہ ہے میری جان"

وہ محبت والفت سے بولتا سوال طلب کرنے لگا جس پر وہ نازک جان نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلا گئی۔اس کے جواب پر وہ مسرور ہوا تھا۔

"تو پھر اپنے سارے ڈر سارے خوف اپنے سلطان کو سونپ دیں میری جان"

وہ دیوانگی سے بولتا اس کے لبوں پر جھکا تھا وہ کپکپاتی اپنی مخروطی شاخ گلاب سی بانہوں اس کی گردن میں حمائل کرتے آنکھیں موند گئی۔

سلطان راؤ متبسم ہوتا اپنے لمس کی نرمیاں اس کے وجود پر بکھرنے لگا۔

حال!

وہ ساری رات سویا کہاں تھا بار بار اس پاگل سی پری وش کے لبوں سے غنودگی میں بھی اپنے نام کی پکار سنتے وہ بے چین و کرب میں رہا تھا۔

صبح چار بجے کے قریب وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے تکیے پر ڈالتا سکیورٹی روم کی جانب بڑھا تھا۔

تبھی ایک زوردار مکے کسی نے عالم راؤ کے جبڑوں پر رسید کیا تھا۔

عالم راؤ کا دماغ ہل کر رہ گیا۔ وہ بنا دیکھے ہی سمجھ گیا تھا کہ کون ہو سکتا ہے۔

"یار بڈی"

وہ ابھی بولا ہی تھا کہ ایک اور مکا منہ کو سلامی دیتا اسے ہلا کر رکھ گیا۔

"یار ڈیڈ آ تو گیا ہوں نہ"

وہ اپنے ہونٹوں پر سے بہتا خون صاف کرتے بولا تھا۔

"کمینے انسان میری بیوی کو اتنا رلایا تو نے"

سلطان راؤ شدت غصے سے دانت پیستے ایک اور پنچ اسے رسید کرتے بولے تھے۔

"آہ مائے مجنوں ڈیڈ وہ میری بھی ملکہ ہیں یار"

وہ ڈھٹائی سے بتیسی دکھاتا انھیں چڑھانے لگا۔

اور وہ چڑے بھی جس پر عالم راؤ کے پیٹ میں مکا جڑا تھا اس بار۔

"شٹ اپ وہ صرف میری ملکہ ہے خبردار جو تم نے انھیں ملکہ کہا بے ہودہ انسان"

وہ غصے سے پاگل ہوتا چلایا تھے اور ہمیشہ کی طرح عالم راؤ نے ان کی پاگل پنتی کو انجوائے کیا تھا۔

اسے شدید محبت تھی اپنے باپ کی ماں کے لیے دیوانگی سے۔

"تو میں بھی تو آپ دونوں کا ہوں نہ آپ کی محبت کی پہلی نشانی اور اکلوتی بھی"

وہ انھیں زبردستی اپنے سینے میں بھنچتا بے باکی سے بولا تھا۔ سلطان راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔۔

ے تمھاری میرے بے ہودہ سپوت میری محبت کی دوسری نشانی یعنی میری پیاری سی

پرنسس اس دنیا میں آنے والی ہے۔اور میں اسے تمھیں ہاتھ بھی لگانے نہیں دوں گا"

وہ طنزیہ انداز میں بولتے عالم راؤ کے سر پر دھماکہ کر گئے۔

"ڈیڈ کیا کہا آپ نے مطلب میری بہن۔۔۔اومائے گاڈ۔۔۔ڈیڈ سچ میں"

خوشی مارے الفاظ جیسے منہ سے نکلنے کو انکاری ہوئے۔

"ہاں پر وہ صرف میری پرنسس ہو گی تمھیں تو ہاتھ بھی لگانے نہیں دوں گا ناہنجار۔۔۔پہلے ہی تم نے میری ہیزل پرنسس کا برا حال کیا ہوا ہے۔۔۔اب پھیلو مت زیادہ"

عالم راؤ جو ان سے چپکا ان کے گال پر بوسہ دے گیا تھا سلطان راؤ نے اسے چھڑپا تھا۔وہ مسکراتا سلطان راؤ کے روم کی جانب بڑھا پر اس سے پہلے ہی سلطان راؤ نے اس کی گردن میں بازو ڈالتے اسے جھکڑا تھا

۔

"خبردار۔۔۔خبردار جو میری بیوی سے چپکنے کی کوشش کی اپنی والی کو سنبھالو پہلے"

وہ سختی سے بولتے اسے واپس دھکیلتے خود اپنے روم کی جانب بڑھے تھے۔

"اللہ کرے پرنسس کی جگہ میرا بھائی آئے جو گن گن کر بدلے لے آپ سے میرے"

وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالتا تپے لہجے میں بولا تھا جس پر وہ قہقہہ لگا اٹھے۔

"تو میں اسے پہچاننے سے انکار کر دوں گا اسے پھر تم ہی سنبھالنا میں اپنی ملکہ کو لے کر گل ہو جاؤں گا"

وہ مزے سے کہتے روم لاک کر گئے۔عالم راؤ بس ڈور کو گھور کر رہ گیا۔
پھر اپنے باپ کا جیلس ہونا یاد کر کے ہنسی آئی اگر سچ میں پرنس کی جگہ پرنس آجاتا تو۔۔
آگے کہ بارے میں سوچ کر ہی وہ قہقہہ لگا اٹھا۔جب ان کے روم پر اور ان کی ملکہ اس کے چھوٹو سلطان کے قبضے میں جاتا تو اس کے باپ کی حالت کیسی ہوتی۔

★★★★★

عالم راؤ نے جیسے کی روم میں قدم رکھا تھا بازل شاہ کو یوں لاچار بستر پر پڑے دیکھ وہ لب بھینچ گیا۔
پورے وجود میں جیسے درد کی ایک لہر اٹھی تھی۔اس کا بھائی اس کا دوست بازی جس نے اس کے لیے اپنی جان تک کی پروانہ کی تھی اسے یوں بے جان بت بنا دیکھ اس کی ٹانگیں کپکپائی تھیں۔

"بازی میرے یار"

وہ اس کے قریب آتا اس کے بے جان وجود کو شانوں سے تھامتے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔
"ٹھیک ہو جا بازی۔۔۔ٹھیک ہو جا میرے جگر ورنہ تیرا یہ دنیا سے کٹنا عالم راؤ کو مار ڈالے گا"
وہ اسے سختی سے بھنچتا گلوگیر لہجے میں بولا تھا۔
"ڈر لگتا ہے لمظ گڑیا کا سامنا کرتے ہوئے بھی۔۔۔اسے بہن بنایا تھا اور اسی کے سہاگ کو نگل لیا میں نے کیسا بھائی ہوں یار"
وہ بھاری لہجے میں پر اذیت لہجے میں بولا تھا لمظ ابراہیم جو کچھ دیر باہر لون میں گئی تھی روم میں عالم راؤ کو دیکھ پہلے تو خیرانی سے وہی جم گئی پر عالم راؤ کے الفاظ سنتے وہ بری طرح سے سسکی تھی۔

"جلدی سے ٹھیک ہو جاسب خراب ہو گیا ہے بازی تیری گڑیا بھی ٹھیک نہیں ہے بہت روندو ہو گئی ہے روتی رہتی ہے اور لمظ میری پیاری بہن تیری زندگی میرے بازی۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رکھا تھا شاید آواز خلق میں جیسے پھنس گئی تھی لمظ ابراہیم دیوار کی اوٹ میں ہوتی منہ پر ہاتھ رکھتے بری طرح سے سسکتے وہی زمین پر بھر بھری ریت کی مانند گرتی چلی گئی۔

"وہ بہت تکلیف میں ہے بازی باپ مر گیا شوہر زندہ ہوتے ہوئے بھی نہیں ساتھ۔۔تو اتنا ظالم کیسے کر سکتا ہے اس نازک سی گڑیا پر میرے یار۔ اتنا بے رحم کیوں بن گیا ہے بازی۔ اب بس کر دے"

وہ اس کی سماعت میں جیسے سرگوشیاں نہیں برچھیاں چلا رہا تھا جیسے۔

وہ سن سکتا تھا پر اپنے وجود کو حرکت دینے سے قاصر تھا۔جب جب لمظ روتی تھی وہ اپنی بے بسی پر اندر ہی اندر سو سو بار مرتا تھا۔

وہ نرمی سے اسے خود سے دور کرتا واپس سے بیڈ پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا اس میں مزید ہمت جیسے ناپید تھی۔

وجود کا سارا لہو جیسے بازل شاہ کو اس حالت میں دیکھ کر ہی نچڑ گیا تھا۔

بازل شاہ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بکھرتے اس کی کنپٹی میں جذب ہوئے تھے۔

وہ اپنی پوری ویل پاور استعمال کرتے خود کو حرکت دینے کی کوشش کرنے لگا پر سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔

وہ جو کسی میدان میں نہیں ہارتا تھا آج اپنے آپ سے ہی ہار رہا تھا۔اس لگ رہا تھا جیسے اس کا وجود آہستہ آہستہ دیمک زدہ ہو رہا ہے۔اور وہ ایک دن یونہی مر جائے گا اپنی مرمڈ کو اکیلا چھوڑ کر۔

اسے مر مر کر جینے کے لیے۔

عالم راؤ کے جانے کے بعد وہ اپنے آنسو صاف کرتی ہمت جھٹاتی اندر آئی تھی۔

بازل شاہ کو یونہی ساکت دیکھ ڈور لاک کرتی رہیں زمین پر گرتی دھاڑے مار مار کر رونے لگی۔

"کاش آپ کی جگہ اللہ مجھے ہوش وخرد سے بیگانہ کر دیتا ساحل۔۔۔مجھے تو آپ کے لمس کے بنا جینا بھی بھول گیا ہے۔"

وہ اپنے بال مٹھیوں میں دبوچتے ہزیانتی انداز میں بولی تھی۔بازل شاہ کا دل بری طرح سے کپکپایا تھا سانسوں کی روانی میں طغیانی آنے لگی تھی۔

"ابھی تو ہم ملے بھی نہیں تھے کہ میں نے قریب ہوتے ہوئے بھی کھو دیا آپ کو۔آپ پاس تو ہیں پر کسی سیراب کی طرح جیسے نہ میں چھو سکتی ہوں نہ محسوس کر سکتی ہوں۔۔کیا میں اتنی بدنصیب ہوں شاہ"

وہ وہیں اپنے گھٹنوں پر سر رکھتی بے جان سی ہونے لگی تھی سانسوں کی ڈور ٹوٹنے لگی تھی۔

" مم۔۔۔میری سس۔۔سانسیں بھی ۔۔۔دھوکے باز ۔۔۔ہو گئیں ہیں شاہ ۔۔۔ آپ کی قربت ۔۔۔مم۔۔۔میں مہکنے لگیں۔۔۔ تھیں آپ کی۔۔۔ دوری پر۔۔بب۔۔۔بات۔۔۔بات پر۔۔رکنے لگی۔۔ہیں"

وہ بمشکل اٹھی تھی پوراوجود نڈھال سا پسینے سے نم ہو رہا تھا۔

وہ لرزتی بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ بازل شاہ کی جانب بڑھی تھی۔ بمشکل اس کے پاس پہنچتے وہ اس کے قریب بیڈ پر بیٹھی تھی۔

" آپ تو پپ۔۔۔پل۔۔۔پل مار۔۔۔رہے ہیں۔۔۔لمظ۔۔۔کو شاہ۔۔۔جبکہ آپ۔۔۔کی۔۔۔لمظ تو بس۔۔۔کچھ پل۔۔۔ہی مار رہے"

وہ سانسوں ہی تنگی پر بمشکل بولتی زخمی سا مسکرائی تھی۔بازل شاہ کا دل جیسے پھٹنے کو تھا اس کی سماعت میں پڑتی لمظ کی باتیں اور اس کی تکلیف جیسے اس کا سینا چیر رہی تھی۔

" بب۔۔۔بس اس۔۔۔سے ان۔۔۔ہیلر۔۔۔کک۔۔۔کو اس سے ۔۔چھین۔۔۔لیا۔۔۔جائے۔۔۔تت۔۔۔تو لمظ۔۔۔خ۔۔۔ختم"

وہ سائڈ ٹیبل پر رکھے اپنے انہیلر پر نظریں جمائے اپنی ٹوٹتی بکھری سانسوں کے درمیان بولی تھی۔

بازل شاہ کا وجود جھٹکے کھانے لگا تھا لمظ نے اپنی ٹوٹتی سانسیں کی تنگی پر بمشکل اپنے حواس پر قابو پاتے لہو لہو ہوتی سیاہ آنکھوں سے اپنے شاہ کو تکلیفوں کی زد میں دیکھا تھا۔۔

"شش۔۔۔شاہ۔۔۔ساحل کک۔۔۔کیا"

وہ سانس لینے کو مرتی بازل شاہ کی تکلیف پر تڑپتی انہیلر کی جانب بے بسی سے ہاتھ بڑا گئی۔

انہیلر کو منہ سے لگاتی وہ بٹن پش کرتی دوا کو اپنی سانسوں میں اتارتی باہر بھاگی تھی۔

وجود ابھی بھی نڈھال تھا اس سے پہلے کے وہ گرتی آیان ملک نے اسے تھاما تھا۔

"بھائی۔۔۔بھائی مم۔۔۔میرا سس۔۔۔ساحل کچھ ہو گگ۔۔۔گیا"

وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولتے پاگل سی ہو رہی تھی۔ آیان ملک اسے چھوڑتا اندر کی جانب بھاگا تھا۔

جہاں بازل شاہ کا وجود جھٹکے کھا رہا تھا۔ریان ملک بھی کچھ ہی پلوں میں بازل شاہ کے پاس تھا وہ دونوں اسے ٹریٹمنٹ دینے لگے۔

عالم راؤ اپنے بال مٹھیوں میں دبوچے ان کے قریب ہی ٹہل رہا تھا۔

"اگر اسے کچھ ہوا تو تم دونوں کا ٹکٹ بھی ابھی کے ابھی کاٹوں گا میں۔ جلدی ٹھیک کرو اسے"

وہ غصے سے دھاڑا تھا آیان ملک کے ہاتھ کپکپائے تھے۔

"آیان کنسنٹریٹ کرو فول"

ریان ملک عالم راؤ کی دھمکی کو اگنور کرتا چلایا تھا۔

م کے سینے سے لگی بیٹھی تھی۔

ہیزل اپنے کمرے میں بے خبر سو رہی تھی۔اور کسی نے اسے بتانا بہتر نہیں سمجھا تھا کیونکہ وہ پہلے ہی ابتر حال میں تھی۔

مونا اپنے خود کو رونے سے باز رکھے ہوئے تھی پر آنسو خود بخود بل بل کرتے گر رہے تھے۔

ستارہ تو سدرہ کے شانے پر سر رکھے لمظ کو دیکھ کر سسک رہی تھی۔

رات کو ہی انھوں نے اس ڈاکٹر جو چھٹی دی تھی کیونکہ اس کی بیوی بیمار تھی اور آیان ملک نیورو سرجن تھا ریان ملک ہارڈ سرجن ڈاکٹر تھا پر یہاں معملا ان کے بھائی ان کے باری کا تھا۔

دونوں کے ہی دل بری طرح سے کپکپا رہے تھے۔پر اللہ کا نام لیتے وہ خدا پر بھروسہ کرتے وہ جتے رہے اور پھر ان کی محنت رنگ لائی اور قریباً ایک گھنٹے بعد بازل شاہ کی طبیعت سنبھلی تھی۔

آیان ملک نے اسے انجکشن دیتے باہر سب جو خوش خبری سنائی تھی۔

اور یہ خبر جیسے پورے پیلس میں خوشیوں کی جیسے برسات لے آئی تھی۔کہ اب وہ بلکل ٹھیک تھا۔کچھ ہی دیر میں اسے ہوش آجائے گا۔

لمظ تو بے یقینی سی آیان ملک کو دیکھے گئی۔

"وو۔۔۔وہ ٹھیک ہو گئے"

بمشکل لبوں سے بر آمد ہوا تھا۔

"ہاں میرا بچہ وہ ٹھیک ہو گیا ہے۔بشیر بھائی جلدی سے صدقے کے بکرے لے اکر آئیں"

حرم اس کی پیشانی چومتی خوشی سے نہال ہوتی بشیر احمد سے بولی تھی۔

"جی بھابھی میم میں ابھی لاتا ہوں"

وہ مسکراتے ہوئے سر خم کرتے بولے تھے سدرہ نے غیر ارادی طور پر ان کی جانب دیکھا تھا گندمی رنگ خوشی سے کھل رہی تھی۔

بادامی شلوار قمیض پر سیاہ شال رکھے سیاہ بالوں کو نفاست سے بنائے کان کے قریب بال کچھ کچھ سفید تھے جنہیں انھوں نے ڈائے کرنے کی زحمت کبھی نہیں کی تھی۔

نفاست بنی بیرڈ اور مونچھیں جن میں بھی کچھ بال سفید تھے۔گھری سیاہ آنکھوں وہ چوڑے شانے وہ شخص اس عمر میں بھی شاندار تھا۔

"لاحول ولا ولا قوات"

وہ ایکدم سے نظریں پھیر تیں اپنے ہی خیالات پر سٹپٹا گئیں تھیں۔جبکہ بشیر احمد اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے انجان بنتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

★★★★★

حرم نے عالم راؤ کو اپنی جانب آتے دیکھ خفگی و ناراضگی سے منہ موڑا تھا۔

"مم۔۔۔میری پیاری مم۔۔۔اپنے بیٹے سے ناراض ہیں"

عالم راؤ لاڈ سے ان کے گلے میں بانہیں ڈالتا دریافت کر رہا تھا جس پر وہ اس کے ہاتھ جھٹک گئیں۔

"اب بھی کیا ضرورت تھی آنے کی"

وہ آنکھیں نم کر گئیں تھیں بولتے ہوئے عالم راؤ واپس سے انھیں اپنے سینے سے لگاتے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"ایسے کیسے نہ آتا میں نے سنا ہے میر الٹل چیم آنے والا ہے"

وہ شرارت آمیز لہجے میں بولا تھا جبکہ حرم شرم سے سرخ پڑیں تھیں۔

انھیں اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ پر اللہ کی طرف سے وہ اس تحفے پر راضی تھیں۔ وہ ناشکری کر کے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتیں تھیں۔

" بلکل نہیں لٹل پرنسس آئے گی اور تم کا خوشی سے اتنا فری ہو رہے ہو اپنی بیوی کا ہوش نہیں اور دوسروں کی پر قبضہ کرنے کا شوق چڑا ہے ناہنجار کو"

وہ فل بھنایا انداز میں تاک تاک کر طنز کرتے حرم کو کوئی محلے کی فسادن خالہ ہی لگے۔

عالم راؤ نے بیوی کے نام پر لب بھینچے تھے وہ ابھی تک اٹھی نہیں تھی۔

اسے فکر ہوئی تھی تبھی حرم کی پیشانی پر بوسہ دیتے اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔

"سلطان آپ بھی حد کرتے ہیں۔ مجھے بات بھی نہیں کرنے دی اپنے بیٹے سے"

وہ خفگی سے بولتی کچن کی جانب بڑھیں تھیں۔سلطان راؤ ان کی نیلی سمندر سی آنکھوں میں خفگی دیکھتے دل تھام گئے تھے جن کی آنکھوں کے قاتل وار آج بھی سلطان راؤ کو بری طرح سے گھائل کرتے تھے۔

" ملکہ میری جان میں ہوں نہ آپ کا۔۔۔باقی سب کو بھول جائیں نہ یار "

وہ انھیں پیچھے سے حصار میں لیتے محبت آمیز لہجے میں بولے تھے۔

"سلطان ہٹ جائیں میری اولاد کے دشمن ہیں آپ"

وہ ان کے ہاتھوں پر چپت رسید کرتیں ان کا حصار توڑتی مائل باکرم کہاں تھیں۔

"اور آپ میرے دل کی دشمن بنی بیٹھی ہیں ملکہ دیکھے کیسے آپ کی زدہ سی دوری پر مدھم سا چل رہا ہے

۔

وہ ان کا گلداز ہاتھ تھام کر اپنے دل کے مقام پر رکھتے پسپائی سے بولے تھے۔

حرم اپنی ہتھیلی کے نیچے سلطان راؤ راؤ کی رک رک کر چلتی دھڑکنوں کو محسوس کرتی ساکت ہوئی تھی

۔

آخر اس شخص کی دیوانگی و دیوانگی کی حد کیا تھی شاید وہ کبھی جان نہ پاتی۔

"سلطان میں دور نہیں جاتی آپ سے ایم سوری"

وہ ان کے سینے پر سر رکھتے ان کے گرد اپنے بازو حائل کر گئی۔

سلطان راؤ نے شدت سے ان کے گرد اپنا حصار بناتے ان کے بالوں پر لب رکھے تھے۔

"میری زندگی میں آپ میرا کل اثاثہ ہیں ملکہ"

وہ محبت والفت سے گویا ہوتے ان کی پیشانی پر لب رکھ گئے۔ حرم سے آنکھیں بند کرتے ان کے روح افروز لمس کو اپنے دل میں اتارا تھا۔

★★★★★

وہ روم میں آیا تو وہ بیڈ پر چت پڑی چھت کو گھور رہی تھی۔

عالم راؤ کے آنے پر بھی اس کے وجود میں ذرہ سی جنبش نہیں ہوئی تھی وہ یونہی بے حس و حرکت پڑی رہی تھی۔

اس کی در گور حالت دیکھ عالم راؤ کا دل چاہا وہ خود کو مار ڈالے وہ کیسے اپنی جاناں کو تکلیف دے سکتا تھا ۔پر وہ خود چاہتی تھی وہ اس سے دور چلا جائے۔

پر کتنی بار پکارا بھی تو تھا نہ تو وہ کیوں نہ واپس آیا تھا۔

"ہیزی میری جان"

وہ اس کے قریب بیٹھتا اس کے الجھے بالوں میں انگلیاں چلاتے محبت و الفت سے پکار بیٹھا پر اس بت کے وجود میں تب بھی جنبش نہیں ہوئی تھی۔

"آپ نہیں ہیں جانتی ہوں"

وہ بے تاثر لہجے میں بنا اس کی جانب دیکھے گویا ہوئی۔

"میں ہوں میری جاناں۔میں واپس آگیا ہو اپنی جانم کے پاس"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے تڑپ ہی تو اٹھا تھا کہاسے کیا بنا دیا تھا اس نے اس نازک سی پری کا۔

"نہیں ہیں جب میں پاس آؤں گی تو گم ہو جائیں گے خلا میں ہوا میں تحلیل ہو جائیں گے میں نہیں دیکھو کی نہ ہی چھونے کی کوشش کروں گی پھر آپ چلے جائیں گے"

وہ سہمی سہمی سی اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریز کرتی عالم راؤ کا دل نوچ گئی تھی۔اس کے لہجے میں کھونے کا خوف اس کی جان جلانے لگا تھا۔

"جانِ جہاں میں ہوں آپ کے پاس اب نہیں جاؤں گا معاف کر دو اپنے جان کو۔میں کیسے اتنا بے رحم بن سکتا ہوں"

وہ اسے شانوں سے تھام کر اس کے نازک سے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹتے وہ پر اذیت سے بولا تھا۔

ایک پل جو تو وہ سانسیں تک روک گئی۔یقین و گمانی کے کنارے پر کھڑی وہ خود کو یقین دلانے لگی کہ اس کا جان آگیا تھا۔

" آپ --- آپ آ گئے جج--- جان --- آپ آ گئے ۔کہاں تھے --- آئے کیوں نہیں -- مم--- میں نے کتنا یاد کیا آپ کو--- اب--- اب نہیں جانے دوں گی"

وہ دیوانہ وار عالم راؤ کے ایک ایک نقوش پر لب رکھتے اس کے ہونے کا جیسے خود کو ہی یقین دلا رہی تھی عالم راؤ کی آنکھوں کے کنارے ضبط سے شدید سرخ پڑے تھے۔

"اب نہیں جانے دوں گی۔۔۔اب یہیں رہے گے آپ۔۔میں جانے نہیں دوں گی"
وہ جیسے پاگل دیوانی ہو رہی تھی۔
"جانِ جاں میں نہیں جارہاب۔خدارامت دوخود کو مزید تکلیف"
وہ اسے شدید خود میں جزب کرتے پسپائی و کرب سے بولا تھا۔وہ ایکدم سے ہوش میں آتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

"جان۔۔۔۔جان۔۔۔برے ہیں جان۔۔۔ آئی ہیٹ یو"
وہ اس کے سینے پر مکے برساتی روتے ہوئے چلائی تھی۔عالم راؤ نے بنامزاحمت کرتے اس کے نازک ہاتھوں سے مار کھائی تھی۔
آخر میں وہ تھکتی واپس سے اس کے سینے پر نڈھال سی ہوتی پھر سے رونے لگی تھی۔
"بٹ آئی لو یو جانِ جاں"
وہ اس کے گرد پرشدت حصار باندھتے دلربائی سرگوشی سے بولتا ہیزل کے تپتے دل کو جیسے ٹھنڈی میٹھی پھوار سے بھگو گیا۔

"جھوٹ جھوٹ سب جھوٹ"
وہ جانتے ہوئے بھی ماننے سے انکاری ہوئی تھی درد کی شدت بھی تو کم نہ تھی۔جس کے بنا وہ ایک پل بھی نہیں رہ سکتی تھی دوماہ کی دوری اسے نیم پاگل کرگئی تھی۔

بال نہیں بنائے میری جان نے"

وہ اس کے الجھے بالوں میں انگلیاں الجھائے بولا تھا۔

"آپ نہیں تھے تو بنائے ہی نہیں"

زخمی لہجے میں بولتے آنکھیں نئے سرے سے برسنے لگیں تھیں۔عالم راؤ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔

وہ اس کی نم سنہری آنکھوں پر جھکتا اس کی آنکھوں کی نمی چرانے لگا جو اسے بلکل بھی اچھی نہیں لگتی تھی۔وہ اس کے پر شدت لمس پر سمٹی تھی اس کے وجود میں ہی۔

"جانِ جہاں ایم سوری۔۔۔اب کبھی ایسا نہیں کروں گا"

وہ اس کے سرخ عارضوں پر جھکتا بولا تھا لہجہ ہنوز کرب سمیٹے ہوئے تھا۔

"دوبارہ نہیں جائیں گے نہ چھوڑ کر پرامس"

وہ اس کی ہڈی کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے اب بھی خوف زدہ تھی۔

"بلکل نہیں میری جاناں پرامس"

وہ اس کی چھوٹی سی سرخ ناک پر لب رکھتے وعدہ کر رہا تھا وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی۔

عالم راؤ نے نرمی سے اس کے خشک پڑتے لبوں کو اپنے انگوٹھے کی مدد سے سہلایا تھا۔وہ جی جان سے لرزتی مزید سرخ ہوئی تھی۔

"جان"

اس کی بہکی نظروں کی تپش اپنے لبوں پر محسوس کرتے وہ اسے بے ساختگی سے اسے پکار بیٹھی۔

جس پر وہ اس کے سنہرے بالوں میں انگلیاں الجھائے اسکی ہونٹوں کی جنبش کو اپنے اندر قید کرتا اپنی جنبشِ عشق میں لے گیا۔

وہ اس کے پر شدت لمس پر بنا مزاحمت کرتے سختی سے آنکھیں میچ گئی۔

عالم راؤ پورے دو ماہ کی دوری پر جیسے پاگل ہو رہا تھا اپنے عشق کا لمس پاتے ہی مجنوبانہ سا ہو گیا تھا۔

وہ جنونی ہوتا جیسے سیر اب ہی نہیں ہو پا رہا تھا وہ اسے یونہی تکیے پر ڈالتا پوری شدت سے اس نازک جان پر اپنا جنون انڈھلنے لگا وہ سانسوں کی تنگی پر بری طرح مچلی تھی۔

دل میں جیسے بوچھال آگیا تھا۔ پورے وجود میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں۔

پر وہ ظالم تو جیسے اس کی سانس سانس کھینچ لینا چاہتا تھا تبھی اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ بیڈ سے لگاتے وہ کچھ پل مزید اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتے اس نازک جان پر رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا۔

وہ اپنا بکھرا تنفس سنبھلتی بری طرح سے کپکپا رہی تھی۔ پورے وجود میں لرزش طاری تھی۔

جبکہ عالم راؤ مزید مدہوش ہوتا اس نازک جان کی جان نکالتا اس کی شہ رگ پر جھکتا اپنا دہکتا لمس چھوڑنے لگا۔

وہ بے چین ہوتی بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپی تھی۔

"جان پلیز"

وہ اپنے ہاتھ چھوڑانے کی تگ ودو کرتی بمشکل بولی تھی جبکہ وہ اس کی پکار پر اس کی کالر بون پر جھکتا نرمی سے دانت گھاڑ گیا وہ بری طرح سے سسکی تھی۔

"آپ کی دوری نے آپ کے جان کو پاگل کر دیا ہے میری جان"

وہ اس کی تھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتے ہیزل کی جیسے جان کھینچ لی تھی۔

"اب نہیں جایئے گا جان میں نہیں جی سکتی آپ کے بنا۔مجھے آپ کے بنا نیند نہیں آتی جان۔۔۔مجھے بھوک بھی نہیں لگتی۔پیاس بھی نہیں لگتی۔۔۔مجھے اپنی سانسیں بھی اچھی نہیں لگتیں آپ کے بنا۔۔۔ آپ نظر نہیں آتے تو کوئی منظر دیکھنے کو دل ہی نہیں چاہتا"

وہ بولتے ہوئے پھر سے اپنی آنکھیں نم کر بیٹھی تھی۔عالم راؤ اس نازک جان کو اپنے سینے پر ڈالا تھا۔

وہ نا کہتے ہوئے بھی بہت کچھ کہہ گئی تھی۔

"اب نہیں جاؤں گا۔۔ چلیں جلدی سے فریش ہو کر آئیں پھر باہر چلتے ہیں آپ کے لیے ایک سرپرائز بھی ہے"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے بولا تھا۔

وہ اسے لیے نیچے آیا تھا۔ہیزل کو لگا جیسے وہ ایک عرصہ بعد ہوش میں آئی تھی۔

ہال میں موجود سب نے انھیں دیکھا تھا۔

حرم کی تو آنکھیں نم ہوئیں تھیں اتنے وقت بعد دونوں کو ساتھ دیکھ۔ستارہ نم آنکھوں سے مسکراتے اپنا سر ریان ملک کے سینے پر رکھا تھا۔

جس پر وہ چونکتا دلکشی سے مسکرا دیا۔

سدرہ نے بھی مسکراتے ان دونوں کی نظر اتاری تھی۔وہ کتنے پیارے لگتے تھے ساتھ۔

وہ کرسٹل گرے آنکھوں والا خوبصورت شہزادہ اور وہ سنہری آنکھوں والی چھوٹی سی حور جو اس کے حصار میں کوئی کانچ کا پیکر ہی لگتا تھا۔

وہ پہلے سے کمزور ہو گئی تھی پر چہرہ شادابی بکھیر تا بے حد حسین لگ رہا تھا شاید عالم راؤ کی غیر موجودگی اس کے چہرے کے سارے رنگ چرا لے گئی تھی۔

اور اب جب وہ پاس تھا تو وہ ایکدم سے کھل اٹھی تھی جیسے۔

"با ادب با ملاحظہ ہوشیار اس عظیم الشان سلطنت کے سب سے بڑے اور ہینڈسم نوجوان شہزادے جناب عالم برو اپنی پیاری سی ننھی منی سی گل بہار بیگم ہیزل بھابھی کے ساتھ تشریف لا چکے ہیں"

آیان ملک پورے ڈرامائی انداز میں جوش و خروش کے ساتھ بولتا سب کچھ ہسنے پر مجبور کر گیا مونا نے اس کی ڈرامے بازی پر بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی۔

ہیزل کر لب بھی مسکرائے تھے سلطان راؤ اپنے سب سے چھوٹے شہزادے کو اپنے سینے سے لگایا تھا جو اب انھیں بھی بہت پیارا ہو گیا تھا۔

ضروری تو نہیں رشتے خون کے ہی ہوں کچھ رشتے احساس کے بھی ہوتے ہیں۔

ڈیڈ ویسے آپ دیکھ رہے ہیں ہیزل بھابھی کچھ زیادہ ہی گلو نہیں کر رہیں عالم برو کے آنے سے "

وہ ہیزل کی جانب دیکھتا شوخی سے بولا تھا ہیزل نے اس کے چھڑنے پر روہنسا انداز میں عالم راؤ کی جانب دیکھا تھا۔

" آیان بکواس نہیں "

عالم راؤ نے اسے چھڑپا تھا۔

" ڈیڈ دیکھیں یہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں مجھ معصوم کے ساتھ "

وہ منہ بناتا سلطان راؤ کے شکائت کرنے لگا۔

" خبردار جو کسی نے میرے بیٹے کو کچھ کہا "

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے آنکھیں دیکھاتے سختی سے بولے تھے۔

مونا نے آنکھیں چھوٹی کیے اس فسادی ہو دیکھا تھا جو کس طرح سے معصوم بن رہا تھا۔

" سلطان ڈیڈ اس کی بات مت سنیں ایک نمبر کا فسادی ہے یہ جنگلی بلا "

مونا بھی میدان میں اتری تھی۔

"دیکھا دیکھا یہ سب کیسے مجھ معصوم جو دبا کر رکھتے ہیں"

وہ مونا کو نظر بچا کر آنکھ مارتا مظلومیت سے بولا تھا جبکہ حرم خاموشی سے کھڑی اس چالا کو شہزادے کی ساری کاروائیاں دیکھ رہیں تھیں۔

"سلطان ڈیڈ دیکھا ابھی اس نے کیا کیا"

اس کے آنکھ ونک کرنے پر وہ ہتھے سے کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا کیا ہے میں نے"

وہ شیر بنتا بولا تھا۔ مونا ایکدم سے گھڑ بھڑائی تھی چہرہ ضبط سے سرخ ہوا تھا وہ کیا بتاتی تبھی پاؤں ٹینچتی وہاں سے نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی سلطان راؤ نے آیان ملک کے سر پر چپت رسید کی تھی۔

"بیٹا جی آپ کا بندوبست بھی کرنا پڑے گا"

ان کی بات پر آیان ملک کی بتیسی باہر آئی تھی۔

"جان آپ نے کہا تھا سرپرائز ہے میرے لیے"

وہ مدھم آواز میں بولی نہ جانے کیوں آنکھیں خشک ہی نہیں ہو رہیں تھیں۔

شاید اس لیے کہ اس وقت اسے اپنے بھائی کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

عالم راؤ نے لب بھینچتے اس کی پھر سے نم ہوتی آنکھوں کو دیکھا تھا۔

" جانِ جاں رونا نہیں ہے ہم وہیں چل رہے ہیں"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتا بازل شاہ کے پورشن کی جانب بڑھا تھا۔

ہیزل جی ٹانگیں کپکپائی تھیں۔ وہ روم کا ڈور کھولتا اسے لیے اندر آیا تھا۔ سامنے ہی وہ سنہری آنکھوں والا خوبصورت شہزادہ ہوش وخرد سے بیگانہ پڑا ہوا تھا۔

"بھائی"

وہ بری طرح سے سسکتی عالم راؤ کے سینے میں سر چھپا گئی۔

"شش۔۔۔وہ ٹھیک ہے اب۔۔۔رات تک ہوش آجائے کا اسے میری جاناں"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے جیسے زندگی کی نوید سنا گیا۔

"سچ۔۔۔سچ کہہ رہے ہیں جان"

وہ جیسے بے یقینی تھی۔ خوشی کے مارے آواز لرزی تھی۔

" بلکل سچ جان کی جاناں اب بلکل نہیں رونا میری گولڈن ڈول نے"

وہ نرمی سے اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتا اسے خود میں سمو گیا تھا۔

"اب خوش ہے نہ میری جان"

وہ نظریں اس پری وش کے چہرے پر ٹکائے محبت والفت سے دریافت کر رہا تھا۔

"آپ آگئے۔۔۔بھائی بھی ٹھیک ہو گئے۔ میں خوش ہوں جان"

وہ مسکرائی تھی پر عالم راؤ کو اس کی مسکراہٹ کھوکھلی سی لگی تھی۔

اسے پھر سے ندامت نے آگھیرا تھا کاش وہ اس چھوٹی سی جان کو ہجر کے پہلو نہ سونپتا اس مشکل وقت میں جب اس کا بھائی بھی دنیا جہاں سے بیگانہ کومہ میں تھا۔

وہ عالم راؤ کے حصار سے نکلتی بازل شاہ کی جانب بڑھی تھی اس کے قریب بیٹھے وہ اس کی پیشانی سے بال ہٹاتے وہاں بوسہ دیتی دور ہوئی تھی۔

آنکھوں سے آنسو بے ساختہ ہی ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگے تھے۔

"آئی مس یو بھیو جانی"

وہ اس کا ہاتھ تھامتی اپنے لبوں سے لگاتی سرگوشی میں بولتی سسکی تھی۔

عالم راؤ کو لگا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں لیا تھا۔

"لمظ۔۔۔لمظ آپی کہاں ہیں جان"

لمظ یاد آتے ہی وہ اس کی جانب آتی سوالیہ نظروں سے عالم راؤ جو دیکھتی پوچھنے لگی۔

"وہ یہیں ہوں گی ہیزی آپ پریشان نہیں ہوں میری جاناں"

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ مزید روئے تبھی اسے اپنے حصار میں واپس لے گیا۔

"چلیں اب بازی کو آرام کرنے دیں جب وہ ہوش میں آئے گا ہم پھر آئیں گے"

وہ نرمی سے بولتا اسے لیے واپس کو مڑا تھا۔پر وہ جانے سے انکاری ہوئی۔

"مجھے بھائی کے پاس رہنا ہے جان آپ جائیں"

وہ اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالتی لاتعلقی سے بولی تھی۔عالم راؤ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے سرکتا محسوس کرتا لب بھینچ گیا۔

"ہیزل میں نے کہا چلیں آپ کو بھی آرام کی ضرورت ہے"

وہ ہنوز لہجے میں نرمی سموئے بولا تھا۔پر وہ ان سنی کرتی بازل شاہ کے پاس واپس ٹک گئی۔

"ہیزل"

اب کی بار وہ کچھ سخت ہوا۔

"مجھے نہیں جانا آپ جائیں یہاں سے"

وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی تھی۔عالم راؤ اس کا لہجہ دیکھ کر رہ گیا۔

وہ تنے عصاب کے ساتھ اس کی جانب بڑھا تھا اور بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے بنا وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔

"چھوڑیں مجھے میرے میرے بھائیو کے پاس رہنا ہے۔۔۔مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ"

وہ چلائی تھی۔

"اگر اب آپ کی آواز آئی تو آپ کو سب سے بہت دور لے جاؤں گا پھر ترستی رہئیے گا سب سے ملنے کو"

وہ ترش لہجے میں اسے دھمکا تا بیک ڈور سے باہر نکلا تھا۔ ہیزل کی جان پر بنی تھی وہ اسے کہاں لے کر جا رہا تھا۔

لمظ جو ٹیرس پر کھڑی تھی عالم راؤ کو ہیزل کو زبردستی گاڑی میں بیٹھاتے دیکھ کچھ پل تو ساکت ہوئی پھر کچھ سوچ کر لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

"جان کک۔۔۔۔ کہاں لے کر جا رہے ہیں پلیز چھوڑیں مجھے"

وہ اسے گاڑی میں بیٹھتا اس کی مزاحمتیں سرے سے نظر انداز کرتا دوسری جانب سے خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔

"جان مجھے نہیں جانا کہیں بھی پلیز"

وہ اسے گاڑی سٹارٹ کرتا دیکھ بری طرح سے رو دی تھی۔

عالم راؤ نے ایک جھٹکے میں اس نازک جان کو اپنے بانہوں میں بھرتے گاڑی پیلس سے باہر کو موڑی تھی۔

اس افتاد پر سرخ پڑتی سسکی تھی۔ جان خلق میں آئی تھی۔ وہ ایک بازو کا حصار اسے کے گرد کستا دوسرے ہاتھ سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

وہ نازک جان اس کی بانہوں میں بے بسی سے کپکپا رہی تھی۔

"میں بات نہیں کروں گی آپ سے"

وہ لرزتی اس کی سینے میں چھپی روندھی آواز میں بولی تھی۔

"کوئی بات نہیں آج میرا ابھی موڈ باتیں کرنے کا بلکل بھی نہیں ہے۔ مجھے بس آپ کی بہکی سانسوں کا شور سننا ہے آج جانم عاشقی"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا۔

ہیزل کا دل اس کی بے باک سرگوشی پر کسی سوکھے پتے کی مانند لرزا تھا۔

"آئی ہیٹ یو۔۔۔ آپ برے ہیں"

کچھ سمجھ نا آنے پر وہ نادیدہ نفرت کا اظہار کرنے لگی۔ جس پر عالم راؤ کی آنکھوں میں تپش کی سرخیاں ابھریں تھیں۔

" آپ کے بہت سے کل ڈھیلے ہو گئے ہیں جاناں۔ آج میں انھیں اچھے سے ٹائٹ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں"

وہ گردن ٹیڑھی کرتا نظریں سامنے روڈ پر جمائے اس کی پچھلی گردن پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتے اس کی جان نکالنے لگا۔

ہیزل کو اس کے دہکتے لمس پر اپنے گردن کی جلد جلتی محسوس ہوئی تھی۔ وہ بری طرح سے جھٹپٹائی تھی۔

"جان پپ۔۔۔ پلیز"

وہ سسکتی رودی۔ تبھی وہ اس پر رحم کھاتا اس کا سر اپنے سینے سے لگاتا نظریں سامنے روڈ پر ٹکا گیا۔

★★★★★

وہ اسے لیے فلیٹ میں آیا تھا۔

"کچھ یاد آیا میری جاناں"

وہ اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔

وہ بھلا اس جگہ کو کیسے بھول سکتی تھی جہاں جان نے اسے زبردستی اپنی زندگی میں شامل کیا تھا۔ اور پھر جب قبول کیا تو دل کی آمادگی سے اسے قبولا تھا کیونکہ وہ اس رشتے کو بددیانتی سے شروع کرنا نہیں چاہتی تھی۔

اس وقت وہ نہیں جانتی تھی یہ شخص اس کی زندگی کا کل اثاثہ، اس کے لیے اتنا اہم ہو جائے گا کہ اسے سانسیں لینا بھی مشکل لگے گا اس شخص کے بنا۔

"ہم یہاں کیوں آئے جان"

وہ بمشکل خود پر قابو پاتے نم لہجے میں بولی تھی۔

"کیونکہ میں اپنی جاناں کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا ہوں اور اس وقت اس سے بسٹ اور کوئی جگہ دستیاب نہیں تھی۔ جہاں بس میں اور آپ کوئی تیسرا وجود نہیں۔۔۔۔ آج ہوا کو بھی آپ کا جان اجازت نہیں دے گا"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اٹھائے روم کی جانب بڑھا تھا وہ بوکھلائی تھی اس کی حرکت پر۔

"جج۔۔۔جان"

سانسیں بھری طرح سے بے آہنگ ہوئیں تھیں۔عالم راؤ نے نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔

"جانِ جہاں مائے گولڈن ڈول"

وہ آہستہ سے چلتا اسے لیے روم میں آیا تھا۔

وہ اس کی بانہوں میں کپکپاتی نازک سی پری بری طرح سے سہمی تھی روم کا منظر دیکھ تو اس کے پورے وجود سے نمی پھوٹی تھی۔

جہاں ہر طرف سرخ گلابوں کی سجاوٹ کی گئی تھی۔۔

ہر طرح جلتی چھوٹی چھوٹی مصنوعی لالٹینز جن کے ارد گرد پھول نچھاور کیے گئے تھے۔

ایئر فریشنر کی خوشبو اس کے حواس معطل کر رہی تھی۔۔

وہ اسے نرمی سے فرش پر اتارتا اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھر گیا وہ سانسیں روکتی اس کی ہڈی کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا اس ساحر کی جان لیوا قربت میں۔

وہ نرمی سے اس کے سنہری بال سمیٹتے اس کے دودھیا کندھے پر جھکا تھا وہ آنکھیں میچتی اس کے پر شدت لمس کو سہنے لگی جو پاگل ہوتا جا بجا اپنا لمس بکھرتے مدہوش سا ہو رہا تھا۔۔

اس کے دہکتے لمس پر وہ جی جان سے لرزی اٹھی تھی۔

"جان آپ برے ہیں"

وہ لرزتی بمشکل بولی تھی جس پر وہ متبسم ہوتا اس کی چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک پر لب رکھ گیا۔۔

جس کی سانسوں کی بے آہنگی اسے پاگل کر رہی تھی۔۔

"آج بہت شدت سے سے آپ کا جان آپ کی سانسوں کو بے آہنگی سونپے کا میرے دلبر"

وہ نرمی سے اس کے بالائی لب کو اپنے انگھوٹے سے سہلاتے، سرخ انگوری لبوں کے خم کو دیکھنے لگا۔

وہ اس کی نظروں کی تپش پر جلتی سرخ گلال ہو رہی تھی۔ پورا وجود سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

عالم راؤ نے آنکھوں میں سرور کی سرخیاں لیے

اس دلکشی کے پیکر کو دیکھا تھا جس کے لرزتے لب اس کے حواس معطل بری طرح سے کر رہے تھے

۔

"آپ سے دوری چند پلوں کے وصل کے بعد مزید جان لیوا ہو گئی ہے"

وہ آنکھوں میں خماری و دیوانگی لیے مخمور لہجے میں بولا تھا وہ نازک سی جان لرزی تھی اس کے لہجے کی شدت پر۔۔ وہ اس کی گرفت سے نکلتی الٹے قدم پیچھے کو چلی تھی۔

عالم راؤ نے اسے خود جانے دیا تھا کیونکہ وہ بھی یہ کھیل کھیلنے میں مرعوب نظر آیا تھا۔

وہ آنکھوں میں دیوانگی ووارفتگی لیے چلتا اس کے لرزتے ہرنی سے سراپے کو دیکھتا قدم قدم اس کی جانب چلتا اپنی ہڈی اتارتا دور اچھال گیا۔

اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ ہیزل کی جان پر بنی تھی۔

وہ پیچھے کو چلتی ایکدم سے بیڈ پر گری تھی وہ ایکدم سے اسے فرار کا موقع دیے بغیر اس پر جھکا تھا۔۔وہ چت بیڈ پر پڑی اب اس کے شکنجے میں پھنس چکی تھی۔

"ج۔۔۔۔جان"

وہ اس کی قید میں بمشکل بولی تھی۔ وہ مدہوشی سے جھکتا اس کی شہ رگ پر جھکتا وہاں اپنا جابجا لمس چھوڑنے لگا۔

وہ مچلتی سختی سے آنکھیں میچے اسے شانوں سے تھام گئی۔پورے وجود میں برقی لہریں اٹھیں تھیں۔

"آئی لو یو جانِ جہاں۔۔۔۔مائے سول"

وہ اس کی گردن میں گہرے گہرے سانس بھرتا اس کی جان مشکل میں ڈال رہا تھا۔

"جان مم۔۔۔۔مجھے کک۔۔۔۔کچھ کہنا ہے"

وہ اس کی گال پر اپنا لرزتا ہاتھ رکھتی بمشکل بولی تھی جان تو جیسے زلزلوں کی زد میں تھی۔پر آج وہ بولنا چاہتی تھی۔

"جی میرے کل جہان حکم کریں"

وہ وہی اس کے ہاتھ پکڑتے اپنے لبوں سے لگاتے محبت و الفت سے گویا ہوا تھا۔

"مم۔۔۔میں آپ سے"

وہ بولتے رکھی تھی شاید اسے مزید ہمت درکار تھی کیونکہ اپنے اظہار کے بعد وہ عالم راؤ کے ری ایکشن سے اس کی شدتوں سے وہ شدید ڈرتی تھی۔

پر وہ اس کا شوہر کا اس کا حق تھا وہ جان پاتا کہ اس کی بیوی اسے کتنا چاہتی ہے۔

"جی میری جان بولیں میرے الفت جنوں"

وہ اس کی کلائیوں پر لبوں سے پھول کھلاتا مخمور لہجے سے بولا تھا۔

"پپ۔۔۔پلیز جان۔۔۔ایسے کک۔۔۔کیسے بولوں"

وہ بمشکل بولی تھی۔

"اوکے میری جان اب بولیں"

وہ خود پر ضبط کرتا اب کوئی بھی گستاخی سے خود کو روک گیا تھا۔

"مم۔۔۔آپ سے بہت پیار کک۔۔۔کرتی ہوں جان"

وہ ہمت کرتی اپنی سنہری آنکھوں میں نمی سجائے اس کی کرسٹل گرے آنکھوں میں دیکھتی مدھم لہجے میں بولی تھی۔

عالم راؤ کے پورے وجود میں سرور اترا تھا وہ آنکھیں موندے اس میٹھے اظہار محبت کو اپنے دل میں اتارنے لگا تھا۔

"آئی لو یو جان"

وہ سر تکیے پر گرائے اپنے لرزتے وجود کو اس کے حصار میں سونپتی اس کی گردن میں بانہیں حائل کرتی عالم راؤ کو سرشار کر گئی تھی۔

وہ دیوانگی و جنونیت سے اس کی سانسوں کو خود میں جزب کرتے اس کی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے کروٹ بدلتے اس کے پھول سے وجود کو سینے پر ڈال گیا۔

ہیزل نے آنکھیں میچتے اس کی شدتوں کو برداشت کرتے خود کو اپنے محرم اپنے محبوب کے حوالے کیا تھا۔

وہ کبھی نرمی تو کبھی شدت دیکھاتا اس کی سانسوں سے اپنی سانسیں مہکاتا اسے پاگل کر رہا تھا وہ کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی بے جان سی ہونے لگی تھی۔

رکتی سانسوں پر وہ ہلکی سی مزاحمت کرتی اس پر وہ اس کی رکتی سانسوں کا خیال کرتا اسے آزادی دے گیا۔

وہ واپس سے کروٹ بدلتے اس پر جھکا تھا وہ منہ موڑتی اپنی پھولی سانسوں کو سنوارنے لگی۔

تبھی وہ اس کی نظر آتی گردن کی رگوں کو دیکھ بے خود ہوتا جھکتا وہاں اپنا لمس چھوڑنے لگا وہ اس افتاد پر سانسیں کھینچ گئی۔

جو سچ میں آج جان لیوا ثابت ہو رہا تھا اس کی دھڑکنوں کے لیے۔

دھڑکنوں کا در ھم بے حد تیز ہو رہا تھا۔ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔

★★★★★

"میں بہت پیار کرتی ہوں آپ سے جان۔۔۔اب مجھے چھوڑ کر مت جائیں گا میں مر جاؤں گی جان آئی کانٹلی ود آؤٹ یو۔۔۔ آئی ریلی لو یو"

وہ مدھم سرگوشی میں بولتی آخر میں نم لہجے میں بولی تھی عالم راؤ نے تڑپتے اس کی نم آنکھوں پر لب رکھے تھے۔

"ایم سوری میری جان معاف کر دیں اپنے جان کو اب کبھی نہیں جاؤں گا"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اس کی بیوٹی بون پر جھکتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا۔

"مجھے آپ کے بنا اب رہنا نہیں آتا جان"

وہ اوپر کو ہوتی اس کی پیشانی پر لب رکھ گئی عالم راؤ نے متبسم ہوتے اس کے دل فریب لمس کو محسوس کرنے لگا۔

اس کے دور ہونے پر وہ کچھ دور ہوتا اپنی شرٹ اتارتا واپس سے اس پر جھکتا اس کی شرٹ کو کندھے سے ہٹاتا جابجا اپنے لمس کے پھول کھلانے لگا۔

وہ آنکھیں میچتی لرزتے دل کے ساتھ اس کے پشت پر اپنے ناخن گھاڑ گئی۔عالم راؤ اس کے میٹھے سے لمس پر مسرور ہوتا اس کے دل کے مقام پر اپنا پر شدت لمس چھوڑنے لگا جہاں ہر سو بس وہی تو تھا۔

"آج دل مظبوط کرلیں میری جان کیونکہ آپ کا جان آج پاگل ہو رہا ہے"

وہ اس کے دل کے مقام پر ہلکے سے دانت گھاڑتا اسے سسکنے پر مجبور کر گیا۔ہیزل کو اپنے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں۔

پر آج وہ مزاحمت کر کے اپنے جان کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔

جس پر وہ اس کی مزاحمت نہ پاتے اس کی لرزتی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی آنکھیں موند گئی۔

★★★★★

رات کے آخری پہر بازل شاہ کی آنکھیں کھولی تو نظر سیدھا اپنے پہلو میں گئی۔

جہاں وہ نازک سی جلپری اس سے کچھ فاصلے پر دراز آنکھیں موندے پڑی تھی۔اسے دیکھتے ہی بازل شاہ کو اپنے جلتے دل پر جیسے پھوار برساتی محسوس ہوئی تھی۔

اسے لگ رہا تھا جیسے وہ نہ جانے کتنے زمانے اس جان افیرز منظر سے محروم رہا تھا۔

چھوٹی سی پیشانی پر بکھرے سیاہ بال بے برف سی سپید رنگت پر جیسے گھٹاؤں کی مانند لگ رہے تھے جس میں وہ حور چاند کی مانند چھپی بیٹھی تھی۔

ں اس کی سیاہ گھٹائی آنکھوں پر سایہ فگن ہوتیں اسے بے چین پر
رہیں تھیں۔
ستون ناک، دلکشی بکھرتے سرخ انگوری لب، جو اس کی اتنے وقت کی تشنگی کو ابار رہے تھے وہ بمشکل اپنے جگہ سے سرکا تھا۔
وجود میں شدید درد اٹھا تھا حرکت کرنے پر وہ اس وقت اپنے ہر درد کو بھلائے اس دلکشی کے پیکر پر جھکا تھا۔
نظریں بے قراری سے اس حسنِ مجسم کا طواف کرنے لگیں تھیں جیسے نظریں کی تشنگی کو کچھ سکوں دینا چاہ رہا ہو۔
اس کی نظروں کا ارتکاز اس قدر پر تپش تھا کہ سوری ہوئی اس نازک جان کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے جنہیں دیکھ وہ متبسم ہوا تھا۔
وہ جو اس کے ہوش میں آنے کے انتظار میں یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی نہ جانے کب آنکھ لگی پتہ ہی نہ چلا تھا۔
پر اب مسلسل نظروں کی تپش پر اس کی سپید رنگت سرخ ہونے لگی تھی۔ بازل شاہ نے ہاتھ بڑھاتے اس کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔ لمظ ابراہیم کی پلکیں لرزیں تھی اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے لمظ ابراہیم کی دھڑکنیں ایک عرصے بعد بے آہنگی پر اتریں تھی۔

ن"

کی گھنیری پلکوں کو اپنی انگشت کی انگلی سے چھوتے سر گوشی میں اسے پکارنے لگا۔

لمظ کی بند آنکھوں سے آنسو نکلتے اس کی کن پٹیوں میں جزب ہوئے تھے۔کتنا تڑپی تھی وہ ان جنون خیز لفظوں کو سننے کے لیے۔

کتنا سسکتی تھی وہ اس کی محبت بھری سر گوشیوں کو یاد کرتے اس کے سینے پر سر رکھنے کو۔

آنکھیں مزید تیزی سے بہنے لگیں تھیں۔

بازل شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔

"لمظ میری زندگی کیا اب تڑپائیں گی اپنے ساحل کو"

وہ اس کی آنکھوں پر جھکتا اس کی نم آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے پسپائی سے بولتا لمظ ابراہیم کی جان نکال گیا۔

"کیوں۔۔۔۔شاہ کیوں۔۔۔۔کیوں میرے لیے بے رحم بن جاتے ہیں۔۔۔بتائیں مجھے"

وہ آنکھیں کھولتی اس کا گریبان پکڑتی چلا اٹھی تھی۔وہ سیاہ نم آنکھیں اس کی سنہری آنکھوں میں ڈالتی اس کی بے رحمی پر جواب طلب تھی۔

بازل شاہ تڑپ اٹھا تھا اس کی سیاہ کھتائی آنکھوں کے سرخ پڑتے کناروں پر جن کے پپوٹے سوجے ہوئے تھے شاید وہ پہلے بھی شدید روئی تھی۔

"مرمڈ میری زندگی یہ کیا حال کر لیا آپ نے آنکھوں کا میرے جنون"

وہ اس کی سرخ رنگ ہوتی زخمی آنکھوں کو دیکھتے نرمی سے اس کے گرد حصار بناتا کرب سے بولا تھا۔

"مر گئی آپ کی مرمڈ۔۔۔۔دفن کر دیا آپ نے اسے"

وہ اسے خود سے دور کرتی بیڈ سے اترتی دور جا کھڑی ہوتی سفاکی سے بولی تھی۔

بازل شاہ کے دل میں انی سی چبی تھی۔اس کے دل خراش لفظوں پر۔

"لمظ یہاں آئیں"

وہ لہجہ کچھ سخت کرتے بولا تھا۔لمظ ابراہیم نے نے سرخ آنکھوں سے اسے تکتے صوفے پر اپنا بسیرا کیا۔

"جانِ جنون پلیز یہاں آئیں"

وہ ملتجی ہوا تھا اس وقت وہ اسے اپنے پاس چاہتا تھا وہ تڑپ رہا تھا اس کے لیے اور وہ تھی کہ فاصلوں پر آمادہ تھی۔

لمظ ابراہیم نے اس کی جانب دیکھنے نفی میں سر ہلایا تھا آنکھیں مسلسل برس رہیں تھیں۔اس کا ایک ایک آنسو بازل شاہ کو اپنے دل پر گرتا محسوس ہو رہا تھا۔

پر وہ حق کہاں دے رہی تھی اسے ان موتیوں کو چننے کا۔

"یہ ستم نہیں کریں میری زندگی اپنے ساحل پر پلیز یہاں آئیں"

وہ اپنی بانہوں پھیلائے تڑپ رہا تھا اس کے لیے جو بے رحم بنتی اڑی بیٹھی تھی۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔آؤں گی"

وہ روتی اپنی سانسیں پھولا گئی تھی۔بازل شاہ شدید متفکر ہوا تھا کیونکہ وہ ضدی لڑکی اپنی طبیعت خراب کرنے پر تل گئی تھی۔

"لمظ انہیلر کہاں ہے آپ کا"

وہ تیز آواز میں بولا تھا جس پر وہ زخمی سا مسکرائی تھی۔سانسوں میں شدید تنگی ہونے لگی تھی۔

"ہر بب۔۔۔بار مم۔۔میں ہی کیوں تت۔۔۔تڑپوں۔آپ کو بھی۔۔۔تو پتہ۔۔۔چلے نہ جب۔۔۔آپ کی سس۔۔۔سانسیں چھینے تت۔۔۔تو کیسا۔۔۔۔لل۔۔لگا ہے"

وہ رکتی سانسوں پر شدید تکلیف سے بولی تھی۔بازل شاہ کی بس ہوئی تھی یہ لڑکی ہمیشہ یونہی اس کا ضبط آزما کر اس کی جان ہلکان کرتی تھی۔

ہر بار سانسوں رک کر وہ اس کا دل روک دیتی تھی۔

وہ اپنے وجود کو حرکت دیتا بمشکل اٹھا تھا پر اتنا مشکل بھی نہیں تھا کہ بازل شاہ اپنی متاعِ جاں تک نہ پہنچ پاتا۔

بازل شاہ کو اٹھتا دیکھ لمظ ابراہیم کی آنکھوں میں خوف و حیرانی بیک وقت ابھریں تھیں۔

سانسوں کی تنگی پر سینے میں بڑھتے دباؤ پر وہ شدید تکلیف میں تھی۔وہ نڈھال ہوتی صوفے کی پشت پر سر گرا گئی۔

اور یہ منظر دیکھتا بازل شاہ اپنے درد اور لاگر ہوئے وجود کو بمشکل حرکت دیتا اس تک پہنچا تھا۔

"ہیے مرمڈ"

وہ اسے صوفے پر ڈالتا اس کی سانسوں کی ڈوبتی ڈور کو تھام گیا۔اور پوری شدت کے اپنی سانسیں اس کے سینے میں اتارتا اس کے نڈھال وجود کو اپنی باہوں میں بھینچ گیا۔

لمظ ابراہیم اس کی دہکتی سانسیں اپنے سینے میں اترتی محسوس کرجی جان سے جل اٹھی تھی اس پر اس سنہری آنکھوں والے ساحر کا ایک عرصے بعد دہکتا لمس پر وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔

پر وہ ظالمانہ انداز اختیار کرتا اسے اپنی پر تپش شدتوں سے روشنا کرواتا لمظ کی جان نکال گیا۔

وہ اس کے گردن پر ناخن گھاڑتی اس کی شدتوں پر بے حال ہونے لگی۔جو اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اسے آزادی دینا بھول گیا تھا۔

پر کچھ ہی دیر میں اس اس نازک جان کی جھٹپٹاہٹ پر وہ اس آزادی دیتا اس کی گردن میں چہرہ چھپائے گھرے گھرے سانس بھرنے لگا وہ جو پہلے ہی نڈھال سی تھی اس کی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی تڑپ اٹھی تھی۔

"شاہ"

بمشکل پکارا گیا تھا جس پر وہ مدہوش ہوتا اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

"دد۔۔۔دور ہوں مجھے بات نہیں کرنی"

وہ اس کے سینے پر دباؤ ڈالتی اسے خود سے دور کرنے لگی جو اپنے پر تپش لمس سے اس کی جان جلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا ہے۔

"میں بات کہاں کر رہا ہوں جانِ جنون۔۔۔میں تو اپنی مرمڈ سے پیار کر رہا ہوں"

وہ اس کے سرخ پڑتے گال پر ناک ٹریس کرتے بے باکی سے بولتا لمظ ابراہیم کی دھڑکنیں بے آہنگ کر گیا۔

پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا۔

"مم۔۔۔مجھے نن۔۔۔نہیں چاہیے"

وہ بمشکل بولی تھی بازل شاہ کی آنکھیں خمار سے لبریز اس کی سیاہ کٹھائی آنکھوں پر لرزتی گھنیری مژگان کی چل مل کو تکتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا۔

"پر مجھے کرنا ہے بہت سارا۔۔۔ہر پل ہر لمحہ بے پناہ بے شمار۔۔۔مجھے پیار کرنا ہے آپ کو بے تحاشہ میری زندگی"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے جنون و وارفتگی سے بولا تھا وہ جی جان سے لرزی تھی اس کی جنونیت پر۔

وہ اٹھا تھا اور جھکتے نرمی سے اس پھول سے وجود کو اپنی بانہوں میں بھر اٹھا وہ ایکدم سے خوفزدہ ہوئی تھی

۔

"شاہ کک ۔۔۔ کیا کر رہے ہیں مجھے اتاریں آپ ٹھیک نہیں ہیں"

وہ خود بمشکل چل رہا تھا اور ابھی اسے بھی اٹھالیا تھا اس کی فکر مندی پر بازل شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

"یہ نازک پھول سا مر مرے وجود کا وزن بازل شاہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا میرے جانِ جنون"

وہ اس کی نم پیشانی پر بوسہ دیتا اسے بیڈ پر ڈالتا خود اس پر جھکا تھا۔

★★★★★

ماضی!

ان کی شادی کو ایک ماہ ہو گیا تھا اور سلطان راؤ نے حرم کو سچ میں کسی ملکہ کی طرح اپنے محفوظ حصار میں رکھا ہوا تھا۔

وہ نازک سی پری سلطان راؤ کی قربتوں اور بے پناہ چاہتوں پر مزید دلکش اور حسین ہو گئی تھی۔

وہ لوگ حرم محل میں تھے اس وقت جو سلطان راؤ نے خاص اپنی ملکہ کے لیے بنوایا تھا۔ جس کی تعمیر اس نے ان کے نکاح کے بعد شروع کروائی تھی۔

جو سرخ و سفید رنگ کے پتھر سے سجایا گیا تھا۔ وہ رات اسے یہاں لے کر آیا تھا اور جب حرم نے اسے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔

"کیسا لگا میری ملکہ کو اس سلطان کا ایک ناچیز سا تحفہ"

وہ اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتا اس کے کندھے پر لب رکھتا محبت والفت سے گویا ہوا وہ جو محل کو دیکھ مسمرائز سی ہوگئی تھی سلطان راؤ کے سوال پر آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

کوئی کسی سے اپنی محبت کیسے کر سکتا تھا۔ محل کے فرنٹ پر سفید پتھروں سے بنے تاج پر سرخ پتھر سے حرم محل لکھا گیا تھا اور یہ سب اتنا خواب ناک تھا اسے لگا وہ کسی اور ہی دنیا میں آگئی تھی۔

"بب۔۔۔بہت پیارا ہے سلطان"

خوشی سے اس کی آواز بری طرح سے کپکپائی تھی۔

سلطان راؤ سرشار ہوا تھا اس کی ملکہ کو اس کا تحفہ پسند آیا تھا۔

"اندر چلیں میری جانم عاشقی محل بھی اپنی ملکہ کے انتظار میں ہے"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اندر کی جانب بڑھا تھا جیسے ہی قدم اندرونی دروازے میں پڑے دونوں پر پھولوں کی برسات ہوئی تھی۔

حرم اس کی بانہوں میں پھولوں کی برسات پر کھکھلائی تھی۔ جیسے مسکراتا دیکھ سلطان راؤ ایک پل کو جھکتا نرمی سے اس کی مسکراہٹ چن گیا۔

حرم اچانک ہوتے اس حملے لرزتی اس کے کوٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

وہ بے حد نرمی سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں اتارتا سبک روی سے سیڑھیاں عبور کرتا اوپر کی جانب بڑھا تھا جس پر وہ سہمتی آنکھیں میچ گئی۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا اس کی نرمیاں بھی حرم کی جان نکال رہیں تھیں پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھنے لگی تھیں۔

وہ مطلوبہ کمرے میں داخل ہوتا نرمی سے اسے بیڈ پر ڈال گیا۔ پر اس کی سانسوں کو آزادی ابھی تک نہیں دی تھی۔

حرم اپنی رکتی سانسوں پر خود ہی منہ موڑتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

سلطان راؤ اپنا کوٹ اتار کر پھینکتا اس پر قابض ہوتا اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے چہرہ اوپر کرتا اس کی شہ رگ پر جھکتا پوری جنونیت سے جابجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

حرم اس کے دہکتے لمس پر سہمتی اس کے بالوں کو مٹھی میں قید کر گئی جس پر وہ مزید جنونی ہوتا اس کی بیوٹی بون پر دانت گھاڑتا اسے سسکنے پر مجبور کر گیا۔

"سس۔۔۔ سلطان پلیز۔۔۔ مجھے سانس نہیں آرہی"

وہ بمشکل سانس لیتی اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی۔

"مشکل ہے بہت خود پر ضبط کرنا۔۔۔ اب تو سمجھے اپنے سلطان کی دیوانگی میری ملکہ۔۔۔ اتنا کیوں ڈرتی ہیں"

وہ خود پر ضبط کرتا اس کے لبوں کے قریب اپنا لمس چھوڑتے مخمور نظروں سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے بوجھل آواز میں بولا تھا۔

حرم کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں اپنی بے بسی پر وہ اسے کیا بتاتی۔ کتنا مشکل لگتا تھا اس نازک سی پری کو سلطان راؤ کی پر تپش قربت سہنا۔

ہر بار وہ نئے سرے سے ڈرتی تھی۔ بے شک وہ سراپا محبت تھا۔ پر اس کی دیوانگی اسے شدید ڈرا دیتی تھی۔

سلطان راؤ کے چہرے پر پسپائی دیکھ وہ لرزتی اس کے گلے میں اپنی بانہوں حمائل کر گئی۔ جس پر سلطان راؤ نے ٹھٹھک کر اپنی ملکہ کو دیکھا تھا۔

جو پلکیں جھکائے لرز رہی تھی وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا اس کی نیلی جھیل سی آنکھوں پر لب رکھتا اسے پر سکون کرنے لگا۔

"میری کل جہان آپ کا سلطان بہت چاہتا ہے آپ کو۔ آپ کا خوف دل جلاتا ہے میرا"

وہ کرب سے بولتا نرمی سے اس کی بانہیں اپنی گردن سے نکالتا اسے آزاد کر گیا وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"سلطان"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے نم لہجے میں پکار گئی۔ جس پر وہ نفی میں سر ہلاتا اپنی شرٹ اس کی مٹھیوں سے نکال گیا۔

"نہیں ملکہ اب میں آپ کے قریب نہیں آؤں گا"

وہ بولتا بیڈ سے اٹھا تھا پر اس کے لفظوں پر وہ سسکتی اس کے سینے سے لگتی اس کی پشت سے شرٹ دبوچ گئی۔

"پلیز سلطان ایم سوری۔۔۔ آپ ایسا نہیں کہیں مم۔۔۔ میں خوف زدہ نہیں ہوں"

وہ اس کے سینے سے لگی بولتی سسک اٹھی تھی۔

"شش۔۔۔ نہیں ملکہ کچھ کہہ رہا"

وہ اس کے گرد اپنا حصار باندھتا اسے اپنے قریب کر گیا وہ اپنی لرزتی بانہوں کا حصار اس کے گرد باند گئی کہ کہیں وہ پھر سے دور جانے کا سوچے بھی نہیں۔

وہ نہیں جانتا تھا وہ کتنا ضروری ہو گیا تھا حرم کے لیے۔ پر یہ کہنا بے حد مشکل لگتا تھا۔

"آپ دور نہیں جائیں سلطان"

وہ اب بھی اس کے جانے پر سہمی سی تھی۔

"نہیں جا رہا پر اگر میں نہیں گیا تو آپ کی جان مشکل میں پھر سے ڈالوں گا میری ملکہ"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے جان لیوا سرگوشی میں بولا تھا جس پر وہ کچھ بھی نہ کہتی اس کے سینے میں سمٹی رہی۔

دل اتھل پتھل تھا پر وہ اسے خفا کرنے کی متمنی نہیں تھی۔ تبھی وہ نرمی سے تکیے پر ڈالتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا جس پر وہ حیا سے سرخ ہوتی آنکھیں موندے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

وہ نرمی سے اس کے شانے سے دوپٹہ نکال کر اپنی شرٹ کے پاس اچھالتا اس کی کالر بون پر جھکا تھا۔۔

اس کے جان لیوا دہکتے لمس پر وہ تڑپتی اس کی گردن میں ناخن گاڑ گئی وہ متبسم ہوتا اس کی کالر بون کو دانتوں میں دبا گیا۔وہ بری طرح سے سسکتی اپنے لب دانتوں تلے دبا گئی۔

وہ سر اٹھا کر کمرے میں جلتا لمپ بھی بند کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔

وہ نازک جان اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی اس کی دہکتی شدتیں برداشت کرنے لگی۔

★★★★★

سلطان راؤ جو ابھی ہی اٹھا تھا۔اپنے پہلو میں حرم کو نا پاتے اس کی کشادہ پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے

۔

وہ ایک جھٹکے میں بیڈ سے اٹھا تھا۔اور کچن کی جانب آیا جہاں اس کی ملکہ اس کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔

ساجدہ بیگم کچھ ہی دن پہلے عمرے پر گئیں تھیں۔وہ اس وقت سلطان محل میں اکیلے تھے۔

وہ حرم کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا اس کی گردن پر جابجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

وہ جو اپنے کام میں مگن تھی ایکدم سے سلطان راؤ کے حصار اور پھر جلتے لمس پر جی جان سے لرزی۔

"سس۔۔۔سلطان آفس نہیں جانا"

وہ بمشکل بولی تھی جبکہ وہ اب بھی اپنے کام میں مگن تھا۔

"نہیں"

ایک لفظ جواب۔حرم کی جان پر بنی اگر وہ گھر رہتا تو اسے ہلکان کیے رکھتا۔

"سلطان آپ پلیز آفس جائیں جب بھی آپ گھر ہوتے ہیں میرا جینا محال کیے رکھتے ہیں۔۔"

وہ کچن میں کام کر رہی تھی پر ان کے شوہر نامدار تھے جنہیں وقت بے وقت رومینس سوجتا رہتا تھا۔۔

"حرم جان یہ تو اب ظلم ہوا نہ مجھ معصوم پر کہ چھٹی کے دن بھی اب مجھے آفس جانے کے آڈر ملیں۔"

سلطان حرم کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا لہجے میں مظلومیت طاری کرتے گویا ہوا۔وہ اپنی بڑھتی ہوئی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے بمشکل کام میں دھیان لگانے کی کوشش کرنے لگیں۔

"میرے شرمیلے صنم ایک ماہ سے اوپر ہونے کو ہے۔ آپ ابھی تک اپنے سلطان کو سمجھیں ہی نہیں ہیں ۔۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے ان کی مہک اپنی سانسوں میں بساتے مدھم سرگوشی میں بولتے حرم کو کسی کام کا چھوڑنے کہاں والے تھے۔

"پلیز سلطان مجھے کام کرنے دیں نہ۔۔۔"

وہ ان کے ہاتھ اپنے گرد سے ہٹانے کی تگ ودو کرتے عاجزی سے گویا ہوا تو سلطان ایکدم سے اس کا رخ اپنی جانب گھماتے جنونی ہوا تھا۔۔

"جانم عاشقی جانتی ہو نہ مجھے نہیں اچھا لگتا جب تم مجھے اگنور کر کے دوسرے کاموں پر دھیان دیتی ہو ۔"

وہ ایک بازو سختی سے حرم کہ کمر کے گرد باندھتے دوسرے اس کے بالوں میں الجھے جنونیت سے بولتا حرم کو سہمنے پر مجبور کر گیا۔

"سس۔۔۔ سلطان مم۔۔۔ میں بس کام۔۔"

وہ شدید سہمتے بمشکل اتنا ہی بول پائی تھی آنکھوں میں نمی سی بھرنے لگی تھی۔

"ششش۔۔۔ تم جانتی ہو نہ مجھے ہر اس چیز سے نفرت ہے جو تمھاری توجہ کو اپنی جانب کھینچے۔ تم پر، تمھاری ہر سوچ پر، تمھارے دل پر، تمھاری سانسوں پر، تمھارے لمس پر بس سلطان کا حق ہے، اور کسی کا نہیں۔۔۔ سب جانتے ہوئے بھی کیوں پاگل کرتی ہو اپنے سلطان کو جانم عاشقی۔"

وہ بے صبری سے اس کے ایک ایک نقوش کو اپنے پوروں سے چھوتے ہنوز جنونی انداز میں بولا تھا کرسٹل گرے آنکھوں میں سرخیاں سی گھولی ہوئیں تھیں جو اس کی بانہوں میں کھڑی نازک سی پری کو سہما رہیں تھیں۔

"سلطان۔۔۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اس کے سینے پر سر رکھے آنکھیں میچ گئی۔ ایک یہی پناہ گاہ تھی جو اسے اس وقت سلطان کی جنونیت سے بچا سکتی تھی۔۔ اور ہوا بھی ایسے کہ جن آنکھوں میں جنونیت کی سرخیاں تھی اس میں نرمیاں اترتیں الفت کے رنگ اترنے لگے۔

وہ نرمی سے اس کے شانوں سے سیاہ بال ہٹاتے اس کے کندھے پر جا بجا اپنے دہکتے لمس مہکتے حرم کی سانسیں بکھرنے لگا۔

"میری زندگی۔۔۔ نشہ ہو تم سلطان کا حرم اگر کبھی مجھ سے دور ہوئی تو سلطان اپنے حواس کھو دے گا سب بھول جائے گا پاگل ہو جائے گا۔"

وہ اس کے کان کی لو پر لب کشائی کرتے مدھم آواز میں بولتا کچھ رنجیدہ سا لگا۔

"ایسا کیوں کہہ۔۔۔ رہے ہیں سلطان۔۔۔.. مم۔۔۔ میں کیوں چھوڑ کر جاؤں گی۔۔ آپ کو۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اپنی اوشن بلو آنکھوں میں آنسو لیے نم لہجے میں تڑپ کر بولی تھی۔

"پتہ نہیں حرم جب سے تمھیں پایا ہے ہر وقت ڈر سا لگا رہتا ہے کہ اگر تم مجھ سے دور ہو گئ تو کیا کروں گا میں۔۔۔ یہ سوچ ہی میری جان نکال لیتی ہے۔۔۔ کیسے جی پاؤں گا میں۔ میں تو تمھیں کچھ پل نہ دیکھو تو جان سی جانے لگتی ہے۔۔۔ دھڑکنے رکنے لگتی ہیں۔ میں نہیں رہ سکتا تم بن جانم اگر کبھی مجھ سے میرے جنون سے تنگ بھی آجاؤ تو خدارا مجھے محروم مت کرنا خود سے اپنا غلام سمجھ کر بس تھوڑی سی جگہ دے دینا اپنے پہلو میں۔۔ میں ساری عمر اسی پر گزارہ کر لوں گا پر تمھاری محرومی سلطان کے حواس چھین لے گی حرم۔"

وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتے نہ جانے کیوں آج ایسی باتیں کر کے اسے بھی تڑپا رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے یا نہیں پر اس ایک مہینہ میں سلطان کی ایسی لت لگی تھی اسے کہ وہ بھی اس کے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"پلیز آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں میں تو آپ کی ہوں نہ سلطان۔۔۔اپ کی بیوی ہوں اور اب ہمیشہ آپ کے پاس ہی رہوں گی۔۔۔ آپ تو میری وہ دعا ہیں جو خدا نے بنا مانگے ہی مجھے عطا کر دی۔میرے لیے میرے خدا کی طرف سے دیا تعفہ ہیں۔میری ہر سانس آپ کے نام ہے۔۔۔پھر بھلا میں کیوں دور ہونے لگی آپ سے۔۔۔ آپ پلیز یہ خیال آج کے بعد کبھی اپنے دل میں نہیں لائیے گا۔"

وہ کسی بھی طرح اسے مطمئن کرنا چاہتی تھی کیونکہ اس نے اکثر سلطان کو راتوں میں اٹھ اٹھ کر سجدوں میں روتا دیکھا تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ آخر کا بات کا ڈر وہ اپنے دل میں پالے بیٹھا تھا پر اس کی تڑپ اسے بہت تکلیف دے رہی تھی۔

"ہاں تم میری ہو ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا نہ پتہ نہیں وہ اسے بتا رہا تھا یا خود کو باور کروا رہا تھا۔پر جو بھی تھا بہت تکلیف دے تھا وہ اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔تو وہ بھی سختی سے اس کے گرد اپنا حصار کھینچ گیا۔

وہ جانتا تھا وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی پر یہ کافی تھا اس کے لیے کہ وہ اس کے پاس تھی اس کی دسترس میں تھی اور ہمیشہ اسی کی رہنے والی تھی۔

کبھی کبھی دل یہ چاہتا ہے

تمہاری شاموں کا حال پوچھوں

سوال پوچھوں

کہ فکر فردا میں کیسی گزری

یونہی کبھی میرا نام آیا...؟

تمہارے ہونٹوں پہ اک پل کو

میری محبت کی یاد مہکی...؟

کبھی تمہارے بھی راستوں میں

کبھی کسی دن

تمہاری صبح کے در پہ جاگی صدائے دستک...؟

کبھی عبادت کی کیفیت میں

تمہیں میرا بھی گمان گزرا...؟

تمہارے صحن دعا سے

میرا بھی دھیان گزرا...؟

کبھی تمہارے بدن پہ بھی

شب عذاب بن کے ٹھر گئ تھی...؟

کبھی کبھی دل یہ چاہتا ہے کہ سوال پوچھوں

مگر میں چپ ہوں

ہمارے درمیاں یہ جو دیوار اجنبیت ہے

یہ غنیمت ہے

اسی میں توقیر حرف ولب ہے

یہیں پہ ترک وطلب کی حد ہے

★★★★★

حال!

"شش۔۔۔شاہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں پلیز"

وہ اسے اپنی گردن سے سکاف نکالتا دیکھ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی تھی۔ بازل شاہ نے مخمور نظروں سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا جو دہک کر انگارہ ہو رہے تھے۔

"پروانہیں۔۔مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ اس وقت مجھے آپ شدت سے درکار ہیں۔۔۔ورنہ یہ تشنگی ضرور میرے دل کو بند کر دے گی"

وہ شروع میں لاپروائی سے بولتا آخر میں جنونی خیز لہجے میں بولتا لمظ کو گھبراہٹ و خیرانی میں بیک وقت مبتلا کر گیا تھا۔

کیا تھا یہ شخص ابھی ہی تو اسے ہوش آیا تھا۔اور وہ اپنی منمایوں پر اتر آیا تھا۔

"شاہ۔۔۔آپ دوماہ تین دن قومہ میں تھے پلیز ابھی آپ ٹھیک نہیں ہیں"

وہ اس کے بیرڈ بھرے چہرے پر ہاتھ رکھتی جو کافی بڑھ گئی تھی اور وہ کمزور بھی ہو گیا تھا پر وہ پھر بھی بے تحاشہ وجیہہ تھا اسے سمجھانا چاہ رہی تھی۔

"تو کیا چاہتی ہیں پھر سے قومہ میں چلا جاؤں"

وہ اس کی مزاحمت پر شدید تپا تھا۔وہ تڑپ اٹھی تھی تبھی غصے سے اٹھتی اسے بیڈ پر دھکیلتی اس پر جھکتی اس کی گردن میں دانت گاڑ گئی۔

بازل شاہ پہلے تو کچھ سمجھ ہی نہ پایا تھا پر خود پر جھکی اپنی شیرنی کو دیکھ اس کے دانتوں کی چبن پر مسکراتا اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار باندھتا اسے مزید خود میں بھینچتا وجود کو ڈھیلا چھوڑتا خود کو اس کے حوالے کر گیا۔

وہ جابجا اس کی گردن پر دانت گاڑتی اپنا غصہ نکال رہی تھی۔

"آئی ہیٹ یو۔۔۔۔برے۔۔۔بہت برے ہیں آپ"

وہ تھک پر وہیں اس کے سینے پر گرتی پھوٹ کر روتی اس کے سینے پر ہاتھ مارتی روندھی آواز میں بولی تھی۔

"کیا ہوا تھک گیا میری روندو بے بی"

وہ اس کی کمر سہلاتا محبت والفت سے بولا تھا۔جو سسکتی گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی جیسے بہت مشقت کر کے آئی ہو۔

"کیوں۔۔۔کیوں کرتے ہیں میری ساتھ ایسا ترس نہیں آتا نہ زرہ سا بھی مجھ پر"

وہ مکا اس کے سینے پر مارتی غصے سے روتی چلائی تھی۔ بازل شاہ نے اس کا نازک ہاتھ تھامتے اس پر اپنے لب رکھے تھے۔

"آپ کو بھی تو ترس نہیں آرہا نہ اس وقت اپنے شاہ پر میرے جنون"

وہ اپنے سینے پر پڑی اس نازک سی جل پری کو محسوس کرتا مخمور ہو رہا تھا۔ وہ اس کی بات پر سرخ گلال ہوئی تھی۔

"آپ جانتے ہیں نہ۔۔۔ آپ کے بنا نہیں جی سکتی پھر بھی میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ بہت محبت کرتی ہوں آپ سے شاہ۔۔۔ آپ نہیں سمجھتے مجھے"

وہ نم لہجے میں بے بسی سے بولتی پھر سے رونے لگی تھی۔ بازل شاہ کی اب بس ہوئی تھی۔ وہ جل پری تو اسے رو رو کر اپنے آنسوؤں سے ڈبونے پر تلی تھی۔

وہ کروٹ بدلتا اس کا سر تکیے پر ڈالتا اس کی نم آنکھوں پر جھکتا اس کے موتی اپنے لبوں پر چن گیا وہ لرزتے دل کے ساتھ آنکھیں موند گئی کیونکہ فرار ممکن نہیں تھی۔

وہ بے خود ہوتا اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر اپنا لمس چھوڑنے لگا اور بار بار چھوڑنے لگا بے حد نرمی سے اور اس کا یہ انداز لمظ ابراہیم کو بے حد ڈراتا بے قرار کرتا تھا۔۔

اور وہ ظالم پھر سے اسی ظالمانہ انداز میں بے حد نرمی سے اپنے لمس کے پھول اس کی دھڑکنیں کی یکبارگی پر ان کے سنگ کھلاتا اسے ہلکان کرنے لگا۔

"شاہ۔۔۔شاہ مت کریں"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی خود پر ضبط کرتی بھرائی آواز میں بولی تھی۔ پر وہ بے رحم بنا رہا۔

لمظ کو اپنے وجود میں برقی لہریں اٹھتی محسوس ہونے لگیں تھیں سانیس بری طرح سے پھول گئیں تھیں

۔

"پلیز سس۔۔ساحل پلیز"

وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں بھرتی بے بسی سے ملتجی ہوئی۔ جس پر وہ رحم کھاتا سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا جو بری طرح سے کپکپاتی گہرے گہرے سانس بھرتی بے جان ہونے کو تھی۔

" میرے جانِ جنون بازل شاہ بھی آپ کو بے حد چاہتا ہے آپ جنون و دیوانگی ہیں میری۔۔میرے عشقِ طلب"

وہ اس کی ناک سے ناک جوڑتا اس کی مہکتی سانسیں انہیل کرتا دیوانگی ووارفتگی سے بولا تھا لمظ ابراہیم نے لرزتے دل کے ساتھ اپنی سیاہ کنتھائیں آنکھوں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا جو اس کا عشقِ محرم تھا

۔

"میں اب آپ کو کہیں جانے نہیں دوں گی شاہ"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی اب بھی اس کے دور جانے پر سہمی ہوئی تھی۔

"نہیں جاؤں گا میری زندگی"

وہ اس کے دونوں ہاتھ چومتا اسے یقین دلاتے بولا تھا۔

بازل شاہ نے پر شدت لمس اس کی ٹھوڑی پر چھوڑے پھر سے اس کی سانسوں کو اپنا قیدی بنایا تھا۔

جس پر وہ خود سپردگی کے عالم میں اس کی گردن کے گرد اپنا بازو حائل کر گئی۔

وہ بیسن پر جھکی نڈھال سی ہو رہی تھی آنسو تواتر آنکھوں سے گر رہے تھے وہ منہ پر پانی کے چھنٹے مارتی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی باہر آئی تھی۔

ابھی تو اس نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔

ریان ملک جو جم روم سے ابھی آیا تھا۔ ستارہ کو روتا دیکھ تیزی سے اسے تھام گیا۔

"ہیے مائے سٹار کیا ہو میری جان"

وہ اسے پیٹ پر ہاتھ رکھے روتا دیکھ تڑپ ہی اٹھا تھا۔ وہ اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"یان یپ۔۔۔ پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔۔۔ بہت درد ہو رہا ہے پیٹ میں اوو۔۔۔ اور وامٹنگ بھی ہو رہی ہیں صبح سے عجیب سی طبیعت ہو رہی تھی۔

ایک پل کو تو وہ متفکر ہوا تھا پر اس کی بات سمجھ آتے وہ نرمی سے بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے بیڈ پر ڈال گیا۔

"بس بس میرا پیارا بے بی میں ابھی ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"

وہ اس کی نم آنکھیں چومتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔

وہ اس کے سینے سے لگتی سسکیاں لے رہی تھی ریان ملک نے مونا کو کال کرتے لیڈی ڈاکٹر کو بلوایا تھا۔

"میری جان بس کریں مزید ہلکان نہیں کریں خود کو"

وہ نرمی سے اس کے ہاتھ چومتا فکر مند دیکھائی دے رہا تھا۔

"یان بب۔۔ بہت ہرٹ ہو رہا ہے"

وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی آنسو بہاتی بولی تھی۔ ریان ملک کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی کمر سہلانے لگا۔

تبھی ڈور ناک کرتے حرم اور سدرہ روم میں آئیں تھی۔

"ریان کیا ہوا میری بچی کو ابھی مونا نے بتایا"

حرم متفکر سی ان کی جانب آتے بولی تھی۔

ستارہ کو مزید رونا آیا تھا۔

"وامٹنگ ہو رہی ہیں مام اور پیٹ میں بھی درد ہے"

وہ آگاہ کرتے خوامخواہ سرخ ہوا تھا۔

جبکہ اس کی بات سنتے حرم کو ایک جھٹکا سا ہوا۔ کہیں وہ جو سوچ رہیں تھیں۔ وہ تو نہیں۔

"ریان بیٹا تم ہٹو ذرہ"

وہ ریان ملک کو اشارہ کرتیں اجلت سے بولیں تھیں۔

وہ ان کے کہنے پر نرمی سے ستارہ کو چھوڑتا اٹھا تھا۔ حرم اس کی جانب آئیں تھیں۔

"میری جان مجھے لگتا ہے آپ مما کے درجے پر فائز ہونے والی ہیں۔ تو سٹریس مت لیں پیاری گڑیا"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتی سرگوشی میں بولیں تھیں ان کے لہجے میں خوشی کی کھنک محسوس کرتے اور ان کی بات سنتے ستارہ پل میں سرخ گلاب ہوئی تھی۔

دل عجیب سے احساس سے دھڑکا تھا۔ سدرہ سمجھ گئی تھی کہ حرم نے کیا سرگوشی کی تھی۔۔

تبھی مونا لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ روم میں داخل ہوئی تھی۔

"آپ لوگ پلیز سب باہر جائیں مجھے سکون سے ان کا چیک اپ کرنے دیں"

ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں سب سے مخاطب ہوئی تھی۔ ستارہ حرم کا ہاتھ تھام گئی۔

"مما پلیز آپ میرے پاس رہیں"

وہ جیسے رو دینے کو تیار تھی۔ ریان ملک نے لب کچلے تھے اپنی شائے سٹار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر۔

"ریان بچہ آپ بھی آجائیں"

سدرہ باہر کی جانب بڑھتی اسے بھی ساتھ آنے کو کہا تھا۔ وہ ایک نظر ستارہ پر ڈالتے ان کے پیچھے بڑھا تھا۔

سب بے چینی سے باہر انتظار میں تھے تبھی ڈاکٹر کے ساتھ حرم باہر باہر آئیں تھیں۔

"میں دادی بننے والی ہوں ریان اور تم پاپا بننے والے تھے"

ریان ملک تو سنتے جیسے ساکت ہوا تھا۔ مونا مسکرائی تھی۔ آیان ملک جو ابھی جوگنگ سے واپس آیا تو تھا حرم کی بات سنتے اچھل پڑے۔۔

" اوئے بلے بلے۔۔۔ اوئے ہوئے میں چچا بن گیا۔۔ مام میں چچا بن گیا۔۔ گرین ٹی میں چچا بن گیا ۔یاہو۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا"

وہ تو جیسے خوشی سے پاگل ہو گیا تھا ریان ملک فوراً اندر اپنے روم بھاگا تھا۔

سلطان راؤ جو شور سنتے روم سے باہر آئے تھے وہ اچھل کر ان سے لپٹ گیا۔

"سلطان ڈیڈ میں چچا بن گیا"

وہ خوشی سے چلایا تھا وہ اتنا خوش تھا کہ اس کی آنکھوں میں نمی چھلکنے لگی تھی۔

اور یہ منظر اتنا دل فریب تھا کہ وہ بے ساخت اسے دیکھے گئی۔ دل تو کافی عرصے سے خاموش سا ہو گیا تھا آج پھر شور مچانے لگا تھا۔

وہ ساکت ہوئی تھی اپنی بے خودی اور دھڑکنوں کی بغاوت پر۔

ادراک کا ایک لمحے تھا جیسے۔۔۔ جو مائمہ مجید کے دل وجان پر نازل ہوا تھا۔

اسے ارد گرد ہر چیز تحلیل ہوتی محسوس ہوئی تھی سب کچھ ہوا تھا بچا تھا بس تو آیان ملک ۔۔۔ ہر طرف ہر سو بس وہی تھا مسکراتا کھکھلاتا۔

بلیک ٹراوزر شرٹ پہنے جو اس کے کسرتی وجود سے چپکی ہوئی تھی۔سیاہ رنگ اس کی سرخ وسپید رنگت نمایاں کر رہا تھا۔

پیشانی پر بکھرے براؤن بال جو اس وقت اس کی پیشانی پر بکھرے ہوئے اسے بے حد وجیہہ بنا رہے تھے۔

وہ بمشکل خود کو سنبھالتی موڑی تھی اور بھاگنے کے انداز میں وہاں سے اپنے روم میں بھاگی تھی۔

محبت ہو گئی ہے پھر سے شاید"
میں پھر سے چاند کو پانے چلی ہوں
بہت روئی تھی جو ایک بار کر کے
"وہ غلطی پھر سے دہرانے چلی ہوں

★★★★★

وہ روم میں آیا تو ستارہ اسے دیکھتی شرمگیں سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے نظریں جھکا گئی۔

"تھینک یو۔۔۔ تھنک یو سو مچ میرے جان۔۔۔ مم۔میں بہت خوش ہوں بیان نہیں سکتا اپنی خوشی کی انتہا"

وہ اسے خود میں بھینچتے خوشی سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔وہ حیاز دہ ہوتی آنکھیں موند گئی۔

"مام ڈیڈ کی محبت کیسی ہوتی ہے میں نہیں جانتا۔ ہمارے ڈیڈ آرمی میں تھے ایک آپریشن میں شہید ہو گئے۔ ہماری مما یہ صدمہ برداشت نہیں کر پائیں پھر ہمارے پیدا ہوتے ہی وہ بھی ان کے پاس ہی چلی گئیں۔

پھر بوا حلیمہ ہمیں اپنے ساتھ لے گئیں وہ ہمارے گھر کچن کا کام سنبھالیں تھیں ہمارے گھر ہمارے ساتھ کسی فرد کی طرح ہی رہتیں تھیں۔

ان کی اولاد نہیں تھی شوہر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

انھوں نے لوگوں کے کام کر کے ہمیں پالا ہمارے لیے ہماری ماں باپ وہیں تھی۔

اور پھر ایک دن وہ بھی ہمیں چھوڑ گئیں اس ظالم دنیا میں اکیلا۔

ہم تیرہ سال کے تھے اس وقت۔ آیان بہت نازک سا تھا ذرہ سی تکلیف پر بیمار ہو جاتا تھا۔ حلیمہ بوا کے جانے کے بعد وہ بہت بیمار ہو گیا تھا۔

مالک مکان نے بھی ہمیں گھر سے نکال دیا۔ میں بیمار آیان کو لے کر فٹ پاتھ پر بیٹھا رو رہا تھا تبھی جے اور بازی نے ہمیں دیکھا اور پھر ہمیں اپنے ساتھ لے آئے راؤ پیلس۔

آیان کو اتنی محبت دی کہ وہ آہستہ آہستہ نارمل ہو گیا تھا۔ وہ ہم سب سے چھوٹا تھا بازی کا لاڈلا۔

وہ خود بھی اس وقت سولا سال کا تھا پر ہمیں پڑھایا ڈاکٹر بنایا۔ ہمارا خیال ایسے رکھا جیسے ایک باپ اپنے بچوں کا رکھتا ہے۔

وہ ہم سب سے بہت محبت کرتا ہے ہمارے لیے بھی سب سے زیادہ بڑھ کر ہے وہ"

وہ بولتے چپ ہوا تھا آنکھیں سرخ ہو رہیں تھیں۔ستارہ کی آنکھوں سے بل بل آنسو گر رہے تھے۔

"شش۔۔۔روئیں نہیں میری جان"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت والفت سے بولا تھا۔

"آیان تو پاگل ہو رہا ہے خوشی سے۔آپ خوش ہیں نہ میری جاناں"

وہ نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے پوچھ رہا تھا۔وہ سرخ ہوتی سر جھکا گئی۔

"مم۔۔۔مجھے شرم آرہی ہے بہت یان"

وہ اس کے سینے میں سر چھپائے بمشکل بولی تھی۔

وہ مسکراتا اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا شدت سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کی شرمگیں مسکراہٹ اپنے دل میں جذب کر گیا۔

وہ آنکھیں میچتی بے ساخت اس کی شرٹ کی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

وہ اس کی سانسوں کی مہک اپنے اندر اتارتا نرمی سے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی کالر بون پر جھکا تھا۔

وہ اتھل پتھل سانسوں کے ساتھ اس کے شانوں کو تھام گئی۔اس کی شدتیں برداشت کرتی وہ پور پور نم ہوئی تھی۔

وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا جا بجا اس کی شہ رگ پر اپنا جنونیت بھرا لمس چھوڑنے لگا تھا۔

"یان۔۔۔۔پپ۔۔۔پلیز سب باہر ہیں"

وہ اس کے شانے کو جھنجھوڑتے اسے ہوش دلانے لگی تھی۔ جو مدہوش سا اسے اپنے دہکتے لمس میں بھگوتا ہلکان کیے جا رہا تھا۔

اس کی پکار پر وہ بمشکل سر اٹھاتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔

"شکریہ میری جان مجھے اتنا خوبصورت تحفہ دینے کے لیے"

وہ اس کی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت بے تحاشہ چومتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

★★★★★

عالم راؤ کی آنکھ کھلی تو سر جھکا کر اپنے سینے پر پڑے اس روئی سے وجود پر نظر ڈالی جو اس کی شرٹ میں اس کی بانہوں میں بکھری پڑی تھیں۔

عالم راؤ کے لبوں پر آسودہ سی مسکراہٹ رقص کر گئی۔ رات وہ سہمی سی اس کی بانہوں میں بکھرتی اس کے دہکتے ہر لمس پر عشقِ رقصم تھی۔

" ہیے مائی گولڈن ڈول۔۔۔میری جاناں میرے عشقِ من۔۔۔ آنکھیں کھولیں نہ جان سلطان بے چین ہے ان سنہری آنکھوں کے رنگ دیکھنے کو"

وہ اس کی لانبی مژگان کو اپنے پوروں سے چھوتے مدھم سرگوشی میں محبت و عشق سے بولا تھا۔

جس کی رنگت ابھی بھی گلال بکھر رہی تھی عنابی لبوں سرخیاں چھلکاتے اسے بے خود کر رہے تھے۔وہ بری طرح سے بہک رہا تھا۔

اور وہ نازک جان اس کی قربت سے ہلکان ابھی ہی تو سوئی تھی پر عالم راؤ کو نیند بھی کہاں آئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سریوں بعد وہ اس کی بانہوں میں تھی۔

وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس کی گردن سے بال ہٹاتے اس کی شہ رگ پر جھکا تھا۔ مونچھوں کی چبن اور دہکتے لمس پر وہ بے چین ہوئی تھی۔

عالم راؤ اس کے چہرے پر بکھری بے چینی دیکھ مسکرایا تھا آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔

"آئی لو یو جانِ جہاں"

وہ اس کی سماعت میں دلفریب سرگوشی کرتا اس کے کان کے قریب اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

"جان"

وہ بے چین ہوتی غنودگی میں جھنجھلائی تھی۔ جس پر وہ مزید پھیلتا اس کی بیوٹی بون پر نرمی سے بائٹ کرتا اسے تڑپا گیا۔

"جان۔۔۔ گندے آئی ہیٹ یو"

وہ اس کے شانے پر مکا رسید کرتی چلائی تھی۔ پہلے ہی یہ شخص اسے اپنی شدتوں سے نڈھال کر رہے مانا تھا اور ابھی تو کچھ دیر پہلے وہ سوئی تھی اور پھر سے وہ اپنی بے باک منمانیوں پر اتر آیا تھا۔

"آئی لو یو ٹو میری جاناں"

اس کے الفاظ اس پر الٹا اثر کر رہے تھے جیسے تبھی اس کا جواب الٹا ہی دیتا۔وہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے اپنا لمس چھوڑنے لگا تھا۔

"بب۔۔۔بات نہیں کروں گی۔۔۔مام کو بتاؤں گی ڈڈ۔۔۔ڈیڈ کو بھی"

وہ بری طرح سے کپکپاتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔

"کیا بتائیں گی مام ڈیڈ کو یہ جان نے آپ سے بہت سارا پیار کیا۔۔۔اپنی شدتوں سمیت آپ کی مدح سرائی کی۔یا یہ کہیں گی کہ جان نے آپ کے اس سنہری حسن کو خراج تحسین پیش کیا"

وہ بہت بے باک ہو رہا تھا رات سے اپنی حرکتوں اور باتوں سے اس کی جان جلا رہا تھا۔

"آپ میرے جان نن۔۔۔نہیں ہیں۔۔آپ گندے ہیں"

وہ غصے سے بولتی اس کے برہنہ سینے پر اپنے دانت گھاڑتی اپنا غصہ نکالنے لگی۔

اس کی طبیعت پہلے ہی بڑی چڑچڑی سی رہنے لگی تھی ایک عجیب سی ضدی ہونے لگی تھی وہ۔بات بے بات غصہ انے لگتا تھا۔اور یہاں تق عالم راؤ نے رات سے اسے نڈھال کر رکھا تھا۔

عالم راؤ کے لبوں پر ایک مسرور سی مسکراہٹ بکھری تھی۔اس کی معصوم سی پری تو جنگلی بلی بن گئی تھی۔

"برے۔۔۔گندے"

وہ سانس لینے جو سر اٹھاتی پھولی سانسوں کے درمیان بولتی اب کی بار اس کی گردن پر دانت گاڑ گئی۔

عالم راؤ اسے اپنے سینے پر ڈالتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا مدہوشی سے اس کے شانے سے شرٹ کھسکاتا اس کے شانے پر جنونیت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔

وہ جو اپنے تیز دانتوں سے اس کی گردن زخمی کر گئی تھی اپنے شانے پر اس ساحر کا ظالمانہ دہکتا لمس محسوس کرتے اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرنے لگی۔

عالم راؤ نے سر اٹھاتے اس ظالم بنی پری کو دیکھا تھا جس کے لبوں پر لگا اس کا خون اسے متبسم کر گیا۔

وہ کوئی حسین چڑیل لگ رہی تھی۔ وہ انگوٹھے کی مدد سے اس کے لبوں سے خون سمیٹتا اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا اسے خود پر جھکتا اس کی سرخ نم پنکھڑیوں کو اپنی حراست میں لے گیا۔

وہ بری طرح سے جھٹپٹائی تھی۔ جیسے وہ بنا خاطر میں لائے شدت جنونیت پر اتراتا اس کی سانسوں کو خود میں جزب کرنے لگا تھا۔

ہیزل کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر آتا محسوس ہو رہا تھا سانسیں اس ظالم کی قید میں رک رک سی رہیں تھیں۔

وہ کروٹ بدلتا اس کی بے آہنگ سانسوں کو دو پل کی آزادی دیتا ابھی اس نازک جان نے سانس بھری ہی تھی کہ وہ پھر سے بے رحم بنتا اس کی کھنچی سانسوں کو اپنے اندر سمیٹ گیا۔۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔

پاؤں سے دونوں پر بلینکٹ کھینچتے وہ پھر سے اس کے حواس ٹھکانے لگانے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا ہیزل کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں۔

وہ نفی میں سر ہلاتی بری طرح سے مزاحمت کرنے لگی۔وہ کچھ پل رحم کرتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا ہاتھ بڑھا کر پھر سے لائٹ گل کرتا اس کی جان مشکل میں ڈالنے کو اس نازک سی پری کو اپنی بانہوں میں بھر گیا۔۔

"جان پلیز پلیز نو جان"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے باز رکھنے لگی۔پر وہ کہاں سننا چاہتا تھا۔

"دو ماہ کی دوری ہے میرے عشقِ من آپ کا جان پل پل مرا ہے آپ کے بنا۔۔۔مجھے یقین تو کرنے دیجیے کہ آپ میرے پاس ہیں"

"پلیز جان نہیں۔۔۔مجھے کچھ ہو رہا ہے"

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔وہ اس کے رونے پر ایکدم سے بوکھلایا تھا۔ تیزی سے ہاتھ بڑھا کر سائٹ لیمپ آن کیا تھا۔

"ہیے میری جان سوری۔۔۔ایم سوری میرے جہان"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتا اس کے لرزتے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹ گیا۔

"کیا ہوا میرے بے بی کو بتائیں۔۔۔میرے جہان آپ کے جان کے دل کو کچھ ہو رہا ہے"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے آنسو سے تر چہرہ دیکھ تڑپ کر گویا ہوا تھا۔

" جج۔۔۔جب آپ چلے گئے تھے تو تھوڑا سے دن بعد مجھے بہت ساری وامٹنگ آتیں تھیں پپ۔۔۔پیٹ میں بھی بہت درد ہوتا ہے اور بب۔۔۔ بہت ساری بب۔۔۔ بھوک لگتی ہے۔۔رات کو بھی لگتی تھی۔۔پپ۔۔۔پر نہیں تھے مجھے آپ چاہیے تھے۔پھر غصے سے نہیں کھاتی تھی۔پھر زیادہ تکلیف ہوتی۔۔بہت سارا روتی تھی سر میں بھی درد ہوتا تھا"

وہ جیسے جیسے آنسو گراتی بتا رہی تھی عالم راؤ کو لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کا دل نوچ رہا تھا۔

ہاں وہ اسے نڈھال دیکھتا تھا پر وہ نہیں جانتا تھا وہ اتنی تکلیف میں تھی۔

" بس بس میرے جہان معاف کر دیں۔معاف کر دیں اپنے جان کو ہم ابھی ہوسپٹل چلتے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا"

وہ اس کی آنکھوں پر لب رکھتے پریشان ہوتا اسے خود میں بھینچ گیا۔ذہن و خرد میں الگ سے سوال اٹھنے لگے تھے۔

★★★★★

وہ دونوں اس وقت ہوسٹل میں تھے۔ڈاکٹر کو جب اس کی طبیعت کے بارے میں بتایا تھا تو اس نے انھیں گائناکالوجسٹ کے پاس بھیجا تھا۔

جو اس وقت ہیزل کا چیک اپ کرتیں باہر آئیں تھی ہیزل کو جو محسوس ہو رہا تھا وہ سچ نکال تھا۔

"کانگریجولیشنز مسٹر راؤ۔۔۔یو آر گوئنگ ٹو بی آ فادر۔۔۔بٹ یہ بہت کمزور ہیں آپ کو ان کا بہت سارا خیال رکھنا ہے"

وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔عالم راؤ نے ڈاکٹر کی بات پر ہنسا تھا۔۔۔

اور پھر خوشی سے ہنستا چلا گیا۔اٹھتے وہ ہیزل کی جانب آتا اس کی ویسٹ پر بازوں حمائل کرتا اسے اٹھا کر گھما گیا۔وہ سرخ ہوئی تھی ڈاکٹر کے سامنے اس دیوانے کی حرکت پر۔

ڈاکٹر نے چہرے پر خیر ان مسکراہٹ سجائے اس انوکھے شوہر کو دیکھا تھا۔

"ہیے۔۔۔میرے جان۔۔۔اللہ یہ سچ ہے۔میرے دلبر سنا آپ نے ہم مم ڈیڈ بننے والے ہیں"

وہ خوشی سے کھلکھلایا تھا ہیزل نے مسکراتے اس شخص کی دیوانگی و محبت کو اپنی آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارہ تھا۔

وہ نرمی سے اسے چیئر پر بیٹھتے ڈاکٹر کی جانب آتا چیک سائن کرتا اس کی جانب بڑھا گیا۔

"یہ آپ کا انعام ہے ڈاکٹر آپ نے مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوش خبری سنائی ہے"

وہ خوش سے جیسے دیوانہ ہو رہا تھا۔

"مسٹر راؤ اس کی ضرورت نہیں ہے یہ ہماری ڈیوٹی ہے"

وہ نرم سا مسکراتی انکار کر گئی۔

"یہ بھائی کی طرف سے ایک بہن کو تحفہ ہے رکھ لیں"

وہ ڈاکٹر عائشہ کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا تھا۔ ہیزل کو مزید عشق ہوا تھا اس ساحر سے۔
تو وہ مسکراتی تھام گئی۔ پر چیک پر رقم دیکھ ان کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں۔
"یی۔۔۔ یہ بہت زیادہ ہیں مسٹر راؤ پلیز"
وہ چیک دیکھتے ہکلائیں تھیں۔
"بھائی کہیں مجھے ڈاکٹر عائشہ اور تعفہ چھوٹا بڑا نہیں ہوتا اپنے بیٹے کا کسی اچھی جگہ علاج کروائیں۔ اور اسے ایک اچھا انسان بنائیں"
وہ نرم تاثر چہرے پر سجائے بولا تھا عائشہ نے خیرت سے اس شخص کی جانب دیکھا تھا۔ جیسے اس نے آج پہلی بار دیکھا تھا بس اتنا پتہ تھا وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی کا مالک تھا سوشل میڈیا پر بھی وہ سرے سے غائب تھا شاید اسے مشہور ہونے کچھ حاص پسند نہیں تھا۔
پر ایک زمانہ اسے جانتا تھا۔
پیدا ہوتے اس کے بیٹے کے دل میں سوراخ تھا۔ اگر جلدی ہارٹ ٹرانسپلانٹ نہیں ہوتا تو وہ بس کچھ دنوں کا ہی مہمان تھا۔ اور وہ ابھی بہت چھوٹا تھا تو پاکستان میں اس علاج بھی ممکن نہ تھا اس نے ہر جگہ کوشش کی تھی وہ ایک سنگل پیرنٹ تھی۔
شوہر طلاق دے کر اسے چھوڑ کر جا چکا تھا۔
آپ کیسے جانتے ہیں"

وہ بمشکل بولی تھی۔

"کیا فرق پڑتا ہے۔اب جلدی سے میرے بھانجے کو ٹھیک کر کے میرے پاس لائیں۔اور اگر کوئی بھی پریشانی ہو تو یہ کاڈر کھ لیں بس ایک کال کر دیجیے گا بھائی کو۔۔۔میں خاضر ہو جاؤں گا"

وہ عاجزی سے بولتا سر خم کرتا ہیزل کو لیے وہاں سے نکل گیا تھا عائشہ نم آنکھوں سے اس فرشتہ صفت انسان کو جاتا دیکھ کر رہ گئی۔

دل سے بے تحاشہ دعائیں نکلیں تھیں۔

★★★★★

ماضی!

سلطان۔۔۔سلطان آٹھ جائیں پلیز آپ کو آفس نہیں جانا کیا"

رات بھر سوتا نہیں تھا اور آفس جاتے وقت اسے سو سو بہانے سوجتے تھے۔

"سلطان پلیز اٹھ جائیں آٹھ بج گئے ہیں"

وہ اسے شانوں سے تھام کر جھنجھوڑتی اب کی بار جھنجھلائی تھی۔

سلطان راؤ ایکدم سے مڑتا ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے سینے پر گرا گیا اچانک ہونے والی اس افتاد پر اس کی چیخ نکلی تھی جیسے وہ پھرتی سے کروٹ بدل کر بیڈ پر ڈالتا اپنے اندر جذب کر گیا۔

حرم کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھی اس کا دہکتا لمس محسوس کرتے جو پوری شدت سے اس کی سانسیں کھینچتا اسے ہلکان کرنے کے درپے ہوا تھا۔

حرم کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔سانسوں کی تنگی پر وہ اس کی کی گردن میں ناخن گاڑ گئی تھی۔

جس ہر وہ مزید جنونی ہوتا اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرنے لگا۔

وہ لبوں پر ہوتی جلن پر اس کے کندھے پر مکے برسانے لگی تبھی وہ اس پر رحم کھاتا اس کی سانسیں کو آزادی دیتا اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اس کی مہک اپنی سانسوں میں بھرنے لگا۔

"سس۔۔۔سلطان میری جان نکال دی"

وہ نم آنکھوں سے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے بولی تھی۔

"کس نے کہا تھا اپنے سلطان کو صبح صبح بہکانے آئیں"

وہ اس کے سیاہ نم بالوں کو مٹھی میں بھرتے ان کی خوشبو اپنے اندر اتار تا مدہوش سے بولا تھا۔

وہ روہنسا ہوئی تھی۔

"آپ کب نہیں بہکتے سلطان"

وہ کانچ سی نیلی آنکھوں میں خفگی لیے بولی تھی۔اور سلطان راؤ کو یہ بھی اپنی ملکہ کی ادا لگی تھی۔

جو اس وقت اپنی آنکھوں کے ہم رنگ خوبصورت سے لباس میں بنا کسی مصنوعی آرائش کے بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔

تبھی وہ دیوانہ ہوتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا۔وہ جی جان سے لرزی تھی۔

"آپ تو ہر روپ میں جان لیوا ہیں میری ملکہ"

وہ اس کے دلکش روپ کو تکتا اس کے رخسار پر لب رکھ گیا۔

"آپ تو ہر روپ میں جان لیوا ہیں میری ملکہ"

وہ اس کے دلکش روپ کو تکتا اس کے رخسار پر لب رکھ گیا۔

"آج تیار رہیے گا ہم شام کو ڈنر پر چلیں گے۔اور میری شہزادی کا بھی خیال رکھیے گا"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کے پیٹ کو انگلیوں سے مس کرتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔

"سلطان اگر بب۔۔۔بیٹا ہوا تو"

وہ گھبرائی تھی یہ کہتے ہوئے بھی کیونکہ سلطان راؤ ہر وقت بیٹی کی رٹ لگائے رکھتا تھا۔

"تو ہم پھر سے ٹرائے کر لیں گے"

وہ اس کی نیلی کانچ سی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتا شریر انداز میں بولا تھا وہ سرخ ہوتی اس کے سینے پر مکہ جھڑ گئی۔

"آہ۔۔۔دیکھ لو میرا بچہ آپ کی مم آپ کے ڈیڈ پر کتنا ظلم کرتی ہیں"

وہ مصنوعی بے چارگی سے بولتا شکایت کر رہا تھا۔حرم نے ایک مکا اور اس کے سینے پر جھڑتے اس کے پہلو سے اٹھتے بھاگنے کی کی تھی۔

سلطان راؤ کا قہقہہ بے ساخت تھا۔

"میری ملکہ کہاں جا رہی ہیں اپنے سلطان کو بے قرار کر کے۔۔ یہاں تو آئیں مجھے ڈریس کون نکال کر دے گا اور تیار کون کرے گا۔"

وہ بیڈ سے اٹھتا مسکاتے لہجے میں بولا تھا۔

"خود ہی ہو جائیں پہلے ہی دیر کر دی ہے آپ نے"

وہ دروازے سے جھنکتی بھنائی ہوئی بولی تھی۔ سلطان راؤ اسے دیکھتا اس سے پہلے کے اس تک پہنچتا وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی جس پر وہ قاتلانہ انداز میں مسکراتا واش روم میں گھس گیا تھا۔

★★★★★

حال!

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑیں غائب دماغی سے خود کو دیکھ رہیں تھیں۔

جب پیچھے سے کسی نے انھیں اپنے حصار میں لیا تھا وہ ایکدم سے سہمی تھیں جیسے سلطان راؤ نے اچھے سے محسوس کیا تھا۔

"کیا ہوا حرم میری ملکہ میں ہوں"

وہ انھیں تھام کر اپنے سامنے کرتے نرمی سے بولے تھے۔ جس پر وہ سلطان راؤ کو دیکھتی اپنی آنکھیں نم کر گئیں۔

وہ تڑپ اٹھے تھے اپنی ملکہ کی کانچ سی نیلی آنکھوں میں آنسو دیکھ۔

"سلطان"

سسکی کی مانند لبوں سے آزاد ہوا تھا۔

"جی سلطان کی ملکہ"

وہ ان کے کمر میں بازو حائل کرتے ان کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے محبت و الفت سے ہمہ تن گوش ہوئے۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے بہت"

وہ ان کے سینے پر پناہ لیتیں بے حد خوفزدہ نظر آ رہیں تھیں۔ دھڑکنیں بری طرح سے کپکپا رہیں تھیں۔

"ایسا کیوں میری جانم۔ آپ اپنے سلطان کی موجودگی میں بھی خوف زدہ ہیں"

وہ ان کی پیشانی پر لب رکھتے برجستگی سے گویا ہوئے تھے۔

"مجھے اب ہجر نہیں کاٹنا سلطان، بہت نڈھال ہو گئی ہے آپ کی ملکہ آپ کی بارہ سال کی دوری پر۔ میں کبھی کہہ نہیں سکی سلطان پر آپ میرا سب کچھ ہیں۔۔۔ مجھے کہنا ہی نہیں آیا"

وہ اس کے وجیہہ چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے کرب سے بولیں تھیں۔ سلطان راؤ کی نظروں سے بے قراری سے ان کے ہر نقوش کو خفظ کیا تھا۔

"مجھے آپ سے کہنا ہے سلطان۔۔۔ سب کچھ جو میں اٹھائیس سال نہ کہہ سکی۔ کہ آپ کی ملکہ آپ سے بہت محبت کرتی ہے سلطان بہت زیادہ"

وہ اس کی تھوڑی پر اپنے لب رکھتیں سسکتے ہوئے بولیں تھیں سلطان راؤ کو تو اپنی دنیا رکتی محسوس ہوئی تھی۔

کتنا انتظار کیا تھا انھوں نے اپنی ملکہ کے منہ سے یہ الفاظ سننے کے لیے۔

ایک عمر تڑپے تھے وہ "ایک لفظ محبت "کا سننے کو ہر پل ہر گھڑی انتظار کیا تھا انھوں نے اپنی ملکہ کے منہ سے اقرار سننے کو۔

"تب سے جب آپ کو فلیٹ میں اپنے لیے تڑپتہ دیکھا تھا۔ آپ کی وہ دیوانگی حرم وحشت زدہ ضرور کرتی تھی پر اس دیوانگی کے بنا حرم ادھوری تھی یہ نہیں بتا پائی آپ کو۔ آپ کی محبت آپ کا عشق تو امرت بن کر میری رگوں میں دوڑنے لگا تھا۔"

وہ اوپر کو ہوتیں ان کی پیشانی پر لب رکھتے اپنے الفاظوں سے اپنے لمس سے ہر طرح سے آج اظہار کرنا چاہتیں تھیں۔

وہ نہیں چاہتیں تھیں آج ان کے سلطان کے دل میں کوئی تشنگی بچے۔

سلطان راؤ کو تو اپنے ارد گرد ہر چیز ہوا کے ساتھ ہی خلا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

فضاؤں کو معطل کرتی فضائیں سلطان راؤ کے دل کو آج مسرور کر رہے تھے۔

اسے لگ رہا تھا جیسے اس نے پا یا تو آج تھا اپنی ملکہ کو۔ اگر یہ خواب تھا تو بھی وہ صدا اسی خواب کے زیر اثر رہنا چاہتا تھا۔

"پہلے محبت ہوئی پھر آپ کے ہجر نے تو آپ کی ملکہ کو اپنے سلطان کے عشق میں پور پور روشن کر دیا۔ اس عشق نے مجھے طاقت دی کہ کبھی وہ غلیظ انسان مجھے نہ زیر کر سکا نہ پا سکا۔ آپ کا عشق کو میرے لیے دردی میں بھی مرہم بن جاتا تھا سلطان جب وہ مجھے تکلیف دیتا تو مجھے اس کے دیے زخم محسوس ہی نہیں ہوتے تھے مجھے تو ہر سو بس آپ ہی نظر آتے تھے"

وہ ان کے رخساروں پر باری باری لب رکھتی نم آنکھوں سے مسکراتی تھی۔ سلطان راؤ نے اپنی کل متاعِ جاں کو خود میں بھینچا تھا۔

"میرے زندگی کا کل ہیں آپ میری ملکہ آپ کی ہر اذیت کا بدلہ وہ شخص چکائے۔"

وہ ان کی کنپٹی پر لب رکھتے شدت جنونیت سے بولے تھے۔

"نن۔۔۔ نہیں مجھے کوئی بدلہ نہیں چاہیے سلطان مجھے آپ چاہیے ہیں اور ہماری زندگی کی وہ ساری خوشیاں جو ہم محسوس نہیں کر پائے۔ مجھے اب کسی کو نہیں کھونا سلطان۔ ورنہ اس بار سچ میں مر جائے گی"

وہ سہمی سی ان کی شرٹ کے کالر کو مٹھیوں میں دبوچتے بولیں تھیں۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ چاہیں گی ویسا ہی ہو گا میری ملکہ۔ سلطان کا دل قربان اپنی ملکہ پر روئیں نہیں مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"

وہ نہیں چاہتے تھے وہ سوچ سوچ کر مزید خود کو تکلیف دیں۔ محبت والفت سے بولتے وہ انھیں خود میں سمیٹ گئے۔

وہ ان کی گردن میں چہرہ چھپائے انھیں اپنے لمس کی شدت سے دوچار کرنے لگے تھے۔

"سلطان کیا کر رہے ہیں"

وہ کسمسائیں تھیں۔ ان کا دہکتا لمس اپنی کالر بون پر محسوس کرتے وہ آنکھیں میچ گئیں۔

"اٹھائیس سال ہو گئے ہیں کیا اب بھی جان نہیں پائیں کیا کر رہا ہوں"

وہ بے باکی سے بولتے ان کی بیوٹی بون پر دانت گاڑ گئے وہ سسکیں تھیں۔

"سلطان"

وہ ان کے سینے پر ہاتھ رکھتیں اسے باز رکھنے کی کوشش کرنے لگیں۔ پر وہ مزید بے لگام ہوتے جابجا اپنا لمس چھوڑتے جنونیت و دیوانگی پر اترے تھے۔

حرم کا دل بری طرح سے لرزنے لگا تھا۔ پورا وجود جیسے کسی بھٹی میں سلگنے لگا تھا۔

"آپ نے آج اپنے سلطان کے وجود میں نئی روح پھونکی ہیں میری ملکہ اور یہ روح آج اپنی ملکہ کے ہر لمس سے ملاقات چاہتی ہے"

وہ ان کے سیاہ بالوں میں انگلیاں الجھائے مدہوشی سے بولتے جھکتے ان کی سانسوں کو رکتے اپنے سانسوں سینے میں پرونے لگے۔

وہ بے ساختہ آنکھیں میچتی ان کی گردن میں باہیں ڈال گئیں جس پر وہ مزید انھیں خود میں بھینچتے ان کے وجود کو زمین سے اوپر اٹھاتے اپنے مقابل کر گئے۔

وقت کے بے رحم طوفانوں نے انھیں جدا ضرور کیا تھا پر وہ عشق پرست آج بھی ویسے ہی تھے جیسے وقت کی گرد انھیں چھو کر نہ گزری ہو۔

انھوں نے ثابت کر دیا تھا کہ محبت کبھی دیمک زدہ نہیں ہوتی نہ ہی عشق کا کوئی ربط ہوتا ہے وہ تو بے ربط ہوتا ہے۔

نہ ہی دیوانگی کو گرد لپیٹتی ہے نہ اسے کوئی مٹا سکتا ہے بلکہ یہ تو وقت کے ساتھ ساتھ آتش بنتی جاتی ہے۔

★★★★★

وہ کب سے جاگا ہوا تھا۔ نظریں بس اپنی مرمڈ پر ٹکی ہوئیں تھیں۔

"میری جان میرے جنون آپ تو بازل شاہ کی سانس ہیں"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا۔ اس کے خوبصورت چہرے کو اپنی آنکھوں میں بسانے لگا۔

" آپ جانتی ہیں مجھے موت سے ڈر نہیں لگا تھا مجھے آپ کی جدائی سے ڈر لگ رہا تھا۔ جانتا ہوں بہت محبت کرتی ہیں اپنے سر پھرے شاہ سے اور یہ بھی جانتا ہوں اگر مجھے کچھ۔۔۔"

وہ جو اس پر جھکا ابھی بول ہی رکھا تھا ایکدم سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھنے پر آنکھیں چھوٹی کرتے اپنے سائے میں پڑی اس نازک سی مرمڈ پر ڈالی جو اپنی سیاہ کٹھائیں آنکھوں میں نمی لیے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بہت غلط بات ہے کسی کی باتیں سننا مرمڈ"

وہ اس کے ہاتھ پر وہیں پکڑ کر لب رکھتے سرگوشی میں بولا تھا۔

"اور یہ جو آپ اپنی گندی سی زبان کو لگام نہیں لگاتے اس کا کیا۔۔۔ خبر دار جو آب کوئی واہیات بات اپنی زبان سے نکالی اپنے ہاتھوں سے جان نکالوں گی آپ کی"

وہ اس کے سینے پر چٹکیاں کاٹتی دانت پیستے درشتی سے بولی تھی۔بازل شاہ کی آنکھوں میں سرور اترنے لگا تھا۔

"یہ جان تو آپ ہی کی ہے نہ میرے جنون جب چاہیں نکال لیں بندہ اف بھی نہیں کرے گا"

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اس کے کان کے قریب اپنے لب رکھتا جنونیت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔

وہ جی جان سے لرزی تھی اس کے دہکتے لمس پر وہ اس کے کندھے پر اپنے ناخن گھاڑ گئی۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز بب۔۔۔بس کریں ہمیں باہر جانا ہے اب"

کچھ ہی دیر پہلے وہ نماز پڑھ کر سوئی تھی اور اب بازل شاہ کے اندر پھر سے وہ شدت پسند جنونی کیڑا جاگنے لگا تھا۔

"باہر کیوں جانا ہے آپ کو جب میں یہاں ہوں آپ کے پاس۔۔۔ تو پھر کس لیے باہر جانا ہے"

وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں بھرتا اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا شدت پسندی سے بولا تھا۔

"آہ۔۔۔شاہ مجھے درد ہو رہا ہے"

وہ سسکی تھی بازل شاہ جھکتا اس کی سسکی کو اپنے اندر سمو گیا۔

وہ آنکھیں میچتی بے ساخت اس کی کمر میں بازو حائل کرتے اس کی پشت پر ناخن گھاڑ گئی۔

دل میں جیسے بوچھال سا بھرپا ہوا تھا۔

وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا اس کی کمر میں بازو حائل کرتا ایک ہاتھ اس کے بالوں میں چلاتے اپنی تشنگی کو سیر اب کرنے کی تگ ودو میں اس نازک سی جان کو مشکل میں ڈال رہا تھا۔

وہ اس کی گرفت میں بے بس سی پڑی چڑیا تھی جو اس باز کے شکنجے میں پھنسی اس کے سکون کا سامان تھی۔

سانسیں بکھرنے لگیں تھیں سینے میں ہوتی جلن پر آنسو ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جزب ہوئے تھے۔

وہ غافل بلکل نہ تھا تبھی اپنی سانسیں قطرہ قطرہ اس میں انڈھیلتا اس کی سانسوں کی ڈوری تھامتا اسے اپنا لمس دان کرتا اس کے حلق میں اپنی خوشبو انڈھلنے لگا۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس سے دور ہوتا اس کے دل کے مقام سے شرٹ ہٹاتے وہاں اپنا پر تپش لمس چھوڑنے لگا۔

وہ جو پہلے ہی سنبھالی نہ تھی زلزلوں کی زد میں ہوئی تھی۔وہ بے حد نرمی و توجو مائل باکرم اسے اپنے لبوں کی جنبش میں ہر دھڑکن کو سموتا اسے مارے پر تل آیا تھا۔

"شاہ۔۔۔پلیز"

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپٹی تھی۔وہ ہر بار اس پر ظلم ڈھاتا اسے بے بس نہیں کر سکتا تھا۔

دل بری طرح سے لرز رہا تھا نازک سا دل کپکپاتا پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔

"نو آئی کانٹ"

وہ شدت دیوانگی سے بولتا اب پر شدت ہو رہا تھا۔

"آئی ہیٹ یو"

وہ اس کی پشت پر مکا مارتی غصے سے نم آواز میں بولی تھی۔بازل شاہ کی آنکھوں میں سرخیاں اتریں تھی

۔

"سے یو لو می"

وہ جنونی انداز میں بولتا اس کی جان سکھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا۔

"آپ برے ہیں شاہ آئی ہیٹ یو"

وہ روندھی آواز میں بولتی اس کے بال مٹھیوں میں بھر گئی۔

وہ شدت جنونیت سے اس کی دھڑکنیں پر دانت گاڑ گیا وہ بری طرح سے سسکنے لگی تھی۔

"سے یو لو می مائے مرمڈ"

وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا اس کے بالائی لب کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے مدھوشی سے بولا تھا۔

"آئی لو یو"

وہ بمشکل اس کی جنونیت سے سہمتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔بازل شاہ کی آنکھوں میں خمار کی سرخیاں گھری ہوئیں تھیں۔

"سے اگین میرے جنون۔۔۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا گویا ہوا۔

"آئی لو یو شاہ"

وہ اپنی لرزتی مژگان کو سرخ پڑتے عارضوں پر گرائے مدھم آواز میں بولی تھی۔

"آئی وانٹ ٹو ہیئر اٹ ایگین..."

.I want to hear it again

(مجھے پھر سے سننا ہے)

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے پھر سے سننے کا متمنی تھا۔

"آئی لو یو جانِ لمظ"

اس کے دل کے مقام پر لب رکھتی اس کے اندر اٹھتی تشنگی کے طوفان کو روکنے کی ادنا سی کوشش کی تھی۔

بازل شاہ نے آنکھیں میچتے اس کے پھولوں سے لمس کو اپنے دل تک اترتا محسوس کیا تھا۔

"میرا عشق ہے آپ ساحل۔۔۔ میرے دل ہیں آپ میرے دل کا سکون۔۔ آئی لو یو، آئی ریلی لو یو شاہ"

وہ محبت والفت سے سرگوشی میں بولتی بازل شاہ کے تپتے دل پر جیسے ٹھنڈی میٹھی پھوار برسا گئی۔

★★★★★

وہ دونوں روم سے باہر نکلے تھے۔ لمظ شرمائی لجائی سی اس کے ساتھ چلتی باہر آرہی تھی۔

تبھی ہال سے ہنسنے اور قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں۔

وہ چلتے ہال میں آئے جہاں ہیزل صوفے پر حرم کی پہلو میں چھپی بیٹھی تھی اور باقی سب عالم راؤ کو مبارکباد دیتے مسکرا رہے تھے۔

"اوے بازی میرے جگر مبارکاں مبارکاں تو چاچو اور ماموں ایک ساتھ بننے والا ہے"

ریان ملک اسے دیکھتے ہی لپٹ کر خوشی سے بولتا جھوم اٹھا تھا۔

"کیا سچ میں"

وہ مسکراتا ہیزل کو دیکھتا اس کی جانب بڑھا تھا جو اپنے بھائی کو سلامت دیکھتی اس سے لپٹی تھی۔

"بھیو آپ۔۔۔ آپ ٹھیک ہو گئے"

وہ خوشی سے آنکھیں نم کرتی مسکراتے بولی تھی۔

"ہاں میری گڑیا میں ٹھیک ہوں۔۔۔ میرا بچہ میں ماموں بننے والا ہو میں بہت خوش ہوں"

وہ اس کی پیشانی پر بار بار بوسہ دیتا مسروریت سے بولا تھا۔

عالم راؤ نے مسکراتے اپنے یار اپنے بازی کو دیکھا تھا جو اپنے پیروں پر کھڑا تھا بازل شاہ کی نظر عالم راؤ کی جانب اٹھی تھی جو اسی کی جانب دیکھ رہا ہے تھا۔

بازل شاہ نے اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔ جس پر وہ اس کی جانب بڑھا تھا بازل شاہ نے ایک بازو میں ہیزل کو اور دوسرا بازو عالم راؤ گرد باندھتے دونوں کو خود میں بھنچا تھا۔

"میں نہیں جانتا تھا اٹھتے ہی تم لوگ مجھے اتنی بڑی خوش خبری سے نوازو گے"

اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں کاش اس کے مما ڈیڈ زندہ ہوتے تو وہ کتنا خوش ہوتے۔

"ارے مجھے بھی تو کوئی مبارکباد دے دے یار میں نے بھی تو میدان مارا ہے"

ریان ملک نے بڑے دکھی انداز میں دہائی دی تھی۔ ستارہ نے سدرہ کے شانے میں چہرہ چھپایا تھا۔

بازل شاہ نے خیرانی سے دیکھا تھا۔ جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو کہ کیا یہ سچ ہے۔ اس نے تو سمجھا عالم راؤ اور ہیزل کے بے بی کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔

"اور خیر سے آپ پھر سے ایک پیاری سی ڈول کے بھائی بھی بننے والے ہیں بازل بچے"

سلطان راؤ نے ریان ملک کو چپت لگاتے ایک اور بم پھوڑا تھا۔ پر آہستہ آہستہ تھوڑا سا یاد آیا تھا جب وہ تو لمظ نے بتایا تھا کہ اس کا بھائی یا بہن آنے والا ہے۔

حرم خود بھی سرخ ہوئیں تھیں۔

"نہیں بازی ہمارا بھائی آنے والا ہے پیارا سا پرنس"

عالم راؤ نے فوراً سے ٹانگ اڑائی تھی۔ سلطان راؤ نے اسے خونخوار نظروں سے تکا تھا۔

"خبر دار جان اگر تم نے اپنی لمبی سی ٹانگ میرے اور میری پرنسس کے بیچ اڑائی"

وہ دانت پیستے درشتی سے بولے تھے۔

"اچھا جو کیا ہو گا پھر میں تو اڑاؤں گا"

وہ بھی میدان میں آیا تھا۔

"میں تمھاری ٹانگ کاٹ کر تمھارے گلے میں ڈال دوں گا"

وہ آگ بگولہ ہوتے غصے سے بولے تھے۔ مونا چیریز کا باؤل لیتی سکون سے حرم کے پاس بیٹھی ان کے کندھے پر سر رکھ گئی ایک انھیں کھلاتی دوسری خود کھانے لگی ساتھ ساتھ ان کی نوک جھوک انجوائے کرنے لگی۔

ایک نظر بازل شاہ پر ڈالتی وہ نظریں اِدھر اُدھر دوڑانے لگی۔ پر وہ کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

لمظ بے ساختہ کھکھلائی تھی جس پر سب نے اس کی جانب دیکھا تھا۔ بازل شاہ کی آنکھیں لو دینے لگیں تھی۔

جو اس وقت ڈارک براؤن سکرٹ پر وائٹ جرسی پہنے سکاف پہننا بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

"سلطان ڈیڈا اگر پرنس آگیا نہ تو آپ اسے مجھے دے دیجیے گا"

وہ مسکرا کر بولی تھی حرم نے اس پیاری سی گڑیا کی مسکراہٹ کا صدقہ اتارہ تھا جو مسکرانا بھول ہی گئی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے پر اس کے لیے ایک شرط ہے"

حرم اس کی جانب آتی اسے شانوں سے تھامتے بولیں تھیں۔

"اچھا تو وہ کیا"

وہ متجسس ہوئی تھی۔

"ایک پیاری سی پرنسس لا کر جو میرے پرنس کو قابو کر سکے"

وہ مسکاتے لہجے میں بولتیں لمظ ابراہیم کے طوطے کبوتر اڑا گئیں۔ سب کے قہقہے بے ساختہ تھے۔ وہ سر تا پاؤں سرخ ہوتی حرم کے شانے میں چہرہ چھپا گئی۔

بازل شاہ کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ ابھری تھی۔ وہ اس کی جانب آتا بنا کسی کی پروا کیے اس کی کمر میں بازو حائل کرتا اپنے سینے سے لگا گیا۔

سب کے سامنے وہ اس بے باکی پر اس کے سینے میں چھپتی خود کو سب کی معانی خیز نظروں سے بچانے لگی
۔

"بہت بہت مبارک ہو آپ کو عالم بیٹا"
بشیر احمد نے خوش دلی سے کہا تھا عالم راؤ نے انھیں گلے سے لگایا تھا۔ تبھی ان کی نظر سدرہ پر پڑی تھی جو آنکھوں میں چمک لیے بشیر احمد کی جانب دیکھ رہیں تھیں۔
عالم راؤ کو خوش گوار حیرت نے گھیر اتھا۔ وہ ایک پل میں فیصلہ پر پہنچا تھا۔
"شکریہ احمد چچا۔۔ آپ کو بھی مبارک ہو آپ دادا بھی بڑے بابا بھی بننے والے ہیں"
وہ شوخ لہجے میں کہتا سب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔
"ریان بیٹا آپ کو بھی بہت مبارک"
وہ ریان کو بھی خود میں بھینچتے مسکرا کر بولے تھے معاً ان کی نظریں سدرہ کی نظروں سے ٹکرائیں تھیں وہ اسی تیزی سے نظریں چرا گئے۔
سدرہ کے دل میں انی سی چبی تھی یہ شخص اتنا روکھا کیوں تھا۔
زندگی میں پہلی مرتبہ کسی کے لیے دل دھڑکا تھا اور اسی کی کج ادائی عروج پر تھیں۔
عالم راؤ کے علاوہ کسی اور کی نظر میں بھی یہ منظر آیا تھا جو انھیں اچھے سے ابزو کر رہا تھا۔
"مبارک ہو میری پیاری سی گڑیا"

بازل شاہ نے ستارہ کے سر پر ہاتھ رکھتے شفقت سے کہاں تھا۔ وہ حیا سے سر جھکا گئی۔

پھر اپنی جیب سے نوٹ نکالتے اس پر سے وار کر ماریہ کو کسی غریب کو دینے کا کہا تھا۔

★★★★★

"مجھے آپ سب کو کچھ بتانا ہے"

سلطان راؤ نے سب کو اپنی جانب متوجہ کرتے کہاں تھا۔

"مائمہ میری پرنسس یہاں آئیں"

سلطان راؤ نے محبت سے اسے اپنی جانب بلایا تھا جس پر وہ مسکراتی ان کی جانب بڑھی تھی۔

انھوں نے محبت و شفقت سے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"میں چاہتا ہوں اب ہماری پرنسس کی شادی ہو جانی چاہیے۔ اور میں نے اپنی بیٹی کے لیے آیان کو پسند کیا ہے اگر کسی کو اعتراض ہے تو ابھی بتا سکتا ہے مائمہ بچہ آپ کو اگر کوئی اعتراز بتا دیں"

وہ ایکدم سے ان کی جانب شاکی نظروں سے دیکھنے لگی اسے یقین نہیں آیا تھا۔

سب بے تحاشہ خوش ہوئے تھے اگر آیان ملک یہاں ہوتا تو شاید خوشی سے پاگل ہو جاتا پر وہ کسی کام کے سلسلے سے شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔

"بولو میرا بچہ کوئی اعتراز تو نہیں اپنے ڈیڈ کے فیصلے سے"

حرم بھی اس کی جانب آتیں دریافت کرنے لگیں وہ سرخ ہونے لگی تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی اسے آیان ملک کے نام کر حیا کیوں آرہی تھی۔

"جج۔۔۔ جیسا آپ چاہیں"

وہ کپکپاتی آواز میں بولتی حرم کے گلے لگ گئی تھی۔

سب سے تالیاں بجاتے خوشی کا اظہار کیا تھا ریان ملک نے ہوٹنگ کی تھی۔

"اچھا ابھی ایک اور بات بھی ہے۔"

وہ شاید مزید بمب پھوڑنے کے موڈ میں تھے آج۔

"سلطان ڈیڈ اب بتا بھی دیں یار اتنا سسپنس کیوں پھیلا رہے ہیں"

ریان ملک نے بے چینی سے کہا تھا جس پر سب مسکرائے تھے بازل شاہ نے اس کی گردن میں بازو ڈالتے دباؤ ڈالا تھا۔

جس پر وہ چلایا تھا۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ سدرہ بہن اور میرے پیارے بھائی بشیر احمد کو نکاح کے بندھن میں بندھ دیا جائے۔۔۔"

یہ سچ میں بم تھا جو سدرہ اور بشیر احمد دونوں پر گرا تھا۔

بشیر احمد اور سدرہ نے بیک وقت سلطان راؤ کو اور پھر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔بشیر احمد نے اسی تیزی سے سدرہ سے نظریں پھیریں تھیں۔

سدرہ کے دل میں انی سی چبی تھی۔یہ بے مہر شخص اس کا کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔اگلے ہی پل منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی سسکی دباتے وہاں سے بھاگتے نکل گئیں تھیں۔

بشیر احمد نے لب بھینچتے سر جھکایا تھا۔ دل جو ایک پل کو خوش فہم ہوا تھا اگلے ہی پل سدرہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ روند ڈالا تھا۔ بھلا اس کی قسمت اتنی اچھی کیسے ہو سکتی تھی کے چاند اس کا نصیب بن جاتا۔

سب سدرہ کے ری ایکشن پر اداس ہوئے تھے سوائے عالم راؤ اور سلطان راؤ کے۔

"ہاں بشیر احمد تمھیں تو کوئی اعتراز نہیں نہ۔

وہ اب بھی پر سکون انداز میں اس سے دریافت کر رہے تھے۔

وہ جو مایوسی میں گھیر گیا تھا خیر انی سے سلطان راؤ کی جانب دیکھنے لگا۔

"بھائی ہو تم میرے بشیر۔۔۔ تو کیسے نہ اپنے جگر کے دل کا حال جان لیتا"

وہ اسے خود سے بھینچتے سر گوشی میں ان کی ساعت میں بولا تھا۔ بشیر احمد نے نم آنکھوں سے مسکراتے ان کے گرد اپنا حصار کسا تھا۔

"شکریہ سرکار۔۔"

وہ مدھم آواز میں بولا تھا۔ آواز میں لرزش تھی۔

"خبر دار جو اب سرکار کہاں اپنی بہن نہیں دوں گا تمھیں۔۔ سدھر جاؤ بھائی ہو تم میرے۔۔ میرے جگر میرے ہم راز میرے ساتھی ہو تم"

وہ مسکراتے ہوئے انھیں اپنے سامنے کرتے بولے تھے۔

"لیکن آپ کی بہن کو میں پسند نہیں ہوں"

وہ اداس ہوا تھا۔

" یہ بات تم مجھ پر چھوڑ دو "

وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے مسکرا کر بولے تھے۔

" شادی کی تیاریاں شروع کی جائیں آج سے دس دن بعد پورے دھوم دھام سے میری بیٹی اور میری بہن کی شادی ہو گی "

وہ مسکرا کر خوشی سے گویا ہوئے ہر طرف خوشی کی لہر اٹھی تھی۔

ماضی

پانچ سال بعد!

ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا سلطان راؤ کو خدا نے ایک خوبصورت سے کانچ سی سرمئی آنکھوں والے بیٹے سے نوازا تھا جس کا نام حرم نے جان سلطان رکھا تھا پر سلطان راؤ کو یہ منظر نہ تھا کہ اس کی ملکہ اپنے بیٹے کو بھی جان کہے۔

جس پر دونوں کی کافی بحث ہوئی تھی سلطان راؤ نے اس کا نام عالم راؤ رکھا پر حرم نہیں مانی تھی جس پر ساجدہ بیگم نے تنگ آتے اس پیارے سے پرنس کو جانِ عالم کا نام دے دیا پر حرم کو یہ بھی منظور نہیں آخر کار سلطان راؤ کب تک اپنی ملکہ کو ناراض رکھتا پھر ہار مانتے اپنے پرنس کا نام جان سلطان ہی رکھنا پڑا

۔

وہ بہت خوش تھی اپنے بیٹے کو پا کر اسے جیسے دنیا کی ساری خوشیاں مل گئیں تھیں۔

پر خوشیاں کسی کو مکمل کہاں مل پاتی ہیں جان کے دو سال کے ہوتے ساجدہ بیگم خاموشی سے اس دنیا سے رخصت ہوتے خالق حقیقی سے جاملیں۔

حرم کا بہت برا حال ہوا تھا سلطان راؤ نے بہت مشکل سے سنبھالا تھا اسے۔

"سلطان پلیز چھوڑیں نہ۔۔۔ میرے پرنس کو بھوک لگی ہو گی"

حرم روہنسا ہوئی تھی۔ وہ کب سے اس کی گرفت سے آزادی پانے کو مزاحمت کر رہی تھی وہ بظاہر تو سو رہا تھا پر اس کی مظبوط سے مظبوط تر ہوتی گرفت پر وہ سمجھ چکی تھی کہ جناب جاگ رہے ہیں اور اسے جان بھوج کر نہیں چھوڑ رہا۔

"بلکل بھی نہیں خاموشی سے پڑی رہوں آج سنڈے ہیں سیما اسے دیکھ لے گی۔۔۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے سختی سے بولتا اس کی بیوٹی بون کو اپنے لمس سے مہکانے لگا تھا۔

وہ جی جان سے لرزی تھی اس کے دہکتے لمس پر۔ جو بے لگام ہوتا اس ہر جھکا تھا اب۔

"سلطان پلیز مجھے اپنے بیٹے کو دیکھنا ہے۔۔۔"

وہ اب رو دینے جو تھی۔

وہ جو اسکی مہک کو خود میں بھینچ کرتا مدہوش سا تھا اس کی لرزتی آواز پر بمشکل سر اٹھاتا اس کی جانب دیکھنے لگا۔

ے تمھارا وہ چہیتا آیا ہے تم ہمیشہ مجھ سے بھاگتی ہو..."

وہ شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھتے بولتا لب بھینچ گیا۔

"سلطان ساری رات آپ کے پاس تھی نہ آپ نے اسے الگ روم میں رکھا ہے مجھے اس کی یاد آتی ہے رات کو وہ ابھی بہت چھوٹا سا ہے۔۔۔"

وہ بولتے ہوئے رو دی تھی۔ وہ بہت ٹچی تھی جان کے معاملے میں تھی سلطان راؤ اچھے سے جانتا تھا۔

پر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو اپنی ملکہ کے معاملے میں بہت کمزور تھا۔ اسے نہیں برداشت ہوتا تھا کہ وہ اس سے زیادہ کسی کو بھی اہمیت دے۔

گزرتے سالوں میں اس کی تشنگی حرم کو لے کر مزید بڑھ گئی تھی۔

وہ مزید جنونی ہو گیا تھا اب تو ایک عجیب سا خوف کھانے لگا تھا اسے کے کہیں اس کی ملکہ اس سے دور ہی نہ ہو جائے اور اس کی وجہ ایک خواب تھا جس میں وہ اکثر حرم کو ایک کھائی میں گرتا دیکھتا تھا۔

"میری ملکہ میرے عشق میری جان مجھے سمجھیں نہ میں نہیں برداشت کر پاتا آپ کہ قریب کسی کو بھی۔"

وہ اب بھی اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔ حرم نے شاکی نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ کوئی نہیں ہے سلطان وہ ہمارے وجود کا حصہ ہے۔ آپ کس بیٹا ہے پلیز اسے ہمارے ساتھ سونے دیا کریں۔۔"

وہ منت کرتے بولی تھی۔

"ٹھیک ہے پر میری ایک شرط ہے۔۔۔ وہ ہمارے درمیان نہیں سوئے گا۔ وہ میرے ساتھ سوئے گا ۔۔ ایک نمبر کا بدمعاش بیٹا ہے آپ کا مجھے چڑھاتا ہے"

وہ اپنی شرط رکھتا آخر میں دانت پیستے بولا تھا۔

"خبر دار سلطان جو آپ نے میرے بیٹے کے بارے میں کچھ کہا تو۔۔۔۔"

وہ اس کے سینے پر مکے جھڑتے بولی تھی۔ سلطان راؤ نے متبسم نظروں سے اس نازک سی پری کو دیکھا تھا جو آج بھی ویسی ہی دھان پان سی تھی۔

"گڈ مارننگ مم۔۔۔"

وہ دونوں خود میں ہی مگن تھے جب ایک چھوٹی سی مگر سنجیدہ سی آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

سلطان راؤ ایک جھٹکے میں حرم کو اپنی گرفت سے آزادی دیتا بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑے اس آفت کے پرکالہ کو دیکھنے لگا۔

حرم بری طرح سے بوکھلائی تھی۔

"ہیلو ڈیڈ۔۔۔"

وہ اسی سنجیدگی سے سلطان راؤ کے خیران چہرے کو دیکھتے بولا تھا۔

"ہیلو کے بچے اندر کیسے آئے تم۔۔۔۔"

ھڈ فٹی آفت کو دیکھتے دریافت کر رہا تھا۔

جو اس وقت بلیک ہائی نک پہنے جس پر وائٹ چھوٹی سی جیکٹ پہن ساتھ سیاہ ہی جینز پہنے سیاہ گھنے بالوں کو پیشانی پر بکھرے گرے سرخ سپید رنگت لیے اتنا پیارا لگ رہا تھا ایک پل کے لیے سلطان راؤ کا دل کیا وہ اسے خود میں بھینچ اسے بے انتہا پیار کرے۔

بے شک وہ اسے اپنی جان سے زیادہ پیارا تھا پر وہ کم ہی جتاتا تھا۔

"رات کو میں نے آپ کے ڈراؤ سے ڈیلی کیٹ کی نکال لی تھی سنپل"

وہ شانے اچکاتا لاپروائی سے بولا تھا۔ وہ تھا تو ابھی پانچ سال کا لیکن وہ بہت ذہین فطین بچہ تھا۔

حرم کا منہ کھل گیا تھا اپنے بیٹے کی حرکت پر۔ جبکہ سلطان راؤ دانت پیستے حرم کی جانب دیکھنے لگا جیسے کہہ دیا ہو دیکھ لو اپنے بیٹے کی حرکتیں۔

حرم کھسیانی سی ہوئی تھی۔ سلطان راؤ جان کو گھوری سے نوازتا واش روم میں گھس گیا تھا۔

★★★★★

"جان میرا بچہ ایسا نہیں کرتے کتنی مشکل سے تمھارے ڈیڈ تمھیں اپنے روم میں سلانے کے لیے مانے ہیں۔۔۔"

وہ اسے اپنی گود میں بیٹھائے ناشتہ کروا رہی تھی اور ساتھ ساتھ سمجھا بھی رہی تھی۔

"بٹ مم۔۔۔ انھوں نے پرامس کیا تھا کہ وہ سنڈے کو میرے ساتھ فٹ بال کھیلیں گے۔ میں تو بس انھیں جلدی اٹھانا چاہتا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ ہر بار بھول جاتے ہیں۔۔"

وہ اپنی صفائی میں بڑی سنجیدگی سے بولا تھا کیونکہ وہ اپنی پیاری مم کے سامنے اپنا امیج بلکل بھی خراب کرنا نہیں چاہتا تھا۔

"او۔۔۔میری پیاری سی جان میرا پیارا بچہ۔۔"

وہ اسے اپنے بیٹے کی معصومیت سمجھتی چٹاچٹ اس کے دونوں گال چوم گئی۔

"لویو مم۔۔۔"

وہ مسکرا کر حرم کے گلے میں بانہیں ڈالتا محبت سے بولا تھا۔

"لویو کے بچے دور ہٹ میری بیوی سے زیادہ چپکنے کی ضرورت نہیں.."

وہ اسے ایک ہاتھ سے اٹھا کر زمین کر پٹکنے کے انداز میں کھڑا کرتا غصے سے بولا تھا۔

جان نے نچلا ہونٹ موڑتے حرم کی جانب نظروں سے سلطان راؤ کی شکائیت کی تھی۔

"سلطان خبردار جو آپ نے میرے بچے کو کچھ کہا تو۔۔"

وہ اسے واپس سے اپنے سینے سے لگاتے آنکھوں میں نمی لیے خفگی سے بولی تھی۔

جان نے حرم سے نظریں بچاتے سلطان راؤ کو آنکھ ونک کی تھی۔

سلطان راؤ دانت پیس کر رہ گیا۔

"خبردار حرم جو تم نے اس ڈھڈفٹ کے لیے میری نفی کی تو۔۔"

وہ حرم کو اپنی بانہوں میں بھرتا جان کو اس دور کر گیا۔

"ڈیڈ مم از رائٹ آپ نے آج میرے ساتھ کھیلنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ بٹ آپ نے اپنا پرامس ڈمپ کر دیا۔۔"

وہ اسے گھورتا اسے یاد دلاتے گویا ہوا۔

"میں نے اپنا پرامس ڈمپ نہیں کیا ابھی شام ہونے میں کافی وقت ہے۔۔۔ تم کان کھول کر سن لو جان کے بچے میری ملکہ سے دور رہا کرو۔ یہ معصوم بنتے میری ملکہ سے میرے حصے کا پیار بٹورنا بند کر دو ورنہ الٹا لٹکا دوں گا۔۔۔"

وہ اسے دھمکی آمیز لہجے میں بولا تھا۔

"میں جان کا بچا نہیں ہوں۔ میں تو سلطان اور ان کی ملکہ کا بچہ ہوں ڈیڈ۔۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے بری معصومیت سے بولا تھا۔

"اتنے معصوم نہیں ہو تم چھوٹے کمینے۔۔۔ تو بننے کی کوشش بھی مت کرو۔۔"

وہ اسے گھورتے ہوئے بولا تھا۔

"کیا کروں ڈیڈ مم کہتی ہیں میں بلکل آپ پر گیا ہوں۔۔"

وہ بڑے سکون سے بولتا سلطان راؤ کو جھٹکا دے گیا تھا۔ اس نے فوراً نظریں گھماتے حرم کی جانب دیکھا تھا جو منہ کھولے باپ بیٹے کی باتیں سن رہی تھی۔

سلطان راؤ کے دیکھنے پر فوراً سے نفی میں سر ہلا گئی۔ باپ بیٹے کی جھپٹ میں وہ بیچاری ہمیشہ پھنس جاتی تھی۔

★★★★★

حال!

"جان۔۔"

وہ عالم راؤ کے حصار میں بیٹھی اس کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتی اسے پکا گئی۔

جو موبائل پر ضروری میلز دیکھ رہا تھا۔ اپنی ننھی سی جان کی پکار پر موبائل سے اپنا دھیان ہٹاتا اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"جی جان کی جاناں۔۔"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی سے اس کے سنہری بالوں کی ہٹاتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے بولا تھا۔

" جان میں کیسے سنبھالوں کی بے بی کو وہ تو بہت چھوٹا سا ہو گا نہ اور بہت روئے گا میں کیسے اسے چپ کرواؤں گی۔۔۔"

وہ معصومیت سے بولی تھی اسے ابھی سے فکر ہونے لگی تھی۔

عالم راؤ نے اس کی کنپٹی کو اپنے لبوں سے چھوتے اسے خود میں سمویا تھا۔

"جانِ جہاں میں ہوں نہ۔۔۔اپنے اس بے بی کو سنبھالنے کے لیے بھی۔۔"

وہ اس کی گال پر ناک ٹریس کرتا مدہوشی سے بولا تھا۔ہیزل کو اپنی سانسوں میں طوفان اٹھتا محسوس ہوا تھا۔

"اور اس بے بی کو سنبھالنے کے لیے بھی۔۔۔"

وہ اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اسے سہلاتے ہیزل کی جان نکال گیا۔وہ بری طرح سے کپکپائی تھی اس کی بے باکی پر۔۔

"جج۔۔۔جان پلیز۔۔"

وہ اس کے بے باکیاں کرتے ہاتھ کو پکڑتے بمشکل بولی تھی عالم راؤ کی آنکھوں میں خماری اتری تھی۔

"آپ کی یہ حیا مجھے بے حد اپیل کرتی ہے میری جان۔۔۔"

وہ اس کے کپکپاتے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے مجنونانہ سرگوشی میں بولا۔

"پپ۔۔۔پلیز۔۔"

وہ چہرہ موڑتی بمشکل سانسیں لیتی سرخ پڑنے لگی تھی۔عالم راؤ نے اس کے گلال بکھرتے پھول سے چہرے پر نظریں ڈالتے اسے تھامتے نرمی بیڈ پر ڈالا تھا۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی خود میں سمٹی تھی۔عالم راؤ کی آنکھوں میں خماری کی سرخیاں دیکھ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی ہوئی تھی۔

وہ ظالم جان اس کے پہلو سے شرٹ ہٹاتے اس پر پر جھکتا وہاں اپنے لمس کے پھول کھلاتے اسے طوفانوں کے زد میں کر گیا تھا۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔وہ دیوانہ وار اسے اپنی شدتوں سے بے حال کرتا مدہوش سا تھا۔

"نن۔۔۔نو جان پلیز۔۔۔سٹاپ..."

وہ لرزتی بمشکل بولی تھی پر وہ سن کب رہا تھا وہ اس کے پہلو سے ہاتھ گزارتا اس کی نازک سی کمر کے خم و بل پر ویوز بناتا اسے تڑپنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"جان۔۔۔"

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپتی چلائی تھی۔وہ ساحر اس کی پکار پر مزید پر شدت ہوتا جنونی انداز میں اپنی شدتوں کے نشان چھوڑتا اسے مارنے پر تلا تھا۔

اسے بمشکل سانس لیتا دیکھ وہ اس کی جانب آیا تھا جو اس کی قربت میں سرخ انگارہ ہوتی اس کی نس نس میں کسی نشے کی مانند بہنے لگی تھی۔

"آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر جاناں، پر اس وقت دوری نہیں میرے دلبر۔۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے دلکش وجود کو دیکھتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔ہیزل کی جان پر بنی تھی۔

وہ اس کی شرٹ کھسکاتا دل کے مقام پر اپنے دہکتے لمس کی نرمیاں بکھرتا اس نازک سی پری کو بھی بکھرنے لگا تھا۔ جو بے بس سی اس کی بانہوں میں پڑی کوئی مومی مجسمہ ہی تو تھا۔

جس کی ریشم سی رعنائیوں پر عالم راؤ اپنے دل کو ڈوبتا محسوس کرتا تھا۔

"آپ میری ہی تو ہیں نہ میری دلبر جان پھر کیوں اتنا ڈرتی ہیں۔ کیا آپ کو یہ ناچیز اچھا نہیں لگتا۔۔"

وہ اس کی بوجھل ہوتی سنہری آنکھوں پر لب رکھتا مدھم سرگوشی میں دریافت کر رہا تھا۔ وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی قیاس آرائی پر۔

"نن۔۔۔ نہیں جان آپ۔۔۔ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔۔ آپ تت۔۔۔ تو میرا دل ہیں۔۔ میری پاکیزہ محبت۔۔ میرے محرمِ الفت۔۔۔ میرے دل کا سکون۔۔"

وہ تڑپ کر کہتی الفت و وارفتگی سے بولی تھی۔ عالم راؤ نے آنکھوں میں جنونیت لیے اس محبت کی دیوی کو دیکھا تھا۔ جس کی وہ دن رات پرستش کرتے تب بھی وہ تشنہ ہی رہتا تھا۔۔

"لفظی اظہار آپ کے جان کے دل کو پرسکون کرنے میں کچھ اچھا نہیں رہا میرے دلبر جان۔۔ عملاً کوئی اظہار کے پھول برسائیں تو دل و جان کو اطمینانیت ہو۔"

وہ آنکھوں میں خماری لیے اس کے بالائی لب کے خم کو انگوٹھے سے دباتے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔ ہیزل جی جان سے لرزی تھی اس کی فرمائش پر۔

"یی۔۔۔ یہ اچھی بات نہیں۔۔"

وہ اپنے خشک پڑتے لبوں کو زبان سے تر کرتی بمشکل بولی تھی۔اس کی حرکت پر عالم راؤ کی آنکھوں میں سرور اترا تھا۔

"محبت کرنا بری بات تو نہیں جان کی جاناں۔۔"

وہ اس کا جواز رد کرتا منتظر تھا۔

وہ ہمت کرتی اوپر کو ہوتی اس ہی پیشانی پر اپنے پھولوں سے لب رکھ گئی۔

عالم راؤ نے مسروریت سے آنکھیں بند کرتے اس کی نازک سی کمر میں ہاتھ ڈالتا اس کے چھوٹے سے وجود کو اپنے سینے پر ڈالا تھا۔

ہیزل کو اپنی سانسیں ڈھنکی کی مانند چلتی محسوس ہوئیں تھیں۔

پھر وہاں سے اس کی بند آنکھوں کو اپنے پھولوں سے لمس سے روشنائی دی۔عالم راؤ کو اپنے رگوں میں خون کی جگہ لاوا ڈورتا محسوس ہوا تھا۔

وہ اس کی نازک سی کمر پر دباؤ ڈالتا اسے جیسے خود میں سمولینا چاہتا تھا۔

وہاں سے سفر طے کرتے وہ اس کے بیرڈ بھرے رخساروں پر اپنے گلداز لب رکھتے وہ کپکپائی تھی اس کی بیرڈ کی چبن پر۔نازک سے لب سرخ پڑے تھے۔

آنکھیں سروریت سے بوجھل سی ہونے لگیں تھیں۔وہ بمشکل اس کی ستون ناک میں اپنا لمس چھوڑتی اس کے سینے پر سر رکھتی گھرے گھرے سانس بھرنے لگی جیسے ناجانے کتنی مسافت طے کر کے آئی ہو
۔

"جانِ جہاں کیا آپ ان لبوں کو یونہی تشنہ لبی کی سزا دینا چاہتی ہیں جو دن رات آپ کی مداسرائی کے متمنی رہتے ہیں۔۔۔"

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا سرخ پڑھتا چہرہ اپنے سامنے کرتا جنونیت وشدت سے بولا تھا۔

اس کے لہجے اور دل کی طلب پر ہیزل کے وجود میں طغیانی سی بھرپا ہوئی تھی۔وہ بمشکل اپنی گھنیری پلکوں کی باڑ اٹھائے سنہری آنکھوں میں التجائیں لیے نفی میں سر ہلانے لگی۔

ہیزل کی آنکھوں میں اپنی قربت کی خماری دیکھ وہ بری طرح سے بہکا تھا۔

دکھا کر مجھ کو چشم مست مستانہ بناڈالا

پلا کر آج ساقی تو نے دیوانہ بناڈالا

قیام یاد خوباں کو ترقی دے خدا اس نے

مرے اجڑے ہوئے دل کو پری خانہ بناڈالا

دل صد چاک میرا تھا بھلا کس کام کے قابل

مگر اک شوخ نے لے کر اسے شانا بناڈالا

ضرر پہنچانہ مے خانے کو کچھ سنگ حوادث سے

اگر ٹوٹی کوئی بوتل تو پیمانہ بناڈالا

غضب جادو بھری ہوتی ہیں آنکھیں حسن والوں کی

نظر جس سے ملائی اس کو دیوانہ بناڈالا

وہ میکش ہوں کہ ہر دم شیشہ وساغر ہے ساتھ اپنے

جہاں بیٹھا وہیں پر ایک مے خانہ بناڈالا

خیال بادہ نوشی فرقت ساقی میں جب آیا

بنایا دل کو خم آنکھوں کو پیمانہ بناڈالا

خدا کے فضل سے عالم تھا فرزانہ وعاقل

نوازش کی بتوں نے اس کو دیوانہ بناڈالا

★★★★★

"جج۔۔۔جان۔۔مم۔۔۔مجھے نہیں ہو گا پلیز.."

وہ بمشکل اپنے کپکپاتے لبوں سے بولی تھی۔پر عالم راؤ نے تو کچھ سنا ہی نہیں تھا اس کی نظریں تو اس پنکھڑیوں سے لبوں کی تھر تھراہٹ پر ہی بند گئیں تھیں۔

جن کی طلب نے اس کے وقت اس کے حلق میں کانٹے اگادیے تھے۔

وہ اسے خود پر جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھر تھراہٹ و کپکپاہٹ اپنے اندر جذب کر گیا۔ وہ جو پہلے ہی بے جان ہو رہی تھی۔

بری طرح سے لرزی تھی اس کی ظالمانہ گرفت میں وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اسے خود گھولنے لگا۔

بڑھتی شدت پر وہ اس کی گردن میں ناخن کھاڑتی اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ اس پر مزید جنونی ہوتا اسے مزید شدت سے اپنے دھکتے لمس سے نڈھال کرتا کروٹ بدلتا اس ہر سایہ کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی سلوٹوں کو سنوارتا ایک ایک جان افروز لمس چنتا مدہوش ہو رہا تھا۔

وہ نازک سی پری اپنے لبوں پر ہوتی جلن اور گھٹتی سانسوں ہر بے جان سی ہونے لگی تھی تبھی وہ اس پر رحم کھاتا اس کی گردن میں چہرہ چھپائے گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔۔

وہ جو پہلے ہی نڈھال سی ہو رہی تھی سانسیں سنوارنے کی تگ ودو میں تھی اس کی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچ گئی۔

عالم راؤ کے لبوں مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اس کی معصوم سی حرکت پر جو اپنی انھیں معصوم ادائیں سے اسے بہکا کر اپنی جان مشکل میں ڈالتی تھی۔

وہ سر اٹھاتا اس کی جانب دیکھنے لگا۔ جو گلال ہوتی۔ آنکھیں میچے پڑی تھی اور شاید خود بھی احساس نہیں تھا وہ اس وقت کیا کر رہی ہیں۔

وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا اسے بیڈ کے دوسرے کونے پر پھینکتا اسے پوری طرح سے خود میں سموتا ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر گیا۔

وہ نازک سی جان اب شاید مزاحمت کرتی تھک گئی تھی تبھی بھاری سانسیں بھرتی نڈھال سی ہو گئی تھی۔

"کیا تھک گئی میری جان۔۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا سرگوشی میں بولا تھا۔ جس پر وہ بمشکل آنکھیں کھولتی شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ اچھے نہیں ہیں۔۔ میری جان نکال دی۔۔"

وہ ہونٹ موڑتی شکائتی انداز میں بولی تھی عالم راؤ نے جھکتے اس کی شکائت کو اپنے لبوں پر سمیٹتا تھا۔

وہ سٹپٹاتی چہرہ موڑ گئی۔ عالم راؤ نے متبسم نظروں اپنی گولڈن ڈول کو دیکھا تھا جو اس کی ذرہ سی قربت پر گلال ہو جاتی تھی۔

وہ مدہوش ہوتا اس کی گردن پر جھکا تھا۔ اور اپنا سکون تلاشتہ اسے بے چین کرنے لگا۔ وہ اس کے پہلو سے اپنی شاخ گلاب سی بانہوں گزارتی اس کی پشت پر ناخن گھاڑ گئی۔۔

"آئی لو یو جانِ جاں۔۔۔"

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اس کے لبوں پر جھکتا اسے خود میں قید کر گیا تھا۔

وہ نازک سی پری اس کی شدتوں پر سہمتی اس کی دہکتی قربت سے گھبراتی اسی میں ہی پناہ تلاشنے لگی تھی

۔

★★★★★

"ستارہ میری جان بس کر دیں آجائیں تھک جائیں گی۔۔۔کافی ٹائم ہو گیا ہے۔"

وہ لیپ ٹاپ پر بیٹھی کب سے اپنے لیے ڈریسز سلیکٹ کر رہی تھی۔وہ متفکر ہوا تھا اس کے زیادہ دیر ایک ہی پوزیشن میں بیٹھنے ہر۔

اس کی طبیعت پر وہ کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔کیونکہ وہ اپنے معاملے میں نہایت لاپرواتھی۔

"یان بس تھوڑی دیر۔۔"

وہ اسے کہتی دوبارہ مگن ہو گئی تھی۔جس ہر وہ نفی میں سر ہلاتا اس کی جانب آیا تھا۔

اس کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ لیتا وہ اسے بند کر کے منہ بسورتی ستارہ کو اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب آیا تھا۔

نرمی سے کسی کانچ کی گڑیا کی مانند اسے بیڈ پر ڈالتے وہ وٹامنز کی سپلیمنٹ دیتے دودھ کا رکھا گلاس اسے پکڑا گیا جس پر وہ چہرے کے زاویے بگڑاتی وہ پینے لگی۔

ریان ملک کے لبوں مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اس کے چہرے کے بگڑتے پیارے پیارے ایکسپریشنز پر

۔

وہ دودھ کا گلاس فنش کرتی گلاس سائڈ ٹیبل پر رکھتی بیڈ کے کراؤن سے سر ٹکا گئی۔

"میرا کیوٹ ساشائے سٹار۔۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا اس کے پہلو میں دراز ہوا تھا۔

"مجھے بات نہیں کرنی۔۔"

وہ خفا ہوتی کروٹ بدل گئی تھی اس کی جانب سے۔ جس پر وہ مسکراتا اس کی نازک کی کمر میں بازو حائل کرتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگا گیا۔

ستارہ کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں۔

"ایسا ظلم کیوں میری جان۔۔"

وہ اس کی گردن کی پشت سے بال ہٹاتا اس جھکتا وہاں اپنے دہکتے لب رکھ گیا۔۔۔

اس کے لمس کی جان لیوا جنبش پر وہ سختی سے آنکھیں میچتی تکیے کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

"آ۔۔۔ آپ مم۔۔۔ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔"

وہ اس کے ہاتھ کا لمس اپنے پہلو پر گردش کرتا محسوس کر مچلی تھی۔

"اور جو اس وقت آپ مجھے تنگ کر رہی ہیں۔۔ اس کی کیا سزا دی جائے آپ کو۔۔"

وہ مدہوش سا ہوتا اس کی شرٹ کی زپ کو اپنے دانتوں میں لیتا کھینچتا اس کی جان نکال گیا۔

"یان۔۔"

وہ چلا اٹھی۔ جیسے وہ ان سنی کرتا اس کی دودھیا کمر کی رعنائیوں کو تکتا مدہوش سا اس کی خوبصورتی کو خراج تحسین دیتا اسے اپنے لمس سے مہکانے لگا۔

وہ گہری گہری سانسیں بھرتی بری طرح سے کپکپانے لگی تھی۔

ماضی!

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرنے لگا تھا۔۔

وقت کے ساتھ ساتھ سلطان راؤ کا ڈر مزید بڑھنے لگا تھا حرم کو لے کر۔

اور آج وہ وقت بھی آ پہنچا جب اس کا ڈر سچ ہونے والا تھا۔ وہ اور حرم آج سکندر شاہ کے گھر میں ان کی شادی کی اینی ورسری تھی۔

اور سکندر شاہ نے انھیں حاص طور پر مدعو کیا تھا اپنی فیملی کے ساتھ۔

"جان میرا بچہ آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔"

حرم نے جان سلطان کو ابھی تک یونہی کاؤچ پر ریلیکس انداز میں نم دراز ہوئے بک ریڈ کرتے دیکھ کہا تھا۔

وہ دو دن پہلے ہی انگلینڈ سے واپس آیا تھا چھٹیوں پر۔۔۔ سلطان راؤ نے اسے انگلینڈ کے بسٹ سکول میں تعلیم دلوائی تھی اس نے بھی میٹرک میں ٹاپ کر کے اپنے باپ کا نام روشن کیا تھا۔

اس کا داخلہ انگلینڈ کے ایک بڑے کالج میں ہوا تھا اور وہ بہت خوش تھا اس کے لیے کیونکہ اس کے ڈیڈ خوش تھے وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ اپنے باپ سے محبت کرتا تھا کیونکہ اس کی ماں سے محبت کرنے کو وہ کافی تھے۔۔

"میرا پیارا بچہ وہ ڈیڈ کے اچھے دوست ہیں۔۔ آپ وہاں بور نہیں ہوں گے ان کا بیٹا آپ کا ہم عمر ہے ۔۔ آپ اس سے دوستی بھی کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی آپ کا کوئی دوست نہیں تو ہو سکتا ہے وہ آپ کو اچھا لگے۔۔ میں نے آپ کا ڈریس نکال دیا ہے۔"

وہ پیار سے اس کے بال سنوارتے بولی تھی جس پر وہ ان کے گرد اپنے بازو حائل کرتا اس کی گال پر بوسہ دیناماں کا مان رکھ گیا۔

"اوکے سلطان کی ملکہ میں دس منٹ میں ریڈی ہو جاتا ہوں۔ بٹ احمد چچا ہمارے ساتھ جائیں گے۔"

وہ اٹھتا بول کر اپنا ڈریس لیتا واش روم گھس گیا۔

وہ ضدی بلکل نہیں تھا وہ اپنے مم ڈیڈ کا اچھا بیٹا تھا ان کی ہر بات پر سر خم کرنے والا۔۔

اور یہی بات اسے اپنے عمر کے بچوں سے الگ بناتی تھی وہ دوست نہیں بناتا تھا زیادہ تر وقت پڑھائی میں گزارتا تھا اپنے کام سے کام رکھنے والا پر غصے کا انتہائی تیز تھا۔ غصے میں وہ بلکل سلطان راؤ پر گیا تھا اور جنون تو اسے وراثت میں ملا تھا۔

دوسری جانب شاہ ہاؤس کو کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور اس گھر کا سنہری آنکھوں والا اڑیل شہزادہ کسی بات پر اکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔۔

"ساحل میرے پرنس وہ ابھی آنے ہی والی ہو گی میرا پیارا بچہ جلدی سے ڈریس اپ ہو جائیں۔"

ہالہ شاہ کب سے اسے سمجھا رہیں تھیں پر وہ سمجھنے کو تیار ہی نہ تھا۔

سنہری آنکھیوں سے جنون کی سرخیاں لیے وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

"مما وہ جھوٹی ہے اس نے کہا تھا وہ جلدی آجائے گی بٹ شی از لائر۔۔۔ آئی وانٹ ہر رائٹ ناؤ۔"

وہ دھیمے لہجے میں غصے سے بولتا ہالہ شاہ کو خیران کر گیا تھا۔وہ پہلے کبھی کسی کے لیے اتنا پوزیسو نہیں ہوا تھا جتنا وہ اس چھوٹی سی نو سالہ گڑیا کے لیے ہو رہا تھا۔۔

ساحل بیٹا وہ ابھی چھوٹی ہیں اپنے مم ڈیڈ کے ساتھ آئیں گی نہ جب وہ آئیں گے تو ہی آسکیں گی اکیلی کیسے آئیں۔"

وہ نرمی سے اس کے سنہری بال سنوارتے بولیں تھیں۔جس پر وہ کچھ ریلیکس ہوا تھا۔

"اوکے میں کال کرتی ہوں حفصہ کو کہ بھئی جلدی آئیں میرے پرنس کی دوست کو لے کر۔"

وہ مسکرا کر بولتیں اپنے اڑیل شہزادہ کی پیشانی چوم گئیں جن کے لمس کو وہ آنکھیں بند کرتا محسوس کرتا اس ٹھنڈک بھرے لمس کو اپنے اندر اتار گیا۔

"چلیں اب جلدی سے تیار ہو جائیں میں ہیزی کو دیکھ لو ہوں آپ کے ڈیڈ کو ستایا ہو گیا اس نے۔"

وہ مسکرا کر بولتی اس کے روم سے نکل گئیں۔ جس پر وہ اپنی آنکھیں بند کرتا گہرے سانس بھرتا اپنے اندر اٹھتی فرسٹریشن کو باہر دھکیلتا اپنا ڈریس لیے واش روم میں گھس گیا۔۔

★★★★★

"آؤ سلطان میں تمھیں کو اپنے دوست اپنے پارٹنر سے ملواتا ہوں۔"

سکندر شاہ سلطان راؤ کو لیے ابراہیم کاظمی کی جانب آئے تھے۔

"ابراہیم اس سے ملو یہ سلطان راؤ ہے میرا کالج کا دوست کافی وقت بعد ملاقات ہوئی ہماری۔"

سکندر شاہ نے خوش دلی سے سلطان راؤ کا تعارف ابراہیم کاظمی سے کروایا تھا۔ ابراہیم کاظمی نے سر تا پاؤں سلطان راؤ کو دیکھا تھا جس کا نام تو اس نے بہت سنا تھا پر آج دیکھ پہلی بار رہا تھا۔

وہ کافی متاثر ہوا تھا سلطان راؤ کی شحصیت سے جو سیاہ ڈنر سوٹ پہنے انتہائی خوبرو لگ رہا تھا کم تو سکندر شاہ بھی نہیں تھے۔۔

پر سلطان راؤ کی شخصیت نے پوری محفل پر جیسے سحر طاری کر دیا تھا۔

"ہیلو مسٹر راؤ خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔"

وہ اس سے مصافحہ کرتے مسکرا کر بولا تھا۔

"شکریہ مسٹر کاظمی۔۔"

وہ سر کو ذرہ سا خم کرتا ارد گرد دیکھتا اپنی ملکہ کو تلاشنے لگا جو ہالہ کے ساتھ کھڑی باتوں میں مصروف تھی۔

"ہالہ تم بہت پیاری ہوں۔"

حرم کو یہ سنہری بالوں والی اور سنہری آنکھوں والی لڑکی بہت پسند آئی تھی ایک پل کو اسے لگا جیسے وہ کسی دوسرے ملک کی تھی کیونکہ اس کی زبان میں اردو زبان اجنبی سی لگ رہی تھی۔۔

"تھنک یو حرم بٹ آپ بھی بہت پیاری ہیں۔"

وہ وہ مسکرا کر نرم لہجے میں بولی تھی حرم مزید فدا ہوئی تھی۔

"یہ تو سچ کہا ہالہ تم نے مسز راؤ بہت پیاری ہیں۔"

حفصہ نے ان کے پاس آتے لقمہ دیا تھا۔ حرم شرم سے سرخ ہوتی سر جھکا گئی۔

جان پارٹی میں بور ہو رہا تھا تبھی بیک سائیڈ پر آگیا تھا۔ لیکن ادھر اُدھر ٹہلتا یونہی ٹائم پاس کر رہا تھا جب اس کی سماعت میں کسی بچی کے رونے کی آواز گونجی تھی۔

وہ فوراً سے الرٹ ہوتا ادھر اُدھر نظریں دوڑانے لگا۔ تبھی اس کی نظر کچھ فاصلے پر گھاس پر بیٹھی ایک وائٹ باربی فراک پہنے چھوٹی سی پری پر پڑی جو سسکیوں سے رو رہی تھی۔

وہ تیزی سے اس کی جانب آیا تھا۔

"ہیے۔۔۔ پرنسس کیا ہوا۔"

وہ اسے فوراً سے اٹھاتا روشنی میں لے آیا۔ روشنی میں اس سنہری بالوں والی پری کو دیکھ وہ ایک پل کو ٹھٹھکا تھا۔

کتنی پیاری تھی وہ اس نے آج تک اتنی خوبصورت بچی نہیں دیکھی تھی۔

"کیا ہوا گولڈن ڈول آپ کیوں رو رہی ہیں۔"

وہ نرمی سے اس کے پھولے گالوں سے آنسو اپنے پوروں سے صاف کرتے بولا تھا۔ اسے لگا جیسے اس نے کسی روئی کو چھو لیا ہو۔۔

مجھے بھیو پاس جانا ہے۔"

وہ سنہری آنکھیں اٹھائے اس کی جانب دیکھتی جان سلطان کو ساکن سا کر گئی۔۔۔

اس نے تو اتنی پیاری آنکھیں بھی کبھی نہیں دیکھیں تھی۔۔وہ دودھ ملائیوں سی رنگت کی حامل وہ پھولے ہوئے گالوں والی سنہری پری انتہائی خوبصورت تھی۔ جس کے چھوٹے چھوٹے بالوں کی دو پونیاں بنائی ہوئیں تھیں۔ چھوٹے چھوٹے سرخ ہونٹ موڑتی وہ سسکیاں لیتی رو رہی تھی۔

"آپ باہر کیسے آئیں پیاری پری۔۔"

وہ نرمی سے دریافت کر رہا تھا۔

" بھیو پاس جانا۔"

وہ پھر سے بولتی رو دی وہ بوکھلایا تھا۔

"اوکے ہم چلتے ہیں اندر آپ مجھے بتانا آپ کے بھیو کون ہیں۔ویسے میں جانتا ہوں آپ وہ پیاری آنٹی کی پری ہیں تو آگر آپ کے بھیو نہیں ملے تو میں آپ کو آپ کی مم کے پاس چھوڑ دوں گا۔۔۔"

وہ اس ننھی سی پری کو اٹھائے اندر پارٹی کی جانب بڑھا تھا۔ ہالے کو دیکھ وہ اندازہ لگا گیا تھا کہ وہ ضرور ہالے اور سکندر انکل کی بیٹی تھیں۔

وہ اسے اٹھائے ابھی اندر داخل ہوا ہی تھا کہ ایک سنہری آنکھوں والا لڑکا کھڑا نظر آیا۔

جان کو فوراً سے اندازہ ہوا تھا کہ یہیں اس پری بھائی ہے۔ تبھی وہ اس پری کو لیے اس کی جانب بڑھا تھا

۔

"بھیو۔۔۔ بھیو۔"

وہ اسے دیکھتے ہی ہاتھ پھیلاتی ساحل کے پاس جانے کو مچلنے لگی۔۔

وہ فوراً سے اسے تھام گیا۔

"یہ وہ مجھے باہر ملیں بہت رو رہی تھی۔"

جان نے اس پری کو ساحل کو پکڑاتے بتایا تھا۔

ساحل شاہ نے مرعوب ہوتے اس کانچ سی سرمئی آنکھوں والے لڑکے کو دیکھا تھا جو کچھ زیادہ ہی خوبصورت تھا۔

"کیا تم سلطان انکل کے بیٹے ہو۔۔"

وہ اسے دیکھتے ہیزل کی پشت تھپتھپاتے دریافت کرنے لگا جو اب اپنے بھیو کے شانے پر سر رکھے پرسکون نظر آرہی تھی۔

"ہمم۔۔ایم جان سلطان۔۔"

وہ نرم سا مسکرا کر اس کی جانب ہاتھ بڑھا گیا۔

"ہائے ایم ساحل سکندر۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے مسکرا کر بولا تھا۔جان جیسے آج تک دوستی کرنے کے لیے کوئی اچھا نہیں لگا تھا ساحل شاہ پر فیکٹ لگا۔

"نائس ٹو میٹ یو ساحل۔"

وہ ہنوز لہجے میں بولا تھا ساحل نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔وہ بھی مرعوب نظر آیا تھا۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں۔"

وہ خوش دلی سے بولا تھا کیونکہ وہ خود بھی بور ہو رہا تھا۔کیونکہ وہ نہیں آئی تھی جس کا وہ انتظار کر رہا تھا حفصہ آنٹی نے کہا کہ وہ اپنی دوست کی پارٹی پر چلی گئی تھی۔

اسکا دماغ سخت خراب ہو رہا تھا۔۔

"یس شور۔۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا۔ساحل اسے دومنٹ کا بولتا ہیزل کو ہالہ کو وہ پکڑا آیا۔اور پھر وہاں سے شروع ہوئی ساحل شاہ اور جان سلطان کی دوستی کی ایک نئی داستان۔۔

سلطان راؤ کی طرح جان سلطان بھی اپنے رشتوں کے لیے بہت پوزیسو تھا وہ ساحل شاہ کے ساتھ بہت اٹیچ ہونے لگا تھا اور ساحل شاہ کا بھی کچھ ایس ہی حال تھا وہ جان سے سال چھوٹا تھا پر ان کی دوستی بے مثال بننے لگی تھی۔

اکثر ایک دوسرے کے گھر آنا جانے لگے۔ سب بڑے اس کئ دوستی دیکھ خیر ان ہوتے تھے وہ دونوں شہزادے جو کسی کو منہ نہیں لگاتے تھے ایک دوسرے پر جان چھڑکنے لگے تھے۔

★★★★★

"ساحل آپ بات کیوں نہیں کر رہے مجھے سے۔"

وہ اب روہنسا ہوئی تھی آج کتنے دن ہو گئے تھے پر اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔ نہ سکول میں اس سے بات کرتا تھا اسے دیکھتے ہی راستہ بدل لیتا۔

"لمظ جاؤ یہاں سے مجھے اپنے ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے۔"

وہ اس کی جانب دیکھنے سے گرز کرتا سنجیدگی سے بولا تھا۔ جس پر اس کی سیاہ کھتائی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں۔

"ساحل ایم سوری وہ میری بہت اچھی دوست ہے اس لیے اس نے اتنا انسسٹ کیا تو میں منع نہیں کر پائی پلیز ساحل مجھ سے ناراض مت ہونہ۔۔"

وہ سیاہ آنکھوں والی گڑیا رو دینے کو تھی۔ پر وہ بے رحم بنا بیٹھا تھا۔

ں تمھارے علاوہ کسی کو اتنی امپورٹنس نہیں دیتا تو تم کیسے کسی دوسرے کے لیے میرے ساتھ کیا پرامس توڑ سکتی ہو۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھتا اسے شانوں سے تھام کر اپنے قریب کرتا غصے سے غرایا تھا۔ وہ نازک سی نو سالہ پری سہمی تھی۔۔۔

"سس۔۔۔۔ساحل پلیز چھوڑو۔۔۔مجھے ہرٹ ہو رہا ہے۔"

وہ مزاحمت کرتی آنسو بہانے لگی تھی۔ جس پر وہ اسے چھوڑتا اپنے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ گیا۔

"میری بات سنو لمظ یو آر مائن۔۔۔مجھے نہیں اچھا لگتا جب تم میری کسی بات کو اگنور کرتی ہو۔ تم میرے لیے بہت زیادہ اہم ہو بلکل ویسے ہی جیسے میرے ڈیڈ کے لیے میری مما اہم ہیں۔ تو تمھارے لیے بھی بس میرا اہم ہونا ضروری ہے۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتا اپنے جنون کو دباتا بمشکل نرمی سے بول پایا تھا۔ جو اس ننھی سی گڑیا کے قطعی پلے نہیں پڑیں تھیں۔

پر وہ یہ سمجھ گئی تھی کہ ساحل کو اس کا کسی کو اس سے زیادہ اہمیت دینا پسند نہیں تھا۔

"ایم سوری ساحل پلیز تم غصہ مت ہو میں اب دوبارہ کسی سے زیادہ بات بھی نہیں کروں گی۔ تم مجھے ہرٹ مت کرنا۔"

وہ روتے ہوئے سسکتی بولی تھی ساحل شاہ کو اپنے دل میں درد اٹھتا محسوس ہوا تھا وہ بہت چاہتا تھا اسے اور یہ بات وہ اچھے سے سمجھتا تھا پر وہ سمجھنے کے لیے ابھی بہت چھوٹی تھی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں بلکل نہیں کوئی اپنی پری

کو بھی ہرٹ کر سکتا ہے۔ تم رو نہیں ایم سوری اب نہیں کرتا ہرٹ۔ پر تم بھی یاد رکھنا کہ تم بس میری ہو۔ مجھ سے زیادہ تمھارے لیے کوئی ضروری نہیں اوکے۔"

وہ اسے بیڈ پر بیٹھاتا اس کے قریب قالین پر بیٹھتا اس کے ہاتھ تھامتے اپنی سنہری آنکھوں میں جنون لیے شدت پسندی سے بولا تھا۔ جس پر وہ سہمی اثبات میں سر ہلا گئی۔

"چاکلیٹ کھاؤ گی۔"

وہ اسے مسلسل آنسو بہاتے دیکھ نرم مسکراہٹ لیے اس کا چہرہ اپنے رومال سے صاف کرتا اسے بہلانے کو بولا تھا۔

جس پر وہ جھٹ سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"ڈیٹس مائے گرل۔"

وہ اپنے ڈراؤ سے چاکلیٹ بار اسے پکڑاتے بولا تھا جیسے وہ جھپٹ کر رونا بھول کر کھانے لگی۔ تبھی ہیزل پنک فراک پہنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ساحل کے روم میں آئی تھی۔

اور ہیزل کے ہاتھ میں چاکلیٹ دیکھ اس کے منہ میں پانی آیا تھا۔

"مجھے بھی۔۔مجھے بھی۔"

وہ لمظ کا ٹاپ کھینچتی چاکلیٹ مانگنے لگی جس پر وہ اپنی چاکلیٹ اسے تھماتے اس کے گلابی گال چٹاچٹ چوم گئی۔

جبکہ وہ مزے سے چاکلیٹ پکڑتی ساحل کی جانب آتی ہاتھ اوپر کو کرتی اشارہ کرنے لگی کے اسے اٹھایا جائے جس پر وہ مسکراتا فوراً سے اپنی پرنسس کو اٹھا گیا۔

"میرا پیارا بچہ میری چھوٹی سی بھائی کی جان۔بھائی لو زیو پرنسس۔"

وہ اسے پیار کرتا خود میں بھینچ گیا۔

"بھیو مجھے اور کھانی۔"

وہ ابھی ایک کو ہاتھ میں پکڑے دوسرا ہاتھ اس کے سامنے کرتی بولی تھی جس پر وہ اس کے گال چھومتا ڈراؤ سے دو چاکلیٹ نکالتا ایک پھر سے لمظ کو پکڑاتا دوسرا اسے پکڑا گیا۔

★★★★★

"مم۔۔۔سکندر انکل کی بیٹی کتنی پیاری ہے نہ جسٹ لائک گولڈن ڈول۔۔"

جان اپنی ماں کے شانے پر سر رکھے مدھم آواز میں بولا تھا۔حرم کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا وہ سچ میں بہت پیاری تھی کاش وہ تھوڑی بڑی ہوتی تو وہ اسے اپنے پیارے بیٹے کے لیے مانگ لیتیں۔۔

"ہاں بہت پیاری ہے۔"

وہ صدق دل سے بولی تھی۔جس پر جان سلطان کے لب مسکرائے تھے۔سرمئی آنکھوں چمکی تھیں۔

"مم مجھے وہ بہت اچھی لگتی ہے۔۔"

وہ مسرور سا بولا تھا۔ پر اس کے لہجے میں ایک الگ سی مسروریت محسوس کرتے وہ چونکی تھی۔ اس کے بیٹے نے آج تک کبھی کسی کے بارے میں اس طرح سے بات نہیں کی تھی۔

"وہ اچھی ہے پر بہت چھوٹی بھی۔"

وہ چھوٹی پر زور دیتی اپنے بیٹے کو دبے لفظوں میں سمجھانا چاہتی تھی۔

"بٹ وہ بڑی بھی تو ہوگی نہ مم۔۔۔ تب تک ویٹ کر سکتا ہوں میں۔"

وہ صاف لفظوں میں بولا تھا حرم نے خیرانی سے اپنے بیٹے کی باتیں ملاحظہ کیں تھیں۔

"جان دس از ٹو مچ۔۔ میرے شہزادے وہ آپ سے دس سال چھوٹی ہے میری جان۔ یہ پاسیبل نہیں ہے۔"

وہ بڑی محبت سے اسے سمجھانا چاہتیں تھیں۔

"نو مم۔۔ آئی وانٹ ہر۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ضدی لہجے میں بولا تھا حرم پریشان ہوئی تھی اپنے بیٹے کی ضد پر جو کم ہی کسی بات پر اڑتا تھا پر جب اڑتا تھا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اس ضد سے ہٹا نہیں سکتی تھی۔

"جان میں آپ کے لیے اس سے بھی پیاری لڑکی تلاش کروں گی۔ پلیز میری جان ضد نہیں کرتے۔"

وہ اسے قائل کرنے کی کوشش کرنے لگیں کیونکہ جو بات ان کا شہزادہ کہہ رہا تھا ان کے مطابق ناممکن سی تھی۔

"نو مم۔۔۔مجھے کوئی دوسری لڑکی نہیں چاہیے مجھے ہیزل چاہیے۔بس وہی چاہیے۔ پلیز مم مجھے وہی چاہیے۔"

وہ کسی ضدی بچے کی طرح لہجے میں عجیب دیوانگی لیے بولا تھا وہ چودہ سالہ شہزادہ اپنی ماں کا لاڈلا اپنے باپ کا فخر تھا۔وہ بہت سمجھ دار بچہ تھا پر آج عجیب ضد پر اتر آیا تھا۔

وہ بے بسی سے اس کی جانب دیکھنے لگیں کیونکہ وہ سلطان راؤ کی دیوانگی بھولی نہیں تھی جب اپنے انکار پر اس سے اپنے سلطان کی دیکھی تھی۔

اور وہ بھی تو سلطان راؤ کی کاپی تھا۔پھر کیسے وہ اسے اس ضد سے باز رکھتیں۔

"ٹھیک ہے پھر آپ کو بہت انتظار کرنا پڑے گا اپنی گولڈن ڈول کے لیے۔"

وہ اس کی پیشانی سے بال سنوارتے نرمی سے بولیں تھیں۔

"میں کروں گا مم۔۔بس اس انتظار کے صلے مجھے ہیزی چاہیے مم۔۔"

وہ حرم کی گود میں سر رکھتے مدھم آواز میں بولا تھا۔جس پر ان کے لب سل کر رہ گئے۔

دوسری جانب ایک طوفان ان کی زندگی میں آنے کو تیار تھا۔

اف انسان تو نہیں لگتی کوئی پری ہو کیا۔"

وہ بڑی سکرین پر حرم کی تصویر زوم کر کے دیکھتا شراب کے گھونٹ بھرتا اس کے چہرے پر انگلیاں مس کرتا۔۔

ایک مہینہ پہلے اس نے حرم کو سکندر شاہ کے گھر پارٹی میں دیکھا تھا تب سے نہ اسے دن کو سکون تھا نہ رات کو چین۔۔

"میں حاصل کرلوں گا تمھیں پری۔۔ تم بس میری ہو تمھیں تو شمس حاکم کا ہونا ہے بس۔"

وہ اس کے چہرے پر نظر آتی لٹوں پر انگلی پھیرتا پاگل سا ہو رہا تھا۔۔

"اس کے لیے چاہیے مجھے کسی کی بھی جان کیوں نہ لینی پڑے تمھارا یہ عاشق تمھیں چھین لے گا سلطان راؤ سے۔۔"

وہ خلق میں شراب انڈھیلتا قہقہہ لگا اٹھا تھا۔

وہ اپنی کلاس کے باہر کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔ کیونکہ کلاس کے ایک بچے نے اس سے وہ پنسل چھین لی تھی جو ساحل نے اسے اس کے برتھڈے پر دی تھی وہ اس کے لیے بہت قیمتی تھی۔

اور اب وہ پینسل اس کا بڑا بھائی لے گیا تھا تو وہ مسلسل سسکیوں سے روتی بریک ٹائم کینٹین بھی نہیں گئی تھی۔۔ نہ ساحل کے پاس گئی تھی۔

تبھی ساحل ڈھونڈتا خود اس کی کلاس کی جانب آیا تھا اور اسے رو رو کر ہلکان ہوتا دیکھ وہ اس ہی جانب آیا تھا۔

"ہیے ۔۔ میری پرنسس کیا ہوا۔"

وہ اس کے سامنے جھکتا دریافت کرنے لگا اس کے آنسو اسے بے چین کرنے لگے تھے۔ وہ اسے اپنے سامنے دیکھ مزید رونے لگی تھی۔

"ارحم نے میری پینسل چھین لی ساحل جو آپ نے دی تھی۔ اور اب اس کے بھائی نے میرے بال کھینچے اور وہ پینسل لے لی۔"

وہ اسے بتاتی پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ وہ غصے بھنایا اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔

"اٹس اوکے مائے گرل ۔۔ میں ابھی آتا ہوں رونا نہیں ۔۔ اوکے۔"

وہ اس کے چہرے پر بکھرے اس کے نم بال ہٹاتے اپنی جیب سے رومال نکال کر اس کا منہ صاف کرتا اپنی پاکٹ سے چاکلیٹ نکال کر کھول کر اسے پکڑا گیا۔

"تب تک آپ یہ کھائیں میں ابھی آیا۔"

وہ اس کے کشمیری سیب سے گال تھپتھپاتے مسکرا کر بولا تھا۔ جس پر ہو سسکی بھرتی اثبات میں سر ہلاتی چاکلیٹ کھانے لگی۔

وہ موڑتا ارحم کے بھائی کیف کی جانب بڑھا تھا جو ساحل کا کلاس فیلو تھا۔

کیف جو اپنی کلاس میں بینچ پر بیٹھا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ لنچ میں مصروف تھا۔ ساحل نے کاٹ دار نظریں اس پر ڈالیں تھیں جس کی فرینٹ پاکٹ میں لمظ کی وہ خوبصورت پینسل اٹکی ہوئی تھی۔

وہ جار خانہ انداز میں اس کی جانب بڑھا تھا اور اس کی جیب سے پینسل کھینچتا بنا رحم کھائے اس کے ہاتھ میں گھاڑ گیا۔۔

کیف کی چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔اس کے دونوں دوست خوف زدہ ہوتے اس سے دور ہوئے تھے۔کیونکہ ساحل شاہ کو وہ اچھے سے جانتے تھے ایک نمبر کا پاگل اور سنکی تھی۔

"ہمت کیسے ہوئی میری پرنسس کی چیز کو ہاتھ بھی لگانے کی اور اسے ہاتھ لگانے کی۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔پینسل واپس کھینچتے وہ اس کے منہ پر زوردار مکے رسید کرتے غرایا تھا۔

کیف کے ہاتھ سے بھل بھل خون نکل رہا تھا۔

"میں اسے پھول کی چھڑی سے نہ چھوؤں تم نے اس کے بال کھینچے۔"

وہ اس کے بال مٹھی میں دبوچتے وہ سنہری آنکھوں میں جنون لیے غصے سے پاگل ہوتا چلایا تھا۔

"ساحل شاہ سٹاپ اٹ۔"

تبھی وہاں پرنسپل صاحب ائے تھے اور کیف کی بری حالت اور ساحل شاہ کو اسے مارتا دیکھ کر غصے سے چلائے تھے۔

"نو۔۔۔نو اس نے لمظ کو ہرٹ کیا۔"

وہ اسے مسلسل مارتا جنونی ہوتا چلایا تھا تبھی پرنسپل کے اشارے پر چار پانچ لڑکوں نے اسے دبوچتے کیف سے دور کیا۔

"سٹاپ ساحل میرے ساتھ چلیں آپ۔"
وہ ساحل شاہ کو غصے سے بولتے اپنے آفس میں لے آئے۔
کچھ ہی دیر میں سکندر شاہ بھی پرنسپل آفس تھے۔
" مسٹر شاہ یہ اس مہینے ساحل کی ساتواں لڑائی ہے۔ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں پر اس طرح سے ہمارے سکول کا نام خراب ہو رہا ہے۔ اگلے ماہ اس کے پیپر ہیں۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا میں آپ کے بیٹے کا کیا کروں مسٹر شاہ۔"
وہ سخت عاجز نظر آ رہے تھے ساحل شاہ سے وہ اپنے باپ کے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا۔
"ساحل آپ نے ایسا کیوں کیا مائے پرنس۔"
وہ نرمی سے دریافت کرنے لگے۔ پرنسپل صاحب ساحل کو گھور کر رہ گئے۔
انھیں امید تھی سکندر شاہ اس پر کچھ سختی کریں گے پر ان کی نرمی پر وہ سوائے تلملانے کے کچھ نہ کر سکے۔
"ڈیڈ اس نے لمظ کی پینسل چھینی اور بال بھی کھینچے۔ اگر وہ صرف پینسل لیتا تو کوئی بات نہیں تھی بٹ اس نے لمظ مائے پرنسس کو ہرٹ کیا۔"
وہ ان کے سامنے سر جھکائے برجستگی سے گویا ہوا تھا۔ اور سکندر شاہ کو سارا معاملہ سمجھ آ گیا۔ کیونکہ وہ لمظ کے معاملے میں بہت پوزیسو تھا کبھی کبھی تو انھیں بھی خوف آنے لگتا تھا اس کی جنونیت سے۔

"مسٹر شاہ بچے تو شرارت کرتے ہی ہیں۔ ساحل نے اس کا ہاتھ شدید زخمی کر دیا ہے۔"

پرنسپل صاحب نے صفائی پیش کی تھی۔

"پرنسپل صاحب آپ کو بھی دھیان دینا چاہیے۔ میرا بیٹا بلاوجہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا پلیز آپ اپنے کالج کی ریپوٹیشن کی بجائے اگر بچوں پر دھیان دیں تو ایسا حادثہ دوبارہ نہیں ہو گا۔"

وہ بے حد نرمی سے بولتے انھیں گڑبڑا گئے تھے۔

"ابھی میں لمظ اور ساحل کو لے کر جا رہا ہوں۔"

وہ چہرے پر مخصوص نرمی سجائے گویا ہوئے۔

★★★★★

"ساحل میری جان آپ کو۔۔۔اس طرح سے اپنا ٹیمپر لوز نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

وہ اس کے بال سنوارتے نرمی سے بولے تھے۔

"ڈیڈ جب بھی کوئی لمظ کو کچھ کہتا ہے یا اسے ہرٹ کرتا ہے نہ تو آئی کانٹ کنٹرول مائے سیلف۔۔ شی از مائے ہارٹ بیٹ۔۔"

وہ اپنے ڈیڈ کو دیکھتا بے بسی سے گویا ہوا۔ جبکہ سکندر شاہ اس کی اتنی بڑی بات پر خیرانی سے اس کی جانب دیکھنے لگے۔

"ساحل آپ کیا کہہ رہے ہیں آر یو میڈ۔"

وہ کچھ سخت ہوئے تھے۔

چودہ برس کا تھا۔

"ساحل اس سب کے لیے ابھی بہت وقت ہے میرے پرنس۔ یہ باتیں ابھی آپ کے لیے نہیں ہیں۔ آپ آج کے بعد لمظ سے دور رہو گے۔ اٹس مائے آڈر۔"

وہ سختی سے بولتے اس کے روم سے نکل گئے تھے اور یہ حکم ساحل شاہ کا دل روک گیا تھا۔

وہ تو ایک پل نہیں رہ سکتا تھا اس سے بات کیے بنا۔ اور اس کے ڈیڈ نے اسے اس کی پرنسس سے دور رہنے کا حکم سنا دیا تھا۔

سنہری آنکھیں ضبط سے لہو چھلکانے لگیں تھیں۔ وہ بیک یارڈ میں آتا خنکی میں پول کے ٹھنڈے پانی سے پاؤں ڈال کر بیٹھ گیا تھا۔۔

★★★★★

سکندر شاہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا ایک حادثہ میں ماں باپ کے گزر گئے تھے تب وہ انگلینڈ میں زیر تعلیم تھا۔۔

وہ بہت ٹوٹ گئے تھے۔ پھر خود کو سنبھالتے اس نے پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنا بابا کا بزنس بھی انگلینڈ میں ہی شفٹ کر گیا۔

وہ ایک بزنس پارٹی میں گئے تبھی ان کی ملاقات ایلہ سے ہوئی جو وہاں ایک ویٹرس تھی۔

وہ بہت خوبصورت تھی اور بے انتہا معصوم سی۔
وہ دوسری لڑکیوں کی طرح شارٹ سکرٹ پہننے ہوئے نہیں تھی بلکلے اس کا لباس سب سے الگ تھا گھٹنوں تک آتا بلیک فراک پہنے وائٹ ٹائٹس پہنے گلے میں سکاف پہنے بالوں کو مسی جوڑے میں قید کیے وہ معصوم سی لڑکی پارٹی میں آئی لڑکیوں کو مات دیتی سب کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔
ایک لڑکے نے اس سے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تھی تبھی وہ آنسو بہاتی سر جھکائے چلتی بے دھیانی میں سکندر شاہ سے ٹکرائی تھی اور جب سکندر شاہ کی اس پر نظر پڑی تو نظریں جم سی گئیں۔۔
اس کی آنسوں سے بھری سنہری آنکھیں جیسے دھوپ کی دلکش کرنے سمندر کی سطح پر پڑ رہی ہوں۔۔
سپید و سنہری رنگت، چھوٹی سی ستون ناک، چھوٹی سی پیشانی جیسے اس کے لائٹ گولڈن بالوں ڈھانپے ہوئے تھے سرخ پنکھڑیوں سے کندھاری لب جو بری طرح سے کپکپا رہے تھے شاید رونے کی وجہ سے

۔

"ایم سوری سو سر۔۔اٹس۔۔۔مم۔۔۔مائے مسٹیک۔"
وہ شستہ انگلش بولتی اس سے معزرت خواہ تھی۔ آواز میں بھی لرزش طاری تھی۔
سکندر شاہ ایکدم سے ہوش میں آیا تھا وہ شاید یہیں کی تھی۔

"نو اٹس اوکے۔"

وہ نرمی سے بولے تھے۔۔

ایلہ لب دباتی ایک نظر سکندر شاہ کی جانب دیکھتی جو اس وقت ڈارک میرون تھری پیس پہنے جوان کی سفید رنگ پر بے حد جچ رہا تھا۔ سیاہ بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے۔ گھنی مونچھوں کے ساتھ بھری بھری بیرڈ میں بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

سکندر شاہ اس پھولوں سی لڑکی کا خود کو دیکھنا محسوس کرتے لب دبائے وہاں سے نکل گئے تھے۔

اور پھر وہ معصوم سی پری انھیں بھا گئی۔انھیں نے ایلہ کے متعلق ساری انفارمیشن نکلوائی اس کی ماں کرسچین تھی اور باپ مسلم تھا۔

ماں باپ بچپن میں ہی مر گئے تھے اور بچپن او فنیج (یتیم خانہ) میں گزرا تھا اور کچھ دن پہلے ہی اٹھارہ کا ہوتے۔وہاں سے نکل کر اس نے جاب سٹارٹ کی تھی جو اسے اس او فنیج کی ایک میڈ نے ہی دلوائی تھی اور اب وہ گرلز ہوسٹل میں رہتی تھی۔

"ایلہ وہ دیکھو وہ آج پھر سے آگیا ہے۔"

ایلہ کی دوست سوزی نے اسے اشارے سے بتایا تھا وہ زور نوٹ کرتی تھی وہ اسے آکر دیکھتا رہتا تھا اور پھر کافی پی کر بیس منٹ واپس چلا جاتا تھا۔

وہ ہراساں نہیں تھی اس کی نظروں سے بس اسے عجیب سی الجھن ہونے لگی تھی اس کی نظروں کی تپش پر دل میں لرزش طاری ہو جاتی تھی۔

"ہیلو سر۔"

سوزی نے کافی کا مگ سکندر شاہ کی ٹیبل پر رکھتے اسے پیشہ ورانہ انداز میں وش کیا تھا۔

"میم کیا آپ مس ایلہ کو بھیجیں گی یہاں۔"

وہ سوزی کو نرمی سے بولا تھا۔

"شور سر۔"

وہ خوش دلی سے بولی تھی وہ اپنی دوست کے لیے خوش تھی اگر وہ ہینڈسم اس میں دلچسپی دیکھا رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں سوزی نے اسے سمجھا بجھا کر زبردستی اس کے پاس بھیجا تھا وہ بری طرح سے ڈری ہوئی تھی۔

"ہیلو سر۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔"

"سیٹ مس ایلہ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرسی کی جانب اشارہ کرتے بولا تھا۔وہ مارے باندے بیٹھ گئی تھی۔

"مس ہالہ نور ویل یو میری می۔"

وہ بنا کسی لگی لپٹی کے سنجیدگی سے بولا تھا ایلہ کی آنکھیں پھٹ پڑیں اس کی بات پر اسے قطعی امید نہیں تھی اس بات کی۔اور اسے اس کا اصلی نام کیسے پتہ چلا تھا۔۔

"کک۔۔۔کیا سر۔۔"

اس کی جان خلق میں آئی تھی۔ سکندر شاہ اس کی ہونق شکل دیکھ مسکرایا تھا۔

"کچھ غلط تو نہیں کہا میں نے۔ میں آپ کو پسند کرتا ہوں اور آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کو میرے بارے میں جاننا ہے تو میں بتا دیتا ہوں میرے مام ڈیڈ اس دنیا میں نہیں ہیں۔

اپنا بزنس ہے اچھا کماتا ہوں ویل ایجوکیٹڈ ہوں۔ آپ کی ہر خواہش پوری کروں گا۔ اور پسند سے بات مے بی آگے بڑھ چکی ہے آئی تھنک آئی لو یو۔"

وہ بہت سٹیٹ فارورڈ تھا۔ ایلہ اب بھی سکتے کے عالم میں سن رہی تھی اس کے آئی لو یو کہنے پر ایکدم سے گڑبڑاتی اٹھ کر وہاں سے بھاگ گئی۔

"مس ہالہ نور سنئے۔۔۔"

اس سے پہلے کے وہ غائب ہوتی وہ اسے آواز دیتا رکھنے پر مجبور کر گیا۔

"میں ویٹ کروں گا آپ کے مثبت جواب کا۔"

وہ مسکاتے لہجے میں بولتا باہر کی جانب بڑھا گیا۔

اور پھر اگلے دو دن سوزی کے سمجھنے پر وہ سکندر شاہ کو مثبت جواب دیتے اسے دنیا بھر کی خوشیاں دے گئی۔

سکندر شاہ نے بنا دیر کیے اسے ہالہ نور سکندر شاہ بنا دیا تھا وہ بے حد خوش تھا۔

اور وقت کے ساتھ ساتھ ہالہ نور کو بھی سکندر شاہ سے بے انتہا محبت ہو گئی۔

اللہ نے انھیں ایک بیٹے سے نوازا جس نے ہالہ اور سکندر شاہ دونوں کے نقوش چرائے تھے۔ جس کا نام سکندر شاہ نے بازل شاہ سوچا تھا پر ہالہ نور کی خواہش پر انھوں نے اپنے بیٹے کا نام ساحل شاہ رکھا تھا۔
ان کی محبت کا جہاں مکمل تھا جب ساحل تبھی انھوں نے پاکستان شفٹ ہونے کا ارادہ کیا اور پاکستان آ گئے وہاں ان کی ملاقات ابراہیم کاظمی سے ہوئی اور کچھ ہی عرصہ میں وہ ان کے بزنس پارٹنر بن گے

--

★★★★★

"وہ کچن میں کھڑی جان کے پسندیدہ کباب بننے میں مگن تھی جب سلطان راؤ نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا تھا۔

حرم کے لب مسکرائے تھے۔

"کیسی ہیں میری ملکہ۔"

وہ حرم کے کندھے پر لب رکھتے اس کی دھڑکنیں بڑھاتے محبت والفت سے گویا ہوئے۔

"جیسی سلطان کی ملکہ ہو سکتی ہے۔"

وہ اترا کر بولی تھی سلطان راؤ نے لبوں پر جان لیوا تبسم بکھرا تھا۔

"آئی لو یو جانم عاشقی۔"

وہ اس کے جان کی لو اپنے لبوں میں دباتے دیوانگی ووارفتگی سے بولا تھا۔ حرم کے کباب نکالتے ہاتھ لرزے تھے۔

"سلطان پلیز۔۔کباب جھل جائیں گے۔"
وہ اس کی بے باکیاں اپنے کندھے اور گردن کے درمیان محسوس کرتے بمشکل بولی تھی۔
"آپ کے سلطان کا دل بھی جل رہا ہے پہلے کچھ یہاں مرہم رکھیں۔"
وہ برنر بند کرتا اسے ایکدم سے اپنی جانب گھماتا اپنی بانہوں میں بھیج گیا۔وہ بری طرح سے بوکھلائی تھی۔
"سس۔۔۔سلطان کیا کر رہے ہیں کوئی دیکھ لے گا۔"
وہ مزاحمت کرتے کپکپاتے ہوئے بولیں تھیں اگلے کوئی ملازمہ دیکھ لیتی تو۔
"سب کی فکر چھوڑیں نہ میرے دل کے چین اپنے سلطان کی فکر کریں اور اس کی تشنہ لبی کو سیراب کریں۔"
وہ بے باکی سے حرم کے لرزتے لبوں کو دیکھتے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی نازکی چنتا پوری شدت سے اپنی تشنگی مٹاتے اسے سلیپ سے لگا گئے۔
وہ بری طرح سے لرزتی سلطان کی شرٹ جو مٹھیوں میں دبوچ گئی مزاحمت کا کوئی فائدہ نہیں تھا یہ جن اپنی طلب پوری کیے بنا اس کی جان چھوڑنے والا نہیں تھا۔۔
وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک چراتا اس کی جان ہمیشہ کی طرح مشکل میں ڈالے ہوئے تھا۔۔

کچھ ہی پلوں میں وہ اسے نڈھال کرتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی گردن سے دوپٹہ سرکاتے شہ رگ پر جابجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

وہ بے جان ہوتی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی رکتی سانسیں بحال کرنے لگی۔

"سس۔۔۔سلطان پلیز چھوڑیں کک۔۔۔کوئی آجائے گا۔"

وہ بمشکل بولی تھی پر اس کے دانتوں کی چبن اپنی کالر بون پر محسوس کرتی بری طرح سے سسکی تھی ۔شاید اسے اس کی مزاحمت پسند نہیں آئی تھی۔

"میرا جنون بن گئی ہیں آپ میری ملکہ۔"

وہ اس کی بیوٹی بون پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اس کی نازک سی جان مشکل میں ڈالے ہوئے تھا۔

سلطان پلیز جان کے آنے کا بھی وقت ہو گیا ہے۔"

وہ اس کی گرفت سے نکلتی ملتجی لہجے میں بولی تھی سلطان راؤ نے شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"حرم ذرہ ترس نہیں آتا نہ اپنے دیوانے کو تڑپاتے ہوئے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے شکوہ کناں ہوئے تھے آخر وہ اس کی محبت کا جواب کیوں نہیں دیتی تھی سولہ سال بیت گئے تھے انھیں کے محبت بھرے لفظ سننے کا انتظار کرتے کرتے۔

"آپ تھک گئے ہیں کیا سلطان۔"

وہ سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال گو ہوئی۔

"نہیں تھکا نہیں ہوں پر خدارا انتظار اتنا طویل نہ کیجیئے گا کہ آپ کے سلطان کی جان ہی نکل جائے۔"

وہ بولتے ہوئے کچھ بجھے بجھے سے تھے وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"ای۔۔۔ایسا مت کہیں سلطان۔ آپ نہیں جانتے آپ میرے لیے کیا ہیں۔ پلیز ایسا ظلم نہ کیا کریں

۔"

وہ ان کے لبوں پر ہاتھ رکھتی پر نم لہجے میں بولی تھی۔ سلطان راؤ نے اس کا گداز ہاتھ وہیں پکڑتے اپنے لبوں سے چوما تھا۔

"ظلم تو آپ کرتیں ہیں مجھ پر بھی اور خود پر بھی۔ ٹھیک ہے اب نہیں پوچھوں گا۔"

وہ بولتے اس کی پیشانی پر لب رکھ گئے۔

"او سوری میں نے کچھ نہیں دیکھا۔"

جان نے کچن میں داخل ہوتے سنجیدگی سے کہا تھا پر اس کی مسکراتی آنکھیں دیکھ سلطان راؤ نے دانت پیسے تھے۔

"آگیا میرے رمینس کا دشمن۔"

وہ بھنائے سے بولے تھے حرم سرخ ہوئی تھی اپنے بیٹے کے سامنے سلطان راؤ کے حصار میں۔

"ڈیڈ کیا اب آپ میری مم کو چھوڑیں گے۔ مجھے ان کے ہاتھ سے کھانا کھانا ہے۔"

وہ سلطان راؤ کے حصار میں حرم کو چھپا دیکھ سکون سے بولا تھا کیونکہ سلطان راؤ جان کی موجودگی میں مزید پھیلتا حرم کو اب چھوڑنے پر امادہ نہیں تھا۔

" بلکل نہیں۔۔ غائب ہو تم گونڈ کہیں کے ہر وقت میری بیوی سے چپکنے کی ضرورت نہیں ہے تمھیں۔ اور کیوں کھاؤ گے تم میری ملکہ کے ہاتھ سے کھانا۔۔ اپنی والی کے ہاتھ سے کھانا۔"

وہ روعب ڈالتے اسے گھورتے ہوئے بولے تھے۔ جس پر وہ آنکھیں چھوٹی کرتا انھیں دیکھنے لگا۔

"میں نے توڈھونڈلی اپنی ملکہ پر آپ کی ملکہ وہ پسند نہیں آئی تو کیا کروں اب۔"

وہ سکون سے ان کے سر پر بھم پھوڑتے گویا ہوا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہا تم نے جان"

وہ حرم کو اپنی گرفت سے آزاد کرتے شاکڈ سے چلائے تھے حرم گڑبڑائی تھی۔

"یس ڈیڈ شی از سو پریٹی لائک آ فیری۔"

وہ آنکھوں میں چمک لیے بولا تھا۔

"کون ہے ذرہ روشنی ڈالیں اس بات پر جان صاحب۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولا تھا۔

"سکندر انکل کی اینجل فیری ہیزل۔"

وہ سکون سے بولتا انھیں چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا دے گیا۔

کمنا بیٹا ان سے بھی چار ہاتھ اوپر نکلا تھا۔

"او تو میرا کھوتا لال ایک بے بی گود لینے کا سوچ رہا ہے۔ پر میرے بچے تیری شکل دیکھ کر تجھے وہ اس کی چپل نہ دیں۔۔۔اس لیے منہ دھو رکھو۔"

وہ اسے بگو بگو کر مار رہے تھے جان کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"ڈیڈ ٹھیک ہے۔۔۔ بٹ مم کہتی ہیں میں بلکل آپ جیسا ہوں پھر گرینی نے آپ کو مم کیسے دے دیں ۔لک ڈیڈ۔۔۔ شی از سو بیوٹی فل لائک آ فیری۔"

وہ بھی اس کا ہی بیٹا تھا بڑے معصومیت سے کرسٹل گرے آنکھیں پٹ پٹاتے سکون سے بولتا سلطان راؤ کو سرخ کر گیا۔ حرم نے بمشکل اپنی ہنسی کو ضبط کرتے اپنے نچلے لب کو دانتوں میں دبایا تھا۔

"ملکہ غائب کریں اس ناہنجار کو ورنہ پٹ جائے گا میرے ہاتھوں آج یہ۔"

وہ سرخ ہوتے بولے تھے۔ جس پر وہ مسکراتا جھکتا حرم کے گال پر لب رکھتا وہاں سے نکل گیا۔ حرم نے اپنے لب دبائے تھے۔

"ملکہ چلیں آپ میرے ساتھ کوئی نہیں بنانے آپ نے کسی کے لیے بھی کباب۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا حرم کا منہ کھل گیا تھا۔اس کی حرکت پر۔ جان اپنے ڈیڈ کی محبت پر مسکرایا تھا۔

وہ چاہتا تھا وہ بھی بلکل ایسی ہی محبت کرے لازوال اور بے تحاشہ۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی جائے۔ نہ کہ اس میں کمی آئے۔

★★★★★

حرم آج ملازمہ کے ساتھ کچھ ضروری سامان لینے کے لیے مال آئی تھی تب اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے یا اس پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔

اسے خوف سا محسوس ہوا تھا۔ اس نے سلطان راؤ کو کال ملائی تھی پر دوسری جانب سے رسیو نہیں کی گئی تھی۔

وہ ملازمہ کو کچھ سامان پکڑاتی مال سے باہر بڑھی تھی۔ آنکھیں خوف سے نم ہونے لگیں تھیں۔ وہ آج بھی بادل گرجنے پر اپنے سلطان کے حصار میں چھپ جانے والی نازک سی حرم ہی تھی۔

وہ گاڑی میں سوار تھیں جب ایک موٹر سائیکل سوار نے ایک کاغذ گھولے کی صورت میں ان کی گاڑی میں ان کی گود میں پھینکا تھا۔

وہ خوف سے چیخ پڑی تھی۔ ڈرائیور نے جلدی سے گلاس چڑھائے تھے۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے اور سلطان راؤ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ پہلے کی نسبت وہ آج لیٹ ہو گیا تھا۔

آج کے واقعے کے بارے میں حرم نے ڈرائیور کو سلطان راؤ کو بتانے سے منع کر دیا تھا۔

وہ اپنے روم میں بیٹھی خوف سے کپکپا رہی تھی۔ بمشکل وہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے اس گول مول ہوئے کاغذ کو کھولنے لگی۔

"کتنی پیاری ہو تم۔۔۔ حاکم تم پر بری طرح سے فدا ہو گیا ہے میری رانی۔۔
اتنی خوبصورتی کو بس حاکم کے محل میں ہونا چاہیے۔ میں چھین لوں گا تمھیں سلطان راؤ سے تم بس میری ہو اب سے حاکم جس چیز کو دیکھتا ہے اس پر بس حاکم کی مہر لگ جاتی ہے۔ تیار ہو جاؤں میری جان میرے پاس آنے کے لیے۔
اور اپنے کچھ دن کے شوہر سے دور رہنا ورنہ وہ بیچارہ بے موت مارا جائے گا ڈیئر حرم ڈارلنگ۔ قسم سے قیامت ہو میری جان مجھ سے تو صبر ہی نہیں ہو رہا۔"

وہ اس انجان شخص کی بکی غلاظت پڑھتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ بری طرح سے خوف زدہ ہو چکی تھی۔ کون تھا جو اس کے پیچھے پڑ گیا تھا اور کیوں۔

تبھی ڈور کھولتا سلطان راؤ تھکا تھکا سا اندر آیا تھا حرم تیزی سے اپنے آنسو صاف کرتی اس کے کاغذ کے ٹکڑے بیڈ کے نیچے گرا گئی۔

"میری ملکہ آج آپ کا سلطان بہت تھک گیا ہے یار"

وہ اس کی جانب آتا اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کے شانے پر سر رکھتا آنکھیں موند گیا۔

حرم کا گھبراہٹ کے مارے برا حال تھا پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا سلطان راؤ کو کچھ غیر معمولی سا احساس ہوا تھا۔

"کیا ہوا میری ملکہ آپ ٹھیک ہیں نہ میری جان۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کا سرخ چہرہ دیکھ متفکر سا ہوا تھا۔

"مم۔۔۔میں ٹھیک ہوں سلطان بب۔۔۔بس مما کی یاد آرہی تھی۔"

وہ بولتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ سلطان راؤ کو تکلیف ہوئی تھی۔

"ہیے۔۔میری جانم عاشقی۔۔۔روئیں نہیں یاد آپ کے آنسو آپ کے سلطان کو تکلیف دیتے ہیں میری ملکہ۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتا محبت و الفت سے گویا ہوا احرم اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے سسکنے لگی تھی۔ خوف جیسے پورے وجود میں کسی زہر کی مانند پھیل گیا تھا۔

وہ سلطان کے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ اس سے دوری جان لیوا تھی۔ اسے وہ ہر پل اپنے سامنے چاہیے تھا۔ اس کا لمس اگر اسے نہیں ملتا تھا تو اسے لگتا تھا جیسے اس کا وجود بے جان سا ہو گیا ہے

۔

اس کی محبت بھری سرگوشیوں سے اگر وہ محروم ہوئی تو وہ اپنی سماعت کھو دے گی۔

"بس کر دیں میری ملکہ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔ وہ آنکھیں میچتی اب بھی رو رہی تھی تبھی وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا پوری شدت سے اس کی لرزتی پنکھڑیوں کی نازکی چنتا اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کر گیا۔۔

وہ آنکھیں میچتی اس کا کالر تھامتی خود کو اپنے سلطان کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا حرم کا دل پوری شدت سے دھڑکا تھا

۔

وہ اس پر اپنی دیوانگی و وارفتگی لٹاتا اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتا نرمی سے اپنی گرفت سے آزادی دیتا اپنی شرٹ کو اتار کر دور اچھالتا حرم کو حیا زدہ کر گیا۔

اپنی ملکہ کے چہرے پر پھیلیں سرخیاں دیکھ سلطان راؤ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔ وہ اس کی گردن سے دوپٹہ نکالتا اپنی شرٹ کے پاس اچھالتا پوری شدت سے اس کی گردن پر جھکا تھا وہ تکیے کو مٹھیوں سے دبوچتی سلطان راؤ کا پاگل پن برداشت کرنے لگی۔

جس کی عادت اسے ابھی تک بھی کہاں ہوئی تھی وقت کے ساتھ ساتھ وہ مزید جنونی ہو چکا تھا پہلے جہاں نرمی ہوا کرتی تھی اب نرمی شدت پسندی میں بدل گئی تھی۔

وہ اس کی شہ رگ پر اپنے جان لیوا لمس کی سرخیاں بکھرتا اب بیوٹی بون پر اپنی جنونیت کی جابجا نشانیاں چھوڑتا اپنے ساتھ اسے بھی پاگل کرنے کے درپر تھا۔

تکیے سے اپنی ملکہ کے ہاتھ چھڑواتے انھیں اپنے ہاتھوں میں قید کرتے اس کی مخروطی انگلیوں میں اپنی آہنی انگلیاں الجھائے ان کے ایک ایک پورے پر لب رکھتے تکیے سے پن کر گیا۔

وہ اس کی دہکتی شدتوں سے تڑپتی نیم جان سی ہونے لگی تھی۔ جو اس کے بالائی لب کے خم کو شدت سے اپنے لمس کی جنبش میں سمیٹتے مدہوش ہو گیا تھا۔۔

★★★★★

"مما۔۔۔ شی از مائن مجھے اس سے نکاح کرنا ہے۔"

وہ جنونی انداز میں شو پیس کو زمین پر ٹینچتا جنونیت سے بولا تھا۔

کل وہ لوگ کسی جاننے والوں کے ہاتھ ایک نکاح کی تقریب میں گئے تھے جس میں دس سالہ لڑکا کا نکاح چھ سالہ لڑکی سے کیا گیا تھا تب سے وہ بس یہی رٹ لگائے بیٹھا تھا کہ اسے لمظ سے نکاح کرنا ہے۔

ہالہ نور اسے سمجھا سمجھا کر تھک چکی تھی پر وہ کیسے بھول گئیں تھیں کہ ان کا اڑیل شہزادہ اگر ایک بات پر اڑ جاتا تو کوئی اسے روک نہیں سکتا تھا۔

"ساحل میری جان مما کے پیارے بیٹے پلیز ضد نہیں کریں میرے شہزادے۔ ابھی آپ چھوٹے ہیں ۔"

وہ نرمی سے بولیں تھیں کہ شاید وہ سمجھ جائے۔

"مما مجھے لمظ چاہیے مجھے نکاح کرنا ہے اس سے آپ میری بات کیوں نہیں مان رہیں مما۔"

وہ گلدان اٹھا کر فرش پر ٹینچتا شکستہ سا ہوا تھا۔ وہ چودہ سالہ شہزادہ جیسے ابھی سے خوف کھانے لگا تھا کہ اگر بڑے ہو کر اس کی پرنسس اسے چھوڑ گئی تو۔

وہ تو اس کے بنا نہیں رہ سکتا تھا اور رات کو اس نے سنا تھا مما اور ڈیڈ اسے میٹرک کے بعد انگلینڈ بھیجنے کا کہہ رہے تھے آگے پڑھائی کے لیے۔

اگر تب تک وہ اس سے بہت دور ہو گئی تو وہ کیا کرے گا۔ سکندر شاہ جو ابھی آئے تھے ہال کی حالت دیکھ جھنجھلا اٹھے۔

"ساحل شاہ یہ کیا ہو رہا ہے۔"

وہ کچھ سخت ہوئے تھے۔ وہ اپنے باپ کی جانب مڑا تھا۔

"ڈیڈ مجھے لمظ سے نکاح کرنا ہے۔"

وہ سر جھکائے ضبط سے بولا تھا سکندر شاہ کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے ساحل شاہ کی بات سنتے۔

"وٹ ربش ساحل۔۔"

وہ ماتھے پر بل ڈالتے درشتی سے بولے تھے۔

"ڈیڈ یہ ربش نہیں ہے میں نکاح کرنا ہے پلیز ڈیڈ۔"

وہ منت پر اترا تھا سکندر شاہ کا ضبط ٹوٹا تھا تبھی انھوں نے ایک زوردار تھپڑ اسے رسید کیا تھا۔

ہالہ نور نے خیرانی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا ساحل کی سنہری آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کے گال بھگو گیا اسے یقین نہیں آیا تھا اس کے ڈیڈ نے اسے تھپڑ مارا تھا۔

"بس ساحل بہت ہو گیا۔۔ بہت زیادہ بگھڑ گئے ہیں آپ خبر دار جو اب کوئی بکواس سنی میں نے آپ کے منہ سے۔ جائیں اپنے روم میں اور جب تک آپ کا دماغ درست نہیں ہو جاتا شکل مت دیکھائیے گا مجھے اپنی۔"

وہ غصے سے دھاڑے تھے۔ وہ آنکھیں میچتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

ہالہ نور اس کی جانب بڑھی تھی پر سکندر شاہ اسے تھامتے روک گئے۔

"شاہ یہ کیا کیا آپ نے۔ آپ جانتے ہیں نہ اسے وہ خود کو کوئی نقصان پہنچا لے گا۔"

وہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے نکالنے کی سعی کرتی روتے ہوئے بولی تھی۔ سکندر شاہ نے نرمی سے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

ہاتھ اٹھا تو لیا تھا پر درد انھیں خود کو ہو رہا تھا انھیں اپنی اولاد بے حد عزیز تھی سوائے اولاد اور ہالے نور کے ان کے پاس کوئی اور رشتہ تھا ہی کہاں۔۔

"شش۔۔۔ میری جان روئیں نہیں آپ میں بات کروں گا اس سے کچھ نہیں ہو گا۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتے محبت و عقیدت سے بولا تھا۔

"شاہ آپ بات کریں ابراہیم بھائی سے۔"

وہ نرمی سے بولی تھی۔

"پلیز ہالہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

وہ ملتجی لہجے میں بولے تھے تو وہ خاموش ہو گئیں۔

ہر وہ ساحل کی جانب سے خوف زدہ تھی۔ کیونکہ ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا اپنے بیٹے کو وہ کتنا جنونی تھا لمظ کے لیے یہ سامنے تھا۔

ساحل شاہ اپنے روم میں آتے ہی ڈور اندر سے لاک کرتا وہیں زمین پر دروازے کے ساتھ ٹیک لگاتا بیٹھ گیا۔۔

اس کے ڈیڈ نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ یہ بات اس کا دل بری طرح سے جلا رہی تھی اسے اس تھپڑ کا درد نہیں ہوا تھا جو اس کے ڈیڈ نے اسے مارا تھا اسے یہ بات تکلیف دے رہی تھی یہ وہ نہیں مانے تھے۔

لمظ اور اس کے نکاح کے لیے وہ ایسے ہرگز جانے والا نہیں تھا کہیں بھی۔ بنا لمظ کو اپنے نام لگائے وہ کہیں جانے والا نہیں تھا۔

اسے لمظ چاہیے تھی ہر حال میں۔

اور وہ چلا جاتا اور لمظ اسے بھول جاتی تو وہ کیسے رہتا اس جے بنا۔

وہ اپنی سوچ سے بہت بڑی باتیں سوچنے لگا تھا۔ جو سکندر شاہ کو گراں گزریں تھیں۔

اور پھر ساحل شاہ نے کھانا پینا چھوڑ دیا نہ کسی سے بات کرتا سکول میں بھی وہ سارا دن اپنی کلاس میں ہی رہتا لمظ سے بات کرنا بھی بند کر دیا جان سلطان بھی چھٹیاں پوری ہوتے جا چکا تھا کل رات ہی۔

جان نے بھی اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی تھی پر وہ کچھ نہیں بولا تھا بس خاموش رہا۔

ساحل سے ملتا وہ باہر آیا تو سامنے ہی وہ چھوٹی سی پری لون میں فٹ بال سے کھیل رہی تھی وہ ارد گرد تکتا اس کی جانب بڑھا تھا اور گھٹنوں کے بل اس کے سامنے جھکا۔

وہ نازک سی پری اسے اپنی سنہری آنکھوں سے ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔

" جان۔۔۔"

وہ اسے دیکھتی اسے پکاتے کھکھلائی تھی جان سلطان کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا۔

" ہیے مائے گولڈن ڈول۔۔۔ خود کو سنبھال کر رکھنا اپنے جان کے لیے۔ میں آؤں گا جب آپ بڑی ہو جائیں گی۔ تب تک کے لیے جان سلطان اپنا وقت روک لے گا۔ اپنا دل آپ کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں ہیزی اسے سنبھال کر رکھیے گا۔ یہ ہمارا سیکرٹ ہے۔"

وہ اس پیاری سی سنہری پری کو تکتا سرگوشی میں بولتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اٹھا تھا اور بنا کچھ مڑے چلا تھا۔۔

" جان۔۔۔۔ جان۔"

وہ سنہری آنکھوں والی پری رونے لگی تھی شاید اسے بھی علم ہو گیا تھا کہ ہجر طویل ہونے والا ہے وہ اپنے چھوٹے چھوٹے لبوں سے اسے پکارتی رونے لگی۔

وہ کافی گھل گئی تھی اس کے ساتھ اور جان سلطان کے ایکدم سے جانے پر رونے لگی تھی۔

جان کے پاؤں لرزے تھے پر وہ مڑ نہیں سکتا تھا اسے جانا تھا اپنے ڈیڈ کا خواب پورا کرنے کے لیے

۔اسے جانا تھا اور وہ چلا گیا بنا مڑے۔۔

یہ جانے بنا کہ پیچھے بہت بڑی قیامت آنے والی تھی۔

★★★★★

"ابراہیم ہم آج تم سے کچھ مانگنے آئیں ہیں یار۔۔۔خدارا ہمیں خالی ہاتھ مت لوٹانہ۔"

سکندر شاہ نے کچھ کہنے سے پہلے تہمید باندھی تھی۔

"کیسی باتیں کر رہو ہو سکندر تمھیں تمہید باندھنے کی کب سے ضرورت پڑ گئی یار۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا۔سکندر شاہ کے لبوں پر نرم کی مسکراہٹ بکھری تھی۔

"حفصہ پلیز تم بھی تحمل سے ہماری بات سننا۔"

ہالہ نور نے حفصہ سے کہا تھا جس پر وہ مسکرا دی۔

"ارے بھئی کہیں تو اتنے فارمل کیوں ہو رہے ہیں آپ لوگ۔سکندر بھائی آپ بلا جھجک بات کریں۔"

وہ مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔

"دراصل ہم یہاں اپنے بیٹے ساحل کے لیے لمظ بٹیاں کا رشتہ مانگنے آئیں ہیں۔"

سکندر شاہ بمشکل بولے تھا حفصہ تو حونک سی انھیں دیکھنے لگی جبکہ ابراہیم کاظمی ہنس دیے تھے۔

جس پر وہ دونوں خجم سے ہوئے تھے۔

"یار سکندر ٹھیک ہے لمظ آج سے تمھاری بہو لیکن اس کے لیے ابھی کافی وقت ہے۔"

وہ مسکاتے لہجے میں بولا۔ جس پر سکندر شاہ نے سکون کا سانس بھرا جبکہ ہالہ نور مسکرائی تھی۔

"ابراہیم دراصل میں چاہتا ہوں ہم ان کا نکاح کر دیں۔ جب بڑے ہو جائیں گے تو رحستی کر لیں گے ۔"

وہ متانت سے گویا ہوئے تھے۔

"یہ سوچنے والی بات ہے پر میں چونکہ آپ کے بارے میں اچھے سے جانتا ہوں تو اس لیے تمھاری بات کے بارے میں غور و فکر کریں گے ہم۔"

وہ مدھم سا مسکرا کر بولا تھا جس پر سکندر شاہ اور ہالہ نور کو کچھ حوصلہ ہوا تھا کم از کم وہ امید تو بندھ گئے تھے۔

"بہت شکریہ یار۔ اپنا جگر کا ٹکڑا سونپنے کے لیے بے۔ میں ہمیشہ اس کے لیے تمھارا احسان مند رہوں گا ابراہیم۔"

وہ متانت سے کہتے بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

وہ قہقہہ لگاتا اٹھتے گلے ملے تھے حفصہ اور ہالہ نور بھی ایک دوسرے کے گلے لگیں تھیں۔

★★★★★

اور پھر دو دن بعد ابراہیم کاظمی کی جانب سے مثبت جواب مل گیا تھا سکندر شاہ کو۔

تبھی وہ اپنے روٹھے ہوئے بیٹے کو منانے اس کے روم میں آئے تھے۔

پر وہ روم میں نظر نہیں آیا تھا وہ سمجھ گئے تھے وہ کہاں ہو گا۔ وہ روم کا ڈور بند کرتے گراؤنڈ فلور کی جانب بڑھے تھے۔

اور امید کے عین مطابق وہ وہیں تھا پیانو ہال میں۔ بے حد آہستہ آواز میں پیانو پر اپنی انگلیوں کا جادو جگاتے۔۔ وہ مضطرب سا معلوم ہو رہا تھا۔

"مائے پرنس۔"

وہ بے حد نرمی سے اسے پکا گیا۔ پر وہ آنکھیں بند کیے خاموشی سے ہی پیانو پر اپنی انگلیوں کو حرکت دیتا رہا تھا۔

یہ پیانو سکندر شاہ نے ہالہ نور کو اس کی برتھ ڈے پر گفٹ دیا تھا۔

ساحل شاہ نے بھی پیانو بجانا ہالہ نور سے سیکھا تھا اور وہ بہت اچھا بجاتا تھا۔

"ساحل ڈیڈ کی جان کی اب اپنے ڈیڈ کی جانب دیکھیں گے بھی نہیں۔

وہ اس کے قریب آتے مسکاتے لہجے میں بولا تھا۔ جس پر وہ نروٹھے پن سے چہرہ موڑ گیا۔ سکندر شاہ کے لب مسکرائے تھے اپنے بیٹے کی اداؤں پر۔

"مجھے بات نہیں کرنی۔"

وہ نروٹھے پن سے بولا تھا۔ جس ہر وہ اس کے بالوں سنوارتے اس کی پیشانی چوم گئے۔ جس پر وہ خفگی کا اظہار کرتا اپنی پیشانی رگڑتا اپنا دھیان پھر سے پیانو کی جانب مبذول کر گیا۔

کھڑوس پرنس کے لیے نہیں چاہیے۔"

وہ بناوٹی مایوسی سے بولتے واپس جانے کو مڑے وہ ایک دم سے ان کے سامنے آیا تھا۔

"کیا کہا آپ نے ڈیڈ پلیز اگین سے۔"

وہ بے صبری سے بولا تھا سکندر شاہ نے لب دبائے اپنی مسکراہٹ روکی۔

"یہی کہ ابراہیم مان گیا ہے اور اس جمعہ کو آپ کا اور لمظ بٹیا کا نکاح ہے۔"

وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولا تھا۔ ساحل شاہ خوشی سے پاگل ہوتا چلایا تھا۔

"تھنک یو ڈیڈ۔۔۔یو آر دی بیسٹ ڈیڈ ان دی

ورلڈ۔"

وہ سکندر شاہ کے سینے سے لگاتا خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔لو یو مائے ہینڈسم سن۔"

وہ اس کے بالوں بکھرتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے اسے خود سے بھیچ گئے۔

"لو یو ٹو ڈیڈ۔۔۔مجھے جانا ہے پھر ملیں گے بائے۔"

وہ اس سے بولتا باہر بھاگا تھا۔ سکندر شاہ مسکراتے نفی میں سر ہلا گئے۔

انھیں یقین تھا اس کا بیٹا جنونی محبت کرنے والا تھا کیونکہ وہ بہت شدت پسند تھا۔

لمظ کے لیے وہ بس دعا ہی کر سکتے تھے اب جیسے پوری زندگی اس سنکی کو برداشت کرتا تھا۔

★★★★★

حال!

مائمہ میرا بچہ کیا تمھیں آیان پسند نہیں ہے۔"

حرم نے اس کے بال سنوارتے نرمی سے دریافت کیا تھا۔

" حرم مم میں نہیں جانتی پر بہت تکلیف ہو رہی ہے اس بات کو مانتے میں کہ مجھے اس شادی سے کوئی اعتراز نہیں ہے۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے ان کے شانے پر سر رکھتے کرب سے بولی تھی۔ حرم اس کی کیفیت سمجھتے مسکرائی تھی۔

"تم جانتی ہو میں بھی تم جیسی ہی تھی سلطان اچھے تو لگتے تھے پر ان کے غصے سے ڈرتی نکاح کے لیے انکار کر گئی۔ پر پھر سمجھ آ گیا کہ سلطان سے بہتر حرم کے لیے کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔"

وہ اس کے بال سنوارتے نرم سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے بتا رہیں تھیں جیسے وہ اشتیاق سے سن رہی تھی۔

دیکھنا ایک دن تم یہی بات اپنی بیٹی کو بتاؤ گی۔ جب تمھیں احساس ہو گا کہ آیان سے بہتر خدا تمھارا کوئی دوسرا نصیب بنا ہی نہیں سکتا تھا۔"

وہ اس کا چہرہ تھامتے محبت بھرے انداز میں بولیں تھیں وہ شرم سے سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی تھی۔

"تو اس کا مطلب ہماری بیٹی کو اپنے سلطان ڈیڈ کا فیصلہ منظور ہے۔"

وہ مسکرا کر دریافت کر رہیں تھیں کیونکہ وہ سمجھ گئیں تھیں کہ مائمہ مجید کی جانب سے ہاں ہے پر وہ اس کے منہ سے سننے کی متمنی تھی۔

وہ بمشکل اثبات میں سر ہلاتے ان کے شانے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔

جس پر وہ اسے گلے لگا گئیں۔ سب کو اس خوشخبری سے آگاہ کیا گیا تھا۔

سب بہت خوش تھے عالم راؤ نے آسمان کی جانب سر اٹھاتے خدا کا شکر کیا تھا۔

اس کی ساری زمہ داریوں پوری ہونے جا رہیں تھیں۔ اس نے سب جو اپنے بچوں کی طرح پالا تھا حالانکہ کہ وہ خود بھی فقط سولا سال کا تھا۔

کبھی کبھی وہ بے انتہاڈر تا تھا کہ کہیں ان سب کی جانب سے اس سے کوئی کوتاہی نہ ہو جائے پر بازل شاہ نے بھی ان تینوں کے معاملے میں اس کا خوب ساتھ دیا تھا خاص کر آیان ملک کو سنبھالنے میں جیسے سنبھالنا بے حد مشکل تھا اس کے لیے۔

"میر اجنون اتنا خوش کیوں ہے آج۔"

وہ ایک سائڈ پر تھے ہال کی لائٹ ڈیم کی ہوئیں تھیں ریان ملک ہیزل ماریہ جینی نے ہلا مچار کھا تھا کیونکہ حرم نے سدرہ کو بھی منالیا تھا اور اب ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا۔

عالم راؤ نے آیان ملک کو بھی کال کر دی تھی پر اسے سرپرائز کرنے کا ارادہ کیے کچھ نہیں بتایا تھا۔

"شاہ سب ٹھیک ہو رہا ہے میں خوش ہوں بہت کیا آپ خوش نہیں ہیں آپ کے پیارے بھائی کی بھی شادی ہونے والی ہے۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے مدھم سا مسکراتے ہوئے بولی تھی آنکھوں سے خوشیوں کی روشنیاں پھوٹ رہیں تھیں۔

"میرے جنونِ من آپ خوش ہیں بازل شاہ کو دنیا کی ساری خوشیاں مل گئیں ہیں۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت و الفت سے گویا ہوا تھا.

وہ مسرور سا مسکرائی تھی۔

"اوئے اس لیلیٰ مجنوں کو بھی پکڑو یار۔۔ جو کونے میں لگے رومینس جھڑ رہے ہیں۔"

ریان ملک ان دونوں کو خود میں مگن دیکھ شوخی سے بولتا ان کی جانب بڑھا تھا عالم راؤ کے لب مسکرائے تھے۔

لمظ سرخ ہوئی تھی جبکہ بازل شاہ نے اسے آنکھیں دیکھائیں تھیں جیسے وہ خاطر میں نہ لاتا بازل شاہ کو کھینچتا ہال کے وسط میں لے آیا۔

ماریہ اور ہیزل لمظ کو کھینچتی بازل شاہ کے قریب لاتیں اس کی جانب دھکا دے گئ۔ جس پر وہ اپنے شاہ کے سینے کا حصہ بنی تھی۔

حرم مسکراتی ہوئی نظروں ہی نظروں میں اپنے بچوں کی خوشیوں کا صدقہ اتار رہیں تھیں۔

سلطان راؤ اپنی ملکہ کو مسکراتا دیکھ مبہوت سے انھیں دیکھے گئے جن میں اس کی زندگی بستی تھی۔

"چلو بھئی بازی ایک پیارا سا کپل ڈانس ہو جائے میرے شیر۔"

سلطان راؤ نے میدان میں آتے بازل شاہ سے کہا تھا بشیر احمد مسکرایا تھا اپنے سرکار کی شوخیوں پر۔

"او کے سلطان ڈیڈ مجھے آپ کی بات منظور ہے بٹ میری شرط یہ ہے کہ آپ کو اور حرم مام کو بھی ہمارا ساتھ دینا ہو گا۔"

وہ لمظ کو اپنی بانہوں میں سمیٹتے مسکرا کر اپنی شرط بیان کر گیا ہیزل اور ریان ملک نے شور مچاتے ہوٹنگ کی تھی ماریہ اور جینی بھی ان کے ہمراہ تھی۔

عالم راؤ نے لو دیتی نظروں سے اپنی گولڈن فیری کو دیکھا تھا جو بے حد خوش نظر آتی کھلکھلا رہی تھی۔

"او میری جان نیکی اور پوچھ پوچھ۔"

وہ آنکھ دباتے حرم کی جانب بڑھے تھے۔ حرم شرماتے چہرہ جھکا گئی۔

جس پر ایک بار پھر سے ہوٹنگ کی گئی تھی۔لمظ نے مسکراتے ہیزل اور عالم راؤ کی جانب دیکھا تھا۔

"پر ہیزی اور جان بھائی بھی تو ہیں۔"

وہ اپنا سر اٹھاتے عالم راؤ کی جانب دیکھتے بولی تھی جو ہیزل کو محبت پاش نظروں سے دیکھتا کوئی دیوانہ ہی لگا تھا اسے۔

"جی ہاں میری کیوٹی بھابھی ان کا حق تو سب سے پہلے ہے کیونکہ ہم سب تو جے سے ہیں اور جہاں جے نہیں ہم بھی نہیں۔"

ریان ملک عالم راؤ کو کھنچتا ہیزل کے سامنے لے آیا ہیزل متبسم سی نظریں جھکا گئی۔عالم راؤ مخمور نظروں سے اس پری کو دیکھا تھا جو گلال ہوتی اسے پاگل کر رہی تھی۔

وہ ہاتھ بڑھاتا اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتا اپنے قریب کر گیا۔

اب کی بار سب نے شور مچایا تھا سلطان راؤ بازل شاہ ریان ملک لمظ ستارہ حرم سب ہی کی جانب سے ہوٹنگ ہوئی تھی۔

وہ جھنپ کر عالم راؤ کے سینے میں سر چھپا گئی۔

"آجاؤ ریان تم بھی میدان میں۔"

سلطان راؤ نے ریان ملک کو بھی پکارا تھا اور وہ تو جیسے پہلے ہی تیار کھڑا تھا جھٹ سے ستارہ کو دبوچتا میدان میں آیا تھا۔

ماریہ نے سونگ سیٹ کیا تھا۔سلطان راؤ حرم کی کمر پر ہاتھ رکھتے انھیں اپنے قریب کرتے اپنے قدموں کو ساز کے ساتھ مسکراتے حرکت دینے لگے۔

وہ شرم سے سرخ ہوئی تھیں اس عمر میں بھی شخص کی دیوانگیوں پر۔

یارا تیری کہانی میں،

ہو ذکر میرا،

کہیں تیری خاموشی میں،

ہو فکر میرا،

عالم راؤ اپنی نازک سی پری کی ویسٹ کو تھامتا اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کرتا خود سے قریب تر کر گیا جس پر وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔

رخ تیرا جدھر کا ہو،

ہو اُدھر میرا،

تیری بانہوں تلک ہی ہے،

یہ سفر میرا،

وہ اپنے ساحل کی آنکھوں میں تکتے اس کے گلے میں اپنی بانہوں ہال ڈال گئی جس ہر وہ ایک بازو اپنی مرمڈ کی نازک سی کمر میں حائل کیے نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے چہرہ اوپر کو اٹھتا اپنے مقابل کر گیا۔

وہ شرم سے سرخ ہوتی پلکیں جھکا گئی۔

او ماہی او ماہی او ماہی او ماہی

او ماہی او ماہی او ماہی او ماہی

میری وفا پہ حق ہوا تیرا،

او ماہی ماہی وے،

ریان ملک نرمی اسے اپنی شائے سٹار جو اپنی بانہوں میں بھرے اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اپنے پیروں کو موو کر رہا تھا جبکہ وہ نازک سی جان اس کی بانہوں میں کپکپاتی گہرے سانس بھرتی اپنے مچلتے دل کو سنبھالنے میں لگی ہوئی تھی۔

او ماہی او ماہی او ماہی او ماہی

او ماہی او ماہی او ماہی

لو میں قیامت تک ہوا تیرا،

لو میں قیامت تک ہوا تیرا،

"آپ میرے لیے کسی نشے سے کم نہیں ہیں جانِ جہاں جو اگر مجھے کچھ پل میسر نہ آئے تو میرے وجود کا ذرہ ذرہ ٹوٹ کر بکھرنے لگتا ہے۔

آپ جان سلطان کی اڈیکشن ہیں۔

وہ ادگرد کو بھلائے بس اپنی بانہوں میں موجود اس پھولوں سی لڑکی میں مگن اپنی کیفیت بیان کرتا ہیزل کو مبہوت کر گیا تھا۔

عالمی راؤ نے نرمی سے اپنے سکون کو اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا جس پر وہ اپنے جان کی گردن میں بانہیں ڈالتی آنکھوں میں محبت و الفت لیے اس کی کانچ سی سرمئی آنکھوں میں تکتی جیسے ان عشقِ دیوانگی بکھیرتی آنکھوں سے بندھ سی گئی۔

"جان آپ ہیزل کے ہیں۔ میرے جان ہیں۔ اور ہیزل کا دل فقط جان کا ہے۔"
وہ اس کی گردن پر لب رکھتی ایک پل کو جان کو بھی حیران کر گئی تھی۔

باتوں کو بہنے دو،

بانہوں میں رہنے دو،

ہے سکون ان میں،

راستے وہ بیگانے،

جھوٹے وہ افسانے،

تم نا ہو جن میں،

ہو تھوڑی عمر ہے پیار زیادہ میرا،

کسے بندہ یہ سارا تیرا ہو گا،

میں مجھے ہے تجھے کو سونپنا،

میری زندگی کا حاصل ہیں آپ میری ملکہ۔ یہ زندگی تو کم پڑ گئی ملکہ ہماری محبت کے لیے۔ پر ہم ملیں گے۔ اس جہاں میں بھی جہاں ہم کبھی نہ جدا ہونے کے لیے ملیں گے میری جانم عاشقی۔"

وہ انھیں گھماتے نرمی سے ان کے پہلو میں اپنی آہنی انگلیاں کچھ سختی سے الجھائے مدہوشی سے بولے تھے۔

"اور آپ حرم کی کل کائنات ہیں سلطان۔مجھے جنت میں بھی آپ ہی چاہیے ہیں سلطان۔"

وہ ان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے مدھم آواز میں بولیں تھیں جن کی رقص کرتی سلگتی انگلیوں کا لمس اپنے پیٹ پر محسوس کرتے ان کی جنونیت محبت والفت پر مسکرائیں تھیں۔

آہوں پہ باہوں پہ،

رہوں پناہوں پہ،

آہوں پہ باہوں پہ،

ساہوں سلاحوں پہ،

میرے عشق پے حق ہوا تیرا،

" ساحل ہم اب کبھی جدا نہیں ہوں گے نہ۔میرے عشق کا رزق ہیں آپ شاہ۔ آپ کی کمی مجھے بے جان کر دے گی۔"

وہ اس کی بانہوں کے حصار میں بھی سہمی ہوئی تھی کیونکہ اسے اپنی قسمت پر یقین کہاں تھا۔

" کبھی نہیں میرے جنون کبھی نہیں۔۔۔ آپ نہیں تو بازل شاہ بھی کچھ نہیں۔ آپ کے بنا میرے بھی کوئی وجود نہیں میرے جنون۔ سارے خوف اپنے ساحل کو سونپ دیں مرمڈ۔"

وہ اس کے کندھے سے بال ہٹاتے نرمی سے اپنا الفت و محبت بھرا لمس چھوڑتا جنونی انداز میں بولا تھا۔

وہ اس کے سلگتے لمس پر دہکتی آنکھیں میچ گئی۔

اے ماہی ماہی وے،

اوماہی اوماہی اوماہی اوماہی

اوماہی اوماہی اوماہی اوماہی

لومین قیامت تک ہوا تیرا،

اوماہی ماہی وے،

اوماہی اوماہی اوماہی اوماہی

اوماہی اوماہی اوماہی اوماہی

"میرے شائے سٹار۔"

وہ اس کی سماعت میں جھکتا اسے پکار گیا جو اس کی قربت میں لرزتی سرخ گلاب بنی ہوئی تھی۔

"جی۔"

بمشکل لبوں سے ایک الفاظ بر آمد ہوئے تھے۔

"اتنی سہم کیوں رہی ہیں جبکہ آپ اپنے یان کی بانہوں میں ہیں میری جان۔ جس کے لیے آپ اس کی پاکیزہ عبادتوں سی ہیں ستارہ۔۔۔

وہ اس کی پیشانی پر چمکتے شبنمی قطرے کو اپنے انگوٹھے پر چنتا دلفریبی سے الفتِ عشق سے گویا ہوا تھا۔

وہ اس کے لمس پر آنکھیں موندے گئی تھی۔ شاید یہ ایک ادا تھی وہ جی جان سے فدا ہوا تھا۔

"آپ ستارہ کے درد کے مدھم سے ہیں یان۔مجھے بس آپ کی ہی بانہوں میں تو رہنا ہے۔کیونکہ یہاں سکون ہے ستارہ کے لیے۔"

وہ اس کے دل کے مقام پر لب رکھتی انوکھے انداز میں اظہار کرتی ریان ملک کا دل خوش و مسرت سے بھر گئی تھی۔

میری وفا پہ حق ہوا تیرا،

لو میں قیامت تک ہوا تیرا

جیسے ہی گانا ختم ہوا تھا ماریہ اور جینی جو آنکھیں پھاڑے انھیں دیکھ رہیں تھیں گانا رکنے پر سحر ٹوٹا تھا۔

اور پھر دونوں نے زور زور سے تالیاں بجائیں تھی۔لائٹ جیسے ڈیم کیا گیا تھا دوبارہ سے چلادی گئیں ۔بشیر احمد ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑا تھا۔

جیسے دیکھنے کی چاہ تھی وہ اب تک اسے نظر کہاں آئی تھی تبھی دل مضطرب ہوا تھا۔

شاید وہ راضی نہ تھی شادی پر۔

تبھی آیان ملک کی آمد ہوئی تھی اور حرم کے بتانے پر کہ اس کی اور مونا کی شادی طے کر دی گئی ہے اور وہ مان بھی گئی ہے اس رشتے کے لیے تو وہ کچھ دیر تو جیسے سکتے میں ہی چلا گیا تھا۔

★★★★★

"سلطان ڈیڈ۔۔۔حرم مام یہ سچ ہے نہ۔"

وہ بے یقینی سا بولا تھا۔

اس کی حونک ہونے اور بے یقینی حالت پر سب ہنسے تھے۔

"یہ سچ ہے میرے چیمپئن یہاں آؤ گلے لگو یار۔"

سلطان راؤ نے مسکرا کر کہتے اسے اپنی جانب بلایا تھا۔

جس پر وہ بھاگ کر ان کے سینے سے لگتا آبدیدہ ہوا تھا۔ اسے ایسے لگا جیسے اس کے بابا نے اسے اپنے سینے سے لگایا ہو۔

"لو یو سلطان ڈیڈ۔"

وہ خود پر ضبط کرتا بھاری آواز میں بولا تھا۔

ماضی!

وہ چھوٹی سی جل پری اس جنونی شہزادے کے پہلو میں چھوٹی سی دلہن بنی بیٹھی تھی۔

آگے سے سیاہ بالوں کے چھوٹے چھوٹے رول بنا کر چھوٹا گولڈ سا ٹیکا لگایا ہوا تھا کانوں میں چھوٹے چھوٹے گولڈ ٹاپس گلے میں چھوٹی سی مالا جیسے ہالہ نے آڈر پر تیار کروایا تھا۔

میک اپ کے نام پر بس ہلکا سا پنک گلوز لگایا گیا تھا۔ قدرتی گلابی رخسار سیاہ آنکھوں میں آج خوشی کی چمک سی تھی۔ وہ چھوٹی سی پری مومی گڑیا سی لگ رہی تھی۔

ابھی کچھ ہی دیر پہلے دونوں کا نکاح ہوا تھا ساحل شاہ تو جیسے ہوا میں تھا۔

"ساحل مجھے چاکلیٹ کھانی ہے۔"

وہ ہیزل کو چاکلیٹ کھاتا دیکھ کب سے برداشت کر رہی تھی پر اب مشکل ہوا تو ساتھ بیٹھے اپنی دلہے سے فرمائش کی گئیں تھی۔

کیونکہ اس کی مما کا کہنا تھا اب وہ اور ساحل شاہ چیت بہت سے بھی بہت دوست بن گئے تھے نکاح کر کے تو وہ اس سے کسی بھی قسم کی فرمائش کی سکتی ہے۔

"اوکے میں لے کر آتا ہوں آپ یہیں رہیں۔"

وہ بنا دوسری بات کیے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

"نور ساحل میں بھی چلو کی آپ کے ساتھ یہاں بور ہو گئی ہوں۔"

وہ اپنا چھوٹا سا لہنگا سنبھالتی اٹھتی بولی تھی۔

"لمظ کہا جا رہی ہو بیٹا۔"

خفصہ نے اسے اٹھتا دیکھ خفنگی سے ہوچھا تھا۔جو بات ساحل شاہ کو ہرگز پسند نہیں آئی تھی۔

"آنٹی وہ بور ہو رہیں ہیں ہم بس لون میں گھومنے جا رہے ہیں۔"

وہ نرمی سے بولا تھا۔

"جانت دو حفصہ تھک گئے ہیں بیچارے بیٹھ بیٹھ کر۔"

ہالہ نور نے نرمی سے کہاں تھا کیونکہ انھیں پتہ تھا اس کی ابھی ابھی بنی دلہن سے خفصہ کے خفگی سے بولنے اس کے اکڑو شہزادے کو بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

ہے لمظ کو لے کر لون کی جانب آگیا۔

"آپ یہیں رکیں میں لے کر آتا ہوں۔"

وہ نرمی سے اس کے گلابی رخسار پر چٹکی بھرتا مسکرا کر بولا تھا۔

لمظ خاموشی سے ادھر اُدھر دیکھتی ساحل کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔

"یہ لو۔۔"

وہ چاکلیٹ کھول کر اس کی جانب بڑھا گیا جس پر وہ خوشی سے کھکھلائی تھی۔

"تھنک یو ساحل۔"

وہ اس کے گال پر لب رکھتے خوشی سے چہکی تھی۔

ساحل شاہ سرخ ہوا تھا اس کی حرکت پر۔ عجیب سا احساس ہوا تھا اس کے پھولوں سے لمس سے۔

"تم بھی کھاؤں گے۔"

وہ اس کی جانب بڑھاتے بولی تھی۔ ساحل شاہ نے محبت بھری نظروں سے اس پیاری سی جل پری کو دیکھا تھا۔

"آج تم بہت پیاری لگ رہی ہو لمظ۔"

وہ اس کی ٹیڑھا ٹیکا سیدھا کرتے مسکرا کر بولا تھا۔

"ہے نہ ۔۔۔ مما اور ہالہ آنٹی نے بھی کہا اور سکندر انکل نے تو اتنے سارے پیسوں سے نظر اتار کر رضیہ آنٹی (ملازمہ) کو دیے۔"

وہ کافی خوش تھی اپنی تعریف پر ساحل شاہ کے لب مسکرائے تھے۔

"لمط یو نو تم بلکل مرمڈ سی ہو تمھاری آنکھیں سیپ میں بن موتیوں سی چمکتی ہے۔ مرمڈ بھی بہت خوبصورت ہوتی ہیں ڈیڈ نے سٹوری سنائی تھی بچپن میں۔

ان کے لفظوں میں وہ بہت پیاری تھی۔ انھیں کسی نے نہیں دیکھا پر میرے خیال میں وہ تم سی ہوں گی نازک سی پیاری سی۔"

یو آر مائے مرمڈ۔"

وہ ملائمت سے بولتا اپنی جیب سے رومال نکالتا اس کا منہ صاف کرنے لگا جیسے وہ چاکلیٹ کھاتے گندہ کر چکی تھی۔

جس پر وہ کھکھلا کر ہنسی تھی۔ اور اب کی بار ساحل شاہ کو ہنسی تھی اس میں شامل تھی۔

★★★★★

دوسری جانب اب حرم کو میسجز آنے لگے تھے کہ اپنے شوہر سے دور رہے۔

وہ سہمی سہمی سی رہنے لگی تھی۔ سلطان راؤ کو اپنے قریب آنے سے روکنا بہت مشکل تھا کیونکہ وہ اس سے محبت کے معاملے میں بہت شدت پسند تھا۔

اس کی چلتی ہی کب تھی ۔اور آج تو اتنے سال بعد اسے پھر سے اپنے وجود میں وہی تبدیلی رونما ہوتی محسوس ہوئی تھی جو جان کی بار ہوئی تھی ۔

چیک کرنے پر اس کا شک درست نکلا تھا۔

اتنے سال بعد اللہ کے پھر سے نوازنے پر وہ بے انتہا خوش تھی ۔سلطان راؤ کو بیٹی کی شدید خواہش تھی شاید اس دفع پوری ہو جاتی۔

وہ خوشی سے ہر خوف ڈر بھولتی وہ آج سپیشل تیار ہونے لگی آج اس نے اتنے سال بعد وہی گاؤن نکالا تھا جو سلطان راؤ نے اسے شادی سے پہلے دیا تھا۔

اس کے بعد اسے کبھی پہنے کا موقع ہی کہاں ملا تھا۔کیونکہ سلطان راؤ نے پورا حرم محل حرم کے لیے کسی شاپنگ مال سا بنا رکھا تھا۔

ایک بار ڈریس پہن کر دوسری بار وہ اس ڈریس کو پہنے کو ڈھونڈ بھی نہ پاتی تھی ۔

اسے ہر پل اپنی زندگی پر رشک آتا تھا جب سلطان راؤ نے اسے شادی کی فسٹ اینی ورسری ہر حرم محل گفٹ کیا تھا تو اسے لگا جیسے وہ کسی چاند نگر میں آ گئی ہے ۔

وہ اچھے سے سج سنور کر سلطان راؤ کا انتظار کرنے لگی کھانا بھی اس نے آج اپنے سلطان کی پسند کا بنایا تھا

۔

بی بی جی یہ لیں آپ کا اورنج جوس میں نے فریش تیار کیا ہے۔"

یہ نئی ملازمہ تھی جیسے حرم نے ترس کھا کر رکھا تھا کیونکہ اس کے بیٹے اور بہو نے اسے گھر سے نکل دیا تھا۔

"شکریہ ماسی اب آپ بھی جائیں باقی میں دیکھ لوں گی۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی جس پر وہ ملازمہ ایک نظر اس پر ڈالتی وہاں سے نکل گئی۔

وہ صوفے پر ٹکتی گھونٹ بھرتی جوس پینے لگی۔

کافی ٹائم ہو گیا تھا پر سلطان راؤ کا کچھ پتہ نہیں تھا تبھی حرم نے عاجز آتے کال ملائی تھی جسے دوسری ہی بیل پر اٹھالیا گیا تھا۔

"سلطان کہاں ہیں آپ ابھی تک آئے کیوں نہیں میں انتظار کر رہی ہوں۔"

کال ریسیو ہوتے ہی وہ بے گام ہوتی بولی تھی۔

"اُف وہ وقت کب آئے گا دلکش ملکہ جب تم میرا انتظار کر رہی ہو گی۔"

سلطان راؤ نے نمبر سے کسی دوسرے کی آواز سنتے وہ کسی اچھوت کی مانند موبائل کو اپنے کان سے الگ کرتے دیکھنے لگی کہ کی اس نے اپنے سلطان کا نمبر ہی ڈال کیا ہے۔

ہاں وہ اس کے سلطان کا ہی نمبر تھا پر آواز کسی اور کی۔

"سلطان میرے سلطان کہاں ہیں۔۔۔۔سلطان۔"

وہ دیوانہ وار اسے پکارتی پاگل ہو اٹھی تھی۔

نے تمھارے

سلطان کو مر گیا ہے وہ۔"

وہ قہقہہ لگات خوشی سے بولا تھا۔

"نہیں۔۔۔۔ نہیں تم جھوٹے ہو۔۔۔ جھوٹے ہو تم میرے سلطان کو کچھ نہیں ہو سکتا۔"

وہ روتے ہوئے دھاڑی تھی پر اگلے ہی پل ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی زمین بوس ہوئی تھی۔

وہ ملازمہ جو چھپ کر سب دیکھ رہی تھی۔ فوراً اپنے بوس کو کال ملائی تھی۔

"سر آپ کا کام ہو گیا ہے۔"

اس نے آگاہ کیا دوسری جانب کچھ کہا گیا تھا جس پر مقابل اسے کچھ کہہ رہا تھا۔

"جو حکم بوس۔"

وہ بولتی کال کٹ کر گئی۔

★★★★★

حال!

آج حرم محل میں گہما گہمی تھی۔ کیونکہ مونا اور لیڈز پارٹی حرم محل میں تھے سلطان کے ساتھ۔

باقی لڑکے سارے راؤ پیلس ہی تھے اور تھوڑی ہی دیر میں مونا اور سدرہ کی مہندی لے کر آنے والے تھے۔

لمظ بچہ جاؤں دیکھو جا کر مونا تیار ہوئی یا نہیں۔"

حرم اپنا گرارا سنبھالتے اجلت سے بولی تھیں۔ سوائے مونا اور سدرہ کے سب کے ڈریس ایک سے تھے
۔

"اوکے حرم موم۔۔"

وہ اپنا گرارا سنبھالتے سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔وہ حاصی جھنجھلائی ہوئی تھی وہ گرارا سنبھالتے۔

وہ مونا کے روم کی جانب بڑھی تھی تبھی کسی نے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔

خوف کے مارے ایکدم سے دل کپکپایا تھا اس سے پہلے کے وہ چیختی مقابل نے اس کی چیخ کو خود میں جزب کر لیا تھا۔

وہ بری طرح سے جھٹپٹائی تھی وہ اس کی نازک سی کمر کق دبوچے دیوانہ وار اس کی مہکتی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرنے لگا۔۔

لمظ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔

وہ اسے کسمساتے دیکھ نرمی سے اپنی شدت بھری گرفت سے آزادی دے گیا۔

وہ نڈھال ہوتی اس کے سینے پر ڈھے سی گئی تھی۔

"آئی مس یو میرے جنون۔"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔

"مم۔۔۔میری جان نکال دی۔"

وہ اس کے سینے پر مکا مارتی بھرائی آواز میں بولی تھی۔باز ل شاہ کے لب مسکرائے تھے۔

"جان تو میری جان رہی تھی آپ کی دوری سے مر مڈ۔ آئی مسڈ یو جانِ جنون۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا بے قراری و وارفتگی سے بولا تھا۔ ہر جیسے ہی اس اپسرا حسن پر نظر پڑی نظریں ساکت ہوئیں تھی۔

زرد اور گلابی رنگ کے گرارے میں بالوں کو ویوی کیے چہرے پر نیچرل میک اپ کیے لبوں کو ٹی پنک رنگ سے رنگے وہ انتہا کی حسین لگ رہی تھی۔

وہ قاتل حسینہ اسے پور پور گھائل کر رہی تھی۔وہ دل و جان سے فدا ہوتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔

"شاہ۔۔میں نے بھی آپ کو مس کیا بہت زیادہ۔"

وہ اس کی گردن میں باہیں ڈالتی اس کے شانے پر سر رکھ گئی۔

باز ل شاہ نے مسروریت سے اسے اپنی باہوں میں سمیٹا تھا۔

"آپ سے دو پل کی دوری بھی عذابِ دل ہے میرے جنون۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا وہ اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں موندتے اس کا مہکتا لمس محسوس کرتی اس میں سمٹی تھی۔

"آپ کی طلب بہت جان لیوا ہے میرے جنون"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے مخمور سرگوشی میں بولا تھا۔

وہ اس کا جان لیوا لمس اپنی شہ رگ پر محسوس کرتی آنکھیں موندے اس کے دہکتے بھیگے لبوں تپش اپنی جلد میں اترتی محسوس کر وہ اپنے لرزتے دل کو سنبھالنے لگی۔

وہ جنونیت سے اس کی شہ رگ سے بیوٹی بون کا سفر کرتا جابجا اپنا لمس چھوڑنے لگا تھا۔

لمظ کو اپنے وجود میں سنسنی خیزی لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

پر وہ مزاحمت کی متمنی نہ تھی نہ ہی پاگل دل اجازت دے رہا تھا وہ محسوس کرنا چاہتی تھی اپنے شاہ کی دلفریب قربت کو۔

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھائے جنونی ہوتا اس کی بیوٹی بون پر دانت گاڑ گیا۔

"آہ۔۔۔شاہ۔"

وہ اس کے دانتوں کا لمس محسوس کرتی بری طرح سے سسکی تھی جس پر وہ مزید مدہوش ہوتا اس کے شانے سے شرٹ سرکاتا دیوانگی ووارفتگی کی داستانیں رقم کرنے لگا۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ۔"

اب اس سنہری شہزادے کا سلگتا لمس اس کی جان نکالنے لگا تھا۔ جو اس کے دلکش چہرے کے کناروں تک کا شدت جنونیت سے سفر کرتا۔

اسے پیچھے دیوار سے لگاتا اس کی کمر میں اپنی انگلیاں گھاڑتے شدید جنونی ہونے لگا تھا۔

لمظ کو خوف آنے لگا تھا۔

"شاہ پلیز۔۔"

وہ اسے خود سے دور کرنے لگی۔ جو کچھ گھنٹوں کی دوری پر پاگل ہو رہا تھا۔

"شش۔۔۔ اگر نہیں چاہتیں کہ میں آپ جو یہاں سے اٹھا کر کہیں دور لے جاؤں اور آپ کو سکون فنگشن اٹینڈ کرنے دوں تو خاموشی سے میری تشنگی کو قرار دیں۔ جو آپ کو صبح سے اپنے سامنے نہ پا کر مزید بڑھتی مجھے پاگل کر رہی ہے۔"

وہ اس کا رخ دیوار کی جانب موڑتا اس کی ڈوری کھینچ کر کھولتا درشتی و وارفتگی سے بولتا اس کی جان نکال گیا۔

اب وہ جا بجا اس کی پچھلی گردن اور دودھیا کمر پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اسے زلزلوں کی زد میں کیے ہوئے تھا۔

اسے لگا رہا تھا جیسے اسے دہکتے انگارے چھو رہے تھے وہ اپنے لرزتے دل کو سنبھالتی آنکھیں موندے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

وہ اسے اپنی جانب واپس گھماتا ایک بار پھر سے اس کی سانسوں کو دبوچتا اس کی سانسیں کھینچنے لگا۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی سانسیں پہلے ہی سینے میں الجھی ہوئیں تھیں اب وہ ظالم بنا اسے اپنے سلگتے لمس سے بے جان کرنے ہر تلہ ہوا تھا۔

وہ سہارا لینے کو اس کا کالر دبوچ گئی۔

وہ اس کے گلداز لمس کا جادو چراتے اس کی بے آہنگ سانسوں میں نرمی سے اپنی دہکتی سانسیں انڈھیلتے اس کی بکھری سانسوں سنوارتے اب کچھ پر سکون ہوتا اس کی پیشانی پر سر ٹکا گیا۔

"آپ برے ہیں۔"

وہ اس کا کالر دبوچتی سسکتے ہوئے بھرائی آواز میں بولی تھی۔

"جیسا بھی ہوں یار آپ ہی کا ہوں میرے جنون۔"

وہ اس کی پیشانی پر ابھرے شبنمی قطرے کو اپنے لبوں پر سمیٹتا مخمور لہجے میں بولا تھا۔

"لمظ آپی۔"

یہ ہیزل کی پکار تھی۔وہ بری طرح سے گھبرائی تھی۔

"شش۔۔۔شاہ۔۔۔ہیزی۔"

وہ اس کی شرٹ کو دبوچتی سہمی سی بولی تھی۔

"شش۔۔کچھ نہیں ہوا کسی غیر کے ساتھ نہیں ہیں آپ۔کیوں اتنا ڈر رہی ہیں مرمڈ۔"

وہ اس کا حسین چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا محبت والفت سے بے حد نرمی لیے بولا تھا۔

"مم۔۔۔مجھے جانا ہے۔"

وہ اسے خود سے دور کرتی بولی تھی۔

"ریلیکس میرے جنون خود کو پر سکون کریں کچھ نہیں ہوا۔"

وہ نرمی سے بولا تھا پر وہ رونے کو تھی جیسے۔

"وہ مجھے تنگ کریں گی شاہ اگر آپ کو دیکھ لیا تو۔"

وہ ہونٹ موڑتی شکائتی انداز میں بولی تھی۔اس کی بات پر بازل شاہ کے لب مسکرائے تھے اس کی بات سمجھتے۔

یعنی وہ اس بات سے گھبرا رہی تھی کہ وہ اسے تنگ کرتیں۔

"او۔۔۔میری مرمڈ آپ بازل شاہ کی بیوی ہو کر ڈر رہی ہیں۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتا شگفتگی سے بولا تھا۔

" اور وہ آپ کی بہن ہے۔یقین مانیں بہت خراب ہو گئی ہے ستارہ کو بھی اپنے ساتھ ملا کر مجھے تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں وہ دونوں۔

وہ روہنسا ہوئی تھی بازل شاہ اس کا نازک سا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے مسکرایا تھا۔

کیونکہ وہ جانتی ہے اس کا بھائی پاگل ہے اس مرمڈ کے لیے۔جس نے بچپن سے ہی اس پاگل کو اپنی سیاہ کتھائیں آنکھوں اور سیاہ زلفوں کے دام میں پھنسا رکھا ہے۔

جیسے کچھ ہوش نہیں سوائے اپنی مرمڈ کے۔جو ایک پل اس سے دور ہوتی ہے تو اس کی سانسیں رکنے لگیں ہیں۔"

وہ اس کی کھتائی آنکھوں پر لب رکھتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔

"لمظ آپی کہاں ہیں یار ہمیں مونا آپی کی رنگز نہیں مل رہیں کہاں رکھی ہیں۔"

اب کی بار ہیزل کی جھنجھلائی آواز پر وہ بازل شاہ کو دھکا دیتی روم سے نکل گئی تھی جس پر وہ نفی میں سر ہلاتا اِدھر اُدھر دیکھتا دبے پاؤں وہاں سے نکل گیا تھا۔

★★★★★

سب لڑکوں کی ڈریسنگ بھی ایک سی تھی سوائے آیان ملک اور بشیر احمد کے۔

جہاں سب نے وائٹ شلوار قمیض کے ساتھ سلور واسکٹ پہنی ہوئی تھی وہی دونوں دلہوں نے وائٹ شلوار قمیض کے ساتھ ڈل گولڈن واسکٹ پہنی ہوئی تھیں۔

دونوں کی آج جھنپ ہی نرالی تھی شاید اپنے من پسند ہم سفر کے ملنے کی خوشی کی چمک تھی۔

جو اس کے چہروں کو نکھار رہیں تھیں۔

"ویسے ڈیڈ آپ کو نہیں لگتا آج احمد چچا کچھ زیادہ ہی گلو کر رہے ہیں۔"

عالم راؤ نے بشیر احمد کو دیکھتے شریر انداز میں کہا تھا۔سلطان راؤ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی ۔جبکہ بشیر احمد جھنپ سے گئے تھے۔

" جان یہ وہ سرشاری کی چمک ہے جو ہر اس انسان کے چہرے پر بکھرتی ہے جیسے محبوب کو پانے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

وہ حرم کی جانب دیکھتے سرشار سے بولے تھے جو آج بے انتہا حسین لگ رہیں تھیں۔

اس ہر ممتا کی چمک انھیں مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔

نکاح مہندی پر ہی رکھا گیا تھا۔

نکاح کے بعد دونوں دلہنوں کو سٹیج پر اپنے اپنے دلہے کے پہلو میں بٹھایا گیا تھا۔

آیان ملک کے پہلو میں مائمہ مجید مہندی کی دلہن بنی اتنی پیاری لگ رہی تھی۔ کہ آیان ملک کا دل شدت سے دھڑکتا پورے وجود میں سرشاری سی بھر رہا تھا۔

اس پر اس کی لیڈی کلر بنی رہنے والی گرین ٹی کا یوں شرمایا لجھایا سا روپ اسے گائل کرنے کو کافی تھا۔

جب اسے علم ہوا تھا کہ وہ پورے دل سے راضی تھی اس رشتے کے لیے تب سے وہ جیسے ہواؤں تھا۔

اسے تو اب بھی سب یہ ایک حسین خواب ہی لگ رہا تھا پر وہ اس سے خفا تھا۔

شاکنگ پنک اور دوپٹہ لیے بالوں میں گجرے لگائے لائٹ سا میک اپ کیے زرد کرتی پہنے سبز شرارے میں مہکتے پھولوں کے زیورات پہنے وہ بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔

سبز نین کٹوروں میں کاجل کی لکیریں ڈالے وہ آیان ملک پر مدہوشی سی طاری کر رہی تھی اس ہر احساس ملکیت آج وہ اسے ایک ہفتے بعد دیکھ رہا تھا۔

تو مدہوشی تو بنتی تھی نہ وہ بمشکل خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا۔
دوسری جانب سدرہ بھی کچھ کم نہیں لگ رہیں تھیں سبز نیلے اور گلابی کمبینیشن کے شرارے پہنے مونا کی نسبت ان کا ڈریس کچھ ہیوی تھا۔
میں بالوں کی چٹیا میں پھولوں کے گجرے سجائے پھولوں کے زیورات پہنے ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ لڑکیوں کو مات دیتیں اپنے محرم کے پہلو میں بیٹھیں ان کے دل پر قہر ڈھا رہی تھی۔
بشیر احمد کے وجود میں خوشنما سے بلبلے اٹھ رہے تھے۔جو انھیں اپنے قریب بیٹھی سدرہ کے خوشبوؤں میں بسے وجود جو اپنی بانہوں میں بھرنے جو اکساتے رہے تھے۔
یقین کرنا مشکل تھا کہ پوری زندگی میں جو وجود انھیں پہلی بار بھایا وہ ان کی دسترس میں آگیا تھا۔
★★★★★
وہ لمظ اور ستارہ کے ساتھ کھڑی تھی جب ایک لڑکی نے اسے کہا تھا کہ سلطان ڈیڈ اسے بلا رہے ہیں۔
تبھی وہ دونوں کو آنے کا بول کر اندر کی جانب آئی تھی۔ تبھی کسی نے اسے دبوچتے وہیں دیوار کے ساتھ پن کرتے اسے خود میں بھینچ لیا۔
"جج۔۔جان کیا کر رہے ہیں چھوڑیں پلیز۔"
وہ اچانک ہونے والی افتاد پر بوکھلاتی حواس باختگی سے بولی تھی۔
عالم راؤ بنا اس کی سنے ایک ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھے گیا۔

جولمظ ساہی شاکنگ پنک اور زرد گرارے میں ملبوث بالوں کی مانگ نکالے گولڈن بالوں کو ویوی کیے سرخ گلاب کو مانگ ٹیکا بنائے لائٹ سے میک اپ میں سنہری آنکھوں میں وائٹ لائنر لگا کر انھیں مزید واضح کرتے قاتل بنایا گیا تھا۔

بھرے بھرے رخساروں پر بلش آن کرتے مزید گلال کیا گیا تھا۔ گلداز عنابی لبوں پر ٹی پنک گلوز لگائے وہ اپسراؤں سا حسن لیے عالم راؤ کو چاروں شانے چت کر گئی تھی۔

جو خود بھی آج سفید شلوار قمیض پہنے بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔

"کوئی اتنا بھی پیارا کیسے ہو سکتا ہے جاناں

اور سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے"

وہ اس کا سندر چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا بغور دیوانہ وار بے قراری سے اس کے ایک ایک نقوش کو اپنے دل میں اتارنے لگا۔

وہ اس کی نظروں کی تپش سے سرخ ہوتی اپنی لانبی پلکیں گرا گئی۔

"جان۔۔"

مدھم آواز میں پکارا گیا تھا۔

"جان قربان اپنی جاناں پر۔"

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے اس کے لرزتے لبوں پر مخمور نظروں ڈالتا پھونک مارتا مدہوشی سے بولا تھا۔

ہیزل کی ریڑھ میں سرسراہٹ ہوئی تھی۔ دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں۔ کچھ کہنے کو لب بری طرح سے کپکپائے تھے پر اس سے پہلے ہی وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کے سارے الفاظ اپنے اندر جزب کر گیا۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کی ویسٹ کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

وہ دیوانہ سا اس کے لمس کا گلداز پن محسوس کرتا اسے مزید شدت سے خود میں جزب کرنے لگا۔

وہ بری طرح سے مچلی تھی اس ظالم کی گرفت سے پر وہ اس کی سانسیں قطرہ قطرہ کھینچتا انھیں خود میں اتارتا اپنے سلگتے جنون کی جنبش میں اس ساحرہ کے لمس کی نرمیاں چنتا کسی اور ہی جہاں میں گم ہو گیا تھا۔

ہیزل اپنی رکتی سانسوں پر نڈھال سی اس کی بانہوں میں بکھرنے لگی وجود بے جان سا ہوتا اس کے سہارے آگیا تھا جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اسے کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنے سینے سے لگا گیا۔

وہ چھوٹی سی پری اس کے فراخ سینے پر گرتی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی بے آہنگ سانسوں کو ہموار کرنے لگی۔

وہ اس کی کی گردن پر جھکتا پور پور کو اپنے لمس سے مہکانے لگا تھا۔

لمس میں اس قدر شدت تھی کہ ہیزل کو اپنے وجود سے جان ناپید ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔
دل ڈھونکی کی مانند کانوں میں بج رہا تھا جیسے وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں تھا۔
"مم۔۔۔۔میں کیسی لگ رہی ہوں جان۔"
وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو زبردستی اسے اپنے سامنے کرتی انجانے میں غلط وقت پر غلط سوال پوچھ بیٹھی تھی۔
عالم راؤ نے بمشکل خود پر ضبط کرتے سر اٹھا کر اپنی بانہوں میں سرخ گلاب بنی اس پری کی جانب دیکھا تھا۔
جو اس وقت کیل کانٹوں سے لیس ہو کر عالم راؤ کو اپنی قاتل نینوں سے تکتی انتہائی پیاری لگ رہی تھی۔
اُس نے پوچھی ہے مجھ سے اپنے حُسن کی تعریف
غزل کی صورت مجھے اس کا جواب لکھنا ہے
وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے سرگوشی میں بولا تھا وہ حیا زدہ ہوتی پلکیں جھکا گئی۔عالم راؤ قربان گیا تھا اس کی اس دلفریب ادا پر۔
مجھے لکھنا ہے اسکی آنکھ کو گہرا ساگر
اس کے چہرے کو کِھلتا گلاب لکھنا ہے
وہ اس کی آنکھوں پر گہرے بوسے دیتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔

مجھے لکھنا ہے اسکے گالوں کو نکھرے بادل

اس کے ماتھے کو دمکتا ماہتاب لکھنا ہے

وہ ہنوز انداز میں بولتا مخمور نظروں سے اس کے گلال ہوتے گال چومتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔ وہ روح تک معطر ہوئی تھی اپنے محبوب محرم کے پاکیزہ لمس پر۔

اس کی بالی کو لکھنا ہے حور کا جُھولا

اس کی بندیا کو روشن آفتاب لکھنا ہے

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اس کی کان کی لو چومتا اس کے پھول ٹیکے پر لب رکھ گیا۔ ہیزل کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

مجھے لکھنا ہے اسکے ہونٹوں کو ثمرِ جنت

پلکوں کو دو جہاں کا حجاب لکھنا ہے

وہ مجنوبانہ نظروں سے اس کے تھر تھراتے ہونٹوں کو تکتا نرمی سے جھکتا ان پر اپنا لمس چھوڑتا اس کی لرزتی پلکیں چوم گیا۔ ہیزل کے وجود کا سارا لہو جیسے چہرے میں آسمٹا تھا۔

اس کی زلفوں کو لکھنا ہے مخملی چادر

اس کی آواز کو سُریلا رُباب لکھنا ہے

وہ خمار الودہ لہجے میں بولتا اس کے دراز سنہری بالوں کو اپنی مٹھی میں لیتا ان کی مہک اپنی سانسوں میں اتارتا اس کے بالائی لب جو دباتا اسے پور پور جل تھل کر گیا۔

کرنیں سورج کی لکھنا ہے اسکی مہندی کو

اس کی ہتھیلی پہ ہونٹوں سے آداب لکھنا ہے

وہ لفظوں کو الفت میں پروتا اس کی مہندی کے بیل بوٹوں سے سجی ہتھیلیوں پر دہکتے لب رکھ گیا ہیزل کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اپنی محبت و الفت پر۔

اس کی چال کو لکھنا ہے گھڑی کی ٹک ٹک

اور ہر ٹک ٹِک پہ حالِ دلِ بیتاب لکھنا ہے

وہ اس کے دل کے مقام پر انگلیوں سے ویوز بناتا مدبھرے سرسراتے لہجے میں بولا تھا۔وہ جادوگر تھا کوئی جو اسے اپنے بس میں کرنے کے سارے ہنر سے واقف تھا۔

مجھے کرنا ہے ذکر چاند اور گرہن کا بھی

وہ جو اوڑھتی ہے اسکا نقاب لکھنا ہے

وہ اس کے چاند سے چہرے سے بال ہٹاتے مدہوش سا گویا ہوا تھا۔

اس کی قربت کو لکھنا ہے بہار کا موسم

اس کے لمس کو قیامت کا باب لکھنا ہے

وہ ساحر اس ساحرہ کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کستے اسے مزید اپنے قریب کرتا اس کی ٹھوڑی کے خم سے اپنے لبوں سے نیچے کی جانب سفر کرتا اسے پور پور نم کرنے لگا تھا۔قہ اس کے لمس کی شدت پر اس کی بانہوں میں پگلتی وہ پری گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی۔

اس کے لہجے کو لکھنا ہے مارچ کی ہَوا

ہر انداز کو شاعر کا خواب لکھنا ہے

وہ اس کے نچلے لب پر شدت بھرا لمس چھوڑتا اسے تڑپا گیا تھا۔

بِنا اس کے کیا لکھیں حالِ دل حاوی

اپنی حسرتوں کو ماہی بے آب لکھنا ہے

ح

وہ الفت و دیوانگی تج حبولتا ایک بار پھر سے اس کی سانسوں کو قید کرتا دیوانہ وار جھکا تھا۔

وہ ماہی بے آب کی مانند تڑپ اٹھی تھی اس کی جنونیت پر۔ جس کی شدت سے اب کی بار اضافہ ہو چکا تھا۔

ہیزل اپنے ہونٹوں پر ہوتی جھلن اور سینے میں گھٹتی سانسوں پر بری طرح سے مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی تھی۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کرر خسار پر بکھرنے لگے تھے۔

اپنے چہرے پر نمی محسوس کرتا وہ اسے آزادی دیتا خود میں بھینچ گیا۔

"آپ گندے ہیں میں بات نہیں کروں گی اور آج حرم مام کے ساتھ سوؤں گی۔"

اس کے سینے پر مکا رسید کرتی اسے دھمکی آمیز لہجے میں بولی تھی عالم راؤ کے لب مسکرائے تھے اپنی جاناں کی دھمکی پر۔

"ایسا تو قطعی ممکن نہیں بہت ہو گئیں آپ کی منمانیوں آج میری چلے گی بس۔"

وہ اس کے شانے پر گہرا سلگتا لمس چھوڑتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا ہیزل کا دل بری طرح سے کپکپایا تھا اسکی بات پر۔

اس سے پہلے کے وہ اس پر جھکتا عالم راؤ کا فون رنگ ہوا تھا جس پر وہ موقع پاتے اس کی گرفت سے نکلتی یہ جا وہ جا ہو گئی تھی۔

عالم راؤ مسکراتا کال اٹینڈ کرتا باہر نکلا تھا۔

★★★★★

مہندی کی رسم کرتے ریان ملک نے اچھا خاصہ شغل میلہ لگایا تھا۔

سب اپنی اپنی باتوں میں مگن تھے تبھی ایکدم سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔

لائٹس آف ہونے پر ہر طرف شور اٹھا تھا۔

تبھی لون میں موجود ڈانس فلور پر ایک سپاٹ لائٹ پڑی۔ تو سب نے اس روشنی کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

اچانک وہاں لگے بڑے بڑے بوفر سے نکلنے والے تیز آواز میوزک نے ان کے کان کے پردوں کو ہلا ڈالا۔سب نے بے ساخت اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

بادشاہ ہیں دل کے"

گانے کے بول ادا ہوئے تو سپاٹ لائٹ کی روشنی میں بلو پھٹی ہوئی سٹائلش سی جینز اور بلیک شرٹ جس کے تمام بٹن کھلے ہوئے تھے۔نیچے وجود سے چپکی ٹی شرٹ پہنے جس میں اس کا کسرتی نمایاں تھا۔

وہ حیرانی سے منہ کھولے ستارہ جو فلائنگ کس اچھالتا ماہرانہ انداز میں فٹ سٹیپس لیتا پیروں کو حرکت دینے لگا۔

ستارہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا اس کی حرکت دیکھ۔

"بادشاہ ہیں دل کے"

تبھی اس سنہری آنکھوں والے شہزادے نے انٹری دی تھی۔خیرانی سے سب کی آنکھیں پھٹ پڑیں جو وائٹ ٹی شرٹ پر بلیک جیکٹ پہنے بلیک جینز میں ڈانس سٹیپس لیتا وہ بے حد خوش نظر آیا تھا۔

لمظ ابراہیم کا حال تو جیسے سکتے سا تھا اسے ایسا نہیں لگا تھا اس کا شاہ ڈانس بھی کر سکتا ہے۔

"عیش فرماتے ہیں"

اور یہ لگ تھا سب سے بڑا جھٹکا کیونکہ اب کے آنے والا کوئی اور نہیں جان سلطان راؤ تھا جو وائٹ شرٹ پہنے اس کے اپری بٹن کھولے جس میں سے اس کا کسرتی وجود نمایاں ہو رہا تھا۔رف سے بالوں میں،سیاہ جینز پہنے وہ ساحر پوری محفل میں سب کو مات دے رہا تھا۔

حرم اور سلطان راؤ اپنے بیٹے پر نثار جاتے اس کی نظر اتار گئے۔

تبھی ایک لڑکی ڈانس فلور پر آئی تھی اب وہ تینوں اس کے ساتھ سٹیپس لے رہے تھے۔

ہیزل لمظ اور ستارہ کی تو آنکھوں میں مرچی سی بھر گئی۔

شومیں واٹ یو گاٹ۔۔۔

تیرے پاس مرسڈیز

میرے پاس ہے سائیکل

تو کلب کی شکیرا

او ہم گلی کا مائیکل

وہ تینوں ایک دوسرے کو اشارہ کرتیں اپنے دوپٹہ باندھتی ڈانس فلور پر آئیں تھیں اور آتے ہی اس لڑکی وہ دھکا دیتے اپنے شوہروں سے دور کرتے خود سٹیپس لینے لگی۔

ریان ملک لڑکی کو گھماتے کہا تھا۔۔۔

وہ تینوں ایک دوسرے کو اشارہ کرتیں اپنے دوپٹہ باندھتی ڈانس فلور پر آئیں تھیں اور آتے ہی اس لڑکی وہ دھکا دیتے اپنے شوہروں سے دور کرتے خود سٹیپس لینے لگی۔

بریندڑز تیرے فیک ہیں سبھی

بنتا ہے تو کیوں اور ابھی

دیسی کیا جانے انٹرنیشنل ردھم۔

وہ ہلکے ہلکے سٹیپس لیتیں اپنے شوہروں کو بھی جھٹکے دے گئی۔ سب ان کی جیلسی پر کھل کر ہنسے تھے۔

او کڑیاں کیا ناچیں گی رے ڈانسنگ فلور کے

وہ تینوں ان کی جانب آتے ایکدم سے انھیں گھماتے ان کے جھمکوں پر انگشت کی انگلی بجاتے فل چڑھا رہے تھے جس پر وہ چڑتیں انھیں دھکا دے گئی۔

سب ہنسے تھے ان کی میٹھی نوک جھوک پر۔ مونا اور سدرہ بھی کھل اٹھیں تھیں۔

لیجنڈ ہم۔۔۔

یور ٹرن۔۔۔۔

میں چیز اور یجنل تو جعلی نوٹ ہے۔

میرے ڈانس سے زیادہ میری اداہاٹ ہے۔

ہے۔ سمجھونا

ہمکوڈفر

ہے اپناہائی کیلیبر،

باتوں سے زیادہ اپنے مووز میں ہے دم۔۔۔

منڈے کیاناچیں گے رے

وہ اپنے بازوچڑھاتے انھیں گھورتیں ہوئیں اداؤں سے ان کا قتل کرتی سٹیپس لے رہیں تھیں۔

ڈانسنگ فلور کے لیجنڈ ہم

اپنے لٹکوں جھٹکوں سے

سپیکر بولے دھم دھم دھم

وہ سب ڈانس بھولتے اب اپنی اپنی بیویوں کو اپنی بانہوں میں بھرتا گھما گئے۔ جس پر وہ سرخ ہوتی ان کے سینے میں سر چھپا گئیں تھیں۔

اوکڑیاں کیاناچیں گی رے

ڈانسنگ فلور کے لیجنڈ ہم۔

ہلادے لٹکوں جھٹکوں سے ہیرو کے بھی ہیرو ہم"

وہ سب انھیں لیے سٹیج سے اترے تھے سب نے زور شور سے ہوٹنگ کی تھی۔

کچھ ہی دیر میں مہندی کی رسم ادا کرتے فنگشن اختتام کو پہنچا تھا۔

"کہاں کی تیاری ہے میرے شائے سٹار۔"

وہ نظر بچا کر کھسکنے کو تھی کہ ریان ملک نے اسے جالیا۔

"یان وہ ہم سب ایک ساتھ سونے والی ہیں۔ ہیزل لمظ آپی بھی۔"

وہ بمشکل مسکرا کر بولی تھی۔ ریان ملک کے لب او کی شیپ میں گھول ہوئے تھے۔

"پر آپ میرے ساتھ جا رہی ہیں میری جاناں۔ آج آپ مجھ سے بچ نہیں سکتیں بہت ہو گئی آپ کی منمایاں۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔

وہ منہ بسورتی اس کی گردن میں دانت گاڑ گئی۔ وہ ہنسا تھا اس کے معصوم سے غصے پر۔

وہ روم میں داخل ہوتا پاؤں سے ڈور بند کرتا اسے لیے بیڈ پر گرا تھا۔

"آہہہ۔۔۔ گندے یان۔"

وہ چلائی تھی۔ وہ اس پر جھکتا اس کی چیخ کو اپنے لبوں میں دباتے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو پوری شدت سے مہکانے لگا۔

وہ مچلتی اس کی گرفت سے آزادی پانے کو جھٹپٹائی۔ اس کے مزاحمت کرنے پر وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھائے تکیے سے پن کرتا پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو چرانے لگا تھا۔

وہ اپنی بے آہنگ ہوتی دھڑکنیں سنبھالتی اس کی شدتیں برداشت کرتی خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی تھی۔

وہ اس کی سانسوں کو آزادی اس کی گردن سے دوپٹہ نکالتے دور اچھال گیا۔

"یان چچ۔۔۔ چینج کک۔۔۔ کرنا ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنے جھمکوں کی جانب جاتا دیکھ بمشکل بولی تھی۔

اس کی کانوں کی لو کو چومتے مدہوش ہو چکا تھا۔وہ جی جان سے لرزی تھی۔

"میں ہوں نہ میری جان۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی شرٹ کی ڈوری کھینچتے وہ اس کے شانے پر اپنا لمس چھوڑتا اسے پاگل کرنے لگا تھا۔

"یان پلیز مم۔۔۔ میں تھک گگ۔۔۔ گئی ہوں۔"

وہ اس کے لمس کی شدت برداشت کرتی بمشکل بولی تھی۔

"میں کس لیے ہوں میرے معصوم دلبر۔آپ حکم کریں آپ کا یان آپ کی ہر تکلیف چن کر آپ کے روم روم میں سکونت بھر دے گا۔"

اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالتا وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکتا دیوانہ وار جابجا اپنا لمس چھوڑنے لگا تھا وہ پاگل ہوتی اسے خود سے دور کرنے لگی تھی۔

پر وہ تشنہ سا کہاں اس کی سننے والا تھا۔ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کرتا شہ رگ پر جھکا تھا وہ ہارتی اس کی گردن میں باہیں ڈالتی خود کو اس کے سپرد کر گئی۔

وہ مدہوش سا اس کی گردن کی سرحدیں عبور کرتا اپنے دانت گھاڑ تا اسے سسکنے پر مجبور کر گیا۔

"یان۔"

وہ تڑپ اٹھی تھی اس کے ظالمانہ انداز پر۔جس پر وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کی بہکتی سانسوں کو خود میں جزب کرتا جھکتا چلا گیا۔

★★★★★

ماضی!

"ابراہیم تم ایسا کیسے کر سکتے ہو میرے ساتھ میں نے تمھیں اپنا دوست مانا بھائی مانا اور تم نے میرے ساتھ اتنا بڑا دھکا کیا۔"

وہ ابراہیم کاظمی کے سامنے کھڑے جواب طلب تھے جس نے دھکے سے سائن کرواتے سارا بزنس اپنے نام کروالیا تھا۔

"کم سے کم ہمارے رشتے کا ہی خیال کر لیتے۔"

وہ شدید صدمے میں تھا۔یقین کرنا مشکل تھا کہ جیسے انھوں نے بھائیوں کی طرح مانا اس نے ان کے ساتھ دھکا کیا تھا۔

وہ کمینگی سے ہنستے ہوئے بولا تھا۔

"کیا مطلب لمظ سے تمھارا کوئی رشتہ نہیں۔"

وہ نا سمجھی سے بولے تھے۔

"ہاں کوئی رشتہ نہیں ہے میرا اس سے وہ حفصہ کے پہلے شوہر کی اولاد ہے۔لمظ دو ماہ کی تھی جب اس کا باپ مر گیا تھا۔تو میں نے تو حفصہ سے بس اس سے دولت کے لیے شادی کی تھی۔"

وہ ہنستے ہوئے اسے اپنے غلیظ عزائم سے آگاہ کرتا سکندر شاہ پر جیسے حیرتوں کے پہاڑ توڑ گیا تھا۔

اسے شدید نفرت ہوئی تھی اس انسان سے جو دولت کی ہوس میں اپنے رشتوں کو روند گیا تھا۔

کیا کوئی اتنا برا اور غلیظ بھی ہو سکتا تھا وہ خاموشی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔

گھر میں ہالہ نور سے بھی کچھ نہیں کیا تھا۔دونوں گھروں کا بھی ایک دوسرے کے گھر آنا جانا بند ہو گیا تھا

۔

ساحل شاہ پاگل ہو گیا تھا لمظ کو دیکھے بنا اس سے ملے بنا اس کا برا حال تھا اس پر اپنے ڈیڈ کی تکلیف، اسے ابراہیم کاظمی سے نفرت ہونے لگی تھی۔

دوسری جانب سلطان راؤ کو ہوسپٹل کے بیڈ پر کوما میں پڑے تین ماہ ہو گئے تھے۔

جان پاگل ہو گیا تھا اپنی ماں کی گمشدگی اور اپنے باپ کو بستر پر پڑے دیکھ دیکھ۔
ساحل شاہ اور سکندر شاہ بھی اکثر آتے تھے اس کے پاس انھیں نے بھی بہت کوشش کی تھی حرم کو تلاش کرنے کی پر حرم کو جیسے زمین کھا گئی تھی یا آسمان نگل گیا تھا۔
بشیر احمد بھی شدید زخمی ہوا تھا پر جلد صحت یاب ہو گیا تھا اس نے بھی اپنی بھابھی بیگم کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی تھی پر ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا تھا۔
اب بھی وہ مارا مارا پھر تا رہتا تھا پر کچھ خبر نہ تھی وہ کہاں گئی تھی اور کون اسے لے گیا تھا۔
"کون ہو تم پپ۔۔۔ پلیز مجھے جانے دو مم۔۔۔ میرے سلطان پاس۔۔"
وہ جو کب سے اسے نہارنے میں مصروف تھا حرم ہوش میں آتے ہی روتے ہوئے بولی تھی۔
"ہششش۔۔۔ پیاری پری رونا نہیں اور۔۔۔ اور سلطان کو بھول جاؤ اب تک تو وہ مر گیا ہو گا سالہ۔۔۔ بس حاکم کو یاد رکھو۔"
وہ دیوانہ وار اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا بولا تھا۔
"جھوٹ بولتے ہو تم۔۔۔ میرے سلطان کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی ملکہ زندہ ہے وہ اپنی ملکہ کو نہیں چھوڑ کر جا سکتے۔ سنا تم نے تم جو بھی ہو مجھے میرے سلطان سے دور نہیں کر سکتے۔"
وہ روتے ہوئے چلائی تھی۔ پورا وجود بری طرح سے لرزنے لگا تھا۔

"بس۔۔۔ خبر دار جو اب سلطان کا نام بھی اپنی زبان پر لایا تو۔ مار دیا ہے میں نے اسے۔ یقین نہیں آتا نہ تو یہ دیکھو۔"

وہ طیش سے چلاتا ایک ویڈیو اس کے سامنے جر گیا۔ جس میں ایک ٹرک سلطان کی گاڑی جو کچلتا نکل گیا تھا۔

حرم کی نظریں اور دل ساکت ہوا تھا۔

"نن۔۔۔ نہیں سس۔۔۔ سلطان۔"

کپکپاتے لبوں سے بمشکل بر آمد ہوا تھا دوسرے ہی پل وہ حواس کھوتی زمین بوس ہوئی تھی۔

حاکم کی جان پر بنی تھی۔ اسے بیڈ پر ڈالتے ڈاکٹرز کو بلاوانے کے لیے چلایا تھا۔

کچھ ہی پلوں میں ڈاکٹرز کی فوج جمع تھی۔ حرم کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔

وہ اپنے اور اپنے سلطان کی نشانی بھی کھو بیٹھی تھی۔ اور پھر اتنے دھچکوں نے سلطان کی ملکہ کو زندہ لاش بنا دیا۔

حاکم اسے قید کر کے بھی اسے پا نہ سکا تھا۔ وہ اچھے سے اچھا ڈاکٹر لے کر آتا حرم کے لیے پر کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔

ذرا ٹھہرو!

مجھے محسوس کرنے دو

جُدائی آن پہنچی ہے

مجھے تم سے بچھڑنا ہے

تمھاری مسکراہٹ، گفتگو، خاموشیاں

سب کچھ بھُلانا ہے

تمھارے ساتھ گزرے صندلیں لمحوں کو

اس دل میں بسانا ہے

تمھاری خواب سی آنکھوں میں اپنے عکس کی پرچھائی کو محسوس کرنے دو

ذرا ٹھہرو مجھے تنہائی کو محسوس کرنے دو

ذرا ٹھہرو!

مجھے محسوس کرنے دو

اذیت سے بھرے لمحے

بچھڑتے وقت کے قصے

کہ جب خاموش آنکھوں کے کناروں

پر محبت جل رہی ہو گی

کئی جملے لبوں کی کپکپاہٹ

سے ہی پتھر ہو رہے ہوں گے

مجھے ان پتھروں میں بین کرتی

چیختی گویائی کو محسوس کرنے دو

ذرا ٹھہرو مجھے تنہائی

کو محسوس کرنے دو

ذرا ٹھہرو!

مجھے محسوس کرنے دو

تمھارے بعد کا منظر

دلِ برباد کا منظر

جہاں پر آرزوؤں کے جواں لاشوں

پر کوئی رو رہا ہو گا

جہاں قسمت محبت کی کہانی

میں جُدائی لکھ رہی ہو گی

مجھے ان سرد لمحوں میں سسکتے درد کی گئی۔

★★★★★

دوسری جانب شاہ ہاؤس پر بھی وخشت و قیامت کے سیاہ بادل منڈلانے لگے تھے۔

ابراہیم کاظمی کو سکندر شاہ سے خطرہ محسوس ہونے لگا تھا۔ کیونکہ سکندر شاہ بھرپور کوشش کر رہا تھا اپنا سب کچھ واپس لینے کے لیے۔

یقیناً بہت جلد وہ اپنا حق ابراہیم کاظمی سے لے بھی لیتا اور یہی ڈر اسے دن رات غلط کرنے پر اکسانے لگا تھا۔

"فکر ہی نہ کر ابراہیم تو اپنا آدمی نے تیرا کام ہو جائے گا آج شام ہی۔ ویسے میں نے دیکھا ہے سکندر شاہ کی بیوی بڑی خوبصورت ہے۔"

وہ کمینگی سے بولتا ابراہیم کاظمی کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا۔

"خیران مت ہو دیکھا تھا اسے سکندر شاہ کے ساتھ مال میں۔ بڑی کمال چیز ہے سالی۔۔۔ اپنا دل بری طرح سے اٹک گیا تھا اس کی سنہری آنکھوں میں۔ اب لگے ہاتھ اس کا بھی دیدار ہو جائے گا۔"

خفصہ جو ملازمہ کے ساتھ کھانے پینے کا سامان لیے آئی تھی اندر جابر خان کی بات سنتی وہ بری طرح سے خوف زدہ ہوتی کپکپائی تھی۔ اس کا شوہر اس قدر گر سکتا تھا اسے قطی امید نہیں تھی۔

آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔ لب بری طرح سے بھینچتے ملازمہ کو واپسی کا اشارہ کرتی مرے مرے قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

کمرے میں آتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

کچھ دن پہلے ہی اس نے ابراہیم کاظمی کو سمجھنے کی کوشش کی تھی جس کے نتیجے ابراہیم کاظمی نے اسے مارتے ہوئے اس سے فون بھی چھین لیا تھا اور گھر کے سارے فون کٹوا دیے تھے تاکہ وہ ان سے رابطہ تک نہ کر سکے۔

لمظ کارو رو کر برا حال تھا پر ابراہیم کاظمی کو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔

خفصہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ماں باپ نے بہت دھوم دھام سے اس کی شادی اپنے دوست کے بیٹے شہیر سے کی تھی۔جو فوج میں میجر تھا۔

خفصہ بہت خوش تھی شہیر جیسے ہمسفر کو پا کر۔جس کی سیاہ کھتائی آنکھوں میں حفصہ کا جہاں آباد تھا ۔جس کے سیاہ چمکتے بال اس کی دودھیا رنگت پر یوں لگتے جیسے گھٹاؤں میں چھپا چاند۔سیاہ بھری بھری بیرڈ جو اس کی سپید رنگت پر انتہائی خوبصورت لگتی تھی۔

چھ فٹ سے نکلتا قد کسرتی وجود مغرور کھڑی ناک عنابی قدرتی سرخ لب خفصہ رشک کرتی تھی اپنی اتنی خوبصورت قسمت پر۔

پر شاید ان کا ساتھ زیادہ نہ لکھا تھا شادی کے چھے ماں بعد وہ خوبصورت سا شہزادہ گیا تو پیروں پر چل کر پر آیا تابوت میں چار کندھوں پر۔

وہ ایک مشن کے دوران شہید ہو تا خفصہ کو بھی زندہ در گور کر گیا۔

وہ پاگلوں سی ہو گئی تھی درد و غم سے نڈھال وہ سارا سارا دن روتی رہتی اور پھر ایک دن اسے علم ہوا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔

ایک پل کو خوش ہوتے وہ دھاڑے مار مار کر روئی تھی اس کے بابا کو حفصہ کے غم نے نڈھال سا کر دیا تھا۔

یونہی بے کل سے دن گزرنے لگے حفصہ نے اپنے بابا کے کہنے پر آفس جوائن کر لیا تا کہ اس کا دھیان بھٹ جائے۔

تبھی ابراہیم کاظمی جس نے کچھ ہی دیر پہلے ان کی کمپنی جوائن کی تھی۔ اس کا رجحان حفصہ کی جانب بڑھنے لگا کیونکہ وہ اکلوتی اولاد کے ساتھ اتنی بڑی کمپنی کی اکلوتی وارث بھی تھی وہ زیادہ سے زیادہ عابد علی (حفصہ کے بابا) کی نظر میں اچھا بننے لگا۔

وہ ہر حال میں خود جو پرفیکٹ اور اچھا ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتا۔

عابد علی بھی اس سے امریسڈ ہوئے بنا نہ رہ سکے تبھی خود ہی اس سے بات کرتے وہ ابراہیم کاظمی کو گھر داماد بنانے کا فیصلہ کر گئے۔

ابراہیم کاظمی کی تو جیسے دلی مراد بھر گئی تھی۔ اسے کیا چاہیے تھا خوبصورت بیوی گھر گاڑی بزنس سب کچھ بنا بنایا مل رہا تھا۔

وہ حفصہ کے بچے کو نام دینے کو بھی راضی تھا۔

خفصہ نے بہت واویلا مچایا اس بات پر کہ اسے شادی نہیں کرنی اب۔ پر باپ کی تکلیف اور دوہایوں پر گھٹنے ٹیکنے ہی پڑے۔

وقت ہر لگا کر اڑنے لگا اور خفصہ نے ایک خوبصورت سی سیاہ کتھائیں آنکھوں والی ایک پری کو جنم دیا جو بلکل اپنے باپ جیسی تھی۔ وہی آنکھوں وہی عنابی لب وہی چہرے کے نقوش بس ناک خفصہ جیسی تھی۔ جیسے دیکھ وہ ایک بار پھر سے جی بھر کے روئی تھی۔

"خفصہ میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے بیٹی چاہیے پہلی۔۔ اور میں اس کا نام لمظ رکھوں گا۔"

دور کہیں وقت کی گرد میں اٹے شہیر کے الفاظ اس کی سماعت میں گونجے تھے۔

وہ اس چھوٹے سے وجود کو سینے میں چھپائے روئی تھی۔

" آپ کی دعاؤں قبول ہوئیں شہیر خدا نے ہمیں بیٹی دی پر آپ کہاں کھو گئے مجھ سے۔ میں کیسے جیوں آپ کے بنا۔ کیسے جنوں۔"

درد ہی درد تھا۔ یوں اس پری کا نام اس کے باپ کی خواہش کے مطابق حفصہ نے لمظ شہیر رکھا۔

ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک اور قیامت سر پر تھی عابد علی نے حفصہ کا نکاح ابراہیم کاظمی سے طے کر دیا اور لاکھ جھٹپٹانے پر بھی اس کی ایک نہ سنی گئی۔ اور نکاح کر دیا گیا۔

اور کچھ عرصہ تک عابد علی نے حفصہ اور ابراہیم کاظمی کے ساتھ ننھی سی لمظ کو لندن بھیج دیا۔

قریباً پانچ سال بعد وہ پاکستان آئے جب انھیں عابد علی کے ہسپتال ہونے کی خبر دی گئی۔

انھیں شدید ہارٹ اٹیک آیا تھا جس کی وجہ سے ان کے بچنے کے چانسز بہت کم تھی۔

حفصہ کے پہنچتے ہی وہ ایک نظر اپنی بیٹی کو تکتے وہیں دم توڑ گئے۔

اس عرصے میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ ابراہیم کاظمی اچھا شوہر اور اچھا باپ ثابت ہوا تھا۔

لمظ کو اپنا نام دیا۔ اور حفصہ کو تاکید کی کہ لمظ یا دنیا کو یہ بات کبھی پتا نہ چلے کہ وہ اس کا باپ نہیں۔

پر آج کل جو انھیں نے ابراہیم کاظمی کا جو روپ دیکھا تھا وہ تو کوئی اور ہی تھا۔

اسے آج پھر سے شہیر شدتوں سے یاد آیا تھا جو وطن پر قربان ہوتا اسے اور اپنی بیٹی کو اس ظالم دنیا میں تنہا چھوڑ گیا تھا۔

★★★★★

حال!

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے دوپٹے سے الجھی ہوئی تھی جب بازل شاہ کی پر حدت گرفت اپنی پہلو سے لپٹی اس کا دل دھک کر گئی۔

بمشکل لرزتی گھنیری مژگان اٹھائے سامنے آئینے میں دیکھا تھا جہاں وہ دیوانہ کسی شاخ بیل کی مانند شرٹ لیس اس کے انگوں سے لپٹا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے کھڑا تھا۔

لمظ کے سرخ پڑتے عارضے جیسے لہو ٹپکانے لگے تھے۔

"آئی لو یو جانِ بازل۔۔"

وہ مدہوش سی سرگوشی اس کی سماعت میں کسی امرت کی مانند گھولتا۔اس کے کندھے پر دوپٹہ کو پنوں سے آزادی دے گیا۔

جو اس کے وجود کو اپنے بوجھ سے آزادی دیتا زمین بوس ہوا تھا۔

"میری زندگی میرے پیارے سے عشق۔بازل شاہ کی دیوانگی کا وجود ہیں آپ لمحہ بازل شاہ۔۔یہ دیوانہ تو آپ کی ہر ہر ادا کا غلام ہے۔"

وہ اس کے کندھے سے بال ہٹاتے اپنے سلگتے لمس کے پھول کھلاتے اپنے لفظوں کا جادُو چلاتے اسے اپنا مرید کرنے لگا۔

وہ بے قرار ہوتی اس کی جانب مڑتی اس کے سینے پر سر ٹکاتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔پورے وجود پر وہ ساحر جیسے کوئی سحر پھونکتا تھا ہر بار۔

" آپ پیار ہیں ساحل۔۔۔۔میرا دیوانہ پن ہیں۔۔۔ عشق ہیں۔۔۔ محبت بھی ہیں شاید۔۔۔پر لمحہ تو آپ کی جوگن ہے۔ جس کے دل میں ساحل نام کی آگ سی جل رہی ہے جو مجھے پل پل جلا رہی ہے پر اس جلن سے ہی تو عشق ہے آپ کی اس جوگنیا کو۔"

وہ اس کے دل کے مقام پر لب رکھتی آنکھوں میں نمی لیے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔بازل شاہ نے اس پھولوں سے لمس کو محسوس کرتے سختی سے اس دیوانی کو خود میں بھینچا تھا۔

وہ اتنی پیاری تھی اسے کہ بازل شاہ کا بس چلتا تو وہ اسے اپنے وجود کا حصہ بناتے اسے خود میں جزب کر لیتا یا خود کو اس میں فنا کرلیتا۔

وہ دیوانی اس کے پیروں پر پیر رکھتی اس کے گلے میں اپنی بانہوں کا ہال ڈالتی کچھ اونچی ہوتی اس کی پیشانی پر لب رکھ گئی۔ جیسے وہ خم کرتا اس آب شفا سے بوسے کو کسی تاج کی طرح اپنی پیشانی پر ثبت کرواتے دل وجان سے اس پر فدا ہوا تھا۔

"آپ کتنے پیارے ہیں ساحل۔۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتی دلفریبی سے بولی تھی جس پر بازل شاہ کے لب مسکرائے تھے۔

"بازل مرمڈ۔۔"

وہ ساحل بولنے پر تنبیہ کرتا بولا تھا۔ جس پر وہ اسے گھوری سے نواز گئی۔

"شش۔۔۔۔ آپ اس وقت میرے ساحل ہیں۔ سو غصہ نہیں۔"

وہ استحقاق سے اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھتی اسے ڈپٹتی بولی تھی۔ جس پر بازل شاہ کی سنہری آنکھوں مسکرائیں تھیں۔

وہ مبہوت سی اس کی سنہری آنکھوں کی مسکراہٹ چراتی اسے بے لگام کرنے لگی تھی۔

"مت کریں جنونِ جان ورنہ یہ ساحل آج اس مرمڈ کو اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے ایسے حواس ٹھکانے لگائے گا کہ یہ آپ کی نازک سی جان پناہ مانگے کی مجھ سے۔"

وہ اس کی نازک سی کمر کو جھکڑتا مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔

"انجام کی پرواکیسے ہے عشقِ محرم۔۔"

وہ اس کی بیرڈ بھری ٹھوڑی پر لب رکھتی مدھم سرگوشی میں بوجھل لہجے میں بولی تھی۔

بازل شاہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی اس جوگن کی بوجھل سرگوشی نے۔

وہ بے لگام ہوتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس نازک جل پری کا دلکش چہرہ اپنے سامنے کرتا دیوانگی وجنونیت سے جھکتا اس کی سانسوں کو اپنی حراست میں لیتا۔

اس کی سانسوں کو بری طرح سے اپنی سانسیں سے الجھا گیا۔ وہ آنکھیں میچتی اس طوفان کو جھیلنے لگی جیسے خود ہی اس نے دعوت دی تھی۔

وہ اس آب شفاسی اپسرا کی نازک سی پنکھڑیوں کو اپنے دہکتے جزبات کی جنبشِ حدت سے پگھلتا اسے اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کرگیا۔

وہ رکتی سانسوں پر اس کے شانوں میں ناخن گھاڑتی اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی پر وہ ظالم اسے آزادی دینے پر مائل کہاں تھا۔

پر اسے احساس تھا کہ اس کی بانہوں میں اس کی نازک جی جان نڈھال ہورہی تھی تبھی اپنی سانسوں کی سبیل کرتا اسے اپنی قطرہ قطرہ سانسیں اسے دان کرنے لگا۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی جیسے ہواس کھو دینے کو ہوئی تھی۔نازک سا دل کسی پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑا رہا تھا۔

وہ اس کا وجود نڈھال محسوس کرتا یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا نرمی سے اس کانچ کی گڑیا کی مانند بیڈ پر ڈالتا اس پر سایہ فگن ہوتا اس کی سانسوں کو آزادی سونپ گیا۔

جس پر وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پر غصے سے تھپڑ مارتی اسے گھورنے لگی تھی۔

بازل شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔میرا معصوم سا جنون۔۔۔۔ہاہاہا مرڈ۔"

وہ قہقہہ لگاتا بولتا ہوا اتنا پیارا لگا تھا کہ وہ دیوانی جوگن پور پور گھائل ہوتی۔یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"اب آپ خود ہی اس دیوانے کو بہکانے کا سامان کر رہی ہیں شاہ کے چین پھر گلا مت کیجیئے گا کیونکہ کہ پاگل اپنے ساتھ ساتھ آپ کو بھی پاگل کر دے گا۔"

وہ لمظ کو خود کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا پا کر مخمور لہجے میں بولتا شریر ہوا تھا۔

لمظ کو اپنے وجود سے بھاپ اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

"آپ کتنے گندے ہیں شاہ۔۔مجھے ایسا گندہ بچہ نہیں چاہیے۔"

وہ شاید نخرے دکھانے کے موڈ میں تھی تبھی اترا کر بولی۔

سبھی سنواری ادائیں دیکھاتی وہ بسنت کے دھانی رنگوں سی سیدھا بازل شاہ کے دل میں اتری تھی وہ مدہوش ہوتا۔اس کی بیوٹی بون پر جھکتا جنونی انداز میں اپنا لمس چھوڑتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔

"شش۔۔۔۔شاہ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی سرخ گلال ہوتی بمشکل بولی تھی ۔ جس پر وہ مزید پاگل ہوتا اس کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتا تکیے سے لگاتا۔

اپنے سلگتے لمس میں دیوانگی و وارفتگی بھرتے کی گردن پر پور پور اپنا لمس چھوڑتا اس کے چہرے کی جانب آیا تھا۔

"پپ۔۔پلیز شاہ مم۔۔۔میں تھک گئی ہوں۔"

بچنے کی معصوم سی کوشش کی گئی تھی۔

"تو یہ غلام ہے نہ آپ کے ہر درد کی دوا جنونِ جان۔۔"

وہ اسے پوری طرح سے اپنی قید میں کرتا سرخ ہوتے عارضوں کو چومتا ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کرتا پوری شدت سے اس نازک جان کی پنکھڑیوں ہر جھکا تھا۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی مچلی تھی پر بازل شاہ کے جنونیت بھرے حصار میں ساری مزاحمتیں جیسے دم توڑنے لگیں تھیں۔

★★★★★

بہت مشکل سے حرم کے ترلے منتے کرنے کے بعد اسے مائمہ کے روم میں آنے کی اجازت ملی تھی۔

وہ پھرتی سے اس کے روم کی جانب بڑھا تھا کہ کہیں کوئی اور دشمن ہی نہ اس معصوم پر پابندی لگا دے۔

وہ تیزی سے مائمہ کا روم کھولتا اندر داخل ہوا تھا شکر تھا جو اس بروسلی کی ماں نے دروازہ لاک نہیں کیا تھا۔

پر وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔ باتھ روم سے آتی آواز پر وہ معیوس ہوا تھا یقیناً اس کی پاگل ویمپ نے سب سنگار اتار دیا تھا۔

پر کوئی بات نہیں کل کا دن تو اس کا ہی تھا آج وہ اپنی مرضی کر لے جتنی کرنی ہے۔

وہ فراخ دل سے سوچتا مسکرایا تھا۔ تبھی کلک کی آواز سے واش روم کا ڈور کھلا تھا اور وہ نازک جان باہر نکلی تھی۔ جو بس دیکھنے میں ہی نازک لگتی تھی۔

کوئی آیان ملک سے پوچھتا جس کے دل کا وہ پاگل چوڑیل سارا لہو نچوڑ کر پی گئی تھی۔

پر اب ہر سو مسروریت ہی مسروریت تھی کیونکہ وہ اس کی تھی ازل تا ابد تک۔ بس اس کی اس کے دل پر اس کی روح پر اس وجود پر بس اس کا ہی تو حق تھا۔

ڈل گولڈن سی شائنی ٹاپ پہنے وہ بلک کیپری میں بالوں کو ٹاول میں قید کیے۔

آیان ملک کو اپنے بیڈ پر دیکھ کر بناری ایکٹ کیے اپنی سرخ ہوتی نظریں چراتے ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

آیان ملک کے دل جو دھکا سا لگا تھا اپنی پاگل پری کی آنکھوں میں نمی اور درد کی سرخیاں دیکھ وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔

ایک جھٹکے میں اسے اپنی جانب کھینچتا اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

وہ بری طرح سے جھٹپٹاتی اسے خود سے دور کرنے لگی تھی۔ پر وہ مائل نہیں تھا اسے خود سے دور کرنے کے لیے کافی دیر جھٹپٹانے کے بعد تھک ہار کر اس کے کالر کو مٹھیوں میں دبوچتی رو دی۔

وہ تڑپ کر اسے اپنی گرفت سے آزادی دے گیا۔ کیونکہ اس کے مطابق وہ اس کے قریب آنے پر وہ رو رہی تھی۔

مونا کو لگا جیسے اس کے وجود سے آیان ملک دور نہیں ہوا بلکے کوئی بے دردی سے اس کے وجود سے جان کھینچ گیا ہے۔

"آیان۔"

وہ تڑپ کر اس کا کالر دبوچتی اسے اپنی جانب کھینچ گئی۔ ایان ملک بوکھلایا تھا اس افتاد کو۔

"برے ہو تم۔۔۔ بہت برے ہو تم۔"

وہ اس کے سینے پر مکے برساتی روتے ہوئے غصے سے چلائی تھی۔

"اب کیا کیا مجھ معصوم نے میری نئی نئی منکوحہ جانیاں۔"

وہ معصوم سا منہ بنائے بولا تھا جیسے اس سا معصوم کوئی اس دنیا میں ہو ہی نہ۔

"تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے اگنور کرنے کی۔ بتاو کیسے ہمت ہوئی تمھاری۔"

وہ جو کافی دن سے اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی اسے سامنے پا کر پھٹ پڑی تھی۔وہ ہونک سامنہ کھولے اسے دیکھے گیا۔

بھلا یہ کب ہوا تھا کہ آیان ملک کی اگنورینس سے مائمہ مجید کو کیونکر فرق پڑھنے لگا بھلا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو میرے ساتھ آیان۔بولو کیوں کیا میرے ساتھ ایسا۔تت۔۔۔تم تو مجھ سے محبت کرتے ہو نہ آیان ملک پھر بھی مجھے تکلیف دی۔"

وہ آنسو بہاتی پاگل دیوانی سی ہو رہی تھی آیان ملک کو لگا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا یا نظر کا کوئی دھوکا۔

مائمہ مجید کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت کے جگنو ٹمٹماتے دیکھ یقین کرنا کہاں ممکن تھا۔

"محبت ہو گئی ہے کیا مائمہ آیان ملک۔"

وہ نرمی سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے مدھم آواز میں دریافت کر گیا۔

وہ اس کے جان لیوا سوال پر آنکھیں میچ گئی۔زبان پر جیسے بھاری سل آ پڑی تھی۔

"مائمہ خاموش مت رہو یار۔میری جان جواب چاہیے۔کتنا تڑپانا ہے اب مجھے۔"

وہ بے صبر ہوا تھا لہجے سے چھلکتی اذیت پر مونا کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔

مائمہ خاموش مت رہو یار۔میری جان جواب

چاہیے۔کتنا تڑپانا ہے اب مجھے۔"

وہ بے صبر ہوا تھا لہجے سے چھلکتی اذیت پر مونا کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔

"آیان۔۔۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اسے مدھم آواز میں پکارتی اپنی دکھتی آنکھوں کو میچ گئی۔

آیان ملک نم سا مسکراتا اس کی سبز جھیل سی آنکھوں پر جھکتا اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کرتا ان جھیل سے نینوں کی ساری نمی اپنے لبوں پر سمیٹ گیا۔

مونا کا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔ اس کا دہکتا لمس محسوس کرتے مونا کے وجود میں سنسنی سی پھیلا گئی تھی۔

"میری زندگی کی دعا میں آپ مائمہ۔ آیان ملک نے ہر دعا میں آپ کو مانگا ہے۔ آپ کی پرستش کی ہے اس دل نے۔"

وہ مدھم سرگوشی میں اس پری وش کی سماعت میں دلفریب پھول بکھرتے اسے اپنے بس میں کرنے لگا تھا۔

"مم۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے آیان۔"

وہ اس کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی وہ جو کسی چیز سے نہیں ڈرتی تھی۔

ایک محبت نامی بلا سے شدید ڈر گئی تھی۔

"ایک بار یقین تو کر کے دیکھو میرے سکون میں ہر ڈر خود میں سمیٹ لوں گا جاناں۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا محبت والفت سے گویا ہوا تھا جہاں اس کی قسمت کا ستارہ چمک رہا تھا۔

"کاش تم پہلے اس دل کو بھا جاتے آیان تو یوں حسارے میرے حصے نہ آتے۔"

وہ اس کے مقابل آتی ہزیانتی انداز میں بولتی آیان ملک کا دل زخم زخم کر گئی تھی۔

"یہ محبت اچھی نہیں ہے آیان بلکل بھی اچھی نہیں ہے۔"

وہ بھیگی ای اس کی گردن میں چہرہ چھپائے نم آواز میں بولی تھی۔

"پر میرے لیے تو محبت آپ ہیں مائمہ آیان ملک۔۔۔اور بخدا یہ محبت مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر اپنے لب رکھتا مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔وہ اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی سرخ گلال ہوتی اس سے دور ہونے کو کوئی تھی۔

پر وہ ساحر اب دوری پر مائل کہاں نظر آیا تھا۔وہ سختی سے اس کی شاخ گلاب سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے اسے مزید قریب کرتا اس کے نم بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔

جن کی ٹھنڈی میٹھی مہک اپنی سانسوں میں بسائے وہ مدہوش ہونے لگا تھا۔

مائمہ کی جان پر بنی جب اس آیان ملک کے سلگتے لبوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس ہوا تھا۔

وہ ظالم اسے کسی ابیل کی مانند لپٹا اپنا استحقاق جتاتا دیوانہ وار اسے اپنے لمس سے مہکانے لگا تھا۔

مائمہ کو اپنے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں۔

"اا۔۔آیان پپ۔۔۔پلیز یہ کک۔۔۔کیا کر رہے ہو۔"

وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی۔

آیان ملک جو کہ مدہوش سا اس کی کالر بون پر جھکا اپنی تشنہ لبی کو سیر اب کرنے میں مگن تھا مائمہ کے سوال پر لب دلکشی سے مسکر ائے تھے۔

"بچی تو نہیں ہیں آپ جو سمجھ نہ سکیں رات کے اس پہر ایک شوہر اپنی بیوی کے پہلو سے لپٹے کیا کر سکتا ہے۔"

وہ اس کی کمر کے پیچ و خم پر اپنی انگلیوں سے ویوز بناتا مد بھرے انداز میں بولا تھا۔ مائمہ کی جان پر بنی تھی۔

اگر پھر بھی آپ کو جاننا ہے تو بتا دیتا ہوں آپ کو محبت کا پاٹ پڑھتے ہوئے اپنا حق وصول رہا ہوں۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھیوں میں انگلیاں الجھائے اس کے سر کو خم دیتا اس کی شہ رگ پر ستم ڈھاتا مائمہ کو مچلنے پر مجبور کر گیا۔

وہ سبز نینوں والی گڑیا اس کے جان لیوا لمس پر پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑائی تھی۔

"پلیز آیان تت۔۔۔ تم ایسے تو نہیں تھے۔"

وہ اس کی بے باکیوں سے نڈھال ہوتی بمشکل بولی تھی۔

آیان ملک کے لب مسکرائے تھے اس کی بات پر۔

"پہلے اتنا حق کہاں حصے آیا تھا آیان ملک کے میرے سکون۔"

وہ اس کا چہرہ مزید اپنے قریب کرتا مجنوبانہ نظروں سے اس کے ایک ایک نقوش کو نہارتے گھمبیر تا سے گویا ہوا تھا۔

ڈل گولڈن شائنی سی ٹاپ میں وہ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی دودھیار نگت میں گھلا اس کی قربت کا گلال اسے بے حد حسین بنا رہا تھا۔

اس ہر چھوٹی سی پیشانی پر بکھری میرون بالوں کی نم لٹیں۔ سبز جھیل سی آنکھوں میں بکھرا گلال گھنیری پلکوں کی لرزتی جھالر،

چھوٹی سی ناک بھی کچھ سرخ سی ہو رہی تھی۔ اور وہ ان قاتل لبوں کا گلداز پن تو دیکھنے میں ہی محسوس ہو رہا تھا۔

آیان ملک کا دل ان پنکھڑیوں کی دلفریب لرزش پر اٹکا تھا۔

وہ ہاتھ بڑھاتا اس کے بہکاتے خم کو انگوٹھے سے سہلاتے مزید خود سے قریب کرتا اس پر جھکا تھا۔

مائمہ کی جان اٹکی کی اس کی نظروں کا تعاقب اور خود پر بڑھتا جھکاؤ دیکھ۔

"نن۔۔۔نو آ۔۔۔ آیان پپ۔۔۔پلیز نن۔۔"

وہ مزاحمت کرتی کپکپاتی آواز میں اسے باز رکھنے میں ہلکان ہو رہی تھی پر وہ سن کب رہا تھا تبھی اس کے سارے الفاظ خود میں قید کرتے پوری شدت سے اس کی نازک سی مزاحمت پر حاوی ہوا تھا۔

اس افتاد پر مائمہ کے وجود کو جیسے برقی جھٹکا لگا تھا آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں۔

دھڑکنیں ڈوب کر ابھریں تھیں۔ آیان ملک کو لگا جیسے دشت میں سفر کرتے کرتے وہ کسی ٹھنڈے میٹھے کنوں کے در پر آرکا ہے۔

وہ اپنی ہر تشنگی کو سیراب کر لینا چاہتا تھا آج تبھی بے صبر سا ہوتا جنونی انداز میں اس پری وش کی سانسیں کے ہر آب شفا سے لمس کو چراتا اس کی پشت پر اپنی گرفت مزید سخت کرتا جیسے اسے خود میں سمالینا چاہتا تھا۔

مائمہ اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبراتی آنکھوں موند گئی تھی مزاحمت ترک کرتے خود کو اس دیوانے کے سپرد کر دیا تھا۔

اس کی مزاحمت نہ پاتے وہ مزید شیر ہوتا دو قدم پیچھے کو چلتا کچھ پل کو اپنی گرفت سے آزادی دیتا اسے بیڈ پر دھکیلتا خود بھی اس ہر سایہ فگن ہوتا بنا اسے سانس لینے کی مہلت دیے اس پر پھر سے جھکتا اس نازک جان کی سانسوں کو ایک بار پھر سے اپنا قیدی بنایا تھا۔

وہ تڑپ کر بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتی مرنے کو ہوئی تھی۔

پورا وجود لرزتا جیسے زلزلوں کی زد میں تھا بڑے بڑے طوفانوں سے نہ گھبرانے والی مائمہ مجید آیان ملک کے جذبات کے طوفان سے بری طرح سے خوف زدہ ہوگئی تھی۔

جو اس کی جان کو چمٹا آج اسے آزادی دینے پر مائل ہی نہ تھا۔

ہونٹوں پر ہوتی جھلن اور سینے میں گھٹتی سانسوں پر وہ بے جان سی ہونے لگی تھی تبھی وہ ظالم اس کی سانسوں کو رہائی دیتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے خود بھی گہرے گہرے سانس بھرنے لگا تھا۔

وہ نیم جان سی ہوتی اپنی رکتی سانسوں کو بحال کرنے کی سعی میں نڈھال سی ہو رہی تھی۔

" آئی لو یو جانِ سکون۔۔۔ میرے عشقِ محرم یہ پاگل آپ سے بے حد عشق کرتا ہے اور آج سے آپ میری محرم کے عہدے پر فائز ہوتی میرے لیے بے حد معتبر ٹھہریں۔۔"

وہ اس کے گردن کے گڑھے میں گہرا بوسہ دیتا دیوانگی و وارفتگی سے بولتا مائمہ کی آنکھوں نم کر گیا۔

کیا وہ اتنی قیمتی تھی کہ یہ شخص اسے دیوانوں کی طرح چاہتا تھا کیا۔ کاش کہ وہ پہلے ہی سیر اب کی بجائے اس کی محبت میں دشت دشت بھٹکتے شخص کو اپنے اقرار سے سیر اب کر دیتی۔ کاش اسے محبت بس اس شخص سے ہوتی تو وہ یوں تکلیف میں مبتلا نہ ہوتا اس کے عوض۔۔۔ اور آج وہ بھی خود سے سبکی محسوس نہ کرتی۔

" آپ اکلوتی وارث ہیں آیان ملک کے دل کی میرے سکونِ من۔۔"

وہ اس کی پیشانی پر بے تحاشا بوسے دیتا اپنے لفظوں کے پھول کھلاتے بے حد پیارا لگا تھا مائمہ کو تبھی وہ خود پر سایہ فگن اس محبوب شخص کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیتی اسے خود پر جھکا گئی۔

آیان ملک نے آنکھوں موندتے مسکراتے ہوئے اس پری وش کے ہونٹوں کا پھولوں سا گلداز لمس اپنی پیشانی پر محسوس کیا تھا۔

"اگر محبت آپ سی ہوتی ہے تو یہ محبت بری ہر گز نہیں ہو سکتی آیان۔۔۔ پر محبت سے ڈر لگتا ہے۔اب شاید کچھ وقت درکار ہو اسے سمجھنے میں۔
پر میں کوشش کروں گی اپنے محرم سے محبت نہیں اس بار عشق کرنے کی۔ کیونکہ محبت نے بہت تکلیف دی ہے۔ میں اس بار عشق کرنا چاہتی ہوں آپ سے۔۔۔ بے حد زیادہ، بے حد جس کی کوئی حد نہ ہو۔ آپ سکھائیں گے نہ مجھے عشق کرنا۔"
وہ آنکھوں میں نمی لیے کبھی مسکراتی تو کبھی خوفزدہ ہوتی مدھم سرگوشی میں بولتی آیان ملک کو روح تک معطر کر گئی۔
"ہم مل کر اس بار عشق کو اپنے اسباب سیکھیں گے۔ ہم عشق کے اپنے اصول بنائے گئے۔ جہاں اس بار کوئی درد نہیں ہو گا۔ کوئی اذیت دلائے گی نہیں۔ ہم خود کو عشق کے نام نہیں کریں گے بلکے عشق کو اپنے نام کریں گے۔"
وہ اسے اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس اپسرا سے حسن رکھنے والی پری وش پر اپنے الفت و عشق کا سحر پھونکتا اسے مسحور کن کر گیا۔
وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھے آنکھوں موندتی کب نیند کی وادیوں میں اتری پتہ ہی نہ چلا۔
اپنے سینے پر گہری سانسوں کی مدھم آواز سنتے سر جھکائے اس کی جانب دیکھ تھا اسے محو خواب دیکھ آیان ملک کے لب مسکرائے تھے۔

وہ اس کی نم پلکوں چومتا ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کرتا خود بھی آنکھیں موند گیا۔

★★★★★

صبح کا سورج راؤ پیلس پر طلوع ہوتا ایک نئے دن کے پیغام کے ساتھ ساتھ بہت سی خوشیاں اور راز بھی لایا تھا۔

آیان ملک صبح ہونے سے پہلے ہی شاہ ہاؤس سے راؤ پیلس جا چکا تھا۔ ہر طرف گہما گہمی تھی۔ دوسری جانب شاہ ہاؤس میں بھی کچھ یہی منظر تھا۔

مائمہ اور سدرہ کو تیار کرنے کے لیے بیوٹیشنز کو شاہ ہاؤس ہی بلوالیا گیا تھا۔

بازل شاہ محرم کے کہے مطابق سارے انتظامات دیکھ رہا تھا کیونکہ وہ لڑکی والوں کی جانب سے تھا۔

مائمہ تیار ہو گئی تھی جبکہ سدرہ کو دوسرے روم میں ابھی تیار کیا جا رہا تھا۔

"تم بہت خوبصورت لگ رہی ہوں۔۔"

لمظ مائمہ کا دوپٹہ سٹ کرتی مسکرا کر بولی تھی جس پر آج ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔

میرون اور ڈل گولڈن عروسی لباس زیب تن کیے زیورات پہنے سبز آنکھوں پر سموکی میک اپ کے ہونٹوں کو میرون لپ اسٹک سے رنگے ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنے۔۔

وہ بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔۔۔

"مائمہ کو سبکی سی محسوس ہوئی تھی اپنی پچھلی تمام زیادتیوں پر جو اس نے اس معصوم سی لڑکی کے ساتھ کیں تھیں۔

"لمظ ایم سوری۔۔۔"

وہ اٹھ کر ایکدم سے اس کے گلے لگتی بولی تھی۔وہ ایک پل کو خیرانی ہوئی تھی اگلے ہی پل مسکرائی تھی

۔

"کوئی بات نہیں ہوتا ہے میں جانتی ہوں جب کسی اپنے پر مصیبت آئے تو ہم خارش ہو جاتے ہیں۔میں کسی بات کو اپنے دل سے نہیں لگایا۔خدا آپ کو وہ ساری خوشیاں عطا کریں جس کی آپ مستحق ہیں اور تمنا کرتی ہے۔"

وہ اس کے گال پر بوسہ دیتی مسکرا کر بولی تھی۔

مائمہ نم آنکھوں سے مسکرادی۔

"تھینک یو لمظ تم بہت اچھی ہو اب سمجھ آیا بازی تم سے اتنی محبت کیوں کرتا ہے کیونکہ تم سچ میں اتنی ہی چاہیے جانے کے قابل ہو۔"

وہ بھی بدلے میں اس کے گال پر بوسہ دیتی مسکرا کر بولی تھی۔

"ارے ارے۔۔۔لمظ آپی مونا آپی یہ تو غلط ہے نہ آپ ہمیں بھول ہی گئیں اور اکیلے اکیلے ہی محبتیں بڑھائی جارہی ہیں۔"

ان دونوں کو ایک دوسرے سے پیار جتاتا دیکھ ہیزل اور ستارہ ان تک آتیں نروٹھے پن سے بولیں تھیں۔

جس پر مسکراتیں نفی میں سر ہلا گئیں۔

"میری ہیزی جاناں ایسا ہو سکتا ہے آپ تو میرا دوسرا عشق ہیں میری پری۔"

لمظ نے اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا تھا۔ دوسرے عشق پر سب ہی کے دماغ اٹکے تھے۔

"دوسرا کیونکہ۔۔"

تینوں نے ایک ساتھ دریافت کیا تھا جانتے بوجھتے۔ کیونکہ وہ ایک لمظ کو تنگ کرنے کے موڈ میں ہوئیں تھیں۔

وہ تینوں کے ایک ساتھ بولنے پر ایکدم سے بوکھلائی تھی۔

"کک۔۔۔ کیونکہ میرا پہلا عشق تو میرے ساحل ہیں۔"

وہ سرخ ہوتی شرمگیں مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ بولی تھی جس پر سب او کچھ لمبا کھینچتی اسے چھیڑ گئیں تھیں۔

"ویسے لمظ آپی بازی بھائی تو بہت سخت سے ہیں آپ سے رومینس بھی دھنس جما کر کرتے ہوں گے۔ کہتے ہوں گے۔

"مرمڈ یہاں آئیں اور مجھے ہگ کرو وہ بھی شدت وال ورنہ تمھیں اپنی بانہوں میں عمر قید کی سزا دوں گا۔"

ستارہ شریر انداز میں بولتی آواز کو بھاری کرتے بے باکی سے آنکھوں دباتے بولی تھی۔

ہر لمظ تو شرم سے سرخ ہوئی تھی جبکہ وہ تینوں ہاتھ پر ہاتھ مارتیں ہنسی تھیں۔

"زیادہ دانت مت نکالیں سیارہ میڈم اپنی باری بھول گئی کیا۔

"مونا آپی بچائیں پلیز۔۔"

مائمہ بھی اسے چھیڑتی ہنسی تھی جب ریان ملک اسے زبردستی اٹھائے روم میں لے جارہا تھا اور اس نے مونا کو دیکھ بچانے کی دہائی دی تھی۔

ستارہ کی ہنسی ہو ایکدم بریک لگی تھی۔

"اور تم کیوں ہنس رہی ہو۔۔۔

مام پلیز مجھے روم میں نہیں جانا ورنہ آپ کا بیٹا آج مجھے کھا جائے گا۔۔"

ستارہ ہیزل کے ہنسنے پر اسے بھی ٹھنڈا کرتی پر سکون ہوئی جس پر اب کی بار وہ گلال ہوتی سر جھکا کپکپائی تھی اس رات جان کی شدتیں یاد کرتی۔

جس ہر اب بھی بار وہ سب ہنسیں تھی۔

"میں حرم مام کو بتاتی ہوں آپ سب کا مجھے تنگ کر رہی ہیں۔"

وہ اپنا گاؤن اٹھائے باہر کی جانب بڑھی تھی جس پر ایک بار پھر سے ان سے کا قہقہہ گھونجا تھا۔

★★★★★

وہ منہ بسورتی جیسے ہی روم سے نکلتی دوسرے روم کی جانب بڑھی تھی تبھی ساتھ والے روم کا ڈور کھلا تھا اور ہیزل کو اندر کھینچ لیا تھا۔

وہ خوف سے کپکپاتی اس سے پہلے کے چلاتی عالم راؤ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی چیخ کو خود میں جزب کر گیا۔
ہیزل کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں اس افتاد پر وہ دیوانہ وار اسے اپنی شدتوں کی لپیٹ میں لیے اسے مقابل کر گیا کیونکہ وہ کافی چھوٹی تھی اس سے۔
وہ اپنی مشکل آسان کرنے کو اپنی بانہوں میں اوپر کو اٹھائے اپنی جنونی خیز جنبش میں اس نازک سی جان کو لیے اس کی جان نکالنے لگا تھا۔
وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی اتنی شدت پر۔ ہونٹوں پر ہوتی جھلن اور سینے میں الجھی سانسوں کی تنگی سنہری آنکھوں نم ہونے لگیں تھیں۔
کچھ ہی لمحوں میں اپنا حق وصولتا وہ اسے نڈھال کرتا اپنی قید سے آزادی دیتا اپنے سینے سے لگائے اس کی پشت سہلاتا اس کی سانسیں ہموار کرنے لگا۔۔
"ایی۔۔۔ ایسا کوئی کرتا ہے کیا۔"
سانس بحال ہونے پر وہ اس کے سینے پر مکے رسید کرتی نم آنکھوں سے اسے گھورتی غصے سے بولی تھی۔
جس پر وہ ایک پل کو اسے دیکھا مبہوت سا ہوا تھا۔ وائٹ بال گاؤن میں سنہری بالوں کا خوبصورت سا سائڈ سٹائل بنائے۔ آگے کچھ بالوں کو کرل کئے جو اس کے دلکش چہرے کو چھوتے اپنی ہی جھنپ دیکھا رہے تھے۔

ونہی آوارہ بکھرے گئے تھے۔لائٹ سا آنکھوں کو سلور سیڈ سے ہائی لائٹ کیے
سے مزید گھنیرا کرتے ہوئے انھیں قاتل بنایا گیا تھا۔
گالوں پر بلش آن کیے لبوں کو ہلکے پیچ گلوز سے رنگے (جو شاید واٹر پروف تھا پر پھر بھی اپنا کچھ رنگ کھو بیٹھا تھا عالم راؤ کی شدتوں کے سامنے) انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔اس پر ممتا کا نور۔۔۔
"میں تو ایسا ہی کرتا ہوں جانِ جہاں۔۔۔ آپ کا فرض ہے مجھ سمت میری شدتوں جو جھیلنا۔"
وہ اس پری پیکر پر فدا ہوتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا۔جو اس وقت عالم راؤ کی دھڑکنیں بڑھانے کا کام سرانجام دیتی خود معصوم بنی اس کی بانہوں میں کھڑی تھی۔
"جان پپ۔۔۔پلیز چھوڑیں نہ۔"
وہ اس کی باتوں پر سرخ ہوتی ملتجی لہجے میں بولی تھی۔
ابھی دل نہیں میرے پیارے سے عشق۔۔۔کچھ دیر تو محسوس کرنے دیں خود کو۔۔کچھ تو رحم کھائیں اپنے دیوانے پر۔"
درخواست کی گئی تھی جیسے۔ہیزل کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا تھا۔
وہ گھماتا اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگائے اس کے سنہری بالوں کو اس کے کندھے ہٹاتا جابجا اپنا دہکتا لمس چھوڑتے اسے سلگانے لگا تھا۔
وہ موم بن کر پگلتی اس کی بانہوں میں بکھرنے لگی تھی پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

دھڑکنوں میں جذبات کا بوچھال سا بھرپا تھا۔وہ آج بے تحاشہ حسین لگ رہا تھا وہ ڈر رہی تھی کہیں اس کی ہی نظر نہ لگ جائے اسے۔

"جان مم۔۔۔میں کیسی لل۔۔۔لگ رہی ہوں۔"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو بمشکل بولی تھی وہ جو اس کی گردن اور کندھے کے درمیان اپنا لمس چھوڑتا مدہوش سا تھا اس کے سوال پر آنکھیں لو دینے لگیں تھی۔

وہ اسے اپنی جانب گھوما تا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو انعام دینے کو جھکا تھا جنہوں نے اس سے سوال کیا تھا کہ وہ کیسی لگ رہی ہے۔

اس افتاد پر بوکھلاتی وہ اس کے شانوں کو دبوچتی آنکھوں میچ گئی تھی۔

وہ دیوانہ وار اسے اپنی شدتوں سے جتاتا کہ وہ کتنی جان لیوا لگ رہی ہے۔ایک بار پھر سے اپنی سانسوں کی قید پر وہ اب بری طرح سے نڈھال ہوتی خود کو مکمل اس کے سہارے کر گئی تھی۔

جو پوری شدت سے خود کو سیر اب کرتا اسے آزادی دیتا دور ہوا تھا۔

"جج۔۔۔جان آ۔۔۔آپ اچھے نن۔۔نہیں ہیں۔"

وہ بکھری سانسوں کے درمیان اس کے گلے میں ناخن گھاڑتی غصے سے غرائی تھی جس پر وہ قہقہہ لگاتا اپنی بانہوں میں اٹھائے گھما گیا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔میرا پاگل سا گڈا۔۔۔۔میرا معصوم سا دلبر۔۔"

وہ اسے گھماتا محبت و الفت سے گویا ہوا تھا جس پر وہ اس کی گردن سے چمٹتی مسکرائی تھی کیونکہ اسے مزہ آرہا تھا بہت۔

وہ اسے واپس زمین پر اتارتا اس کی پیشانی چوم گیا۔

"جان ایک بار پھر سے کریں نہ۔"

وہ آکسائیڈ سی بولی تھی عالم راؤ مسکراتا سر خم کرتا اپنی شہزادی کے حکم کی تعمیل کرتا اسے اٹھائے پھر سے گھمانے لگا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ جان کتنا مزہ آرہا ہے۔۔ جان آپ اچھے ہیں۔"

وہ خوشی سے کھلکھائی پل میں اپنا بیان بدل گئی تھی۔ عالم راؤ کے پورا وجود سرشاری سی اتری تھی۔

حرم جو اس روم کے سامنے سے گزر رہی تھی ہیزل کی ہنسی پر رکتی دھیرے سے دروازہ کھولتی اندر جھنک گئی۔

عالم راؤ کو ہیزل کو اٹھا کر گھماتے اور اپنے بیٹے کو مسکراتے اور اپنی پیاری سی بہو کم بیٹی کو مسکراتا دیکھ مبہوت سی رہ گئیں۔

وہ دونوں ایک دوسرے گم ارد گرد سے بیگانہ تھے دونوں کی آنکھوں ہی آنکھوں میں نظر اتارتیں وہ دھیرے سے دروازہ بند کرتی مائمہ والے روم کی جانب بڑھ گئیں تھیں۔

"جان کتنا مزہ آیا ہے نہ۔۔۔ اب جب بھی میرا دل کرے گا آپ مجھے ایسے ہی گھمانا۔"

وہ بہت خوش نظر آئی تھی اتنی سی ہی بات پر۔
عالم راؤ نے اسے خود میں بھینچ اس کی سنہری آنکھوں پر لب رکھے تھے۔
"جیسا میرے جہان کا حکم۔"
وہ تو جیسے اس پری وش کے حکم کا غلام تھا۔
"پر آپ یہاں کیسے آئے آپ کو تو پیلس ہونا تھا نہ آپ باراتی ہیں کیا بھول گئے ہیں۔"
اسے ایکدم سے یاد آیا تھا۔ وہ جو پھر سے مدھوش ہوتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھنے کو تھا اس کی بات پر مسکرایا تھا۔
"آپ سے کچھ پل کی دوری بھی عذاب سے کم نہیں میرے کل جہاں۔"
وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا وہاں سے نیچے کو آتا ٹھوڑی اور گردن کے درمیان نرم جگہ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا۔
"ٹھ ٹھ۔۔۔ ٹھیک ہے اب آپ جائیں۔"
وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی۔ پر وہ مائل نظر نہیں آیا تھا۔
پر اس سے پہلے کے وہ مزید گستاخی کرتا اس کا فوم رنگ ہوا تھا عالم راؤ کا دھیان بھٹکا تھا جس پر وہ اسے چکما دیتی فرار ہوئی تھی۔
وہ مسکراتا نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

کوئی بات نہیں آج رات تو میرے پاس ہی آنا ہے نہ آپ نے میرے دلبر۔۔"
وہ خود کلامی کرتا کال ریسیو کرتا پیلس کو نکلا تھا۔

★★★★★

ماضی!

سکندر ساحل بہت چڑچڑا ہو گیا ہے نہ ٹھیک سے کچھ کھاتا ہے نہ بات کرتا ہے کالج سے آتے ہی سارا سارا دن پیانو ہال میں گھسا رہتا ہے۔"
ہالہ نور بے حد پریشانی سے بولی تھی۔ سکندر شاہ نے اذیت سے آنکھیں میچیں تھیں۔
وہ جانتے تھے ان کا بیٹا کچھ بولتا نہیں پر وہ اب سب سمجھنے لگا تھا۔
وہ لمظ کو بہت شدت سے یاد کرتا تھا پر اب اس سے ملنے کی ضد نہیں کرتا تھا۔
"کھانا کھایا اس نے۔"
وہ سکستہ سے دریافت کرنے لگے۔ جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔
"ٹھیک ہے تم کھانا لگاؤ میں اسے لے کر آتا ہوں پریشان مت ہوا کروں میری زندگی۔ تم تو سکندر شاہ کی طاقت ہو میری جان۔۔ تمھاری ان سنہری آنکھوں میں اداسی اچھی نہیں لگتی۔"
وہ اس کی سنہری آنکھوں پر لب رکھتے بولا تھا جس پر وہ مسکرادی۔
معاً انھیں باہر ہل چل سی محسوس ہوئی تھی ہالہ نور گھبرائی تھی۔

سکندر شاہ بھی کچھ متفکر ہوئے تھے۔ تبھی چوکی دار کو مارتے جابر خان اور اس کے کچھ گنڈے اندر گھسے آئے تھے۔

حالہ گھبراتی سکندر شاہ کے پیچھے چھپی تھی۔

"کون ہو تم لوگ اور ایسے کیوں گھسے چلے آئے ہو۔"

سکندر شاہ نے ماتھے پر بل ڈالے ترشی سے دریافت کیا تھا۔

جس پر جابر خان کمینگی سے ہنستا گردن کو خم دیتا سکندر شاہ کے پیچھے چھپی حالہ نور کو دیکھنے لگا۔ جیسے دیکھ سکندر شاہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔

"گھٹیا انسان خبر دار جو میری بیوی کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو جان لے لوں گا۔۔"

وہ غصے سے پاگل ہو چلایا تھا جس پر جابر خان نے گن نکالتے سکندر شاہ کے کندھے پر فائر کیا تھا۔

وجود نے ایک جھٹکا کھایا تھا اور خون کے چھینٹے حالہ کا پورا چہرہ بھر گئے۔

وہ کراہتے زمین بوس ہوا تھا۔ حالہ کی تو جیسے جان نکلی تھی۔

"سکندر۔۔۔"

وہ چلاتے سکندر شاہ کا خون نکلتا دیکھ پاگل سی ہوتی اس پر اپنا دوپٹہ رکھتی خون روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

"حالہ بچ۔۔۔ جاؤیی۔۔۔ یہاں سے۔"

وہ تکلیف سے نڈھال ہوتے اسے جانے کا کہنے لگے۔

"نہیں مم۔۔۔میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی سکندر۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہو گیا آ۔۔۔آپ کا بب۔۔۔بہت خون نکل رہا ہے سکندر۔مم۔۔۔میں کیا کروں۔"

وہ روتے ہوئے جیسے اپنے حواس و خرد کھو گئی تھی اپنے محبوب شوہر کی حالت دیکھ۔

تبھی جابر خان جو کب کا تماشا دیکھ رہا تھا ان کی جانب آیا اور ہاتھ بڑھا کر ہالہ کو اٹھاتے کھینچ گیا۔

"سکندر۔۔"

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپتی خود کو اس ناپاک انسان کی گرفت سے چھڑوانے کی سعی کرتی سکندر شاہ کو پکارنے لگی تھی۔

"کمینے چھوڑ میری بیوی کو۔"

وہ اٹھنے کی ہمت کرتا چلایا تھا تبھی جابر جان نے مزید فائر کرتے دوسرے کندھے کو بھی نشانہ بنایا تھا۔

بازل شاہ جو پیانو ہال میں پیانو بجانے میں مگن تھا پہلی گولی کی آواز پر اپنا وہم سمجھتا دوسری گولی کی آواز پر باہر کو بھاگا تھا۔

سامنے کا منظر دیکھ دل پھٹنے کو ہوا تھا۔

"ڈیڈ۔۔۔ماما۔۔"

وہ چلاتا اپنے خون میں سنے باپ کو اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

"ڈیڈی۔۔۔یہ کیا ہو گیا۔"

وہ ان کے چہرے کو دیوانہ وار چومتا دیوانہ سا ہونے لگا تھا۔

ہالہ اپنے بیٹے کو بھی ان درندہ کے درمیان آتا دیکھ کر مرنے جو ہوئی تھی یقیناً وہ اس کے بیٹے کو بھی نہیں چھوڑتے۔

ہالہ اپنے بیٹے کو بھی ان درندہ کے درمیان آتا دیکھ کر مرنے جو ہوئی تھی یقیناً وہ اس کے بیٹے کو بھی نہیں چھوڑتے۔

جابر خان نے اپنے چیلوں کو اشارہ کیا۔ جس پر وہ عمل کرتے ساحل شاہ کو پکڑتے اپنے باپ سے دور کر گئے۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔میں نے کہا چھوڑو مجھے۔"

وہ ان کی گرفت سے آزادی پانے کو تڑپتا چلایا تھا۔ سنہری دھوپ سی آنکھوں سر انگارہ ہوئیں تھیں۔

"بہت خوبصورت ہو تم سنہری چڑیا۔ قسم سے سیدھا یہاں جا کر لگی ہو ٹھا کر کے۔"

وہ اس کے حسین چہرے کی جانب ہوس ذرہ نظروں سے تکتا بولا تھا۔

ہالہ نور کو لگا جیسے کوئی اسے کند چھری سے کاٹ رہا ہو۔ سکندر شاہ نے اٹھنے کی کوشش کی تھی جس پر وہ بے رحم بنا اس کے دل پر فائر کرتا۔

پل بھر میں سب کچھ ساکت کر گیا۔ ہالہ اپنی سنہری آنکھوں میں نمی و بے یقینی لیے اپنے شاہ کو بے جان ہوتا دیکھ بے جان ہوتی گھٹنوں کے بل گری تھی۔

"ڈیڈ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔ ڈیڈ آہہ۔۔۔"

ساحل شاہ جھٹپٹاتا بے قابو ہوتا ان کی گرفت سے نکلتا سکندر شاہ کی جانب بھاگا تھا جن کی کچھ سانسیں باقی تھی۔

"ڈیڈ۔۔۔ مجھ سے بب۔۔۔ بات کریں اپنے ساحل سے بات کریں۔۔"

وہ سکندر شاہ کا سر اپنی گود میں رکھتے ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر تا روتے ہوئے انھیں پکارنے لگا۔

"مم۔۔۔ میرے شش۔۔۔ شیر ہیزی کا خ۔۔۔ خیال رکھنا۔"

وہ ساحل کا چہرہ چھوتے ٹوٹتی سانسوں کے ساتھ بولے تھے وہ نفی میں سر ہلاتا انھیں اپنے سینے سے لگا گیا۔

سکندر شاہ نے ایک نظر اس وفا اشعار اپنی کل متاع کی جانب ڈالی تھی۔۔ جو ساکت سی بس انھیں ہی دیکھے جارہی تھی۔

ان کے دیکھنے پر وہ حرکت میں آئی تھی اپنا حسارا نظر آتا دیکھ وہ دھاڑے مار مار کر روتی ان کی جانب بھاگی۔

"سس۔۔۔ سکندر ایسا مت کیجیۓ گا مم۔۔۔ میرے ساتھ ۔۔۔ مم۔۔۔میں آپ کے بب۔۔۔بنا نہیں رہ سکتی۔"

وہ ان کے چہرے پر دیوانہ وار لب رکھتی پاگلوں سی ہوتیں بولیں تھیں۔

"مم۔۔۔ میری زز۔۔۔۔زندگی۔"

وہ بمشکل بولتے اپنی متاعِ جاں کی صورت اپنی نظروں میں بسائے ساکت ہو گیا۔ دھڑکنیں رک گئیں تھیں۔

"ڈیڈ۔۔۔پپ۔۔۔پلیز ڈونٹ یار ڈیڈ۔۔۔ اللہ۔"

ساحل روتے ہوئے چلایا تھا۔ہالہ نور پر موت سا سکتہ طاری ہو گیا تھا۔وہ خشک آنکھیں لیے نظریں سکندر شاہ کے لہولہان وجود پر ٹکائے بنا پلک جھپکائے بیٹھی تھی۔

"ارے یار بند کرو یہ میلوڈرامہ بور کر دیا ہے مجھے۔"

وہ ہالہ نور کو بازو سے پکڑتا گھسیٹتا ہوا بے زاری سے بولا تھا۔ کراٹھاتے بولا۔

"کمینے چھوڑ میری مام کو۔۔"

ساحل شاہ جابر خان کے منہ پر مکا رسید کرتا دھاڑتا ہالہ کو اس کی گرفت سے چھڑوا گیا۔

ہالہ اب بھی بے جان مورت بنی سکندر شاہ کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

جابر خان پل بھر کو دھل کر خیران ہوا تھا۔اس کے چیلوں سے اسے پھر سے دبوچہ تھا۔

"میں جان سے مار ڈالوں گا تجھے ذلیل انسان تو نے میرے ڈیڈ کی جان لی میں تجھے تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔ یہ وعدہ ہے تجھ سے ایک شاہ زادے کا۔"

وہ بری طرح سے مزاحمت کرتا سنہری آنکھوں میں نمی و وحشت لیے دھاڑا تھا۔

جابر خان نے ساحل شاہ کی آنکھوں میں اپنی موت دیکھتے اس پر فائر کیا تھا جو اس کے سینے پر جا لگی۔

خون بل بل کرتا ساحل شاہ کی شرٹ کو خون ریز کر گیا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ تو بھی جا اپنے باپ کے پاس اور اب یہ سنہری چڑیا میری ہوئی۔"

وہ ہالہ کی جانب اشارہ کرتا اس کی جانب بڑھا تھا۔ ہالہ نور اپنی دنیا بکھرتی دیکھ سامنے کھڑے آدمی کے ہاتھ سے چاکو لیتی بنا دیر کیے اپنے پیٹ میں گھاڑ گئی۔

ساحل شاہ جو نڈھال سا زمین بوس ہوا تھا اپنی ماں کو خود کو مارتا دیکھ سنہری آنکھوں سے کہیں اشک بہتا اپنے درد سے لاپرواہ ہوتا اٹھا تھا۔

جابر خان کی آنکھیں پھٹ پڑیں ہالہ نور کو خود کو مارتے دیکھ۔

"مم۔۔۔ میں صرف اپنے سس۔۔۔ سکندر کک۔۔۔ کی ہوں۔"

وہ ایک بار پھر سے خود کو مارتی سکندر شاہ کو نم آنکھوں سے دیکھتی پُر درد سا مسکرائی تھی۔

"مام۔۔۔ مم۔۔۔ مام۔۔۔ نو یار ایسا مت کریں آپ دونوں میرے ساتھ۔"

وہ اپنا درد بھولتا ان کے زخم پر ہاتھ رکھتا خون روکنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ہیزی کک۔۔۔کا خیال رر۔۔۔۔رکھ۔"

وہ بمشکل بولتی ساکت ہوئیں۔

"مام۔۔۔۔"

وہ آسمان کی جانب چہرہ اٹھائے روتے ہوئے چلایا تھا۔

"پل میں پورا گھر بکھر گیا تھا۔ سکندر شاہ کی بیٹی بھی ہے اسے ڈھونڈوں۔"

جابر خان نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا ساحل شاہ نے غنودگی میں جاتے اس سفاک انسان کی بات سنی تھی پر بہت کوشش کے بعد بھی وجود سے جان ناپید ہو گئی تھی۔

"ہہ۔۔۔ہیزی۔۔"

لبوں سے سسکی کی صورت میں اپنی ننھی سی گڑیا کا نام بر آمد ہوا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ لہولہان ساحل شاہ اور چاند روتی ہیزل کو اٹھائے جو سو رہی تھی۔ گھر کو آگ کی نظر کرتے باہر نکلے تھے۔

"اسے کسی ویران جگہ دیکھ کر سڑک پر پھینک دینا."

وہ ہیزل کو دیکھتا سفاکی سے بولا تھا۔ جو اپنی ماں سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔

★★★★★

حال!

لمظ آپی ستارہ بارات آگئی ہے آجائیں۔"

وہ انھیں اطلاع دیتی باہر کو بھاگی تھی جس پر وہ دونوں بھی مسکراتی اس کے پیچھے بھاگیں تھیں۔

بارات شاہ ہاوس کا گیٹ عبور کرتی پورے دھوم دھام سے داخل ہو رہی تھی۔ ریان ملک تو بارات کے آگے بھنگڑا ڈالتا خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔

وہ تینوں لڑکیوں کے ساتھ پھولوں کی چھوٹی چھوٹی ٹوکریاں پکڑے ریان ملک کو دیکھ مسکرائیں تھیں۔

ستارہ کا تو خوشی و حیرانی سے کھلائی تھی۔

جو سیاہ شاٹ شروانی پہنے گھیرے دار شلوار پہنے انتہائی خوبرو لگ رہا تھا۔ عالم راؤ سب سے آگے وہ کچھ پل کو مبہوت سی اسے دیکھے گئی۔ حرم مسکرائیں تھیں پیچھے ہی دلہا بنا آیان ملک عالم راؤ کے ساتھ چلتا ڈل گولڈن اور میرون شروانی پہنے میران کلا پہنے کندھے پر میرون شال ڈالے جس کا ایک سرا دوسرے بازو سے گزارا گیا تھا پیروں میں ڈل گولڈن ہی کھسہ پہنے سپید رنگت پر ہلکی ہلکی بھوری بیرڈ جو اسے بے تحاشا جچتی تھی۔

براؤن آنکھوں میں خماری کے ساتھ شرارت لیے وہ شرارتی سا شہزادہ انتہائی خوبصورت لگ رہا تھا۔

جبکہ احمد بشیر بھی کم کہاں تھے پر کچھ سادگی میں ڈھلے سیاہ شلوار قمیض پہنے اس پر سیاہ واسکٹ پہنے سر پر زبردستی رکھا گیا ریان ملک کا سیاہ ہی کلا پہنے شانوں پر سیاہ اجرک ڈالے اپنا الگ ہی سویگ بنائے بھری بھری بیرڈ سے نظر آتے کچھ گرے بالوں کو ڈائے کروائے (یہ کارستانی بھی ریان ملک کی ہی تھی) وہ آج لڑکوں کو بھی مات دیتے بے حد پیارے لگ رہے تھے۔

ساتھ چلتے سلطان راؤ سیاہ تھری پیس پہنے جبکہ عالم راؤ بھی سیم ریان ملک جیسی ڈریسنگ کیے آج الگ ہی جھنپ دیکھا رہا تھا۔بس شروانی کا کلر اس شہزادے کی آنکھوں کا ہم رنگ گرے تھا۔

جو اس کی سرخ و سپید رنگت پر انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔اس پر بیرڈ کچھ مزید بھری بھری سی ہو گئی تھی جو اسے مزید وجیہہ بنا رہی تھی۔

عنابی لبوں کی مسکراہٹ قاتل تھی دور کھڑی ہیزل کا دل یکبارگی سے دھڑکا تھا۔

بازل شاہ مسکراتا ہاتھوں میں ہار لیے حرم کے کھڑا تھا جو آیان ملک اور عالم راؤ سی ہی ڈریسنگ کیے نیوی بلو شروانی میں ملبوس کیے جو اس کی سپید و سنہری رنگت پر انتہائی جچ رہی تھی۔

سنہری بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے بھری بھری سنہری بیرڈ میں وہ شہزادہ سنہری آنکھوں میں خوشی کی چمک لیے بارات کو تک رہا تھا۔

بارات چلتی آ رہی تھی کہ اچانک سے ریش انداز میں ایک سیاہ گاڑی بارات کے سامنے آ رہی۔

سب ابھی سکتہ میں تھے کہ گاڑی کا ڈور کھولتا کوئی باہر آیا تھا۔۔

ہمیشہ کی طرح بلیک پینٹ کوٹ پہنے سوٹڈ بوٹڈ۔دراز قد، سلیقے سیٹ کیے بال، کشادہ روشن پیشانی ، مغرور سی کھڑی ناک،، چہرے پر سیاہ گھنی بیرڈ سرخ عنابی لب،، اور اس پر اسرار سی سرد سیاہ آنکھیں ۔۔جو سامنے والے کو بولنے سے پہلے سو بار سوچنے پر مجبور کرتیں۔بے شک وہ قدرت کا بہترین شہکار تھا۔

عالم راؤ کے نفی میں سر ہلاتا مسکرایا تھا۔

یہ ادیان نقوی تھا جی ہاں ہمارا مطلبی مغرور شہزادہ ادیان نقوی۔

اچانک بارات میں ادیان نقوی کی انٹری ایک پل کو سب کچھ خوشی او خیرانی وخیرت میں مبتلا کر گئی۔

بازل شاہ کے جبڑے تنے تھے یہ شخص ہمیشہ سب کا خون جلاتا تھا۔

وہ سکون سے گھوم کر آتا اپنی جنونِ من کے لیے دوسری جانب سے گاڑی کا ڈور اوپن کر گیا۔

جو اس سنکی انسان کو گھورتی اپنا گولڈن گاؤن سنبھالتی باہر نکلی تھی۔

"اپنے تیور سنبھالیں میرے جنون ورنہ بنا کسی کا لحاظ کیے آپ کو منہ چھپانے پر مجبور کر دوں گا۔

وہ اس کی قاتل آنکھوں کے وار سے گھائل ہوتا بے باکی ووارفتگی سے بولتا اسے فلائنگ کس کر گیا۔

وہ نازک جان بری طرح سے کپکپاتی سر تا پاؤں سرخ ہوئی تھی۔

"مم۔۔۔میں پری۔۔"

وہ بوکھلاتی بے ربط بولی تھی جبکہ وہ اس کے منموہنے روپ کو دیکھتا پری کو تو بھول ہی گیا تھا۔

تبھی اس کے لیے بھی بیک ڈور کھولتا اسے باہر آنے کا بولا تھا۔

جہاں سے وہ کامنی سی پری جو سچ میں کسی پری سے ہر گز کم نہیں تھی۔ پیچ گاؤن پہنے سر پر ڈل گولڈن حجاب کیے باہر آئی تھی۔

آریان نقوی کا جنون اس کی دیوانگی اس کا پیارا ساتھ عشق یہ پریام آفریدی تھی جو اس کی محبت کے ساتھ ساتھ اس کی منکوحہ بھی تھی۔

گاڑی کی چابی وہ بازل شاہ کی جانب پھنکتا آنکھیں ونک کرتا خود بارات میں شامل ہوا تھا۔

اس کی حرکت کا مطلب سمجھتے بازل شاہ کا پارا پانچ سوڈگری کو پہنچتا پھٹنے کو ہوا تھا۔

دل تو چاہا تھا چابی کسی گٹر میں پھینک دے پر درمیان میں کھڑی گاڑی پر وہ ضبط کے گھونٹ بھرتا ملازم کو چابی دیتا اسے گاڑی ہٹانے کا بول گیا۔

مہر کامل اس کی سنکی حرکت پر نفی میں سر ہلاتی پری کو لیتی اندر لڑکی والوں میں شامل ہوئی تھی۔

ہیزل لمظ اور ستارہ خوش ہوتی اس سے لپٹ گئیں تھیں۔ پری سے بھی خوش دلی سے ملتیں وہ بے حد خوش ہوئی تھیں ان کی آمد سے۔

حرم سے پیار لیتیں وہ بھی پھولوں کی ٹوکریاں لیے کھڑی ہوگئ۔

بارات ہال میں داخل ہوتے ہی ان پر پھولوں کی برسات کی گئی تھی۔

★★★★★

"ویسے ادیان برو آپ نے تو مجھے سرپرائز کر دیا یار۔ مجھے لگا تھا آپ نہیں آئیں گے۔ اور میں آپ سے ناراض ہونے کا سوچ بیٹھا تھا۔"

آیان ملک نے خیرانی و خوشی سے کہا تھا۔

"آہ۔۔۔ سوچا تو یہی تھا لیکن کیا کروں بازل شاہ دی کھڑوس کی بہت یاد ستا رہی تھی سوچا دیدار ہی کر آؤں۔"

ادیان نقوی ہی کیا جو بازل شاہ ہو سکون لینے دے جائے۔

عالم راؤ نفی میں سر ہلاتا مسکرایا تھا جبکہ بازل شاہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"ادیان نقوی ویل یو شٹ اپ۔۔"

وہ دھیمی آواز میں غراتا سٹیج سے اترا تھا۔

"ادیان انسان بنو بچے میرے بیٹے کو خفا کر دیا۔"

سلطان راؤ ڈپٹتے ہوئے بولے تھے۔ جس پر وہ ڈھٹائی سے مسکرا دیا۔

"انکل آپ نہیں جانتے وہ غصہ کرتا کتنا پیارا لگتا ہے۔"

وہ آنکھ دباتا بولتے ہنسہ تھا۔

دوسری جانب وہ سب سدرہ اور مونا کو باہر لے جانے کی تیاری کرنے لگیں۔

سدرہ وائٹ اور میرون میکسی پہنے زیورات سے لدیں خوبصورت سے کیے میک اپ میں بہت پیاری لگ رہیں تھیں ہاتھ نم نم ہوئے جا رہی تھے۔

احمد بشیر سے سامنا کرنے پر جو کل رات ان کے محرم بن بیٹھے تھے۔

دل عجیب سے انداز میں دھڑکے جا رہا تھا۔

کچھ ایسا ہی حال مونا کا بھی تھا پر وہ سر تا پاؤں سرشار سی تھی۔ کل رات کے وہ چند پل قربت کے بے حد انمول ٹھہرے تھے اس کی زندگی کے۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ چند پلوں کے جان افروز لمس کا احساس اس کی روح تک معطر کر گیا تھا۔

وہ ہر خسارہ فراموش کر گئی تھی۔ کسی چیز کی جیسے خواہش ہی نہ رہی تھی اب۔

کچھ ہی دیر میں حرم روم میں آئیں تھیں اور دلہنوں کو باہر لے جانے کا کہا۔

سب لڑکیاں دونوں کو باہر لیے بڑھیں تھیں۔

★★★★★

ایان ملک میں سرشاری سے اپنے پہلوں میں موجود اپنے عشق کو دیکھا تھا جس کے تعاقب میں چلتے چلتے وہ زخم زخم ہوا تھا۔

پر آج اس نے اپنی محبت پالی تھی یہ کسی معجزے سے کم نا تھا۔

"آیان پلیز سامنے دیکھیں نہ۔"

وہ جو کب سے اس کی نظروں کی تپش سے پگل رہی تھی۔ بمشکل خود کو مظبوط کرتی بولی تھی۔

"یہ بہت مشکل سی بات ہے میرے جان۔۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے سہانے روپ کو تکتا اس کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اس کی رگوں کو سہلاتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔

مونا کا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔

"پپ۔۔۔پلیز آیان۔"
وہ اپنے ہاتھ کی رگوں پر اس کا لمس محسوس کرتی لرزی۔
"اوکے جانم۔"
وہ اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتا چھوڑ گیا۔ وہ سب کے سامنے اس افتاد کر تڑپتی ہاتھ کھینچ گئی۔
دوسری جانب ان کے ساتھ ہی کچھ فاصلے پر بیٹھا وہ پیارا سا جوڑا ایک دوسرے سے نظریں چراتا سب کی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا۔
سدرہ کا دل بری طرح سے دکھا تھا ایک بار جو اس بے رحم نے اس کی جانب دیکھا ہو۔
کیا وہ انھیں پسند نہیں کرتے تھے۔
ہاں شاید انھیں زبردستی ان کی زندگی میں شامل کیا گیا تھا۔
وہ پلکیں جھپکتیں اپنی آنکھوں میں تیرتی نمی اندر اتارنے لگیں۔
جبکہ ساتھ بیٹھے احمد بشیر اپنا دل سنبھالتے اس اپسرا کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھے جو کچھ ہی وقت میں انھیں بے حد عزیز ہو گئیں تھیں۔
تبھی حرم اور سلطان راؤ ان کی جانب آئے تھے جن کی آج آن بان ہی الگ تھی۔

حرم سیاہ گرارے میں ملبوس لائٹ سا میک اپ کیے لائٹ ریڈ لب اسٹک لگائے دراز بالوں کو خوبصورت سے جوڑے میں مقید کیے وہ بے تحاشہ حسین لگتیں سلطان راؤ کے دل اور آنکھوں کو خیراں کررہیں تھیں۔

"بشیر بھائی میں آپ کو اپنی بے حد عزیز بہن دے رہی ہوں۔خیال رکھیے گا۔ایک آنسو نہیں آنا چاہیے میری پیاری سی سکھی کی آنکھوں میں۔"

وہ سدرہ کی جانب دیکھتیں مدھم سا مسکراتی بولیں تھیں۔

"بھابھی بیگم آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر آپ کے بھائی کو میں وعدہ کرتا ہوں ان کی آنکھوں میں آنسو تو کیا۔تکلیف کو ان کے پاس بھی آنے کے لیے پہلے احمد بشیر کے سینے کا سامنا کرنا ہو گا۔"

وہ سر کو خم کرتے مظبوط لہجے میں بولے تھے۔

سلطان راؤ فکر محسوس کرتے مغرور ہوئے تھے۔

"سنا آپ نے میری ملکہ۔احمد بشیر بلکل اپنے بھائی جیسا ہو گا۔جیسے میں آپ کا غلام ویسا ہی میرا بھائی آپ کی بہن کا غلام۔۔اب سب سیٹ سمجھیں۔"

وہ حرم کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتے آنکھ دباتے شریر سے بولے تھے۔

سب کے سامنے ان کی بے باکی پر وہ انھیں آنکھیں دیکھاتیں اس کا ہاتھ اپنی کمر سے پرے کرتیں وہاں سے نکل گئیں۔

سلطان شاہ بھی ان کے پیچھے ہو لیے جبکہ سدرہ ضرور سرخ پڑتی سر جھکا گئیں تھیں۔
لمظ جو سب لڑکیوں کے ساتھ کھڑی باتوں میں مگن تھی۔بازل شاہ کچھ فاصلے پر کھڑا اسے نہار تا اب بے بس ہوا تھا۔
جو اس کے ساتھ میچنگ کیے بلو اور ڈل گولڈن بال گاؤن پہنے سیاہ بالوں کا خوبصورت ساسٹائل بنائے ایک سائڈ سے بالوں کو پن اپ کیے رنگ برنگے ستارہ لگے۔
آنکھوں پر ہلکے سے گولڈن شمر کا ٹچ کیے بش آن کیے لبوں پر پنک لپ اسٹک لگائیں شولہ جوالہ بنی بازل شاہ کو بری طرح سے بہکا رہی تھی۔
وہ جو ایک سائڈ پر کھڑا کب سے اسے نہار رہا تھا اپنی جیب سے موبائل نکالتا میسج چھوڑ گیا۔
لمظ مہر کامل سے بات کر رہی تھی جب اپنے موبائل پر میسج کی رنگ سب سے ایکسپوز کرتی اپنا فون نکال کر دیکھنے لگی کیونکہ سوائے بازل شاہ کے کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا تھا۔
"ابھی روم میں آئیں میری زندگی رائٹ ناؤ۔"
میسج پڑھتے وہ ارد گرد دیکھنے لگی۔وہ گہرا سانس بھرتی ان سب کو آنے کا بول کر اندر کی جانب بڑھی تھی کیونکہ اس سنکی انسان کا کچھ پتا نہیں تھا اس کے انکار کر خود کے ساتھ کچھ کر لیتا۔
ابھی روم میں آئیں میری زندگی رائٹ ناؤ۔"

میسج پڑھتے وہ ارد گرد دیکھنے لگی۔وہ گہرا سانس بھرتی ان سب کو آنے کا بول کر اندر کی جانب بڑھی تھی کیونکہ اس سنکی انسان کا کچھ پتا نہیں تھا اس کے انکار پر خود کے ساتھ کچھ کر لیتا۔

وہ لرزتے دل کے ساتھ اپنے روم کی جانب بڑھی تھی جب اسے اپنے پیروں سے زمین گھومتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

وہ دیوار تھامتی آنکھیں زور سے میچتی کھول گئی۔شاید تھکن کی وجہ سے کمزوری سی فیل ہو رہی تھی۔

وہ اگنور کرتی اپنی گاؤن سنبھالتی روم کی جانب بڑھی تھی۔

ایک بار پھر سے وجود کو دھکا سا لگا تھا اب کہ آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔

وہ خود پر قابو پاتی بمشکل روم تک پہنچی تھی۔وہ جیسے ہی روم تک پہنچی سامنے ہی بازل شاہ کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا دیکھ اس کی جانب بڑھتی اس کے سینے سے لگی تھی۔

وہ جو اس سے خفگی کی امید کر رہا تھا اس کے سینے سے لگنے پر لب مسکرائے تھے پر اپنے سینے پر سر رکھے وجود کی سسکیاں محسوس کرتا وہ پل میں متفکر ہوتا اسے اپنے سامنے کر گیا۔

اس کتھائیں آنکھوں والی پری کا آنسو سے تر دلکش چہرے دیکھ وہ تڑپ اٹھا تھا۔

"ہیے۔۔میری زندگی کیا ہوا۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا شدید متفکر ہوتا دریافت کرنے لگا۔

"میں نن۔۔۔نہیں جانتی۔"

وہ بولتی چہرہ جھکا گئی۔ وہ خود بھی اپنی حالت سے لاعلم تھی اسے کیا بتاتی۔

بازل شاہ نے بے بسی سے اس دلکش اپسرا کو دیکھا تھا جو اس کے ہم رنگ بلو اور ڈل گولڈن بال گاؤن پہنے انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی سیاہ آنکھیں جن میں کچھ دیر پہلے خوشیوں کے پھول کھلا رہے تھے اب وہاں آنسوں نے اپنا بسیرا کر لیا تھا۔

شاید اسی لی نظر لگ گئی تھی۔ وہ اسے اپنے سینے سے لگاتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

وہ مضطرب سی جل پری اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

بازل شاہ نے اسے کسی کانچ کی گڑیا کی مانند بیڈ پر ڈالا تھا.

"کیا ہوا میری زندگی اب بتائیں سکون سے کہاں تکلیف ہے کیا آپ کہ سر میں درد ہے میرے جنون ـ"

وہ اس کی پیشانی سے چپکی سیاہ بالوں کی لٹیں ہٹاتے بغور اس کی جانب دیکھتا دریافت کرنے لگا۔

" عجیب سا ہو رہا ہے میرے دل بہت گھبرا رہا جیسے میرا کچھ کھو گیا ہے۔ اگر مجھے نہیں ملا تو مجھے کچھ ہو جائے گا شاہ۔ زمین بھی گھومتی محسوس ہو رہی ہے۔ اور پیٹ میں بھی عجیب سی سرسراہٹ سی ہو رہی ہے۔۔ آپ سمجھ رہے ہیں نہ شاہ۔"

وہ سوں سوں کرتی اسے اپنی کیفیت بتاتی بازل شاہ کو متفکر کر گئی تھی۔

اس کا جنون نہ جانے کتنی تکلیف میں تھا اور جانے یہ کتنی دیر سے اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔

"شاہ آپ نہیں سمجھے نہ۔"

وہ اسے کچھ نہ بولتا دیکھ آنسو بہانے لگی۔وہ بری طرح سے بوکھلایا تھا اس کے پھر سے رونے پر۔

وہ اس کی نم پلکوں کو چومتا اس کے آنسو اپنے لبوں میں جزب کرتا اسے سرخ کر گیا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے میرے جنون میں سمجھ گیا ابھی ریان کو بلاتا ہوں۔"

وہ اسے اپنے سینے سے لگاتا خود میں بھینچتا ریان ملک کو کال ملانے لگا جو راؤ پیلس کچھ انتظامات دیکھنے کے لیے کچھ دیر کے لیے آیا تھا اور واپس کو نکلنے والا ہی تھا کہ۔بازل شاہ کی کال دیکھ ریسیو کرتا کان سے لگا گیا۔

"اوکے آتا ہوں ڈونٹ وری دس منٹ لگیں گے۔"

وہ ڈرائیو کرتا بولا۔

"اوکے۔"

وہ کہتا کال کٹ کر گیا۔

"شش۔۔۔شاہ."

وہ اس کے پر حدت حصار میں بری طرح سے کپکپا رہی تھی وہ اس کے وجود کی لرزش پر پریشان تھا۔

"جانِ شاہ حکم کریں۔"

وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں اپنے آہنی ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھتا اس کا دھیان بھٹکانے لگا تا کہ وہ اپنی تکلیف کو زیادہ محسوس نا کرے ریان ملک کے آنے تک

۔

"مجھ سے تھوڑا والا پیار کریں نہ۔"

وہ اس کی جانب اپنی کتھائیں آنکھوں سے دیکھتی اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھتی فرمائشی انداز میں بولی جو اس وقت اس انوکھے بلو ڈریس میں انتہائی خوبرو لگ رہا تھا۔

لمظ کا دل بری طرح سے بے ایمان ہوا تھا اپنے ساحل پر۔

اس کی فرمائش پر بازل شاہ کی سنہری آنکھوں میں خمار کی سرخیاں نمودار ہونے لگیں۔

نظریں اس کے جان لیوا فرمائش کرتے ان کپکپاتے لبوں کی جانب اٹھی تو دل بے قابو ہوا تھا جیسے۔

وہ جھکتا نرمی سے اس کے بالائی لب کے دلفریب خم پر اپنا ملائمت بھرے لمس چھوڑتا اسے خود میں بھینچ گیا۔

اس کے عمل پر وہ کپکپاتی اس کے کالر مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

وہ اس کی طبیعت کے پیشِ نظر انتہائی نرمیاں لیے اس کے ایک ایک لمس کو چنتا بے صبر ہوا تھا۔

کیونکہ تشنگی مزید ابھرنے لگی تھی یہ نرمیاں بازل شاہ کو کہاں راس تھیں۔

وہ جنون کا باسی ہر عمل میں جنونی تھا تو یہاں ملائمت کہاں سے لاتا۔ تبھی اس کی نازک سی کمر کو سہلانے کچھ پر شدت ہوا تھا۔

جس پر وہ نازک جان تڑپ اٹھی۔ پر اسے خود سے دور نہیں کیا تھا وہ آنکھیں میچتی اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی مزید قریب ہوئی تھی۔

جو بازل شاہ کو مزید دعوت باغی ہونے کی دعوت تھی۔ وہ بھی بنا اس دعوت کا خوب فائیدہ اٹھاتا یونہی اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔

جو ناتواں ہوتے ہوئے اس کے جزبات شولہ جوالہ بنانے پر تلی تھی۔

وہ اپنی ڈھونکی کی مانند چلتی دھڑکنوں کو سنبھالتی اب نڈھال ہونے لگی تھی۔

وہ طبعیت خرابی کا یاد آتے ہی اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس سے دور ہوا تھا۔

جس پر وہ تکیے پر سر گرائے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسیں سنوارنے میں مصروف تھی لیکن سیاہ کتھائی آنکھوں خمار لیے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

وہ اس کی جانب دیکھنے سے بھی گزر برتتا بیڈ سے اترا تھا۔

تبھی ڈور ناک ہوا تھا۔ لمظ نے خود پر کمفرٹر کھنچا۔

ریان ناک کرتے روم میں داخل ہوا۔

بازل شاہ نے ریان ملک کو اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔

ریان ملک اس کی نبز چیک کرتے اور اس کی تمام باتیں سنتا مسکرا۔

"بازی کھوتے اس چیز کے لیے لیڈی ڈاکٹر کو بلاتے ہیں تو نے مجھے بلا لیا۔"

وہ مسکراتا بڑے مزے سے بازل شاہ نے بولا تھا جس پر وہ اسے خطرناک تیور لیے دیکھتا کھا جانے کو ہوا جیسے۔

"کیا مطلب ہے تمھارا۔ اور تم چیک اپ کیوں نہیں کر رہے کمینے لمظ تکلیف میں ہیں۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں دھاڑا تھا۔ لمظ پل بھر میں سہمی تھی اس کی دھاڑ پر۔

"آہستہ بول کمینے ورنہ تیرے بچہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی اپنے باپ کے کرتوت دیکھ کر دنیا میں آنے سے انکار کر دے گا۔"

وہ اب بھی مزے سے سلگے لہجے میں بولا تھا۔

"کیا بکواس۔۔۔کک۔۔۔کیا مطلب۔بچہ۔"

وہ غصے سے بولتا ایکدم سے اس کی بات کا مطلب سمجھتا سکتہ میں آیا تھا۔ آنکھوں تو لمظ کی بھی پھٹ پڑیں تھیں ریان ملک کی بات سنتے۔

"جی بیٹا کی بچہ۔۔۔بھابھی کو کسی گائناکالوجسٹ کے پاس لے جا مجھے پورا یقین یہ کمینے بازی تو باپ بننے والا ہے اور میں چچا۔"

وہ مزے سے مسکرا کر بولتا لمظ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتا روم سے نکل گیا۔

"مم۔۔۔میں ماں۔۔۔"

وہ خوشی و حیرانی کی کیفیت میں اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی ایک پل کو مسکراتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

بازل شاہ بھی جو ابھی تک سکتہ میں تھا لمظ کی آواز پر تیزی سے اس کی جانب آیا تھا۔

"ہییے۔۔۔میرے جنون رو کیوں رہی ہیں یار آپ نے سنا نہیں کیا کہا ریان نے ہمارا بے بی آنے والا ہے
۔"

وہ اسے اٹھاتا اپنی گود میں کرتا خود میں بھینچتا بے حد خوشی بولا تھا۔

لمظ نے اس کے خوشی سے دمکتے چہرے کو اپنی آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارا تھا۔

"ہمارا بے بی مرمڈ ہمارا۔۔۔ہم ابھی چلتے ہیں چیک اپ کے لیے۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا روم سے نکلا تھا وہ سکون سے آنکھیں موندے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

وہ بیک سائیڈ سے اسے لیے ہاسپٹل کی جانب بڑھا تھا بنا کسی کو بتائے کیونکہ وہ سب کو سرپرائز دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"میرا جنون اتنا چپ چاپ کیوں ہے۔"

وہ اسے خاموش محسوس کرتا کچھ متفکر ہوا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں شاہ۔"

وہ مدھم سرگوشی میں بولتی اس کے شانے پر سر رکھ گئی۔

جس پر وہ اسے اپنے حصار میں لیتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔

★★★★★

"یہ مسٹر کھڑوس کہیں نظر نہیں آرہا۔"

ادیان نقوی جو کب سے اس کی غیر موجودگی محسوس کر رہا تھا عالم راؤ سے بولا تھا۔

"کیوں تم نے گود لے لیا ہے جو اس کے نظروں سے اوجھل ہونے پر جھٹپٹا رہے ہوں۔"

وہ استہزائیہ انداز میں بولتا اسے تپا گیا۔

"لانت ہو تم پر عالم میاں وہ بچہ تمھیں ہی مبارک۔ خیر سے میں ڈیڈ کے عہدے پر فائز ہو کر تمھیں کچھ ہی مہینوں میں چچا بنانے والا ہوں۔"

وہ کچھ ہی فاصلے پر کھڑی اپنی جنونِ من کے ذرہ سے بھرے بھرے وجود کو بے باکی سے تکتا بولا تھا۔

جس پر عالم راؤ مسکرایا تھا۔

"اور مبارک ہو میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں تم چچا بننے والے ہو میرے اور ریان کے بچوں کے۔"

وہ اس کے شانے پر بازو ٹکائے مسکرا کر بولا تھا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔یعنی وہ کھڑوس بازی ہم سے پیچھے رہ گیا۔"

وہ قہقہہ لگاتا عالم راؤ کو آنکھ ونک کرتے بولا تھا کچھ ہی فاصلے پر کھڑے بازل شاہ کے چہرے پر استہزاء مسکراہٹ بکھری تھی۔

"اس خوش فہمی میں مت رہو مطلبی انسان لیکن تم چچا نہیں میرے بچے کے ماموں بننے والے ہو۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولتا اسے آگ لگانے کو بولا۔

جس پر وہ بنا اثر لیے ڈھٹائی سے مسکرایا تھا۔

" تو ٹھیک ہے میں کل ہی اپنی بہن کو لے کر جا رہا ہوں لندن مجھے تم بہنوئی کے روپ میں ناقابلِ برداشت ہو۔"

وہ بھی ادیان نقوی تھا اس شاطر انسان سے جیت پانا کہاں ممکن تھا۔

"خبر دار جو ایسا سوچا بھی تمھاری ٹانگوں کے ساتھ ساتھ تمھاری یہ گستاخ زبان بھی کاٹ دوں گا۔"

وہ اس کی بات پر آگ بگولہ ہوتا دھیمے لہجے میں غرایا تھا۔

"اور مسٹر کھڑوس تم ہوگے گینگسٹر دی باسل لیکن بھولوں مت تمھارا وہ لندن والا کام میری مدد کے بنا ہونے ناممکن تھا اس لیے اپنی یہ دھمکیاں سنبھال کر رکھو۔"

وہ اس کی دھمکی کو ہوا میں اڑاتا چل انداز میں بولا تھا۔

عالم راؤ جو اس خوشخبری کو سنتا خوشی سے جھوم اٹھا تھا ان دونوں کی پک پک پر جھنجھلا اٹھا۔

"یار بس بھی کر دیا کرو تم لوگ۔"

وہ جھنجھلایا سا بولا تھا۔ جس پر وہ دونوں ایک دوسرے سے منہ موڑتے نکل گئے وہ سر تھام کر رہ گیا۔

بازل شاہ سیدھا حرم کے پاس آیا تھا اور اسے خوش خبری سناتے وہ گھر جانے کا بول گیا۔

م سناتیں اس کا بہت سارا خیال رکھنے
کا کہتیں اس کی پیشانی چوم گئیں۔

بازل شاہ مسکراتا وہاں سے نکلا تھا۔

دونوں جوڑوں کے فوٹو شوٹ کے بعد رحصتی کا شور اٹھا تھا۔

سلطان راؤ نے سدرہ کے سر پر بھائی بن کر قرآن کا سایہ کیا۔ جس پر وہ سسکتیں رودیں۔

انھیں آج اپنے ماں باپ شدت سے یاد آئے تھے کاش وہ آج ہوتے تو دیکھتے اس کی بیٹی اپنا گھر بسانے جارہی تھی۔

مونا کو عالم راؤ نے اپنے سینے سے لگائے رحصت کیا تھا چاہیے وہ اسی گھر میں رخصت ہو کر آرہی تھی پر اتنا روئی کہ عالم راؤ کے ساتھ ساتھ سب کو رلا گئی آیان ملک ضبط کر کے رہ گیا۔

دس سال کی تھی وہ جب عالم راؤ نے اسے باپ بن پر پالا تھا وہ سبز آنکھوں والی چھوٹی سی گڑیا عالم راؤ کو بے حد پیاری تھی۔

بس وہ جتاتا کم تھا لیکن اج وہ پرائی ہو گئی تھی۔

★★★★★

مائمہ ♥ آیان اسپیشل

اپنی بھابھیز سے جان چھڑاتا بمشکل روم تک پہنچا تھا جو آج چڑیلوں کا روپ دھارے اس کا آدھا بنک بیلنس لوٹ چکیں تھیں۔

سامنے ہی وہ سبز آنکھوں والی گڑیا چہرے پر گھونگھٹ نکالے روائتی دلہنوں کی مانند بیٹھی اس کا انتظار کرتی نظر آئی تھی۔

اسے اس کی امید بلکل نہیں تھی۔ آیان ملک کو اپنے اندر تک سرشاری اترتی محسوس ہوئی تھی اسے اپنا انتظار کرتے دیکھ۔

وہ اپنی شروانی اتار کر صوفے پر اچھالتا اپنے کرتے کے بٹن کھولتا اس کی جانب آیا تھا۔

جو اپنے لرزتے دل کو سنبھالتی بمشکل خود پر قابو کیے بیٹھی تھی۔

دل نے پورے وجود میں ایک الگ ہی طوفان بھرپا کر رکھا تھا۔

وہ چلتا اس کے قریب بیٹھ گیا۔ دل آیان ملک کا بھی سرشار سا دھک کر رہا تھا۔

"اسلام وعلیکم دل جانیاں۔"

وہ الفت ووارفتگی سے بولا تھا مائمہ مجید کے لب مسکرائے تھے۔

وعلیکم السلام۔"

بمشکل اپنے لرزتے لہجے کو مظبوط کرتے جواب دیا تھا۔

وہ بنا دیر کیے اس کا گھونگٹ پلٹا اسے اپنی جانب کھینچتا اپنے قریب تر کر گیا۔

اس افتاد پر دھلتی اسے خیرانی سے دیکھ کر رہ گئی۔ جو بے قراری سے نظریں اس کے ایک ایک نقوش پر گھومتا اسے دیوانہ لگا۔

میرون اور ڈل گولڈن اس کا پسند کیا گیا عروسی لباس زیب تن کیے۔ جس کے بوٹ سٹائل گلے سے چھلکتے دودھیا کندھے اسے بے خود کرنے لگے تھے۔

بالوں کا خوبصورت سا بائیں جانب سٹائل بنائے ماتھے پر خوبصورت سی ماتھا پٹی لگائے۔

لرزتی دراز پلکوں کی دلفریبی تلے چھپی آنکھوں پر گولڈن میرون سموکی آئیز بنائے اس کی سبز جھیل سی آنکھوں کو مزید قاتل بنایا گیا تھا۔۔

گلے میں پہنا گلوبند کے ساتھ خوبصورت سی مالا اس پر بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی۔

نظروں نے جیسے ہی نیچے کی طرف سفر کیا اس اپسرا کی چھوٹی سی ستون ناک میں پہنی موتیوں سے بھری گول بالی دیکھ آیان ملک کی آنکھوں لو دینے لگیں تھیں۔ جس کے موتی اس اپسرا کے پنکھڑیوں سے بھرے بھرے میرون رنگ میں رنگے لبوں کو چھو رہے تھے۔

اسے شدید جلن ہوئی تھی ان موتیوں سے جو اس کی گرین ٹی کے لبوں کو چھونے کی بار بار گستاخی کرتے اسے طیش دلا رہے تھے۔

"بے حد خوبصورت ہیں آپ میری گرین فیری۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا اس کے وجود کو دوپٹہ سے آزادی دینے لگا۔

"آیان۔"

وہ کپکپاتی اس کا ہاتھ تھام گئی۔

"ہششش۔۔۔۔ آج بس میری چلے گی آپ کی ذرہ سی سننے والا نہیں آج یہ پاگل دیوانہ۔"

وہ مخمور نظروں اس پر ٹکائے دوپٹہ کھلتا اپنی شروانی کے پاس اچھال گیا وہ حیا سے نم ہوتی اس کے سینے میں چھپی تھی۔

آیان ملک کے لب مسکرائے تھے اس کے خود سے بچنے کو اسی میں پناہ لینے کو۔

جو آج اسے کسی طور بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

وہ اس کے شانے سے بال سمیٹتا مدہوش کن سا جھکتا کندھے اور گردن کے درمیان ناک ٹریس کرتا اس مخملی وجود کی مہک اپنی سانسیں میں بسانے لگا۔

اس کی حرکت پر وہ کپکپاتی اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچتی گئی۔

وہ اس کی جان مزید ہوا کرتا بے خود ہوتا پوری شدت سے اس کی گردن کی پشت پر جابجا سلگتا لمس چھوڑتا اس کے حواس ٹھکانے لگانے لگا۔

مائمہ کو لگا جیسے کوئی تپتے انگارہ اس کے پور پور پر رکھ گیا ہو۔ وہ بے چینی و بے باکی سے اس کی پشت پر موجود ڈوریوں کو ایک ہی جھٹکے میں کھولتا مزید شانوں سے شرٹ سرکاتا دیوانگی و جنونیت سے اپنے لمس کے پھول کھلاتا اس کی جان لرزا کر رکھ گیا۔

اسے بلکل امید نہیں تھی وہ اتنا جنونی ہو گیا پر وہ کہاں جانتی تھی جس نے اتنی ریاضت کے بعد۔

اس کا دردناک ہجر کاٹتے پل پل تڑپنے کے بعد اپنی محبت اپنے عشق کو پایا تھا وہ کیسے جنونی نہ ہوتا کیسے اتنا بے قرار نہ ہوتا۔

اسے تکیے پر ڈالتا وائس کمانڈ سے لائٹ مدھم کرتا اپنی قمیض اتار کر اچھالتا اس پر جھکا تھا۔مائمہ کی جان پر بنی تھی۔اس کا برہنہ سینے دیکھ۔

چوڑے شانے، بائسپس والے بازو جن سے اس کی رگیں اُبھری مدھم روشنی میں بھی واضح نظر آرہیں تھیں۔ سکس پیکس آہنی وجود وہ بہت نڈر اور بہادر تھی پر آیان ملک کو شرٹ لیس دیکھ اس کے گلے میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی۔

"آیان مم۔۔۔میرا گف۔۔گفٹ۔"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو بولی تھی ورنہ اسے اس وقت سوائے اپنی جان کے کسی چیز کی ہوش کہاں تھی۔

"صبح تک ادھار کیجیے میرے سکون۔"

وہ اس کی گردن سے گلوبند نکالتا اس کی جیولری آہستہ آہستہ نکالنے لگا۔

سب کچھ سائڈ ٹیبل کا ڈراؤ کھولتا اس می ڈال گیا تب تک وہ اٹھتی بیڈ سے اتر کر اسے چکما دیتے ڈریسنگ روم کی جانب جانے کا ارادہ رکھتی تھی پر وہ اس کی چالاکی کہاں چلنے دینے والا تھا۔

اس کے بیڈ سے اترتے ہی گھوم کر اس کی جانب آتا بھاگنے سے پہلے اس کی پشت سے کمر میں بازو حائل کرتا اسے اپنی جانب کھینچتا اس کی پشت اپنے سینے سے لگا گیا۔

مائمہ کے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھیں تھی وہ آنکھیں میچ گئی۔

"بھاگ کہاں رہی ہیں اپنے دیوانے کو گھائل کرتے دل جانیاں۔ آج کوئی فرار کوئی دروازہ آپ کو مجھ سے بچا نہیں سکتا میری گرین ٹی۔

آج یہ پاگل آپ کو اپنے عشق میں پور پور گھائل کرے گا۔ تاکہ پھر آپ فرار کی جرت نہ کریں۔"

وہ جنونیت و دیوانگی سے بولتا شدت سے اس کی گردن اور کندھے کے درمیان نرم جگہ پر اپنے دانت گاڑ گیا۔

وہ بری طرح سے سسکتی مرنے کو ہوئی تھی۔

"آیان بب۔۔بہت برے ہوگئے ہیں آپ۔"

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کی گرفت سے آزادی پانے کو مچلی تھی۔

وہ اسے اپنی جانب گھماتا اس کی شہ رگ پر جھکتا جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا جس پر وہ لرزتی اس کا سہارا لیے کھڑی گرنے کو ہوئی تھی۔

وہ دیوانہ بنا اس پر شدت و دیوانگی لٹاتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا۔

وہ نرمی سے اس کی نتھ کو اس کی نازک سی ناک سے نکالتے بہکی نظروں سے اس کے سرخ انگوری لبوں کو دیکھنے لگا۔

جن کی لرزش اسے بری طرح سے بہکا رہی تھی وہ دیوانہ وار جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ و کپکپاہٹ اپنے اندر جذب کر گیا۔وہ جو پہلے ہی بے جان ہو رہی تھی۔

بری طرح سے لرزی تھی اس کی پر تپش گرفت میں وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اسے خود گھولتا سرشار سا ہوا تھا۔

ایک ہاتھ اس کے بالوں میں ڈالے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نازک جان کی کمر جھکڑے وہ اسے ہلکان کرنے کا پورا سامان کیے ہوئے تھا۔

بڑھتی شدتوں پر وہ نڈھال ہوتی اس کی گردن میں ناخن گھاڑتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔

پر وہ ایسا کرتی اسے مزید جنونی کر گئی تھی۔جس پر وہ اسے مزید شدت سے اپنے دہکتے لمس سے نڈھال کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی سلوٹوں کو سنوارتا ایک ایک جان افروز لمس چنتا مدہوش ہو رہا تھا۔

وہ جی بھر کے خور کو سیراب کرتا اسے نڈھال محسوس کرتے اس کی سانسیں کو آزادی دے گیا۔۔

جس پر وہ نیم جان ہوتی اس کے سینے پر سر رکھتی اپنی سانسوں سنوارنے کی سعی کرنے لگی۔

وہ بری طرح سے بہکتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔

وہ وہ سرخ ہوتی کروٹ بدلتی بیڈ میں منہ چھپا گئی۔سانسیں پھر سے بے آہنگی پر اتر آئیں تھیں۔

سامنے کا منظر تکتے آیان ملک کے آنکھوں کی سرخی مزید گہری ہوئی تھی۔

وہ ظالم بنا اس پر کھکتا ڈوریوں میں سے چھلکتی اس کی دودھیا کمر پر اپنا لمس چھوڑنے لگا۔وہ سختی سے آنکھیں میچے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"میری سوچ سے زیادہ خوبصورت اور دلفریب ہیں آپ اے دل ربا۔"

وہ اس کی بچی ڈوریوں کو بھی ایک جھٹکے میں کھولتے جابجا اس کی دودھیا کمر پر اپنا لمس چھوڑتا ہاتھوں سے اس کے پہلو پر ویوز بناتا اسے زلزلوں کی زد میں کر گیا۔

مائمہ کو اپنا دماغ سنسناتا محسوس ہوا تھا۔اس کا رخ اپنی جانب موڑتا اس کی دودھیا نازک سی گردن پر جھکا تھا جہاں جابجا اپنا لمس چھوڑتا وہ اس کے پور پور کو مہکانے لگا۔۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں بھر گئی۔۔جس پر وہ مزید مدہوش ہوتا اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھتا دانت گاڑ گیا۔

وہ نازک سی جان کسی پر کٹے پرندے کی مانند جھٹپٹائی تھی۔۔دماغ جیسے ماؤف ہو گیا تھا۔

"پپ۔۔۔پلیز آیان تت۔۔۔تم ظالم ہو رہے ہو۔"

اس کی بے باک شدتوں پر کپکپاتی پھولی سانسوں کے درمیان بمشکل بولی تھی۔

"یہ الزام ہے میرے سکون۔"

وہ خمار الودہ لہجے میں بولتا اس کی شہ رگ پر جھکتا وہاں جابجا اپنے دانت گھاڑنے لگا جس پر وہ بن پانی کی مچھلی کی مانند جھٹپٹائی تھی۔

"مم۔۔ میں معاف نہیں کروں گی۔"

وہ سسکتی ہوئی بمشکل بولی تھی دل کی کیفیت بے حد عجیب ہو رہی تھی سانسوں کا بوجھل پن اس کی جان نکال رہا تھا۔ آنکھوں میں خماری بھری سرخیاں دہکنے لگیں تھیں۔۔

پر وہ بنا اس کی باتوں کو خاطر میں لائے اسے مزید ہلکان کرنے میں مگن اس کے پور پور کو اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔۔

اس کی بانہوں میں بکھری اس نازک سی پری کی آنکھوں سے موتی نکلتے تکیے میں جزب ہوئے تھے۔

پورے وجود پر جیسے ایک سکتہ سا طاری تھا وہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی آنکھیں بوجھل ہوتیں بند ہونے کو تھیں۔

"یہ تو میری محبت ہے میرے سکون اور اگر جنونیت پر اترا تو آپ کو حواس کھو دیں گی مجھے لگا تھا آپ بہت بہادر ہیں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھ اس کی سبز آنکھوں پر جھکتا باری باری ان پر اپنا لمس چھوڑتا معطل لہجے میں بولا تھا۔

"تت۔۔۔ تم برے کو بہت۔"

وہ اس کی گردن میں ناخن گھاڑتی شکوہ کناں نظروں سے اسے تکتی بولی تھی۔

جس پر وہ دیوانہ وار اس کے ایک ایک نقوش پر اپنا لمس چھوڑتا دونوں پر کمفرٹر کھینچ گیا۔

"ہر الزام سر آنکھوں پر میرے سکون ابھی کے لیے اپنے آیان کو سکون دیں۔جو آپ کے عشق میں دشت دشت بھٹکا بے حد تھک چکا ہے۔"

وہ اس کی نازک انگلیاں اپنی آہنی انگلیاں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر اپنے لب رکھتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا۔

جس پر وہ بمشکل اپنی سرخ ہوتی آنکھیں کھولے خود پر چھائے اس ساحر کی جانب دیکھنے لگی۔

جس پر وہ جھکتا اس کی سبز جھیل سی آنکھوں پر لب رکھتا۔اپنی متاعِ جاں کو اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا جس پر وہ ہارتی خود سپردگی کے عالم میں خود کو اس دیوانے کے سپرد کر گئی

آیان ملک کے روم کے ساتھ ساتھ ریان ملک نے ان کا روم بھی بہت خوبصورتی سے سجایا تھا۔

جس کی سجاوٹ دیکھ وہ متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکیں۔

اپنی گھیرے دار وائٹ اور میرون میکسی پھول کی پتیوں سے بھرے بیڈ پر پھیلائے بیٹھی ہوئی تھی۔

اس کا دل تو نہیں چاہا تھا لیکن حرم کے سمجھانے پر وہ دل مسوس کر بیٹھی رہی تھی نہ جانے اس بے مہر کا کیا ری ایکشن ہوتا۔

اسے زیادہ انتظار کرنا نہیں پڑا تھا جب وہ
سیاہ شلوار قمیض پہنے اس پر سیاہ ہی واسکٹ پہننے بھری بھری بیرڈ میں ان کی رنگت کچھ دمک سی رہی تھی۔
شاید محبوب کو پانے کا احساس انسان کو اندر تک سرشار کر تا روشن کر دیتا ہے جس کی چمک اس شخص کے چہرے سے چھلکنے لگتی ہے۔
وہ جھنجھلائے سے اپنی واسکٹ اتار کر صوفے پر پھینک گئے وہ بہت واسکٹ پہنتے تھے ایک یہی انھیں بے انتہا ناپسند تھی۔
تبھی روم میں آتے ہی پہلے اسے اتار کر خود سے دور کیا۔
سدرہ نے ان کے چہرے سے چھلکتی بے زاری ہر اپنے آنسو ضبط کیے تھے۔
دل بری طرح سے دکھا تھا تو کیا وہ خوش نہیں تھے وہ فوراً سے ہی منفی خیالات دل میں پال بیٹھیں۔
وہ چلتے بیڈ کی جانب آئے تھے سامنے ہی نظریں جھکائے بیٹھی اس اپسرا کو دیکھ وہ دل تھام گئے تھے جو بے انتہا خوبصورت لگ رہیں تھیں۔
سہاگ کے نام کا کیا سنگار ان پر ایسا چڑھا تھا کہ وہ بیٹھنا بھول وہاں کھڑے انھیں یک ٹک دیکھے گئے۔
بالوں کا خوبصورت سا بیک جانب ٹوسٹ بنائے ماتھے پر خوبصورت سا بڑا سا ٹیکا جو اس کی چاندنی سی پیشانی پر بے انتہا حسین لگ رہا تھا۔

اس پر سائیڈوں سے نکالیں بالوں کی چند لڑیں نکال کر انھیں کرل کرتے آوارہ چھوڑا گیا تھا جو ان کے گلابی رخسار چومتے احمد بشیر کے دل میں آگ لگا رہے تھے۔

قاتل آنکھوں پر لائٹ سا میک اپ ان کی براؤن آنکھوں کو مزید قاتل بنایا گیا تھا۔۔

گلے میں پہنا گلوبند کے ساتھ خوبصورت سی سفید سچے موتیوں کی مالا ان پر بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی۔

کانوں میں بھاری بندے ڈالے جنہیں سہاروں کی مدد سے ٹکایا گیا تھا۔پر کانوں کی سرخ ہوتی لوں سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ تکلیف زدہ تھیں۔

احمد بشیر کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔وہ ایکدم سے ہوش میں آتے ان کے قریب براجمان ہوئے۔

وہ جو پہلے ان کی نظروں کی تپش سے موم کی مانند پگل رہیں تھیں ان کے بیٹھنے پر گھبرائیں۔

جبکہ احمد صاحب تو مزید قریب سے تکنے پر بے لگام سے ہونے لگے۔

چھوٹی سی ستون ناک میں پہنی موتیوں سے بھری چھوٹی سی گول بالی دیکھ ان کا دل اس میں اٹکا تھا۔

ان کا دل چاہا وہ ان کی چھوٹی سی ناک کو لبوں سے چھولیں۔ لیکن ابھی اپنے بے لگام ہوتے جزبات کو تھپکی دیتے اسے حوصلے دیا کہ وہ اب ہمشیہ کے لیے تمھاری ہی ہے تو ذرہ سکون کا سانس لو۔

گلاب کی پنکھڑیوں سے بھرے بھرے لب جن کی سرخیاں واللہ قاتل تھیں۔

جن پر نظریں پڑتے ہی انھیں سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔

کمبخت دل اس عمر میں انھیں اپنی نئی بیگم کے سامنے بری طرح سے ذلیل کروانے والا تھا۔

"اہمم۔۔۔اسلام و علیکم۔"

وہ ذرہ سا کھنکھارتے بھاری آواز میں بولے۔ سدرہ کو اپنے دل کی دھڑکنیں بڑھتی محسوس ہوئیں تھیں۔

"وو۔۔۔و علیکم اسلام۔"

وہ اپنا لہجہ مظبوط کرتیں بمشکل بولیں تھیں۔

"کیسی ہیں آپ۔"

انھیں سمجھ نہیں آرہا تھا وہ بات کا آغاز کہاں سے کریں۔

"جی ٹھیک ہوں۔"

وہ پزل ہونے لگیں تھیں۔

"کیا میں آپ کے جھمکے نکال سکتا ہوں۔"

وہ اس کی تکلیف دیکھتے بے ساخت بولے۔

"جج۔۔۔جی۔۔"

وہ بوکھلائیں تھیں ان کی بات پر۔ احمد بشیر کو لگا جیسے اس نے کچھ غلط کہہ دیا شاید۔

"نہیں میرا۔۔۔مطلب آپ کو تکلیف ہو رہی ہے میں اس لیے کہہ رہا تھا انھیں اتار دیتے ہیں۔"

وہ انھیں بولتے متفکر لگ رہے تھے۔ان کی پرواپر وہ اندر تک جل اٹھیں۔جو کب سے انھیں اگنور کیے جارہے تھے اب اچانک سے ان کی تکلیف کا احساس جاگ اٹھا۔

بتایا بھی نہیں کیسی لگ رہی ہوں۔نا جانے کس مٹی کا بنا تھا یہ انسان جو شادی سے پہلے نظریں اٹھاتا ہی نہیں تھا۔

اور اب اگنور کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔"

وہ بنا جھجک اجازت دے گئیں ان کے شوہر نے پہلی فرمائش کی تھی ان سے۔

احمد بشیر کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔پر دوبارہ پوچھنے کی جسارت نہیں کی تھی۔

"اب پر اتاریں گے بھی۔"

وہ ان کے حرکت نہ کرنے پر جھنجھلائیں۔

"او۔۔۔اچھا۔"

وہ ان کے جھنجھلانے پر ذرہ قریب ہوتے کان کی جانب ہاتھ بڑھا تھا پر انھیں شاید بالوں میں فکس کیا گیا تھا۔

تبھی وہ اپنے جوتے اتارتے اوپر کو ہوتے اس کے دوپٹے کی جانب ہاتھ لے جاتے اسے پنوں سے آزادی دینے لگے۔

ان کی حرکت پر وہ پہلے تو شاکڈ ہوئیں لیکن ہوش میں آنے پر بری طرح سے کپکپائی۔

پر انھیں روکا نہیں تھا کیونکہ وہ اپنے تمام جملہ حقوق خود ہی تو انھیں سونپ چکیں تھیں۔

وہ ان کے سر سے دوپٹہ نکالتے ان کے شانوں پر رکھتے ان کے بالوں سے اٹھتی مہک سے مسحور کن ہوئے تھے۔

ایک گہری سانس ان کے بالوں پر ذرہ سا جھکتے اندر کھینچی تھی۔ایک عجیب سی کیفیت دل میں انگڑائی لیتی بیدار ہوئی تھی۔

وہ ان کی محرم تھی جس کے پور پور اب سے بس ان کا حق تھا۔

بے حد نرمی ان کے ایک کان سے جھمکا نکالا تھا وہ بری طرح سے سسکیں تھی۔

احمد بشیر نے جھکتے ان کے کان کی لو کو نرمی سے اپنے دہکتے لبوں میں دبانے کی گستاخی کی تھی۔

وہ تڑپ کر بے ساخت اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچتی گئیں۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہوا تھا۔

ان کے مزاحمت نہ کرنے پر وہ نرمی سے ہاتھ بڑھاتے دوسرے کان سے بھی جھمکا نکاتے اس پر بھی اپنا بے حد نرمی سے لمس چھوڑتے مرہم کر رہے تھے جیسے۔

"آپ بے حد خوبصورت ہیں سدرہ۔"

وہ ان کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو سے معطر ہوتے مخمور لہجے میں بولے تھے۔

اس دلفریب تعریف پر سدرہ دھڑکنوں میں بوچھال آیا تھا۔

پلکیں لرزتیں جھک گئیں تھیں۔

"مم۔۔۔مجھے چینج کرنا ہے۔"

وہ خوفزدہ ہوئیں تھیں اپنے دل کی حالت سے تبھی بمشکل لرزتی آواز میں بولیں تھیں۔

"اوکے آپ چینج کرلیں۔ویسے بھی اس سب سے آپ تھک گئیں ہوں گی۔"

وہ ان کی بات کو سمجھتے کچھ دور ہوئے تھے جس پر وہ جھٹ سے بیڈ سے اترتیں ڈریسنگ روم میں گھس گئیں۔

احمد بشیر تو ان کی پھرتیاں دیکھ کر رہ گئے۔

وہ مسکراکر نفی میں سر ہلاتے واڈروب کی جانب بڑھے تھے۔

وہاں سے اپنے لیے ایزی ڈریس نکالتے وہ واش روم میں گھس گئے۔تاکہ شاور لے کر تازہ دم ہوسکیں۔

وہ اپنے لیے ڈریس نکال کر تو لائیں ہی نہیں تھی یاد آنے پر ڈریسنگ روم سے نکلیں تو روم خالی نظر آیا لیکن واش روم سے شاور کی آواز پر وہ سمجھ گئیں کہ وہ وہیں تھے۔

اپنی ساری جیولری ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے وہ واپس گھس گئی۔

★★★★★

چینج کرتے وہ باہر نکلیں تھیں تبھی وہ بھی واش روم کا ڈور کھولتے سفید ٹی شرٹ پہنے اور ساتھ بلیک ٹراؤزر پہنے اپنے بالوں کو ٹاول سے سہلاتے باہر آئے تھے۔

بیک وقت دونوں کی نظر ایک دوسرے کی جانب اٹھی تھی۔

میرون کلر کے زدہ سے سٹائلش نائٹ ڈریس میں وہ بے انتہا خوبصورت لگیں تھیں انھیں۔

میک ہنوز چہرے پر تھا پر بال کھول دیے گئے تھے۔اور احمد بشیر کے مطابق وہ ایسے زیادہ جان لیوا الگ رہیں تھیں۔

جبکہ وہ بھی یک ٹک انھیں دیکھے گئیں۔اس عمر میں بھی انھوں نے خود کو کافی فٹ رکھا ہوا تھا۔یہ بات اس کے وجود سے چپکی ہوئی شرٹ دیکھ انھیں اچھے سے معلوم ہو گئی تھی۔

گلے میں پڑا ٹاول بکھرے بکھرے بال جو پیشانی کو بے ترتیب سے ڈھانپے ہوئے تھے۔

وہ بے تحاشہ خوبرو لگے تھے۔اپنی گردن سے ٹاول نکال کر ٹاول سٹیڈ پر پھنکنے کے انداز میں ڈالتے وہ سبک روی سے ان کی جانب بڑھے تھے۔

جس پر وہ شدت سے گھبرائیں تھیں کیونکہ اس کی نظروں سے چھلکتا خمار انھیں بری طرح سے ڈرا رہا تھا۔

وہ گھبراتی تیزی سے بیڈ پر چڑھتیں خود پر کمفرٹر کھینچتی سر تا پاؤں خود کو چھپا گئیں۔

احمد بشیر خیر ان سے پھر اپنی بیگم کی پھرتیاں دیکھ کر رہ گئے پر انھیں بیڈ پر دیکھ لب دلفریبی سے مسکرائے تھے۔

کیونکہ اب فرار ناممکن تھی۔

وہ ایک ہی جست میں بیڈ تک پہنچتے ان کے قریب دراز ہوئے تھے جس پر وہ بری طرح سے کپکپاتیں جل تو جلال تو پڑھنے لگیں۔

پر آج یہ بلا کہاں ٹلنے والی تھی۔وہ کمفرٹر میں ہاتھ ڈالتے ان کی نازک سی کمر میں ہاتھ ڈالتے ایکدم سے اپنی جانب کھینچ گئے۔

"احمد۔"

وہ ان کے سینے پر ہاتھ رکھتیں بوکھلائی سی پکار اٹھیں۔

وہ ان کے لبوں سے احمد سنتے سرشار سے ہوتے ان کی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرتے خود میں بھینچ گئے۔

سدرہ کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا تھا۔

"بیوی فرار ہونے کا سوچیے گا بھی مت۔احمد بشیر نے پہروں آپ کو سوچ کر گزارے ہیں آپ کے قریب آنے پر میں آپ کو بخشوں گا یہ بھول ہے آپ کی۔"

وہ ان پر ایک دلکش سا راز فشاں کرتے ان کی بے یقینی سے بھری آنکھوں پر لب رکھتے مجنوبانہ نظروں سے ان کے خوبصورت چہرے کو تکنے لگے۔

جو ان کی ذرہ سی قربت پر گلال ہو رہا تھا۔

"کک۔۔۔کیا مطلب۔"

وہ بے یقینی تھیں ابھی بھی۔

"مطلب ہمیں آپ سے محبت ہے سدرہ احمد بشیر۔"

وہ ان کے رخسار پر انگوٹھے سے رب کرتے الفت و دیوانگی سے بولے تھے۔

"ایسا کک۔۔۔کیسے۔ہو سکتا ہے۔"

انھیں یقین ہی نہ آیا تھا اتا بھی کیسے اس شخص نے انھیں نظر اندازی کی جو مار ماری تھی وہ بہت بھاری تھی۔

"باخدا احمد بشیر نے آج تک کبھی کسی دوشیزہ کی جانب انکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ہمشیہ ہی صنفِ نازک سے گرز برتا۔

پر آپ وہ پہلی خاتون ہیں جس کی جانب بھولے سے نظریں پڑیں تو پہلی ہی نظر میں احمد بشیر اپنا آہنی دل ہار گیا۔

پر آپ آسماں تھیں اور احمد بشیر زمین کی معمولی سی خاک۔یقین نہیں تھا آپ مل جائیں گی اس بندہ ناچیز کو۔لیکن میرے خدا کی کرم نوازی اور میرے سرکار کی عنایت نے آپ سی اپسرا کو اس معمولی سے احمد بشیر کو سونپ دیا۔"

وہ مدھم سا مسکراتے لہجے میں جہاں کی محبت او عقیدہ سموئے مدھم آواز میں بولے تھے۔

سدرہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں ان کے ساتھ بھی تو کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

انھیں لگا انھیں زبردستی مسلط کیا گیا تھا اس شاندار انسان پر لیکن وہ اس سے محبت کرتا ہو گا کہاں سوچا تھا۔

"کیا آپ میرے ساتھ ایک خوشیوں بھری زندگی گزارنے کے لیے تیار ہیں میری جاناں۔"

ان کے ہاتھ تھامتے ان پر لب رکھتے محبت و الفت سے دریافت کیا گیا تھا۔ جس پر وہ ان کے سینے سر رکھتیں انھیں اپنا اقرار سونپ گئیں۔

وہ خوشی و حیرانی سے اپنے سینے سے لگیں سدرہ کو دیکھ کر رہ گئے۔

"کیا راضی ہیں سدرہ۔"

وہ بے یقین سے تھے۔

"احمد آپ کتنے برے ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے لڑکیوں سے بار بار ایسی باتیں نہیں پوچھنی چاہیں۔"

وہ ان کے پھر سے پوچھنے پر شرم سے سرخ پڑتیں تپ کر بولیں تھیں۔ جس پر وہ مسکراتے جھکتے ان کے پھولے گال پر لب رکھتے ہلکا سا ان کے گال ہو دانتوں میں دبا گئے۔

وہ سسکتیں ان کے سینے پر مکہ جڑ گئیں۔ جس پر وہ قہقہہ لگا اٹھے۔

"ارے بیگم جان پہلے ہی دن اپنے معصوم سے شوہر پر تشدد۔"

وہ معصومیت سے بولتے ان کی گردن سے بال سمیٹتے شریر ہوتے ان کی شہ رگ پر اپنے دہکتے لمس کی شدت بکھرتے ان کے پور پور کو دہکانے لگے تھے۔

سدرہ کو اپنے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں ان کی جان لیوا حرکتوں پر۔
جو انھیں نرمی سے تکیے پر ڈالتے پوری شدت سے اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر جھکتے اپنی صدیوں سے تشنہ لبی کو سیر اب کرتے ان کی جان کو آئے تھے۔
وہ گھبر اتیں ان کے سینے پر ہاتھ رکھتیں انھیں خود سے دور کرنے لگیں پر وہ جو بے لگام ہوئے تو کہاں قابو آنے والے تھے تبھی ہار مانتے خود کو ان کے سپرد کرتے ان کی پشت پر اپنی انگلیاں پیوست کرتے آنکھیں میچ لیں۔
کچھ ہی دیر میں وہ ان کی رکتی سانسوں پر رحم کھاتے اوپر کو ہوتے اس کے بال تکیے پر بکھرتے لائٹ آف کر گئے۔
سدرہ نے سہمتے انھیں تھامنا چاہا پر ان کا سینہ برہنہ محسوس کرتیں وہ رخ موڑتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگیں۔
احمد بشیر آنکھوں میں خماری لیے ان کا رخ اپنی جانب موڑتے ان کی نازک سی انگلیاں اپنے اہنی ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے تکیے پر پن کرت ء دیوانہ وار جھکتے چلے گئے۔
وہ نازک سی جان بنی ان کی شدتوں پر نڈھال ہوتیں کبھی بے جان سی مزاحمتیں کرتیں تو کبھی انھیں سے گھبر اتیں ان میں چھپتی۔
محبت کا ایک اور خوبصورت دیوان آج مکمل ہوا تھا۔

★★★★★

"ماضی!

گھر کو آگ میں جھونکتے وہ ساحل اور ہیزل کو ساتھ لے نکلے لیکن راستے میں ہی انھیں محسوس ہوا کہ ساحل شاہ مر چکا ہے تو اسے ایک سنسان علاقے میں کچرے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔

جابر خان نے سوچا تھا وہ اس بچے کو بچالے گا اور اسے اپنے لیے تیار کرے گا جو آگے جا کر اس کے بہت کام آتا پر وہ مر گیا۔

خیر یہ چھوٹی سی بچی بھی کسی سونے کی چڑیا سے کم نہ تھی۔

اس کے بڑے ہونے پر وہ اسے بہت فائدہ دینے والی تھی۔

وہ جیسے ہی روتی ہوئی ہیزل کو لیے گھر پہنچا جابر خان کا تیئیس سالہ بھائی جو اسی کی طرف ہی غلیظ اور زلیل انسان تھا۔

ہیزل کو دیکھ کر دیکھتا رہ گیا۔

وہ ابھی ہی اتنی پیاری تھی کہ نظریں ہٹانا مشکل ہو گئیں تھیں اور جب وہ بڑی ہو جاتی تو جیتی جاگتی قیامت ہوتی۔

اور پھر اپنے بھائی سے ضد کر کے ہیزل کو اس سے لے لیا۔

اور کہا کہ جب وہ سترا کی ہو گی وہ اس سے شادی کرے گا۔

جابر خان اپنے لاڈلے بھائی کی ضد پر ہار مانتا اسے ہیزل سونپ گیا۔

جس کی زندگی موت سے بھی بر تر ہونے والی تھی۔وہ ایک درندے کی قید میں مر مر کر جینے والی تھی۔

"بھائی اس کا نام کیا ہے۔"

وہ اس کے سنہری بالوں کو چھوتا خوشی سے بولا تھا جو رو رو کر اب نیم جان سی ہو رہی تھی۔

"اس کا نام ہیزل ہے اس کمینے ابراہیم نے بتایا تھا۔"

وہ اکتائے انداز میں بولا تھا اسے ابھی ملیشیا کے لیے نکلنا تھا۔

دوسری جانب جان سلطان جو سلطان راؤ کی رپوٹس لے کر دوسرے شہر ہسپتال کے کر گیا تھا احمد بشیر کے ساتھ تبھی رستے میں کوئی اس کی گاڑی کے سامنے آیا تھا۔

احمد بشیر نے ایکدم سے گاڑی کو بریک لگایا تھا۔

ساحل شاہ جو بے ہوش ہو گیا تھا چہرے پر بارش کی بوندیں پڑنے پر ہواس میں لوٹا لیکن حالت اتنی بری تھی کہ بمشکل سانس لے رہا تھا۔

وہ ہمت کر تا اٹھا تھا یہ جو بھی جگہ تھی یہاں انتہائی بدبو تھی اسے اپنا دماغ سنسناتا محسوس ہوا تھا وہ بمشکل ہمت کر تا اٹھا تھا۔

سر سے بہتا لہو سنہری آنکھوں میں گھسنے کی تگ و دو میں تھا۔شاید جب اسے پھینکا گیا تھا تو کسی پتھر سے سر بری طرح سے ٹکرایا تھا۔

وجود میں جان ناپید تھی پر وہ مرنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اسے اپنی ماں اپنے پیارے ڈیڈ کا بدلہ لینا تھا اپنی ہیزی کو ڈھونڈنا تھا۔

وہ بمشکل اپنے وجود کو گھسیٹتے سڑک تک آیا تھا پر سامنے سے آتی گاڑی دیکھ وہ آسمان کی جانب دیکھتا آنکھیں میچ گیا۔

"میرے خدا مجھے زندگی دے دے۔"

ایک بے جان سی التجا لبوں پر دم توڑتی اس کے حواس مفلوج کر گئی۔

وہ زمین بوس ہوا تھا۔

احمد بشیر کے بریک لگاتے ہی جان سلطان تیزی سے باہر آیا تھا۔

اور سڑک پر لہولہان ایک لڑکے کو دیکھتا وہ احمد بشیر کو اسے اٹھانے کا بولا تھا۔

احمد بشیر نے اسے اٹھاتے گاڑی میں ڈالا تھا جان تیزی سے دوسری جانب سے آتا اس لڑکے کا سر اپنی گود میں رکھ گیا۔

لیکن جیسے ہی نظر گاڑی کے اندر روشنی میں ساحل کے چہرے پر پڑیں جان کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل پھٹ گیا۔

"سس۔۔۔۔ساحل۔۔۔ساحل۔احمد چچا یہ ساحل ہے۔۔۔یہ ساحل ہے۔"

وہ پاگل ہوا اٹھا تھا اپنے پیارے دوست کو اس حالت میں دیکھ کر۔

احمد بشیر نے گاڑی کی رفتار بڑھاتے گاڑی ہوسپٹل کی جانب موڑی تھی۔

"ہیے۔۔۔ساحل ایسا مت کرنا یار۔۔۔میں پہلے ہی سب کچھ کھو چکا ہوں تو چھوڑ کر مت جانا یار۔"

وہ اس کی بار بار نبز چیک کرتا روتے ہوئے بولا تھا۔احمد بشیر کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

"احمد چچا جلدی کریں۔"

اس کی نبز مدھم پڑتے وہ چلایا تھا۔

"ساحل آنکھیں کھولو مجھے تمھاری ضرورت ہے بہت۔۔پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا منت بھرے لہجے میں بولا تھا۔

ریش ڈرائیو کرتے وہ کچھ ہی دیر میں ہاسپٹل پہنچے تھے۔

ساحل کو آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔بشیر احمد کو سلطان راؤ کے پاس جانے کا بول وہ سولہ سالہ لڑکا خون سے سنی شرٹ پہنے اپنے ہاتھوں پر لگے اپنے جان سے پیارے دوست کا خون دیکھتا بلکل تنہا بیٹھا تھا۔

ایک دو تین اور پھر پانچ گھنٹے گزر گئے لیکن کوئی خبر نہ ہوئی کہ وہ کیسا ہے۔

قریباً ساڑھے پانچ گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آیا۔

"وہ کیسا ہے۔"

وہ بے چینی سے دریافت کرنے لگا۔

"انھیں دل کے قریب گولی لگی ہے اور مسلسل کافی گھنٹے خون بہنے اور گولی کا زہر پھیلنے کی وجہ سے ان کے بچنے کے چانسز بہت کم ہیں اور اگر وہ ہوش میں آ بھی گئے تو سر پر بری چوٹ آنے کی وجہ سے وہ اپنی یاداشت کھو سکتے ہیں۔زندگی کا کچھ حصہ بھول سکتے ہیں یا کومہ میں جا سکتے ہیں۔"

اگلے چوبیس گھنٹے ان کے لیے بہت اہم ہیں آپ دعا کریں وہ ہوش میں آجائیں ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے

۔"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں اسے ساری صورتحال سے آگاہ کرتے جا چکے تھے پیچھے وہ سکتے کے عالم میں ڈھے سا گیا۔

ساحل کو گولی لگی تھی۔لیکن کیسے کس نے مارا تھا اسے۔

اور سکندر شاہ کہاں سے ساحل شاہ بے یارومددگار کیوں سڑک پر گرا ہوا تھا۔

کیا ہوا تھا۔اس نے موبائل نکالتے اپنے آنسو آستین سے صاف کرتے سکندر شاہ کو کال ملائی تھی لیکن نمبر بند جا رہا تھا۔

وہ ہالہ نور کے نمبر پر بھی کہی کالے کر چکا تھا گھر کے نمبر پر بھی بہت ٹرائی کیا پر کوئی جواب نہیں۔

اس نے احمد بشیر کو کال لگائی تھی۔

"احمد چچا سکندر انکل کے گھر جائیں اور وہاں دیکھیں کوئی مسلئہ تو نہیں ہوا۔"

وہ کپکپاتی آواز میں بولا تھا کیونکہ اسے ہر طرف سے خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔

★★★★★

احمد بشیر سکندر شاہ کے راک ہوئے گھر کے سامنے کھڑے تھے آنکھیں آنسوں سے تر تھیں ہر طرف پولیس اور فائر بریگیڈ موجود تھے۔

ان کا کہنا تھا کہ گھر کے ساتھ ساتھ گھر کے تمام مکن بھی جل کر مر چکے تھے۔

جیسے سنتے وہ سخت دل احمد بشیر بھی رو دیے تھے۔

ہمت کرتے جان کو یہ خبر سنائی تھی جیسے سنتا وہ بے جان سا ہوتا ہوسپٹل کے ٹھنڈے فرش پر گرتا چلا گیا۔

"ہیے مائے گولڈن ڈول۔۔۔ خود کو سنبھال کر رکھنا اپنے جان کے لیے۔ میں آؤں گا جب آپ بڑی ہو جائیں گی۔ تب تک کے لیے جان سلطان اپنا وقت روک لے گا۔ اپنا دل آپ کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں ہیزی اسے سنبھال کر رکھیے گا۔ یہ ہمارا سیکرٹ ہے۔"

وہ اس پیاری سی سنہری پری کی سماعت میں کی گئی اپنی سرگوشی اپنی سماعت میں گھونجتی محسوس ہوئیں تھیں۔

وہ بھاگتا ہسپتال سے نکلتا لون میں آکر گھٹنوں کے بل گرا تھا۔

"ایسا نن۔۔۔ نہیں ہو سکتا۔۔ مجھ سے میرا عشق نہیں چھین سکتے آپ میرے مولا۔۔"

وہ بے تحاشہ اپنی نو خیز محبت پر ماتم کناں ہوتا دھاڑے مار مار کر رویا۔

"آہہہہ۔۔۔ ہیزی."

دھاڑا کی صورت میں درد بہتا آسمان کو چیر گیا تھا۔

وہ کس کس غم کا سوگ مناتا کس کس درد پر حوصلہ کرتا سب کچھ تو لٹ گیا تھا۔

سب تباہ ہو گیا تھا۔

اس کے پاس اس کی جمع پونجی بس اس کے ڈیڈ اور ساحل بچا تھا جو دونوں ہی ہوش و خرد سے بیگانہ پڑے تھے۔

★★★★★

حال!

"سلطان۔۔۔"

وہ کچھ کام میں مصروف تھے جب حرم ان کی بازو سے چپکتیں مدھم سرگوشی میں پکارتی ان کا دھیان اپنی جانب مبذول کرانے لگیں۔

"جی میری ملکہ۔"

وہ ان کی پیشانی پر لب رکھتے محبت والفت سے بولے تھے۔

"مجھے بھوک لگی بہت زیادہ۔"

وہ منہ بسورتی بولیں تھیں۔

"تو میرے جانِ جاناں میں جانتا ہوں آپ کو اس وقت کونسی بھوک لگی ہے۔ آپ کے لیے فریج میں آئس کریم رکھی ہے میں نے۔"

وہ ان کی پیشانی لب رکھتے نرمی والفت سے بولے تھے۔ اب وہ اکثر رات کو ایسا ہی کرتیں انھیں آئس کریم کسی بھی وقت چاہیے ہوتی تھی۔

تبھی سلطان راؤ نے اس کے لیے سمال فریج اپنے روم میں ہی رکھوا دیا تھا جس میں ان کے لیے فروٹس جوس چاکلیٹ آئس کریم سب رکھا ہوتا تھا۔

"پر مجھے زیادہ چاہیے سلطان آپ مجھے ساری کھانے نہیں دیتے۔"

وہ نروٹھے پن سے بولیں تھیں۔

"میری ملکہ زیادہ کھانے سے آپ کی طبیعت خراب ہوسکتی ہے جانم عاشقی."

وہ اپنا لیپ ٹاپ سائڈ پر رکھتے ان کے لیے آئس کریم نکال کر لے آئے۔ آئس کریم ٹب سے چمچ بھرتے ان کی جانب بڑھایا تھا۔

"مجھے نہیں کھانی۔"

وہ روٹھتی منہ موڑ گئیں۔

وہ اپنا لیپ ٹاپ سائڈ پر رکھتے ان کے لیے آئس کریم نکال کر لے آئے۔ آئس کریم ٹب سے چمچ بھرتے ان کی جانب بڑھایا تھا۔

"مجھے نہیں کھانی۔"

وہ روٹھتی منہ موڑ گئیں۔

"ملکہ میری جان میں یہ آپ کے بھلے کے لیے ہی کہہ رہا ہوں اتنی ضدی کیوں ہو رہی ہیں۔"

وہ ان کی ضد پر کچھ سخت ہوئے تھے جس پر وہ انھیں گھورتیں ان کے ہاتھ سے آئس کریم ٹب چھین گئیں۔

"مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا میں اپنے بیٹے کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ آئس کریم ٹب اُٹھائے بیڈ سے اتریں تھیں۔ سلطان راؤ نے مٹھیاں کسیں تھیں۔

ایک تو یہ بیٹا عذاب بن گیا تھا ان کے لیے ذرہ ذرہ سی بات پر وہ روٹھتیں اپنے بیٹے کے پاس چل دیتیں تھیں۔

جیسے وہ اس کا مائکا ہو۔

"خبردار ملکہ جو آپ نے دروازے سے باہر قدم بھی رکھا تو آپ کو حرم محل لے جانے میں بلکل دیر نہیں کروں گا میں۔"

وہ تراشی سے بولے تھے کیونکہ ان کی ملکہ شدید باغی ہو چکیں تھیں اور اس سے بہتر کوئی علاج ہو ہی نہیں سکتا تھا ان کا۔

کہ وہ انھیں حرم محل لے جاتے۔ جبکہ سلطان راؤ کی بات سنتے ان کے پیروں کو بریک لگی تھی کیونکہ وہ ان سے پنگا لے کر انھیں طیش نہیں دلا سکتیں تھیں۔

وہ تو پہلے ہی بہانا ڈھونڈ رہے تھے اسے لے کر یہاں سے غائب ہونے کا۔

"سلطان۔۔۔ میں تو مزاح کر رہی تھی۔ میں بھلا کیوں آپ کو چھوڑ کر جاؤں گی یو نو نہ آئی لو یو۔"

وہ آئس کریم ٹب سائیڈ ٹیبل پر رکھتیں اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی آنکھیں پٹپٹاتے بولیں تھیں۔
سلطان راؤ کی آنکھوں میں سرور سا طاری ہونے لگا تھا وہ کتنی چلاکیاں کرنے لگیں تھیں ان کے ساتھ۔
وہ اچھے سے اپنے سلطان کی کمزوری جانتیں تھیں تبھی ان کے جزبات کو بری طرح سے ہوا دیتیں اپنے مطلب پورے کرتیں تھیں۔

"ملکہ میرے جانم عاشقی اتنی چلاکیاں کہاں سے سیکھ لیں آپ نے۔"

وہ جھکتے نرمی سے ان کے روئی سے گال پر لب رکھتے اپنے دانتوں کے درمیان لیتے انھیں کراہنے پر مجبور کر گئے۔

"آہہہ۔۔۔سلطان گندے۔"

وہ سسکتیں ان کے سینے پر مکا رسید کرتیں چلائیں تھیں۔
جس پر وہ ان کے کندھے اور گردن کے درمیان نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتے ان کے حواس معطل کرنے لگے تھے۔

"آئی لو یو ٹو میرے ملکہ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے چہرہ سامنے کرتے ان کی نیلی جھیل سی آنکھوں پر لب رکھتے مخمور نظروں سے اس کے سرخ پڑتے عارضوں کو چومتے مدہوش ہوئے تھے۔

"مجھے آپ جیسی گڑیا چاہیے ملکہ جس کی آنکھیں آپ سی ہوں بلکل نیلی جھیل کی مانند گہریں۔"

وہ بار بار ان کی آنکھوں پر لب رکھتے الفت و وارفتگی سے بولے تھے جس پر وہ ان کے سینے پر سر رکھتیں سکون سے آنکھیں موند گئی۔

بے شک اس سے بہتر سکون گاہ حرم سلطان راؤ کے لیے کوئی نہ تھی۔

وہ اس دیوانے کی عاشقی تھی اور وہ دیوانہ بس اپنی ملکہ کے دل کا سلطان۔

★★★★★

ماضی!

پھر یونہی مہینے بیت گئے اور ساحل شاہ کسی بے جان لاش کی مانند پڑا تھا۔

ڈاکٹرز کی محنت اور خدا کی کرم نوازی سے وہ بچ تو گیا تھا لیکن کومہ میں چلا گیا تھا۔

اس بیچ جان اور احمد نے پوری جان لگا دی تھی اسے ٹھیک کرنے میں۔ احمد بشیر تو گن چکر بن کر رہ گیا۔

وہ آفس کے ساتھ ساتھ سلطان راؤ کا بھی ذمہ اپنے سر لیے ہوئے تھا کیونکہ اسے کسی پر بھروسہ نہیں تھا اپنے سرکار کے معاملے میں۔

اور پھر ایک دن ان کی محنت رنگ لے آئی۔ ساحل شاہ کو ہوش آ گیا پر وہ اپنی زندگی کے پانچ سال بھول گیا۔

جب جان اس کی ضد پر اسے گھر لے کر گیا تو وہاں سب کچھ جل گیا تھا لوگوں نے کہا سب اس آگ میں جل گئے تھے۔ اس کا محبت بھرا آشیانہ اجڑ گیا تھا۔

ماں باپ کے قاتل بھول گیا۔ وہ جان سلطان کو

بھول گیا۔

رہ گیا تو بس حصار اجو اس کے حصے آیا تھا۔

ڈاکٹرز کا کہنا تھا اگر اسے کچھ نہ ہی یاد آتا تو بہتر تھا۔

ورنہ یہ اس کی جان کے لیے خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔

آہستہ آہستہ ہی سہی وہ جان سے مانوس ہونے لگا۔

جان نے اسے ساحل کی بجائے بازل کہنا شروع کر دیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا جس نے بھی ان کے ساتھ ایسا کیا تھا انھیں پتا چلے کے وہ زندہ ہے۔

وہ ساحل شاہ سے بازل شاہ بن گیا۔ اور ساحل شاہ سے بازل شاہ تک کا یہ سفر کتنا دردناک تھا کوئی اس سے پوچھتا۔

وہ اکثر اسے راتوں کو لیے باہر نکلتا تھا تاکہ وہ کھلی ہوا میں سانس لے سکے اب بھی وہ اسے لیے ایک سنسان سے علاقے میں لے کر آیا تھا۔

جہاں اسے کوئی پہچان نہ سکے۔ ان کے ساتھ دو گاڈ تھے۔ جان اس کے اور اپنے لیے کچھ فاصلے پر بنے دھاپے سے چائے لانے کو گیا تھا۔

بازل شاہ جو اپنی سنہری آنکھوں میں خالی پن لیے آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا تبھی اسکی سماعت سے ٹکرائی کسی کی سسکیوں کی آواز ٹکرائی۔

بازل شاہ کی سنہری آنکھوں نے تیزی سے ان سسکیوں کی سمت میں نظریں دوڑائیں تھیں لیکن آندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

تبھی پھر سے وہی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی اور اب کے وہ جان گیا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے

۔

وہ دبے پاؤں جھاڑیوں کی جانب بڑھا تھا۔

"بازل سر۔"

گارڈز اسے جھاڑیوں کی جانب بڑھتا دیکھ بوکھلائے تھے۔

"شش۔۔۔ویٹ آمنٹ۔"

وہ سرد لہجے میں بولتا جھاڑیوں کے پاس بیٹھتا آہستہ سے جھاڑیاں ہٹا گیا۔

پر سامنے کا منظر دیکھ اس کی آنکھوں میں خیرانی اور تکلیف بیک وقت ابھری تھی۔

وہ کوئی گیارہ بارہ سال کی لڑکی تھی جس کے چہرے پر جگہ جگہ زخموں کے نشانات تھے پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔

وہ اندھیرے میں زیادہ کچھ ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

"پلیز مم۔۔۔مجھے مت مارنا۔"

وہ ننھی سی جان روتے ہوئے سہمی سی بولی تھی۔

"شش۔۔۔نو میں آپ ہو نہیں ماروں گا ڈونٹ وری لٹل پرنسس۔"

وہ اسے خود سے مانوس کرنا چاہتا تھا تبھی بے حد نرمی و ملائمت سے بولا تھا۔

"چلیں باہر آئیں یہاں آپ کو کوئی چیز ہرٹ کر سکتی ہیں پرنسس۔"

وہ اپنا ہاتھ اس کی ئ جانب بڑھاتا ہنوز انداز میں بولا تھا جس پر وہ سسکیاں لیتی ڈرتی اس کی پھیلائی ہتھیلی پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھ گئی۔

تبھی جان ان کی جانب آیا تھا۔اس چھوٹی سی بچی کو دیکھ وہ بھی متفکر ہوا تھا۔

"یہ ہرٹ ہے جان کیا ہم اسے گھر لے جاسکتے ہیں۔"

وہ اس ننھی گڑیا کی جانب اشارہ کرتا بولا تھا جس پر جان بنا دیر کیے اس چھوٹی سی گڑیا کو اٹھایا تھا۔

وہ جان کے اٹھانے پر بری طرح سے کپکپاتی چلائی تھی۔

"شش بس میرا بچہ۔"

جان اسے نرمی سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالتا اس کے چہرے سے بال ہٹاتے نرمی و ملائمت سے بولا تھا

۔

وہ روتی ہوئی بازل شاہ کی جانب ہاتھ بڑھا گئی جس پر جان کہ لب ایک پل کو مسکرائے تھے بازل شاہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتا اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

ڈرائیور کو گاڑی راؤ پیلس کی جانب موڑنے کا کہہ وہ خود پیسنجر سیٹ سنبھال گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ راؤ پیلس تھے۔عالم راؤ اسے اٹھائے ایک روم میں لے آیا تھا۔

بازل شاہ بھی اس کے ساتھ ہی تھا ابھی اس کی ہیلتھ کنڈیشن بھی کچھ خاص اچھی نہیں تھی تبھی وہ اس کے لیے احتیاط برت رہا تھا۔

وہ زیادہ چل نہیں پاتا تھا جلدی تھک جاتا تھا تبھی وہ اس ننھی گڑیا کو خود ہی اٹھائے ہوئے تھا۔

جواب کے اس کے اٹھانے پر سہمی نہیں تھی۔

اس سے گھر پر ہی لیڈی ڈاکٹر کو بلاواتے اس کا علاج کروایا تھا۔

"آپ کا نام کیا ہے پیارا بچہ۔"

جان نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ دریافت کیا تھا۔

"مائمہ مجید۔"

وہ بے حد کم آواز میں بولی تھی۔

"واؤ آپ کا نام تو بہت پیارا ہے مائمہ۔۔۔اچھا بتائیں اب درد تو نہیں ہو رہا۔"

جان نے ہنوز نرمی سے دریافت کیا تھا۔

"ہو رہا ہے تھوڑا تھوڑا۔"

وہ کچھ فاصلے پر کھڑے بازل شاہ کو دیکھتی معصومیت سے اپنی سبز آنکھیں جھلملاتے بولی تھی۔

"آنٹی نے دوا لگائی نہ ابھی تھوڑی دیر میں آرام آجائے گا۔"

وہ اس کے گال سہلاتا بولا تھا۔

"اچھا بتائیں آپ کے بابا کہاں ہیں اور آپ وہاں کیا کر رہیں تھیں۔"

وہ جاننا چاہتا تھا آخر وہ کون تھی۔

"فاری آنٹی نے کہا میرے ماما بابا اس دنیا میں نہیں ہیں جب میں چھوٹی تھی تو ہمارے پڑوسی مجھے وہاں چھوڑ کر گئے تھے۔ میرے بابا میرے پیدا ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اور جب میں پیدا ہوئی تو ماما بھی چلی گئیں مائمہ کو اکیلا چھوڑ کر۔"

وہ بے حد معصومیت سے بولتی رو دی تھی۔ جان کا دل مٹھی میں دبوچ گئی۔

"فاری آنٹی کون۔"

خود کو سنبھالتے دریافت کیا تھا۔

"وہ اروفنج جہاں ہم سب رہتے تھے۔ وہاں وہ ہمارا بہت خیال رکھتیں تھیں۔ سابر انکل مجھے ایک بیڈ انکل کے پاس بھیج رہے تھے مجھے نہیں جانا تھا تو انھوں نے مجھے بہت سارا مارا۔ پھر فاری آنٹی نے مجھے وہاں سے بھیج دیا۔"

وہ روتی ہوئی معصومیت سے اسے سب بتا گئی۔

"شش۔۔۔رونا نہیں آج سے میں ہی تمھارا ماما بابا اور بھائی ہوں۔اور میں ہی تمھارا سب کچھ تم میری پیاری سی شہزادی رونا نہیں بھائی قربان اپنی گڑیا پر۔"

وہ اس ننھی سی جان کی پیشانی چومتا مدھم سا مسکراتے ہوئے بولا تھا جس پر وہ اس کی گردن میں بازوں ڈالتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

"آپ مائمہ کے بھائی ہیں۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی لہجہ میں ایک حسرت سی تھی شاید وہ رشتوں کو ترسی لڑکی یہ احساس پہلی بار محسوس کر رہی تھی۔

"جی میری گڑیا۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا۔

"تو وہ کون ہیں۔"

وہ بازل شاہ کی جانب اشارہ کرتے بولی تھی۔بازل شاہ بنا کچھ بولے وہاں سے نکل گیا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ آپ کا دوست ہے بٹ زیادہ تنگ نہیں کرنا اسے وہ غصہ بھی کرتا ہے۔"

وہ اسے محتاط کر رہا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ زیادہ بازل شاہ کے قریب جائے۔

یہ اس کے لیے اچھا نہیں تھا وہ کب آپے سے باہر ہو کر مقابل کو نقصان پہنچا دیتا کچھ پتا نہ چلتا تھا۔

"کوئی بات نہیں میں آپ کے پاس بھاگ آؤں گی۔"

وہ مسکرا کر شریر انداز میں بولی تھی جان بے ساختہ مسکرایا تھا۔

وہ بہت جلد اس سے مانوس ہو گئی تھی۔

کچھ ہی دیر میں اسے کھانا کھلا کر میڈیسن کھلاتے سلا کر وہ بازل شاہ کے روم کی جانب آیا تھا۔

جہاں وہ دوسری جانب رخ موڑے شاید سو گیا تھا۔ وہ اس کی جانب آتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا جیسے آہستگی سے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا تھا۔

★★★★★

اس وقت وہ حرم محل میں تھا۔ جہاں ملکہ کا دیوانہ ایسی کمرے میں بند تھا جہاں کبھی وہ اپنی ملکہ کے ساتھ آباد ہوا کرتا تھا۔

قریباً مہینہ پہلے سلطان راؤ کو ہوش آ گیا تھا پر وہ نیم پاگل سے ہو گئے تھے۔

انھیں سوائے اپنی ملکہ کے کسی اور چیز کا ہوش ہی نہ تھا۔

"تم آ گئے مم۔۔۔ میری ملکہ کہاں ہے۔"

وہ جان کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ بے صبری سے بولے تھے۔

جان کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا۔ اس کے ڈیڈ سلطان راؤ جو ہر وقت سوٹڈ بوٹڈ سے تیار رہتے تھے۔

جنہیں دیکھ کر ایک زمانہ رشک کرتا تھا جنہیں دیکھ عورتیں تو عورتیں مرد بھی مبہوت سے رہ جاتے تھے۔

آج سیاہ شلوار قمیض پہنے بکھرے بال، چہرے پر گھلی زردیاں سرمائی کانچ سی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے بڑھی ہوئی بیرڈ۔۔وہ کہیں سے بھی وہ سلطان راؤ نہیں لگے تھے جو آج سے اٹھ ماہ پہلے ہوا کرتے تھے۔

"وو۔۔۔وہ آجائیں گی بڑی آپ نے میڈیسن کیوں نہیں لی۔"

وہ ان کی بات کو گھماتا دوا نکالنے لگا۔

"نہیں کھانی مجھے دوائی مجھے میری ملکہ چاہیے۔میری ملکہ چاہیے بس۔"

وہ ہر چیز زمین بوس کرتے غصے سے پاگل ہوتے چلائے تھے جان کو لگا جیسے اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو کر خلا میں بکھر جائے گا۔

وہ ان کے کمرے سے نکلتا وہیں باہر دیوار سے لگتا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

وہ اپنے کس کس رشتے کو سنبھالتا سب کچھ تو بکھر گیا تھا سب کچھ تو لٹ گیا تھا۔

کہاں سے لاتا سلطان کی ملکہ کو جو نا جانے اس زمانے کی کس دھول میں گم ہو گئی تھی۔

احمد بشیر اسے روتا دیکھ اپنے سینے سے لگا گیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا میری جان۔سب ٹھیک ہو جائے گا حوصلہ کروں مجھے یقین ہے ایک دن تم بھابھی بیگم کو ڈھونڈ لو گے۔"

وہ اسے بھینچتے بولا تھا۔پر وہ جیسے حوصلہ شکن سا ہو رہا تھا۔

پھر وہ نکل گیا حرم محل سے جہاں کبھی ان کی خوشیوں کا جہاں ہوا کرتا تھا اب وہاں سائیں سائیں کرتے سرناٹے اس کی جان نکالتے تھے۔

اس نے بازل شاہ کو بھی سلطان راؤ کا نہ بتایا وہ کسی کو اپنے درد میں شامل کرنا نہیں چاہتا تھا اور وہ تو پہلے ہی بکھرا ہوا تھا اسے مزید کیا مشکل میں ڈالتا۔

★★★★★

وقت کا کام تھا گزرنا اور وہ گزرنے لگا۔

سات سال بیت چکے تھے جان سلطان سے جانِ عالم راؤ بن گیا دنیا کے لیے۔ لیکن گنہگاروں کے لیے وہ جے ایس بن گیا تھا۔

وہیں بازل شاہ جے ایس کا شارپ شوٹر سب سے خطرناک باسل بن گیا مائمہ مجید جو چھوٹی سی شہزادی تھی اب اٹھارہ سالہ ایک انتہائی ذہین ہیکر بن چکی تھی جو پڑھائی کے ساتھ ساتھ اس کام میں بھی ماہر ہو گئی تھی۔

عالم راؤ نے اسے کمزور نہیں بہادر بنایا تھا جو لڑکی ہو کر دس لڑکوں پر بھاری پڑتی تھی۔

اسی بیچ چھ سال پہلے ریان ملک اور آیان ملک سڑک سے روتے ہوئے ملے تھے عالم راؤ نے انھیں بھی اپنی پناہ میں لیا اور ریان ملک کو رے کا خطاب دیتے اسے بیسٹ فائٹر کے ساتھ ساتھ اسے میڈیکل میں تعلیم دلوائی۔

آیان ملک کو پڑھائی کے لیے لندن بھجوا دیا گیا۔ چھوٹا ہونے کی وجہ سے وہ سب کا لاڈلا تھا۔

خاص کر بازل شاہ کا۔ وہ جو کسی سے بات تک نہیں کرتا تھا آیان ملک کی شرارتوں پر وہ اس سے بے حد اٹیچ ہو گیا تھا۔

★★★★★

حال!

ولیمہ کی تقریب بے حد خوبصورتی سے جاری وساری تھی۔

دونوں جوڑے سٹیج پر بیٹھے مہمانوں سے مبارکباد وصول رہے تھے۔

چہرے ایسے تھے جیسے سب کے چہروں کو بہار چھو گئی ہو۔ پیاری سی دلہنیں اپنے اپنے دلہوں کے پہلو میں شرمائی شرمائی سی تھیں۔

جبکہ دلہوں کے تو انداز ہی نرالے تھے مسکراہٹ تو جیسے چہرے پر چپک ہی گئی تھی۔

"کیا بات ہے آیان میاں آج تو آپ کی جھنپ ہی نرالی ہے۔"

ادیان نقوی نے مہر کامل کے ساتھ سٹیج پر انٹری مارتے مسکراتے آیان ملک کو چھیڑا تھا۔

"ادیان بھائی اپنے پہلو میں اپسرا دبائے میری چمک پر نظر رکھے ہوئے ہیں کیا نظر لگائیں گے۔"

وہ ادیان نقوی کے ساتھ کھڑی مہر کامل کو دیکھ آنکھیں چھوٹی کیے بولا تھا جو زنگ کلر کی میکسی پہنے دراز بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے۔

کئی لٹوں کو کرل کئے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیے پیچ گلوز لگائے انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی اس پر سرمائی آنکھوں کے قاتلانہ وار ادیان نقوی کو پور پور گھائل کر رہے تھے۔

"آیان ملک اپنی نظریں اس جانب گھوما کر کنٹرول میں رکھو ورنہ نکالنے میں ادیان نقوی دیر ہر گز نہیں لگائے گا۔"

پل میں ادیان نقوی کی آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں وہ دانت پیستے ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔ مہر کامل کا دل چاہا اپنا ماتھا پیٹ لے۔

جبکہ آیان ملک ادیان نقوی کی پوزیسونس پر قہقہہ لگا اٹھا۔

"یار بھائی اتنے خونخوار کیوں ہو رہے ہیں۔"

وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا بولا ادیان نقوی کو انتہائی زہر لگا تبھی وہ مہر کامل کی کمر میں بازو حائل کرتا اسے لیے اگے بڑھ گیا۔

مبارک ہو گورجیس لیڈی۔"

وہ جھک کر سدرہ کا ہاتھ تھامتا اپنے لبوں سے لگائے بولا تھا۔

"مہر بچہ آپ کو اپنے شوہر کو سنبھالنے لی ضرورت ہے جو دوسروں کو بیویوں کو دیکھ کر بے ایمان ہو رہا ہے۔"

وہ سدرہ کا ہاتھ ادیان نقوی کے ہاتھ سے کھینچتے بھنائے لہجے میں بولے تھے۔ سدرہ پل میں سرخ ہوئیں تھیں جبکہ مہر کامل اپنی مسکراہٹ ضبط کر کے رہ گئیں۔

یہاں ہر کوئی اپنی اپنی بیویوں کے معاملے میں بہت پوزیسو تھا۔

"ویسے گورجیس لیڈی۔۔۔۔ کیا آپ نے شادی سے پہلے اپنے دلہا میاں کو دیکھا نہیں تھا مجھے لگ رہا ہے آپ کے ساتھ زیادتی ہو گئی ہے۔"

وہ ان ڈاریکٹلی احمد بشیر کو ٹونٹ مار رہا تھا۔ جس پر وہ غصے سے سرخ پڑتے ضبط کر کے رہ گئے۔

"آئی تھنک جنونِ من ہمیں نکلنا چاہیے ورنہ یہاں کچھ پھٹ بھی سکتا ہے۔"

وہ مہر کامل کو ہاتھ تھامتا آگ لگاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

★★★★★

ہیزل کچن میں کھڑی لمظ اور ستارہ کے ساتھ املی چٹخارے لے لے کر کھا رہی تھی تبھی بازل شاہ ان تینوں کو دیکھ خیران ہوا تھا جو ولیمہ کے لیے تیار شیار ایک سیں میکسی پہنے بس کلر چینج تھے۔

ہیزل نے گولڈن لمظ نے سیاہ جبکہ ستارہ گولڈش براؤن میکسی پہنے انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔

بال بھی ایک سے بنائے وہ آج پریوں سی بنیں اپنے اپنے شوہروں کا بری طرح سے دل بے ایمان کیے بیٹھیں تھیں۔

"ہیزی جلدی کروں یار اگر کسی نے دیکھ لیا نہ تو کچھ بھی نہیں ملے گا۔"

لمظ املی پکڑا اس پر چاٹ مصالحہ لگائے چٹخارے لے کر کھاتی بازل شاہ کا پارا ہائے کر گئی۔

وہ ریان ملک اور عالم راؤ کو ان تینوں کی ویڈیو بنا کر سینڈ کرتا ان کی جانب بڑھا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا جس پر وہ تینوں خوف زدہ ہوتیں بمشکل اپنی چیخیں روک پائیں تھیں۔

وہ توسب کے ولیمہ میں مصروف کا سوچ کر اپنی پارٹی میں گم تھیں لیکن کیا خبر تھی یہ جن یہاں آ ٹپکے گا

۔

"بب۔۔۔بھائی۔"

ہیزل سب سے پہلے ہوش میں آئی تھی لیکن جان توتب نکلی جب دروازے میں کھڑے عالم راؤ پر نظر پڑی۔

سانس توستارہ کا بھی سوکھ گیا تھا عالم راؤ کے ساتھ کھڑے خونخوار تیور لیے ریان ملک کو دیکھ۔۔

"بب۔۔۔بھائی۔"

ہیزل سب سے پہلے ہوش میں آئی تھی لیکن جان توتب نکلی جب دروازے میں کھڑے عالم راؤ پر نظر پڑی۔

سانس توستارہ کا بھی سوکھ گیا تھا عالم راؤ کے ساتھ کھڑے خونخوار تیور لیے ریان ملک کو دیکھ۔۔

ہیزل تیزی سے اپنے ہاتھوں میں پکڑی املی اپنی کمر کے پیچھے کرتی نفی میں سر ہلانے لگی جبکہ ستارہ اپنے ہاتھ میں پکڑی کٹوری لمظ کو پکڑاتی خود صاف بنی۔

"یہ لمظ آپی کا ہے میں نے نہیں کھایایان۔"

وہ معصومیت سے بولتی لمظ کو صدمہ دے گئی جو اس کی چالاکی پر دانت پیس کر رہ گئی۔

"یہ جھوٹ بول رہی ہے شاہ سچی۔"

وہ روہنسا ہوئی تھی بازل شاہ نے سپاٹ انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

وہ تینوں ان کے خطرناک تیور دیکھ کر دھیرے دھیرے وہاں سے کھسکنے لگیں۔

پر مصیبت یہ تھی کہ وہ تینوں ڈور کے سامنے کھڑے تھے۔

"جان میں تھک گئی ہوں دیکھیں میرے پاؤں بھی پین کر رہے ہیں۔"

وہ اپنی میکسی اٹھاتی اپنے پاؤں دیکھاتی لاڈلی بنی بولی تھی جس پر وہ حرکت میں آتا اس کی جانب بڑھا تھا چہرے پر فکرمندی کے تاثرات ابھرے تھے۔

وہ ایک جگہ ٹکتی کہاں تھی وہ اس کے قریب آتا نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا وہاں سے نکلا تھا۔

جس پر وہ شرم سے سرخ ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔

"یان میرے سر میں درد ہے سچ۔۔۔ چکر سے آ رہے۔"

وہ بوکھلاہٹ میں پیٹ پر ہاتھ رکھتی اسے سر درد کا بتانے لگی لمظ نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔

"اوریلی مائے شائے سٹار۔"

وہ اس کی باتوں اور عمل میں اتضاد آبرو اچکاتا

ریان ملک بھی اس کی جانب بڑھا تھا۔

جس پر وہ سر جھکائے اس کے بانہوں میں بھرنے پر شرافت سے اس کے گلے میں بانہیں ڈالتی شرمگیں سا مسکراتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

جبکہ لمظ کی جان پر بنی تھی خود کو اس پاگل کے ساتھ اکیلا پا کر۔

جو سپاٹ نظروں سے اس کی جانب تکتا اس کی جان نکال رہا تھا۔

وہ سبک روی سے اس کی جانب بڑھا تھا جس پر وہ سہمتی قدم قدم پیچھے کی جانب بڑھنے لگی۔

"شش۔۔۔شاہ۔"

بمشکل پکارا گیا تھا۔

"ہشش۔۔"

وہ ایک ہی جست میں اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتا اسے خود سے قریب کر گیا۔وہ سہمی تھی

۔

"اپنی سزا خود طے کریں مرمڈ۔"

وہ اس کے لبوں پر لگی املی کو مخمور نظروں سے تکتا بوجھل سرگوشی میں بولا تھا وہ پل میں لرزی تھی۔

"شاہ ہم۔۔۔کک۔کچن میں ہیں۔"

لرزتے لہجے میں یاد دلایا گیا تھا۔پر وہ سن کہاں رہا تھا وہ تو ان نازک سی پنکھڑیوں کی لرزی پر دل ہارتا انھیں اپنی دسترس میں لینے کو بے چین ہوا تھا۔

کون ساغصہ کہاں کاغصہ۔

"فرق نہیں پڑتا۔"

وہی لاپرواانداز۔لمظ کادل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا۔

وہ بے حد جنونیت سے اس کے بالائی لب کو اپنے انگوٹھے کی مدد سے دباتے جیسے خود پر بے حد ضبط کر رہاتھا۔

"مگر۔"

ہمت کرتے کچھ بولناچاہاجس پر وہ اس کے نچلے لب کو دو انگلیوں میں پکڑتا جھکا بے باک سی گستاخی کرتا اسے سر تاپاؤں سرخ گلال کر گیا۔

وہ بری طرح سے لرزتی اسے خود سے دور کرتی باہر کو بھاگی تھی پر اس سے پہلے ہی اس ظالم کے شکنجے میں پھنستی قیدی بنی۔

وہ کسی ریشم کی مانند اس جل پری کو اپنی بانہوں سے پھسلتا محسوس کر بے قراری سے اس کے بازو پیچھے سے تھامتااس کی پشت اپنے سینے سے لگائے۔

اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے جابجااس کے شانے پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا لمظ کی جان نکال گیا۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز کوئی آجائے گا۔"

وہ خود کو آزاد کروانے کو مچلی تھی۔پر وہ مدہوش سا سن کہاں رہاتھا۔

اس کی مزاحمت پر اس نازک جان کی کان کی لو اپنے لبوں میں دباتا اسے ساکت کر گیا۔

لمظ کو اپنے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں۔

"آئی کانٹلی ود آؤٹ یو میرے جنون۔"

وہ اس کے کان کے پیچھے اپنا لمس چھوڑتا مجنوبانہ سرگوشی کرتا لمظ کا جیسے پورا وجود اپنے زیر اثر کر گیا تھا۔

وہ آنکھیں موندے بھاری سانسیں لیتی اس کے بس میں ہوئی تھی۔

"ساحل شاہ کا عشق، بازل شاہ کی جنونیت کی میراج ہیں آپ۔"

وہ اسے ایکدم سے اپنی جانب گھماتا اس کے چہرے کے کناروں پر والہانہ انداز میں اپنا سلگتا لمس چھوڑتا دیوانگی ووارفتگی سے بولا تھا۔

"ساحل۔"

مخمور سرگوشی میں پکارا گیا تھا۔

"جی میرے عشق۔"

وہ فدا ہوتا خمار الودہ لہجے میں بولتا اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

جو مدہوش ہوتا بے حد نرمی و ملائمت سے اس پر اپنی شدتوں کے پھول نچھاور کرتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ٹانگیں بری طرح سے لرزیں تھیں اگر بازل شاہ نے اسے تھام نہ رکھا ہوتا تو یقیناً اب تک زمین بوس ہو چکی ہوتی۔

وہ ابھی مدہوشی سے اس نازک جان کو اپنی نرمیوں بھری جنبش میں لیے اس پر حاوی تھا کہ کسی کے قدموں کی آہٹ پر وہ خود پر ضبط کرتا نرمی سے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس سے دور ہوا تھا۔

"آئی مس یو جلدی روم میں آیئے گا میرے جنون بازل شاہ کی شدتیں بے تاب ہے آپ کے لیے۔"

وہ اس کی سماعت میں مجنوبانہ سرگوشی کرتا کچن سے نکل گیا۔

جبکہ وہ اس کے لفظوں کی شدت پر کپکپاتی اپنا دل تھام گئی۔ جو سرپٹ دوڑ رہا تھا۔

★★★★★

"چھوڑیں مجھے جان ابھی ہمیں فنگشن انجوائے کرنا ہے مہر آپی اور پری کے ساتھ۔"

وہ جان کے قدم اپنے روم کی جانب جاتے دیکھ منہ بسورتی بولی تھی۔

جس پر عالم راؤ نے اسے گھوری سے نوازہ تھا اس کے گھورنے پر وہ نچلا لب موڑتی رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔

عالم راؤ اس کی جان لیوا اداؤں پر مدہوش ہوتا اس کی ادائیں دیکھاتی گلابی پنکھڑیوں کو چلتے چلتے اپنی حراست میں لے گیا۔

اس افتاد پر سٹپٹاتی اس کی گردن میں ناخن گاڑ جبکہ وہ پوری شدت سے اسکی سانسوں کی مدہوش کن خوشبو اپنے سینے میں اتارتا روم کا ڈور کھولتا اسے یونہی اٹھائے روم میں داخل ہوا تھا۔

وہ اس کی بے باکیوں پر اس کی بانہوں میں بری طرح سے کپکپاتی خود سے دور بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

وہ اپنے لمس کی مجنونانہ گرفت سے اس کی جان مشکل میں کیے بیڈ پر ڈالتا جنونیت آمیز ہوتا ہر مدہوش کن سلوٹ کو سنوارتا والہانہ انداز اپنایے ہوئے تھا۔

ہیزل کو اپنا پہلو سلگتا محسوس ہوا تھا۔ رکتی سانسوں پر وہ نازک جان بری طرح سے کپکپاتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔

جس پر وہ رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا۔

آزادی پاتے ہی وہ تیزی سے رخ موڑتی تکیے پر چہرہ رکھتی اپنی بکھری سانسوں کو بحال کرنے لگی۔

اس کی پوزیشن پر عالم راؤ کی آنکھوں لو دینے لگیں تھیں۔ دوپٹہ بکھرنے پر میکسی کی بیک پر بنے چھوٹا چھوٹا تین دائرہ بنے تھے۔

جو اس کی نازک سی کمر کی نمائشیں کرواتا عالم راؤ کو مزید بہکانے کا کام سرانجام دے چکے تھے۔

وہ جھکتا اس کی نازک سی کمر پر اپنا سلگتا لمس چھوڑتا اس کی جان نکال گیا۔

وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"جان۔"

واپس مڑنا چاہا پر وہ اس کے نازک سے سراپے پر حاوی جابجا اپنی جنونیت بھری گستاخیاں کرتا اس کی جان کو آیا تھا۔

"پپ۔۔۔پلیز جان۔"

وہ ملتجی لہجے میں بولتی بمشکل مڑتی اس کے سینے میں چھپی تھی۔

"اتنی پیاری کیوں ہیں میرے کل جہان۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا دلکش چہرہ اپنے مقابل کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا نیچے کو سرکا تھا۔

وہ بمشکل بھاری سانسیں بھرتی خود کو سنبھالنے لگی۔کیونکہ مقابل اس کی جان سلگنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا۔

"مم۔۔۔میں نہیں جانتی۔آہہ جان۔"

وہ بمشکل کپکپاتے لہجے میں بول رہی تھی کہ اس دیوانے کا کے دانتوں کی چبن اپنی بیوٹی بون پر محسوس کرتی سسکی تھی۔

جو اس کے کندھے سے میکسی ہٹاتا جنونیت بھرے لمس سے اپنی دیوانگی بھرے تحفے جابجا دیتا بے صبر سا ہونے لگا تھا۔

"جان پلیز مم۔۔۔مجھے جانا ہے پلیز جان۔"

وہ اس کی دیوانگی بھری گرفت میں سہمتی ملتجی لہجے میں بولی تھی۔

جس پر وہ بمشکل خود پر ضبط کیے سر اٹھائے اس کی جانب دیکھنے لگا جو سرخ گلاب بنی اس کی بانہوں میں بکھری پڑی تھی۔

"اوکے اوکے میرے پیارے سے عشق۔ آپ انجوائے کر لیں رات کو تو میری ہی بانہوں میں آنا ہے نہ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا دلکشی سے بولتا آخر میں بے باکی سے بولتا اس کی سرخ پڑتی ناک پر لمس چھوڑتا اسے خود میں بھینچ گیا۔

جو اس کی جان لیوا گستاخیوں پر سرخ ہوتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

عالم راؤ کے لب مسکرائے تھے۔

★★★★★

"یان مجھے اتاریں ابھی۔ پلیز نہ۔"

وہ منہ کے زاویے بناتی اس کی بانہوں سے نکلنے کی سعی کرتی ملتجی لہجے میں بولی تھی۔

" بلکل نہیں مائے شائے سٹار آپ بہت شرارتی ہو گئی ہیں۔ آپ کی شرارتوں کو بریک نہ لگائی تو آپ میری جان کو آ جائیے گی۔"

وہ اس کی گستاخ اداؤں پر خود پر بمشکل ضبط کیے اسے بیک سائیڈ بنے پول کے پاس لے آیا تھا۔

"یان اب نہیں کرتی سچی۔۔ پلیز مجھے فنکشن انجوائے کرنے دیں پلیز میرے اچھے یان نہیں آپ۔"

وہ اس کے گال پر اپنا مخروطی ہاتھ رکھتی مکھن لگانے لگی یہ جانے بنا کہ اس کی شہد ٹپکاتی زبان اسے مشکل میں ڈالنے والی تھی۔

وہ اسے زمین پر اتارتا ایکدم سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے دوسرا ہاتھ اس کی نازک سی کمر کے گرد کستا ان نازک مخملی پنکھڑیوں کی مٹھاس خود میں جزب کرتا اسے قید کر گیا۔

اپنی سانسوں پر اس کی پر حدت گرفت محسوس کرتی وہ بری طرح سے جھٹپٹائی تھی۔

پر وہ بنا اس کے جھٹپٹانے جو خاطر میں لائے اس کی سانسوں کی خوشبو پوری شدت و دیوانگی سے خود میں منتقل کرتا اس نازک جان کو کپکپا کر رکھ گیا۔

ستارہ اپنے پہلو میں سلگتی دھڑکنوں پر گھبراتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔ پورا وجود جل تھل ہوا تھا۔

سانسوں کی تنگی پر جان نکلنے لگی تھی پر وہ ظالم بنا اس کی نازک جان کو اپنی جنونیت بھری جنبش اسے زلزلوں کی زد میں کیے ہوئے تھا۔

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے جس پر وہ ہوش میں آتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنے سینے پر لگاتا اس کے بالوں پر بار بار لب رکھنے لگا۔

وہ نازک جان گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی ٹوٹتی سانسیں ہموار کرنے لگی۔

پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ سانسیں الگ سے بغاوت پر اتری ہوئیں تھیں۔

"اب ادائیں دیکھائیں گی تو حرجانہ تو آدا کرنے پڑے گا نہ۔"

وہ اس کا منموہنا چہرہ اپنے سامنے کرتا اس کے گلال ہونے گال پر لب رکھتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا۔

وہ آنکھیں میچتی اس کی بڑھتی منمایوں برداشت کرنے لگی جو اس کے گال پر لب رکھے ہٹانا بھول ہی گیا تھا۔

جبکہ وہ اس مومی گڑیا کی نرماہٹ میں کھویا بار بار ایک ہی جگہ پر لب رکھتا اس کی جان ہلکان کرنے لگا تھا

۔

ستارہ کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں۔

"پلیز یان مجھے جانے دیں نہ۔"

وہ آنکھیں میچتی پھر سے ملتجی لہجے میں بولی تھی۔

"اوکے جانے دوں گا پر رات کو میری باہوں میں بس میری چلے گی۔"

وہ اس کی گردن پر جھکتا اس کی شہ رگ کو اپنے سلگتے لمس سے مہکاتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔

وہ پل میں سرخ ہوئی تھی اس کی بے باک فرمائش پر۔

پر ابھی کے لیے اسے فرار چاہیے تھا تبھی تیزی سے سر ہلا گئی جس پر ریان ملک کو ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

تبھی وہ اس کے لبوں پر جھکتا اپنا دہکتا لمس چھوڑتا ایک ہی پل میں دور ہوا تھا۔

"ڈیٹس لائک مائے گرل۔ اب آپ انجوائے کریں رات کو مل کر کریں گے انجوائے۔"

وہ آخر میں انجوائے پر خاصہ زور دیتا ستارہ کو کپکپا کر رکھ گیا وہ اسے خود سے دور کرتی وہاں سے بھاگی تھی

۔

اس کی پھرتیاں دیکھ ریان ملک کا قہقہہ بے ساخت تھا۔

★★★★★

"قسم سے بہت پیاری لگ رہی ہیں میری جاناں۔ دل چاہ رہا تھا فنگشن کو بھاڑ میں جھونکوں اور آپ کو اٹھا کر لے جاؤں۔"

آیان ملک اس کے دلکشیاں بکھرتے وجود کو دیکھ خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔مائمہ سرخ ہوئی تھی اس دیوانی کی نظروں کی تپش سے۔

جو آنکھیں میں دیوانگی ووارفتگی لیے اسے دیکھتا مغرور کر رہا تھا۔

"تو لے چلیں۔"

وہ کب سے اس کی بے قراریاں تکتی دلکشی سے مسکراتی بولی تھی۔

آیان ملک کو لگا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے لیکن اس دلفریبی سے مسکراتی اپسرا کو دیکھ یقین کر گیا۔

جو آنکھوں میں الفت واحترام کے دیے لیے اس کی جانب تکتی اسے مبہوت کر گئی تھی۔

"جو حکم مائے گرین فیری۔"

وہ مسکرا کر بولتا اپنا فون نکالتا ایک میسج چھوڑتا اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

دوسری جانب اپنی ادیان نقوی جو اپنی بانہوں میں موجود مہر کامل کو ہلکان کرنے میں مگن تھا میسج کی بیل پر بدمزہ ہوا۔

وہ بنا اسے اپنی گرفت سے آزادی دیے فون نکالتا میسج پڑھتا عالم راؤ کو وہی میسج اپنے انداز میں سینڈ کر گیا

۔

اور کچھ ہی دیر میں پورا گھر اندھیرے میں نہا گیا۔

جس کا فائدہ اٹھاتا آیان ملک مائمہ کو اپنی بانہوں میں بھرتا وہاں سے غائب ہوا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں اپنے روم میں تھے۔ وہ اسے بیڈ پر ڈالتا خود بھی اس کے پہلو میں چت گرا تھا۔

"اُف۔۔۔ آیان۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھتی کھکھلائی تھی آیان ملک مسکراتا اپنی بانہوں میں بھینچ گیا۔

جو اس کی متاعِ جاں تھی۔

"آئی لو یو جانِ آیان۔"

وہ اس کے وجود جو دوپٹہ سے آزادی دیتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدہوش کن لہجے میں بولا تھا۔

مائمہ کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔ اسے رومانوی ہوتا دیکھ۔

"اینڈ یو آر مائے سول۔"

وہ بے حد مدھم آواز میں بولی تھی کہ وہ بمشکل سن پایا تھا۔

اسے لگا جیسے اس نے کچھ غلط سنا ہو کیا وہ دلکشی کا پیکر سچ میں کچھ بولا تھا۔

"پھر سے کہہ جانم۔"

وہ سننے کا متمنی ہوا۔ وہ آنکھیں میچتی حوصلہ سمیٹنے لگی۔

"آیان۔"

مدھم آواز میں پکارا گیا تھا۔

"جی میری جان بولیں دیوانہ ہمہ تن گوش ہے۔"

وہ اس کے ہاتھوں کی نازک سی انگلیاں اپنے اہنی ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے بے صبری سے بولتا اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا۔

مائمہ کی سانسیں بھاری ہونے لگیں تھیں اس وارفتگی پر۔

"مم۔۔۔ مشکل ہے بٹ مجھے کہنا ہے کہ آئی کانٹلی ود آوٹ یو۔۔ مائمہ کو آیان ملک کا نشہ ہو گیا ہے۔ جو اب اگر نہ ملا تو میں جی نہیں پاؤں گی۔

یہ عجیب ہے کہ بچپن سے صرف ایک ہی انسان کو سوچہ ایک ہی انسان کو چاہا پر۔۔۔ وہ میرا نصیب نہیں تھا وہ تو کب کا کسی اور کا ہو چکا تھا جیسے وہ چاہتا تھا دیوانگی و جنونیت کی حد تک۔

اس لیے بھی وہ چھوٹی سی مائمہ کی چاہت بنا کیونکہ ان جھاڑیوں سے نکالنے کو بڑھتا وہ ہمدرد ہاتھ مائمہ کی زندگی سنوار گیا۔

اسے جان جیسا بھائی ملا اس کی وجہ سے اسے آیان ملک جیسا دوست اور بھائی ملا اسے تم جیسا نٹ کھٹ ساتھی ملا جو اسے روتا دیکھ اپنی شرارتوں سے ہنسا دیتا۔

وہ کچھ بولتا نہیں تھا پر فکر کرتا تھا۔شاید اس لیے کہ میں چھوٹی تھی اکیلی تھی۔

کب پیار ہوا پتا ہی نہیں چلا آیان۔۔اس میں میری کہاں غلطی تھی۔اس معصوم سی سہمی ہوئی مائمہ مجید کی جانب وہ بڑھایا ہاتھ اس کا دل نکال گیا۔

چار سال آٹھ ماہ پہلے جب جب آپ کا دل توڑا اندر ہی اندر سو سو بار مری ہوں میں۔کیونکہ مجھے آپ چاہیے تھے ہر پل ساتھ۔پر آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے اپنی ضد میں۔

میں نہیں جانتی وہ کیا احساس تھا جو مجھے آپ کی تڑپ پر اندر ہی اندر مار تا تھا۔پر بازل شاہ کے کسی اور کے ہونے پر اب یہاں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

لیکن جب آپ نے مجھے اگنور کیا تھا ان دونوں تو بہت فرق پڑا بہت تکلیف ہوئی۔

وہ اپنے دل کا حال اس پر عیاں کرتی آنکھوں نم کر گئی۔

آیان ملک نے اس کی نم سبز جھیل سی آنکھوں پر لب رکھتے اپنی عاشقی کا حق ادا کیا کہ وہ اس کی باتیں سنتا ذرہ حفانہ ہوا تھا۔

وہ سکون سے آنکھیں موند گئی اس روح رواں سے لمس پر۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا جانم کہ آپ کل کیا تھیں آپ آج میری ہیں یہ بات مجھے سکون دیتی ہے۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے متبر کر گیا۔

"مجھے عشق ہو جائے گا آیان اتنے اچھے نہ بنے پلیز۔"

وہ اس کے دل کے مقام پر لب رکھتی بے بسی سے بولی تھی آیان ملک کے لب مسکرائے تھے اس پھولوں سے لمس پر۔

"یہ سازش تو آیان ملک کرنے کو کب سے بے چین ہے۔ کہ آپ کو مجھ سے محبت نہیں عشق ہو۔"

وہ اس کے کان سے جھمکا نکالتا اس کے کان کی لو پر لب رکھتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا وہ کپکپائی تھی اس کے دہکتے لمس پر۔

دوسرا جھمکا نکالتے بھی یہی عمل دہراتا وہ اس کے وجود کو ایک ایک زیورات سے آزاد کرتا اپنا کوٹ اس کے دوپٹے کے پاس اچھالتا اس کی میکسی کو ہٹاتا اس پر سایہ فگن ہوتا دل کے مقام پر لب رکھتا پوری شدت سے اس کی دھڑکنوں پر قابض ہوا تھا۔

وہ آنکھیں میچتی بنا مزاحمت کیے اس کے گرد اپنا حصار باندھ گئی۔

دل جیسے کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا جس پر وہ ساحر قابض اس کی جان ہلکان کرنے میں مگن تھی۔

اس کی خود سپردگی پر وہ مزید شیر ہوتا اس کی ایک ایک دھڑکن پر والہانہ انداز میں دیوانگی و جنونیت بکھرتا اپنے سلگتے لمس سے بے چینی سونپتا اسے زلزلوں کی زد میں کیے ہوئے تھے۔

مائمہ کو اپنا پورا وجود بھاپ چھوڑتا محسوس ہوا۔ بے چینی و بے قراری جیسے جان کو بن آئی تھی۔

"آیان۔۔"

وہ اپنے آپ سے گھبراتی اسے پکار اٹھی۔

"جی میری جان۔"

وہ اس کی پکار پر اس کے نازک سے لبوں کی تھرتھراہٹ پر نظریں جمائے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔

جو اس کی بانہیں میں کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہی تھی۔

پورے وجود کا خون جیسے نچوڑ کر چہرے پر آگیا تھا۔میک اپ سے تیکھے نقوش ابھر کر بے حد ہوش ربا لگ رہے تھے۔

سبز جھیل سی آنکھوں پر بھرا اپنی قربت کا گلال دیکھ مدھوش ہوتا جھکا تھا اس کی بکھری بکھری سانسوں کی خوشبو اس کے تھرتھراتے لبوں کا جام اپنے سینے میں اتارتا۔

پاگل کرنے لگا۔جو اس افتاد پر اس کی پشت پر اپنے بازو حائل کرتی آنکھیں میچ گئی۔

کچھ ہی پلوں میں وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالتا لائٹ آف کرتا پھر سے بے صبر سا ہوتا جھکا تھا۔

وہ تڑپتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی جس پر وہ اس کے ہاتھ تھامتا اس کی نازک سی انگلیوں کو اپنے آہنی ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے تکیے سے لگا گیا۔

★★★★★

"قسم سے جنونِ من آپ ادیان نقوی کو تڑپا کر اپنی جان کو مشکل میں ڈالنے کی پوری تیاری کیے بیٹھی ہیں۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کے جنونی انداز میں بولا تھا۔

"قسم سے جنونِ من آپ ادیان نقوی کو تڑپا کر اپنی جان کو مشکل میں ڈالنے کی پوری تیاری کیے بیٹھی ہیں۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کے جنونی انداز میں بولا تھا۔

"دیان آپ پہلے بھی سکون کہاں کرنے دیتے ہیں۔"

وہ اس کی شدتوں سے نڈھال اس کے سینے پر مکا رسید کرتی خائف نظر آئی تھی۔

ادیان نقوی نے مخمور نظروں سے اس اپسرا کو تکا تھا جو اس کی ویران زندگی میں بہار بن کر آئی تھی۔

"ادیان نقوی کا جنون بننا آسان نہیں آپ نے خود ہی میرے شکنجے میں پناہ لی تھی۔ کیا یاد نہیں آپ کو وہ پہلی ملاقات۔"

وہ خمار آلودہ لہجے میں بولتا اس کے ٹھوڑی پر لب رکھتا اسے خود سے مزید قریب تر کر گیا۔

"میں نہیں جانتی تھی وہ آپ کا روم ہے مجھے مما نے وہاں بھیجا تھا وہاں۔"

وہ خود کو ڈیفینڈ کرتی اس کی جانب تکتی تیزی سے بولی۔

وہ اس کی آنکھوں کے قاتل واروں سے گھائل ہوتا دل تھام گیا۔

"آپ تو ازل سے میری تھیں میرے جنونِ من میری سلطنت میں قدم رکھتے ہی آپ میری قیدی بن گئیں تھیں آپ۔ پھر کیسے آپ کو فرار اختیار کرنے دیتا۔"

وہ اب ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا اس کی شہ رگ پر آپنا لمس بکھرتا مد بھرے لہجے میں بولا تھا۔

مہر کامل کو اپنا پہلو سلگتا محسوس ہوا تھا۔ سانسیں بغاوت پر اتریں بھاری ہونے لگیں تھیں۔

"آ۔۔۔ آپ عجیب تھے مم۔۔۔ مجھے خوف آتا تھا۔"

وہ کپکپاتی آواز میں بولتی ادیان نقوی کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"کس سے۔"

وہ بات بڑھانے پر آمادہ تھا۔ ساتھ ہی اس نازک جان کی جان مشکل میں کیے اس کی کالر بون کو لبوں میں دباتے چھوڑا تھا۔

وہ اس جان لیوا حرکت پر سانسیں کھینچ گئی۔ جیسے محسوس کرتا وہ ظالم بنا بار بار اسی عمل کو دہرانے لگا۔

مہر کامل کو اپنے وجود سے جان سرکتی محسوس ہوئی۔ وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی اسے باز رکھنے لگی

۔

جس پر وہ ظالم مزید جنونی انداز میں اس کی کالر بون پر اپنے لمس سے شدتیں بکھرتا اسے ہلکان کرنے لگا۔

وہ بھول گیا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہے یاد تھا تو بس اتنا کہ اس کی بانہوں میں موجود یہ مخملی پیکر اس کا عشق ہی نہیں جنون بھی تھا۔

جس کے معاملے میں وہ اس قدر پاگل تھا کہ اس کا بس چلتا تو وہ ان ہواؤں کو بھی مٹھی میں دبوچ لیتا جو اس کے جنونِ من کو چھو کر مہکتیں تھیں۔

"دد۔۔۔دیان پلیز۔"

وہ جیسے رونے کو ہوئی تھی اس سنکی کے پاگل پن سے۔وہ جان بوجھ کر اس کی جان مشکل میں ڈالتا تھا۔

اس کی پکار پر وہ ایک جھٹکے میں اسے اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کیے اپنے قریب تر کرتا جنونیت سے بولتا اس کی نازک سی کپکپاتی پنکھڑیوں کی نازکی چھنتا ہر احتجاج خود میں جزب کر گیا۔

شدت و دیوانگی سے اس کے لمس کی ہر نازکی کو اپنی جنونیت میں گم کرتا۔وہ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا

۔

اس نازک جان کی سانسوں کی خوشبو پوری شدت و دیوانگی سے خود میں منتقل کرتا مہر کامل کو قیامتوں کے زیر اثر کرنے لگا تھا۔

وہ کامنی سی پری اپنے پہلو میں اٹھتے شور و تپش سے گھبراتی سختی سے اس کی گردن سے کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچے اس کی سلگتی شدتیں برداشت کرنے لگی۔

وہ ہر چیز کا ہوش کھوئے اس میں گم کسی اور ہی جہاں پہنچ چکا تھا۔

سانسوں کی تنگی پر جان نکلنے لگی تھی پر وہ سنکی انسان ہمیشہ کی طرح اس کی نازک جان کو اپنی جنونیت بھری جنبش میں لیے آج بھی اس کی جان ہی تو نکال رہا تھا۔

اسے بے جان سا محسوس کرتا کچھ ہی پل میں وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی بیوٹی بون پر جھکتے ایک شدت بھرے بوسے سے نوار تا مہر کامل کو اپنے سینے سے لگائے اس کی پشت سہلانے لگا۔

جو آنکھیں نم کیے رونے کو تھی۔

"آپ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں دیان۔"

وہ سانسیں بہال ہونے پر نروٹھے پن سے بولی تھی جس پر وہ مسکراتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اپنے گسٹ ہاؤس کی جانب بڑھا تھا۔

آج رات ہی انھیں واپس جانا تھا۔

★★★★★

ماضی!

چار سال پہلے حفصہ ایک ایکسیڈنٹ میں اس دنیا سے جا چکی تھی۔

لمظ جو پہلے اپنے ساحل کے جانے پر بے جان ہو گئی تھی اب زندہ لاش سی بن گئی تھی۔

حفصہ کے جانے کے دو ماہ بعد ہی ابراہیم کاظمی سبرینہ نامی عورت سے شادی کر کے اسے گھر لے آئے تھے۔

اسے لمظ سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ اس بیچ ساحل کی نازک سی گڑیا سانسوں تک کی محتاج ہو گئی تھی۔

وہ ہنستی کھکھلاتی گڑیا بے جان مورت بن گئی۔
یونہی ایک دن وہ لون میں بیٹھی خلاؤں میں گم تھی جب جابر خان کی اس پر نظر پڑی تھی۔
وہ اسے دیکھتے ہی پانے کو مچل اٹھا۔ تبھی ابراہیم کاظمی سے اس کا سودا کر لیا۔
ابراہیم کاظمی کو کیا فرق پڑتا تھا وہ کونسا اس کی بیٹی تھی۔ بلکے اسے فائدہ ہی دے رہی تھی۔
"ابراہیم ڈارلنگ آپ نے یہ بہت اچھا کیا جابر خان کی بات مان کر۔ پچاس کروڑ دے رہا ہے وہ لمظ کے مجھے تو یقین ہی نہیں ارہا جس لڑکی کو میں بے کار سمجھ رہی تھی وہ جو سونے کی چڑیا نکلی۔"
وہ خوشی سے جھومتی بولی یہ جانے بنا کہ اس کے سفاک الفاظ اس نازک سی پری کی جان نکال گئے تھے۔
"ویسے بھی ڈارلنگ وہ کونسا تمھاری بیٹی ہے ہماری طرف سے وہ بھاڑ میں جائے جابر خان اس کے ساتھ جو چاہے کریں۔ بس ہمیں ہماری دولت مل جائے۔ پھر تو عیش ہی عیش۔"
وہ ابھی مزید بھول رہی تھی کہ لمظ کو اپنی دنیا گھومتی محسوس ہوئی تھی۔
تو ابراہیم کاظمی اس کے ڈیڈ نہیں تھے تو وہ کس کی بیٹی تھی۔
آنکھیں پتھر ہو گئیں۔ سانسیں بری طرح سے گھٹنے لگیں تھیں وہ زندہ رہنا نہیں چاہتی تھی۔
اس کا سودا کر دیا تھا اس کے نام نہاد باپ نے جو اس کا باپ تھا ہی نہیں۔
وہ آج تک جھوٹی زندگی جیتی آ رہی تھی۔

ئی لمظ ساتھی بدنصیب ہو گا جس نے پہلے اپنا باپ کھو دیا پھر اپنی زندگی اپنا ساحل سہاگن بننے سے پہلے ہی اجڑ گئی۔

پھر اپنی جان سے پیاری ماں اور آج وہ خود کو ہی کھو بیٹھی تھی۔

شاید یہ دنیا تھی ہی نہیں اس کی۔ وہ اگلے ہی پل لہرا کر زمین بوس ہوئی تھی۔

سبرینہ اور ابراہیم کاظمی کچھ گرنے کی آواز پر باہر آئے تھے جب لمظ کو کوریڈور میں بے سود دیکھ تیزی سے اسے اٹھے ہوسپٹل بھاگے۔

انھیں ڈر تھا کہیں لمظ نے کچھ سن نہ لیا ہو۔

پر لمظ کے ہوش میں آنے پر وہ کچھ بھی نہیں بولی تھی جس پر انھوں نے سکون کا سانس لیا۔

★★★★★

حال!

سات سال دو ماہ بعد!

"سالار یہ کیا حرکت ہے میری جان ایسا کرتا ہے کوئی اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ۔"

حرم اپنے سات سالہ بیٹے کی حرکتوں سے عاجز اسے ڈپٹتے دریافت کر رہی تھی۔

جو اپنی اوشن بلو آنکھیں میں لہو لیے خود سے چار ماہ چھوٹے زیان ملک کو گھورتا جیسے اسے مار ڈالنے کے در پر تھا۔

"مم میں نے جب اسے منع کیا تھا پری کہ ساتھ کھیلنے سے تو وہ کیوں میری بات نہیں مانتا۔"

وہ ایک سالہ پرنیاں شاہ کو اب بھی زیان ملک کے ساتھ دیکھ بڑی مشکل سے خود پر ضبط کیے بولا تھا۔

"سالار میں کیا کروں آپ کا۔ آپ اتنے ضدی کیوں ہیں آلینے دیں اپنے ڈیڈ کو۔اب وہی بات کریں گے آپ سے۔"

وہ غصے سے جھنجلائیں اسے وہیں چھوڑے پری کو اٹھاتی اندر کی جانب بڑھیں تھیں۔

سامنے ہی ہال میں اسے ہیزل نظر آئی جو اپنی گود میں سر رکھ کر بیٹھے ازلان شاہ کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔

"مام میری پرنسس کب آئے گی۔"

وہ ہر دوسرے دن اس سے سوال گو ہوتا۔حرم مسکرائی تھی۔

"بس کچھ ہی دن میں میری جان آپ کی پرنسس اس دنیا میں آجائے گی۔"

حرم جھک کر اس کی پیشانی چومتی بولیں تھیں۔ہیزل سرخ ہوتی مسکرائی تھی۔

"حرم مم میں اپنی بہن کسی کو نہیں دوں گا وہ بس میری ہی ہے اوکے۔"

وہ ہیزل سے لپٹتا پہلے ہی آگاہ کر رہا تھا حرم نفی میں سر ہلاتی مسکرائی تھی ایک یہ راؤز اور ان کی پوزیسونس۔۔

"اور سب سے پہلے اسے میں اٹھاؤ گا۔"

وہ اپنی گرے آنکھوں میں مسروریت لیے بے حد خوش نظر آیا تھا۔

"ٹھیک ہے میرے پیارے گڈے۔"

حرم کو اپنا پوتا بہت پیارا تھا جو خوبخو جان کی کاپی تھا۔

"ازی۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا چھ سالہ سہراب شاہ کی پکار پر وہ اٹھا تھا۔

ان دونوں کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی سب کا کہنا تھا وہ دوسرے عالم راؤ اور بازل شاہ ہیں۔

ہیزل کے لب مسکرائے تھے اسے دیکھ وہ ہیزل کو بے حد پیارا تھا شاید وہ اسے اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز تھا۔

ہیزل کو دیکھتا وہ جھٹ سے اس کی جانب آیا تھا۔

"میری جان کہاں سے آرہا ہے میرا گڈا۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتی اس کے سرخ سفید گال پر لب رکھتی الفت و محبت سے پوچھنے لگی۔

"ماہ کو کھانا کھلا رہا تھا۔ پر وہ روئے جا رہی تھی تو مام کو دے آیا۔"

وہ سکون سے بولتا ہیزل سے پیار بٹورنے لگا۔ وہ اپنی پھوپھو کا دیوانہ تھا۔ ہیزل نے اس کے سنہری بال سہلائے تھے۔

"اب بول بھی چکو سہراب۔"

وہ اپنی ماں کو مسلسل سہراب شاہ پر پیار لٹاتے دیکھ جھنجھلایا تھا۔

پتہ نہیں اس کی ماں کو یہ سنہری بلا اس سے زیادہ پیارا کیوں تھا۔

تبھی ہانیہ ملک منہ بسورتی اندر آئی تھی مائمہ بھی اس کے پیچھے ہی تپی اندر آئی تھی۔

"کیا ہوا ہانی میری جان۔"

حرم اس کی سبز آنکھوں میں نمی دیکھ پیار سے دریافت کرنے لگیں جس پر وہ اس کے پاس آتی ان کے کندھے میں منہ چھپا گئی۔

"حرل مم مام نے مالا۔"

(حرم مم مام نے مارا)

وہ شکایت لگاتی پھر سے سسکنے لگی تھی۔

"مام یہ بہت تنگ کرنے لگی ہے ابھی کچھ ہی دیر پہلے اسے وہ کپڑے پہنا کر ریڈی کر کے گئی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ مٹی سے کھیلتی اپنی حالت بگاڑ آئی تھی۔

"مائمہ میری جان وہ بچی ہے۔"

وہ ہانیہ کو اٹھاتیں اس کے گال پر بوسہ دیتیں اندر کی جانب بڑھیں۔

★★★★★

ان سات سال دو ماہ میں کچھ خاص بدلہ نہیں تھا۔

بس اس سب کی زندگیوں میں ان کے بچے بھی شامل ہو چکے تھے۔

حرم اور سلطان راؤ کو خدا نے پھر سے ایک بیٹے سے نوازا تھا جس پر سلطان راؤ تو جیسے گہرے صدمے سے چلے گئے۔

جس پر عالم راؤ تو انھیں چڑھانے میں ہر وقت کوئی کسر نہیں چھوڑ تا تھا۔

عالم راؤ کو اپنا چھوٹا سا بھائی بے حد پیارا تھا اس کا نام بھی عالم راؤ نے ہی رکھا تھا۔

عالم راؤ اور ہیزل کا ایک بیٹا اذلان راؤ تھا اور بہت جلد ان کے بیچ ایک ننھی پری آنے والی تھی جس کا سب کو شدت سے انتظار تھا۔

بازل شاہ اور لمظ کا ایک بیٹا سہراب شاہ اور دو ٹونز بیٹیاں تھیں۔ پرنیاں شاہ اور ماہ پارہ شاہ جو دونوں ایک سی تھیں انھیں پہچانا آسان بھی نہیں تھا اور مشکل بھی نہیں۔

وہ ایسے کیونکہ پرنیاں شاہ کے بالوں کا رنگ بلکل لمظ جیسا سیاہ تھا جبکہ آنکھیں سنہری بازل شاہ پر تھیں۔

لیکن ماہ پارہ شاہ کے بال اور آنکھیں بلکل بازل شاہ سی تھیں۔ وہ دنوں لمظ اور ہیزل کا ملا جلا مکسچر تھیں۔

ایک انوکھا روپ لیے اس دنیا میں اتری پریاں تھی۔

جن میں بازل شاہ کی جان قید تھی۔

اکثر باہر کے لوگ کنفیوز ہو جاتے کہ ان میں سے پرنیاں شاہ کون ہے اور ماہ پارہ شاہ کون ہے۔

ریان ملک اور ستارہ کا ایک ایک ہی بیٹا زیان ملک تھا۔

جبکہ آیان ملک اور مائمہ کو اللہ نے ایک پیاری سی سبز جھیل سی آنکھوں والی بیٹی عطا کی تھی جو اپنی شرارتوں سے اپنی ماں کی ناک میں دم کیے رکھتی تھی۔

زندگیاں پر سکون ہو گئی تھیں۔

سدرہ اور احمد بشیر لندن میں شفٹ ہو گئے تھے وہاں وہ دونوں مل اپنا ایک ریسٹورنٹ چلاتے تھے۔

ہر سال کے دو ماہ وہ پاکستان میں گزارتے تھے۔

★★★★★

مائمہ میرے جان کیوں اتنا غصہ کرتی ہیں یار۔"

آیان ملک اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے نرمی و الفت سے بولا تھا۔

"آیان آپ کی لاڈلی بے حد تنگ کرتی ہے مجھے۔ایک منٹ جو وہ سکون سے بیٹھ جائے۔"

وہ جھنجھلائی ہوئی تھی سخت شادی کے چار سال بعد وہ ان کی زندگی میں آئی تھی آیان ملک کو عشق تھا اپنی بیٹی سے۔

پیار تو مائمہ بھی بے حد کرتی تھی اسے وہ اس کے وجود کا حصہ تھی۔لیکن اس کی شرارتوں سے وہ سخت عاجز آجاتی تھی۔

میرے سکون وہ ابھی چھوٹی ہے یار۔اس کی شرارتوں میں تو تمھارے آیان کی جان بستی ہے میرے سکون۔"

وہ اس کی ٹھوڑی لب رکھتا ہنوز انداز میں بولا تھا۔

"تو اب وہ آپ کو مجھ سے زیادہ پیاری ہو گئی آیان آپ کی جان میں ہوں۔"
وہ اس کی شرٹ کا کالر مٹھیوں میں دبوچتی جنونی انداز میں بولی تھی۔
آیان ملک اس کی پوزیسونس پر مسکرا تھا وہ ایسی ہی بن گئی تھی اب تو آیان ملک کو عادت ہو گئی تھی۔
"افکورس میرے سکون آپ ہی جان ہیں میری۔ اتنا غصہ کس لیے ہے جب جانتی ہیں۔"
وہ اس کے رخسار پر لب رکھتا الفت و محبت سے بولا تھا وہ آنکھیں موندے اس کے شافی لمس کو خود میں جزب ہوتا محسوس کرنے لگی۔
"وہ عزیز بھی زیادہ اس لیے ہے کیونکہ وہ میری محبوب ترین بیوی کے وجود کا حصہ ہے میرے سکونِ بے حد۔"
وہ اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا الفت و وارفتگی سے بولا تھا۔ مائمہ کو اپنا دل اپنے ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا تھا۔
"پر پھر بھی آپ میرے ہیں آیان۔۔۔ آپ صرف میرے ہیں۔ آپ کے بنا مائمہ کچھ بھی نہیں ہے آیان۔ بس میرے رہیں نہ پلیز۔"
وہ عجیب جنونی انداز تھا آیان ملک نے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا جھکتے نرمی و ملائمت سے اس کے تمام الفاظ خود میں جزب کیا تھا۔

بے حد ملائمت و وارفتگی سے وہ اس کے لمس کی ہر نرمی چراتا اس کی کمر کے گرد اپنا حصار مظبوط ترین کرتا اٹھا کر اپنے مقابل کر گیا۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کو شانوں سے دبوچتی لرزتی آنکھیں میچ گئی۔

کچھ ہی پلوں میں وہ خود کو سیراب کرتا اور اسے کام کرتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گی۔

"اتنا نہیں سوچا کریں آیان ملک بس آپ کا ہی ہے میرے سکون۔"

وہ اس کی پشت سہلاتا الفت و محبت سے بولا تھا وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی

۔

"آپ نہیں جانتے آیان آپ کے بنا تو مائمہ کو سانس بھی نہیں آتی اب۔"

وہ اوپر کو ہوتی اس کی پیشانی پر لب رکھتی دیوانگی و وارفتگی سے بولی تھی۔

"دیدمام مدے تس نہیں ترتی۔ دید کو ترتی۔"

(ڈیڈ مام مجھے کس نہیں کرتی۔ ڈیڈ کو کرتی)

چھوٹی سی باریک آواز پر۔ دونوں نے چونک کر نیچے کی جانب دیکھا جہاں وہ ہاتھ میں چاکلیٹ پکڑے آیان کی جینز کھینچتی ہونٹ موڑتی شکائتی انداز میں بولی تھی۔

مائمہ نے خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو بلو جینز کے اوپر پنک کلر کی ٹاپ پہنے براؤن چھوٹے چھوٹے بالوں کی پونیاں کیے۔ جس کے ہاتھ منہ کپڑے سب چاکلیٹ سے بھرے پڑے تھے۔

آیان ملک مسکراتا جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے سرخ سپید دونوں گال چوم گیا۔

"بٹ ڈیڈ تو کس کرتے ہیں نہ اپنی پرنسس کو۔"

وہ اس کی چھوٹی سی ناک پر لب رکھتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔

جس پر وہ اس کے گال پر لب رکھتی کھکھلائی تھی۔

"دید بھی دندے ہو دئے مام۔"

(ڈیڈ بھی گندے ہو گے مام۔)

وہ اس کے گال پر لگی چاکلیٹ دیکھ کھکھلاتی ہوئی بولی تھی۔

مائمہ کے لب مسکرائے تھے۔ جس پر وہ اس کی جانب ہاتھ پھیلاتی ہمکنے لگی۔

جس پر وہ مسکراتی اسی تھام گئی۔

"مام کی گندی اولاد کبھی کب سدھرے گی۔"

وہ اسے خود میں بھینچتی واش روم کی جانب بڑھتے پیار سے بولی تھی۔

جس پر وہ مزید کھکھلاتی اس کے گال پر بھی لب رکھ گئی۔

آیان ملک کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ وہ ہمشیہ ہی ایسا کرتی تھی ایک پل کو آگ بگولہ ہوتی دوسرے ہی پل اس سے پیار جتا رہی ہوتی تھی۔

★★★★★

"ازی میرا بچہ آپ نے ماہ کو دیکھا میں نے اسے بیڈ پر لٹایا تھا پری وہیں ہے پر وہ کہیں نظر نہیں آ رہی ہے۔"

لمظ اپنے روم سے نکلتی ازلان عالم کو دیکھ دریافت کرنے لگی جو ابھی اپنے روم سے نکلا تھا۔

"نو سویٹ ممانی میں نے نہیں دیکھا۔"

وہ نفی میں سر ہلاتا بولا تھا۔

"آہ یہ لڑکی کہاں چلی گئی۔"

وہ ابھی بولی ہی تھی کہ اسے چیخ کی آواز آئی تھی وہ اندر بھاگی۔

پر سامنے کا منظر تکتی وہ بھی اپنا دل تھام چکی تھی۔

کیونکہ ماہ پارہ صاحبہ اپنے پورے چہرے ہو کاجل اور سرخ لپ اسٹک سے رنگے پرنیاں کی گال پر پیار کرنے کو جھکی ہوئی تھی۔

اور پرنیاں شاید اسے نہ پہچانتے چیخنے میں مصروف تھی۔ جب سے ان دونوں کو پاؤں لگے تھے ناک میں دم کیے رکھتیں تھیں لمظ کے۔

اور اپنے ڈیڈ کے سامنے وہ ایسے بن جاتیں جیسے معصومیت توان دونوں پر تمام تھی۔

ازلان عالم جو اس کے پیچھے آیا تھا ماہ پارہ جو دیکھ بمشکل اپنی ہنسی ضبط کر پایا تھا کیونکہ ہر دوسرے دن اسے فری میں کارٹون دیکھنے کو ملتے تھے۔

"ماہ۔۔"

وہ اس کی جانب آتی اسے پرنیاں سے دور کرتی ازلان عالم کو پرنیاں کے پاس رہنے کا بول خود اسے لیے واش روم میں گھسی تھی۔

"پری بھائی کا پیارا بچہ۔۔۔ آجاؤ بھائی پاس۔"

وہ پرنیاں شاہ کو اٹھاتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔

جب سامنے ہی ہال میں اسے سالار سلطان بیٹھا نظر آیا جو خاصہ تپا ہوا گیا۔

خیر ازلان عالم کے چھوٹے سے چچا جان ہر وقت انگارے چبائے رکھتے تھے۔

پرنیاں کے رونے کی آواز سنتا وہ ایکدم سے سیدھا ہوتا مڑا تھا جہاں ازلان عالم اسے اٹھائے بہلانے کی کوشش میں تھا۔

وہ اسے روتا دیکھ تڑپتا اس کی جانب آیا تھا۔

"ہیے پری کیا ہوا۔"

وہ اسے ازلان عالم سے لیتا خود اٹھا گیا جس پر وہ اس کے کندھے پر سر رکھتی رونے لگی۔

"میری پری کو کس نے مارا۔۔"

وہ اس کی کمر سہلاتا دریافت کرنے لگا۔ وہ بنا کچھ کہے سونے لگی تھی۔

وہ اسے لیے اِدھر اُدھر گھومتا اسے چپ تو کروا گیا لیکن اس کا چھوٹا سا وجود نیند میں بھی سسکیاں لے رہا تھا۔

جب بازل شاہ عالم راؤ کے ساتھ کوئی بات کرتا اندر داخل ہوا تھا۔

وہ جو کچی نیند میں تھی بازل شاہ کی آواز سماعت میں پڑتے ہی وہ پھر سے رو دی۔

"دیدا۔۔"

(ڈیڈا)

وہ روتی ہوئی بازل شاہ کو پکارنے لگی۔بازل شاہ تیزی سے اس کی جانب آتا اسے سالار سلطان سے لیتا اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے آنسو سے تر چہرہ پر بے تحاشا بوسے دیتا خود میں بھینچ گیا۔

سالار سلطان سے اپنی مٹھیاں کسیں تھیں۔اس کا دل چاہا وہ ہر چیز کو آگ لگا دے۔

"پالامالا۔"

(پارامارا)

اپنی سنہری آنکھوں میں آنسو لیے وہ اپنے باپ کے آتے ہی شکایتوں کی پوٹلی کھول گئی۔

"ہم ابھی پوچھتے ہیں پارا کو کیوں مارا میری جان کو۔"

وہ اس کی چھوٹی سی سرخ ناک چھومتا بولا تھا۔عالم راؤ نے مسکراتے اس چھوٹی سی گڑیا کو دیکھا تھا جس کے لیے وہ اپنے چھوٹے سے بھائی جنونی طبیعت دیکھ ابھی سے خوفزدہ تھا۔

کیونکہ بازل شاہ کی جان اپنی دونوں پریوں میں قید تھی۔

ایک نظر سالار سلطان کو تکتا وہ اس کی جانب آیا تھا جو چھوٹی سی پیشانی پر بل ڈالے انتہائی خفگی سے سارے منظر کو دیکھ رہا تھا۔

جھک کر اسے اٹھاتے اس کی چھوٹی سی بل دار پیشانی پر لب رکھے تھے۔

"جان میں بچہ نہیں ہوں۔"

کے لب مسکرائے تھے۔

وہ بہت اڑیل ساتھا خود کو اٹھانے پر یونہی خفگی دیکھتا۔

"ہاں سارا بزنس آپ جناب کے ہی تو کندھوں پر ہے سالار سلطان صاحب۔"

وہ اسے صوفے پر کھڑا کرتا طنزیہ انداز میں بولا تھا جس پر وہ اسے گھور کر رہ گیا۔

"اور آپ جناب ازلان عالم صاحب یہاں آئیں گے ذرہ۔"

ازلان عالم کو تکتے اسے پکارا تھا۔

"یس ڈیڈ۔"

وہ ہمہ تن گوش ہوا۔

"آپ کو سکول میں کیا کرنے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔"

وہ بڑے ضبط سے گویا ہوا۔

"اس نے خود لڑائی شروع کی تھی ڈیڈ۔"

وہ عالم راؤ کی بات سمجھتا سکون سے بولا تھا۔

"ازلان آپ نے اس لڑکے کی انگلی توڑ دی سریسلی ازلان عالم۔۔۔"

وہ کرختگی سے بولا تھا۔

"ڈیڈ اس نے مجھے انگلی دیکھائی اور آپ کے بارے میں بری بات کی تو میں نے اس کی انگلی توڑ دی۔"

وہ نہایت سکون سے بولا تھا اس کی بات سنتے بازل شاہ کے لب مسکرائے تھے کیونکہ وہ بھی تو ایسا ہی تھا بچپن میں۔اس کے بھانجے نے بہت کی عادات اس نے پک کی تھیں۔

عالم راؤ نے اپنے ہد حرام بیٹے کو ضبط سے جبڑے بھینچے۔

"سہراب شاہ کہاں ہے۔"

وہ بمشکل اپنے غصے کو ضبط کیے بولا تھا بازل شاہ چونکا۔تو کیا اس کا بیٹا بھی باز نہیں آیا تھا۔

آہ۔۔۔وہ کیسے بھول سکتا تھا وہ اسی کا بیٹا تھا جس نے ابھی سے اپنے باپ کو ناکوں چنے چبوا کر رکھ دیے تھے۔

"میں یہاں ہوں جان ماموں۔"

وہ شدت کچن میں تھا عالم راؤ کی آواز پر فوراً سے باہر نکلا تھا۔

"سہراب شاہ یہاں تشریف لائیں آپ بھی ذرہ۔"

وہ درشتی سے بولا تھا جس پر وہ سر جھکائے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"آپ بھی بتا دیں جب ازلان عالم صاحب نے اس لڑکے کی انگلی توڑ ہی دی تو آپ نے اس کا سر کیوں پھاڑا۔"

عالم راؤ نے دانت پیستے دریافت کیا۔

"بیکوز وہ ازی کو مارنا چاہتا تھا اپنے دوستوں کے ساتھ۔"

وہ سر جھکائے سکون سے بولا تھا۔ بازل شاہ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے عالم راؤ کے آگ بگولہ چہرے کو دیکھا۔

ابھی تو اسے اپنے چھوٹے بھائی کے کارناموں کا علم نہیں ہوا تھا۔

"لیواٹ بھائی وہ یہی ریزرو کرتے تھے۔"

سالار سلطان چڑتے بولا تھا۔ عالم راؤ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا تھا۔

"سالار سلطان آپ بھی تھے وہاں اور ایسا تو نہیں ہو سکتا آپ نے شرافت دیکھائی ہو۔"

وہ مشکوک انداز میں بولا تھا۔

"نوجان چاچو بڑی نہیں تھے۔"

زیان ملک نے صوفے کے پیچھے سے سر نکالتے فوراً اس کی گواہی دی۔

"بڑی کے بچے تم تو کل سکول گئے ہی نہیں تمھیں کیسے پتہ۔"

عالم راؤ نے اسے آنکھیں دیکھائیں تھیں۔ جس پر وہ کھسیانی ہنسی ہنستا بازل شاہ کی ٹانگوں سے چمٹا تھا۔

"بھائی میں نے بس اس کے بڑے بھائی کو سمجھایا تھا۔"

وہ معصومیت سے بولا جو سالار سلطان میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی تھی۔

"او اچھا بس ڈرایا تھا کیسے ذرہ روشنی ڈالیں گے۔"

وہ استہزاء انداز میں بولا تھا۔

"اس کے زخم پر نمک لگایا تھا بس۔"

وہ اپنا سر کھجلاتا سکون سے بولا جب ایک اڑتا ہوا جوتا اس کی جانب آیا تھا اور اس کی کمر کو سلامی دیتا گرا تھا۔

وہ کراہ کر رہ گیا جانتا تھا کون ہے ہو ہوائی فائرنگ کہاں سے ہوئی ہے۔

"ناخنجار یہ کس نے بتانا تھا کہ اسے زخمی بھی تم ہی نے کیا تھا۔"

سلطان راؤ غصے سے دھاڑے تھے۔

"ڈیڈ اس کے بھائی کا سارا قصور تھا اسی نے اکسایا تھا اپنے بھائی کو ازی کو مارنے کے لیے۔"

وہ اپنی پشت رگڑتا صوفے کی دوسری جانب گھوما تھا کچھ بعید نہیں تھا وہ اس کی پھنٹی لگا دیتے۔

"جی ہاں تم سب تو دودھ کے دھلے ہوئے ہو۔"

وہ دوسرا جوتا نکالتے ازلان عالم کو مارے کے چکر میں تھے جب وہ اسے اپنی جانب کھینچتا بچا گیا۔

"جان جوتے نکال کر مجھ دو جلدی۔"

وہ عالم راؤ کی جانب آتے غصے سے سرخ ہوتے بولے تھے۔

"بڑے بابا سچ میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔"

سہراب شاہ نے بھی آواز اٹھائی۔

"یہ لیں ڈیڈ۔"

عالم راؤ نے فوراً اپنے جوتے ان کے حوالے کیے جو اب کہ اڑتا سہراب کی جانب آیا تھا جس پر وہ مڑتا اس سے پہلے بھاگتا ٹھک سے اس کی کمر پر لگا تھا۔

سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"بڑے بابا یار آہستہ ماریں اتنی زور کی لگی ہے۔"

وہ اپنی پشت سہلاتا مظلومیت سے بولا تھا۔ بازل شاہ مسکراتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔

"رکو تم سب ذرہ۔"

وہ مزید ٹھکائی کرنے کے موڈ میں تھے جب وہ تینوں گدے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوئے تھے۔

زیان ملک کو کب کا غائب ہو چکا تھا۔

"پریشان کر کے رکھ دیا ہے اس ناخنجاروں نے۔"

وہ ترشی سے بولتے اپنے روم کی جانب بڑھے۔

★★★★★

"یان سب اچھا ہو گیا ہے نہ۔"

وہ سوئے ہوئے زیان ملک کو تکتی پر سکون سی اس کے سینے پر سر رکھے بولی تھی۔

"ہاں سب ٹھیک ہے پر پتا نہیں تمھارا بیٹا کب بڑا ہو گا۔"

وہ تاسف سے سوئے زیان کو تکتے بولا تھا۔ جس ہر وہ مسکرائی تھی۔

"وہ ابھی چھوٹا ہے یان۔"

وہ معصومیت سے بولی تھی۔ ریان ملک نے جھکتے اس کی پیشانی چومی تھی۔

"سالار، ازلان، اور سحر اب بھی تو چھوٹے ہیں میری جان۔"

اس کی آنکھوں پر لب رکھتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا وہ بوکھلائی تھی۔

"یان۔"

وہ مدھم آواز میں احتجاج آمیز کوئی تھی۔

"شش۔۔ آواز نہیں ورنہ وہ شیطان کا نانا اٹھ جائے گا۔"

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا دوسری جانب سے گھومتا زیان ملک کو اٹھائے اس کے چھوٹے سے بیڈ پر ڈال گیا۔

خود واپس اس کی جانب آتا اس کے پہلو میں دراز ہوتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا۔

"یان بابا ماما کی بہت یاد آتی ہے۔"

وہ نم لہجے میں بولی تھی۔ زیان کی پیدائش کے وقت وہ ریان ملک کو اپنی یاداشت واپس آنے کا بتا کر اپنے ماما بابا کے اس دنیا سے جانے پر پھر سے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

ریان ملک نے بڑی محبت و الفت سے اسے سنبھالا تھا۔

"میرے سٹار رونا نہیں ہے آپ نے جب بھی یاد آئے دعا کیا کریں۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا الفت و محبت سے بولا تھا۔

"میں خوش نصیب ہوں یان جو خدا نے مجھے آپ کے حصے میں ڈالا۔ آپ میرا بن مانگی اس دعا سے ہیں جو شاید خدا نے مجھے میری کسی نیکی کا صلہ دیا ہے۔

اگر میرے ماما بابا کو مجھ سے چھینا تو آپ سا عظیم اور پیارا ہمسفر بھی نوازا۔"

وہ اس کے دل کے مقام پر لب رکھتی الفت سے بولتی ریان ملک کو سرشار کر گئی۔

"آئی لو یو یان۔"

وہ بولتی شرم سے سرخ ہوتی آنکھیں میچ گئی۔

ریان ملک کے لب کھل کر مسکرائے تھے۔

"آئی لو یو ٹو مائے شائے سٹار۔"

وہ اسے تکیے پر ڈالتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں ہو خراجِ تحسین دینے کو جھکا تھا۔

وہ نازک سی پری اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی آنکھیں میچتی اپنے من محرم کی شدت و دیوانگی محسوس کرنے لگی۔

جو دیوانہ وار اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں اتارتا خود میں جزب کرنے لگا۔

"قسم سے جنونِ من آپ ادیان نقوی کو تڑپا کر اپنی جان کو مشکل میں ڈالنے کی پوری تیاری کیے بیٹھی ہیں۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کے جنونی انداز میں بولا تھا۔

"دیان آپ پہلے بھی سکون کہاں کرنے دیتے ہیں۔"
وہ اس کی شدتوں سے نڈھال اس کے سینے پر مکا رسید کرتی خائف نظر آئی تھی۔

ادیان نقوی نے مخمور نظروں سے اس اپسرا کو تکا تھا جو اس کی ویران زندگی میں بہار بن کر آئی تھی۔

"ادیان نقوی کا جنون بننا آسان نہیں آپ نے خود ہی میرے شکنجے میں پناہ لی تھی۔ کیا یاد نہیں آپ کو وہ پہلی ملاقات۔"

وہ خمار آلودہ لہجے میں بولتا اس کے ٹھوڑی پر لب رکھتا اسے خود سے مزید قریب تر کر گیا۔

"میں نہیں جانتی تھی وہ آپ کا روم ہے مجھے مما نے وہاں بھیجا تھا وہاں۔"

وہ خود کو ڈیفینڈ کرتی اس کی جانب تکتی تیزی سے بولی۔

وہ اس کی آنکھوں کے قاتل واروں سے گھائل ہوتا دل تھام گیا۔

"آپ تو ازل سے میری تھیں میرے جنونِ من میری سلطنت میں قدم رکھتے ہی آپ میری قیدی بن گئیں تھیں آپ۔ پھر کیسے آپ کو فرار اختیار کرنے دیتا۔"

وہ اب ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا اس کی شہ رگ پر اپنا لمس بکھرتا مد بھرے لہجے میں بولا تھا۔

مہر کامل کو اپنا پہلو سلگتا محسوس ہوا تھا۔ سانسیں بغاوت پر اتریں بھاری ہونے لگیں تھیں۔

"آ۔۔۔ آپ عجیب تھے مم۔۔۔مجھے خوف آتا تھا۔"
وہ کپکپاتی آواز میں بولتی ادیان نقوی کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"کس سے۔"
وہ بات بڑھانے پر آمادہ تھا۔ ساتھ ہی اس نازک جان کی جان مشکل میں کیے اس کی کالر بون کو لبوں میں دباتے چھوڑا تھا۔

وہ اس جان لیوا حرکت پر سانسیں کھینچ گئی۔ جیسے محسوس کرتا وہ ظالم بنا بار بار اسی عمل کو دہرانے لگا۔

مہر کامل کو اپنے وجود سے جان سرکتی محسوس ہوئی۔ وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی اسے باز رکھنے لگی۔

جس پر وہ ظالم مزید جنونی انداز میں اس کی کالر بون پر اپنے لمس سے شدتیں بکھرتا اسے ہلکان کرنے لگا۔

وہ بھول گیا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہے یاد تھا تو بس اتنا کہ اس کی بانہوں میں موجود یہ مخملی پیکر اس کا عشق ہی نہیں جنون بھی تھا۔

جس کے معاملے میں وہ اس قدر پاگل تھا کہ اس کا بس چلتا تو وہ ان ہواؤں کو بھی مٹھی میں دبوچ لیتا جو اس کے جنونِ من کو چھو کر مہکتیں تھیں۔

"دد۔۔۔دیان پلیز۔"
وہ جیسے رونے کو ہوئی تھی اس سنکی کے پاگل پن سے۔وہ جان بوجھ کر اس کی جان مشکل میں ڈالتا تھا۔

اس کی پکار پر وہ ایک جھٹکے میں اسے اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کیے اپنے قریب تر کرتا جنونیت سے بولتا اس کی نازک سی کپکپاتی پنکھڑیوں کی نازکی چنتا ہر احتجاج خود میں جزب کر گیا۔

شدت و دیوانگی سے اس کے لمس کی ہر نازکی کو اپنی جنونیت میں گم کرتا۔وہ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا۔

اس نازک جان کی سانسوں کی خوشبو پوری شدت و دیوانگی سے خود میں منتقل کرتا مہر کامل کو قیامتوں کے زیر اثر کرنے لگا تھا۔

وہ کامنی سی پری اپنے پہلو میں اٹھتے شور و تپش سے گھبراتی سختی سے اس کی گردن سے کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچے اس کی سلگتی شدتیں برداشت کرنے لگی۔

وہ ہر چیز کا ہوش کھوئے اس میں گم کسی اور ہی جہاں پہنچ چکا تھا۔

سانسوں کی تنگی پر جان نکلنے لگی تھی پر وہ سنکی انسان ہمیشہ کی طرح اس کی نازک جان کو اپنی جنونیت بھری جنبش میں لیے آج بھی اس کی جان ہی تو نکال رہا تھا۔

اسے بے جان سا محسوس کرتا کچھ ہی پل میں وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی بیوٹی بون پر جھکتے ایک شدت بھرے بوسے سے نوارتا مہر کامل کو اپنے سینے سے لگائے اس کی پشت سہلانے لگا۔

جو آنکھیں نم کیے رونے کو تھی۔

"آپ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں دیان۔"

وہ سانسیں بحال ہونے پر نروٹھے پن سے بولی تھی جس پر وہ مسکراتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اپنے گسٹ ہاؤس کی جانب بڑھا تھا۔

آج رات ہی انھیں واپس جانا تھا۔

★★★★★

ماضی!

چار سال پہلے حفصہ ایک ایکسیڈنٹ میں اس دنیا سے جا چکی تھی۔

لمظ جو پہلے اپنے ساحل کے جانے پر بے جان ہو گئی تھی اب زندہ لاش سی بن گئی تھی۔

حفصہ کے جانے کے دوماہ بعد ہی ابراہیم کاظمی سبرینہ نامی عورت سے شادی کرکے اسے گھرلے آئے تھے۔

اسے لمظ سے خداواسطے کا بیر تھا۔اس بیچ ساحل کی نازک سی گڑیاسانسوں تک کی محتاج ہوگئ تھی۔

وہ ہنستی کھکھلاتی گڑیا بے جان مورت بن گئی۔
یوہنی ایک دن وہ لون میں بیٹھی خلاؤں میں گم تھی جب جابر خان کی اس پر نظر پڑی تھی۔

وہ اسے دیکھتے ہی پانے کو مچل اٹھا۔ تبھی ابراہیم کاظمی سے اس کا سوداکرلیا۔

ابراہیم کاظمی کو کیا فرق پڑتا تھاوہ کونسا اس کی بیٹی تھی۔بلکے اسے فائدہ ہی دے رہی تھی۔

"ابراہیم ڈارلنگ آپ نے یہ بہت اچھا کیا جابر خان کی بات مان کر۔پچاس کروڑدے رہاہے وہ لمظ کے مجھے تو یقین ہی نہیں ارہاجس لڑکی کو میں بے کار سمجھ رہی تھی وہ جو سونے کی چڑیانکلی۔"

وہ خوشی سے جھومتی بولی یہ جانے بنا کہ اس کے سفاک الفاظ اس نازک سی پری کی جان نکال گئے تھے
۔

"ویسے بھی ڈارلنگ وہ کونسا تمھاری بیٹی ہے ہماری طرف سے وہ بھاڑ میں جائے جابر خان اس کے ساتھ جو چاہے کریں۔بس ہمیں ہماری دولت مل جائے۔پھر تو عیش ہی عیش۔"

وہ ابھی مزید بھول رہی تھی کہ لمظ کو اپنی دنیا گھومتی محسوس ہوئی تھی۔

تو ابراہیم کاظمی اس کے ڈیڈ نہیں تھے تو وہ کس کی بیٹی تھی۔

آنکھیں پھتر ہو گئیں۔سانسیں بری طرح سے گھٹنے لگیں تھیں وہ زندہ رہنا نہیں چاہتی تھی۔

اس کا سودا کر دیا تھا اس کے نام نہاد باپ نے جو اس کا باپ تھا ہی نہیں۔

وہ آج تک جھوٹی زندگی جیتی آ رہی تھی۔

کیا کوئی لمظ سا تھی بدنصیب ہو گا جس نے پہلے اپنا باپ کھو دیا پھر اپنی زندگی اپنا ساحل سہاگن بننے سے پہلے ہی اجڑ گئی۔

پھر اپنی جان سے پیاری ماں اور آج وہ خود کو ہی کھو بیٹھی تھی۔

شاید یہ دنیا تھی ہی نہیں اس کی۔وہ اگلے ہی پل لہرا کر زمین بوس ہوئی تھی۔

سبرینہ اور ابراہیم کاظمی کچھ گرنے کی آواز پر باہر آئے تھے جب لمظ کو کوریڈور میں بے سود دیکھ تیزی سے اسے اٹھے ہوسپٹل بھاگے۔

انھیں ڈر تھا کہیں لمظ نے کچھ سن نہ لیا ہو۔

پر لمظ کے ہوش میں آنے پر وہ کچھ بھی نہیں بولی تھی جس پر انھوں نے سکون کا سانس لیا۔

★★★★★

حال!

سات سال دوماہ بعد!

"سالار یہ کیا حرکت ہے میری جان ایسا کرتا ہے کوئی اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ۔"

حرم اپنے سات سالہ بیٹے کی حرکتوں سے عاجز اسے ڈپٹتے دریافت کر رہی تھی۔

جو اپنی اوشن بلو آنکھیں میں لہو لیے خود سے چار ماہ چھوٹے زیان ملک کو گھورتا جیسے اسے مار ڈالنے کے در پر تھا۔

"مم میں نے جب اسے منع کیا تھا پری کہ ساتھ کھیلنے سے تو وہ کیوں میری بات نہیں مانتا۔"

وہ ایک سالہ پرنیاں شاہ کواب بھی زیان ملک کے ساتھ دیکھ بڑی مشکل سے خود پر ضبط کیے بولا تھا۔

"سالار میں کیا کروں آپ کا۔ آپ اتنے ضدی کیوں ہیں آلینے دیں اپنے ڈیڈ کو۔اب وہی بات کریں گے آپ سے۔"

وہ غصے سے جھنجلائیں اسے وہیں چھوڑے پری کو اٹھاتی اندر کی جانب بڑھیں تھیں۔

سامنے ہی ہال میں اسے ہیزل نظر آئی جو اپنی گود میں سر رکھ کر بیٹھے ازلان شاہ کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔

"مام میری پرنسس کب آئے گی۔"
وہ ہر دوسرے دن اس سے سوال گو ہوتا۔ حرم مسکرائی تھی۔

"بس کچھ ہی دن میں میری جان آپ کی پرنسس اس دنیا میں آجائے گی۔"

حرم جھک کر اس کی پیشانی چومتی بولیں تھیں۔ ہیزل سرخ ہوتی مسکرائی تھی۔

"حرم مم میں اپنی بہن کسی کو نہیں دوں گا وہ بس میری ہی ہے اوکے۔"

وہ ہیزل سے لپٹتا پہلے ہی آگاہ کر رہا تھا حرم نفی میں سر ہلاتی مسکرائی تھی ایک یہ راؤز اور ان کی پوزیسونس۔۔

"اور سب سے پہلے اسے میں اٹھاؤ گا۔"
وہ اپنی گرے آنکھوں میں مسروریت لیے بے حد خوش نظر آیا تھا۔

"ٹھیک ہے میرے پیارے گڈے۔"
حرم کو اپنا پوتا بہت پیارا تھا جو خوبخو جان کی کاپی تھا۔

"ازی۔۔۔"
اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا چھ سالہ سہراب شاہ کی پکار پر وہ اٹھا تھا۔

ان دونوں کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی سب کا کہنا تھا وہ دوسرے عالم راؤ اور بازل شاہ ہیں۔

ہیزل کے لب مسکرائے تھے اسے دیکھ وہ ہیزل کو بے حد پیارا تھا شاید وہ اسے اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز تھا۔

ہیزل کو دیکھتا وہ جھٹ سے اس کی جانب آیا تھا۔

"میری جان کہاں سے آرہا ہے میرا گڈا۔"
وہ اسے اپنے ساتھ لگاتی اس کے سرخ سفید گال پر لب رکھتی الفت و محبت سے پوچھنے لگی۔

"ماہ کو کھانا کھلا رہا تھا۔ پر وہ روئے جارہی تھی تو مام کو دے آیا۔"

وہ سکون سے بولتا ہیزل سے پیار بٹورنے لگا۔ وہ اپنی پھوپھو کا دیوانہ تھا۔ ہیزل نے اس کے سنہری بال سہلائے تھے۔

"اب بول بھی چکو سہراب ۔"
وہ اپنی ماں کو مسلسل سہراب شاہ پر پیار لٹاتے دیکھ جھنجھلایا تھا۔

پتہ نہیں اس کی ماں کو یہ سنہری بلااس سے زیادہ پیارا کیوں تھا۔

تبھی ہانیہ ملک منہ بسورتی اندر آئی تھی مائمہ بھی اس کے پیچھے ہی تپی اندر آئی تھی۔

"کیا ہوا ہانی میری جان۔"
حرم اس کی سبز آنکھوں میں نمی دیکھ پیار سے دریافت کرنے لگیں جس پر وہ اس کے پاس آتی ان کے کندھے میں منہ چھپا گئی۔

"حرل مم مام نے مالا۔"
)حرم مم مام نے مارا(
وہ شکایت لگاتی پھر سے سسکنے لگی تھی۔

"مام یہ بہت تنگ کرنے لگی ہے ابھی کچھ ہی دیر پہلے اسے وہ کپڑے پہنا کر ریڈی کر کے گئی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ مٹی سے کھیلتی اپنی حالت بگاڑ آئی تھی۔

"مائمہ میری جان وہ بچی ہے۔"
وہ ہانیہ کو اٹھاتیں اس کے گال پر بوسہ دیتیں اندر کی جانب بڑھیں۔
★★★★★

ان سات سال دو ماہ میں کچھ خاص بدلہ نہیں تھا۔

بس اس سب کی زندگیوں میں ان کے بچے بھی شامل ہو چکے تھے۔

حرم اور سلطان راؤ کو خدا نے پھر سے ایک بیٹے سے نوازا تھا جس پر سلطان راؤ تو جیسے گہرے صدمے سے چلے گئے۔

جس پر عالم راؤ تو انھیں چڑھانے میں ہر وقت کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا۔

عالم راؤ کو اپنا چھوٹا سا بھائی بے حد پیارا تھا اس کا نام بھی عالم راؤ نے ہی رکھا تھا۔

عالم راؤ اور ہیزل کا ایک بیٹا اذلان راؤ تھا اور بہت جلد ان کے بیچ ایک ننھی پری آنے والی تھی جس کا سب کو شدت سے انتظار تھا۔

بازل شاہ اور لمظ کا ایک بیٹا سہر اب شاہ اور دو ٹونز بیٹیاں تھیں۔ پرنیاں شاہ اور ماہ پارہ شاہ جو دونوں ایک سی تھیں انھیں پہچانا آسان بھی نہیں تھا اور مشکل بھی نہیں۔

وہ ایسے کیونکہ پرنیاں شاہ کے بالوں کا رنگ بلکل لمظ جیسا سیاہ تھا جبکہ آنکھیں سنہری بازل شاہ پر تھیں۔

لیکن ماہ پارہ شاہ کے بال اور آنکھیں بلکل بازل شاہ سی تھیں۔ وہ دنوں لمظ اور ہیزل کا ملا جلا مکسچر تھیں۔ ایک انوکھا روپ لیے اس دنیا میں اتری پریاں تھی۔

جن میں بازل شاہ کی جان قید تھی۔

اکثر باہر کے لوگ کنفیوز ہو جاتے کہ ان میں سے پرنیاں شاہ کون ہے اور ماہ پارہ شاہ کون ہے۔

ریان ملک اور ستارہ کا ایک ایک ہی بیٹازیان ملک تھا۔

جبکہ آیان ملک اور مائمہ کو اللہ نے ایک پیاری سی سبز جھیل سی آنکھوں والی بیٹی عطا کی تھی جو اپنی شرارتوں سے اپنی ماں کی ناک میں دم کیے رکھتی تھی۔

زندگیاں پرسکون ہو گئی تھیں۔
سدرہ اور احمد بشیر لندن میں شفٹ ہو گئے تھے وہاں وہ دونوں مل اپنا ایک ریسٹورنٹ چلاتے تھے۔

ہر سال کے دو ماہ وہ پاکستان میں گزارتے تھے۔

★★★★★

مائمہ میرے جان کیوں اتنا غصہ کرتی ہیں یار۔"
آیان ملک اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے نرمی والفت سے بولا تھا۔

"آیان آپ کی لاڈلی بے حد تنگ کرتی ہے مجھے۔ایک منٹ جو وہ سکون سے بیٹھ جائے۔"

وہ جھنجھلائی ہوئی تھی سخت شادی کے چار سال بعد وہ ان کی زندگی میں آئی تھی آیان ملک کو عشق تھا اپنی بیٹی سے۔

پیار تو مائمہ بھی بے حد کرتی تھی اسے وہ اس کے وجود کا حصہ تھی۔لیکن اس کی شرارتوں سے وہ سخت عاجز آجاتی تھی۔

میرے سکون وہ ابھی چھوٹی ہے یار۔اس کی شرارتوں میں تو تمھارے آیان کی جان بستی ہے میرے سکون۔"

وہ اس کی ٹھوڑی لب رکھتا ہنوز انداز میں بولا تھا۔

"تو اب وہ آپ کو مجھ سے زیادہ پیاری ہوگئی آیان آپ کی جان میں ہوں۔"

وہ اس کی شرٹ کا کالر مٹھیوں میں دبوچتی جنونی انداز میں بولی تھی۔

آیان ملک اس کی پوزیسونس پر مسکرا تھا وہ ایسی ہی بن گئی تھی اب تو آیان ملک کو عادت ہو گئی تھی۔

"افکورس میرے سکون آپ ہی جان ہیں میری۔ اتنا غصہ کس لیے ہے جب جانتی ہیں۔"

وہ اس کے رخسار پر لب رکھتا الفت و محبت سے بولا تھا وہ آنکھیں موندے اس کے شافی لمس کو خود میں جزب ہوتا محسوس کرنے لگی۔

"وہ عزیز بھی زیادہ اس لیے ہے کیونکہ وہ میری محبوب ترین بیوی کے وجود کا حصہ ہے میرے سکونِ بے حد۔"

وہ اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا الفت و وارفتگی سے بولا تھا۔ مائمہ کو اپنا دل اپنے ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا تھا۔

"پر پھر بھی آپ میرے ہیں آیان۔۔۔ آپ صرف میرے ہیں۔ آپ کے بنا مائمہ کچھ بھی نہیں ہے آیان۔ بس میرے رہیں نہ پلیز۔"

وہ عجیب جنونی انداز تھا آیان ملک نے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا جھکتے نرمی و ملائمت سے اس کے تمام الفاظ خود میں جزب کیا تھا۔

بے حد ملائمت و وارفتگی سے وہ اس کے لمس کی ہر نرمی چراتا اس کی کمر کے گرد اپنا حصار مظبوط ترین کرتا اٹھا کر اپنے مقابل کر گیا۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کو شانوں سے دبوچتی لرزتی آنکھیں میچ گئی۔

کچھ ہی پلوں میں وہ خود کو سیراب کرتا اور اسے کام کرتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گی۔

"اتنا نہیں سوچا کریں آیان ملک بس آپ کا ہی ہے میرے سکون۔"

وہ اس کی پشت سہلاتا الفت و محبت سے بولا تھا وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی
۔

"آپ نہیں جانتے آیان آپ کے بنا تو مائمہ کو سانس بھی نہیں آتی اب۔"

وہ اوپر کو ہوتی اس کی پیشانی پر لب رکھتی دیوانگی و وارفتگی سے بولی تھی۔

"دید مام مدے تس نہیں ترتی۔ دید کو ترتی۔"
)ڈیڈ مام مجھے کس نہیں کرتی۔ ڈیڈ کو کرتی(

چھوٹی سی باریک آواز پر۔ دونوں نے چونک کر نیچے کی جانب دیکھا جہاں وہ ہاتھ میں چاکلیٹ پکڑے آیان کی جینز کھینچتی ہونٹ موڑتی شکائتی انداز میں بولی تھی۔

مائمہ نے خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو بلو جینز کے اوپر پنک کلر کی ٹاپ پہنے براؤن چھوٹے چھوٹے بالوں کی پونیاں کیے۔ جس کے ہاتھ منہ کپڑے سب چاکلیٹ سے بھرے پڑے تھے۔

آیان ملک مسکراتا جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے سرخ سپید دونوں گال چوم گیا۔

"بٹ ڈیڈ تو کس کرتے ہیں نہ اپنی پرنسس کو۔"
وہ اس کی چھوٹی سی ناک پر لب رکھتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔

جس پر وہ اس کے گال پر لب رکھتی کھکھلائی تھی۔

"دید بھی دندے ہو دئے مام۔"
)ڈیڈ بھی گندے ہو گے مام۔(
وہ اس کے گال پر لگی چاکلیٹ دیکھ کھکھلاتی ہوئی بولی تھی۔

مائمہ کے لب مسکرائے تھے۔ جس پر وہ اس کی جانب ہاتھ پھیلاتی ہمکنے لگی۔

جس پر وہ مسکراتی اسی تھام گئی۔

"مام کی گندی اولاد کبھی کب سدھرے گی۔"
وہ اسے خود میں بھینچتی واش روم کی جانب بڑھتے پیار سے بولی تھی۔

جس پر وہ مزید کھکھلاتی اس کے گال پر بھی لب رکھ گئی۔

آیان ملک کی ہنسی بے ساخت تھی۔وہ ہمشیہ ہی ایسا کرتی تھی ایک پل کو آگ بگولہ ہوتی دوسرے ہی پل اس سے پیار جتا رہی ہوتی تھی۔

★★★★★

"ازی میرا بچہ آپ نے ماہ کو دیکھا میں نے اسے بیڈ پر لٹایا تھا پری وہیں ہے پر وہ کہیں نظر نہیں آ رہی"۔

لمظ اپنے روم سے نکلتی ازلان عالم کو دیکھ دریافت کرنے لگی جو ابھی اپنے روم سے نکلا تھا۔

"نو سویٹ ممانی میں نے نہیں دیکھا۔"
وہ نفی میں سر ہلاتا بولا تھا۔

" آہ یہ لڑکی کہاں چلی گئی۔"
وہ ابھی بولی ہی تھی کہ اسے چیخ کی آواز آئی تھی وہ اندر بھاگی۔

پر سامنے کا منظر تکتی وہ بھی اپنا دل تھام چکی تھی۔

کیونکہ ماہ پارہ صاحبہ اپنے پورے چہرے ہو کاجل اور سرخ لپ اسٹک سے رنگے پرنیاں کی گال پر پیار کرنے کو جھکی ہوئی تھی۔

اور پرنیاں شاید اسے نہ پہچانتے چیخنے میں مصروف تھی۔ جب سے ان دونوں کو پاؤں لگے تھے ناک میں دم کیے رکھتیں تھیں لمظ کے۔

اور اپنے ڈیڈ کے سامنے وہ ایسے بن جاتیں جیسے معصومیت تو ان دونوں پر تمام تھی۔

ازلان عالم جو اس کے پیچھے آیا تھا ماہ پارہ جو دیکھ بمشکل اپنی ہنسی ضبط کر پایا تھا کیونکہ ہر دوسرے دن اسے فری میں کارٹون دیکھنے کو ملتے تھے۔

"ماہ۔۔"

وہ اس کی جانب آتی اسے پرنیاں سے دور کرتی ازلان عالم کو پرنیاں کے پاس رہنے کا بول خود اسے لیے واش روم میں گھسی تھی۔

"پری بھائی کا پیارا بچہ۔۔۔ آجاؤ بھائی پاس۔"

وہ پرنیاں شاہ کو اٹھاتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔

جب سامنے ہی ہال میں اسے سالار سلطان بیٹھا نظر آیا جو خاصہ تپا ہوا گیا۔

خیر ازلان عالم کے چھوٹے سے چچا جان ہر وقت انگارے چبائے رکھتے تھے۔

پرنیاں کے رونے کی آواز سنتا وہ ایکدم سے سیدھا ہوتا مڑا تھا جہاں ازلان عالم اسے اٹھائے بہلانے کی کوشش میں تھا۔

وہ اسے روتا دیکھ تڑپتا اس کی جانب آیا تھا۔

"ہیے پری کیا ہوا۔"
وہ اسے ازلان عالم سے لیتا خود اٹھا گیا جس پر وہ اس کے کندھے پر سر رکھتی رونے لگی۔

"میری پری کو کس نے مارا۔۔"
وہ اس کی کمر سہلاتا دریافت کرنے لگا۔ وہ بنا کچھ کہے سونے لگی تھی۔

وہ اسے لیے اِدھر اُدھر گھومتا اسے چپ تو کروا گیا لیکن اس کا چھوٹا سا وجود نیند میں بھی سسکیاں لے رہا تھا۔

جب بازل شاہ عالم راؤ کے ساتھ کوئی بات کرتا اندر داخل ہوا تھا۔

وہ جو کچی نیند میں تھی بازل شاہ کی آواز سماعت میں پڑتے ہی وہ پھر سے رو دی۔

"دیدا۔۔"

)ڈیڈا(.

وہ روتی ہوئی بازل شاہ کو پکارنے لگی۔بازل شاہ تیزی سے اس کی جانب آتا اسے سالار سلطان سے لیتا اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے آنسو سے تر چہرہ پر بے تحاشا بوسے دیتا خود میں بھینچ گیا۔

سالار سلطان سے اپنی مٹھیاں کسیں تھیں۔اس کا دل چاہا وہ ہر چیز کو آگ لگا دے۔

"پالامالا۔"

)پارامارا(

اپنی سنہری آنکھوں میں آنسو لیے وہ اپنے باپ کے آتے ہی شکایتوں کی پوٹلی کھول گئی۔

"ہم ابھی پوچھتے ہیں پارا کو کیوں مارا میری جان کو۔"

وہ اس کی چھوٹی سی سرخ ناک چھومتا بولا تھا۔عالم راؤ نے مسکراتے اس چھوٹی سی گڑیا کو دیکھا تھا جس کے لیے وہ اپنے چھوٹے سے بھائی جنونی طبیعت دیکھ ابھی سے خوفزدہ تھا۔

کیونکہ بازل شاہ کی جان اپنی دونوں پریوں میں قید تھی۔

ایک نظر سالار سلطان کو تکتا وہ اس کی جانب آیا تھا جو چھوٹی سی پیشانی پر بل ڈالے انتہائی خفگی سے سارے منظر کو دیکھ رہا تھا۔

جھک کر اسے اٹھاتے اس کی چھوٹی سی بل دار پیشانی پر لب رکھے تھے۔

"جان میں بچہ نہیں ہوں۔"
اس کے اٹھانے پر وہ خفا ہوا تھا عالم راؤ کے لب مسکرائے تھے۔

وہ بہت اڑیل سا تھا خود کو اٹھانے پر یونہی خفگی دیکھتا۔

"ہاں سارا بزنس آپ جناب کے ہی تو کندھوں پر ہے سالار سلطان صاحب۔"

وہ اسے صوفے پر کھڑا کرتا طنزیہ انداز میں بولا تھا جس پر وہ اسے گھور کر رہ گیا۔

"اور آپ جناب ازلان عالم صاحب یہاں آئیں گے ذرہ۔"

ازلان عالم کو تکتے اسے پکارا تھا۔

"یس ڈیڈ۔"

وہ ہمہ تن گوش ہوا۔

"آپ کو سکول میں کیا کرنے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔"

وہ بڑے ضبط سے گویا ہوا۔

"اس نے خود لڑائی شروع کی تھی ڈیڈ۔"

وہ عالم راؤ کی بات سمجھتا سکون سے بولا تھا۔

"ازلان آپ نے اس لڑکے کی انگلی توڑ دی سریسلی ازلان عالم۔۔۔"

وہ کرختگی سے بولا تھا۔

"ڈیڈ اس نے مجھے انگلی دیکھائی اور آپ کے بارے میں بری بات کی تو میں نے اس کی انگلی توڑ دی۔"

وہ نہایت سکون سے بولا تھا اس کی بات سنتے بازل شاہ کے لب مسکرائے تھے کیونکہ وہ بھی تو ایسا ہی تھا بچپن میں۔ اس کے بھانجے نے بہت کی عادات اس نے پک کی تھیں۔

عالم راؤ نے اپنے ہڈ حرام بیٹے کو ضبط سے جبڑے بھینچے۔

"سہراب شاہ کہاں ہے۔"
وہ بمشکل اپنے غصے کو ضبط کیے بولا تھا بازل شاہ چونکا۔ تو کیا اس کا بیٹا بھی باز نہیں آیا تھا۔

آہ۔۔۔ وہ کیسے بھول سکتا تھا وہ اسی کا بیٹا تھا جس نے ابھی سے اپنے باپ کو ناکوں چنے چبوا کر رکھ دیے تھے۔

"میں یہاں ہوں جان ماموں۔"

وہ شدت کچن میں تھا عالم راؤ کی آواز پر فوراً سے باہر نکلا تھا۔

"سہراب شاہ یہاں تشریف لائیں آپ بھی ذرہ۔"
وہ درشتی سے بولا تھا جس پر وہ سر جھکائے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"آپ بھی بتا دیں جب ازلان عالم صاحب نے اس لڑکے کی انگلی توڑ ہی دی تو آپ نے اس کا سر کیوں پھاڑا۔"

عالم راؤ نے دانت پیستے دریافت کیا۔

"بیکوز وہ ازی کو مارنا چاہتا تھا اپنے دوستوں کے ساتھ۔"
وہ سر جھکائے سکون سے بولا تھا۔ بازل شاہ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے عالم راؤ کے آگ بگولہ چہرے کو دیکھا۔

ابھی تو اسے اپنے چھوٹے بھائی کے کارناموں کا علم نہیں ہوا تھا۔

"لیواٹ بھائی وہ یہی ریزرو کرتے تھے۔"

سالار سلطان چڑتے بولا تھا۔عالم راؤنے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا تھا۔

"سالار سلطان آپ بھی تھے وہاں اور ایسا تو نہیں ہو سکتا آپ نے شرافت دیکھائی ہو۔"

وہ مشکوک انداز میں بولا تھا۔

"نوجان چاچو بڑی نہیں تھے۔"

زیان ملک نے صوفے کے پیچھے سے سر نکالتے فوراًاس کی گواہی دی۔

"بڑی کے بچے تم تو کل سکول گئے ہی نہیں تمھیں کیسے پتہ۔"

عالم راؤنے اسے آنکھیں دیکھائیں تھیں۔ جس پر وہ کھسیانی ہنسی ہنستا بازل شاہ کی ٹانگوں سے چمٹا تھا۔

"بھائی میں نے بس اس کے بڑے بھائی کو سمجھایا تھا۔"

وہ معصومیت سے بولا جو سالار سلطان میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی تھی۔

"اواچھابس ڈرایا تھا کیسے ذرہ روشنی ڈالیں گے۔"

وہ استہزاء انداز میں بولا تھا۔

"اس کے زخم پر نمک لگایا تھابس۔"

وہ اپنا سر کھجلاتا سکون سے بولا جب ایک اڑتا ہوا جوتا اس کی جانب آیا تھااور اس کی کمر کو سلامی دیتا گرا تھا۔

وہ کراہ کر رہ گیا جانتا تھا کون ہے ہو ہوائی فائرنگ کہاں سے ہوئی ہے۔

"ناخنجار یہ کس نے بتانا تھا کہ اسے زخمی بھی تم ہی نے کیا تھا۔"

سلطان راؤ غصے سے دھاڑے تھے۔

"ڈیڈ اس کے بھائی کا سارا قصور تھا اسی نے اکسایا تھا اپنے بھائی کو ازی کو مارنے کے لیے۔"

وہ اپنی پشت رگڑتا صوفے کی دوسری جانب گھوما تھا کچھ بعید نہیں تھا وہ اس کی پھنٹی لگا دیتے۔

"جی ہاں تم سب تو دودھ کے دھلے ہوئے ہو۔"

وہ دوسرا جوتا نکالتے ازلان عالم کو مارے کے چکر میں تھے جب وہ اسے اپنی جانب کھینچتا بچا گیا۔

"جان جوتے نکال کر مجھ دو جلدی۔"

وہ عالم راؤ کی جانب آتے غصے سے سرخ ہوتے بولے تھے۔

"بڑے بابا سچ میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔"

سہراب شاہ نے بھی آواز اٹھائی۔

"یہ لیں ڈیڈ۔"

عالم راؤ نے فوراً اپنے جوتے ان کے حوالے کیے جواب کہ اڑتا سہراب کی جانب آیا تھا جس پر وہ مڑتا اس سے پہلے بھاگتا ٹھک سے اس کی کمر پر لگا تھا۔

سب کا قہقہہ بے ساخت تھا۔

"بڑے بابا یار آہستہ ماریں اتنی زور کی لگی ہے۔"
وہ اپنی پشت سہلاتا مظلومیت سے بولا تھا۔بازل شاہ مسکراتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔

"رکو تم سب ذرہ۔"
وہ مزید ٹھکائی کرنے کے موڈ میں تھے جب وہ تینوں گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوئے تھے۔

زیان ملک کو کب کا غائب ہو چکا تھا۔

"پریشان کر کے رکھ دیا ہے اس ناخنجاروں نے۔"

وہ ترشی سے بولتے اپنے روم کی جانب بڑھے۔

★★★★★

"یان سب اچھا ہو گیا ہے نہ۔"
وہ سوئے ہوئے زیان ملک کو تکتی پر سکون سی اس کے سینے پر سر رکھے بولی تھی۔

"ہاں سب ٹھیک ہے پر پتا نہیں تمھارا بیٹا کب بڑا ہو گا۔"
وہ تاسف سے سوئے زیان کو تکتے بولا تھا۔ جس پر وہ مسکرائی تھی۔

"وہ ابھی چھوٹا ہے یان۔"
وہ معصومیت سے بولی تھی۔ ریان ملک نے جھکتے اس کی پیشانی چومی تھی۔

"سالار، ازلان، اور سہر اب بھی تو چھوٹے ہیں میری جان۔"

اس کی آنکھوں پر لب رکھتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا وہ بوکھلائی تھی۔

"یان۔"
وہ مدھم آواز میں احتجاج آمیز کوئی تھی۔

"شش۔۔ آواز نہیں ورنہ وہ شیطان کا نانا اٹھ جائے گا۔"
وہ اسے بیڈ پر ڈالتا دوسری جانب سے گھومتا زیان ملک کو اٹھائے اس کے چھوٹے سے بیڈ پر ڈال گیا۔

خود واپس اس کی جانب آتا اس کے پہلو میں دراز ہوتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا۔

"یان بابا ماما کی بہت یاد آتی ہے۔"
وہ نم لہجے میں بولی تھی۔ زیان کی پیدائش کے وقت وہ ریان ملک کو اپنی یاداشت واپس آنے کا بتا کر اپنے ماما بابا کے اس دنیا سے جانے پر پھر سے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

ریان ملک نے بڑی محبت و الفت سے اسے سنبھالا تھا۔

"میرے سٹار رونا نہیں ہے آپ نے جب بھی یاد آئے دعا کیا کریں۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا الفت و محبت سے بولا تھا۔

"میں خوش نصیب ہوں یان جو خدا نے مجھے آپ کے حصے میں ڈالا۔ آپ میرا ابن مانگی اس دعا سے ہیں جو شاید خدا نے مجھے میری کسی نیکی کا صلہ دیا ہے۔

اگر میرے ماما بابا کو مجھ سے چھینا تو آپ سا عظیم اور پیارا ہمسفر بھی نوازا۔"

وہ اس کے دل کے مقام پر لب رکھتی الفت سے بولتی ریان ملک کو سرشار کر گئی۔

"آئی لو یو یان۔"

وہ بولتی شرم سے سرخ ہوتی آنکھیں میچ گئی۔

ریان ملک کے لب کھل کر مسکرائے تھے۔

"آئی لو یو ٹو مائے شائے سٹار۔"
وہ اسے تکیے پر ڈالتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں ہو خراجِ تحسین دینے کو جھکا تھا۔

وہ نازک سی پری اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی آنکھیں میچتی اپنے من محرم کی شدت و دیوانگی محسوس کرنے لگی۔

جو دیوانہ وار اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں اتارتا خود میں جزب کرنے لگا۔

★★★★★

وہ جھک کر اپنی دونوں شہزادیوں کی پیشانی پر لب رکھتا محبت بھری نظروں سے ان کی جانب دیکھنے لگا جو اسے جان سے زیادہ پیاری تھیں۔

لمظ مدھم سا مسکراتی اس کی جانب آئی تھی وہ جانتی تھی اس کے ساحل کی جان بستی تھی اپنی بیٹیوں میں۔

ساحل سا تھا۔

" کتنی پیاری ہیں لمظ ۔۔۔ میں بے حد شکر گزار ہوں میرے جنون ان خوبصورت تحفوں کے لیے لیے ".

وہ اس کھتائی آنکھوں والی کانچ سی پری کو خود میں بھینچتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا جس پر وہ مسکراتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔

" آپ کا شکریہ مجھے میری پہچان لوٹانے کے لیے میری بے نشان ذات کا حصہ تلاشنے کے لیے۔لمظ ابراہیم کاظمی نہیں بلکہ لمظ شہیر شاہ ہوں یہ بتانے کے لیے۔"

وہ بولتی آنکھیں نم کر گئی دو سال پہلے ہی بازل شاہ نے اسے ہر حقیقت سے آشنائی دیتے بتایا تھا کہ اس کے بابا ایک بہادر سپائی تھے جو اپنے وطن پر اپنی جان قربان کر گئے تھے۔

"شش۔۔۔میرے جنون آنسو نہیں۔۔"
وہ اس کے نم عارضوں کو چومتا درشتی سے بولا تھا وہ اس کے جنونی لمس پر لرزتی پلکیں جھکا گئی۔

"آپ جانتی ہیں نہ بازل شاہ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے پر اپنی مرمڈ کی آنکھوں میں آنسو نہیں۔"

وہ اس کے سیاہ گھٹاؤں سے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا مدھوش کن لہجے میں بولا تھا۔

"جانتی ہوں میرا ساحل پاگل ہے اپنی مرمڈ کے لیے۔"
وہ کھکھلاتی مسکراتی بولی تھی بازل شاہ نے اس حسین منظر کو اپنی آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارا تھا۔

جو اس وقت میرون ڈھیلی ڈھالی سی ٹاپ پہنے ساتھ وائٹ ٹراوزر پہنے کھلی سیاہ زلفوں کے ساتھ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہ سنہری شہزادہ دل جان سے فدا ہوتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا انھیں اپنی حراست میں لیتا دوسرے بازو سے اس کی نازک سی کمر جھکڑتا اوپر کو اٹھاتا۔

مجنوبانہ انداز میں اس پر اپنی شدتوں کی آنچ نچھاور کرتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا۔

جو کپکپاتے دل کے ساتھ اس کے شانے دبوچتی آنکھیں میچتی گئی۔

وہ اسے مزید خود میں جزب کرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ لمظ کو اپنے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں۔

وہ ساحر اسے بے حد نرمی سے بیڈ پر ڈالتا جنونی ہوا تھا۔

سینے میں گھٹتی سانسوں اور ہونٹوں پر ہوتی جھلن پر وہ مچلتی اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرنے لگی تھی۔

کس پر وہ رحم کھاتا وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اسے بنا سکون کا سانس لیے اس کی شہ رگ پر جھکتا اپنے دانت گاڑ گیا۔

وہ جو پہلے ہی نڈھال سی ہو رہی تھی۔اس کی شدت آمیزی پر سسک اٹھی۔

"آئی لو یو میرے جنون۔مائے لائف لائن یو آر مائے ہارٹ۔"

وہ جا بجا اپنے سلگتے لمس کی بوچھاڑ اس کی سراخی دار گردن پر کرتا شرٹ ہٹاتا اس کے دل کے مقام پر جھکا تھا۔

لمظ کو اپنا پور پور جھل تھل ہوتا محسوس ہوا تھا پورے وجود میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں۔

جو ظالم بنا ہمشیہ کی طرح اب اسے تڑپانے کا ارادہ کرتا اس کے دل کے مقام پر بے حد نرمی و ملائمت دیکھتا اسے بے جان کرنے کے در پر ہوا تھا۔

"شش۔۔۔شاہ بب۔۔۔برے ہیں آپ۔"
وہ اس کے بال دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔

جس پر وہ اوپر کو ہوتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالتا پھر سے اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔

وہ حیا سے پلکیں جھکا گئی۔اس کا کسرتی وجود دیکھ ہمیشہ کی طرح دل کی کیفیت عجیب سی ہوئی تھی۔

"جیسا بھی ہوں جانتا ہوں آپ کا عشق ہو میرے جنون۔"
وہ اس کی نازک سی انگلیوں کے پوروں کو چومتا مخمور لہجے میں بولا تھا۔

وہ اسے بری طرح سے بہکا رہی تھی اور وہ ہوش میں بھی کہاں رہنا چاہتا تھا۔

لمظ کو لگتا تھا شاید وقت کے ساتھ ساتھ اس کی جنونیت میں شاید کمی آجائے پر وہ تو مزید پاگل پن پر اتر آیا تھا اب۔

وہ پھر سے اس کی سانسیں کھینچنے کا انتظام کرتا اس کے دل کے مقام پر دانت گھاڑتا اس کیے شانوں سے شرٹ کھینچ گیا۔

وہ آنکھیں میچتی سوائے برداشت کرنے کے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی جو اس کی رعنائیوں میں گم ہوتا اسے بھی کسی اور ہی جہاں میں لے چلا تھا۔

★★★★★

عالم راؤ نے اسے بہت مشکل سے سلایا تھا جو آج بے حد تکلیف میں رہی تھی۔

ابھی بھی چہرے پر تکلیف کے اثار لیے وہ عالم راؤ کا دل مٹھی میں لیے ہوئے تھی۔

ازلان کے بعد اس نے کہہ دیا تھا اسے مزید اپنے کل جہان کو تکلیف میں نہیں ڈالنا پر اس کے کل جہان کو بیٹی چاہیے تھی۔

جس پر وہ بہت دن اس سے ناراض بھی رہی تھی۔ لیکن وہ پھر بھی نہیں مانا تھا۔

پر شاید خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا ازلان کے چھ سال بعد وہ پھر سے امید سے ہوئی لیکن عالم راؤ سے چھپا گئی کیونکہ اسے اپنے بچے کو نہیں کھونا تھا۔

پر یہ بات کب تک چھپتی عالم راؤ کو پتہ چل ہی گئی اور وہ بہت ناراض ہوا اس سے۔

لیکن ہیزل کے آنسو عالم راؤ کے دل جو پگلا گئے۔ وہ راضی ہو گیا پر ہیزل کی تکلیف پر تڑپ اٹھتا تھا۔

وہ ابھی سوچوں میں گم تھا کہ ہیزل کسمساتی کراہی۔

"ہیزی میرے جان۔"
وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے پکار اٹھا جس کے چہرہ پسینے سے نم ہوا تھا۔

"جج۔۔۔جان مم۔۔۔مجھے بب۔۔۔بہت درد۔"
وہ بمشکل بولتی درد سے چلائی تھی عالم راؤ ایک بھی پل کی دیر کیے بنا اسے اٹھائے باہر کو بھاگا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ ہوسپٹل میں تھا۔عالم راؤ کے ساتھ ساتھ سب گھر والے سب بچے بھی موجود تھے۔

سب اشتاق سے اس ننھی پری کے انتظار میں تھے۔

جب ڈاکٹر باہر آئیں تھیں۔

"مبارک ہو آپ کے گھر ایک ننھی پری آئی ہے۔"
وہ مسکرا کر بولی تھی جس ہی کھل اٹھے تھے۔سلطان راؤ کو خوشی سے جھوم اٹھے۔

"میری وائف ڈاکٹر۔"
عالم راؤ نے بے صبری سے پوچھا۔

" شی از فائن ناؤ مسٹر راؤ۔کچھ ہی دیر میں اسے روم میں شفٹ کر دیں گے تو آپ ان سے مل سکتے ہیں۔"

تبھی ایک نرس گلابی کمبل میں لپیٹے اس ننھی سی پری کو لیے ان کی جانب آئی تھی۔

سلطان راؤ نے پھرتی سے اسے پکڑا تھا۔وہ نرم روئی سی جان بے حد خوبصورت تھی۔

سلطان راؤ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں وہ جھکتے اس کی پیشانی پر لب رکھ گئے۔

"ملکہ دیکھیں یہ تو آپ سی ہے بالکل۔"
سلطان راؤ کو وہ منظر یاد آیا تھا جب اس نے پہلی بار چھوٹی سی حرم کو دیکھا تھا۔

"سلطان ڈیڈ ہم بھی ہیں یار راہوں میں۔"
ریان ملک بے صبری سے بولا تھا۔

عالم راؤ نم آنکھوں سے مسکراتا اس چھوٹی سی پری کو دیکھ رہا تھا جو اس کی اور اس کے کل جہان کی ریاضت کا ثمر تھی۔

"نو بڑے بابا مجھے دیں میری پرنسس۔"
ازلان عالم ان کے قریب آتا بانہوں پھیلائے بولا تھا بازل شاہ اور لمظ کے لب مسکرائے تھے۔

سہراب شاہ دور سے دیکھتا بس اس ننھی سی پری کو یک ٹک گھور رہا تھا۔

سلطان راؤ نے نرمی سے اسے ازلان عالم کو پکڑتے خود ہاتھ رکھا کہیں وہ گرا ہی نہ دے۔

"یہ کتنی پیاری ہے سہراب لک۔۔"
وہ سہراب کو محاطب کرتا اسے پاس آنے کا بولنے لگا جس پر وہ سبک روی سے چلتا اس کی جانب آیا تھا۔

قریب آتا اس چھوٹی سی پری کو تکنے لگا جو سچ میں بے حد خوبصورت تھی تبھی اس چھوٹی سی پری نے آنکھیں کھولتے خود کو بغور تکتے سہراب شاہ کو اپنی نیلی جھیل سی آنکھوں سے تکا تھا۔

سب کی آنکھیں میں ستائش ابھری تھی اس کی آنکھیں بھی حرم سی تھیں وہ تو بنی بنائی حرم تھی۔

بس بال سنہری تھے۔سالار ان کے قریب آتا اسے تھام گیا۔

اس پر پہلا حق میرا ہے کیونکہ میں اس کا چھوٹا چاچو ہوں۔"
وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا رعب سے بولا تھا۔

"اور مسٹر چھوٹے چاچو میرے بارے میں کیا خیال ہے میں اس پری کا بڑا ماموں ہوں۔"

بازل شاہ اس کے ہاتھ سے ننھی گڑیا کو لیتا اسی کے انداز میں بولا تھا جس پر زمین کو گھور کر رہ گیا۔

لمظ نے بھی اسے پیار کیا تھا۔

پھر ریان اور ستارہ نے اسے اٹھاتے پیار کیا تھا جو پھر سے آنکھیں موند گئی تھی۔

"سلطان ڈیڈ کیا سچ میں حرم مم بچپن میں ایسی دکھتیں تھیں۔"

آیان ملک نے اسے اٹھائے اشتراک سے دریافت کیا تھا۔

"کیا تمھیں شک ہے چھوٹے شہزادے۔"

انھیں نے آبرو اچکاے پوچھا تھا جس پر وہ پھرتی سے نفی میں سر ہلا گیا۔

"دیکھیں ملکہ آخر کار میرا بیٹی کا خواب پورا ہوا۔"

وہ اس ننھی پری کو واپس سے اٹھاتے حرم سے بولے تھے جو آنکھوں میں نمی لیے اپنے سلطان کی خوشی کو دیکھ رہیں تھیں۔

"ایسا ہی ہے سلطان۔ آپ خوش ہیں نہ۔"

وہ ان کی گود میں موجود اس پری کو چومتیں پوچھ بیٹھیں۔

"بہت خوش اتنا خوش جتنی خوشی اپنی ملکہ کو پا کر سلطان کو ہوئی تھی۔"

وہ خوشی سے گلزار چہرہ لیے بولے تھے۔

"یہ میری آئزل ہے۔۔میری پیاری سی بیٹی اور پوتی۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے اسے نام دے گئے سب کو یہ نام بہت پسند آیا تھا عالم راؤ بھی مسکرایا تھا کیونکہ اسے بھی یہ نام پسند آیا تھا۔

★★★★★

وہ اس چھوٹی سی پری کو اٹھائے روم میں آیا تھا جہاں اس کی گولڈن ڈول نیم جان سی پڑی تھی۔

"ہیزی میرے جہاں دیکھیں ہماری بیٹی۔"
وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا آئزل کو ہیزل کے سامنے کرتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔

وہ تکلیف میں بھی مسکرائی تھی اس کی بیٹی تھی وہ اسے یقین نہیں آیا تھا۔

"جان یہ بہت پیاری ہے۔۔۔ی۔۔۔یہ ہماری بیٹی ہے نہ۔"

وہ جیسے بے یقینی سے تھی عالم راؤنے بیڈ ک کراؤن اوپر کو اٹھاتے آئزل کو اس کی گود میں رکھا تھا۔

"تھینک یو میرے جہاں مجھے یہ خوبصورت سا تحفہ دینے کے لیے"
وہ اس کی نم آنکھیں چومتا محبت والفت سے بولا تھا۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

وہ نرمی سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھتا اسے سرخ کر گیا
۔

"جانتی ہو ڈیڈ نے اس کا نام بھی رکھ دیا۔"
وہ متبسم لہجے میں بولا تھا۔

"کیا سچ میں۔"
وہ خیراں نہیں ہوئی تھی کیونکہ انھیں تو ہیزل سے بھی زیادہ خوشی اور انتظار تھا اس ننھی پری کے دنیا میں آنے کا۔

یہاں تک کہ وہ پہلے ہی اسے بتا چکے تھے کہ وہ ان کی بیٹی اور پوتی ہو گی اس لیے اس کا نام بھی وہی رکھیں گے۔

جس پر وہ خوشی خوشی راضی ہو گئے تھے۔

"کیا رکھا جان۔"
وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی۔

"میری ہیزل کی آئزل۔ڈیڈ نے اس کا نام آئزل رکھا ہے میرے جہاں۔"

اس کے نام بتانے پر وہ بے ساختہ مسکرائی تھی۔

"یہ کس پر ہے جان۔"
وہ اسے بغور تکتی بولی تھی جو آنکھیں موندے کسمسا رہی تھی۔

"یہ میرے مم ہر ہے ڈیڈ نے بتایا یہ بلکل ان جیسی ہے بٹ اس کے بال تم سے ہیں میرے جہان۔"

وہ جھکتا اس کے بالوں پر لب رکھتا متبسم لہجے میں بولا تھا۔

تبھی اس ننھی پری نے آنکھیں وا کرتے اپنی ماں کی جانب دیکھا تھا۔

ہیزل کی آنکھیں خوشی و حیرانی سے پھٹ پڑیں۔

"جان اس کی آئز دیکھیں جان ۔۔۔ بلکل مام سی ہیں ۔۔ جان میں نے کتنی دعائیں مانگی اس کی آنکھیں مام جیسی ہوں سالار جیسی ہوں۔ دیکھیں اس کی آنکھیں ویسی ہی ہیں۔"

وہ اس قدر خوش ہوئی کہ اپنی ہر تکلیف بھول گئی۔ وہ ایسا کرتی اتنی پیاری لگی تھی کہ عالم راؤ جھکتا اس کی مسکراہٹ نرمی و ملائمت سے خود میں جزب کر گیا۔

وہ اس افتاد پر دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں میچتی گئی۔ جس کے دہکتے لمس کی نرمیاں کسی نوزائیدہ پھول سی تھیں۔

اس نازک پری کو بنا مشکل میں ڈالے اس کی سانسوں کی مہک خود میں اتارتا مدھوش ہوا تھا۔

ہیزل کو اپنا باغی دل سنبھالنا مشکل لگا تھا۔ کچھ پلوں میں خود کو سیر اب کرتا وہ اس سے دور ہوا تھا۔

"آپ میرے عشق کی وہ داستان ہیں میرے عشق جو سیر اب ہو کر بھی صدا تشنہ رہے گی۔"

وہ اس کی پیشانی سے سر ٹکائے الفت و وارفتگی سے بولا تھا۔ وہ نازک جان گہرے گہرے سانس بھرتی سرخ گلال ہو رہی تھی۔

"اور آپ میری غزل کا وہ عنوان ہے جس کے کے بنا ہر لفظ ادھورا ہے جان۔"

وہ مدھم سر گوشی میں بولتی عالم راؤ کی ٹھوڑی پر لب رکھ گئی۔

" آپ میرے لیے اس ابرِ کرم سے ہیں جان جس نے میری بنجر اور بے نام زندگی کو سیر اب کیا۔ مجھے یقین نہیں ہوتا کبھی کبھی اپنی اتنی خوش نصیبی پر۔ مجھے عام سی کے حصے آپ ساشہزادہ آیا۔"

وہ نم آنکھوں سے دیوانہ وار عالم راؤ کے خوبرو چہرے کو تکتی دیوانگی ووار فتگی سے بولی تھی۔

عالم راؤ نے جھکتے اس کے شانے پر لب رکھے تھے۔ وہ لرزی تھی۔

" آپ عام نہیں ہیں ہیں میرے جہاں آپ سکون ہیں جان سلطان کے دل کا۔ میرے آسمان کی زمین ہیں جو اگر نہ ہو تو آپ کا جان سانس بھی نہ لے پائے۔

آپ کی محبت شجرِ حیات سی ہے۔ جتنا جیتا ہوں اتنی ہی سر شاری اپنے وجود ہر نازل ہوتی محسوس کرتا ہوں۔"

وہ اس کے گردن کے گرد پر اپنا سلگتا لمس چھوڑتا مجنوبانہ سرگوشی میں بولتا ہیزل کی دھڑکنیں معمول سے بڑھا گیا۔

★★★★★

دو دن بعد ہیزل کو ہوسپٹل سے گھر لایا گیا تھا تو سب نے مل کر ہیزل اور اس ننھی پری کا شاندار استقبال کیا تھا۔
سب بے حد خوش نظر آرہے تھے۔
احمد بشیر اور سدرہ کو بھی ویڈیو کال پر اس ننھی پری کو دیکھایا گیا۔
وہ آنا چاہتے تھے لیکن کچھ مسائل کی وجہ سے ان کا آنا ابھی مشکل تھا۔
سہراب شاہ کاٹ میں رکھتی آئزل کو یک ٹک دیکھے جارہا تھا۔
"آپ نے سب سے پہلے مجھے دیکھا ہے تو اب سے آپ میری ہیں بلو فیری۔"
وہ بے حد نرمی سے اس کے رخسار کو چھوتا مدھم سرگوشی میں اس کی سماعت میں جھکتا گویا ہوا تھا۔
جس پر وہ ننھی پری مسکرائی تھی یہ جانے بنا کہ سہراب شاہ اس کی معصوم سی زندگی کو طوفانوں کے زیر اثر کرنے والا تھا۔

وقت کا چکر پھر سے گھومنے والا تھا وہ بازل شاہ کا عکس تھا جیسے نہ تو خود سکون کا سانس لینے کی عادت تھی نہ وہ خود سے جھڑی زات کو لینے دیتا تھا۔

وہیں سالار سلطان پر نیاں شاہ پر نظریں ٹکائے آنکھوں میں جنون لیے آنے والے وقت کو بھی سہار رہا تھا۔

تو کچھ فاصلے پر کھڑا ازلان عالم خاموش نظروں سے ٹیبل کو پکڑے ماہ پارہ شاہ کو دیکھتا بے تاثر سا تھا۔

ہانی زیان ملک کے ہاتھوں میں چاکلیٹ کھاتی اس کے کپڑوں سے منہ صاف کرتی کھکھلانے میں مصروف تھی جس پر وہ مسکراتا اس کے گلابی رخسار چٹاچٹ چوم ڈالتا۔

"سلطان سب کتنا اچھا لگ رہا ہے ہمارء بچے خوش ہیں مسکرا رہے ہیں مجھے سب خواب سا لگتا ہے۔"

وہ اپنے سلطان کے سینے پر سر رکھے خوشی سے بولتی آنکھیں نم کر گئیں۔

"ہششش۔۔۔میری ملکہ اب کبھی آنسو نہ دیکھوں آپ کی آنکھوں میں میں۔"

وہ ان کی نیلی آنکھوں پر لب رکھتے ڈپٹتے ہوئے بولے تھے۔

وہ مسکرا کر سامنے دیکھنے لگیں۔مائمہ مجید آیان ملک کے ہاتھوں سے کھانا کھاتی نخرے دیکھانے میں مصروف تھی۔

اور وہ خوشی خوشی اس کے ناز اٹھاتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے پھر سے کھلانے لگا تھا۔

کچھ ہی فاصلے پر ستارہ بیٹھی ریان ملک کی کسی بات سے شرماتی سرخ ہوتی سر جھکائے بیٹھی تھی اور وہ اس کا ہاتھ تھامے اس پر لب رکھتا اسے مزید شرمانے پر مجبور کر رہا تھا۔
پر ایک کونے میں بیٹھے اس کتھائیں آنکھوں والی کانچ سی گڑیا اور سنہری آنکھوں والے شہزادے کو دیکھ تو وہ بے ساختہ مسکرائی تھیں۔
جو اس کتھائی آنکھوں والی پری کو تنگ کرتا اس کے ہاتھ سے کھانا کھاتا اس کی انگلیوں کو اپنے لبوں میں دبائے بیٹھا تھا۔
اور وہ روہنسا ہوتی اس کے شانے پر مکا جڑ گئی تھی۔ جس پر وہ ہنستا اس کی انگلیوں کے پوروں پر لب رکھنے میں مصروف تھا اب

اور وہ کتھائی آنکھوں والی پری اس کی گلاب بنی اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے میں مصروف تھی جیسے ذرہ بھی شرم و حیا نہ تھی۔

اور سب سے فاصلے پر بیٹھے ان کا پیارا بیٹا جان سلطان اور اس کی گولڈن ڈول۔۔
انھیں یاد آیا تھا جب بچپن میں جان نے انھیں کہا تھا کہ اسے ہیزی اچھی لگی ہے اور وہ اس کے بڑے ہونے کا انتظار کر سکتا ہے۔

اس وقت وہ سمجھ رہیں تھیں کہ شاید وہ بھول جائے گا پر وہ نہیں بھولا تھا۔

اس نے انتظار کیا تھا اپنی فیری کا اور آج وہ اس کے حصار میں سکون سے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

وہ اس سے بہت چھوٹی تھی پر وہ بنے ہی ایک دوسرے کے لیے تھے تو انھیں تو ملنا ہی تھا۔

انھیں نے آنکھیں موندے اپنے خدا کا شکر ادا کیا تھا۔

ختم شد۔۔